

# البرکات

## شرح مشکوٰۃ

تصنیف منیعت

عارف باللہ شیخ مفتی محمد ولیا شاہ عجدین محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

محمد عبد الحکیم شرف دہلوی مولانا مفتی محمد غلام قادر  
جامعہ نظامیہ جنوبیہ لاہور - جامعہ اسلامیہ پشاور دہلی آباد لاہور

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۵ اردو بازار - لاہور پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 اُسے نوادہ جس سے منع کریں اس پر باز نہ آئے

# شرح مشکوٰۃ

تصنیف منیفہ  
 عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ  
 اردو ترجمہ

محمد عبدالحکیم شرف دہی مولانا مفتی محمد عثمان قادی  
 جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جامعہ اسلامیہ فیضیہ دہلی لاہور

ناشر

فریدیک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور (پاکستان)

## محمد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب:	اشترکات الزیادۃ فی ترمذی شرح مشکوٰۃ شریف
شرح:	شیخ الحق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی قدس سرہ
ترجمہ:	محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی مفتی محمد تقی قادری
ناشر:	فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور
کتابت:	محمد قسیم خوشنویس سنہ ۱۳۸۵ھ
پروف ریڈنگ:	مولانا ماسعود شاہ اقبال
طبع:	دہلی پرنٹرز ۱۳۸۵ھ دہلی گن روڈ، بحری پور پارک لاہور
سال اشاعت:	یکم نومبر ۱۹۶۵ء
تعداد:	ایک ہزار
بریس:	۱۴۵ روپے

ملنے کا پتہ

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

## فہرست اشعۃ اللمعات

### (جلد ششم)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۴۲	کی طرف سے قریش کے اشعار کا جواب دیتے تھے	۳۹	باب	
۴۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کی ہجو کا حکم دیا۔	۴۰	خطاب اور شعر کا بیان	
۴۴	حضرت حسان کی مدح میں ابنی کرتے ہیں۔	۴۱	پہلی فصل	
۴۵	اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے رسول کی طرف سے دفاع کرنے پر دشمنانِ دین کی ہجو اعلیٰ جہاد ہے	۴۲	بعض بیان جادو ہیں	۴۴۶
۴۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹ مبارک خلیفہ اکوادم آپ کی دعا۔	۴۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو	
۴۷	خندق کے صحابہ کرام کی جہاد پر بیعت کا اظہار	۴۴	فیض اللہ ان آدمیوں کی گفتگو	
۴۸	بڑا شعر پچھلے پچھلے سے ہی بڑا ہے	۴۵	بعض شاعر رگت پر مشتمل ہوتے ہیں۔	۴۴۷
۴۹	دوسری فصل	۴۶	بے فائدہ گفتگو کرنے والے ہلاک ہوتے ہیں۔	۴۴۸
۵۰	مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔	۴۷	اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے	۴۴۹
۵۱	حیا وادہ عاشقی مایمان کی کاوش گوئی اور زبان	۴۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار	۴۵۰
۵۲	ابنِ تھان کی شاعری ہیں۔	۴۹	سعادت فرماتے۔	
		۵۰	امیر بن ابی العتات دور جاہلیت کا شاعر	
		۵۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک سے خون نکلا۔	۴۵۱
		۵۲	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیف آئے اس کا اجر ملتا ہے۔	
		۵۳	حضرت حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵۲





صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۶۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابی کو تربیان کی حفاظت کا حکم دیا۔	۴۹۲۸ ۳۱	کسی کے منہ پر تعزیت کرنے کا طریقہ	۴۹۱۵ ۱۹
۶۲	جھوٹے آدمی سے فرشتے دور بھاگ بدلتے ہیں۔	۴۹۲۹ ۳۱	تاپسندیہ بات سے کسی مسلمان بھائی کو یاد کرنا نفیت کہلاتا ہے۔	۴۹۱۵ ۱۶
۶۳	مسلمان بھائی سے خیانت نہ کرنا	۴۹۳۰ ۳۲	غیبت کے کہتے ہیں؟	۴۹۱۶ ۱۸
۶۴	دوسرے دلوں کی قیامت کے دن مددگار کی نمائندگی نہیں ہوگی۔	۴۹۳۱ ۳۲	بڑے آدمی کو خندہ پیشانی سے ملا جائے۔	۴۹۱۶ ۱۹
۶۵	مومن میں یہ خصلتیں نہیں ہوتیں۔	۴۹۳۲ ۳۲	اعلیٰ درجہ کا کرنے والوں کی معافی نہ ہوگی۔	۴۹۱۷ ۱۹
۶۶	مومن لعنت نہیں کرتا۔	۴۹۳۳ ۳۵	دوسری نسل	۴۹۱۸ ۲۰
۶۷	اللہ تعالیٰ ان لعنت سے لعنت نہ کرو۔	۴۹۳۴ ۳۶	جھوٹ چھوڑ دینے والا جنت میں جائے گا۔	۴۹۱۸ ۲۰
۶۸	لعن علی کرنے کا دوا	۴۹۳۵ ۳۷	اللہ کا سادرا چھانق لوگوں کو جنت میں سے جائے گا۔	۴۹۱۹ ۲۱
۶۹	ہوا پر لعنت کرنے کی ممانعت	۴۹۳۶ ۳۸	اچھی بات کہنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور بڑی بات کہنے والے	۴۹۲۰ ۲۲
۷۰	کسی کی غلامیات دوسرے تک نہ پہنچائی جائے۔	۴۹۳۷ ۳۹	لے اس کی ندامت کہہ دی جاتی ہے۔	۴۹۲۰ ۲۲
۷۱	حضرت عائشہ نے حضرت صفیہ کی عیب گوئی کی بے حیائی عیب دار اور عیاد زینت بخشی	۴۹۳۸ ۴۱	لوگوں کو ہنسائے کے لیے جھوٹ بولنا تباہی ہے۔	۴۹۲۱ ۲۳
۷۲	مسلمان بھائی کو گناہ پر دروہنا اور باز رکھنا۔	۴۹۳۹ ۴۲	جھوٹ بول کر ہنسائے والا زیادہ پھسل جیتا ہے۔	۴۹۲۲ ۲۳
۷۳	مسلمان بھائی کو معیشت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہیے۔	۴۹۴۰ ۴۳	بھوکا بھرکھن سداقِ نبوت پانگیا	۴۹۲۳ ۲۵
۷۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اور کے طریقہ پر چلنا پسند نہیں تھا۔	۴۹۴۱ ۴۴	قرآن مجید میں مسکنے میں نجات ہے۔	۴۹۲۴ ۲۶
۷۵	اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود میں سمجھنا پانیے تیسری فصل	۴۹۴۲ ۴۵	اعضائے بدنہ کی نراں کے سامنے فریاد	۴۹۲۵ ۲۷
۷۶	فاسق کی تعریف کرنے پر رب تعالیٰ اداغی ہوتا ہے۔	۴۹۴۳ ۴۶	اسلام کا سن فضول باتوں کو چھوڑنے میں ہے۔	۴۹۲۶ ۲۸
۷۷			سبے فائدہ بات جنت سے دور سے جاتی ہے۔	۴۹۲۷ ۲۹

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	خیانت اور محبت کے علاوہ مومن تمام	۸۷	۲۶۴۵ ۵۶
۸۷	نصرتوں پر پیدا کی گئی ہے۔	۸۸	۲۶۴۶ ۵۸
۸۸	مومن جو مائیں ہو سکتا۔	۸۹	۲۶۴۷ ۵۹
۸۹	حضرت صفوان نے چالیس سال تک	۹۰	۲۶۴۸ ۶۰
۹۰	آرام نہیں کیا۔	۹۱	۲۶۴۹ ۶۱
۹۱	شیطان انسانی صورت میں لوگوں کے	۹۲	۲۶۵۰ ۶۲
۹۲	پاس آتا ہے۔	۹۳	۲۶۵۱ ۶۳
۹۳	بڑے سافلی سے تنہائی بہتر ہے۔	۹۴	۲۶۵۲ ۶۴
۹۴	مسی بندے کا خاموش رہنا ساٹھ برس	۹۵	۲۶۵۳ ۶۵
۹۵	کی عبادت سے بہتر ہے۔	۹۶	۲۶۵۴ ۶۶
۹۶	حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۷	۲۶۵۵ ۶۷
۹۷	علیہ وسلم کی وصیتیں۔	۹۸	۲۶۵۶ ۶۸
۹۸	افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے۔	۹۹	۲۶۵۷ ۶۹
۹۹	میں خاموشی ادا چھا اخلاق پشت پر رکھے	۱۰۰	۲۶۵۸ ۷۰
۱۰۰	اور جہیزان پر بھاری ہیں۔	۱۰۱	۲۶۵۹ ۷۱
۱۰۱	صدقہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسی طعن	۱۰۲	۲۶۶۰ ۷۲
۱۰۲	کرنے کی وجہ سے اپنے غلام کو آزاد کر دیا۔	۱۰۳	۲۶۶۱ ۷۳
۱۰۳	زبان انسان کو ہمت میں ڈال دیتی ہے۔	۱۰۴	۲۶۶۲ ۷۴
۱۰۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا	۱۰۵	۲۶۶۳ ۷۵
۱۰۵	تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں	۱۰۶	۲۶۶۴ ۷۶
۱۰۶	جنت کی ضمانت دوں گا۔	۱۰۷	۲۶۶۵ ۷۷
۱۰۷	بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر غلام	۱۰۸	۲۶۶۶ ۷۸
۱۰۸	یاد آتا ہے۔	۱۰۹	۲۶۶۷ ۷۹
۱۰۹	حضرت علی کے چہرے کی فطرت دیکھنا عبادت	۱۱۰	۲۶۶۸ ۸۰
۱۱۰	ہے۔	۱۱۱	۲۶۶۹ ۸۱
۱۱۱	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کی فطرت	۱۱۲	۲۶۷۰ ۸۲
۱۱۲	دیکھ کر یاد آتا ہے۔	۱۱۳	۲۶۷۱ ۸۳
۱۱۳	دعا کی کسی جگہ لٹے کا وعدہ کریں ایک اللہ میں	۱۱۴	۲۶۷۲ ۸۴
۱۱۴	سے نہ آئے اور دوسرا انتظار کر کے غارت کیلئے چلا	۱۱۵	۲۶۷۳ ۸۵
۱۱۵	جاتے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔	۱۱۶	۲۶۷۴ ۸۶

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																										
۹۹	باب خزاندہ تعصب کا بیان خزاندہ عصیت کا لغوی معنی پہلی فصل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا متقی و پرہیزگار ہے۔ جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ یوسف علیہ السلام شریف بن شریف بن شریف بن شریف ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ مخلوق میں بہترین ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا نہیں، اس کے علاوہ جیسے بھی آپ کی تعظیم و توقیر کرنا چاہو کر سکتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تواضع اختیار کرنے کا حکم دوسری فصل اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے کی ممانعت ہر آدمی دو حال سے غالی نہیں یا مومن متقی ہوگا یا کافر ذلیل۔	۹۲	باب عروش میں کا بیان مزارع کا معنی پہلی فصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ابا تمیمہ بنی مرثدہ کا کیا بنا؟ دوسری فصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صابر سے خوش ہیں فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں کراؤ متی اور شہ ہی بنتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے حضرت ابو بکرؓ کا گھر کا نور و لا فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بڑھا سے خوشی میں فرمایا کہ کوئی بڑھا جنت میں نہیں جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زہراؓ کی حرم کی آنکھوں میں پانی کی جیسے سے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشجی نے فضلی اللہ علیہ وسلم تھیں علیہ وسلم نے اس کے لیے عیادت چاہی ایک صحابی رسول کی محبت کا انوکھا اعلا حضرت ابو جہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے مسلمان بھائی سے نہ جھگڑا، نہ اس کا مزارع اور نہ ہی اس کا گھر خالی کرو	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۴۹۸۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں کچھ کہنے کے لیے نہایت احتیاطاً برتنی چاہیے۔	۴۹۸۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اصلی القاب سے بھی نہ کہی جاتی ہے۔
۴۹۸۳	حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے	۴۹۸۴	جانبیت کی طرف نسبت کرنے والے کے معنی میں اس کے باپ کے عربی مخوس دور۔
۴۹۸۵	عبدالرحمن بن ابی عقبہ اہل قاریں کا مرنے والا۔	۴۹۸۶	اپنی قوم کی ناقص بات پر مدح و تائید میں گرنے والے اثر کی طرح ہے۔
۴۹۸۷	اپنی قوم کی ظلم پر مدح و تائید ہے۔	۴۹۸۸	بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کے خلاف اپنے فائدہ مندوں کا دفاع کرے۔
۴۹۸۹	جو تعصب کی دعوت دے اور تعصب میں کثرت ہوا وہ ہم میں سے نہیں۔	۴۹۹۰	کسی شئی کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔
۴۹۹۱	عجب کہ محبوب کی بڑائی میں اچھی لگتی ہے	۴۹۹۲	تیسری فصل
۴۹۹۳	عصیت کے کہتے ہیں؟	۴۹۹۴	عصیت کو دوسرے پر کوئی غصیت نہیں سوائے دین اور تقویٰ کے۔
۴۹۹۵	باب	۴۹۹۶	باب
۴۹۹۷	نیک اور صلہ رحمی کا بیان	۴۹۹۸	سپہ سال
۴۹۹۹	ایک سوال اور اس کا جواب۔	۴۹۹۹	ایک سوال اور اس کا جواب۔

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۱	۴۲۰/۲۸	والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا اجر جنت ہے والدین کی رعایتیں سب تعالیٰ کی رضا سے والد جنت کا درجہ اور دروازہ ہے میں سوکھ کی سب سے زیادہ مستحق والدہ ہے۔	۱۲۲
۱۳۲	۴۲۱/۲۸	ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے باپ کی خواہش پر بیوی کو طلاق دے دی والدین ہی اولاد کے لیے جنت و روزخ کا سبب ہیں۔	۱۲۳
۱۳۳	۴۲۲/۳۳	والدین کے نافرمان کو جہنم کے ہمیشہ ان کے لیے دعا و استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے والدین کی فراہم داری کرنے والے کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔	۱۲۴
۱۳۴	۴۲۳/۳۳	بھائی کرنے والا بیٹا اپنے والدین کو نظر محبت سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مقبول رجا لکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہوں کو معاف فرادیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر باپ کی مانند ہے باب خلق پر رحمت و شفقت کا بیان رحمت و شفقت کا انور معنی پہلی فصل لوگوں پر رحم نہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرماتا۔ بچوں کو پیار سے چومنا بیشمار کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے نہو آگ سے بچ جائے گا۔	۱۲۵
۱۳۵	۴۲۴/۲۸	تیسری فصل تین آدمیوں کا بڑت مصیبت اپنی اپنی نیکیوں سے وسیلہ بنا۔ مصیبت و پریشانی کے وقت اہل ملکہ کا وسیلہ کرنا مستحب و سنو ہے۔	۱۲۶



صفحہ نمبر	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۴۷۵	۱۵۱	کوئی باپ اپنا اولاد کو اچھی تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا۔	۴۷۹	جس شخص کا پڑوسی اس کی تعریف کرے وہ شخص بہتر ہے۔
۴۷۶	۱۵۲	جو عورت غاوند سے علیحدگی کے بعد اولاد کی میسر تربیت کے لیے اپنے کو روک کر رکھے وہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگی۔	۴۸۰	حسب مراتب لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ تیسری فصل
۴۷۷	۱۵۳	اچھے مسلمان بھائی کی نصیحت سن کر اس کی طرف سے دفاع نہ کیا جائے تو ایسے شخص کی قیامت کے دن گزرت ہوگی۔	۴۸۱	اٹھادھاس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت۔
۴۷۸	۱۵۴	اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا وطن کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد فرما دے گا۔	۴۸۲	وہ شخص مؤمن نہیں جس کا پڑوسی جھوٹا ہوا اور وہ خود سیر ہو کر کھائے۔
۴۷۹	۱۵۵	مسلمان بھائی کی عزت و ابرو کی حفاظت کرنا لے کر اللہ تعالیٰ آتش و دھبہ محفوظ فرما دیتا ہے۔	۴۸۳	کثرت بخانہ رزق اور مدد کرنے والا اگر پڑوسی کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کرتا تو وہ دوزخی ہے۔
۴۸۰	۱۵۶	مسلمان بھائی کو روک کر لے والے کو اللہ تعالیٰ رسوا فرمائے گا۔	۴۸۴	بہتر آدمی وہ ہے جس سے بھائی کا اُمید ہو
۴۸۱	۱۵۷	کسی کے غم میں جبریں کو چھپاؤ گا تو یہ اس نے اللہ سے بدگوار ہو گیا۔	۴۸۵	اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسے دین عطا فرماتا ہے۔
۴۸۲	۱۵۸	جس مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو آئینہ ہے	۴۸۶	مومن محبت کرنے والا ہوتا ہے۔
۴۸۳	۱۵۹	جو شخص مؤمن کو منافق سے بچانے کی قیامت کے دن فرشتے اسے آگ سے بچائیں گے۔	۴۸۷	جو کسی بندے کو خوش کرنے کے لئے اس کی حاجت پوری کرے اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کیا۔
۴۸۴	۱۶۰	جو شخص اپنے بھائی کے لیے بہتر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے۔	۴۸۸	کسی پریشان حال مسلمان کی مدد کرنے کا اجر خلق خدا اللہ تعالیٰ کا خاندان ہے۔
۴۸۵	۱۶۱		۴۸۹	قیامت کے دن سب سے پہلا مقدمہ پڑھیں گے۔
۴۸۶	۱۶۲		۴۹۰	یہیم کے سر ہاتھ پھیرنے اور سبکین کو کھانا کھانے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔
۴۸۷	۱۶۳		۴۹۱	جو بیٹا والدین کی طرف لوثا دی جائے اسے دینا بہترین صدقہ ہے۔
۴۸۸	۱۶۴		۴۹۲	یاب



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر
۱۹۸	۴۹۱ ۹ اللہ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والے قرب خداوندی میں ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی اور دشمنی کرنا مستحکم کر دیا ہے۔	۱۹۸
۱۹۹	۴۹۲ ۱۱ جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت اور زیارت کرنا ہے تو اس نے اپنا گھر جنت میں بنایا۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ روحیں مخلوق لشکر میں آپس میں حساب پہچان والی ایک دوسری سے محبت کرتی ہیں۔	۱۹۸
۲۰۰	۴۹۳ ۱۴ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرتا ہے تو اسے بتادے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں جس سے محبت کرو اسے بتا دو کہ میں تیرے ساتھ محبت کرتا ہوں۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ جبریل آسمانی فرشتے اور زمینی مخلوق بھی محبت کرتی ہے۔	۱۹۸
۲۰۱	۴۹۴ ۱۶ موسیٰ کے بعد کسی کے ساتھ دوستی نہ لگائو۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ علمت خداوندی کی خاطر محبت کرنے والے کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ ہوں گے۔	۱۹۸
۲۰۲	۴۹۵ ۱۳ آدمی اپنے دوست کے دین اور طریقے پر ہوتا ہے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی دوسرے سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔	۱۹۸
۲۰۳	۴۹۶ ۱۵ عجیب کہانی کہی کہ اپنا دوست باندھے تو اس کا نام اوس کے باپ کا نام پوچھے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔	۱۹۸
۲۰۴	۴۹۷ ۱۶ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اور عداوت نہ رکھنا سب سے افضل عمل ہے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ اللہ اور رسول کے ساتھ محبت کرنے والا قیامت کے دن اسی کے زیر سایہ ہوگا۔	۱۹۸
۲۰۵	۴۹۸ ۱۸ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنے رب کا اجر کم نہیں ہے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ اچھے اور بُرے ساتھی کی مثال کتوری اور مٹی والے کی طرح ہے۔	۱۹۸
۲۰۶	۴۹۹ ۱۹ بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھتے ہی خدا تعالیٰ یاد آجائے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ دوسری فصل	۱۹۸
۲۰۷	۵۰۰ ۲۰ مشرق و مغرب میں رہنے والے اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو وہ قیامت کے دن ایک ساتھ ہوں گے۔	۱۹۳	۴۹۳ ۱۱ جو لوگ آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ محبت کرتا ہے۔	۱۹۸

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۹	جو شخص اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ [ تاراج رہے وہ جہنم میں جائے گا۔	۱۷۹	اہل ذکر کی مجالس اختیار کرو اور اعتدالی میں بھی ذکر اللہ کیا کرو۔	۲۸۰
۱۸۰	جو شخص ایک سال تک تاراج رہے وہ اپنے [ بھائی کا خون بہانے کی طرح ہے	۱۸۰	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنے والے جنت میں یا قوت کے ستون اور زبرد کے بلا خاتون میں ہوں گے۔	۲۸۰
۱۸۱	دوسرے بھائی کو پہلے سلام کر دے۔	۱۸۱	باب قطع تعلق اور عیب دہش کرنے کی ممانعت	۲۸۱
۱۸۱	دو بھائیوں کی آپس میں صلح کرنا نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل عمل ہے۔	۱۸۱	تہا جہاد و تعلق کا معنی پہلی فصل	۲۸۱
۱۸۱	دین کو روند دینے والی اخلاق میاں ہر صدر [ بغض ہیں۔	۱۸۱	اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں۔	۲۸۱
۱۸۱	حد نبیوں کو کھا جاتا ہے۔	۱۸۱	قطع تعلق کی بعض جائز صورتیں	۲۸۱
۱۸۱	خدا سے بچو	۱۸۱	دیگانی سے جو کموں کی بدترین جھوٹ ہے	۲۸۱
۱۸۱	مستزکر کا غلط استدلال	۱۸۱	شمس اور شمس کا سنی و مضموم حصہ ملا اور تناقض کا معنی	۲۸۱
۱۸۱	جو مسلمان بھائی کو نقصان پہنچائے اللہ تعالیٰ [ اسے نقصان پہنچائے گا۔	۱۸۱	پیر اور جہاد کی جنت کے دوازے	۲۸۱
۱۸۱	مومن کو نقصان پہنچانے والا ملعون ہے	۱۸۱	کھول دیئے جاتے ہیں۔	۲۸۱
۱۸۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ [ مسلمانوں کے خفیہ عیوب تلاش نہ کرو۔	۱۸۱	بر جہد میں دوسرے پیر اور جہاد	۲۸۱
۱۸۱	مسلمان بھائی کی عزت و آبرو میں غلامی و ستم [ درازی کرنا بدترین سود ہے۔	۱۸۱	جو لوگوں کے اعمال پر شک کیا جاتا ہے	۲۸۱
۱۸۱	مسلمان بھائی کی آبروریزی کرنے والے کی [ سزا۔	۱۸۱	جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرادے وہ جہاد نہیں۔	۲۸۱
۱۸۱	مسلمان بھائی کی غیبت کرنے والا دوزخ کے [ پڑے پہنچے گا۔	۱۸۱	دوسری فصل	۲۸۱
۱۸۱	اچھا گمان بہتر تجارت ہے۔	۱۸۱	جہاد تین مقامات کے علاوہ جائز نہیں۔	۲۸۱
۱۸۱	حضرت عائشہ نے حضرت زینب کو ادب دینے [ تاراج کی جائز نہیں۔	۱۸۱	مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تاراج کی جائز نہیں۔	۲۸۱





صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۸	اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہیں جو خداوند پرستے کے باوجود سعاد کریں۔	۲۱۱	اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے۔	۲۱۹	اللہ تعالیٰ نہیں فرمائے گا۔
۲۱۹	جو شخص اپنی زبان کو محفوظ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے محبوب پر پردہ ڈال دے گا۔	۲۱۲	تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا۔	۲۱۳	اللہ تعالیٰ کا فرمایا کر بڑائی میرا چاروں اور عظمت میرا تہند ہے۔
۲۲۰	تین چیز عبادت دینے اور تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔ باب فہم کا بیان	۲۱۳	دوسری فصل آدمی اپنے کو اونچا سمجھنے کی وجہ سے جا رہا ہے۔	۲۱۴	متبرک لوگ قیامت کے دن چیزیں ہونے کی طرح جمع ہوں گے۔
	پہلی فصل ظہر کی قیامت کی تاریخوں کا سبب ہے۔	۲۱۴	جاری ہیں سے ہوتا ہے۔	۲۱۵	غضب شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے۔
۲۲۱	اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند دیتا ہے۔	۲۱۵	متبرک لوگ قیامت کے دن چیزیں ہونے کی طرح جمع ہوں گے۔	۲۱۶	مکرمے شخص کو اگر غصہ آجائے تو وہ بیٹھ جائے۔
۲۲۲	جائے ظلم سے جلدی گزرجائے کی ہدایت	۲۱۶	بڑا بندہ ہے جو غرور اور تکبر کی وجہ سے اکڑ کر پڑے۔	۲۱۷	تیسری فصل جو غصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پی لیا گیا اس سے بہتر کوئی گھوڑ نہیں۔
۲۲۳	قیامت کے دن ظلم کے اعمال حسد مظالم کو دیتے جائیں گے۔	۲۱۷	غصہ کے وقت جلدی اور بڑائی کے وقت صاف کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ عفا فرماتا ہے۔	۲۱۸	غصہ ایمان کو تباہ کر دیتا ہے۔
۲۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حقیقت زبان سے ظلم کی قربت	۲۱۸	جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلند فرما دیتا ہے۔		
۲۲۵	قیامت کے دن اہل حق کو حق دلائی جائیں گے۔				
	دوسری فصل بڑائی کا بدلہ بڑائی سے اور ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دینا چاہیے۔				
۲۲۶	اسے اللہ تعالیٰ کافی ہے جو اس کی رضا کو لوگوں کی نافرمانی میں بخش کرتا ہے۔				
	حضرت عقیل بن ابی طالب کی حضرت علی کی خدمت میں نذر وفاق کی شکایت				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۷	تیسری فصل حضرت نفعان کی اپنے بیٹے کو وصیت	۲۳۵	جو لوگ بڑائی دیکھ کر منع نہیں کرتے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا فرما دے۔	۲۳۷	تیسری فصل
۲۳۸	بدترین شخص وہ ہے جو دوسرے کی خاطر اپنی آخرت برباد کر دے۔	۲۳۶	جو لوگ بڑائی روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔	۲۳۸	بدترین شخص وہ ہے جو دوسرے کی خاطر اپنی آخرت برباد کر دے۔
۲۳۹	تین رجسٹریں ہیں جن میں بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔	۲۳۹	قرآن کی آیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت۔	۲۳۹	تین رجسٹریں ہیں جن میں بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔
۲۴۰	مظلوم کی بددعا سے بچو	۲۴۰	کی آخری زمانہ کے لوگ صحابہ سے افضل ہیں؛ واقعات قیامت کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب باتیں بیان فرمادیں۔	۲۴۰	مظلوم کی بددعا سے بچو
۲۴۱	بظلم کی حمایت میں چلے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔	۲۴۱	لوگ گنہگار ہوں اور برائیوں کی وجہ سے ہلاک کئے جائیں گے۔	۲۴۱	بظلم کی حمایت میں چلے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
۲۴۲	ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان دیتا ہے۔ باب	۲۴۲	خاص لوگوں کے اچھے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا۔	۲۴۲	ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان دیتا ہے۔ باب
۲۴۳	نبیل کا حکم امر بالمعروف کا لغوی و شرعی معنی	۲۴۳	علاء دینی اسرائیل اپنی قوم کو گمراہیوں سے روک روکنے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کئے گئے۔	۲۴۳	نبیل کا حکم امر بالمعروف کا لغوی و شرعی معنی
۲۴۴	پہلی فصل بڑائی کو دیکھ کر ہاتھ یا زبان سے روکے وگرنہ دل سے اسے ضرر پہنچا جائے۔	۲۴۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعض خطیبوں کی سزا کہ جو وہ کہتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔	۲۴۴	پہلی فصل بڑائی کو دیکھ کر ہاتھ یا زبان سے روکے وگرنہ دل سے اسے ضرر پہنچا جائے۔
۲۴۵	دوسری فصل لوگوں کو جھوٹی گواہی دینا اور خود عمل نہ کرنے کی سزا	۲۴۵	بنو اسرائیل بندہ رول اور سوروں کی شکلوں میں بتلا عذاب کئے گئے۔	۲۴۵	دوسری فصل لوگوں کو جھوٹی گواہی دینا اور خود عمل نہ کرنے کی سزا
۲۴۶	تیسری فصل جو شخص حکمرانوں کی سخت تکالیف پر اپنی زبان باتھ اور دل سے جہاد کرے گا، وہی نجات پائے گا	۲۴۶	تیسری فصل جو شخص حکمرانوں کی سخت تکالیف پر اپنی زبان باتھ اور دل سے جہاد کرے گا، وہی نجات پائے گا	۲۴۶	تیسری فصل جو شخص حکمرانوں کی سخت تکالیف پر اپنی زبان باتھ اور دل سے جہاد کرے گا، وہی نجات پائے گا
۲۴۷	چوتھی فصل جس نیک بندے کا چہرہ بڑائی دیکھ کر متغیر نہ ہو وہ بھی مبتلا عذاب ہوتا ہے۔	۲۴۷	چوتھی فصل جس نیک بندے کا چہرہ بڑائی دیکھ کر متغیر نہ ہو وہ بھی مبتلا عذاب ہوتا ہے۔	۲۴۷	چوتھی فصل جس نیک بندے کا چہرہ بڑائی دیکھ کر متغیر نہ ہو وہ بھی مبتلا عذاب ہوتا ہے۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	پاس پوری دنیا جمع ہو گئی۔	۲۵۶	صفت و تجارت میں شمول نہ ہو جاؤ۔	۲۹۴۹	صفت و تجارت میں شمول نہ ہو جاؤ۔
۲۹۳	کمر سید رکھنے کے لیے انسان کو کھانے کے مذائقے کافی ہوتے ہیں۔	۲۵۷	جس نے دنیا کے ساتھ محبت کی، اسے آخرت میں نقصان ہوگا۔	۲۹۵۰	جس نے دنیا کے ساتھ محبت کی، اسے آخرت میں نقصان ہوگا۔
۲۹۴	دنیا میں شکم سیری کرنے والا آخرت میں بھوکا ہوگا۔	۲۵۸	دنیا اور دولت دار لہتی ہیں۔	۲۹۵۱	دنیا اور دولت دار لہتی ہیں۔
۲۹۵	ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے، میری امت کافتنہ مال ہے۔	۲۵۹	حریص انسان اپنے دین میں مال و عزت کی خاطر بربادی کرتا ہے۔	۲۹۵۲	حریص انسان اپنے دین میں مال و عزت کی خاطر بربادی کرتا ہے۔
۲۹۶	قیامت کے دن انسان بھیڑ کے بجائے کی طرح بارگاہِ خداوندی میں کھڑا کیا جائے گا۔	۲۶۰	مسلمان کو اس کے ہر خرچ کا ثواب مٹا ہے۔	۲۹۵۳	مسلمان کو اس کے ہر خرچ کا ثواب مٹا ہے۔
۲۹۷	جہاں صمت اور ٹھنڈے پانی کے بارے میں بندے سے سب سے پہلا سوال ہوگا۔	۲۶۱	بلند و بالا عمارت کی تعمیر میں خرچ ہونے والے مال میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔	۲۹۵۴	بلند و بالا عمارت کی تعمیر میں خرچ ہونے والے مال میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔
۲۹۸	انسان سے پانچ چیزوں کا سوال تیسری فصل	۲۶۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ بانا عمارت دیکھ کر انہارنا فرما دیا۔	۲۹۵۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ بانا عمارت دیکھ کر انہارنا فرما دیا۔
۲۹۹	تم کسی عربی یا جمعی سے بہتر نہیں ہو سوائے تقویٰ کے۔	۲۶۳	ایک صحابی سے جبکہ تیرے لیے ایک خادم اور راہِ خدا کے لیے ایک سواری کافی ہے۔	۲۹۵۶	ایک صحابی سے جبکہ تیرے لیے ایک خادم اور راہِ خدا کے لیے ایک سواری کافی ہے۔
۳۰۰	جو بندہ دنیا سے بے رغبتی رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں محبت بھر دیتا ہے۔	۲۶۴	تیرہ چیزوں کے علاوہ انسان کا کسی میں حق نہیں	۲۹۵۷	تیرہ چیزوں کے علاوہ انسان کا کسی میں حق نہیں
۳۰۱	جس شخص نے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لیے خالص کر دیا وہ کامیاب ہوگا۔	۲۶۵	جہاں سے اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہوگا موت ہے۔	۲۹۵۸	جہاں سے اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہوگا موت ہے۔
۳۰۲	جس شخص کو لگا ہوں کے باوجود دنیا میں رہی ہو تو یہ استدراج ہے۔	۲۶۶	جہاں سے اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہوگا موت ہے۔	۲۹۵۹	جہاں سے اللہ تعالیٰ کے لیے حق ہوگا موت ہے۔
۳۰۳	جس مال دنیا میں سے ایک دینار چھوڑا تو وہ ایک داغ ہے، جس کو چھوئے تو وہ دوزخ میں اہل مضمحلہ کی تعداد میں آئے گا۔	۲۶۷	سب سے زیادہ قابلِ رشک مومن صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا	۲۹۶۰	سب سے زیادہ قابلِ رشک مومن صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
۳۰۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت دنیا کا مال مال جمع کرنے کے بارے میں	۲۶۸	قرآنِ مجید	۲۹۶۱	قرآنِ مجید
۳۰۵		۲۶۹	جس بندے کے پاس سکون، صحت اور ایک دن کا کھانا ہو گیا اس کے	۲۹۶۲	جس بندے کے پاس سکون، صحت اور ایک دن کا کھانا ہو گیا اس کے



صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
۲۴۰	اس نے آگے کیا بھیجا، لوگ کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا	۲۴۰	صحابی رسول کا مطلب دنیا سے اعرض	۲۹۷۵
۲۴۱	پیدا ہونے کے بعد انسان تیزی سے آخرت کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔	۲۴۱	دنیا دار گاہوں سے نہیں بچ سکتا۔	۲۹۷۶
۲۴۲	ہر سال دم والا اور سچی زبان والا افضل ہے	۲۴۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ	۲۹۷۷
۲۴۳	اگر بندے میں چار چیزیں ہوں تو دنیا سے فوت ہو جائے گی کوئی عرق نہیں۔	۲۴۱	مجھے مال جمع کرنے اور تاجر بننے کی وجہ نہیں آئی۔	۲۹۷۸
۲۴۴	حضرت لقمان عظیم سے سوال	۲۴۱	گداگری سے بچنے کے لیے حلال روزی	۲۹۷۹
۲۴۵	حضرت لقمان عظیم نبی تھے یا غیر نبی	۲۴۱	تواضع کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔	۲۹۸۰
۲۴۶	بندوں کے اعلان اللہ تعالیٰ کی بے گاہ میں آئیں گے۔	۲۴۷	جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کی چابی اور شر کا قفل بنایا اس کے لیے بشارت ہے۔	۲۹۸۱
۲۴۷	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصاویر	۲۴۷	جس بندے کے دل میں برکت نہ دی جائے	۲۹۸۲
۲۴۸	ولا پروہ ہوا دیا۔	۲۴۷	تو وہ اسے پانی اور شے کی طرح بہا دیتا ہے	۲۹۸۳
۲۴۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستم و فقر	۲۴۷	عشرت پر حرام مال خرچ نہ کرو	۲۹۸۴
۲۵۰	نسیئین فرمائی۔	۲۴۷	بے عقل آدمی ہی دنیا کا مال جمع کرتا ہے	۲۹۸۵
۲۵۱	حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کرتے وقت	۲۴۷	دنیا کی محبت ہر بُرائی کی بڑ ہے	۲۹۸۶
۲۵۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت	۲۴۷	دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت حساب کی	۲۹۸۷
۲۵۳	خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت و امامت کا طعن اٹاؤ نہیں	۲۴۷	دنیا پیٹھ پھیر رہی ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے۔	۲۹۸۸
۲۵۴	اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔	۲۴۷	دنیا بے ثبات سالن ہے اور آخرت	۲۹۸۹
۲۵۵	دنیا سے بچ کر ختمی احکم پر لٹنے والے کی صحبت اختیار کرو۔	۲۴۷	پہلی سیاد ہے۔	۲۹۹۰
۲۵۶	باب	۲۴۷	دنیا سے نیک و بد دونوں کھاتے ہیں۔	۲۹۹۱
۲۵۷	قراری کیفیت اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زندگی کیسے گذاری؟	۲۴۷	سورج دو فرشتوں کے درمیان سے	۲۹۹۲
۲۵۸	پیران پیر عرش اعظم سے روح الٰہی قیامت	۲۴۷	ظہور ہوتا ہے جو لوگوں کو آواز دیتے ہیں	۲۹۹۳
۲۵۹		۲۴۷	اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ	۲۹۹۴
۲۶۰		۲۴۷	جب کوئی مر جائے تو فرشتے کہتے ہیں کہ	۲۹۹۵

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۰	اپنے سے مالدار ہیں نیچے والے کو دیکھو۔ اور پر والے کو نہ دیکھو۔ دوسری فصل	۵۰۱۱ ۱۲	۲۸۲	افضل ہے غنی شاکر؟ پہلی فصل اللہ کے بندے اگر تم کھائیں تو اللہ یقیناً ان کی قسم پوری فرماتا ہے۔	۵۰۰۰ ۱
۲۹۱	فقیر امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔	۵۰۱۲ ۱۳	۲۸۵	امیر کزوروں کی دوس سے ہی رزق ملے جاتے ہیں۔	۵۰۰۱ ۲
۲۹۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراور مسکین کی دعا کیا کرتے تھے۔	۵۰۱۳ ۱۴	۲۸۶	جنت کے دروازے پر مالدار لوگوں کو دھکا جائے گا اور روزِ آخر میں زیادہ عورتیں جائیں گی۔	۵۰۰۲ ۳
۲۹۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر یا بیابان میں کزوروں میں تلاش کیا کرو۔	۵۰۱۴ ۱۵	۲۸۷	جنت میں اکثر فقراور عورتیں ہوں گے اور روزِ آخر میں اکثر عورتیں ہوں گی۔	۵۰۰۳ ۴
۲۹۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراور مہاجرین کے توسل سے فتح مانگتے تھے۔	۵۰۱۵ ۱۶	۲۸۸	مہاجرین فقراور غنی لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔	۵۰۰۴ ۵
۲۹۳	دنیا میں فاسق کی نعمتوں پر رشک نہ کرو دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قحط سالی ہے	۵۰۱۶ ۱۷	۲۸۹	فقیر دنیا بھر کے فتنی آدمیوں سے بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر دلوں نے کبھی جن روئے مسلسل پیٹ میر کر بھی نہ مل سکی تھی۔	۵۰۰۵ ۶
۲۹۳	اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے محفوظ کرتا ہے۔	۵۰۱۸ ۱۹	۲۹۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی جو کی روٹی سے خیر نہیں ہوئے۔	۵۰۰۶ ۷
۲۹۴	انسان موت اور حلف مال کو نہ پسند کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے والے کی وفات فقر تیزی سے دور ہوتا ہے۔	۵۰۱۹ ۲۰	۲۹۱	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی فلاح کے لیے غلام خیر و غنی فرماتے تھے۔	۵۰۰۷ ۸
۲۹۴	قلبِ بدین اور مخلوق کو دین کی دعوت دینے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ ستایا گیا۔	۵۰۲۱ ۲۲	۲۹۲	دنیا کا فرد کے لیے اللہ آخرت کا نفع کے لیے ہے۔	۵۰۰۸ ۹
۲۹۵	حضرت بلال کس موقع پر حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب انہیں سب سے زیادہ تکلیف دی گئی۔	۵۰۲۲ ۲۳	۲۹۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا استراحابِ صفہ کے پاس پہننے کے لیے کئی طرح پر لباس نہ تھا۔	۵۰۰۹ ۱۰

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۵	ذفر آیا۔ غیر کے فتح ہونے تک اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجبوروں سے کچھ میر نہیں ہوتے تھے	۲۹۸	تجربہ نامہ سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کو ایک مجبور دی۔	۵۰۲۳ ۲۳
۳۰۶	باب لمیں امیر اور عرض کا بیان اہل اور عرض کا معنی پہلی فصل	۲۹۹	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان جس میں دو عادتیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لوگوں میں مکتبہ ہے۔	۵۰۲۴ ۲۵
۳۰۷	انسان اور اس کی موت کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھ کر فرمایا انسان میں مال اور عمر کی عرض کچھ بڑھتی نہیں ہوتی۔	۳۰۱	فقیر کسے کہتے ہیں؟ نقد ہمارے جن امراء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔	۵۰۲۵ ۲۶
۳۰۸	بڑھ کر آئے کمال و چیزوں میں جوان تھا ہے ساتھ سال کی عمر والے شخص کا خدا اللہ تعالیٰ نہیں سنتا۔	۳۰۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو سات چیزوں کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔	۵۰۲۶ ۲۸
۳۰۹	انسان کے پاس اگر مال کے دو ٹکڑے ہوں تو وہ تیسرے کے اندیشہ سے بھاگے گا۔	۳۰۳	غرض ہو یہ بیان اور نثار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھی۔ اَلَا حِیْثُ الْمَدُنَا لَعَا لَعَدِیْثُ كِ الْحَقِیْقُ	۵۰۲۷ ۳۰
۳۱۰	دنیا میں اپنے آپ کو مسافر اور اجنبی سمجھنا موت کی کیا حقیقت ہے؟ دوسری فصل	۳۰۴	اس کا بوزد معنی پسندی سے بچنا۔ ہر شخص تمہارے زندگی پر ماضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے تمہارے عمل پر ماضی ہو گیا۔	۵۰۲۸ ۳۱
۳۱۱	آخرت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ موت انسان کے بہت قریب ہے۔ انسان اور اس کی موت قریب قریب ہیں۔ انسان امیدوں میں مشغول رہتا ہے اور موت اس کے قریب ہوتی ہے۔	۳۰۵	جانت مند اگر لوگوں سے اپنی حاجت ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک سال کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے سوال سے بچنے والے مسلمان کو پسند کرتا ہے۔	۵۰۲۹ ۳۲
۳۱۲	میری امت کی عمریں ساٹھ سو سال کے درمیان ہو گئی	۳۰۶	حضرت محمدؐ، ہوا میں اٹھانی نوٹش	۵۰۳۰ ۳۳

صفحہ نمبر	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۱۵	۵۰۵۸	حق کے لیے مالاری سے تدرستی بہتر ہے	۳۱۱	تیسری فصل اس امت کی پہلی درجہ یقین اور زہد ہے
۳۱۹	۵۰۵۹	حلال مال میں فصول خرمی کی گنجائش نہیں۔		یقین کے بجٹے ہیں؛ سالک کے لیے
۳۲۰	۵۰۶۰	قیامت کے دن ساتھ ساروں کو پکارا جائے گا۔		چار اصول پر چلنا ضروری ہے
۳۲۱	۵۰۶۱	اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مؤمن سب سے افضل ہے جسے اسلام میں ایسی عروہی جائے اور وہ اعمال صالحہ کرتا ہو۔	۳۱۲	امیدوں کے مختصر ہونے کو نہ کہتے ہی دنیا میں زہد حلال کٹائی اور چھوٹی امیدیں ہیں۔
۳۲۱	۵۰۶۲	قیامت کے دن ایسی عروہی اپنی عبارت کو متغیر سمجھے گا۔	۳۱۳	باب اطاعت کے لیے مال اور عمر کا بہتر ہونا
۳۲۲		باب توکل اور مبرا کا بیان		پہلی فصل اللہ تعالیٰ پر سزا گار مستغنی اور حق مند سے کو پسند کرتا ہے۔
۳۲۳	۵۰۶۳	مترنزار افراد بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے		دوسری فصل جس شخص کی عمر ایسی اور اعمال اچھے ہوں وہ سب سے بہتر ہے۔
۳۲۴	۵۰۶۴	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت بہت بڑی ہے۔	۳۱۴	بعض اوقات کوئی عمل صالح کرنے کی وجہ سے بھنکائی شہید کے مرتبہ و مقام سے بڑھ جاتا ہے۔
۳۲۵	۵۰۶۵	مسلمان کے تمام کام خیر ہیں۔		۵۰۵۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی خبر دی۔
۳۲۶	۵۰۶۶	قوی ٹوٹن کمزور ٹوٹن سنیاہ پسند بد ہے	۳۱۵	نیت سے مراد عزم مصمم ہے۔
	۵۰۶۷	دوسری فصل اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے پرندوں کی طرح رزق ملتا ہے۔	۳۱۶	موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق
۳۲۷	۵۰۶۸	کوئی بھی نفس دنیا کا رزق پورا کیجے بغیر نہیں مرے گا۔		اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھلائی ہے۔
۳۲۸	۵۰۶۹	ترک لذات و شہوات میں حلال کو حرام جانا شرعاً منوع ہے		۵۰۵۴ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو فو فیروا کر لے
۳۲۹	۵۰۷۰	حقوق الہی کی حفاظت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ		تیسری فصل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۶	اللہ تعالیٰ بندے کے دل اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔	۵۰۸۱	۳۲۰	۵۰۶۱	حفاظت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا انسان کی خوش نصیبی ہے۔
۳۲۷	اللہ تعالیٰ شر کا دسے پاک و مستور ہے۔	۵۰۸۲	۳۲۱	۵۰۶۲	تیسری فصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک دیہاتی نے سوتے ہیں تو اس سوت کی۔
۳۲۸	شہرت والے کو شہرت اور کھلاوا کرنے والے کا دکھلاوا ہو جائے گا۔	۵۰۸۳	۳۲۲	۵۰۶۳	اللہ تعالیٰ سے شہرتے جانے کو روزی اس کے گمان کے بغیر ملتی ہے۔
۳۲۹	جس بندے کے اچھے عمل کی لوگ تعریف کریں تو یہ اسے فوری خوشخبری ہے۔	۵۰۸۴	۳۲۳	۵۰۶۴	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہی رزاق ہوں۔
۳۳۰	دوسری فصل اللہ تعالیٰ شرکیوں کے شرک سے بے نیاز ہے۔	۵۰۸۵	۳۲۴	۵۰۶۵	غیر خود خواہ رزق الارحام کی کفالت کی برکت سے اللہ تعالیٰ روزی عطا فرماتا ہے۔
۳۳۱	جو شخص اپنے عمل لوگوں کو دکھائے اللہ تعالیٰ اسے عقوبت و سزا دے گا۔	۵۰۸۶	۳۲۵	۵۰۶۶	اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے کی حاجت کو اللہ تعالیٰ خود پوری فرماتا ہے۔
۳۳۲	جس کی نیت طلب آفت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں استغناء پیدا فرماتا ہے۔	۵۰۸۷	۳۲۶	۵۰۶۷	اللہ تعالیٰ کے مطیع بندوں پر بلاشبہ برکت اور صواب نکلتی ہے۔
۳۳۳	غنیہ عمل کرنے والے کو دھوکا دیتے ہیں۔	۵۰۸۸	۳۲۷	۵۰۶۸	صبر اور توکل کی برکت سے غمزدگی سے روزی۔
۳۳۴	آخری نادیں کو چھوڑ دیں گے باندیوں دنیا کی باتیں نہ کریں گے۔	۵۰۸۹	۳۲۸	۵۰۶۹	روزی بندے کو موت کی طرح تلاش کرتی ہے۔
۳۳۵	بچہ لوگوں کی نواہیں شیطان کی نواہیں کی گئی ہیں۔	۵۰۹۰	۳۲۹	۵۰۷۰	امت کے ظلم کے باوجود نبی ان کے لیے رحم کی دعا کرتا ہے۔
۳۳۶	اچھا عمل کر کے خوشی ہو تو کامیابی کی امید ہے۔	۵۰۹۱	۳۳۰	۵۰۷۱	باب دکھا دے اور خود غنائی کا بیان
۳۳۷	انسان کے شر کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کے دین یا دنیا کی طرف توجہ نہ دے۔	۵۰۹۲	۳۳۱	۵۰۷۲	رہا اور سحر کا معنی اور ربیہ کی اقسام پہلی فصل
۳۳۸	جو شخص دنیا میں اپنی شہرت چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے گا۔	۵۰۹۳	۳۳۲	۵۰۷۳	
۳۳۹	قولی سے یا بھی شرک ہے۔	۵۰۹۴	۳۳۳	۵۰۷۴	
۳۴۰	جو بندہ غنیہ اور دنیا اللہ تعالیٰ کیلئے نذر فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے یہ میرا بچا ہوا ہے۔	۵۰۹۵	۳۳۴	۵۰۷۵	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	
۲۵۲	عذاب میں مبتلا کی گئی۔ جب غیبت برپا ہوئے تو مراء لوگوں کی موجودگی کے باوجود عذاب آکر رہے گا۔ باریک ریشی کپڑوں، شراب اور آفات موسیقی کو حلال سمجھنے والوں کو بندوں اور سوروں میں مسخ کر دیا جائے گا۔ جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو کوئی بھی ان میں سے نہیں بچتی۔ ہر بندہ اسی حال اور وصف پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔ دوسری فصل	۲۴۵	آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو یہ سیرت کو پسند اور پوشیدگی کو ناپسند کریں گے۔ دکھاوے کے بچے ناز پہننا، اوروں کو دیکھنا اور صدقہ دینا شرمک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت پر شرک اور خبیثہ شہوت کا خوف کرتا ہوں۔ سیح و جال سے زیادہ خطرناک عمل دکھاوے کی غماز ہے۔ بیا کاری شرک اصغر ہے۔ بندے کا خفیہ عمل بھی لوگوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اچھی یا بُری سیرت کی علامت اللہ تعالیٰ کا ہر فرما دیتا ہے۔ مخالف قیامت کی محنت کی اور عمل ظلم کے کرتا ہے۔ مخلص بندے کی خوشی بھی عیادت ہے۔ ماہب روئے اور خوف کا بیان پہلی فصل مقیم جہ جانتے جو کہیں جانتا ہوں تو تم زبان روئے اور کم ہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوگا وَاللّٰهُ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ حدیث و اللہ تعالیٰ کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت	۲۴۶ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱	۵۰۹۶ ۱۹ ۵۰۹۷ ۱۷ ۵۰۹۸ ۱۸ ۵۰۹۹ ۱۸ ۵۱۰۰ ۲۰ ۵۱۰۱ ۲۱ ۵۱۰۲ ۲۷ ۵۱۰۳ ۲۲ ۵۱۰۴ ۲۲ ۵۱۰۵ ۲۲ ۵۱۰۶ ۲۲ ۵۱۰۷ ۲۲ ۵۱۰۸ ۲۲ ۵۱۰۹ ۲۲ ۵۱۱۰ ۲۲ ۵۱۱۱ ۲۲ ۵۱۱۲ ۲۲ ۵۱۱۳ ۲۲ ۵۱۱۴ ۲۲ ۵۱۱۵ ۲۲ ۵۱۱۶ ۲۲ ۵۱۱۷ ۲۲ ۵۱۱۸ ۲۲ ۵۱۱۹ ۲۲ ۵۱۲۰ ۲۲ ۵۱۲۱ ۲۲ ۵۱۲۲ ۲۲ ۵۱۲۳ ۲۲ ۵۱۲۴ ۲۲ ۵۱۲۵ ۲۲ ۵۱۲۶ ۲۲ ۵۱۲۷ ۲۲ ۵۱۲۸ ۲۲ ۵۱۲۹ ۲۲ ۵۱۳۰ ۲۲ ۵۱۳۱ ۲۲ ۵۱۳۲ ۲۲ ۵۱۳۳ ۲۲ ۵۱۳۴ ۲۲ ۵۱۳۵ ۲۲ ۵۱۳۶ ۲۲ ۵۱۳۷ ۲۲ ۵۱۳۸ ۲۲ ۵۱۳۹ ۲۲ ۵۱۴۰ ۲۲ ۵۱۴۱ ۲۲ ۵۱۴۲ ۲۲ ۵۱۴۳ ۲۲ ۵۱۴۴ ۲۲ ۵۱۴۵ ۲۲ ۵۱۴۶ ۲۲ ۵۱۴۷ ۲۲ ۵۱۴۸ ۲۲ ۵۱۴۹ ۲۲ ۵۱۵۰ ۲۲ ۵۱۵۱ ۲۲ ۵۱۵۲ ۲۲ ۵۱۵۳ ۲۲ ۵۱۵۴ ۲۲ ۵۱۵۵ ۲۲ ۵۱۵۶ ۲۲ ۵۱۵۷ ۲۲ ۵۱۵۸ ۲۲ ۵۱۵۹ ۲۲ ۵۱۶۰ ۲۲ ۵۱۶۱ ۲۲ ۵۱۶۲ ۲۲ ۵۱۶۳ ۲۲ ۵۱۶۴ ۲۲ ۵۱۶۵ ۲۲ ۵۱۶۶ ۲۲ ۵۱۶۷ ۲۲ ۵۱۶۸ ۲۲ ۵۱۶۹ ۲۲ ۵۱۷۰ ۲۲ ۵۱۷۱ ۲۲ ۵۱۷۲ ۲۲ ۵۱۷۳ ۲۲ ۵۱۷۴ ۲۲ ۵۱۷۵ ۲۲ ۵۱۷۶ ۲۲ ۵۱۷۷ ۲۲ ۵۱۷۸ ۲۲ ۵۱۷۹ ۲۲ ۵۱۸۰ ۲۲ ۵۱۸۱ ۲۲ ۵۱۸۲ ۲۲ ۵۱۸۳ ۲۲ ۵۱۸۴ ۲۲ ۵۱۸۵ ۲۲ ۵۱۸۶ ۲۲ ۵۱۸۷ ۲۲ ۵۱۸۸ ۲۲ ۵۱۸۹ ۲۲ ۵۱۹۰ ۲۲ ۵۱۹۱ ۲۲ ۵۱۹۲ ۲۲ ۵۱۹۳ ۲۲ ۵۱۹۴ ۲۲ ۵۱۹۵ ۲۲ ۵۱۹۶ ۲۲ ۵۱۹۷ ۲۲ ۵۱۹۸ ۲۲ ۵۱۹۹ ۲۲ ۵۲۰۰ ۲۲ ۵۲۰۱ ۲۲ ۵۲۰۲ ۲۲ ۵۲۰۳ ۲۲ ۵۲۰۴ ۲۲ ۵۲۰۵ ۲۲ ۵۲۰۶ ۲۲ ۵۲۰۷ ۲۲ ۵۲۰۸ ۲۲ ۵۲۰۹ ۲۲ ۵۲۱۰ ۲۲ ۵۲۱۱ ۲۲ ۵۲۱۲ ۲۲ ۵۲۱۳ ۲۲ ۵۲۱۴ ۲۲ ۵۲۱۵ ۲۲ ۵۲۱۶ ۲۲ ۵۲۱۷ ۲۲ ۵۲۱۸ ۲۲ ۵۲۱۹ ۲۲ ۵۲۲۰ ۲۲ ۵۲۲۱ ۲۲ ۵۲۲۲ ۲۲ ۵۲۲۳ ۲۲ ۵۲۲۴ ۲۲ ۵۲۲۵ ۲۲ ۵۲۲۶ ۲۲ ۵۲۲۷ ۲۲ ۵۲۲۸ ۲۲ ۵۲۲۹ ۲۲ ۵۲۳۰ ۲۲ ۵۲۳۱ ۲۲ ۵۲۳۲ ۲۲ ۵۲۳۳ ۲۲ ۵۲۳۴ ۲۲ ۵۲۳۵ ۲۲ ۵۲۳۶ ۲۲ ۵۲۳۷ ۲۲ ۵۲۳۸ ۲۲ ۵۲۳۹ ۲۲ ۵۲۴۰ ۲۲ ۵۲۴۱ ۲۲ ۵۲۴۲ ۲۲ ۵۲۴۳ ۲۲ ۵۲۴۴ ۲۲ ۵۲۴۵ ۲۲ ۵۲۴۶ ۲۲ ۵۲۴۷ ۲۲ ۵۲۴۸ ۲۲ ۵۲۴۹ ۲۲ ۵۲۵۰ ۲۲ ۵۲۵۱ ۲۲ ۵۲۵۲ ۲۲ ۵۲۵۳ ۲۲ ۵۲۵۴ ۲۲ ۵۲۵۵ ۲۲ ۵۲۵۶ ۲۲ ۵۲۵۷ ۲۲ ۵۲۵۸ ۲۲ ۵۲۵۹ ۲۲ ۵۲۶۰ ۲۲ ۵۲۶۱ ۲۲ ۵۲۶۲ ۲۲ ۵۲۶۳ ۲۲ ۵۲۶۴ ۲۲ ۵۲۶۵ ۲۲ ۵۲۶۶ ۲۲ ۵۲۶۷ ۲۲ ۵۲۶۸ ۲۲ ۵۲۶۹ ۲۲ ۵۲۷۰ ۲۲ ۵۲۷۱ ۲۲ ۵۲۷۲ ۲۲ ۵۲۷۳ ۲۲ ۵۲۷۴ ۲۲ ۵۲۷۵ ۲۲ ۵۲۷۶ ۲۲ ۵۲۷۷ ۲۲ ۵۲۷۸ ۲۲ ۵۲۷۹ ۲۲ ۵۲۸۰ ۲۲ ۵۲۸۱ ۲۲ ۵۲۸۲ ۲۲ ۵۲۸۳ ۲۲ ۵۲۸۴ ۲۲ ۵۲۸۵ ۲۲ ۵۲۸۶ ۲۲ ۵۲۸۷ ۲۲ ۵۲۸۸ ۲۲ ۵۲۸۹ ۲۲ ۵۲۹۰ ۲۲ ۵۲۹۱ ۲۲ ۵۲۹۲ ۲۲ ۵۲۹۳ ۲۲ ۵۲۹۴ ۲۲ ۵۲۹۵ ۲۲ ۵۲۹۶ ۲۲ ۵۲۹۷ ۲۲ ۵۲۹۸ ۲۲ ۵۲۹۹ ۲۲ ۵۳۰۰ ۲۲ ۵۳۰۱ ۲۲ ۵۳۰۲ ۲۲ ۵۳۰۳ ۲۲ ۵۳۰۴ ۲۲ ۵۳۰۵ ۲۲ ۵۳۰۶ ۲۲ ۵۳۰۷ ۲۲ ۵۳۰۸ ۲۲ ۵۳۰۹ ۲۲ ۵۳۱۰ ۲۲ ۵۳۱۱ ۲۲ ۵۳۱۲ ۲۲ ۵۳۱۳ ۲۲ ۵۳۱۴ ۲۲ ۵۳۱۵ ۲۲ ۵۳۱۶ ۲۲ ۵۳۱۷ ۲۲ ۵۳۱۸ ۲۲ ۵۳۱۹ ۲۲ ۵۳۲۰ ۲۲ ۵۳۲۱ ۲۲ ۵۳۲۲ ۲۲ ۵۳۲۳ ۲۲ ۵۳۲۴ ۲۲ ۵۳۲۵ ۲۲ ۵۳۲۶ ۲۲ ۵۳۲۷ ۲۲ ۵۳۲۸ ۲۲ ۵۳۲۹ ۲۲ ۵۳۳۰ ۲۲ ۵۳۳۱ ۲۲ ۵۳۳۲ ۲۲ ۵۳۳۳ ۲۲ ۵۳۳۴ ۲۲ ۵۳۳۵ ۲۲ ۵۳۳۶ ۲۲ ۵۳۳۷ ۲۲ ۵۳۳۸ ۲۲ ۵۳۳۹ ۲۲ ۵۳۴۰ ۲۲ ۵۳۴۱ ۲۲ ۵۳۴۲ ۲۲ ۵۳۴۳ ۲۲ ۵۳۴۴ ۲۲ ۵۳۴۵ ۲۲ ۵۳۴۶ ۲۲ ۵۳۴۷ ۲۲ ۵۳۴۸ ۲۲ ۵۳۴۹ ۲۲ ۵۳۵۰ ۲۲ ۵۳۵۱ ۲۲ ۵۳۵۲ ۲۲ ۵۳۵۳ ۲۲ ۵۳۵۴ ۲۲ ۵۳۵۵ ۲۲ ۵۳۵۶ ۲۲ ۵۳۵۷ ۲۲ ۵۳۵۸ ۲۲ ۵۳۵۹ ۲۲ ۵۳۶۰ ۲۲ ۵۳۶۱ ۲۲ ۵۳۶۲ ۲۲ ۵۳۶۳ ۲۲ ۵۳۶۴ ۲۲ ۵۳۶۵ ۲۲ ۵۳۶۶ ۲۲ ۵۳۶۷ ۲۲ ۵۳۶۸ ۲۲ ۵۳۶۹ ۲۲ ۵۳۷۰ ۲۲ ۵۳۷۱ ۲۲ ۵۳۷۲ ۲۲ ۵۳۷۳ ۲۲ ۵۳۷۴ ۲۲ ۵۳۷۵ ۲۲ ۵۳۷۶ ۲۲ ۵۳۷۷ ۲۲ ۵۳۷۸ ۲۲ ۵۳۷۹ ۲۲ ۵۳۸۰ ۲۲ ۵۳۸۱ ۲۲ ۵۳۸۲ ۲۲ ۵۳۸۳ ۲۲ ۵۳۸۴ ۲۲ ۵۳۸۵ ۲۲ ۵۳۸۶ ۲۲ ۵۳۸۷ ۲۲ ۵۳۸۸ ۲۲ ۵۳۸۹ ۲۲ ۵۳۹۰ ۲۲ ۵۳۹۱ ۲۲ ۵۳۹۲ ۲۲ ۵۳۹۳ ۲۲ ۵۳۹۴ ۲۲ ۵۳۹۵ ۲۲ ۵۳۹۶ ۲۲ ۵۳۹۷ ۲۲ ۵۳۹۸ ۲۲ ۵۳۹۹ ۲۲ ۵۴۰۰ ۲۲ ۵۴۰۱ ۲۲ ۵۴۰۲ ۲۲ ۵۴۰۳ ۲۲ ۵۴۰۴ ۲۲ ۵۴۰۵ ۲۲ ۵۴۰۶ ۲۲ ۵۴۰۷ ۲۲ ۵۴۰۸ ۲۲ ۵۴۰۹ ۲۲ ۵۴۱۰ ۲۲ ۵۴۱۱ ۲۲ ۵۴۱۲ ۲۲ ۵۴۱۳ ۲۲ ۵۴۱۴ ۲۲ ۵۴۱۵ ۲۲ ۵۴۱۶ ۲۲ ۵۴۱۷ ۲۲ ۵۴۱۸ ۲۲ ۵۴۱۹ ۲۲ ۵۴۲۰ ۲۲ ۵۴۲۱ ۲۲ ۵۴۲۲ ۲۲ ۵۴۲۳ ۲۲ ۵۴۲۴ ۲۲ ۵۴۲۵ ۲۲ ۵۴۲۶ ۲۲ ۵۴۲۷ ۲۲ ۵۴۲۸ ۲۲ ۵۴۲۹ ۲۲ ۵۴۳۰ ۲۲ ۵۴۳۱ ۲۲ ۵۴۳۲ ۲۲ ۵۴۳۳ ۲۲ ۵۴۳۴ ۲۲ ۵۴۳۵ ۲۲ ۵۴۳۶ ۲۲ ۵۴۳۷ ۲۲ ۵۴۳۸ ۲۲ ۵۴۳۹ ۲۲ ۵۴۴۰ ۲۲ ۵۴۴۱ ۲۲ ۵۴۴۲ ۲۲ ۵۴۴۳ ۲۲ ۵۴۴۴ ۲۲ ۵۴۴۵ ۲۲ ۵۴۴۶ ۲۲ ۵۴۴۷ ۲۲ ۵۴۴۸ ۲۲ ۵۴۴۹ ۲۲ ۵۴۵۰ ۲۲ ۵۴۵۱ ۲۲ ۵۴۵۲ ۲۲ ۵۴۵۳ ۲۲ ۵۴۵۴ ۲۲ ۵۴۵۵ ۲۲ ۵۴۵۶ ۲۲ ۵۴۵۷ ۲۲ ۵۴۵۸ ۲۲ ۵۴۵۹ ۲۲ ۵۴۶۰ ۲۲ ۵۴۶۱ ۲۲ ۵۴۶۲ ۲۲ ۵۴۶۳ ۲۲ ۵۴۶۴ ۲۲ ۵۴۶۵ ۲۲ ۵۴۶۶ ۲۲ ۵۴۶۷ ۲۲ ۵۴۶۸ ۲۲ ۵۴۶۹ ۲۲ ۵۴۷۰ ۲۲ ۵۴۷۱ ۲۲ ۵۴۷۲ ۲۲ ۵۴۷۳ ۲۲ ۵۴۷۴ ۲۲ ۵۴۷۵ ۲۲ ۵۴۷۶ ۲۲ ۵۴۷۷ ۲۲ ۵۴۷۸ ۲۲ ۵۴۷۹ ۲۲ ۵۴۸۰ ۲۲ ۵۴۸۱ ۲۲ ۵۴۸۲ ۲۲ ۵۴۸۳ ۲۲ ۵۴۸۴ ۲۲ ۵۴۸۵ ۲۲ ۵۴۸۶ ۲۲ ۵۴۸۷ ۲۲ ۵۴۸۸ ۲۲ ۵۴۸۹ ۲۲ ۵۴۹۰ ۲۲ ۵۴۹۱ ۲۲ ۵۴۹۲ ۲۲ ۵۴۹۳ ۲۲ ۵۴۹۴ ۲۲ ۵۴۹۵ ۲۲ ۵۴۹۶ ۲۲ ۵۴۹۷ ۲۲ ۵۴۹۸ ۲۲ ۵۴۹۹ ۲۲ ۵۵۰۰ ۲۲ ۵۵۰۱ ۲۲ ۵۵۰۲ ۲۲ ۵۵۰۳ ۲۲ ۵۵۰۴ ۲۲ ۵۵۰۵ ۲۲ ۵۵۰۶ ۲۲ ۵۵۰۷ ۲۲ ۵۵۰۸ ۲۲ ۵۵۰۹ ۲۲ ۵۵۱۰ ۲۲ ۵۵۱۱ ۲۲ ۵۵۱۲ ۲۲ ۵۵۱۳ ۲۲ ۵۵۱۴ ۲۲ ۵۵۱۵ ۲۲ ۵۵۱۶ ۲۲ ۵۵۱۷ ۲۲ ۵۵۱۸ ۲۲ ۵۵۱۹ ۲۲ ۵۵۲۰ ۲۲ ۵۵۲۱ ۲۲ ۵۵۲۲ ۲۲ ۵۵۲۳ ۲۲ ۵۵۲۴ ۲۲ ۵۵۲۵ ۲۲ ۵۵۲۶ ۲۲ ۵۵۲۷ ۲۲ ۵۵۲۸ ۲۲ ۵۵۲۹ ۲۲ ۵۵۳۰ ۲۲ ۵۵۳۱ ۲۲ ۵۵۳۲ ۲۲ ۵۵۳۳ ۲۲ ۵۵۳۴ ۲۲ ۵۵۳۵ ۲۲ ۵۵۳۶ ۲۲ ۵۵۳۷ ۲۲ ۵۵۳۸ ۲۲ ۵۵۳۹ ۲۲ ۵۵۴۰ ۲۲ ۵۵۴۱ ۲۲ ۵۵۴۲ ۲۲ ۵۵۴۳ ۲۲ ۵۵۴۴ ۲۲ ۵۵۴۵ ۲۲ ۵۵۴۶ ۲۲ ۵۵۴۷ ۲۲ ۵۵۴۸ ۲۲ ۵۵۴۹ ۲۲ ۵۵۵۰ ۲۲ ۵۵۵۱ ۲۲ ۵۵۵۲ ۲۲ ۵۵۵۳ ۲۲ ۵۵۵۴ ۲۲ ۵۵۵۵ ۲۲ ۵۵۵۶ ۲۲ ۵۵۵۷ ۲۲ ۵۵۵۸ ۲۲ ۵۵۵۹ ۲۲ ۵۵۶۰ ۲۲ ۵۵۶۱ ۲۲ ۵۵۶۲ ۲۲ ۵۵۶۳ ۲۲ ۵۵۶۴ ۲۲ ۵۵۶۵ ۲۲ ۵۵۶۶ ۲۲ ۵۵۶۷ ۲۲ ۵۵۶۸ ۲۲ ۵۵۶۹ ۲۲ ۵۵۷۰ ۲۲ ۵۵۷۱ ۲۲ ۵۵۷۲ ۲۲ ۵۵۷۳ ۲۲ ۵۵۷۴ ۲۲ ۵۵۷۵ ۲۲ ۵۵۷۶ ۲۲ ۵۵۷۷ ۲۲ ۵۵۷۸ ۲۲ ۵۵۷۹ ۲۲ ۵۵۸۰ ۲۲ ۵۵۸۱ ۲۲ ۵۵۸۲ ۲۲ ۵۵۸۳ ۲۲ ۵۵۸۴ ۲۲ ۵۵۸۵ ۲۲ ۵۵۸۶ ۲۲ ۵۵۸۷ ۲۲ ۵۵۸۸ ۲۲ ۵۵۸۹ ۲۲ ۵۵۹۰ ۲۲ ۵۵۹۱ ۲۲ ۵۵۹۲ ۲۲ ۵۵۹۳ ۲۲ ۵۵۹۴ ۲۲ ۵۵۹۵ ۲۲ ۵۵۹۶ ۲۲ ۵۵۹۷ ۲۲ ۵۵۹۸ ۲۲ ۵۵۹۹ ۲۲ ۵۶۰۰ ۲۲ ۵۶۰۱ ۲۲ ۵۶۰۲ ۲۲ ۵۶۰۳ ۲۲ ۵۶۰۴ ۲۲ ۵۶۰۵ ۲۲ ۵۶۰۶ ۲۲ ۵۶۰۷ ۲۲ ۵۶۰۸ ۲۲ ۵۶۰۹ ۲۲ ۵۶۱۰ ۲۲ ۵۶۱۱ ۲۲ ۵۶۱۲ ۲۲ ۵۶۱۳ ۲۲ ۵۶۱۴ ۲۲ ۵۶۱۵ ۲۲ ۵۶۱۶ ۲۲ ۵۶۱۷ ۲۲ ۵۶۱۸ ۲۲ ۵۶۱۹ ۲۲ ۵۶۲۰ ۲۲ ۵۶۲۱ ۲۲ ۵۶۲۲ ۲۲ ۵۶۲۳ ۲۲ ۵۶۲۴ ۲۲ ۵۶۲۵ ۲۲ ۵۶۲۶ ۲۲ ۵۶۲۷ ۲۲ ۵۶۲۸ ۲۲ ۵۶۲۹ ۲۲ ۵۶۳۰ ۲۲ ۵۶۳۱ ۲۲ ۵۶۳۲ ۲۲ ۵۶۳۳ ۲۲ ۵۶۳۴ ۲۲ ۵۶۳۵ ۲۲ ۵۶۳۶ ۲۲ ۵۶۳۷ ۲۲ ۵۶۳۸ ۲۲ ۵۶۳۹ ۲۲ ۵۶۴۰ ۲۲ ۵۶۴۱ ۲۲ ۵۶۴۲ ۲۲ ۵۶۴۳ ۲۲ ۵۶۴۴ ۲۲ ۵۶۴۵ ۲۲ ۵۶۴۶ ۲۲ ۵۶۴۷ ۲۲ ۵۶۴۸ ۲۲ ۵۶۴۹ ۲۲ ۵۶۵۰ ۲۲ ۵۶۵۱ ۲۲ ۵۶۵۲ ۲۲ ۵۶۵۳ ۲۲ ۵۶۵۴ ۲۲ ۵۶۵۵ ۲۲ ۵۶۵۶ ۲۲ ۵۶۵۷ ۲۲ ۵۶۵۸ ۲۲ ۵۶۵۹ ۲۲ ۵۶۶۰ ۲۲ ۵۶۶۱ ۲۲ ۵۶۶۲ ۲۲ ۵۶۶۳ ۲۲ ۵۶۶۴ ۲۲ ۵۶۶۵ ۲۲ ۵۶۶۶ ۲۲ ۵۶۶۷ ۲۲ ۵۶۶۸ ۲۲ ۵۶۶۹ ۲۲ ۵۶۷۰ ۲۲ ۵۶۷۱ ۲۲ ۵۶۷۲ ۲۲ ۵۶۷۳ ۲۲ ۵۶۷۴ ۲۲ ۵۶۷۵ ۲۲ ۵۶۷۶ ۲۲ ۵۶۷۷ ۲۲ ۵۶۷۸ ۲۲ ۵۶۷۹ ۲۲ ۵۶۸۰ ۲۲ ۵۶۸۱ ۲۲ ۵۶۸۲ ۲۲ ۵۶۸۳ ۲۲ ۵۶۸۴ ۲۲ ۵۶۸۵ ۲۲ ۵۶۸۶ ۲۲ ۵۶۸۷ ۲۲ ۵۶۸۸ ۲۲ ۵۶۸۹ ۲۲ ۵۶۹۰ ۲۲ ۵۶۹۱ ۲۲ ۵۶۹۲ ۲۲ ۵۶۹۳ ۲۲ ۵۶۹۴ ۲۲ ۵۶۹۵ ۲۲ ۵۶۹۶ ۲۲ ۵۶۹۷ ۲۲ ۵۶۹۸ ۲۲ ۵۶۹۹ ۲۲ ۵۷۰۰ ۲۲ ۵۷۰۱ ۲۲ ۵۷۰۲ ۲۲ ۵۷۰۳ ۲۲ ۵۷۰۴ ۲۲ ۵۷۰۵ ۲۲ ۵۷۰۶ ۲۲ ۵۷۰۷ ۲۲ ۵۷۰۸ ۲۲ ۵۷۰۹ ۲۲ ۵۷۱۰ ۲۲ ۵۷۱۱ ۲۲ ۵۷۱۲ ۲۲ ۵۷۱۳ ۲۲ ۵۷۱۴ ۲۲ ۵۷۱۵ ۲۲ ۵۷۱۶ ۲۲ ۵۷۱۷ ۲۲ ۵۷۱۸ ۲۲ ۵۷۱۹ ۲۲ ۵۷۲۰ ۲۲ ۵۷۲۱ ۲۲ ۵۷۲۲ ۲۲ ۵۷۲۳ ۲۲ ۵۷۲۴ ۲۲ ۵۷۲۵ ۲۲ ۵۷۲۶ ۲۲ ۵۷۲۷ ۲۲ ۵۷۲۸ ۲۲ ۵۷۲۹ ۲۲ ۵۷۳۰ ۲۲ ۵۷۳۱ ۲۲ ۵۷۳۲ ۲۲ ۵۷۳۳ ۲۲ ۵۷۳۴ ۲۲ ۵۷۳۵ ۲۲ ۵۷۳۶ ۲۲ ۵۷۳۷ ۲۲ ۵۷۳۸ ۲۲ ۵۷۳۹ ۲۲ ۵۷۴۰ ۲۲ ۵۷۴۱ ۲۲ ۵۷۴۲ ۲۲ ۵۷۴۳ ۲۲ ۵۷۴۴ ۲۲ ۵۷۴۵ ۲۲ ۵۷۴۶ ۲۲ ۵۷۴۷ ۲۲ ۵۷۴۸ ۲۲ ۵۷۴۹ ۲۲ ۵۷۵۰ ۲۲ ۵۷۵۱ ۲۲ ۵۷۵۲ ۲۲ ۵۷۵۳ ۲۲ ۵۷۵۴ ۲۲ ۵۷۵۵ ۲۲ ۵۷۵۶ ۲۲ ۵۷۵۷ ۲۲ ۵۷۵۸ ۲۲ ۵۷۵۹ ۲۲ ۵۷۶۰ ۲۲ ۵۷۶۱ ۲۲ ۵۷۶۲ ۲۲ ۵۷۶۳ ۲۲ ۵۷۶۴ ۲۲ ۵۷۶۵ ۲۲ ۵۷۶۶ ۲۲ ۵۷۶۷ ۲۲ ۵۷۶۸ ۲۲ ۵۷۶۹ ۲۲ ۵۷۷۰ ۲۲ ۵۷۷۱ ۲۲ ۵۷۷۲ ۲۲ ۵۷۷۳ ۲۲ ۵۷۷۴ ۲۲ ۵۷۷۵ ۲۲ ۵۷۷۶ ۲۲ ۵۷۷۷ ۲۲ ۵۷۷۸ ۲۲ ۵۷۷۹ ۲۲ ۵۷۸۰ ۲۲ ۵۷۸۱ ۲۲ ۵۷۸۲ ۲۲ ۵۷۸۳ ۲۲ ۵۷۸۴ ۲۲ ۵۷۸۵ ۲۲ ۵۷۸۶ ۲۲ ۵۷۸۷ ۲۲ ۵۷۸۸ ۲۲ ۵۷۸۹ ۲۲ ۵۷۹۰ ۲۲ ۵۷۹۱ ۲۲ ۵۷۹۲ ۲۲ ۵۷۹۳ ۲۲ ۵۷۹۴ ۲۲ ۵۷۹۵ ۲۲ ۵۷۹۶ ۲۲ ۵۷۹۷ ۲۲ ۵۷۹۸ ۲۲ ۵۷۹۹ ۲۲ ۵۸۰۰ ۲۲ ۵۸۰۱ ۲۲ ۵۸۰۲ ۲۲ ۵۸۰۳ ۲۲ ۵۸۰۴ ۲۲ ۵۸۰۵ ۲۲ ۵۸۰۶ ۲۲ ۵۸۰۷ ۲۲ ۵۸۰۸ ۲۲ ۵۸۰۹ ۲۲ ۵۸۱۰ ۲۲ ۵۸۱۱ ۲۲ ۵۸۱۲ ۲۲ ۵۸۱۳ ۲۲ ۵۸۱۴ ۲۲ ۵۸۱۵ ۲۲ ۵۸۱۶ ۲۲ ۵۸۱۷ ۲۲ ۵۸۱۸ ۲۲ ۵۸۱۹ ۲۲ ۵۸۲۰ ۲۲ ۵۸۲۱ ۲۲ ۵۸۲۲ ۲۲ ۵۸۲۳ ۲۲ ۵۸۲۴ ۲۲ ۵۸۲۵ ۲۲ ۵۸۲۶ 



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر
۳۸۷	تفصیلی جواب فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے اعلان کرنے کا حکم	۳۷۵	۵۱۳۸ ۵ پر کھڑے ہو کر اپنی قوم کو ڈرایا۔ کہ صفا پر کھڑے ہو کر منتقل خانہ امان کے برابر ہوں گا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے نڈایا۔ دوسری فصل	۵۱۳۹ ۳
۳۸۸	عزیز ایسے فتنے ہوں گے جو ان کی طرف جھانکے گا وہ اسے ایک لیں گے۔	۳۷۶	۵۱۳۹ ۴ میری امت صاحب رحمت ہے اور اس پافرت میں عذاب نہیں۔	۵۱۴۰ ۴
۳۸۹	آگاہ رہو قرب قیامت فتنے ہی فتنے ہوں۔ قرب ہے کہ آدمی اپنا دین فتنوں سے بچا کرے جائے۔	۳۷۷	۵۱۴۰ ۵ دین کے غیور کا وہ تزلزل و می در رحمت کا دور ہے۔	۵۱۴۱ ۵
۳۹۰	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں ایسے فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں میں بارش کی طرح نمودار ہوں گے۔"	۳۷۸	۵۱۴۱ ۶ آخری زمانہ میں لوگ سب سے پہلے شراب کے حکم کو تبدیل کریں گے۔	۵۱۴۲ ۶
۳۹۱	میری امت کی ہدایت قریش کے رئیسوں کے ہاتھوں ہوگی۔	۳۷۹	۵۱۴۲ ۷ تیسری فصل نبوت کے بعد خدافت، پھر اس کے بعد حکیم کی بادشاہی ہوگی۔	۵۱۴۳ ۷
۳۹۱	زمانہ چھوٹا ہوگا اور علم اٹھایا جائے گا۔ قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے	۳۸۰	۵۱۴۳ ۸ کتاب	
۳۹۱	فتح عام کھنڈہ نامہ میں عبادت کرنا ہجرت کرنے کی طرح ہے۔		۵۱۴۳ ۹ فتنہ کا بیان فتح کا معنی اور مفہوم	
۳۹۲	حضرت انس نے حجاج کے حکم پر صبر کرنے کی تکفیل کی۔		۵۱۴۳ ۱۰ پہلی فصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات	
	دوسری فصل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر فتنے باز گروہ کے قائد، باب اور گروہ کا نام پہلے ہی بتادیا۔	۳۸۱	۵۱۴۳ ۱۱ دونوں پر فتنے پیش آئیں گے۔	۵۱۴۴ ۱۱
۳۹۲	میری امت میں اگر تمہارے منہ کی تو قیامت تک اٹھا کر نہ رکھی جائے گی۔	۳۸۲	۵۱۴۴ ۱۲ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو خیریں دیں۔	۵۱۴۵ ۱۲
	خلافت تیس سال تک ہے۔	۳۸۳	۵۱۴۵ ۱۳ خیر اور شر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال اور	۵۱۴۶ ۱۳





صفحہ نمبر	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر
۴۱۰	۴۱۷	رات دن ختم ہونے سے پہلے جہاں تمامی شخص بادشاہ بنے گا۔	۵۱۹۳ ۲۱
۴۱۱	۴۱۳	مسلمانوں کی ایک جماعت کسری کا خزانہ کھوئے گی۔	۵۱۹۴ ۲۱
۴۱۲	۴۱۳	قیمر و کسری کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ ہوں گے۔	۵۱۹۴ ۲۱
۴۱۳	۴۱۳	جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔	۵۱۹۳ ۲۱
۴۱۴	۴۱۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے چوبیس برس شمار کرو۔	۵۱۹۳ ۲۱
۴۱۵	۴۱۵	علامات قیامت سے پہلے کروڑوں کے ساتھ زمین کے بہترین افراد بھاد کریں گے۔	۵۱۹۵ ۲۱
۴۱۶	۴۱۶	قرب قیامت مسلمان بے فرقہ کے نہ رہیں گے۔	۵۱۹۶ ۱۷
۴۱۷	۴۱۹	مسلمان ایک ایسا شہر بن کریں گے جس کا ایک لکھ خشکی میں اور دوسرا دریا میں ہوگا۔	۵۱۹۶ ۱۷
۴۱۸	۴۲۰	بیت و شمس کی خرابی جنگ عظیم ہے۔	۵۱۹۷ ۱۵
۴۱۹	۴۲۰	جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور خروج د جبریل ملت ہینڈوں ہے۔	۵۱۹۷ ۱۵
۴۲۰	۴۲۱	فتح مدینہ اور جنگ عظیم چوبیسویں ہے مسلمان دین شہر کی طرف محدود کر دیے جائیں گے۔	۵۱۹۷ ۱۵
۴۲۱	۴۲۱	مسلمان مصلوب کو توڑ دیں گے۔	۵۱۹۷ ۱۵
۴۲۲	۴۲۱	کبر کا خزانہ حبشہ کا ایک شخص چھوٹی پندہ کو والا چرا کرے جائے گا۔	۵۱۹۷ ۱۵
۴۲۳	۴۲۲	تمام حبشیوں اور ترکوں کو ٹھوڑے رہیں۔	۵۱۹۳ ۲۱
۴۲۴	۴۲۲	قہار سے ساتھ ایک چھوٹی آنکھوں والی قوم یعنی ترک جنگ کریں گی۔	۵۱۹۳ ۲۱
۴۲۵	۴۲۲	شہر بصرہ میں دریا کے دھبے کے پاس بہت زمین پر میری امت کے لوگ آئیں گے۔	۵۱۹۴ ۲۱
۴۲۶	۴۲۲	حدیث میں، بغداد میں تاتاریوں کے فتنے کے دو نما ہونے کا خیر۔	۵۱۹۴ ۲۱
۴۲۷	۴۲۲	صالحی کو شہر بصرہ سے گذرنے ہوئے احتیاط کا حکم۔	۵۱۹۴ ۲۱
۴۲۸	۴۲۵	قیامت کے دن مسجد عمار سے اللہ تعالیٰ شہیدوں کو اٹھائے گا۔	۵۱۹۸ ۲۲
۴۲۹	۴۲۶	تیسری فصل سمندر کی موج کی طرح اٹھنے والا فتنہ کون سا ہوگا؟	۵۱۹۹ ۲۵
۴۳۰	۴۲۶	قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے قائم ہونے کے ساتھ ہے۔	۵۲۰۰ ۲۶
۴۳۱	۴۲۸	باب علامات قیامت کا بیان پہلی فصل	۵۲۰۱ ۲۶
۴۳۲	۴۲۸	علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کما اور جہالت زیادہ ہوگی۔	۵۲۰۱ ۲۶
۴۳۳	۴۲۹	قیامت سے پہلے جھوٹ بولنے والے زیادہ ہوں گے۔	۵۲۰۲ ۲۶
۴۳۴	۴۲۹	جب امت خراب کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔	۵۲۰۳ ۲۶
۴۳۵	۴۲۹	جب ولایت لینے والا کوئی نہ ہوگا، اس وقت قیامت قائم ہوگی۔	۵۲۰۳ ۲۶

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۳۶	کرنے کی قرآن پر بلا ہمازل ہوگی۔	۲۳۰	قیامت کے قریب زیادہ مال تقسیم کرنے والی ایک غلیظ ہوگی۔
۲۳۷	عرب کا بادشاہ میر سے اہلیت سے ہوگا۔	۲۳۱	دریائے فرات آخری زمانہ میں سونے میں بدل جائے گا۔
۲۳۸	مہدی حضرت قاضی کا اہل واد سے ہوگا۔	۲۳۲	دریائے فرات سونے کے بیڑ بن جائے گا اور اس پر ترقی و غارت گری بہت زیادہ ہوگی۔
۲۳۹	مہدی جو ہے ہیں اور عدل و انصاف سے زمین کو بھر دیں گے۔	۲۳۳	زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے چاندی کی صورت میں منے کر دے گی۔
۲۴۰	امام مہدی توگوں کو خیرات تقسیم کریں گے	۲۳۴	آدمی کسی قبر کو دیکھ کر کہے گا کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔
۲۴۱	امام مہدی کے خدام کچھ لوگ مقام بیدار میں لشکر کھڑی کریں گے۔	۲۳۵	قیامت آنے سے پہلے سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اس آگ کا ظہور دینہ ظہیر کے قرب و جوار میں ہو چکا ہے۔
۲۴۲	ابوہل ابن افراد کو کہتے ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے۔	۲۳۶	قیامت کی پہلی نشانی مشرق و مغرب کے لوگوں کو آگ جمع کر دے گی۔
۲۴۳	امام مہدی کے دور میں پادشاهیں خوب سونگے	۲۳۷	دوسری فصل
۲۴۴	مادروا اللہ کا ایک شخص لشکر لے کر نکلے گا۔	۲۳۸	قرب قیامت سال مینے کی طرح ہجیرہ ہشتہ کی طرح ہندو اور دن آگ کے شعلے کا مانند ہوگا۔
۲۴۵	ہندو سے انسانوں سے باتیں کریں گے۔	۲۳۹	ایک صحابہ کے لیے دعا اور عداوت قیامت کی نشانی۔
۲۴۶	تیسری فصل	۲۴۰	مال کی نافرمانی اور سبکی کی اطاعت اور دوسری اخلاق برائیاں عداوت قیامت ہیں۔
۲۴۷	بڑی نشانیاں دو سو سال کے بعد ظاہر ہوگی	۲۴۱	سب میری امت ہندو عادات اختیار
۲۴۸	جب تم مخراسان کی طرف سے آئے ہوئے	۲۴۲	
۲۴۹	کائنات جھلکے دیکھو تو ان کے ساتھ مل جانا	۲۴۳	
۲۵۰	امام مہدی حضرت امام حسین کی نسل ہوگا۔	۲۴۴	
۲۵۱	اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ستیسی پیدائشیں ہو چکی ہیں	۲۴۵	
۲۵۲	سویانی میں چار سو خشکی ہو	۲۴۶	
۲۵۳	باب	۲۴۷	
۲۵۴	قرب قیامت کی نشانیاں اور دجال	۲۴۸	
۲۵۵	پہلی فصل	۲۴۹	
۲۵۶	قیامت سے پہلے دھواں، دجال، دابہ الارض، سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، مہدی حضرت	۲۵۰	
۲۵۷	مہدی و غیر نشانیاں ظاہر ہوں گی۔	۲۵۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۹	چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اطمان میں جلد کرو۔	۲۲۸	قیامت کی پہلی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔	۲۲۹	تین عاقبتیں ظاہر ہونے کے بعد کسی کو اس کا ایمان نفع نہ ہوگا۔
۲۳۰	عجی علیہ السلام زمین پر اتر کر یا حرج ماجرج کو ختم کریں گے۔	۲۲۸	سورج عرش کے نیچے جا کر غروب ہوتا ہے طلوع ہونے کے لیے دوبارہ اجازت مانگتا ہے۔	۲۳۰	سب سے بڑھ آدائش و جمال کی ہے۔
۲۳۱	مومن و جمال کو دیکھ کر کہے گا کہ یہی وہ جمال ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا۔	۲۳۱	ہر نبی نے اپنی امت کو کانے کتاب سے ڈرایا ہے۔	۲۳۱	سبح و جمال میں آنکھ سے کانہ ہے۔
۲۳۲	لوگ و جمال سے بھاگ کر پاڑوں میں جا پنپنیں گے۔	۲۳۲	و جمال اپنے ساتھ جنت و دوزخ رکھے گا۔	۲۳۲	و جمال کا نام، مجھے براگندہ بابوں والا ہوگا۔
۲۳۳	اصحاب کے ستر ہزار یہودی و جمال کے ساتھ ہوں گے۔	۲۳۳	و جمال کے نکلنے کے وقت اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم تشریف فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ ہوگا۔	۲۳۳	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔
۲۳۴	و جمال پر مدینہ منورہ کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہوگا۔	۲۳۴	و جمال کے حکم دے گا وہ اگے لے گی آسمانی کو حکم دے گا وہ برائے گا۔	۲۳۴	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔
۲۳۵	و جمال مشرق سے آئے گا اور شام میں ہلاک ہوگا۔	۲۳۵	و جمال کے حکم دے گا وہ اگے لے گی آسمانی کو حکم دے گا وہ برائے گا۔	۲۳۵	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔
۲۳۶	مدینہ طیبہ میں مسیح و جمال کا رعب داخل نہ ہوگا۔	۲۳۶	و جمال کے حکم دے گا وہ اگے لے گی آسمانی کو حکم دے گا وہ برائے گا۔	۲۳۶	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔
۲۳۷	ایک عیسائی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لانے کے بعد بندھے ہوئے و جمال سے ملنے کی تفصیل بیان کی	۲۳۷	و جمال کے حکم دے گا وہ اگے لے گی آسمانی کو حکم دے گا وہ برائے گا۔	۲۳۷	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔
۲۳۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے ہوئے۔	۲۳۸	و جمال کے حکم دے گا وہ اگے لے گی آسمانی کو حکم دے گا وہ برائے گا۔	۲۳۸	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔
۲۳۹	دوسری فصل و جمال قیدوں میں جکڑا ہوا ہے	۲۳۹	و جمال کے حکم دے گا وہ اگے لے گی آسمانی کو حکم دے گا وہ برائے گا۔	۲۳۹	و جمال زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا۔

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر
۴۸۰	رکعتی قزوہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا ابن صیاد ابلیس کے تحت کو پانی پر بیٹھا ہے	۵۲۵۹ ۴	دجال کے دو جاسوس ہوں گے ایک داہ اور دوسری عورت۔	
۴۸۱	جنت کی مٹی سفید اور خوشبودار ہے۔ ابن صیاد غصے سے اتنا پھوہ کہ پورا راستہ بھردیا۔	۵۲۶۰ ۴ ۵۲۶۱ ۴	دجال کی شکل وصورت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نشاندہی فرمائی۔	۵۲۵۹ ۴۴
۴۸۲	حضرت ابوسعید خدری ابن صیاد کے ساتھ ایک سفر میں۔	۵۲۶۲ ۵	دجال کے نکلنے کے دن مسلمانوں کے دن اچھے ہوں گے۔	۵۲۵۰ ۴۳
۴۸۳	ابن صیاد کی آنکھ سوجی ہوئی تھی اور اس نے گدھے میں آواز نکالی	۵۲۶۳ ۶	دجال خراسان کی مشرقی زمین سے نکلے گا۔ جو شخص دجال کے بارے میں سنے وہ اس سے دور رہے۔	۵۲۵۱ ۴۳ ۵۲۵۲ ۲۵
۴۸۴	حضرت عیسیٰ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ دوسری فصل	۵۲۶۴ ۷	دجال زمین میں چالیس سال تک ٹھہرے گا میری امت کے ستر ہزار افراد دجال کی پیروی کریں گے۔	۵۲۵۳ ۲۶
۴۸۵	حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ مسیح دجال ابن صیاد ہی ہے۔	۵۲۶۵ ۸	دجال کے نکلنے کے بعد مسلمانوں کو کھانے پینے کے لیے حبش و یمن کی کافی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کی وجہ آسمانی فرشتوں کی طرح شکم سیر ہو جائیں گے تیسری فصل	۵۲۵۵ ۲۸
۴۸۶	واقعہ حترہ کے روز ابن صیاد دم ہو گیا۔ دجال کے ملاحین کی تیس سال تک اولاد نہ ہوگی۔	۵۲۶۶ ۹ ۵۲۶۷ ۱۰	دجال تہیں نقصان نہیں دے گا۔ دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا۔ باب	۵۲۵۶ ۴۴ ۵۲۵۷ ۴۵
۴۸۷	ابن صیاد کے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوگ ہوا۔ باب	۵۲۶۸ ۱۱	ابن صیاد کا بیان پہلی فصل	
۴۸۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول پہلی فصل مغرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گی صحبت میں ظاہر ہوں گے۔	۵۲۶۹ ۱۲	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ ابن صیاد کے پاس گئے۔ ابن صیاد کی والدہ اگر اسے چھوڑے	۵۲۵۸ ۱

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۴۹۵	باب قیامت صحت شریر لوگوں پر قائم ہوں زمین میں جب تک کوئی اٹھا نہ کہنے والا موجود نہ ہوگا، قیامت قائم نہ ہوگی۔	۴۸۹	۵۲۸۰	۴۸۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہدی کی اقتداء کریں گے۔
۴۹۶	قیامت شریر ترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ قیامت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ قبیلہ اوس کی عورتوں کے سرین ذوالخصلت کے گرد نہ گھوم لیں۔	۴۹۰	۵۲۸۱ ۵۲۸۲	۴۹۰	میری امت کی ایک جماعت حق پر قیامت تک لڑتی رہے گی۔
۴۹۷	قرب قیامت لات و سات کی پھر پوچھا کہنے لگے گی۔	۴۹۱	۵۲۸۳	۴۹۱	تیسری فصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اترنا دی کریں گے اور یہاں پتہ لیس سال قیام کریں گے
۴۹۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات سال ٹھہریں گے حضرت عروہ بن مسعود شکل و صورت میں حضرت عیسیٰ السلام کے شاہد ہیں۔	۴۹۲	۵۲۸۴	۴۹۲	باب قیامت کا قریب ہونا اور جو مرگا اس کی قیامت قائم ہوگی۔
۵۰۰	باب صور پھرنے جانے کا بیان پہلی فصل دو پھرنے والوں کے درمیان چھائیں کا فاصلہ ہوگا پھر آسمان سے پانی برسے گا تو لوگ ساگ کی طرح اگیں گے۔	۴۹۳	۵۲۸۵	۴۹۳	پہلی فصل میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح بیٹھے گئے ہیں۔
۵۰۱	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو سمیٹے گا	۴۹۴	۵۲۸۶	۴۹۴	سومال سے زیادہ عمارتے لوگ کم ہوں گے۔
۵۰۲	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو پھیٹے گا۔	۴۹۵	۵۲۸۷	۴۹۵	سورس پہلے کی جہن ہوئی کوئی ثابت آج نہ رہے گی۔
۵۰۳	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور دیواروں کو ایک انگلی پر رکھے گا۔ ایک زمین دوسری زمین سے ۱۰۰ اور آسمان دوسرے آسمان سے بدل دیئے جائیں گے۔	۴۹۶	۵۲۸۸ ۵۲۸۹	۴۹۶	سب سے چھوٹا اگر زندہ رہا اس سے بڑھایا آئے تک قیامت قائم نہ ہوگی۔
		۴۹۷	۵۲۹۰	۴۹۷	دوسری فصل میں قیامت کے اندر جیسا جیوں اور اپنے دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔
		۴۹۸	۵۲۹۱	۴۹۸	مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو اُدھے دن کی مہلت دے گا۔
		۴۹۹	۵۲۹۲	۴۹۹	تیسری فصل دنیا کی مثال کاٹے ہوئے کپڑے کی مانند ہے

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۱۱	قیامت کے دن کافر چہرے کے بل عشر میں لٹا جائے گا۔	۵۰۴	سورج اور چاند کو قیامت کے دن پیٹ دیا جائے گا۔	۵۲۹۰	سورج اور چاند کو قیامت کے دن پیٹ دیا جائے گا۔
۵۱۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باب (چچا) کو قیامت کے دن آگ میں ڈالا جائے گا۔	۵۰۵	دوسری فصل صور چھونکنے والا انتظار کر رہا ہے اور تم یہ کہا کرو کہ اللہ ہی کافی ہے۔	۵۲۹۱	دوسری فصل صور چھونکنے والا انتظار کر رہا ہے اور تم یہ کہا کرو کہ اللہ ہی کافی ہے۔
۵۱۳	قیامت کے دن لوگ اپنے پیسنے میں کانوں تک ڈوب جائیں گے۔	۵۰۶	صور ایک سینک میں چھونکا جائے گا۔	۵۲۹۲	صور ایک سینک میں چھونکا جائے گا۔
۵۱۴	قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب کر دیا جائے گا۔	۵۰۷	تیسری فصل لاجنہ پہلی بار چھونکنے اور رادفہ دوسری بار چھونکنے ہے۔	۵۲۹۳	تیسری فصل لاجنہ پہلی بار چھونکنے اور رادفہ دوسری بار چھونکنے ہے۔
۵۱۵	ہر نذر میں سے نو سو ستانوے افراد آگ کا حصہ ہوں گے۔	۵۰۸	صور چھونکنے والے کے دائیں جبریل اور میکائیل ہوں گے۔	۵۲۹۴	صور چھونکنے والے کے دائیں جبریل اور میکائیل ہوں گے۔
۵۱۶	دنیا میں دھکدھکے کے لیے جہاد کرنے والوں کی پیٹھ تختہ بن جائے گی۔	۵۰۹	بس طرح شک سالہ کے بعد ستر واکا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔	۵۲۹۵	بس طرح شک سالہ کے بعد ستر واکا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔
۵۱۷	قیامت کے دن موٹے نازے آدمی کا وزن چھوٹے بلبرن ہوگا۔	۵۱۰	باب قیامت کا بیان	۵۲۹۶	باب قیامت کا بیان
۵۱۸	دوسری فصل زمہ بندے کے غلوں کے بارے میں کل قیامت کے دن گواہی دے گی۔	۵۱۱	پہلی فصل قیامت کے دن لوگ سفید زمین میں جمع کئے جائیں گے۔	۵۲۹۷	پہلی فصل قیامت کے دن لوگ سفید زمین میں جمع کئے جائیں گے۔
۵۱۹	نیوکاسا اور بیکار آدمی کل قیامت کے دن شرمندہ ہوں گے۔	۵۱۲	قیامت کے دن زمین روٹی کی مانند ہو جائے گی۔	۵۲۹۸	قیامت کے دن زمین روٹی کی مانند ہو جائے گی۔
۵۲۰	قیامت کے دن لوگ تین طرح سے جمع کئے جائیں گے۔	۵۱۳	لوگ تین طبقوں پر جمع کئے جائیں گے	۵۲۹۹	لوگ تین طبقوں پر جمع کئے جائیں گے
۵۲۱	جو شخص چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے سارا اندر دیکھے تو وہ میں حورین تدارت کیا کریں۔	۵۱۴	قیامت کے دن لوگ تینگے پاؤں ہنگے	۵۳۰۰	قیامت کے دن لوگ تینگے پاؤں ہنگے
۵۲۲	تیسری فصل	۵۱۵	جم اور متنہ کے بیڑاٹھائے جائیں گے	۵۳۰۱	جم اور متنہ کے بیڑاٹھائے جائیں گے
۵۲۳		۵۱۶	تمام مرد اور عورتیں قیامت کے دن ایک ہی حالت پر اکٹھے کئے جائیں گے۔	۵۳۰۲	تمام مرد اور عورتیں قیامت کے دن ایک ہی حالت پر اکٹھے کئے جائیں گے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۶	نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہ ہوگی۔	۵۱۷	لوگ قیامت کے دن تین گروہوں میں	۵۲۱۲	۱۶
۵۲۶	قیامت کے دن تین مواقع پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔	۵۲۲۲	جمع ہوں گے۔	۵۲۱۳	۱
۵۲۷	تیسری فصل	۵۱۸	باب	۵۲۱۴	۲
۵۲۷	قیامت کے دن ہر نیکی یا بدی کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔	۵۲۲۲	حساب، بدلہ اور میزان کا بیان	۵۲۱۵	۳
۵۲۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں دعا	۵۲۲۵	پہلی فصل	۵۲۱۶	۴
۵۲۸	قیامت کا دن سونے کے ہنکا کر دیا جائے گا	۵۲۲۶	قیامت کے دن جن آدمی سے حساب	۵۲۱۷	۵
۵۲۸	قیامت میں پیاس ہزار سال قبل شہر کا دن ہر من سے لیے نماز پڑھنے کے وقت جتنا آسمان ہو جائے گا۔	۵۲۲۷	کی پوچھ گچھ ہوئی تو وہ ہلاک ہوگی۔	۵۲۱۸	۶
۵۲۸	تہجد کے وقت اٹھنے والے بنیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔	۵۲۲۸	بندے اور رب کے درمیان نہ کوئی	۵۲۱۹	۷
۵۲۹	باب	۵۲۲۹	حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان	۵۲۲۰	۸
۵۲۹	حوض کوثر اور شفاعت کا بیان	۵۲۳۰	جن کے گناہ دنیا میں چھپائے گئے آخرت میں انہیں بخشا جائے گا۔	۵۲۲۱	۹
۵۳۰	قیامت کے دن شفاعت تین طرح کی ہوگی	۵۲۳۱	قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک پہو دی یا عیسائی فذیر طور پر دیا جائے گا۔	۵۲۲۲	۱۰
۵۳۰	پہلی فصل	۵۲۳۲	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۲۲۳	۱۱
۵۳۰	حوض کوثر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہے	۵۲۳۳	انبیاء علیہم السلام کے گناہ ہوں گے۔	۵۲۲۴	۱۲
۵۳۰	حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شکر سے زیادہ خوشبودار ہے۔	۵۲۳۴	قیامت کے دن بندے کے اعضاء	۵۲۲۵	۱۳
۵۳۱	حوض کوثر کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں	۵۲۳۵	اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔	۵۲۲۶	۱۴
۵۳۱	میں حوض پر تہا را پیش رو ہوں۔	۵۲۳۶	قیامت کے دن ہندو رب تعالیٰ کو بنیر	۵۲۲۷	۱۵
۵۳۲	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۳۷	کسی تردد کے دیجے گا جس طرح سورج	۵۲۲۸	۱۶
۵۳۲	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۳۸	چاند کو دیکھتا ہے۔	۵۲۲۹	۱۷
۵۳۲	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۳۹	دوسری فصل	۵۲۳۰	۱۸
۵۳۳	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۴۰	ستر ہزار افراد بنیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔	۵۲۳۱	۱۹
۵۳۳	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۴۱	قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشانیوں ہوں گی۔	۵۲۳۲	۲۰
۵۳۳	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۴۲	کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے	۵۲۳۳	۲۱



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۶	نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہ ہوگی۔	۵۱۷	لوگ قیامت کے دن تین گروہوں میں	۵۲۱۲	۱۶
۵۲۶	قیامت کے دن تین مواقع پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔	۵۲۲۲	جمع ہوں گے۔	۵۲۱۳	۱
۵۲۷	تیسری فصل	۵۱۸	باب	۵۲۱۴	۲
۵۲۷	قیامت کے دن ہر نیکی یا بدی کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔	۵۲۲۲	حساب، بدلہ اور میزان کا بیان	۵۲۱۵	۳
۵۲۸	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں دعا	۵۲۲۵	پہلی فصل	۵۲۱۶	۴
۵۲۸	قیامت کا دن سوئمن کے ہٹا کر دیا جائے گا	۵۲۲۶	قیامت کے دن جن آدمی سے حساب	۵۲۱۷	۵
۵۲۸	قیامت میں پیاس ہزار سال قبل شہر کا دن ہر من سے لیے نماز پڑھنے کے وقت جتنا آسمان ہو جائے گا۔	۵۲۲۷	کی پوچھ گچھ ہوئی تو وہ ہلاک ہوگی۔	۵۲۱۸	۶
۵۲۸	تہجد کے وقت اٹھنے والے بنیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔	۵۲۲۸	بندے اور رب کے درمیان نہ کوئی	۵۲۱۹	۷
۵۲۹	باب	۵۲۲۹	حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان	۵۲۲۰	۸
۵۲۹	حوض کوثر اور شفاعت کا بیان	۵۲۳۰	جن کے گناہ دنیا میں چھپائے گئے آخرت میں انہیں بخشا جائے گا۔	۵۲۲۱	۹
۵۳۰	قیامت کے دن شفاعت تین طرح کی ہوگی	۵۲۳۱	قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک پہرہ دی جائے گا۔	۵۲۲۲	۱۰
۵۳۰	پہلی فصل	۵۲۳۲	عیسائی فذیر طور پر دیا جائے گا۔	۵۲۲۳	۱۱
۵۳۰	حوض کوثر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہے	۵۲۳۳	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۵۲۲۴	۱۲
۵۳۰	حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شگ سے زیادہ خوشبودار ہے۔	۵۲۳۴	انبیاء علیہم السلام کے گناہ ہوں گے۔	۵۲۲۵	۱۳
۵۳۱	حوض کوثر کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں	۵۲۳۵	قیامت کے دن بندے کے اعضاء	۵۲۲۶	۱۴
۵۳۱	میں حوض پر تہا را پیش رو ہوں۔	۵۲۳۶	اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔	۵۲۲۷	۱۵
۵۳۲	قیامت کے دن ہر جن مخلوق کو شفاعت کے لیے اگلے نبی کے پاس بھیجے گا۔	۵۲۳۷	قیامت کے دن ہر بندہ رب تعالیٰ کو بنیر	۵۲۲۸	۱۶
۵۳۲		۵۲۳۸	کسی تردد کے دیجے گا جس طرح سورج	۵۲۲۹	۱۷
۵۳۳		۵۲۳۹	چاند کو دیکھتا ہے۔	۵۲۳۰	۱۸
۵۳۳		۵۲۴۰	دوسری فصل	۵۲۳۱	۱۹
۵۳۳		۵۲۴۱	ستر ہزار افراد بنیر حساب کے جنت میں	۵۲۳۲	۲۰
۵۳۳		۵۲۴۲	جائیں گے۔	۵۲۳۳	۲۱
۵۳۳		۵۲۴۳	قیامت کے دن لوگوں کی تین نشانیاں	۵۲۳۴	۲۲
۵۳۳		۵۲۴۴	ہوں گی۔	۵۲۳۵	۲۳
۵۳۳		۵۲۴۵	کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے	۵۲۳۶	۲۴



صفحہ نمبر	صفحہ	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۵۶۳	۵۶۱	یہ حدیث از قبیل تشابہات ہے مؤمنوں کی پل صراط پر علامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی روگاہ والوں کے لیے ہے۔ حضرت ابو بکر و عمر کا سالہ اولیٰ	۵۶۲	۵۳۵۹ ۲۸ ۵۳۵۷ ۲۹ ۵۳۵۸ ۳۰ ۵۳۵۹ ۳۱ ۵۳۶۰ ۳۲ ۵۳۶۱ ۳۳ ۵۳۶۲ ۳۴
۵۶۴	۵۶۱	۵۳۶۳ ۳۵	۵۶۲	۵۳۶۵ ۳۶
۵۶۵	۵۶۱	۵۳۶۴ ۳۶	۵۶۲	۵۳۶۶ ۳۷
۵۶۶	۵۶۱	۵۳۶۷ ۳۸	۵۶۲	۵۳۶۸ ۳۹
۵۶۷	۵۶۱	۵۳۶۹ ۳۹	۵۶۲	۵۳۷۰ ۴۰
۵۶۸	۵۶۱	۵۳۷۱ ۴۱	۵۶۲	۵۳۷۲ ۴۲
۵۶۹	۵۶۱	۵۳۷۳ ۴۳	۵۶۲	۵۳۷۴ ۴۴
۵۷۰	۵۶۱	۵۳۷۵ ۴۵	۵۶۲	۵۳۷۶ ۴۶
۵۷۱	۵۶۱	۵۳۷۷ ۴۷	۵۶۲	۵۳۷۸ ۴۸
۵۷۲	۵۶۱	۵۳۷۹ ۴۹	۵۶۲	۵۳۸۰ ۵۰
۵۷۳	۵۶۱	۵۳۸۱ ۵۱	۵۶۲	۵۳۸۲ ۵۲
۵۷۴	۵۶۱	۵۳۸۳ ۵۳	۵۶۲	۵۳۸۴ ۵۴
۵۷۵	۵۶۱	۵۳۸۵ ۵۵	۵۶۲	۵۳۸۶ ۵۶
۵۷۶	۵۶۱	۵۳۸۷ ۵۷	۵۶۲	۵۳۸۸ ۵۸
۵۷۷	۵۶۱	۵۳۸۹ ۵۹	۵۶۲	۵۳۹۰ ۶۰
۵۷۸	۵۶۱	۵۳۹۱ ۶۱	۵۶۲	۵۳۹۲ ۶۲
۵۷۹	۵۶۱	۵۳۹۳ ۶۳	۵۶۲	۵۳۹۴ ۶۴
۵۸۰	۵۶۱	۵۳۹۵ ۶۵	۵۶۲	۵۳۹۶ ۶۶
۵۸۱	۵۶۱	۵۳۹۷ ۶۷	۵۶۲	۵۳۹۸ ۶۸
۵۸۲	۵۶۱	۵۳۹۹ ۶۹	۵۶۲	۵۴۰۰ ۷۰
۵۸۳	۵۶۱	۵۴۰۱ ۷۱	۵۶۲	۵۴۰۲ ۷۲
۵۸۴	۵۶۱	۵۴۰۳ ۷۳	۵۶۲	۵۴۰۴ ۷۴
۵۸۵	۵۶۱	۵۴۰۵ ۷۵	۵۶۲	۵۴۰۶ ۷۶
۵۸۶	۵۶۱	۵۴۰۷ ۷۷	۵۶۲	۵۴۰۸ ۷۸
۵۸۷	۵۶۱	۵۴۰۹ ۷۹	۵۶۲	۵۴۱۰ ۸۰
۵۸۸	۵۶۱	۵۴۱۱ ۸۱	۵۶۲	۵۴۱۲ ۸۲
۵۸۹	۵۶۱	۵۴۱۳ ۸۳	۵۶۲	۵۴۱۴ ۸۴
۵۹۰	۵۶۱	۵۴۱۵ ۸۵	۵۶۲	۵۴۱۶ ۸۶
۵۹۱	۵۶۱	۵۴۱۷ ۸۷	۵۶۲	۵۴۱۸ ۸۸
۵۹۲	۵۶۱	۵۴۱۹ ۸۹	۵۶۲	۵۴۲۰ ۹۰
۵۹۳	۵۶۱	۵۴۲۱ ۹۱	۵۶۲	۵۴۲۲ ۹۲
۵۹۴	۵۶۱	۵۴۲۳ ۹۳	۵۶۲	۵۴۲۴ ۹۴
۵۹۵	۵۶۱	۵۴۲۵ ۹۵	۵۶۲	۵۴۲۶ ۹۶
۵۹۶	۵۶۱	۵۴۲۷ ۹۷	۵۶۲	۵۴۲۸ ۹۸
۵۹۷	۵۶۱	۵۴۲۹ ۹۹	۵۶۲	۵۴۳۰ ۱۰۰
۵۹۸	۵۶۱	۵۴۳۱ ۱۰۱	۵۶۲	۵۴۳۲ ۱۰۲
۵۹۹	۵۶۱	۵۴۳۳ ۱۰۳	۵۶۲	۵۴۳۴ ۱۰۴
۶۰۰	۵۶۱	۵۴۳۵ ۱۰۵	۵۶۲	۵۴۳۶ ۱۰۶
۶۰۱	۵۶۱	۵۴۳۷ ۱۰۷	۵۶۲	۵۴۳۸ ۱۰۸
۶۰۲	۵۶۱	۵۴۳۹ ۱۰۹	۵۶۲	۵۴۴۰ ۱۱۰
۶۰۳	۵۶۱	۵۴۴۱ ۱۱۱	۵۶۲	۵۴۴۲ ۱۱۲
۶۰۴	۵۶۱	۵۴۴۳ ۱۱۳	۵۶۲	۵۴۴۴ ۱۱۴
۶۰۵	۵۶۱	۵۴۴۵ ۱۱۵	۵۶۲	۵۴۴۶ ۱۱۶
۶۰۶	۵۶۱	۵۴۴۷ ۱۱۷	۵۶۲	۵۴۴۸ ۱۱۸
۶۰۷	۵۶۱	۵۴۴۹ ۱۱۹	۵۶۲	۵۴۵۰ ۱۲۰
۶۰۸	۵۶۱	۵۴۵۱ ۱۲۱	۵۶۲	۵۴۵۲ ۱۲۲
۶۰۹	۵۶۱	۵۴۵۳ ۱۲۳	۵۶۲	۵۴۵۴ ۱۲۴
۶۱۰	۵۶۱	۵۴۵۵ ۱۲۵	۵۶۲	۵۴۵۶ ۱۲۶
۶۱۱	۵۶۱	۵۴۵۷ ۱۲۷	۵۶۲	۵۴۵۸ ۱۲۸
۶۱۲	۵۶۱	۵۴۵۹ ۱۲۹	۵۶۲	۵۴۶۰ ۱۳۰
۶۱۳	۵۶۱	۵۴۶۱ ۱۳۱	۵۶۲	۵۴۶۲ ۱۳۲
۶۱۴	۵۶۱	۵۴۶۳ ۱۳۳	۵۶۲	۵۴۶۴ ۱۳۴
۶۱۵	۵۶۱	۵۴۶۵ ۱۳۵	۵۶۲	۵۴۶۶ ۱۳۶
۶۱۶	۵۶۱	۵۴۶۷ ۱۳۷	۵۶۲	۵۴۶۸ ۱۳۸
۶۱۷	۵۶۱	۵۴۶۹ ۱۳۹	۵۶۲	۵۴۷۰ ۱۴۰
۶۱۸	۵۶۱	۵۴۷۱ ۱۴۱	۵۶۲	۵۴۷۲ ۱۴۲
۶۱۹	۵۶۱	۵۴۷۳ ۱۴۳	۵۶۲	۵۴۷۴ ۱۴۴
۶۲۰	۵۶۱	۵۴۷۵ ۱۴۵	۵۶۲	۵۴۷۶ ۱۴۶
۶۲۱	۵۶۱	۵۴۷۷ ۱۴۷	۵۶۲	۵۴۷۸ ۱۴۸
۶۲۲	۵۶۱	۵۴۷۹ ۱۴۹	۵۶۲	۵۴۸۰ ۱۵۰
۶۲۳	۵۶۱	۵۴۸۱ ۱۵۱	۵۶۲	۵۴۸۲ ۱۵۲
۶۲۴	۵۶۱	۵۴۸۳ ۱۵۳	۵۶۲	۵۴۸۴ ۱۵۴
۶۲۵	۵۶۱	۵۴۸۵ ۱۵۵	۵۶۲	۵۴۸۶ ۱۵۶
۶۲۶	۵۶۱	۵۴۸۷ ۱۵۷	۵۶۲	۵۴۸۸ ۱۵۸
۶۲۷	۵۶۱	۵۴۸۹ ۱۵۹	۵۶۲	۵۴۹۰ ۱۶۰
۶۲۸	۵۶۱	۵۴۹۱ ۱۶۱	۵۶۲	۵۴۹۲ ۱۶۲
۶۲۹	۵۶۱	۵۴۹۳ ۱۶۳	۵۶۲	۵۴۹۴ ۱۶۴
۶۳۰	۵۶۱	۵۴۹۵ ۱۶۵	۵۶۲	۵۴۹۶ ۱۶۶
۶۳۱	۵۶۱	۵۴۹۷ ۱۶۷	۵۶۲	۵۴۹۸ ۱۶۸
۶۳۲	۵۶۱	۵۴۹۹ ۱۶۹	۵۶۲	۵۵۰۰ ۱۷۰
۶۳۳	۵۶۱	۵۵۰۱ ۱۷۱	۵۶۲	۵۵۰۲ ۱۷۲
۶۳۴	۵۶۱	۵۵۰۳ ۱۷۳	۵۶۲	۵۵۰۴ ۱۷۴
۶۳۵	۵۶۱	۵۵۰۵ ۱۷۵	۵۶۲	۵۵۰۶ ۱۷۶
۶۳۶	۵۶۱	۵۵۰۷ ۱۷۷	۵۶۲	۵۵۰۸ ۱۷۸
۶۳۷	۵۶۱	۵۵۰۹ ۱۷۹	۵۶۲	۵۵۱۰ ۱۸۰
۶۳۸	۵۶۱	۵۵۱۱ ۱۸۱	۵۶۲	۵۵۱۲ ۱۸۲
۶۳۹	۵۶۱	۵۵۱۳ ۱۸۳	۵۶۲	۵۵۱۴ ۱۸۴
۶۴۰	۵۶۱	۵۵۱۵ ۱۸۵	۵۶۲	۵۵۱۶ ۱۸۶
۶۴۱	۵۶۱	۵۵۱۷ ۱۸۷	۵۶۲	۵۵۱۸ ۱۸۸
۶۴۲	۵۶۱	۵۵۱۹ ۱۸۹	۵۶۲	۵۵۲۰ ۱۹۰
۶۴۳	۵۶۱	۵۵۲۱ ۱۹۱	۵۶۲	۵۵۲۲ ۱۹۲
۶۴۴	۵۶۱	۵۵۲۳ ۱۹۳	۵۶۲	۵۵۲۴ ۱۹۴
۶۴۵	۵۶۱	۵۵۲۵ ۱۹۵	۵۶۲	۵۵۲۶ ۱۹۶
۶۴۶	۵۶۱	۵۵۲۷ ۱۹۷	۵۶۲	۵۵۲۸ ۱۹۸
۶۴۷	۵۶۱	۵۵۲۹ ۱۹۹	۵۶۲	۵۵۳۰ ۲۰۰
۶۴۸	۵۶۱	۵۵۳۱ ۲۰۱	۵۶۲	۵۵۳۲ ۲۰۲
۶۴۹	۵۶۱	۵۵۳۳ ۲۰۳	۵۶۲	۵۵۳۴ ۲۰۴
۶۵۰	۵۶۱	۵۵۳۵ ۲۰۵	۵۶۲	۵۵۳۶ ۲۰۶
۶۵۱	۵۶۱	۵۵۳۷ ۲۰۷	۵۶۲	۵۵۳۸ ۲۰۸
۶۵۲	۵۶۱	۵۵۳۹ ۲۰۹	۵۶۲	۵۵۴۰ ۲۱۰
۶۵۳	۵۶۱	۵۵۴۱ ۲۱۱	۵۶۲	۵۵۴۲ ۲۱۲
۶۵۴	۵۶۱	۵۵۴۳ ۲۱۳	۵۶۲	۵۵۴۴ ۲۱۴
۶۵۵	۵۶۱	۵۵۴۵ ۲۱۵	۵۶۲	۵۵۴۶ ۲۱۶
۶۵۶	۵۶۱	۵۵۴۷ ۲۱۷	۵۶۲	۵۵۴۸ ۲۱۸
۶۵۷	۵۶۱	۵۵۴۹ ۲۱۹	۵۶۲	۵۵۵۰ ۲۲۰
۶۵۸	۵۶۱	۵۵۵۱ ۲۲۱	۵۶۲	۵۵۵۲ ۲۲۲
۶۵۹	۵۶۱	۵۵۵۳ ۲۲۳	۵۶۲	۵۵۵۴ ۲۲۴
۶۶۰	۵۶۱	۵۵۵۵ ۲۲۵	۵۶۲	۵۵۵۶ ۲۲۶
۶۶۱	۵۶۱	۵۵۵۷ ۲۲۷	۵۶۲	۵۵۵۸ ۲۲۸
۶۶۲	۵۶۱	۵۵۵۹ ۲۲۹	۵۶۲	۵۵۶۰ ۲۳۰
۶۶۳	۵۶۱	۵۵۶۱ ۲۳۱	۵۶۲	۵۵۶۲ ۲۳۲
۶۶۴	۵۶۱	۵۵۶۳ ۲۳۳	۵۶۲	۵۵۶۴ ۲۳۴
۶۶۵	۵۶۱	۵۵۶۵ ۲۳۵	۵۶۲	۵۵۶۶ ۲۳۶
۶۶۶	۵۶۱	۵۵۶۷ ۲۳۷	۵۶۲	۵۵۶۸ ۲۳۸
۶۶۷	۵۶۱	۵۵۶۹ ۲۳۹	۵۶۲	۵۵۷۰ ۲۴۰
۶۶۸	۵۶۱	۵۵۷۱ ۲۴۱	۵۶۲	۵۵۷۲ ۲۴۲
۶۶۹	۵۶۱	۵۵۷۳ ۲۴۳	۵۶۲	۵۵۷۴ ۲۴۴
۶۷۰	۵۶۱	۵۵۷۵ ۲۴۵	۵۶۲	۵۵۷۶ ۲۴۶
۶۷۱	۵۶۱	۵۵۷۷ ۲۴۷	۵۶۲	۵۵۷۸ ۲۴۸
۶۷۲	۵۶۱	۵۵۷۹ ۲۴۹	۵۶۲	۵۵۸۰ ۲۵۰
۶۷۳	۵۶۱	۵۵۸۱ ۲۵۱	۵۶۲	۵۵۸۲ ۲۵۲
۶۷۴	۵۶۱	۵۵۸۳ ۲۵۳	۵۶۲	۵۵۸۴ ۲۵۴
۶۷۵	۵۶۱	۵۵۸۵ ۲۵۵	۵۶۲	۵۵۸۶ ۲۵۶
۶۷۶	۵۶۱	۵۵۸۷ ۲۵۷	۵۶۲	۵۵۸۸ ۲۵۸
۶۷۷	۵۶۱	۵۵۸۹ ۲۵۹	۵۶۲	۵۵۹۰ ۲۶۰
۶۷۸	۵۶۱	۵۵۹۱ ۲۶۱	۵۶۲	۵۵۹۲ ۲۶۲
۶۷۹	۵۶۱	۵۵۹۳ ۲۶۳	۵۶۲	۵۵۹۴ ۲۶۴
۶۸۰	۵۶۱	۵۵۹۵ ۲۶۵	۵۶۲	۵۵۹۶ ۲۶۶
۶۸۱	۵۶۱	۵۵۹۷ ۲۶۷	۵۶۲	۵۵۹۸ ۲۶۸
۶۸۲	۵۶۱	۵۵۹۹ ۲۶۹	۵۶۲	۵۶۰۰ ۲۷۰
۶۸۳	۵۶۱	۵۶۰۱ ۲۷۱	۵۶۲	۵۶۰۲ ۲۷۲
۶۸۴	۵۶۱	۵۶۰۳ ۲۷۳	۵۶۲	۵۶۰۴ ۲۷۴
۶۸۵	۵۶۱	۵۶۰۵ ۲۷۵	۵۶۲	۵۶۰۶ ۲۷۶
۶۸۶	۵۶۱	۵۶۰۷ ۲۷۷	۵۶۲	۵۶۰۸ ۲۷۸
۶۸۷	۵۶۱	۵۶۰۹ ۲۷۹	۵۶۲	۵۶۱۰ ۲۸۰
۶۸۸	۵۶۱	۵۶۱۱ ۲۸۱	۵۶۲	۵۶۱۲ ۲۸۲
۶۸۹	۵۶۱	۵۶۱۳ ۲۸۳	۵۶۲	۵۶۱۴ ۲۸۴
۶۹۰	۵۶۱	۵۶۱۵ ۲۸۵	۵۶۲	۵۶۱۶ ۲۸۶
۶۹۱	۵۶۱	۵۶۱۷ ۲۸۷	۵۶۲	۵۶۱۸ ۲۸۸
۶۹۲	۵۶۱	۵۶۱۹ ۲۸۹	۵۶۲	۵۶۲۰ ۲۹۰
۶۹۳	۵۶۱	۵۶۲۱ ۲۹۱	۵۶۲	۵۶۲۲ ۲۹۲
۶۹۴	۵۶۱	۵۶۲۳ ۲۹۳	۵۶۲	۵۶۲۴ ۲۹۴
۶۹۵	۵۶۱	۵۶۲۵ ۲۹۵	۵۶۲	۵۶۲۶ ۲۹۶
۶۹۶	۵۶۱	۵۶۲۷ ۲۹۷	۵۶۲	۵۶۲۸ ۲۹۸
۶۹۷	۵۶۱	۵۶۲۹ ۲۹۹	۵۶۲	۵۶۳۰ ۳۰۰
۶۹۸	۵۶۱	۵۶۳۱ ۳۰۱	۵۶۲	۵۶۳۲ ۳۰۲
۶۹۹	۵۶۱	۵۶۳۳ ۳۰۳	۵۶۲	۵۶۳۴ ۳۰۴
۷۰۰	۵۶۱	۵۶۳۵ ۳۰۵	۵۶۲	۵۶۳۶ ۳۰۶
۷۰۱	۵۶۱	۵۶۳۷ ۳۰۷	۵۶۲	۵۶۳۸ ۳۰۸
۷۰۲	۵۶۱	۵۶۳۹ ۳۰۹	۵۶۲	۵۶۴۰ ۳۱۰
۷۰۳	۵۶۱	۵۶۴۱ ۳۱۱	۵۶۲	۵۶۴۲ ۳۱۲
۷۰۴	۵۶۱	۵۶۴۳ ۳۱۳	۵۶۲	۵۶۴۴ ۳۱۴
۷۰۵	۵۶۱	۵۶۴۵ ۳۱۵	۵۶۲	۵۶۴۶ ۳۱۶
۷۰۶	۵۶۱	۵۶۴۷ ۳۱۷	۵۶۲	۵۶۴۸ ۳۱۸
۷۰۷	۵۶۱	۵۶۴۹ ۳۱۹	۵۶۲	۵۶۵۰ ۳۲۰
۷۰۸	۵۶۱	۵۶۵۱ ۳۲۱	۵۶۲	۵۶۵۲ ۳۲۲
۷۰۹	۵۶۱	۵۶۵۳ ۳۲۳	۵۶۲	۵۶۵۴ ۳۲۴
۷۱۰	۵۶۱	۵۶۵۵ ۳۲۵	۵۶۲	۵۶۵۶ ۳۲۶
۷۱۱	۵۶۱	۵۶۵۷ ۳۲۷	۵۶۲	۵۶۵۸ ۳۲۸
۷۱۲	۵۶۱	۵۶۵۹ ۳۲۹	۵۶۲	۵۶۶۰ ۳۳۰
۷۱۳	۵۶۱	۵۶۶۱ ۳۳۱	۵۶۲	۵۶۶۲ ۳۳۲
۷۱۴	۵۶۱			

## بَابُ الْبَيَانِ وَالشَّعْرِ

### ۳۱۵۔ خطاب اور شعر کا بیان

بیان کا معنی کشف، ظہور اور واضح کرنا ہے، مزاج میں ہے بیان، خوب گفتگو کرنا اور فصاحت کے معنی میں مستعمل ہے۔ کہا جاتا ہے فُلَانٌ اَبِيْنٌ مِّنْ فُلَانٍ کہ فلان، فلان سے زیادہ فصیح اور زیادہ واضح گفتگو کرتا ہے۔ علامہ بیضاوی کہتے ہیں کہ اظہار یا فی الضمیر بیان ہے۔ یہی کے نزدیک اعلیٰ بیغ کلام سے اظہار کو بیان کہا جاتا ہے۔ بعض علما ایسی فصیح گفتگو کو بیان کہتے ہیں جس کے ذریعے دل کی بات ظاہر ہو جائے یہ تمام معانی آپس میں مختلف نہیں بلکہ ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ شعر کا لغوی معنی دانائی و ذریعہ کرنا اور شاعرانا اور زیرک شعف ہے۔ اصطلاح میں ہر وہ کلام ہے جو موزوں اور سجع ہمارا اس کی موزونیت قابل نے قصہ بھی کیا ہو۔ قرآن و حدیث شعر نہیں کیونکہ ان میں موزونیت ہونے کے باوجود وہاں یہ چیز مقصود نہیں ہے۔

#### پہلی فصل

#### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے دو شخص آئے انہوں نے وضو کیا تو گویا نے ان کے بیان کو بہت پسند کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یعنی بیان جاؤ وہی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَغَطَّيَا فَتَجَبَّ النَّاسُ لِيَمَّا نِيَهَمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَيْنِ لَيَسْخَرَانِ مِنَ الْبَيَانِ لَيْسَخَرَا۔

(بخاری)

(رداء البیضاوی)

لہ ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو، مزاج میں ہے۔ دوسرے کے سامنے کی گئی گفتگو کو خطاب کہا جاتا ہے۔

لہ ان دو میں ایک کا نام حسین بن جندبہ ہے۔ اور ان کا لقب زکریا تھا ہے۔ زک کے نیچے زیر یا ساکن راہ کے نیچے زیر، زکریا کے بچے کو سرخ یا زرد رنگ کرنے کو کہا جاتا ہے۔ زکریا کا معنی چاند اور بچی داڑھی کے بھی آتے ہیں۔

ان کا یہ لقب ان کے حسن و جمال کی وجہ سے یا ان کی اپنی داڑھی کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے کہ عامہ زبرد رنگ کا پٹھن تھے یا جب وہ مجلس میں آئے تھے اس وقت زرد لباس پہنا ہوا تھا۔

دوسرے کا نام عروبن اہتم، ہمزہ پر زبر، ہا ساکن تا پر زبر، اہتم اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں۔

ان دونوں اشخاص نے ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو میں تفاخر اور فوقیت کا اظہار کیا پہلے زبرقان نے اپنے فضائل کا بیان کیے طب فصیح و بیخ گفتگو کی اس کے بعد عروبن اہتم نے نہایت ہی بیخ انداز میں اس کی تردید کی اور اس کی برائیاں اور فضائل بیان کیے۔ زبرقان نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرے فضائل سے آگاہ ہے مگر حد کی وجہ سے مخالفت کر رہا ہے۔ عروبن نے پھر زبرقان کی برائی میں پہلے سے زیادہ ذمت کی۔ اچھا، العلوم میں ہے کہ عروبن نے ایک دن زبرقان کی خوب مدح کی اور دوسرے دن ذمت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا اس کی کیا وجہ کہ تو نے ایک دن اس کی مدح کی اور دوسرے دن ذمت عرض کیا پہلے دن میں نے سچ کہا تھا اور دوسرے دن میں جھوٹ نہیں کہا تھا۔ وہ ایسے کہ اس نے پہلے دن مجھے خوش کیا تھا تو میں نے اس کی وہ اچائیاں گنوا دیں جو میں نے دیکھی تھیں۔ دوسرے دن اس نے مجھے ناراض کر دیا۔ لہذا میں اس کی وہ برائیاں بیان کر دیں جو میں نے دیکھی تھیں۔

سبب بعض بیانات دل اور حال کی تبدیلی اور باطل کی طرف مائل کرنے میں مبادی کی طرح ہیں۔ لغت میں بحر تبدیلی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسان کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کر دیتا ہے اسی طرح بیان اور گفتگو میں مبالغہ کام میں نفع اس کے حسن میں تغلیت سے کام لینا۔ کلام میں ریختی، یعنی کو باطل کی طرف اسی طرح پھیر دینا کہ لوگوں کے دلوں میں بات مبالغہ ہو جائے۔ اگرچہ نفس الامر میں وہ باطل، جھوٹ ہو، ظاہر حدیث سے پتا چلتا ہے کہ یہ جلد آپ نے بیان اور مبالغہ کی خدمت میں فرمایا ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ بیان میں حسن اور اس کو آراستہ کر کے بیان کرنے کی تشریف ہے کہ اس سے متغیر کامل طور پر حاصل ہو جائے۔ صحیح یہ ہے کہ تشریح حدیث میں دونوں احتمال ہیں۔ مبالغہ یہ ہے کہ بیان مبادی کی طرح ہے اگر اسے حق کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز اور قابل مدح اور اگر باطل کے لیے ہو تو باطل ہوگا جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ اَبَشْرٌ وَكَذَّامٌ حَسَنٌ وَبُخِيلٌ وَبُخِيلٌ شَرٌّ کلام ہے اچھا کلام حسین ہے اور بُرا کلام بُرا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ مِنَ الشُّعْرِ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار محکمات پر مشتعل ہوتے ہیں۔ (بخاری)

(رداء الجلالہ)

لے مزاج میں محکم کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں۔ دانش، ہر چیز کی حقیقت، حکیم، دانائے اسی سے فقہاء حکام جزہ کے بچے زبرد ہے۔ کسی کام کو معبود و مستحکم کرنے کے معنی میں ہے۔ صاویرے وقتوں کہ اس کی بے وقوفی سے باز رکھنا

”مکتہ“ ما اور کات پر زبر، لگام اور بلائی سے کسی کو منع کرنا ہے یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کا فرمان  
 اِنَّ مِنَ الْبَیِّنَاتِ بُشُوْرًا بیان کی طرح یہاں حکمت و نصیحت پر مشتمل اشعار کی طرح لگتی ہے  
 اور یہ دونوں باتیں ایک حدیث میں اکٹھی بھی آئی ہیں جو فصل ثانی کے آخر میں ہے بعض علماء کو لگائے یہ ہے کہ ان ارشادات  
 کے ذریعے ان لوگوں کا رویہ لگایا ہے جو اس بات کے قائل تھے کہ بیان ہر حال میں محمود ہے۔ اور شرع ہر حال میں مذموم۔  
 آپ نے فرمایا ایسا نہیں۔ یعنی یہاں جو جادو کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں وہ مذموم ہیں اور حکمت پر مبنی اشعار  
 محمود ہوتے ہیں۔

۴۴۴ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ  
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ هٰذِکَ اَلْمُنْتَکَلِفُ کَوْنُ  
 قَاتِلِہَا کَرًا۔  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاک  
 ہو گئے گہری باتیں کرنے والے۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔  
 (مسلم)

۴۴۵ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ  
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ هٰذِکَ اَلْمُنْتَکَلِفُ کَوْنُ  
 قَاتِلِہَا کَرًا۔  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاک  
 ہو گئے گہری باتیں کرنے والے۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔  
 (مسلم)

۴۴۶ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ  
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ هٰذِکَ اَلْمُنْتَکَلِفُ کَوْنُ  
 قَاتِلِہَا کَرًا۔  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاک  
 ہو گئے گہری باتیں کرنے والے۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔  
 (مسلم)

۴۴۷ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ  
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ هٰذِکَ اَلْمُنْتَکَلِفُ کَوْنُ  
 قَاتِلِہَا کَرًا۔  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاک  
 ہو گئے گہری باتیں کرنے والے۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔  
 (مسلم)

۴۴۸ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ  
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ هٰذِکَ اَلْمُنْتَکَلِفُ کَوْنُ  
 قَاتِلِہَا کَرًا۔  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاک  
 ہو گئے گہری باتیں کرنے والے۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔  
 (مسلم)

ترمذی کی بعض روایات میں یہ اشارہ ہیں۔

أَلَا تَقُولُ إِنِّي مَخْلُوقٌ مَخْلُوقٌ مَخْلُوقٌ  
سُئِلَ جَنَّةُ الْغَرَضِ مَنْ إِنْ كَيْفَهَا

وَكَيْفَ تَجِيزُ لَا تَحَالَةَ تَأْتِي  
تَبَيَّنَ وَإِنْ أَمُوتَ لَا يُبَدَّلُ تَأْتِي

الغرض ان کے سوا ہر چیز نازل ہے، ہر دنیا و ملک الال ہے، ہر عالمی ہے سو اے جنت کے بے شک اس کی اقیس باقی رہیں گی، اور

تحقیق میں انسان ہر چیز نازل ہوئے والی ہے۔ یقیناً انہوں نے حج کہ بے شک موت فرد اگر رہے گی۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْبِيلٍ رَأَى وَالِدَ الْغُرَافَةِ مِنْ رِجَالِ

رَدِّهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَعْلَانَ

عَلَى مَعَكَ مِنْ شَعْبِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ كُنِيَ

قُلْتُ تَعْرِفُ قَالَ هَيْبَةُ بْنُ كَثْدَةَ كُنِيَ بَيْشًا قَعْلَانَ

هَيْبَةُ بْنُ كَثْدَةَ كُنِيَ بَيْشًا قَعْلَانَ هَيْبَةُ بْنُ كَثْدَةَ كُنِيَ

بَابَةَ بَيْشَتِ . (تَرْوَاهُ مُسْلِمٌ)

اے عمرو بن شربیل! یہی ثقہ اور ابلی طاعت میں سے ہیں۔ ابن جان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ان کے والد

کا نام شربیل بن اسلمین پر زہر ہے اور وہ صحابی ہیں۔

کے جھٹیل اس کا اصل ایڑ ہے۔ ہزہ کرنا سے بدل دیا، آخری اکو صفت کر کے مٹی بھی پڑتے ہیں۔ مٹی ہر صورت

میں کسی کام یا بات میں اضافے کا حکم دینا ہے۔ مزاج میں ہے کہ اگر الہ کا معنی ہے مزید کہو۔

کے ظاہر بھی ہے کہ ہر بار آپ نے مزید پڑھنے کے لیے فرمایا اور وہ پڑھتے سب سے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے

کہ وہ اشارہ پر از حکمت ہوں۔ ان کا سنا سنت ہے۔ خواہ شاعر کا فر ہو یا قاضی۔

کے امیر بن ابی الصلت کا تعلق قبیلہ ثقیف سے ہے، دور جاہلیت میں ابلی کتاب سے دین سیکھا، جاہلیت

کرتے تھے اور احکام دین پر عمل کرتے تھے، قیامت پر ایمان رکھتے تھے اس کے اشارہ حکمت و نصیحت پر مشتمل

ہوتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا آمَنَ بِشَعْرَةٍ وَكَفَرَ قَلْبُهُ اس کے اشارہ ایمان

لانے اور اس کے دل نے کفر کیا، دوسری روایت میں ہے آمَنَ بِسَائِجَةٍ وَكَفَرَ قَلْبُهُ اس کے دہان ایمان لائی

اور اس کے دل نے کفر کیا۔

یہ آدھی ہمیشہ ابلی کتاب سے پیغمبر اُخرازاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا رہتا تھا۔ یہ گمان کرنا کہ شاید

ہمارے جیسے ہے، ہر جب اس نے سنا کہ آپ قریش سے ہیں اور آپ کی صفات سے آگاہ بھی ہو گیا مگر حمد و ستودہ

کے دہرے شکر ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ مت سب نہیں کہیں ایسے شخص پر ایمان لاؤں جو ثقیف سے دہو۔ ابن جوزی نے ارفا

با خبر المصطفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ جب اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف سنے تو اس نے آنسو کی

کاش میں ان کو باروں۔ ان کی خدمت اور مدد کروں، لیکن جب آپ کی نبوت کا اظہار ہو گیا تو اس نے شفا دے کہ وہ

سے انکار کر دیا تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّعْثِ وَتَعُوذُ بِهٖ بِمَا تَخْشَى مِنْ خُلُقِهَا اِنْ تَرَايَ بِمُسَدِّدِ الشَّعْثِ كَمَا تَحْتَ

قریش نے اسی سے یہ کلمہ سیکھا تھا اور وہ وجاہلیت میں ہی نکلا کرتے اس کا تفصیلی واقعہ ہے جسے ہم نے شرح میں بیان کیا ہے۔

۳۵۷۶ وَعَنْ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَقَاهِدِ وَكَانَ دُمِيَّتٌ أَصْبَعُهُ فَقَالَ هَذَا أَثَرُ الْإِسْبَةِ وَدُمِيَّتٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَوَيْتُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں شریک تھے آپ کی مبارک انگلی میں آلودہ ہوئی تو آپ نے دست برباد کیا لے انگلی تھپتھپاتی ہوئی ہے تو نے اللہ کی راہ میں یہ تکلیف اٹھائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ مثلاً احمد حاضر ہونے کی جگہیں، شہادت کے مقامات، علامہ طبیبی کہتے ہیں کہ غزوہ اُحُد مراد ہے۔

۲۔ دُمِيَّتٌ بروزن کھنٹ ہے۔

۳۔ صاحب سرائع اللہ کہتے ہیں کہ آپ کی انگلی پر پتھر گرنے کی وجہ سے خون جاری ہو گیا تھا۔

۴۔ آپ نے انگلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

۵۔ اس تکلیف پر تبھی اصرار کیا جائے گا کہ یہ امت کے لیے تعلیم ہے کہ اللہ کی راہ میں جو بھی تکلیف آتی ہے اس کا اجر دیا ہے۔

یعنی شانِ رحمت کے نزدیک یہ کتنا فیض ہے کہ تو نے کوئی بڑی تکلیف نہیں اٹھائی یہ خون آلودہ ہونا تو آسان ہے

۶۔ یہاں ایک اشکال ہے کہ یہ شعر ہے حالانکہ آپ کی ذاتِ اقدس اشارے سے منسوب ہے آپ سے اس کا صدور قصور نہیں ہو سکتا۔ شانِ رحمت نے اس کے مختلف جوابات دیے ہیں۔

۷۔ شعر میں یہ شرط ہے کہ اس کا قائل اس کی موزونیت کا قصد و ارادہ کرے، اور آپ سے یہ قول موزونیت کے لحاظ سے لیا جا رہا تھا۔

۸۔ یہ شعر عبداللہ بن رواحہ کا ہے جو انہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر پڑھا تھا۔ آپ نے بطور تہلیل پڑھا کہ بطور اِشاد امام جلال الدین سیوطی نے یہی بیان کیا ہے۔

لیکن یہ جوابات اس محدث میں ہیں جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ آپ نے شعر پڑھا خواہ وہ کسی کا تھا۔ بعض معاد کے واسطے یہ ہے کہ آپ کی مبارک زبان پر شعر آ ہی نہیں سکتا خواہ وہ غیر کا ہی ہو یہ قول محملِ نظر ہے جیسا کہ لیب و غیرہ کے اشعار پڑھنے سے واضح ہے۔

۹۔ یعنی شانِ رحمت کی طرف سے یہ ہے کہ یہ از قبیلِ رجز ہے اس کو شعر نہیں کہا جاتا۔

۱۰۔ علامہ طبیبی کہتے ہیں کہ کبھی اپنا نیک زبان پر شعر کا آجانے سے قائل کو شاعر نہیں کہا جاسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشادِ اِلهامی و مَا عَلَّمْنَا شَيْءًا إِلَّا بِحُجْرَةٍ دَمٍ نے آپ کو شعر کی تعلیم نہیں دی، سے یہی مراد ہے۔ لیکن ان کی یہ گفتگو محملِ نظر ہے کیونکہ اس کے ساتھ الفاظِ اِلهامی و مَا عَلَّمْنَا شَيْءًا دَمٍ کے ساتھ بیانِ شانِ رحمت میں جن کا



تقاضا ہے کہ شرک کی زبان پر آجی نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی صورت بن سکتی ہے۔

۲۵۶۸ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ هَرَمُ يَطْلَعُ لِعِصَانِ بْنِ كَابِتٍ الْخَجَرِ الْمُشْرِكِينَ فَإِنْ جَاءَ بِمَنْ مَعَكَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعِصَانِ أَجِبْ عَنِّي اللَّهُ آيَةُ الْوُجُوحِ الْغُدَّيْنِ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عِصَانِ بْنِ كَابِتٍ سے فرمایا شرک کی آیت جو کہ بنے شک جبریل تھا اسے ساتھ میں اور ساتھ اب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عِصَان سے کہتے ہیں کہ میری طرف سے جواب دو لے اٹھنا کہ روح القدس کے ذریعے مدد فرما۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ حضرت بلال مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

۲۔ ہرگز قریظہ کا واقعہ غزوہ خندق کے بعد پیش آیا تھا جیسا کہ باب القیام میں گزرا۔

۳۔ حضرت عِصَانِ بْنِ كَابِتٍ بن منذر بن حرام انصاری مدنی ہیں۔ اسلام اور جاہلیت کے شراب میں سے عظیم شاعر ہیں۔ ان چاروں میں سے ہر ایک نے ایک سو میں سال عمر پائی۔ حضرت عِصَان نے ساٹھ سال جاہلیت میں گزاری اور ساٹھ سال اسلام میں۔

۴۔ آجہو کا شمار کرنا ہے جیسا کہ عربوں کا تھا اور نبی کہا جاتا ہے۔ اب اس سے مراد کسی کے عیب شمار کرنا ہے۔ قاکوس میں ہے کہ جو شرک صورت میں کسی کو بڑا بھلا کہتا ہے۔ مزاح میں ہے کہ جو خلاف مدح ہے۔

۵۔ معنایں کے انکار کرنے میں جبریل امین تمہاری مدد و اعانت کریں گے۔

۶۔ اہل نے میرے بارے میں جو نام لکھا ہے اس کا جواب دو۔

۷۔ حضرت عِصَان کو جبریل امین کے ساتھ تعزیت عطا فرما۔ حضرت جبریل کو روح کھنکھانے کا وجہ یہ ہے کہ یہی قسم پیغمبروں پر وہ علم اور فریفت لے کر آئے جس کے ذریعے دلوں کو ہمیشہ کی زندگی انبیا ہوئی، اور جس شخص کے معنی میں ہے۔ اس سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔ تشریف و اکرام کی وجہ سے اخاف لگا گئی ہے جیسا کہ تشریف اظہار اللہ میں ہے۔ یا اللہ اس روح ہی کی صفت جو اب اخاف خشت لزوم و اختصا میں کی وجہ سے ہو گئی جیسا کہ کاظم محمود میں ہے۔

۲۵۶۹ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْجُزًا قَرِيشًا وَآدَمًا أَشَدَّ عَذَابُهُ مِنْ قَرَشِ النَّعْلِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کی جڑ کو کہہ کر یہ ان کے لیے تیرا گھنے سے زیادہ سخت

(مسلم)

ہے

(دَوَاؤُ مُنْطَلِقُ)

۱۔ اپنے شراب کو نہ فرمایا۔

۱۷ رشتہ دار پر زبردشیں ساکن۔ تیر چھکنے کو کہا جاتا ہے نکل۔ ذون پر زبرد باسکن بمعنی تیر ہے۔  
 ۱۸ معلوم ہوا کہ کافروں اور دین کے دشمنوں کی خدمت کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ لیکن علمائے دین نے بیان کیا ہے کہ ان کی بھوکے جواب میں، بھوکہ دینا چاہیے۔ مسلمانوں کی طرف سے ابتداء نہیں ہونی چاہیے تاکہ یہ مسلمانوں کی بھوکا باعث نہ بنیں۔

۱۹ وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِيَحْسَبَنَّ أَنْ رَوْحَ اللَّهِ مِنْ نَبِيِّكَ يُؤْتِيكَ مَا نَأْتِيَتْ عَنْكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَبْأَمْ حَسْبُكَ فَشَفَى دَأْسُ شَيْءٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

آپ ہی سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسان سے فرماتے ہوئے سنا جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے ہو۔ روح اللہ اس تمہاری مدد کرتے ہیں۔ میں نے اپنے اللہ سے یہ بھی سنا کہ حسان نے ان کافروں کی بھوکہ کے شفا دئی اور شفا پائی۔ (مسلم)

۲۰ لے اللہ تمہارے کا ذکر بطور ترک ہے یا یہ وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت اللہ کی اہانت کو مستلزم ہے۔ اللہ تمہارے کا ذکر اس لیے بھی ہو سکتا ہے کہ کافروں نے اللہ رب العزت کے بارے میں ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ مثلاً وہ غیر ہے اور صاحب اولاد ہے اور تم کو اس کا شریک مانتے تھے۔  
 ۲۱ مسلمانوں کو شفا دئی اور غور و شفا پائی۔ کیونکہ ان کی اور مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ کافروں کی بھوکہ سن کر ان کے دل میں سخت جہن تھی۔ جب انہوں نے مہر پر جوابی کارروائی کی تو اب وہ جہن دبیاری، زائل ہو گئی۔

۲۲ وَعَنِ الْبُكَارِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ الْخَرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى أَغْبَرَ بَطْنَهُ يَقُولُ وَاللَّهِ لَوْ لَا اللَّهُ مَا أَهْتُ بِكُمْ وَلَا نَعَسَ قُنَا وَلَا صَبَّيْنَا كَأَنَّا لَكُنْ سَيِّئِينَ عَلَيْكُمْ وَكَيْتَ الْاَقْدَامُ إِنَّ لَأَقْيُنَا لَإِنَّ الْاَدْمَى قَدْ بَعَثُوا عَلَيْكُمْ اِرَاةً اَوْ اَدَا اَوْ اَفْتَنَةً اَبَيْتُمْ اِيْذَكُمْ بِهَا

حضرت بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی اٹھاتے تھے حتیٰ کہ آپ کا مبارک پیٹ مبارک اُور ہو گیا اور کہتے اگر اللہ تمہارے ہلاکت نہ دیتا تو ہم ہلاکت نہ پاتے۔ مدد دیتے نہ غار پڑتے پس ہم پر تو سکون نازل فرما۔ اور عراقی کے وقت میں ثابت قدم رکھ، لہذا کفار نے

۲۳ لے بحم الامت معنی احمد یا یہاں نبی رحمت اللہ تعالیٰ اس حدیث کے تحت کہتے ہیں۔

حضور علیہ السلام حضرت حسان کو خدمت دے رہے ہیں کہ جب تم بھوکے اٹھار کھنے گئے ہو تو جناب جبریل تمہارے دل میں اچھے منور فرماتے ہیں تمہاری زبان پر اچھے الفاظ جمع فرماتے ہیں اور تم کو دعا میں دیتے تمہارا احترام کرتے ہیں۔ یہ ہے حضرت جبریل کی مدد معلوم ہوا کہ دشمنان دین کی بھوکا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

(مرقاۃ، جلد ۶ ص ۴۳)

صَوْنًا أَيْبِنَا أَيْبِنَا -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہم پر کائنات کہے جب انہوں نے میں منتے میں ڈانا  
چاہا تو ہم نے انکار کر دیا۔ بات کا زمانہ آیتنا جہدہ آواز  
سے اور جکر رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ آپ خود خندق کو مرنے میں شریک ہوئے۔ مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے۔  
۲۔ آپ عبداللہ بن رواحہ کے اشارہ پر جزی موت میں پڑھ رہے تھے۔  
۳۔ میں اسلام سے کفر کی طرف ہانے کا کوشش کر رہے ہیں اور مہنے ان کا بات کر دو کر دیا ہے۔ فتنہ  
۴۔ مٹی آزمائش اور سونے کو گچھا تپا ہے۔

۵۔ ان الفاظ پر آپ بلند آواز کرتے یا اور فرماتے آیتنا یا غیر ذکریہ اشارہ کا طرف واضح ہے مٹی پر ہوگا  
کہ آپ باؤز بندہ رز پڑھ رہے تھے۔ اور آیتنا آیتنا اشارہ اس طرح کا تھوڑا کی طرف ہے۔

۲۵۸۲ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ جُزْءًا  
الْأَنفَارُ يُخْفِرُونَ النَّفْسَ وَ يَنْفَكُونَ الْغُرَابَ  
وَهُوَ يَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ يَأْتِيَهُمْ مَعَهُمْ عَلَى  
الْجِهَادِ مَا يَقِينُ أَبَدًا يَقُولُ الْيَقِينُ مَلَى اللَّهِ  
عَلَيْهِمْ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ يُجِيبُهُمُ اللَّهُ لَا عَيْشَ إِلَّا  
عَيْشَ الْآخِرَةِ كَالْغَيْثِ الْآخِرَةِ وَ النَّفَارُ جُزْءٌ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۵۸۳ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ يَمْتَلِكِي جَوْفُ رَجُلٍ  
قَبِيحًا يَرِيدُ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَمْتَلِكِي شِعْرًا -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

۱۔ شعر کا کلمہ اس طرح حشر میں جائے کہ قرآن، ذکر الہی اور عظیم شریعہ سے غافل ہو جائے یا اس سے میل  
شخص مراد ہے جیسا کہ تیسری فصل میں آ رہا ہے۔ الغرض یہاں وہ گندے سے افسار راویں جو کوئی غافل اور نادان مقلدین  
پر مشتمل ہیں۔

۱۔ ان مشرکین نے ہمارے خلاف جہاد و سرکشی کر کے ہیں جنگ پر مجبور کیا ہے۔

۲۔ شرک کا جو کچھ آپ کی عبادت کر رہے تھے اس لیے جس عبادت میں ہے کہیں کہیں جو کچھ مقلدین و مقلدین

## الْفَصْلُ الثَّانِي

## دوسری فصل

۴۹۸۴ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَنْزَلَ فِي الْقُرْآنِ مَا أَنْزَلَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ يُجَاهِدُونَ بِسَيِّفِهِمْ وَيَسْبِغُونَ بِدَمِهِ كَمَا تَسْبِغُونَ بِدَمِهِمْ وَتَقْتُلُونَ بِسَيْفِهِمْ كَمَا تَقْتُلُونَ بِسَيْفِهِمْ -

(رواؤ فی شرح الشریعہ)

وَقَالَ الْأُسَيْبِيُّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ يُجَاهِدُونَ بِسَيْفِهِمْ وَيَسْبِغُونَ بِدَمِهِمْ -

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کے بارے میں جو آیات نازل کیں وہ کیں تو آپ نے فرمایا: مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم پر احضار کفار کو تیروں کی طرح باٹھتے ہو۔ (شرح السنہ)

استیعاب ابن عبد البر میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک کے بارے میں فرمائیے آپ نے فرمایا ہوں تمہارا اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔

۱۔ یہ شرار اسلام میں سے ہیں بشایر شرار اسلام تین ہیں، حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم، حضرت کعب کافروں کے دنوں میں جہاد کا عرب و بدر پیدا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے حضرت حسان ان کے شب پرطن کرتے اور عبداللہ بن رواحہ ان کے کفر پر ان کی سرزنش کرتے تھے حضرت کعب نے اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے اور شر کو بیچ جانتے ہوئے عرض کیا تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے جن آیات میں شرار کی مذمت فرمائی ہے اس سے یہ مراد ہے وَاسْتَعْمُوا أَوْيَاتِهِمْ الْقُلُوبَ وَشَرَّكَاءِ يَرَوْنَهُمْ كَرَاهٍ كَرَاهٍ (دشمن کی پرواہی گراہ کر رہے ہیں) ۳۔ آپ نے تسلی دینے ہوئے فرمایا۔

۴۔ وہ شرار جو اسلام اور دین کی اشاعت و تقرب کا سبب اور کفار کی ہجو کرتے ہیں وہ آیت مذکور کی مذمت کے تحت نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود استثناء فرمایا ہے کہ اچھے شرار اس میں شامل نہیں۔ اِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَدَرَّوهُمُ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُوْنَ (اور اللہ کا شکر سے ذکر کیا)

۵۔ تنویر کے زخم اس طرح جسم پر نہیں گتے جس طرح دبان کے کلمات اور اشارے انہیں گتے ہیں۔ ۶۔ نفع۔ ذن پر ذرا فائدہ ملے گا۔ اس کا سنی پھیلنا ہے۔ ۷۔ یہ اسماء رجال کی مشہور کتاب ہے۔ مصنف کا مکمل نام عمر بن عبدالبر ہے۔ ۸۔ اچھے شرک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

٢٥١٩ وَعَنْ أَبِي إِمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِبَادُ أَوْ الْغُلَامُ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِنْسَانِ وَفُتْدَانِ أَوْ الْبَيْتَانِ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِنْفِقَانِ -  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابراہیم اس کی  
اعلان کہ دوشت نہیں ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ بڑا اتفاق  
کی دوشت نہیں ہیں۔ (ترجمہ)

اسلامی مین کے پیچھے نہیں یا مشورہ گفتگو میں کسی یہ بیان کی مندرجہ۔ اور اس کا معنی عجیب تا تجربہ کاری، عدم استقامت بھی ہے لیکن اس جگہ پہلا معنی مناسب ہے۔

اس گفتگو میں بیوقوفی، تکلف، تشعشع اور مبالغہ مراد ہے۔

۱۴۔ کُفّاروں میں یہودگی، تکلف، تَضَع اور مبالغہ مراد ہے۔

اسلئے جیسے ایمان کی مشائخ ہونے کی وجہ کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ رہا خاموشی کا ایمان کی مشائخ ہونا اور مشرت کلام کا اتفاق کی مشائخ ہونا اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن جیسا انکساریہ ممکنات اور غریب خدا کی وجہ سے اثبات مدعا میں کامل طور پر کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ اس میں مبالغہ اور چرب لسانی نہیں ہوتی۔ بختلاف منافق کے کہ یہ ہودگی میں دلیر اور جرات مند ہوتا ہے اس حدیث کا خلاصہ دومری حدیث میں یوں بیان ہوا ہے اَلْمُؤْمِنُ عِزٌّ كَرِيمٌ وَالْمُنَافِقُ خَبٌّ لَيْسَ مَوْجِبٌ قَرِيبٌ کھانے والا اور سادہ دل ہوتا ہے اور منافق فریب دینے والا اور کمینہ ہوتا ہے اگر لفظ عِزٌّ کا ترجمہ نا تجربہ کار کیا جائے تو اس حدیث کے زیادہ مناسب ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں ایمان، حیا، احتیاط اور کلام میں تحفظات کا اتفاق نہ کرتا ہے۔ یہ غفلت و لہذا کے کردار کی ایک کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اس توجہ کے پیش نظر جی سے مراد یہ ہوگا کہ مومن اگر خاموشی اختیار کرتا ہے تو اس کی وجہ تحمل و بردباری، گفتگو میں احتیاط، گرفت، و غضب، الہی کا خوف ہوتا ہے یہ وجہ نہیں کہ اس کی زبان عاجز ہو جاتی ہے اور مذا سے مراد وہ بیان ہے جس میں بہبودگی پر جرات و دلیری کی بجائے اور گفتگو میں کسی قسم کی کوئی احتیاط پیش نظر نہ ہو اگرچہ وہ سراسر جھوٹ، کذب و ادا ترا ہو۔

وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْعُشَيْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أَحْبَبْتُكُمْ لَمْ يَأْتِ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا بِغَضٍّ مِنْكُمْ وَإِنْ أَبْغَضْتُكُمْ لَمْ يَأْتِ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا بِغَضٍّ مِنْكُمْ وَإِنْ أَبْغَضْتُكُمْ لَمْ يَأْتِ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا بِغَضٍّ مِنْكُمْ .

حضرت ابو عبد اللہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ میں سے سب سے محبوب اور قریب کس کے دل میں ہے؟ بہت توبہ اچھے اخلاق والا ہوگا اور تم میں سے مجھے بہت ناپسند ہوگا۔ مجھ سے بہت دور ہوئے۔ اخلاق والا ہوگا جو منہ پھٹے فرائع گو، کجکشر اور اسی امام بھٹی نے شب الایمان میں روایت کیا۔ ترمذی نے اسی طرح حضرت جابر سے روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن رات اور شب دن کو جانتے

(وَدَا۟ءُ السَّيْهَرِ فِي شَعْبِ الْاِيْمَانِ  
وَدَوَى السَّرْمِيذُ كُفْرًا عَنْ حَبَابِ  
فِي يَدَا اِيْمَانِكُمْ فَتَاوَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَدَّ عَلَيْنَا  
الْقُرْآنُ رُفُوْنَا الْمَعَشِيَّةُ فَيُفَوْنُ كَمَا الْمُتَقَرِّفُونَ

كَأَنَّ الْمُتَّقِينَ يَرَوْنَ - میں متقیوں سے کون مراد ہیں؟ فرمایا مجھ کرنے والے،

لہ انصاف خانی پر پیش پیشین پر دربر متین بن فر کی طرف نسبت ہے۔ معانی ہیں۔ ان کا نام جبرم بن ناشب ہے جیم اور ہادوں پر پیش ہے۔ ان کے اعدان کے والد کے نام میں کافی اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے، ان کی نسبت نام سے زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے بیت رضوان کے موقع پر حضور کی بیعت کی تھی، آپ نے غیر کی نسبت سے حصہ دیا۔ اور انہیں ان کی قوم کی طرف دعاء فرمایا پھر وہ تمام قوم اسلام لے آئی۔ پھر ہجری میں ان کا دعاء ہوا۔ بعد نے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہ تھا۔ اکثر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

لہ بمعنی رعایات میں اسناد و حکم ہے یہ اسناد کی جمع ہے جس طرح احسان مستحق، احسن کی جمع ہے۔ ساری مہم پر زبر سنو کی جمع ہے جس طرح احسن، احسن کی جمع ہے خلاف قیاس، مصدر کو بطور وصف لاکر جمع بنا دیا۔

لہ اکثر تاروون نا پر زبر اسکن، بہت زیادہ گفت گو کرنے والے اور دوران گفتگو تکلف کا اظہار کرنے والے مراد ہیں۔ تاروون کثرت کلام کو کہا جاتا ہے۔

لہ اکثر تاروون یہ ترقی سے بنا ہے شین کے نیچے دیر یا اسی پر زبر۔ وال ساکن۔ مز کے ایک گوشے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں وہ مقرر مراد ہے جو گفتگو میں تمسک کا اظہار کرے۔

لہ اکثر تاروون یہ ترقی سے بنا ہے شین کے نیچے دیر یا اسی پر زبر۔ وال ساکن۔ مز کے ایک گوشے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں وہ مقرر مراد ہے جو گفتگو میں تمسک کا اظہار کرے۔

لہ ترمذی نے حضرت جابر سے اسی طرح روایت کی ہے مگر الفاظ مختلف ہیں۔  
لہ کبر کلام میں تمسک اور تکلف مجر کی وجہ سے آتا ہے لہذا اس کی تفسیر شکر کے ساتھ فرمادی گویا یہ لازم کے ساتھ تفسیر ہے۔ یہی معلوم ہو گیا کہ کلام میں جھوٹ ثابت کرنے کے لیے تکلف تمسک اور بناوٹ مذموم وضع ہے۔  
باتی طلبہ و صاحبہ میں حسن نیت کے ساتھ جو کلام کے صحیح و غیرہ کا خیال رکھا جاتا ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں نرمی اور باطن میں اثر پیدا ہوتا ہے۔ وہ عمل ناپسندیدہ نہیں۔

۴۵۸۶ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَكَاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا الْقَاعَةَ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا كَأَكُلَ الْمَبْعَةِ قَالُوا لَيْسَتْ هِيَ۔  
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایسی قوم نکلتے گھر اپنی زبانوں سے ایسے کھائے گی جیسے گائیں اپنی زبانوں سے کھاتی ہیں۔ (احمد)

(رَدَّ اَحْمَدُ)

لہ پیدا اظہار ہوگی۔

لہ وہ لوگوں کی طرح ذمہ کرنے میں باطل، جھوٹ اور کذب بیانی میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ خوب مبالغہ

کر کے لوگوں سے علییات وصول کرے گی۔

تفہ جس طرح یہ فرق نہیں کرتیں کہ یہ گھاس کڑوا ہے یا شیریں، افسوس! اسی طرح یہ لوگ بھی دنیا کے حصول اور کمانے پینے کے لیے حق و باطل میں کوئی امتیاز نہیں کریں گے۔

۲۵۸۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُبَيِّضُ النَّبِيَّةَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَحَلَّلُ بِإِسْلَامِهِ كَمَا يَتَحَلَّلُ النَّبَاتُ بِإِسْلَامِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس نبیؐ کو ناپسند کرتا ہے جو دہان کو اس طرح پھیرتا ہے جس طرح گھاسے رنگان بھرتا ہے۔

وَقَالَ التِّمِّيُّ فِي هَذَا أَحَدَانِ فِي غَيْرِهِ .

۱۰ کلام میں تکلف و مبالغہ کرنے والا۔

۲۷ منہ بھر کر گفتگو کرتا ہے اور زبان کو تیز چلاتا ہے

تھ فٹنل کا مٹنی کسی چیز کا درمیان میں آنا ہے۔ اکی دوجے مانتوں کے درمیان کو غلط کہا جاتا ہے۔ مٹکانہ لغتوں میں منہ کے اندر دبان کو گردش دینے کو گھاسنے کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی ہے کہ دو گھاس چرتے وقت زبان کو حرکت دیتے رہتی ہے۔ باقرہ، بقرہ کا معنی ہے۔ اس کا استعمال اکثر کاس کے بیڑ ہوتا ہے۔ اور بنا کے ساتھ استعمال نہیں ہے۔

١٥٨٩ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتٌ آيَةٌ أَمْرِي يَقُومُ  
فَقُرْصٌ شِيعَاهُمْ يَمُوتُ رِيعٌ مِنَ النَّاسِ  
لَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ  
خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا  
يَعْلَمُونَ .

(مَرْوَاۃُ النَّبِيِّ وَكَانَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

سے نہی کیونکہ ذکرنا برائی ہے۔ کسی کو اچھی بات بتانا برائی نہیں۔ اگرچہ عود عمل ذکر نہ۔ لہذا کہنے سے پہلے اس پر عمل کرنا شرط نہیں ہے ہاں کرینا بہتر ہے کیونکہ اس کے بہتر اثر نہیں ہوگا۔

۲۵۹/۱۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ دَسَلَهُ مَنْ تَعَلَّمَهُ صَرَفَتْ الْكَلَامَ  
لِيَسْمَعِي بِهِمْ قُلُوبُ الرِّجَالِ أَهْلُ النَّاسِ لَوْ تَقَبَّلَ  
اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَسْجُودًا وَكَأ  
عَدْلًا - (رَدَّاهُ أَبُو دَاوُدَ)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو باتوں میں، میرے  
پیچھے کیجئے تاکہ اس سے لوگوں یا مردوں کے دل قابو کرے  
اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے ذرائع قبول فرمائے  
گا اور عدل۔ (ابوداؤد)

اس مرف کلام سے مراد یہ ہے کہ تحسین کلام میں جو کذب بیانی بطور ریاکاری کی جائے اور التباس و ابہام  
پیدا کرنے کے لیے اس میں رد و بدل کر لیا جائے۔ اسی وجہ سے بیان کو جادو کہا گیا ہے کہ سحر و جادو میں مرف کے سنی  
میں آیا ہے۔ تاہم اس میں ہے کہ مرف کلام یہ مرف و دہام سے یا گیا ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب دہام کی مقرر  
مقدار سے زیادہ لے جائیں۔ بعض حواشی میں ہے کہ مرف کلام کا معنی کلام کو مختلف طریقوں سے لانا ہے۔  
اسے راوی کو شک ہے کہ لفظ راجال ہے یا اناس۔

اس مرف سے توبہ اور عدل سے خیر مراد ہے یا مرف سے نفل اور عدل سے فرم یا اس کا عکس  
مراد ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان  
کیا کہ ایک دن ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے بہت  
ہنسی کی۔ حضرت عمرو نے فرمایا: اگر یہ میاں دوی اختیار  
کرتا تو اچھا تھا۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سنا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا مجھے حکم دیا گیا ہے  
کہ گنہگاروں کو روک کر نہ گنہگاروں کو گنہگاروں کی بہتر ہے۔  
(ابوداؤد)

۳۵۹۱ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ أَنَّكَ قَالَ يَوْمًا  
وَقَامَ رَجُلٌ قَامًا كَثُرَ الْقَوْلُ كَثَالَ عَمْرٍو  
وَلَوْ قَصِدْتُ فِي قَوْلِي لَكُنْتُ خَيْرًا لَّهِ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ  
رَأَيْتُ أَكْثَرَ أُمَرَاءٍ أَنْ تَجُوزَ فِي الْقَوْلِ  
قِيَانُ الْجَوَانِ هُوَ خَيْرٌ - (رَدَّاهُ أَبُو دَاوُدَ)

اسے عکس گری نہ کرتا۔

اسے قصداً استقامت طریق اور افراط کی مذمت یعنی اعتدال کی راہ۔

اسے مزاح میں حوا کے یہ معانی بیان ہوئے ہیں، جلدی ہونا، کسی جگہ یا راستہ سے گزرنا، پانی دینا۔ غماز آرام  
سے ادا کرنا۔ مجازاً گفتگو کرنا۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن بریدہ اپنے والد اور  
وہ اپنے چچا محمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی  
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بعض  
بیان جادو نہیں، بعض علم جادو ہیں بعض خیر حکمت  
اور بعض کلام وبال ہیں۔ (ابوداؤد)

۳۵۹۲ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُزَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ يَحْذَرُ أَكْثَرُ مِنَ الْعِلْمِ  
تَجَلُّدُ قَلَمٍ مِنَ الْقِطْرِ حُلْمًا وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَاذٌ - (رَدَّاهُ أَبُو دَاوُدَ)





الْعَدَّائِينَ مَا نَأْتِيهِمْ أَوْ فَنَأْخُذُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(بخاری)

لے یہ راوی کا شک ہے۔

لے جس روایت کی ابتدا میں لفظ لُفَّا مڑ پڑے آیا ہے اس کے آخری حصہ میں بھی لُفَّا مڑ پڑے ہونا چاہیے

اسی طرح یُنَاغِ اور نَاغ کا معاملہ ہے۔

۲۵۹۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنُجْبَةُ وَكَانَ حَسْبُ الضُّعُفِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدُ لِقَائِي أُنْجِبُهُ لَا تُكْسِرُ الْقَوَارِيذَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي مَصْعَدَ الْيَسَاءِ -

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا اور وہ خوش آواز تھا۔ آپ نے اسے فرمایا اے انجشہ! ہستہ شیشے کی (جس کی تڑوڑ دینا تھامہ کہتے ہیں) اس سے کڑوہا طعن عمدتاً میں مڑاؤں۔

(مُفْلَقٌ عَلَيْهِ)

(دہلوی و سلم)

لے مراح میں ہے کہ مڑا گنا کار اوٹوں کو خوب تیز چلانا ہے یہ غنا کی ایک قسم ہے جو بالاتفاق مباح ہے اس میں کسی بھی عالم کو اختلاف نہیں سہل عرب کی عادت تھی کہ جب اوٹ تھک جاتے تو مڑی کی صورت میں خوبصورت آواز میں کلام فرماتے تھے تاکہ اوٹ گرم ہو جائے۔

لے انجشہ۔ ہمزہ پر زبر، ذلک سکن، جیم و سین پر زبر۔

لے قادیمر یہ قاعدۃ بمعنی شیشہ کی منع ہے۔

لے اس جملے کے دو صوابی بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ غنائین کے اجسام نہایت نرم اور ضعیف ہوتے ہیں۔ اوٹوں کے تیز چلنے کے وجہ سے انہیں تھکاوٹ ہر جگہ ملے گی۔ دوسرا یہ کہ ان کے دل کی نرمی و ضعف اور تاثیر کی سرعت کی وجہ سے ایسا فرمایا کہ کہیں اس آواز کی وجہ سے ان کے باطن میں دساؤں برائی پیدا نہ ہو جائے کیونکہ سرود غنا کی خاصیت ہے کہ وہ طبیعت میں حرکت، کسبی پیدا کرتے ہیں اسی لیے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا غنا گانا، زنا کا داعی ہے۔ اگرچہ الفاظ مہلکات میں ایسے تصورات بعید ہیں مگر دساؤں کا آنا اختیار میں نہیں ہوتا لہذا ایسے معاملہ میں احتیاط ہی چاہیے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے افال و اقوال امت کی تعمید و تربیت کے لیے ہوتے ہیں۔ اکثر شارحین نے اس اصولی معنی کو ترجیح دی ہے۔ اگرچہ الفاظ حدیث واضح طور پر پہلے معنی پر حال ہیں۔

لے معنی اول یعنی میں شیشے کا ٹوٹنا لازم نہیں ہاں اس میں ضاد آتا ہے، یہاں محدثین نے قیاس معنی بھی بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اوٹ خوبصورت آواز پر خوب مست ہوتے ہیں اور انجشہ کی آواز نہایت خوبصورت تھی۔ آپ نے (بقیہ بر صخرہ انشدہ)

۳۵۹۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دُرُكَيْدُ بْنُ رَسُولٍ  
 ۲۲ اَللّٰهُ مَتَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُودُ فَقَالَ رَسُوْلُ  
 اَللّٰهُ مَتَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ  
 حَسَنٌ وَدَقِيْقُهُ دَقِيْقٌ

تَقَاةُ الدَّارِ قَطِيْعِي وَرَوَى النَّافِعِيُّ عَنْ  
 عَزْرَةَ مَوْلَا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس شرکاء ذکر کیے گئے تو  
 آپ نے (یابا یہ) ایک کلام ہے۔ اچھا شرک اچھا اور بُرا  
 شرک بُرا ہوتا ہے۔

دارقطنی امام شافعی نے اسے حضرت عروہ سے  
 منقول روایت کیا ہے۔

لے آپ سے عرض کیا گیا کہ شرک اچھا ہوتا ہے یا بُرا۔

لے یہ بھی ایک کلام ہے۔ شرک میں وزن تاکید کی جو زیادتی ہوتی ہے اس کا حوت و کراہت میں کوئی دخل نہیں  
 ہوتا۔ اس کا ملکہ اس کے سنی و ملعون پہ ہے اگر ملعون اچھا ہے تو شرک اچھا ہوتا ہے اگر ملعون شرک کے بدلے میں اس  
 حدیث نے عرب فیہم کہہ دیا ہے جس سے اختلاف ختم ہو گیا۔

لے دارقطنی نے یہ حدیث مرفوعاً بیان کی ہے۔

لے عروہ بن زبیر یہ تابعی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
 ہیں کہ ہم تمام خروج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک شاعر شریعت ہوا سننے  
 آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس  
 شیطان کو پکڑ لیا تو کو اس شیطان کو کسی شخص کے  
 پیٹ کا پیپ سے بھر اچھا ہوتا اس سے بہتر ہے اشد  
 سے بھرا ہوا ہو سکے (مسلم)

۳۵۹۶ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ  
 نَسِيرُ مَعَ رَسُوْلِ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَضَرِ  
 اِذْ عَمَرَ حَنْ شَاعِرٌ يُّدْعِيْكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اَللّٰهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُو الْقَيْطَانِ اَوْ اَمْسِكُوْهُ  
 الْقَيْطَانُ رَدٌّ تَمَعْلِيٌّ يَجُوزُ رَجُلٌ قَيْطَانًا حَيْرًا  
 لَهُ مِنْ اَنْ يَمْنَعَنِيْ يَشْفُرًا

(تَقَاةُ مُنْطَلِق)

لے خروج۔ عین برد ہوا سا کہ کہ کومہ کے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے۔

لے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لا حظ فرمایا کہ شرک رہا ہے اور بے باکی کے عالم میں جا رہا ہے۔  
 حتیٰ کہ مسلمانوں کی جانب متوجہ ہی نہیں ہوا تو آپ نے محسوس فرمایا کہ یہ اشرار سے پُربے اور اس کی وجہ سے اس میں  
 بے حیائی اور بے ادبی در آئی ہے اس لیے آپ نے اسے شیطان سے تعبیر فرمایا کہ ہمارا گناہ رحمت سے دور ہو چکا ہے  
 اور ان اشرار کی خدمت کی جن کی وجہ سے اس میں ضرر اور عجز پیدا ہوا۔

(تعبیر صحیحہ) محسوس فرمایا کہ کہیں انڈوں میں اسی طرح مستی و کجائی کے خواتین کا ان کے اوپر سوار ہونا دشوار ہر جگہ  
 اور اگر کان کے اعتقاد و فطرت جائیں۔

۳۵۹۶ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ كَالٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلُكَ الْيَتَامَى فِي الْقَلْبِ كَمَا يُمِثُّكَ الْيَتَامَى الرَّزْمَ -

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

اسلہ یہ حدیث دیکھیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے۔

إِنَّ الْيَتَامَى وَالْأَتَمَى يُمِثُّانِ الْيَتَامَى فِي الْقَلْبِ كَمَا يُمِثُّكَ الْيَتَامَى الْعُشْبُ وَالَّذِي نَفْسٌ مُحْتَمِلَةٌ يَدِيمُ إِنَّ الْغُرَّانَ وَالَّذِي كَرُمِ يُمِثُّانِ الْإِيمَانَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُمِثُّكَ الْيَتَامَى الْعُشْبُ -

اسلہ عُشْبُ عین پریش، شین ساکن، تردد از وہ گھاس کو کہتے ہیں۔

۳۵۹۸ وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثٍ قَسِيمَةٍ مِنْ مَوَازِيءِ الْكُوفَةِ إِمْبَعِيثِي فِي الْأَتَمِ وَكَأَنَّ الْقَلْبَيْنِ إِلَى الْبُحَارَيْنِ الْأَخْرَجَ لَمْ يَكُنْ لِي دَعْوَةٌ أَكْبَعُ بَانَا فِيهِ هَذَا تَسْمَعُ هَلِيًّا كُنْتُ لَا كَرَكَةً إِمْبَعِيثِي مِنْ الْأَتَمِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسِيمَةٍ وَتَلَوْتُ قَسِيمَةً مَوْتٌ يَكُونُ قَسِيمَةً وَمِثْلُ مَا مَضَعْتُ كَالِ تَابِعٍ وَكُنْتُ إِذَا ذَاكَ صَغِيرًا -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ)

حضرت تابع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر میں تھا۔ آپ نے مجھے کی آواز سنی تو انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور راستہ سے دور دوسری طرف ہٹ گئے۔ پھر دو دو جانے کے بعد مجھے فرمایا اے تابع تم کچھ سن رہے ہو میں نے کہا نہیں جب آپ نے انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں اور فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے بالہری کی آواز سنی تو اسی طرح مجھ میں نے کیا ہے تابع کہتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔

(احمد، ابوداؤد)

اسلہ اجتناب اور احتراز کی خاطر

اسلہ انہوں نے یہ بتلایا کہ میں اس وقت مکلف نہ تھا اس لیے مجھے شہ ذفر یا یہ اس لیے کیا تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ کوہ تتریبی ہے تو ہی نہیں۔ ابن عمر نے کمال تقویٰ و ورع کی وجہ سے ایسے کید اگر کوہ تتریبی ہوتا تو نافع کچھ مت فرماتے۔ دوسرے مقام پر اس مسئلہ پر بڑی تفصیل گفت کر ہے۔ ہم نے فقہانہ تہذیب اور شائع طریقت کچھ والے کے لشکر کے ساتھ تھیں۔ ان دنوں میں غنا کی حرکت پر کوئی حدیث نہیں آئی ہے۔ مشائخ کہتے ہیں کہ جس مقام پر فتنے سے منع کیا ہے اس سے مراد وہ گناہ ہے جو مودع کے طور پر منع نہیں۔ فقہاء کرام نے اس معاملہ میں بہت سختی سے کام لیا ہے اسلہ حاشہ قائلے اہم

## بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغَيْبَةِ وَالشَّتْمِ

۳۱۶: جھوٹ، غیبت اور بدکلامی سے زبان کو محفوظ رکھنے کا بیان

زبان کو نامناسب گفتگو سے محفوظ رکھنا خصوصاً کسی کی غیبت اور بُرا بھلا کہنے سے ضروری ہے غیبت، عین کے نیچے زیر ہے۔ اس سے مراد کسی کو اس کی پشت کے پیچھے بُرا کہنا ہے۔

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

#### پہلی فصل

۳۵۹۹ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَقْضِمْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَهْمَسْتُ لَهُ الْجَنَّةَ.

۳۵۹۹: (ترجمہ البُخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دوؤں جھڑک اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۳۵۹۹: اس سے مراد فرما رہا ہے کہ اسے صمت سے محفوظ رکھے۔  
۳۵۹۹: درحقیقت یہ بڑی قسالت کی ضمانت ہے کیونکہ اس نے اپنے فضل و کرم سے بے عملی کا مذاق اپنے ذمہ لیا ہے۔ اوصافِ عالی کی جزا و ثواب کا ذکر و مدح فرمایا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔

۳۵۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبِسُ الْغَيْبَةَ لَيْسَ كَلِمَةً مِنْ رَحْمَتِ اللَّهِ لَا يُلْقِي كَلِمًا بَالًا يَكْزِفُهُ اللَّهُ بِهَا وَلَا جَلْبَ وَلَا رَانَ الْعَيْنِ لَيْسَ كَلِمَةً مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي كَلِمًا بَالًا يَقْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ. (ترجمہ البُخاری) (۲) قی یوای تہلہ

۳۵۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدھ دنا کے پہلی لاکڑی لکڑیوں میں سے ہے جس کا اسے اس میں نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند کر دیتا ہے اور بدھ اللہ تعالیٰ کی بناگوا مکی لاکڑی لکڑیوں میں سے ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ اس لاکڑی وجہ سے وہ

يَقُولُ فِي الْمَنَارِ اَتَّبَعْتُ مَا يَتَّبِعُ الْمُتَّقِينَ (بخاری) اور دوسری روایت میں  
کماں لگ گیا میں گر جاتا ہے جس کا فاصلہ مشرق و مغرب کے  
درمیان فاصلہ کے برابر ہے۔

۱۔ وہ کہہ رہا ہے الہی کی جگہ یا رضا کے طلب کے لیے صادر ہوتا ہے وہ ایسا کلمہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ  
کو رضا ہوتی ہے۔

۲۔ اس کلمے کے بارے میں دل میں یہ احساس نہ تھا کہ اس کا دہرہ کیا ہے۔ اس کے کہنے میں کوئی حرج محسوس نہ کیا  
اور اسے نہایت ہی آسان جانا۔

۳۔ بعض اوقات بندہ ایسی گفتگو کرتا ہے کہ اس میں رضا کے الہی نہیں ہوتی اور بندہ اس کے کہنے میں کوئی پاک محسوس نہیں  
کرتا بلکہ اسے بہت آسان تصور کرتا ہے۔

۴۔ یہ زبان کی ہر وقت حفاظت کی چاہیے۔ اس کے عمل کو معمولی تصور نہ کیا جائے۔ بعض اوقات انسان نہایت ہی  
معمولی سمجھ کر گفتگو کر دیتا ہے لیکن اگر وہ کلمات حق ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے جنت میں درجات بلند فرمادیتا ہے۔  
اور اگر وہ کلمات باطل ہوں تو اور دوسرے میں گرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

۵۔ یہ دوسری روایت مسلم و بخاری میں ہے۔  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابُ  
الْمُسْلِمِ مُسَوِّفٌ وَقَاتِلُهُ كُفْرٌ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
مسلمان کو گالی دینا حق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔  
(بخاری و مسلم)

۱۔ سبّاب، مراء میں ہے کہ سبّاب کے نیچے ذی رنگائی دینا۔  
۲۔ قاتل، ہنوق، چڑے سے تزی کو دور کرنا شریعت میں ناجائز ہے۔  
۳۔ قاتل، ایک دوسرے کو قتل کرنا۔

۴۔ یہ قتل مسلم پر سخت وعید ہے اور اس سے مقصود اسلام کامل کی نفی ہے۔ اس پر دوسری حدیث الْمُسْلِمُ  
مَنْ سَلَخَا الْمُسْلِمُونَ مِنْ دِمَائِهِمْ (مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ  
رہے۔) اس معنی پر مال ہے۔ اگر کسی نے دوسرے مسلمان کو اس کے اسلام کی وجہ سے یا اس کے خون کو مباح جانتے  
ہوئے قتل کیا تو ایسی صحت میں قاتل یقیناً کافر ہو جائے گا۔

۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْمَانُ رَجُلٍ قَالَ لَا يَخِيَرُ  
كَافِرٌ كَقَوْلِهِ بَاءَ يَهْدَى أَحَدًا هَذَا  
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو  
کافر کہے تو وہ کفر ان دونوں میں سے ایک سے پر

(مُتَّقِي عَلَيْهِ) پل ۲۰ (بخاری و مسلم)

۱۷۷  
 اے دوسرے مسلمان بھائی کہ یہ کسی تاویل کے کافر ہے۔  
 اے کہنے والا یا جس کے لیے کہا گیا اگر یہ سچ ہوا تو وہ دوسرا شخص کافر ہے مسلمان نہیں اور اگر یہ جھوٹ  
 ہے تو یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا اس لیے کہ کسی بھی قوم کو کافر کہنا ایمان کو کفر قرار دینے اور میں اسلام کا اصل ماننے والا ہوں۔  
 حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے  
 کو فتنہ نہ کرے کہ تم نہیں لگنا مگر وہ اس پر تو شبہ اگر  
 وہ دوسرا ایسی قوم ہے۔

(رواة البخاری)

[illegible]

(مُنْفَعٌ عَلَيْهِ)

۱۷۔ یہ بھی کا ذکر کرنے کے حکم میں ہے۔

۵۲ وہ شخص دشمنِ خدا اور کافر تھا۔

۳۔ یہ خدا کا فرد و شمسِ خدا ہے۔ عارفِ مخدوم ہے اس کا معنی والہی جو ناب ہے۔

تھے اس سے واضح ہو رہا ہے کہ جو کسی مسلمان کو بغیر کسی دلیل و ثبوت کے کافر کہے اس سے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ وہ واضح ہے کہ اس نے اسلام کو کفر قرار دیا ہے۔ اس مقام پر علامہ شبلی نے خصوصی گفتگو کی ہے اور ہم نے بھی شرح (لمعات) میں اسے ذکر کیا ہے۔

۴۶۲ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِذَا هُمُ يَوْمُوا أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَاحُ مَا  
 قَالَ قَوْلِي النَّبَاؤُ مَا لَمْ يَغْفُرِ الْمَطْلُوعُ -  
 (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس اور حضرت ابوسریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس  
 میں دو گانہ میں سے والے جو کچھ کہتے ہیں اس کا وبال  
 ابتلا کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرتے

اسے چونکہ ابتداء کرنے والا کمالی مینے کا سبب بنا اور وہ ظالم ہے اور دوسرا مظلوم اس لیے دوسرے کی گالی کا لگا

یہ پہلے پر ہوگا۔

لہذا اگر دوسرے نے مد سے تہاد کر دیا تو وہ مظلوم نہ رہے گا اور اس صورت میں جس نے گالی دینے میں زیادتی کی اسے ہی گناہ ہوگا۔

۶۶-۶۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَكُونُ لِقَائِي لَوْ كُنْتُمْ لِقَائًا۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری کے لیے خاص باتیں کر لیکن وطن کرنے والا ہو۔

(رواہ مسلم)

سلہ صدیقی، ص ۱۰۰ کے نیچے زیر، حال پر فتوہ مبالغہ کا میزبانی کثیر الصدق جیسے زیادہ سکھانے والے کو بھیجتا، زیادہ عارض کو کیڑتے کہا جاتا ہے، صوفیا کی اصطلاح میں صدقیت وہ مقام ہے کہ مقام نبوت اور اس کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا یہ ارشاد باری تعالیٰ ہی پر مال ہے۔ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ عَلَىٰ مَا حَرَّمَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِهٖ وَآلَهُمْ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ (پس یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء و صدیقین، شہداء و ائمہ صالحین) غلطی اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لقب ہے۔ جب صدق اور راستی مردوں کا شیعہ اور مقام نبوت کے بعد اس کا درجہ ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام لوگوں کی رحمت کے قریب لانے کے لیے ہی جوئے، جسے میں تو اب منت کر کے کسی کی رحمت خداوندی سے دور کرنا مقام صدیق کے ثایان شان نہیں اس لیے اہل منت و جماعت نے لمن وطن کا شیعہ نہیں اپنایا اگرچہ کوئی شخص منت کا مستحق ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے لیے بھی منت کرنے میں رحمت خالق نہیں کرتے۔ اسے زبان پر لاتے ہیں اور نہ ہی اس کی عادت بناتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں منت کا مستحق ہوگا ہم اب دوسرے کی منت کی اسے کیا ضرورت؟ شہر

ہر کہ اور غلطی منت کرو! بہت منت بن تو کاش درخورد

جس پر خدا تعالیٰ منت فرمائے۔ وہاں میری اور تمہاری منت کا کیا اعتبار! منت صرف اس کا فریہ کی جا سکتی ہے جس کے بارے میں تمہارا کہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یہ کفر ہے اور اس کے علاوہ کسی مخصوص کافر پر منت جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ خدائے کے دقت اسے ایمان نصیب ہو گیا ہو۔ ہاں منت بھی اجمالاً ہونی چاہیے مثلاً منت اللہ علیہ و آلہ و سلمین۔ منت کی دعا تمام ہیں۔ ایک یہ کہ رحمت خدا سے دوری اور اس کے غیر تنہا ہی فضل سے یا کسی کافروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسری یہ کہ مقام قرب و درنا الہی سے محرومی جو کہ ترک اولیٰ پر ہے۔ اور وہ جو بعض اعمال کے ترک پر معافیہ اور حیر معافیہ سے منقول ہے اس کا تعلق دوسری قسم سے ہے ذکر اول سے۔

۶۸-۶۹ وَعَنْ أَبِي الدَّوْدِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَكُونُ لِقَائِي لَوْ كُنْتُمْ لِقَائًا۔  
حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہت زیادہ لمن وطن کرنے والے روز قیامت دگراہ



ہوں گے اور نہ ٹھیک

(رَوَاةٌ مُّثْبِتَةٌ)

(مسلم)

اسلام دہمق پر گرا ہی دے کیس گے اور نہ ہی ان کی شفاعت کریں گے بڑا ان کرم میں ہے کہ وہ قیامت معذور علیہ السلام کی امت کے وہ لوگ گواہ ہوں گے جو آپ کے اور امن والے ہوں گے۔ لہذا جن لوگوں کی عادت سنت کرنا تھا وہ اس درجہ شہادت و شفاعت سے محروم رہیں گے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ عادت نہایت ہی ناپسندیدہ ہے۔

شَيْخٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَذَا لَا تَأْسَ كُفُّوا عَنْ هَذَا كُفُّوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے یہ کہا کہ لوگ ہاک پڑھ گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہاک ہونے والا

(رَوَاةٌ مُّثْبِتَةٌ)

(مسلم)

اسلام لوگوں کی عیب جوئی، احکامات اور احکامات خدا سے ناامید کرتے ہوئے یہ کلمات کہیں لیکن اگر بطور مسرت، اور غم کے تو اس میں حرج نہیں۔

اسلام سختی و دوزخ میں گئے۔ کیونکہ اس نے ٹھیک کرتے ہوئے لوگوں کو حیرتانا اور انہیں رحمت خداوندی سے مایوس کیا اس صفت کی صفت میں یہ اسم تغلیظ کے میز کے کان پر پیش ہے۔ کان پر زبرد بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں یہ ماضی ہے۔ اب صفت یہ ہوگا کہ اس کے کلمات نے لوگوں کو ہاک کر دیا کیونکہ لوگ جب ایسے کلمات سن لیتے ہیں تو ان سے یہ اثر پڑتا ہے کہ اب صاف نہیں مل سکی لہذا عبادات میں کمی اور مصیبت میں اضافہ کر لیتے ہیں حالانکہ مصیبت میں مبتلا لوگوں کا شائبہ العزت کی تمہارے ساتھ ساتھ باقی تھلے کی بخشش و رحمت سے بھی آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ رحمت خدا سے مایوس نہ ہوں۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ لوگوں کو رحمت باری سے آگاہ رکھا جائے تاکہ کسی مصیبت میں بھی گمراہی سے مایوس نہ ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ ذَاتَ شَرٍّ النَّفْسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا الْوَجْهَيْنِ الْيَقِينِي يَأْتِي هُوَذَا هُوَذَا يَوْجُجُ وَ هُوَذَا هُوَذَا يَوْجُجُ -

ابھی سے بدایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت بدترین چیز لوگوں میں سے خود وہ ملک کو پاؤں گئے جو ایک دن بد پر کچھ کہتا ہے اللہ دوسرے

منہ کچھ اور

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

اسلام سوائے اللہ بد حالی میں۔

اسلام یہ منافق کی صفت ہے

اسلام ایک جماعت کے لیے الگ طریقہ اللہ دوسری شکل دوسرا یعنی ہر ایک کے موافق بات کرے جو اس کو

اچھی لگے۔

لکھ اس سے مراد منافق حقیقی ہے۔ اندر کفر باہر مسلمان جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں منافقین کا ہلکا سا ذکر کرنا حکیم نے ان کے احوال بیان کیے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یقیناً مدو قیامت سخت ترین عذاب ہوگا۔

وَعَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتْلًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ مُنْقَطِعَةٍ لَمْ يَمُوتْ

لہ حضور علیہ السلام کے راز دان صحابی ہیں۔ انہیں منافقین کا علم بھی تھا۔

لکھ مزاح میں ہے کہ کثرت کا معنی چل خوری ہے۔ یعنی لوگوں کی باتوں کو خفیہ طور پر سن کر دوسروں تک پہنچانا، تاکس میں ہے قنات اسے کہتے ہیں جو لوگوں کی خفیہ باتیں سنے، خواہ آگے پہنچائے یا نہ۔ علامہ طیبی نے جو کہا ہے کہ قنات وہ شخص ہے جو بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور اسے درست ثابت کرنے کی کوشش کرے اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ قنات بہتان تراش کر کہا جاتا ہے حالانکہ چل خوری میں جھوٹ شرط نہیں کیونکہ قنات ایک بات کا سوا اور طرائق کے ارادے سے دوسری جگہ پہنچاتا ہے اگرچہ وہ کبھی ہر

لکھ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قنات سے مراد چل خوری ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبَيْتِ يَعْلُوفُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَكُونُ إِلَّا مَرْجُلٌ يَصْدُقُ وَيَتَحَذَّرُ الصِّدْقَ حَتَّى يَكْتَسِبَ عِنْدَ اللَّهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ كَرَمًا وَالْكَذِبُ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ يَعْلُوفُ إِلَى النَّارِ وَمَا يَكُونُ إِلَّا مَرْجُلٌ يَكْذِبُ وَيَتَحَذَّرُ الْكَذِبَ حَتَّى يَكْتَسِبَ عِنْدَ اللَّهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کو لازم کرو کیونکہ سچ کلمی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتا ہے، جب آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدق کہہ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ بدی کی طرف لے جاتا ہے اور بدی دوزخ میں لے جاتا ہے۔ انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا متلاشی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے کذاب کہہ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ سچائی نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ بدی ہے اور بدی دوزخ میں لے جاتی ہے۔

اے بچائی کا غایت یہ ہے کہ اس سے نیکی کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ امر اور نہی ہے کہ صدق خود بھی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں آ رہا ہے۔ اب صدق اور ہدایت میں امتیازی فرق ہو گا نہ کہ حقیقی۔

تو اس کے لئے صدقیت کا حکم دے دیا جاتا ہے اور اس کے لئے اس مقام کا ثواب ملتا ہے یا اس کا نام ملتا  
اعلیٰ کے خصوصی درجہ میں رکھ دیا جاتا ہے یا یہ مراد ہے لوگوں کے دلوں میں اس کا وقار پیدا کر دیا جاتا ہے کہ اسے اس  
صفت کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور اپنے ہاں اسے صدیق تصور کرتے ہیں۔ اور اس کی زبان پر اجماع کرتے ہیں۔ یہی تعالیٰ  
کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ یَجْعَلُ اللّٰهُ لِهٰمْ رُحُوْلًا (جو لوگ ایمان لائے  
اور نیک عمل کیے ان کے لئے رحمن رحمت پیدا کر دیتا ہے۔)

لے اس سے مراد وہ قرین کرنے والے ہیں جو اس عمل کو عادت، کاروبار اور معنوی کا فریہ بناتے ہیں اور حق و باطل مستحق و غیر مستحق کا فرق نہیں کرتے یہ عمل نہایت ہی مذموم ہے کیونکہ ایسی صحت میں وہ مرح میں مزدور کذب کو شامل کریں گے اور مدوح بھی عجیب (عز و جہن) میں مبتلا ہو جائے گا۔

اس کے اسوا میں بھی مستقل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کو کوئی چیز دینے سے محروم رکھا جائے یا مقووض چیز دی جائے جو حقیقت میں خاک کی مثل ہو۔ بعض علماء نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے کہ نیکو روایت ہے کہ اس حدیث کے ملحدی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دربار میں منہ پر تھوپ کر کے دے دئے کہ منہ پر مٹی بھر کر مٹی پسینگی۔

٢١٤ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلِيٌّ رَضِيَ  
عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلِكَ  
فَقَعْتُ غُرُقَ أَخِيهِ كَذَا مَرَّةً كَانَ مِنْكُمْ مَا دَخَلَا  
لَهُ مَحَالَةً فَلْيَعْلَمَ أَحْسِبُ فَلَانَا وَاللَّهُ حَسْبِي  
إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّكَ كَذَلِكَ وَلَا يُرَى عَلَيَّ اللَّهُ  
أَحَدًا.

(مُتَّحِقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی کی تعریف کی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، احواس تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔ تین دفعہ فرمایا تم میں سے جو کسی کی تعریف ضرور کرنا چاہے تو یہ کہے کہ میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے حالی کی حقیقت کو جاننا چاہتے۔ بشر فیکوہ اسے ایسا ہی سمجھنا جو سادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی شخص کی پاکیزگی جرم کے ساتھ بیان نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ آپ نے یہ حکمت تین دفعہ دہرائے، گردن کاٹنے سے ملاو کسی کو جمانا طور پر ذبح اور ہلاک کرنا ہڈیاں سے یہاں  
دو حال چاکت کے لیے استعمال ہے کیونکہ کثرت مرگ کی وجہ سے ممد میں غرور و تکبر کا اندیشہ ہوتا ہے وہ دنیاوی  
چاکت جی تو رہی دینی چاکت ہے۔ بعض اوقات دنیوی چاکت بھی لاشم آجاتی ہے مثلاً مرگ سن کر غرور اور تکبر میں مست ہو کر  
کسی کو قتل کر دیا تو پھر اسے بطور تصادم قتل کر دیا جائے گا، اس کے بعد مرگ و تعزیت میں اعتدال کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔  
۲۔ اگر قتلے حقیقت حال سے آگاہ ہے اور وہ اس کے کردار پر جزا و سزا دینے والا ہے۔

۳۔ اگر تاملے حقیقتی حال سے آگاہ ہے اور وہ اس کے کردار پر جفا دینا دینے والا ہے۔  
۴۔ اگر طرح ہے جس طرح اس نے دعا کی ہے۔ یرمی یا یرزبہے یا پیش نیکوں کے منہ میں ہے۔

۱۴۔ اکا طرح ہے جس طرح اس نے معاف کیا ہے۔ یڑی یا پر زبر ہے یا پیش لیکن کے معنی ہیں ہے

گھر میں احتیاط کی جائے اور یہ کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ بات یقیناً ہے تاکہ علم الہی پر حکم کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟

۱۴۱۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْذَرُؤُنَ مَا

الْغَيْبَةِ قَالُوا أَنَّهُ رَسُولُهُمْ أَعْلَمُ كَانَ  
وَكُنَّا أَهْلَهُ بِمَا نَكُونُ قِيلَ أَقْرَبُ  
إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَكُونُ كَانَ  
فِيهِ مَا كُنُوزُ فَتَنَّا أَتَيْنَاهُ وَإِنْ لَهُ  
يَكُنْ فِيهِ مَا كُنُوزُ فَتَنَّا بِهِمُ -

(رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا قُلْتُمْ لِأَخِيكَ مَا  
فِيهِ فَكُفَّ عَيْنَهُ وَإِذَا قُلْتُمْ مَا لَيْسَ  
فِيهِ فَكُفَّ بَهْثَهُ .

مکابہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بشارت ہے  
ہیں، فرمایا تم سارا اپنے بھائی کو ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے  
وہ پسند رکھے، عرض کیا گیا کہ آپ ارشاد فرمائیے کہ اگر  
میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں نے بیان کیا ہے  
فرمایا تو جو کتب ہے اگر وہ اس میں ہے تو تو نے اس کی  
ضیقت کی ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں جو تو کتب ہے  
تو برتری طرف سے اس پر بیتان ہے (مسلم) اور ایک  
حدیث مذکور ہے کہ اگر تو اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کیا جو  
اس میں ہے تو تو نے اس کی ضیقت کی اور اگر تو نے وہ  
عیب بیان کیا جو اس میں نہ ہو تو اس پر تو نے بیتان  
تراشی کی ہے

لے صراح میں ہے کہ کدایتہ مال کے نیچے زیر جاننے کے معنی میں ہے قَدِیْتُہ بہ (میں نے اسے جان لیا) لاک  
اَدْرِی (میں نہیں جانتا)

۲۷۔ اس کا ایسا وصف و عمل ذکر کرنا مجھے ناپسند ہے۔  
۲۸۔ یعنی وہ شخص جس کی میر نے بڑائی بیان کی ہے۔

۳۔ یعنی وہ شخص جس کی میں نے برائی بیان کی ہے۔

اے کسی کے عیب کو بیان کرنا ہی غیبت ہے۔ اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے تو یہ بہتان ہے اس کا منہ اس کے لیے ہے۔

۵۴ امام مسلم کی دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

لئے حیات بہت بُرے گن ہوں میں سے ہے اور یہ ایسا گن ہے جو اکثر گنوں میں پایا جاتا ہے بہت کم لگتا ہے۔ جو اس بُرے عمل سے محفوظ ہیں۔ حیات کسی کے ایسے عمل کا بیان ہوتا ہے جسے وہ ناپسند کرے خواہ اس کے جوتوں میں ہرما عقل میں، دین میں ہو یا اس کے دنیاوی مصلحت میں۔ عقل میں ہو یا مالی میں، اولاد میں ہو یا خالصتاً میں۔ یہی گنا ہو یا خادم میں، کپڑے میں ہو یا رفتار و گفتار میں، شکل میں ہو یا فحش و زبردستی میں، حرکت میں ہو یا سکھ میں غرض دعویٰ میں ہو یا ترش رندی میں یا سخت و تند طبیعت میں، خاموشی میں ہو یا عدم خاموشی میں۔ الغرض جو بھی اس سے متعلق ہے خواہ نقطہ ذکر ہو یا گنا نہ و اشارہ کی صورت میں، آنکھ دبا کر دے ہو یا سر سے ہرہ یعنی جس کے کسی کا عیب کھنا چائے اور قابض ہو یہ حیات کہلاتے گی اور اگر یہ اس کے سامنے کہہ دیا اور اسے ناپسند ہوا تو بے حیائی اور بے شرمی ہے۔ اور یہی شایہ ناپسندیدہ عمل ہے اور حیات کا کافور یہ ہے کہ اگر اس شخص کے علم میں ہے تو اس کے سامنے لگائی جائے اور اگر اس کے علم میں نہیں وہ حیات ہو گیا ہے یا کہیں وہ دردمند ہے تو نہایت واستغفار کا کافی ہے۔ باقی سامنے لگنے میں



غیبی خبر ہے جس کے حال کے بارے میں تمہی اور اس کے آثار کا اظہار اس پر امتداد کی صورت میں ہوا۔ اس کی خدمت اور اس کے حال کا مشکف کرنا اس لیے تھا تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں، قریب اور دھوکہ نہ کھا لیں بلکہ یہ غیبت نہ ہوگی۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ علامتہ برائی کا ارتکاب کرتا تھا بلکہ ایسے شخص کے بارے میں مطلع کرنا غیبت نہیں ہوتی بلکہ یہ معاملہ کیا ہے کہ اس کے سامنے آپ نے اس کی برائی بیان نہیں فرمائی۔

بلکہ اس حدیث کے دو معانی بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ میں نے اس کے سامنے یہ طریقہ اس لیے دیا تا کہ میں ان لوگوں میں شال نیکی جن کی فحش گوئی سے لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ شخص نہایت شریر تھا تو اس کے شر کے پیش نظر ایسا طریقہ دیا تا کہ دوسری رعایت پسے سنی اور پہلی رعایت کے الفاظ دوسرے معنی پر مال ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتٍ مَعَاذِيَ إِلَّا الْيَهُودَ وَلَا مِمَّنْ الْمُجَانَّةُ أَنْ يَفْعَلَ التَّوَجُّلَ بِأَلَيْسَ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَكَذَّ سَتَرَهُ اللَّهُ كَيْفَ يُؤَلِّمُ يَا حَكْرَبُ عَمِلْتُ الْيَا حَكْرَبُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَّ بَاتَ يَسْتُرُكَ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَهُ اللَّهُ عَمَهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَكَذَّ كَوْنَهُ يَكْشِفُ سِتْرَهُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فِي بَابِ الطِّيْبَةِ فَتَرَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میری قوم امت کو عافیت دی جائے گی، مگر اے علامتہ گنہ گارے دلوں کے ادیبے ہاں تمہیں سے یہ سمجھے کہ ذات کو کسی نے کوئی عمل کیا اور صبح کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تھا وہ کن پیر تھے کہ لے لے لے! میں نے غرشتہ تلاوت یہ یہ کیا، صبح وہ اللہ کا پردہ خود بھاڑ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور حدیث ابو ہریرہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لایا یا بپا العیانتہ میں گنہگار ہے۔

بلکہ معانی اس سنون میں مساوات ہے یعنی ان کی غیبت نہیں کی جائے گی۔

بلکہ بعض رعایت میں تجاہل ہے۔

بلکہ تمنا کہ جیم پر دربر ہے شدیں اس کے سنی بے پردائی اور بے خوف ہونا ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و حکم کو دوسرے اس کے عمل پر پردہ ڈال دیا۔

بلکہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل غیبت کے بارے میں جو برائی کہے اور اس کو منہ کے لیکن جیسے عیا ہو کر امتیاز برائی کا ارتکاب کرے۔ اس کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں کہہتی کسی شاعر نے اس سلسلہ میں یوں کہا ہے

سوم پردہ موجب عیانتی متن کہ آدمی در پردہ خویشی متن

کسی کی بے عیانتی پر پردہ ڈال کر خود اس نے اپنا پردہ خود بھاڑ دیا ہے۔

علامہ امت نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ قاضی صلیح نظام حاکم بدعت کی طرف داعی کی برائی کا بیان کرنا جائز ہے ظلم و زیادتی کے خلاف لڑا دوسری گماہوں کے تحریک اور عادیث کے راویوں کے بارے میں بھی یہ عمل جائز ہے ظلم کی صورت میں مبرا فضل ہوتا ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۳۱۸ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَزَلَّ أَنْكَرًا وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهَا فِي رُبْعِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَزَلَّ أَيْمَنًا وَهُوَ مُحَقِّقٌ بُنِيَ لَهَا فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَنَ حَقَّقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَفْجَاهَا رَمَا فِي التَّوْحِيدِ وَكَانَ هَذَا حَدِيثًا حَسَنًا وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَفِي الْمَصَابِيحِ كَالْعَرَبِيِّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جو محبت ترک کرے جو کہ باطل چیز ہے تو اس کے لیے جنت کے کواچھڑ گھر بنایا جائے گا اور جو حق پر ہونے کے باوجود طرائق ترک کر دے اس کے لیے جنت کے درمیان گھر ہوگا اور جس نے اپنے اخلاق اپنے لیے کر لیے اس کے لیے جنت کے اوپر والے حصہ میں گھر بنایا جائے گا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور شرح السنۃ میں بھی اسی طرح ہے اور معانی میں اسے عربی کہا)

۱۔ کتب کاف پر دربر فال کے نیچے دریا در فال ساکن۔  
۲۔ یہ قید اس لیے ہے کہ بعض مقامات پر جو محبت جائز ہو مستحب ہے جب کہ تعویض کی صورت میں ہو تب اسے اگرچہ جہیز محبت ہو تب مگر درحقیقت وہ فتح ہی ہو تب اسے شہداء و اہل ایمان علیہم السلام نے فرمایا بَلْ مَغْلُوبٌ يُبْزَوْنَ (ان میں سے جسے بت نے یہ کہا ہے) اسی طرح حالت جنگ میں بشریکہ اس میں معاہدے کی خلاف ورزی نہ ہو۔ دو مسلمانوں کے درمیان صلح کر دینے کے لیے کسی مسلمان کی جان اور مال کی حفاظت کے لیے جو محبت جائز ہے۔

۳۔ کریم، ابراہیم، اسماعیل کے ارد گرد دیوار کو کہا جاتا ہے۔  
۴۔ اپنے فضائل و خوبیوں اور قرائن و اشارات کے پیش نظر طرائق سے رک جاتا ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب معاملہ حرجی ہو اور اس کی غامضی سے دین کا نقصان نہ ہو۔ حضرت امام شافعی سے منقول ہے کہ میں نے بوٹ اور عقرا کو بھینس کیا۔ مگر میں نے اس امر کو عجیب رکھا کہ میرے مقابل پر حق واضح ہو جائے۔  
۵۔ یہ تمام فضائل اور کمالات کو شامل ہے، اکثر لوگ پر اس کا اطلاق ترمذی، خندہ پیشانی اور حسین ماضی پر کرتے ہیں۔

۶۔ عزت اور حسن کا معنی مشہور ہے اور ان میں منافات ہے۔ امام ترمذی نے بھی متعدد مقامات پر ان دونوں اصطلاحوں کو جمع کیا ہے اور اس کی تحریر مقدمہ میں گزر چکی ہے۔

۳۱۹ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُ مَا أَكْذَرُ مَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم جتنے جھوٹے







صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُولُ الْكَلِمَةَ  
لَا يَكُونُ لَهَا إِلَّا كَرِيْمٌ صَدِيقٌ يَرِيحُ النَّاسَ يَكْفُرُ  
بِهَا أَوْ يَبْعَثُ مَعَهَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَ  
أَشَدُّ كَيْدًا عَنْ نِسَائِهِ أَشَدُّ مَعَاوِيَةً عَنْ  
قَتَادَةَ (رواه الترمذی فی شعب الايمان)۔  
اسے دوزخ کی طرف گرجا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اس  
یہ بات کہہ کر لوگوں کو منائے تو اس کی دوسری  
وہ آسمان زمین کے فاصلے سے زیادہ نیچے گرجا جائے اور  
قدم کے پھلنے سے زیادہ زبان سے پھل جائے۔  
(یعنی شعب الايمان)

اسے بعض شارحین کے نزدیک معنی یہ ہے کہ وہ شخص غیر رحمت کے مقام سے اتنی دور ہو جاتا ہے دوزخ کا  
مطلب ایک ہی ہے۔

اسے کہہ کر کسی مقام پر قدم پھل جاتا ہے تو اس سے جسم کے کسی حصہ کو نقصان ہوگا اور زبان کے پھلنے سے  
ایمان کا جگہ کمر آ جاتا ہے جس کی دوسری انسان دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ منقول ہے کہ ایک شخص کو اطلاع دی گئی کہ تیرا  
شریک گریہ ہے انہوں نے پوچھا وہ کہاں سے گرا ہے؟ کہا گیا دیوار سے۔ فرمایا الحمد للہ اور یار سے گرا ہے دل سے  
تر نہیں گرا۔

۲۲۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَتَكَ جَارَهُ وَكَأَنَّ مُحَمَّدًا  
وَالْقُرْآنُ مِنْهُ وَالنَّارُ مِنْهُ فَإِنَّهُ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے  
نہایت پاک و صالح ہمسایہ کو تباہ کر دے اور وہ بھی ایمان کا  
شعبہ میں ہو تو وہ ایمان کے شعبہ میں نہیں ہے۔

اسے جو شخص بھلائیوں سے غافل رہا اس نے دنیا و آخرت کی آفات سے نجات پائی کیونکہ اکثر معصیتیں جو انسان  
کو آتی ہوتی ہیں وہ زبان ہی کی وجہ سے ہوتی ہیں جیسا کہ کتاب الايمان میں بیان ہو چکا ہے۔

اسے امام غزالی فرماتے ہیں کہ گفتگو کی چار قسمیں ہیں۔ مضر، مفید، مضر بھی مفید بھی، دوسری مفید بھی میں میں نقصان  
ہے اس سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے اور وہ کلام جو مفید بھی ہے اور نقصان دہ بھی اس سے بچنا چاہیے کیونکہ  
نقصان کو دور کرنا فائدہ حاصل کرنے سے بہتر ہے اور جس میں ذلالت ہے اور نقصان ایسی گفتگو کرنا وقت کا ضیاع ہے  
جو سراسر گمراہی ہے اب ہر قسم جس میں نفع ہی نفع ہے اور ایسا ہی مضر ہے کہ اس میں ریاضت کا کوئی نفع نہیں  
کے بڑا اور پاکیزگی کا اظہار اور نیک کلام شامل نہ ہو جائے اور اس میں امتیاز شکل و رنگ نہیں ہے بلکہ اس میں ہر حال میں  
بہتر ہوتی ہے ہاں حسب ضرورت کلام کرتا چاہیے۔

۲۲۲۳ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَقِيَ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا أَلْبَسَكَ فَقَالَ  
أَمْلِكْ عَيْنَكَ يَسَّكَ وَ لَيْسَ عَيْنُكَ يَبْلُغُكَ وَ أَبْلُغُ  
عَيْنِي عَيْنِيكَ۔

حضرت عثمان بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدمت میں حاضر ہوا  
اور عرض کیا کہ تمہاری آنکھیں ہر گز دریا بان نہ کرنا اور رکھو۔  
تمہارے لیے تمہارا گھر کافی ہے اور اسے گن گن ہوں پر اسکو







فَتَقَالِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِاللَّعَّانِ وَلَا  
بِالْقَاتِبِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَغِيٍّ (ردۃ المؤمنین ص ۱۰۸)  
وَالْبَغِيُّ ذِي الْخُرَى لَهُ وَلَا الْفَاحِشُ الْبَغِيُّ وَكَانَ  
الْمُؤْمِنُ فِي هَذَا أَحْيَا مِنْ غَيْرِهِ (

لے لوگوں کی آبرورٹوں میں کرتا۔

لے مومن کے لیے ایسی دعائیں کرتا جو اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیکی سے دور لے جائے۔

لے اور برائی میں حصہ سے تجاوز کرنا ہے تاکہ اس میں فاحش کا سنی نہیں ہے اور مزاح میں بیہودہ کہنا مراد

یہ ہے

لے بڑی بار پر زبرد اور ذال کے نیچے زیر اور یا پر شہ ہے اور ہر وہ بھی آگے۔ (ترغی)

وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَفَّارًا وَلَا  
رَدَّ آيَةٍ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ كَفَّارًا  
(ردۃ المؤمنین ص ۱۰۸)

لے مومن کی عادت اور طرہ یہ نہیں ہے۔

وَعَنْ تَمِيمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاَعِنَا بِالْعَفَّةِ  
الْبُغْيِ وَلَا بِالْعَفَّةِ الْبُغْيِ وَلَا بِالْعَفَّةِ الْبُغْيِ  
وَلَا بِالْعَفَايَا۔

(ردۃ المؤمنین ص ۱۰۸)

لے یہ نہ کہو کہ تجھ پر خدا کی لعنت۔

لے یہ نہ کہو کہ تجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

لے کسی شخص کے لیے دوزخ کی دعا نہ کرو۔

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَفَّةَ الْبُغْيَ  
فَيُصَادِّقُ الْعَفَّةَ إِلَى الشَّيْءِ فَتُجْلَى الْبُغْيُ  
وَالشَّيْءُ دُونَهَا فَتُفِيضُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُخْلَقُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن لعنت  
کرنے والا نہیں ہوتا اور دوسری روایت میں ہے کہ مومن  
کے لیے من سب میں کہ لعنت کرنے والا ہو۔  
(ترغی)

حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت سے  
بچنے کے لیے اللہ کے غضب سے بچنا اور  
ایک روایت میں ہے دعا ہے۔

(ترغی والی ص ۱۰۸)

حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرماتے ہوئے سنا  
کہ جب کوئی بدو کھائے پر لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان  
کی طرف مل جاتا ہے۔ آسمان کے دروازے اس کے لیے

اَبْرَاهِمَ اَدُوًّا لِّهٖمَا ذُوَّ هٖمَا كُفْرًا اَخَذُوْا يٰعِصٰى اِنِّىْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ  
وَإِذَآ اَنْزَلْنٰهُ فَعَسَاۤءَ تَخْتٰلِفُ عَلٰى عَصٰىكَۙ اِنَّكَ كَاۤىُّنٌ  
لِّعَصٰى كِبٰىۙ اِنْ كَانَ لَذٰلِكَ اٰمَلًاۙ فَاِنَّكَ تَجْعَلُ  
اِلٰى كَاۤىُّنًاۙ  
(رَدِّ اَوَّلُ اَبُوْدَاوُدَ)

وہ لوٹ کر کہنے والے کی طرف آ جاتے ہے۔

(ابو داؤد)

سرخا وہ بندہ ہر ایک اور چیز

کلمہ میں سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی طرح زمین کے بھی دروازے ہیں۔

کلمہ مرقا جانے کا جگر

کلمہ یعنی لغت ابتدا ہی اس کی طرف نہیں لوٹ آتی بلکہ وہ پہلے باہر اور پھر نیچے جاتی ہے جب اس کو دشواری پیش آتی ہے تو پھر وہ اس کی طرف توجہ ہوتی ہے جس پر یہ بھی لگی تھی اگر وہ اس کا اہل یا مستحق نہیں تھا تو پھر وہ لوٹ کر اپنے قائل کی طرف آ جاتی ہے گریبا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ وہ لغت کا مستحق ہے اس وقت تک کسی پر لغت نہ کی جائے اور اس بات کا یقین سوائے شارع علیہ السلام کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ عَشْرَةِ  
الرِّيَاسَةِ رَدَّ اَمْرًا مِّنْهُمَا كَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی  
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ لَا تَلْعَنُہَا حَتّٰی تَقْبَلُہَا مَا مَوْجُوْدٌ  
فَاِنَّہَا مِّنْ لَّعْنٍ شَیْئًا اَلَيْسَ کَذٰہَا لَیْ تَجْعَلُ  
اَللَّعْنَةُ عَلَیْہِ۔  
(رَدِّ اَوَّلُ التِّرْمِذِیِّ عَلٰی اَبُوْدَاوُدَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی چادر ہرانے لڑا وہ اس نے ہوا پر لغت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا لغت نہ کرو کیونکہ وہ تو حکم کے تابع ہے اور جو ایسی چیز پر لغت کرے جو اس کے مستحق نہ ہو تو وہ لوٹ کر اسی پر آ جاتی ہے۔ (ترمذی)

لہ اس کے پسینے کا شہد مکتبی ہوتی ہیں۔ کیا بندہ اس سے تنگ آئے۔ یا اسے ناپسند کرتا ہے یا کیونکہ یہ چیزیں محدودیت و استقامت کے مٹتی ہیں۔ بلکہ برصیت و حادثہ میں اس کا ادب و خیال رکھنا ضروری ہے کہ ایسے احوال میں انسان جل و بان سے مٹتی ہے اور زبان کو نامعش رکھے اور اگر دل میں بشریت کی کمزوری کو دہرے کو تبدیل آگے تب بھی زبان کی حفاظت کرے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ  
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ  
مِّنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَیْئًا حَتّٰی اُحِبَّ اَنْ  
اُخْبَرُ بِرَآیَہُ کَفَرُوْا اَنَا سَلِیْقُ الْعَدُوِّ مِمَّنْ وَاَبُوْدَاوُدَ  
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مجھے کسی کی طرف سے کوئی صحابی کوئی بات نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس مکتب سینے کے کراؤں۔ (ابو داؤد)







هُوَ أَصْلُ أَمٍّ يَعْبُدُ اللَّهَ قَسَمُوا إِلَى مَا كَانَ  
كَالْوَابِي (تر ۱۶ ابوداؤد) وَذَكَرَ حَدِيثُ  
آبِي هُرَيْرَةَ كُنِيَ بِأُمِّمُو وَكَانَ فِي بَابِ الْإِعْتِصَامِ  
فِي الْفَضْلِ الْوَالِي -  
لہ ایک روایت آیا۔

لکھتے ہیں کہ یہ زیادہ بے جہت ہے اس کا اور نہ کیا تم  
نے میں سنا جو اس نے کہا ہے اصحاب نے عرض کیا  
کہل نہیں داہو داؤد اور حدیث ابویہرہ، کنی یا قمر بنی  
ہم نے باب الاعتصام کے فصل اول میں ذکر کر رکھا ہے۔

لہ اس کا یہ قول مراد ہے کہ ہمارے ساتھ کسی کو نہت میں شامل ذکر اس نے ائمہ قائلے کی وسیع رحمت کو  
محدود کر دیا تھا اور یہ مناسب نہیں کیونکہ دعائیں تمام مومنین کو شامل کرنا چاہیے اور اس کا یہ عمل بھی قابل اعتراض تھا کہ اس  
نے خاص رحمت میں اپنے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شامل کیا حالانکہ یہ بات ادب کے خلاف ہے۔

### الفصل الثالث

### تیسری فصل

۳۴۳ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَيَّعَ النَّاسُ عَطِيبَ  
الْوَبِّ كَعَالِي وَاهْتَمَلَهُ الْعُرَشُ -  
(تر ۱۶ ابویہرہ) فِي شُعْبِ الْإِيْتِمَانِ  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی فاسق کی  
قرین کو بھائی ہے تو ائمہ قائلے کا منہ ہر ایک سے اور  
اس سے عرض کا پلٹ اٹھتا ہے

(بیوقوفی شبہ الایمان)

لہ یا تو ظاہر یہی محمول ہے کہ عرض میں بھائی ہے یا ہر ایک کے فاسق کے فاسق ہونے سے کہ یہ ہے کیونکہ کسی فاسق کی مدح  
پر راضی ہونا ایسی چیز ہے جس سے ائمہ قائلے کا ہر ایک نہیں بلکہ قریب ہے کہ موجب کفر ہو اور عوام کو مبالغہ جاننے  
کی طرف پہنچانے والی ہے جب یہ مدح فاسق کا حال ہے تو مدح قائم کا یہ حال ہوگا۔

۳۴۵ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبِئُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ  
يُكَلِّمُهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ -  
(تر ۱۶ احمد) وَالْبَيْتُ هَقِي فِي شُعْبِ  
الْإِيْتِمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَهَّابٍ  
حضرت ابو امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن تمام  
عقائدوں پر پیدا کیا گیا ہے سوائے خیانت اور جھوٹ  
کے

(حدیث امام احمد اور امام بیہقی نے شبہ الایمان  
میں سعد بن ابی وہاب سے روایت کی ہے)

لہ غلطی غما کے نیچے نہیں ہے نہ نکتہ کی جمع ہے اور قیاس پر فوجی پر حاکی ہے۔  
لہ غالباً یہاں کمال مومن مراد ہے کیونکہ بہت سے مسلمان بددیانتی اور دوسرا گوئی کے مرکب ہوتے ہیں  
یا ان دونوں صفات کا اجتماع مراد ہے لیکن اشکال باقی ہے کہ بعض ان کا اجتماع بھی بعض مسلمانوں میں ہوتا ہے۔



کا اس بات کی قدرت دی گئی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی طرف سے جو حدیثیں منقول ہوئی ہیں لیکن یا درجہ کے شیطان، انہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں یا درجہ کے شیطان اور ان دونوں میں فرق نہایت نمایاں ہے۔ وانشاء اللہ۔ اصرار ممکن ہے کہ یہاں شیطان کی رواد انسان پر جو کئی صیغہ شخص کی حدیث میں آئے ہیں ان کے لئے قرآن مجید میں حدیث ہے کہ سماع حدیث میں نہایت احتیاط اور غور و فکر سے کام لیتے ہوئے قائل کے اعمال اور اس کے صدق کی تحقیق کر لی جا سکے نہ ہر جہاں سماع سے سنا نقل کر دیا جائے کہ اگرچہ انہی حدیث کو درجہ ایمان میں لیا گیا ہے مگر چونکہ اس پر اطلاع ان اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نہ ہو سکتی ہذا ہم حکم فرما رہے ہیں کہ اپنے مقام پر نہایت ہے۔

۴۶۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ قَالَ أَذْنُتُ أَبَا

حذوہ عن ابن حنفان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

ذوہرہؓ کو جہنم میں دیکھا تھا کہ اس نے کہا اے امیر

ابو ذرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا میں نے اسے دیکھا کہ میں نے

وَحَدَّثَ كَقَوْلِي يَا أَبَا ذَرٍّ مَا هُوَ وَالْوَحْدَانِ

کا بیان پادریں ایکے ایکے کرتے ہوئے پلید میں نے عرض

قَالَ سَيَعْبَثُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا کہ اپنے ابو ذرؓ رضی اللہ عنہ کو کہیں فرما دیا میں نے کہا کہ تم اللہ

يَقُولُ الْوَحْدَانِ خَيْرٌ مِنْ جَلِيلِ الشُّرُوكِ وَ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

الْمُجَلِّسِينَ وَالْمُتَالِفِينَ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَانِ قَدْ أَفْلَحَ

حضرت ابو ذرؓ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

الْعَزِيزِينَ قَدْ أَفْلَحَ الشُّكُوتُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَانِ

انہی حدیثوں میں سے ہے کہ میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

رَأَى كَذَا الْبَيْتِ عَمِّي

اس حدیث میں سے ہے کہ میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

سَلَّمَ حَفْصَانَ مَا كَيْفَ يَسْمَعُ زَيْدًا يَرْشِدُ ان كَيْفَ

حضرت حنفانؓ کے پاس گئے کہ میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

كَيْفَ نَارِي كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

لَمْ يَكُنْ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَفْصَانَ كَيْفَ كُنْتُ كَيْفَ كُنْتُ

میں نے عرض کیا کہ تم لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتے

بِالْعَصَمَةِ أَفْضَلُ مِنْ رِعْيَا دِيَّةٍ وَبِشَيْئَيْنِ سَكَنُكَ۔  
 و مرتبہ خاموشی کے ساتھ ساتھ برس کی عبادت سے افضل

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ) ہوتا ہے۔ (بہیقی)

لے کیونکہ وہ خاموشی کی حالت میں حقائق الہیہ اور کونینہ کے مصافحہ پر غور و فکر کرتا ہے، یا ذکرِ غنی کے سندر میں لطائفِ قلبیہ کا اس طرح متفوق کردہ تلبہ کہ فائز و مصافحہ الہیہ کا فوراً سے ڈھانپ جاتا ہے۔ یہ عمل اگرچہ معمولی و دیر کے کیے تھا مگر اس عبادت سے افضل ہے جو ظاہر اعضا کے ساتھ ہوا اور اس میں حصہ نہ لیا بلکہ قلب نہ ہوا اور دل یا الہی میں مشغول و مستغرق نہیں رہتا۔ اگرچہ یہ کئی سال ہو۔

٣٦٥٠ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ  
الْحَدِيثَ بِطَوِيلٍ إِلَى أَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَوْصِنِي قَالَ أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ  
أَكْرَمُ رِزْقٍ لَكَ قُلْتُ رِزْقِي قَالَ عَلَيْكَ  
بِحِلَّةِ الْغُرْمَانِ وَدُلِّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ  
يُكْرَهُ لَكَ فِي السَّمَاوِ وَتُذَرُّ لَكَ فِي الْأَرْضِ  
قُلْتُ رِزْقِي قَالَ عَلَيْكَ بِطَوِيلِ الْعَصَبِ  
فَإِنَّهُ مَطْلُودٌ لِكَيْفِي طَلْعِ وَعَوْنُكَ لَكَ عَلَى  
أَمْرِ دِينِكَ قُلْتُ رِزْقِي قَالَ إِيَّالَهُ وَكَثْرَتَهُ  
الْبَيْعُ لَكَ فَإِنَّهُ يُبِيدُ الْقُلُوبَ وَيَهْدِي قُلُوبَ  
بَنِي إِسْرَءِيلَ قُلْتُ رِزْقِي قَالَ قُلِّلِ الْعَقْلَ  
وَأَنْ كَانَ مَعَكَ أَهْلٌ رِزْقِي قَالَ لَا تَتَعَدَّ  
فِي اللَّهِ كَرَمَةً تَذِيرُكَ قُلْتُ رِزْقِي قَالَ  
لِيَجْهَرَ لَكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ  
قَلْبِكَ .

وَدَاةُ الْبَيْهَتِي

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث بیان کی یہاں تک کہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وصیت کیجیے فرمایا میں تجھے اللہ کے دے دے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ تیرے تمام امور کے لیے بہترین ذریعہ ہے، عرض کیا کچھ اس پر اجازت فرمائیے۔ فرمایا تلاوت قرآن اللہ کر الٰہی کرو کیونکہ وہ تیرا ذکر ہوگا آسمان میں اور زمین پر۔ تیرے لیے زمین میں، میں نے عرض کیا اس میں اضافہ فرمائیے۔ فرمایا بھی فتور میں اختیار کرو کیونکہ یہ شیطان کی جھگڑنے والی اور امور دین پر حیرتی سادہ ہوگی۔ عرض کیا کہ میرے لیے اضافہ فرمائیے، فرمایا زیادہ ہنسنے سے بھی کیونکہ وہ دل کو مرنے بنا دیتا ہے۔ اور چہرے کے نور کو مرنے دیتا ہے میں نے عرض کیا، اضافہ فرمائیے، فرمایا: حق بات کو اگرچہ کڑوی ہو میں نے عرض کیا اضافہ فرمائیے۔ فرمایا: اہل خدا میں کسی عفت کرنے والے کی خدمت سے نہ ڈرو۔ میں نے عرض کیا میرے لیے اضافہ فرمائیے فرمایا تمہارے اپنے محبوب اہل گوں کے محبوب دیکھنے سے منع کر دے۔

(وہمیت)

لہذا تمام حدیث میں ذکر نہیں بلکہ اس کا ایک حصہ ہے۔

۷۷ یہاں زیادتی سے مراد وضاحت و تفصیل ہے کیونکہ تقویٰ میں اجمالاً تمام امور کا ذکر آچکا ہے۔



(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

مخلوق نے ان جیسے عمل دیکھے ہوں گے۔

(ذہبی)

۱۷۔ یہ تشبیہ و تمثیل ہے کہ یہ ایسا حکم فرما رہا ہے جس کا اٹھانا انسان کے لیے مشکل نہیں بلکہ آسان ہے جیسا تھوڑا بوجھ اٹھانا دشوار نہیں ہوتا۔

۱۸۔ جس کے ساتھ نادر اعمال کو توڑا جائے گا۔

۱۹۔ اس میں آسانی اس حوالے سے ہے کہ غامضی میں کوئی مشقت نہیں اٹھانا پڑتی بلکہ گفتگو کرنے میں ظاہری و باطنی مشقت ہے۔ اس طرح اچھے اخلاق و عادات کا سامنا ہے کہ ان میں بھی نرمی ہوتی ہے۔ بخلاف سختی، درستی اور جدوجہد میں بڑی جدوجہد اٹھانا پڑتی ہے۔ اس کے بعد ان دونوں صفات کا ثواب اور وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

۲۰۔ کوئی کام اور عمل ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کے پاس سے گزرتے کہ وہ اپنے ایک غلام پر لعنت بھیجتے رہے تھے، تو آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم نے اپنے لوگ دیکھے ہیں جو لعنت بھیجتے ہوئے بھی اور صدیق بھی ہوئے۔ آپ کو کبھی قسم! ہرگز ایسا نہیں حضرت ابو بکر نے اس دن کچھ غلام آزاد کر دیے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اُمّہ ایسا نہیں کروں گا یہ پہلا مادہ بیت المم ہے جس نے شبہ الايمان میں روایت کی ہیں۔

۲۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ يَلْعَنُونَ بَعْضُ رَفِيعٍ قَالَتْ لَيْتَ الْكَلْبَ كَانَ لَعْنَانِينَ وَصِدِّيقٌ يَتِيمٌ كَلَّ وَنَمِيتَ الْكَلْبَةَ فَأَعْتَقَ أَبُو بَكْرٍ يَتِيمًا مَقِيدٌ بَعْضُ رَفِيعٍ ثُمَّ جَاءَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَالَ لَا أَعُوذُ بِكَ الْبَيْهَقِيُّ إِلَّا سَاوِيَتْ الْخَمْسَةَ فِي شُعَيْبِ الْإِسْمَانِ

۲۲۔ اس میں ایک جگہ ہے کہ وہ دونوں صفات جمع ہوں، مقصود اس سے ہے تھا کہ صدقیت اور لعنت کرنا دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں مگر اسے۔ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ لَعْنًا (صدیق کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی پر لعنت کرے) اور اس میں تاکید مذرا ہے ہوئے کہا۔

۲۳۔ اس بار سے میں کہہ کر (صدیق) ہونا اور لعنت کرنا) دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

۲۴۔ سیدنا ابو بکر کو اس پر شرمندگی ہوئی تو آپ نے کچھ غلام آزاد کیے۔

حضرت اسمعیل بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے، ٹھہریے! اس پر

۲۵۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ إِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَتَوَضَّأُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ وَهُوَ يَتَجَبَّدُ لِسَاكَةً كَقَالَ عُمَرُ مَنَ عَقَرَهُ اللَّهُ لَكَ كَقَالَ لَسَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ هَذَا أَوَدَّ فِي السَّمَوَاتِ



(رَدَاةُ مَا لَيْلًا)

حضرت ابو بکر نے فرمایا: اس نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں  
ڈال دیا ہے۔

(راکب)

لے اسم: یہ سیدنا عمرؓ کے آنا و درو غلام تھا یہی ہیں۔ مختصر میں ۱۱۳ سال کی عمر میں سنہ ۳۵ھ اور ایک قول کے مطابق  
سنہ ۳۶ھ کے بعد ان کا وصال ہوا۔

لے اپنے منہ سے زبان کو باہر کیسی نکال رہے تھے۔ مقصود زبردستی ہے۔

۲۶۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِصْحَبُوا نَفْسَكُمْ

فَإِنَّ أَنْفُسَكُمْ أَصْحَابُكُمْ لَكُمْ الْجَنَّةُ أَمْثَلُ قَوْلًا

إِذَا أَحَدٌ لُتِمَ دَاوُدُ قَوْلًا إِذَا دَعَا قَوْلًا دَاوُدُ

إِذَا لُتِمَ مِنْكُمْ دَاوُدُ قَوْلًا مَرُوحَكُمْ وَبَعْضُكُمْ

أَبْصَادُكُمْ وَلَكُمْ أَتَيْدُكُمْ يَكُونُ

(رَدَاةُ مَا لَيْلًا)

حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان

کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم

اپنے نفس کی طرف چھ چیزوں کا بکھے صفات دو میں سے

جنت کی صفات دو میں سے۔ جب بات کرو تو سچ کہو جب

وعدہ کرو پورا کر جب تمنا سے پاس صاف رکھی جائے

لے ادا کرو مگر اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اپنی نگاہوں

کو بچاؤ اور اپنے ہاتھوں کو بچاؤ۔

(احمد بیہقی)

لے فرج: مرد و عورت کے ان مقامات کہتے ہیں جن کا چھپانا لازم ہے۔ یہاں مراد عورت غیبت ہے۔

لے غیر حرم کو دیکھنے سے۔

لے قتل کرنے، گرفت کرنے اور حرام پر ڈالنے سے۔

۲۶۵۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِصْحَبُوا نَفْسَكُمْ

فَإِنَّ أَنْفُسَكُمْ أَصْحَابُكُمْ لَكُمْ الْجَنَّةُ أَمْثَلُ قَوْلًا

إِذَا أَحَدٌ لُتِمَ دَاوُدُ قَوْلًا إِذَا دَعَا قَوْلًا دَاوُدُ

إِذَا لُتِمَ مِنْكُمْ دَاوُدُ قَوْلًا مَرُوحَكُمْ وَبَعْضُكُمْ

أَبْصَادُكُمْ وَلَكُمْ أَتَيْدُكُمْ يَكُونُ

(رَدَاةُ مَا لَيْلًا)

عبد الرحمن بن عمر اور اسما بنت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دو کچھ بھلائی

قرآن تعالیٰ یاد رکھے اور اللہ کے بہترین بندے وہ

ہیں جو بھلائی کرنے والے دوستوں کے درمیان بھلائی ڈالتے

طے اور پاک لوگوں میں حبشہ کا پیش کرنے والے۔

(احمد بیہقی، شب اوایمان)

لے ابن عمرؓ میں پر زبردن سکن تاملوں۔ ثقہ کہا رتا یمن میں سے ہیں۔ اشعر شامی ہیں۔ زمانہ جاہلیت اور  
اسلام دونوں کو پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات میں ہی اسلام لائے مگر زیارت نہ کرائے۔ انہوں نے

لے قدح نے اختصار و اجمال سے کام لیا ہے۔ در تمام وہ منوعات جن کا ارتکاب اتھ کرتے ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ ناظم۔

حضرت ساذن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی اور یہ صحبت اسی وقت شروع ہوئی جب حضرت ساذن میں بحیثیت قاضی تشریف لائے اور ان کے وصال تک قائم رہی۔ امام بخاری کی رائے میں یہ صحابی ہیں لیکن قولِ اول صحیح ہے۔ مک شام میں سب سے بڑے فقیہ سی تھے۔ وہاں اکثر فقہاء اپنی کے شاگرد ہیں۔ متقدمین صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور نہایت جلالِ شان و قدمہ کے مالک ہیں۔

۳۔ امام دہشت یزید یہ انصاری صحابی ہیں۔ بڑی دانشور اور دین کو سمجھنے والی خاتون ہیں۔

۴۔ ان بدوؤں کو بارگاہِ خداوندی میں ایسا خصوصی موقع ہوتا ہے کہ جب ان کے چہرے، افعال و اقوال اور حسن و جمال پر نظر پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے۔ کیونکہ ان پر جہالت اور اصلاحِ نفس کے آثار کا کامل ظہور ہوتا ہے بعض لوگوں نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ان کی ذہانت سے ذکرِ خدا کا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ عالم کے چہرے کو دیکھنا جہالت ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی صالح کے چہرے پر نظر پڑتی ہے تو زیارت کرنے والے کے سینے میں اس طرح فرمایاں سرایت کرتا ہے کہ اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ اَنْتُمْ رَآئِیْ وَجْہَ عَلِیٍّ عِبَادَہُ وَحُضْرَتِیْ کے چہرے کو دیکھنا جہالت ہے، یہ حدیث معنیِ اول کی تصدیق کرنے والی ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ جب سیدنا علیؑ کم اللہ وجہہ گھر سے باہر تشریف لاتے تو جن لوگوں کی نظر آپ کے چہرہ اقدس پر پڑتی تو وہ پکاراٹھتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَشْرَکْتُ حَدَّثَنَا الْفَقْہُ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس زمران کو کتنی بزرگی ملتا ہوئی ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَکْذَبْتُ حَدَّثَنَا الْفَقْہُ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ زمران کتنا ارشہ صلت ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَعْجَبْتُ حَدَّثَنَا الْفَقْہُ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسے کتنا علم موصول ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا اَشْجَعْتُ حَدَّثَنَا الْفَقْہُ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ زمران کتنا جرأت مند ہے۔

یعنی آپ کی زیارت کلمہِ توحید کے ذکر کا باعث بن جاتی تھی۔

ایک حدیثِ مرقومہ (جدید الحق) کو مصلح کے بازار سے قائل نفس سر پہنچے کیے گزر رہا تھا۔ اچانک نظر ایک مرد کے چہرے پر پڑی۔ یہ امتیازِ زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ اَلْحَمْدُ وَ لَہُ اَلْحَمْدُ وَحْدَہُ عَلٰی سُبْحٰنِیْ وَرَاقِیْہِ اَللّٰہُ کے سوا کوئی مالک حقیقی نہیں وہ یکتا لا شریک ہے۔ ایک اسی کا محمد اسی کے لیے (وردہ ہر شئی پر قائم ہے) غالب لگان یہ ہے کہ یہ واقف اس مدبریت کی پہچان کی تصدیق کے لیے تھا۔

۱۵ ایک کی بات دوسرے کے سامنے اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے درمیان شرف و پید ہو۔  
۱۶ عفت، صاف، ہلک، ذکاوت کا معنی ہے۔ یہاں ان کا مجموعہ معلوم ہے یعنی ایسی جماعت جو ان گن ہوں سے پاک اور شرف و برکت، محبوب، خدا کے الزامات کا ذکر کر کے انہیں پریشان کر دے۔

۲۶۵۶ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلَاةَ الظُّلُمِ أَوْ الْعَصْرِ وَكَانَ صَاحِبُكُمَا يَتْلُو قَسَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّوْهُمَا كَمَا وَافَعْنِيَا فِي صَلَاتِهِمَا وَافْتَنِيَا فَيَوْمَئِذٍ أَخَوْنَا لَأَيُّهُمَا يَأْتِي سَوَّلَ اللَّهِ فَتَالِ الْغَيْبُفُ فَلَا كُنَا (رَوَاهُ الْبُيْهَقِيُّ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نماز ظہر یا عصر ادا کی۔ دونوں حالت روزہ میں تھے جب بنی امی سلمیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمائی تو فرمایا اپنا وضو اور نماز ٹوٹاؤ اور روزہ جاری رکھو اور دوسرے دن اس کی قضا کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

لے زادی کا شے ہے۔

۱۷ روزہ افطار کرو بلکہ اسے پورا کرو۔

۱۸ تھرا یہ روزہ فاسد ہو گیا ہے۔ اس کی قضا کرنا تم پر لازم ہے لیکن اس کے بعد جو اس روزہ کو جاری رکھو افطار کرو اور احتیاطاً بطور قضا روزہ رکھو۔  
۱۹ وضو اور نماز ٹوٹاؤ اور روزے کی قضا سے

۲۰ اور غیبت، ناقص وضو اور ناقص روزہ ہے۔ خارجین نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں غیبت کی ذمت خیریت سنت اہل اذان میں بیان کی گئی ہے وہ غیبت، ناقص وضو اور روزہ نہیں۔ امام غزالی نے ایسا معلوم فرمایا حضرت سینائی ثوری ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے غیبت کو ناقص روزہ قرار دیتے ہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ اگر غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو ہم میں کون ہے جس کا روزہ درست ہوگا؟ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت، ناقص وضو نہیں کیونکہ آپ نے انہیں روزہ جاری رکھنے کا حکم فرمایا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر روزہ حقیقتاً فاسد ہو جاتا تو انہیں یہ حکم نہ دیا جاتا اگرچہ معاملہ کی صورت میں ایسا ہے کہ رمضان کے روزہ کے دوران اگر حیض آگئی تو اب روزہ یقیناً فاسد ہو گیا۔ مگر حرمت رمضان کے پیش نظر روزہ افطار نہ کرے، ہر صحت یہ واضح ہوا کہ اس حدیث میں غیبت کی قباحیت و شرافت بیان ہوئی ہے۔ احتیاط و تقویٰ اس میں ہے کہ غیبت کے بعد تہدید وضو کر لی جائے بلکہ عذر دے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے لایسن گفتگو کی، بہت زیادہ باتیں کیں یا نام نہانی ہنسا رہا تو اس کے لیے تہدید وضو مستحب ہے تاکہ اس کی وجہ سے لاحق ہونے والی تاریکی کا ازالہ کیا جاسکے اور روزے دار کو ہر حال میں غیبت سے پرہیز اور احتیاط کرنا ضروری ہے۔

۲۶۵۷ وَ عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ وَ جَابِرِ بْنِ الْأَكْأَلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اللَّهُ مَنَّكَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَاسْلَمَ الْغَيْبَةُ أَنْتَ مِنْ  
 الْإِنْسَانِ كَالْمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَفَيْتَ الْغَيْبَةَ أَكْثَرُ  
 مِنَ الْإِنْسَانِ كَالْإِنْ الرَّحْمَنُ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
 اللَّهُ عَلَيْكَ وَفِي رَدَائِهِ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
 لَمْ دَارَ صَاحِبِ الْغَيْبَةِ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
 يَقُولُ هَذَا صَاحِبُ الْغَيْبَةِ وَفِي رَدَائِهِ أَكْثَرُ فَكُلْ  
 صَاحِبِ الْإِنْسَانِ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
 لَمْ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ

رَدَّوْا الْبَيْهَقِيَّ الْكَافِرَ دِيْنًا الْغُلَّةَ فِي  
 شَعْبِ الْإِسْمَانِ

لے بعض وجوہ کی بنا پر۔

۱۲۔ صحابہ پر یہ بات دشوار گزری۔

۱۳۔ کیونکہ زنا حقدق اللہ میں سے ہے۔

۱۴۔ کیونکہ یہ بندے کا حق ہے۔

۱۵۔ اس کی وجہ سہی نہایت میں ہے یا اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب زنا ظریف الہی میں کاپ اٹھتا ہے اور  
 اللہ کے حضور صاف مانگ لیتا ہے اور صاحب غیبت اس معاملہ کو آسان کہتے ہوئے طوط نہیں رکھتا حتیٰ کہ وہ اسے  
 حلال تصور کر لیتا ہے جو اسے کفر کے گڑھے میں عمادتی ہے۔ (نور بالمکرمین ذلک)

۱۶۔ ۲۶۵۸ وَتَعْنِ أَكْثَرُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَثَامَةِ الْغَيْبَةِ أَنْ  
 كَسْتُمْ لِي بِكُنْ أَعْلَيْتُمْ تَكُونُ لَكُمْ لَمْ أَحْذِرْ  
 كَتَاوَلَكُمْ رَدَّوْا الْبَيْهَقِيَّ فِي الْإِسْمَانِ الْكَبِيرِ  
 وَكَانَ فِي هَذَا الْإِسْمَانِ وَتَعْنِ م

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت کا کفارہ  
 یہ ہے کہ جس کی غیبت کی اس کے لیے بخشش کی دعایوں  
 کی جائے۔ (۱) اللہ تعالیٰ اور اسے بخش دے۔ (بیہقی  
 نے عظمت کبیر میں روایت کر کے کہا کہ اس کی سندیں  
 ضعیف ہے۔)

لے مروت و مسلم طریقہ میں ہے کہ پہلے اپنے لیے معافی مانگی جائے تاکہ انسان طہ پاک ہو اور پھر دوسرے  
 کے لیے دعا کرے تو قبول ہوگی۔ اور غیبت کا کفارہ حقیقتاً یہ ہے کہ اس دوسرے سے معافی مانگی جائے اور اگر یہ ممکن  
 نہ ہو تو مذمت اور استغفار کر جائے اور اس دوسرے کے لیے دعا کرنا بھی کفارہ میں شامل ہے جس پر یہ حدیث  
 دال ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حدیث میں کلمہ میں تبیین ہے۔

# بَابُ الْوَعْدِ ۳۱۷۔ وعدے کا بیان

مراغ میں ہے وعدہ، عہدہ، وعدہ خوش خبری دینا ہے اور یہ خیر و مشر و دونوں میں مستعمل ہیں بشرطیکہ ان میں سے کسی کا ذکر ہو ورنہ خیر کے لیے وعدہ اور شر کے لیے وعید دایاں ہیں، میعاد چائے وعدہ اور وعدہ گاہ کو کہتے ہیں۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

## پہلی فصل

۳۱۷۹ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيتُ امَّاتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالًا مِّنْ بَيْتِ الْفَلَاحِ بْنِ الْحَضَرَةِ رَجُلًا أَتَى بَكْرًا مَّنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ فَيْتَةٌ عِيْدَةً قَتْلِيًّا يَتَنَا مَكَانَ جَابِرٍ كَقَوْلِهِ وَعَدَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَنِي هَكَذَا أَوْ هَكَذَا وَلَمَّا كَبَسْتُ يَدَيْهِ كَذَبَتْ مَوَاقِفَ كَانَ جَابِرٌ مَقَامِي حَقِيْقَةً كَعَدَّ دُخْمًا فَيَا ذَا هِيَ حَقُّ مِائَةِ مَنَ كَانَ خُذْ مِثْلَهَا - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر کے پاس علاء بن حضرف کی طرف سے مال آیا آپ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص کا بھی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرض ہو یا آپ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو ہمارے پاس آئے حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے اتنا اتنا تادریں گے کہ اگر میں نے دو لون پانچ پھلے کے حصے تھے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ مجھے صدیق اکبر نے دو لون پانچ پھلے کے حصے تھے۔ (ابن ماجہ و مسلم)

۱۔ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یومین میں گدرد مقرر فرمایا تھا۔  
۲۔ یعنی کسی کے ساتھ العام و غیرہ کا وعدہ فرمایا ہو۔

۳۔ یہ سیدنا ابوبکر کا ارشاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی وصیّت نہیں تھی۔ میں آپ کا خلیفہ ہوں۔ وہ جگہ یا وہ شخص جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طرہ فرمایا کرتے تھے میں یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اگر کسی کا قرض ہے یا آپ نے کسی کے ساتھ وعدہ فرمایا تھا تو میں اسے پلا کر مل گا اور یہاں عاشر مذکور کا قرض ہے آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عیال اور غریبوں میں پرخرج فرماتے تھے وہ بھی اس باب سے ہے لہذا یہاں بھی اسے اسی طریقہ پر طرح کروں گا۔ اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جابر سے وعدہ فرمایا ہوتا تھا کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو تم مجھے تین چلو بھر کر دوں گے۔

لکھ یعنی تین بار دو فل ہاتھ بھر کر دوں گا۔

۵۰ ہاتھ بھیرا کر اس وعدہ کی تفصیل بیان کی کہ آپ نے اس طرح ہاتھ کھول کر فرمایا تھا۔

۵۱ میری جمالی میں ڈالا۔

۵۲ تاکہ میں آپ پر سے ہر جائیں یعنی روایات میں تین چلو کی تصریح ہے۔

## الفصل الثانی

### دوسری فصل

۱۱۱۰ عَنْ أَبِي جَحْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْمَنَ كَذَّ شَابٍ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَشْبَهُهُ وَآمَرَ لَنَا بِكَلْفَةِ عَشْرَةٍ فَنُكْرِمًا فَكَانَ هَبْنًا لَقِيْنَاهُمَا فَأَتَانَا مَوْتُهُمَا فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَكُنَّا كَأَمْرَأَتَيْنِ كُنَّا قَالِ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ فَلْيَجْعَلْهُ قَعْنَبَتِ الْيَمَةِ فَاتَّخَذُوا مَا مَوَلَانَا بِمَقَامٍ.

(دَوَاۓ السُّمُومِیَّة)

جاری فرمایا۔

(ترجمہ)

۱۱۱۰ ابو جحفہ نے ہم پر پیش کیا پر ہوا ساکن، ان کا نام دہب بن عبد اللہ ہے۔ یہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کم عمر صاحب میں سے ہیں۔ کو درمیں قیام پذیر رہے اور وہاں ایک مردائے نعیر کو دانی اسیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بیت المال کا امیر بنایا اسیدنا علی کے ساتھ ہر مہر کو کہیں شریک ہوئے اور کو ذمہ ہی ان کا چوبتر بھری کو وصال ہوا۔ لکھ سفید رنگ جو نائل مرنے تھا۔

۵۰ آپ کے مبارک بالوں سے ظاہر ہو رہا تھا، یاد رہے کہ آپ کے سرائق اس اور واڑھی مبارک کے بیس سے

ناگہ بال سفید تھے جب کہ اپنے مقام پر آ رہے۔

۵۱ یہ بات انہوں نے اپنی محبت کے ثبوت کے لیے کہی ہے کیونکہ یہ آپ کے وصال کے وقت چھوٹے تھے

اور ابھی بزرگ کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔

شہ قنوس۔ تان پر زبر اور لام پر پیش اس کا معنی جوان آدمی ہے۔  
 ۱۷ یا تام کے معنی خطبہ دینے کے بھی ہو سکتے ہیں۔  
 کہہ کر بے آپ نے تیرا دشمنیاں بیٹھا دیا اور فرمایا تھا۔

۳۶۶۱ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْحَسَمَاءِ  
 كَانَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَعِيَّةٌ كَوَاعِدُهُ  
 أَنْ أُتِيَ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَكَسِيَتْ كَذَ كَرُوتِ  
 بَعْدَ كُلِّ كِتَابٍ أَهْوَى فِي مَكَانِهِ فَكَانَ لَكَ  
 شَقَقْتُ عَلَى أَكَا هُمْ مَأْمُونًا كُلِّ أَنْتَظِرْ لَكَ  
 (رَدِّ اْلأَبْوَدِ اْأَوَدِ)

حضرت عبداللہ بن ابی حسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان  
 کرتے ہیں کہ میں نے ظہور نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عہد و فروخت کی آپ کا کچھ بتایا  
 تھا میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ میں اسٹل جگہ روہ لاتا  
 ہوں پھر میں جوں گیا۔ تین دن کے بعد مجھے شہ یاد آیا پس  
 آپ اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ فرمایا ہم نے مجھ کو شہت  
 میں ٹال دیہ میں یہاں تین روز سے تمہارا انتظار کر رہا  
 ہوں۔ (ابو داؤد)

۱۸ حماد و شکوۃ کے نسخوں میں ماہرین سے پہلے ہے اور اسی طرح معانی کے نسخوں میں ہے شامی  
 نے نشانہ می کرتے ہوئے کہا کہ یہ صاحب معانی سے سمجھا ہے اور مصنف نے ان کی تقلید کر لی ہے حالانکہ  
 بات یہ ہے کہ یہاں ہم سین پر مقدم ہے۔ سب اسرار جہاں میں ایسے ہی ہے۔ عبداللہ بن ابی الحسام عامری صحابی ہیں  
 ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے، مگر میں قیام پذیر رہے۔  
 ۱۹ ماہرین۔ طرید و فروخت کرنا یا اس کا معنی خریدنا ہے۔

۲۰ جیس کے کچھ میں میرے دے جاتا تھے۔  
 ۲۱ جس جگہ آپ تشریف فرما تھے یا یہاں سودا ہوا تھا۔  
 ۲۲ ترمین میں لے کر وہاں پہنچا۔  
 ۲۳ تاکہ وعدہ خلافی نہ ہو کہ ترائے اور مجھے نہ پائے۔

۳۶۶۲ وَكَانَ تَائِيْدُ بْنُ أُمِّ قَهْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ  
 مِنْ بَيْتِهِ أَنْ يَأْتِيَهُ كَلِمَةً يَعْطِ وَيَكْرِهِي حُبْ  
 يَلْمِ بَعْدَ فَلَاحَ اْحْتِ عَلَيْهِ  
 (رَدِّ اْلأَبْوَدِ اْأَوَدِ اْلتَّرْمِذِي)

حضرت تائید بن ارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
 ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی  
 اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور وعدہ پورا کرنے کا نیت  
 ادا نہ ہو مگر پورا نہ کر سکے اور وعدہ پورا نہ کر سکے تو ایسی  
 صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (ابو داؤد، ترمذی)

۱۹ تقریب میں ہے کہ لغو وہی، بمعنی کے نزدیک لغو میں قیام پذیر رہے۔

لے وعدہ کے وقت یا وعدہ کی جگہ۔

۱۵۰ بیان سے معلوم ہوا کہ وعدہ کے وفا کی نیت تھی مگر پورا نہ کیا تو اب گنہ نہیں۔ بشرط اس میں نے کہا ہے کہ بغیر کسی رکاوٹ کے غلات وعدہ کرنا حرام ہے اور اس حدیث میں مراد بھی یہی ہے۔ علامہ گنجی سمجھتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے ایسا وعدہ کیا جو اسلام میں مشہور تھا۔ اسے پورا کرنا چاہیے۔ رہا یہ معاملہ کہ ایسا کئے بعد واجب ہے یا مستحب، اس بارے میں اختلاف ہے۔ جوہر علیہ السلام ابو حنیفہ، امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ مستحب ہے اور عدم وفا کو روکے لیکن گنہ نہیں۔ ایک جماعت کا موقف ہے کہ واجب ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اسی جماعت میں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود وعدہ کرنے وقت انشاء اللہ کے کلمات کہتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں یہی منقول ہے کہ آپ کلمہ صلی کہتے تھے۔ باقی زبان سے وعدہ اور دل میں پورے ذکر کرنے کی نیت بالاتفاق اتفاق کی علامات میں سے ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ اتفاق کی علامت اس وقت ہے جب وعدہ اس نیت سے کیا جائے کہ اسے پورا نہیں کروں گا۔

۲۶۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَعَانِي  
أَبِي بَكْرٍ يَوْمَآ دَسَّوْا إِلَهِي مَتَى اللَّهُ عَلَيْكَ وَ سَلَّمَ  
قَاعِي فِي بَيْتِنَا كَقَالَتْ هَاتَا لَ أُعْطِيكَ فَقَالَ  
لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا  
أَدْرِي أَنْ تُعْطِيَهُ كَقَالَتْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَهُ  
سَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا لَئِنْ لَمْ تُعْطِيَهُ خَيْرٌ لَكُمْ لَوْ جَبْتُمْ  
عَلَيْكُمْ كَذِبًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ  
فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک دن میری والدہ نے بلایا اس وقت آتا دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے والدہ نے آواز دی کہ آؤ میں تجھے کچھ دوں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تم انہیں کیا دینا چاہتی ہو؟ عرض کیا میں نے اسے مجھوڑیں دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا اگلا رہو اگر تم اسے کچھ دیتیں تو تم پر جہنم کھاجاتا۔ (ابو داؤد، بیہقی، شعب الایمان)

۱۵۱ یہ خبر جس بن جبرئیل کی اولاد میں سے ہے، نسب یوں ہے عبداللہ بن عاصم بن کریز بن حبیب بن جبرئیل بن جندناف۔

۱۵۲ تطبیہ۔ یا اس کن سیدہ واحدہ عا طبرہ اس کا اصل تعلیم ہے یعنی تو اسے کیا دینا چاہتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکس فرمایا کہ شاید یہ اس طرح کر رہی ہے جس طرح خواتین بچے کو بھلانے کے لیے بھانڈا لاتے ہوئے جبرٹ سے کام لیتی ہیں یا آپ نے بعد از اس ضمن و سوال پوچھا کہ تو کیا دے گی۔ بتکلف یا بے تکلف۔ اس قانون نے عمل کیا۔

۱۵۳ کذبہ کاف پر ذہبہ فال کے نیچے ذہبہ کاف کے نیچے ذہبہ اور فال اس کن، پاکات پر ذہبہ، فالہا کن تینوں طریقے درست ہیں۔ یعنی اگر تو اسے مجھوڑ دیتی جس کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ اور اس طاقتوں کا ابتدائی قیل مطلق تھا



عمومی ہوتا ہے کہ اس نے بھی حبِ مادت چنے کو تسلی دینے کے لیے دیگر عورتوں کا طرح ہی کیا تھا جو نیکو اپنے اس سے پوچھ لیا اس لیے اس نے ٹھٹھا کھجور کا ذکر کر دیا یہ محض عذر تھا جو اس نے آپ کے سوال کے بعد عرض کیا تھا۔

الفصل الثالث

## تیسری فصل

۳۶۴ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ مَنْ وَكَعْدًا رَجُلًا فَكَلِمَ  
يَأْتِي أَحَدَهُمَا إِلَى وَكْتِ الصَّلَاةِ وَذَهَبَ  
الْأُخْرَى جَاءَ لِيُصَلِّيَ فَلَا رَاحَةَ عَلَيْهِ -  
(رواهُ زَيْدُ بْنُ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی سے وعدہ کرے پھر ان دونوں سے ایک غار کے وقت تک نہ اچھے اور نہ بُرے والا غار کے لیے چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

و مزیع

نہ جڑ پٹے آیا تھا وہ نماز ادا کرنے کے لیے چلا گیا۔

تھ صومست یوں ہے کہ دو آدمیوں نے آپس میں جھگڑا کر فتنوں جگہ اکٹھے ہوں گے ان میں سے ایک پہلے آگیا اس نے انتظار کیا دوسرا نہیں آیا۔ حتیٰ کہ نماز کا وقت آگیا۔ پہلا شخص اگر نماز کے لیے چلا جاتا ہے تو یہ دعوت دعوہ اور وہی اس پر کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ نماز کے لیے عند جمع ہے، ہاں اگر نماز کے وقت سے پہلے چلا گیا تو یہ خلاف دعوہ ہوگا۔ اگر کوئی اور ضروری معاملہ پیش آگیا تو عند دیگر ہوگا اور کوئی مانع نہیں صرف نماز ہے تو نماز بھی عند ہے۔

بَابُ الْمِزَاجِ  
۳۸. خوش طبعی کا بیان

۳۱۸ خوش طبعی کا بیان

مزاجِ مہم کے نیچے زیر۔ دل خوش کرنا یا سیم پر پیش کے ساتھ غرضِ دلا کے معنی میں ہے مزاج میں اس کا معنی خالق کیا ہے اور قاسم کس میں ہے المزاج الدعابہ مال پر پیش یعنی کھل ہے۔

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

## پہلی فصل

۴۶۶۵ عَنْ أَبِي قَالٍ إِنْ كَانَ الْيَهُودِيُّ صَلَّى  
إِلَهُكَ عَتِيدَ وَسْطَ لَيْلَا طَنَا حَتَّى يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے کھانے کی چیزیں

صَغِيرًا يَا أَبَا عَمِيٍّ مَا كَعَلَ الْغَيْرُ يَلْعَبُ بِهِ  
 کَمَات۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لے میں ہمارے گھروں سے آپ نہایت زیادہ شفقت فرماتے یا میرے کارِ جمع صحابہ میں کہ آپ تمام صحابہ سے  
 گھل کر رہتے۔

لے بطور مزاح فرمایا۔

لے حضرت انس کے چھٹے بھائی کے پاس ایک چڑیا ہوا کرتی تھی جس سے وہ کھیلتے تھے۔ اس کے مرنے  
 کے بعد جب بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ بطور مزاح ان پر شفقت فرماتے ہوئے پرچتے  
 لے ابو عبیدہ تیری چڑیا کا کیا بنا؟ رعایت سمجھ کر تے ہوئے آپ نے ان کی کنیت رکھی۔  
 لے یہ حدیث دلالت کر رہی ہے کہ بچوں کا جڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے بشرطیکہ انہیں اذیت نہ دیں۔

## الفصل الثاني

## دوسری فصل

۴۶۶۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 اللَّهُ سَمِيٌّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكَ تَدَايَعْنَا كَالْ  
 إِيَّكَ كَأَقُولِ الْأَحْمَقِ۔

(دَوَاكَا التَّيْمِيَّةِ)

لے دعا بہ والہ پریشی۔ مزاح کے معنی میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کی تالیف قلب اور طبع میں  
 خود کا نگہ پیدا کرنے کے لیے ان سے مزاح فرماتے، صحابہ نے آپ کے مقام رفیع اور عظمت شان کے پیش نظر  
 اس بات کو بید محسوس کیا۔

لے میرے مزاح میں کئی بات غلط واقع نہیں ہوتی، اگرچہ بظاہر وہ غلط واقع محسوس ہوتی ہے اور نفہم  
 کلام اور اس کی حقیقت تک رسائی نہ پانے والا شخص اسے غلط واقع ہی تصور کرے گا مگر بات ہرگز ایسے نہیں ہیں جو بات  
 بھی کتہا حق اور واقع کے مطابق ہوتی ہے۔

اس سے مزاح کے جواز اور عدم جواز کا ضابطہ سامنے آئے کہ مزاح وہی جائز ہے جس میں جو طعنه ہو اور  
 اس پر مدامت و ہمیشگی بھی نہ ہو کیونکہ یہ عمل آدمی کے جلالِ ہیبت اور اس کے وقار کو ختم کر دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزاح مبارک بھی مذکورہ ضابطہ کے تحت تھا۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

۴۶۶۲ وَكَفَى آتٍ وَجَدًا اسْتَحْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

اللَّهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ حَامِلًا عَلَى كَلْبٍ  
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
 ایک آدمی نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

سورۃ کا سوال کیا، فرمایا ہم مجھے اونٹنی کہنے پر سوار کریں گے اس نے عرض کیا میں اونٹنی کا بچہ کیوں کہ فرمایا اونٹنی کا اونٹ ہی بنتی ہے (ترغی، ابو داؤد)

ثُمَّ أَفْتَحَ فَقَالَ مَا أَشْتَرُ مِنْكَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَبْدُلُ إِلَيَّ الْإِذْنَ الْفَتْحُ - (رواه الترمذی و ابوداؤد)

لے ہم مجھے اونٹنی کا بچہ دیں گے تاکہ تو اس پر سوار ہو چوکو عرف میں اونٹنی کے بچے کا اونٹ نہیں کہتے اس لیے اس نے محسوس کیا کہ شاید مجھے چھوٹا بچہ ملے گا اور اس کے عرف میں اونٹ کہا جاتا تھا اور ولدِ ناقہ جو قابلِ سواری نہ رہتا تھے یعنی ہارونٹ، اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں تعجب اور حیرت کی ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا يَا ذَا الْإِذْنُ حَتَّى - انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے دوکانوں والے

(رواد، ابو داؤد، ترمذی) (رواد، ابو داؤد، ترمذی) لے ہر آدمی کے دوکان ہوتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نامہ از میں یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ان میں میں محسوس ہوا کہ شاید دوسرے لوگ کان نہیں رکھتے۔ اس میں مزاح، حسن، ماضیت، خوشی کا اظہار ہے۔ لیکن شاید میں نے کہا کہ اس سے آپ کی مراد حضرت انس کے سامع، حفظ، ترجمہ کی تعریف و مدح کرنا ہے یا ان کو اس پر تنبیہ ہے یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ دوکان عطا فرمائے اسے اسی طرح کرنا چاہیے۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِيُمْرَأَةٌ عَجُوزٌ بِرَأْسٍ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوزٌ كَقَانَتْ وَمَا لَهَا مِنْ تَقَرُّ الْفَرَّانِ فَقَالَ لَهَا أَمَا تَقَرُّ شَيْئًا الْفَرَّانِ ابْنُ لَاحِ الْفَرَّانِ الرَّقَاءُ فَجَعَلَتْهُمْ أَبْجَاءَ - انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بوڑھی خاتون سے فرمایا کوئی بڑیا جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ اس نے عرض کیا یہ کیوں حالانکہ وہ قرآن پڑھتی ہیں۔ فرمایا کیا تم۔ قرآن میں یہ نہیں پڑھتیں ہم ان مردوں کو پیدا کریں گے دوبارہ تو انہیں کناریاں بنا دیں گے۔

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِيُمْرَأَةٌ عَجُوزٌ بِرَأْسٍ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوزٌ كَقَانَتْ وَمَا لَهَا مِنْ تَقَرُّ الْفَرَّانِ ابْنُ لَاحِ الْفَرَّانِ الرَّقَاءُ فَجَعَلَتْهُمْ أَبْجَاءَ - (رواد، ابو داؤد، ترمذی) (رواد، ابو داؤد، ترمذی) لے اس خاتون نے آپ سے جنت کی دعا کا عرض کیا تھا آپ نے اسے بطور مزاح فرمایا۔

لے اس نے بطور صریح و صریح عرض کیا۔

لے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تمام بوڑھی خاتونیں کو جہان عطا فرما دے اور وہ اب جنت میں داخلہ کے وقت جہاں پہنچیں گی۔ لہذا آپ کا ارشاد کہ کوئی بڑیا جنت میں نہیں جائے گی درست ہوا۔

لے وہ الفاظ میں جب آپ نے فرمایا کہ کوئی بڑیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ خاتون روتے ہوئے واپس لوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اس عورت کو بلا کہ اطلاع و خوش خبری دو کہ اس حالت میں تم جنت میں نہیں جاؤ گی کیونکہ قرآن میری ہے کہ میں دوبارہ زندہ کریں گے اور انہیں کناریاں بنا دیں گے۔

انہی سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص جس کا نام ناسر بن حرام تھا وہ گاؤں سے قطور علیہ السلام کے چلے گئے تھا کھائے جب وہ واپس جانے لگے تو انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سامانِ نعمت سے فرمائے اور فرمایا کہ نہا ہر مارا دیات ہے اور ہم اس کے شہر ہی میں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے اور وہ خوبصورت تھے، ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو نہا ہر اپنا سامان بیچ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں پیچھے سے گود میں لے لیا حالانکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا بولے کہ ہاں مجھے چھوڑ دو، انہوں نے مڑ کر دیکھا تو نبی اکرم کو پہچان لیا تو انہوں نے مرقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا پہچاننے کے بعد اپنی پشت آپ کے سینہ اقدس سے بار بار مس کرنے لگے، آپ نے فرمایا اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم مجھے آپ کھوٹا پائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کے ہاں تو کھٹے نہیں ہو۔ (شرح السنۃ)

۴۶۰ وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَاءِ دِيرَ كَانَ إِسْمُهُ زَاهِرٌ بَنِي حَرَامٍ وَكَانَ يُفِيدُ بِلَيْعَتِهِ صَاحِبَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَاءِ دِيرَ كَيْفَ جَعَلَهُ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَاكَ أَنْ يَخُذَ بِرِ كَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَاكَ إِذَا هُوَ رَأَى بَاءً وَيَكُنَا وَتَعْنُ حَاضِرًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْبِدُهُ وَكَانَ دِيمَةً قَاتِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ يَبْعُهُ مَسَاعَةً فَأَخْتَصَصَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يَبْعُهُ؟ وَقَالَ الرَّبِيعِيُّ مِنْ هَذَا إِذَا لَمَسَتْ كَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَجَعَلَ لَا يَأْتِي لَوْ أَنَّ الْمَوْتَ ظَهَرَ؟ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهُ وَكَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ كَقَالَ يَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ إِذَا أَدَاكَ اللَّهُ يُعَدُّ فِي كَابِدَا كَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ جَعَلَهُ اللَّهُ لَسْتُ بِمُحْسِنٍ.

(دَوَا فِي مَكْرُوحِ الشَّيْءِ)

لے ما اور رائے ساتھ۔

لے بگڑیاں اکبرے اور بڑیاں دینرو۔

لے شاکر لے اند نقدی دینرو۔ جہاز۔ فتح اور کمرہ کے ساتھ ہے اس سے مراد وہ سامان ہوتا ہے جو ضرورت اور عروہ کے وقت تیار کیا جاتا ہے۔

لے ہمارے لیے دیات کی امید لانا ہے۔ یعنی نعموں میں باریا نہا کے بغیر یعنی وہ دیات میں عقیقہ ہے بخلاف عقیقہ ہے جیسا کہ خرچ شامل میں ہے۔

لے اس کی وہ ضروریات جو شہر سے دی جا سکتی ہیں ہم ان کو فراہم کرتے ہیں۔

لے ظاہری حسن کے لحاظ سے وہ خوبصورت تھے۔ دیم کا معنی بدصورت ہے۔

لے ہزار تشریف لائے۔

لے حسب دستور بات کہی۔ وردہ آپ کی مبارک خوشبو کے دھبے سے پہچان چکے تھے، شاہ ابراہیم نے اس

مقام پر لایا ہے۔ امداد پس یازمی چشم پر شید کسرا  
برے پیچھے اگر میری آنکھوں کو ڈھانپ دینے والے اپنے مقدس و طہیروں اور خشنودار ہاتھوں کو کھولو  
تم کرن ہو۔  
اسے بطور مزاح لایا۔

۳۶۷۱ وَ عَنْ عَوْنِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ  
أَكْبَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
غَزَاةٍ يَقُولُ وَهُوَ فِي قَبْرِ قَوْمٍ أَدْمُ كَسَلْتُ  
كُمَا عَلَى كَفَّالٍ إِذْ حُلَّ أَطْلُي يَا رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ كَلْتُكَ فَكَأَخَذْتُكَ قَالَ عَنْ خَمَانٍ بَيْنَ  
أَفَى الْعَاتِكَةِ إِذَا مَا كَانَ إِذْ حُلَّ مُجْلَى مِنْ صِغَرِ  
الْعَبَّةِ -

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عرف بن مالک اشجعیؓ نے  
بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
خدمت، اقداس میں غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہوا۔ آپ  
چڑے کے غیبے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام  
عرض کیا آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا اندھا جاؤ میں  
نے عرض کیا یا رسول اللہ میں سارا آجافاں، فرمایا ماسے  
کا سارا آجافاں میں حاضر ہو گیا۔ عثمان بن ماضی کہتے ہیں  
کہ انہوں نے غم کے چھڑا ہونے کی وجہ سے کہا تھا کہ  
میں سارا آجافاں (جاہل و ابلہ)

اسلہ یہ معانی ہیں۔ غزوہ تبوک میں اللہ شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھلاؤں میں  
قیام پذیر ہوئے وہیں تہتر ہجری کو وصال ہوا۔

اسلہ آپ نے غیبے کے اندر آئے کو کہا اور طیر بنا بیت چھوٹا تھا۔

اسلہ بطور مزاح عرض کیا کہ تمام بدن صیت داخل ہو جاؤں۔

اسلہ لفظ لکھ۔ لکھ۔ ان کو مرنوع و منصب دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

اسلہ یہ اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے اکی یا رسول اللہ! کے الفاظ حضرت

اسلہ حکیم الامت مفتی احمد راناں فرمائی کہتے ہیں۔

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر جائے دعوت تہمت کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کی تہمت سارا جہاں نہیں ہو سکتی۔ میرے  
مذہب میں ایک صاحب نے بازار میں جوئی چیز دیکھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حدیث لے آئے تھے  
جب چیز کا نام تہمت مانگتا تو اسے بھی حضور کے پاس لے آئے وہی حدیث لے آئے تو حضور کے پاس لائے چیز میں نے  
مازہ کی تھی اس کی تہمت حضور اسے دے دیں۔ یہ تھا کہ اگر وہ ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہمت نہ کرنا کہ تم نے  
مذہب جو کہ بدعت دی تھی عرض کرتے حضور میرے پاس اس کی تہمت کہاں سے آئی؟ حضور تہمت امان فرماتے مگر ان کے کچھ  
دیکھتے۔ (مرقات)

عمر نے بطور ذراغ اور غرض طبعی سے کہے تھے۔

۱۷۔ اصل کا لفظ حضرت عمرؓ کے کلام میں نہیں ہے۔ لیکن مراد وہ ہے۔ یہ واضح کتب کے لفظ کلی و ملک دونوں مرفوع ہیں۔

حضرت عثمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آنے کا اہانت طلب کی تو انہوں نے سیدہ عاتکہؓ کی بلند آواز سنی۔ اندر آکر انہیں پکارتا کہ طہا بچہ ماریں۔ اور کہا کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آواز بلند کرتی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو سننے فرمایا ابو بکرؓ نے اسے حالت میں واپس لوٹ گئے۔ جب ابو بکرؓ واپس ہو گئے تو حضورؐ نے فرمایا بتاؤ مجھے کیسا پایا میں نے تجھے اس شخص سے پہچا یا ہے۔ سیدہ عاتکہؓ کہتی ہیں کہ چہند دنوں تک حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے آئے اور اجازت چاہی تو ان دونوں کو آپس میں حالت مسخ و محبت میں دیکھا تو کہنے لگے کہ مجھے اپنی مسخ میں متشائل کر رہے کہ جو کچھ میں مجھے شالیش تھا۔ تمہارا کہ مسی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے آپ کو شال کر لیا۔ ہم نے آپ کو شال کر لیا۔

(ابوداؤد)

۲۶۷۲ وَ عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ اشْتَدَّ أَبُو بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَهُ صَوْتًا عَازِئَةً عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَادَّ كَهَا لِيَنْظُرَ هَا وَكَانَ لَا أَمَّ إِلَيْهِ تَوَلَّيْنِ صَوْتِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَيَّرُهُ وَكَهَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغَضَّبًا فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنِينَ كَهَرَجَ أَبُو بَكْرٍ كَيْفَ دَأَيْتَنِي أَنْتَ ذَلِكَ مِنَ الرَّجُلِ كَأَنَّكَ كَيْفَ كَيْفَ أَبُو بَكْرٍ أَتَى مَا نَدَّ اسْتَمَادَنَ فَوَجَدَ هُمَا كَيْدَ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَمَّا أَدْخَلْتَنِي فِي سَيْبِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَا فِي فِي عَوْرِي كَمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْتُمَا قَدْ فَعَلْتُمَا . (نَدَا أَبُو بَكْرٍ أَدَا)

۱۸۔ حضرت کے بعد انصار کے ہاں جو پہچہ پیدا ہوا وہ یہی صحابی تھے۔

۱۹۔ یعنی مجھے ایسے کام کرنے چاہیے جس کی وجہ سے تجھے آپ کے سامنے آواز بلند کرنی پڑے۔ بعینہ شارحین نے لکھا ہے کہ لفظ لاؤک اشبت ہے منفی نہیں اور لفظ اشباح کی وجہ سے آیا ہے تو اب معنی ہو گا کہ کیا وجہ نہیں تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بلند آواز پارہا ہوں۔ یعنی کیوں تو ایسا کام کرتی ہے جو تجھے نہیں کرنا چاہیے۔

۲۰۔ مجزوما، جہم اور زاب اس کا معنی باز رکھنا ہے۔

۲۱۔ غضب، غادر پر زبرد غصہ میں آنا یعنی سیدنا ابو بکرؓ ان کی بلند آوازی کی وجہ سے ناراض ہو گئے۔

۲۲۔ اس سے مراد ابو بکرؓ ہیں۔

۲۳۔ اس سے چتر چٹا ہے کہ عثمان بن بشیرؓ نے یہ روایت حضرت عاتکہؓ سے بیان کی ہے۔

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آنحضرت عائشہ سے ملاشکی کی وجہ سے یا انہیں حضور  
حیدر علیہ السلام کی بارگاہ میں جو شرمندگی لاحق ہوئی تھی۔

شہدہ تاکہ میں تمہارے ساتھ شریک ہو کر صلح کے مناظر دیکھ سکوں۔

۱۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ پر شفقت فرمائی۔ اس پر ابو بکر صدیق نے بطور اظہار تشکر  
اور غرضی و سرور یہ بات کہی۔

نہ اسے ابو بکر جو کچھ کہنے کہا ہم نے کر لیا اور ہم تجھے اپنی صلح میں کیوں شریک نہ کریں۔ آپ تو ہماری ہر جگہ ہر  
مسئلہ میں شریک بلکہ محرم ہیں۔ اور غالباً مزاح اس جملہ میں ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے  
کیسا دیکھا کہ میں نے مجھے ابو بکر سے بچا یا یہی وجہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ تیرے والد کے گویا آپ نے  
بطور مزاح اور ان کی غرضش دلی کے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو بکر کے درمیان بعد محسوس کروایا۔ یا یہ وجہ بھی  
ہو سکتی ہے کہ والد کا لفظ بظاہر مارنے کے مافیہ ہے۔ بعض شارحین نے لفظ ”رجل“ کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ  
حضرت عائشہ سیدنا ابو بکر کو تائید ہی پیاری تھیں۔ مگر انڈیا اور اس کے رسول کی رضا کیسے انہیں بھی مارنے پر  
تیار ہو گئے گویا یہ آپ کا عمل نہایت ہی مراد انگلی اور زیر کی پروا لات کر رہا تھا اس لیے لفظ رجل ذکر کیا گیا۔

۱۲۔ ۳۶۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُتَابَعُ أَحَدًا وَلَا يُتَابَعُ لَهُ  
وَلَا يُعَدُّ مُتَوَعِّدًا كَمَا تَحْلِفُ ۖ  
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے  
بھائی سے نہ جھگڑو نہ اس کا مزاح لیاؤ اور نہ اس سے  
کوئی ایسا وعدہ کرو جس کا تم خلاف کرو۔

۱۳۔ ۳۶۴ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَانَ هَذَا أَحَدًا  
لَهُ اِيَّا مَزَاحٍ ذَكَرَ جَسَّاسٌ عَنْ اَبِيهِ  
سَلَّمَ وَعَدَهُ بِمَا كَرِهَ اِيَّا اس سے تعین ہو۔

۱۴۔ ۳۶۵ وَعَدَهُ بِمَا كَرِهَ اِيَّا اس سے وعدہ ہی ذکر یعنی وعدہ کی راہ اس طرح بند کر دے کہ کبھی وعدہ خلافی

نہ ہو۔

بَابُ الْمَفَاخِرَةِ وَالْعَصِيَّةِ

۳۱۹۔ فخر اور تعصب کا بیان

مرح میں ہے خود غور کا معنی بڑھائی کے میں باب نصر یعنی ہے۔ قفا غور دو گروہوں کا آپس میں جڑائی کا اظہار کرنا، غور کرنے والے کو غیر کہتے ہیں، تغیر، بزرگی ظاہر کرنا، متغیر، حکم، معافیت۔ غور میں برابری کرنا۔ تغیر ایک دوسرے کو غور میں بڑھانا، اگر غور و معافیت حق میں پہنچنے کے لیے ہر اس میں کوئی دینی مصلحت ہو یا اس میں دین کے دشمنوں پر غلبہ کا اظہار مقصود ہو تو جائز ہے اور یہ عمل صحابہ کرام اور اسلاف سے منقول ہے۔ اگر یہ خود غور و رافق ہو اور بطور زبردستی ہو تو یہ مذموم ہے۔ عرف میں اس کا استعمال اسی معنی میں ہے۔ عصبیت، عصبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کی حمایت میں تعصب سے کام لے عصبی قوم اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس کے لیے قوم تعصب برتے (کذا فی الفاہوس)۔ صراح میں ہے باپ کی جانب سے فریاد اظہار اور بیٹوں کو عصبہ کہا جاتا ہے۔ تعصب کا معنی تشدید اور سختی کو کہتے اس سے عصب یعنی ٹپٹے ہے۔ کیونکہ اس سے جڑوں میں سختی اور شدت پیدا ہوتی ہے۔ آری بھی اپنی قوم کے دوسرے قوت و شدت حاصل کرتا ہے۔ متعصب اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنی قوم کے لیے تعصب سے کام لے اور اپنے مذہب کے غلبہ کے لیے قوت کے ساتھ جدال و لڑائی کرے۔ اس دوسرے اس کی گردن کے ٹپٹے پھول جاتے ہیں۔ اگر تعصب برائے حق ہو اور اس میں ظلم نہ ہو تو مستحسن ہے اور اگر بطریق باطل ہو اور ظلم ہو تو یہ مذموم ہے۔ اکثر طور پر اس کا اطلاق رافق پر ہی ہوتا ہے جیسا کہ آئندہ احادیث سے واضح ہو جائے گا۔

الفصل الأول

## پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا سب سے زیادہ غفوری رکھنے والا ہے۔ عرض کیا ہم نے اس کے متعلق سوال نہیں کیا؟ فرمایا لوگوں میں بڑے خوف والے اللہ کے نبی پرست ہیں وہ اللہ کے نبی کے بیٹے اور ان کے والد اللہ کے نبی خلیل اللہ علیہ السلام

٣٦٤ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَى النَّاسِ الْكُرْمُ  
 فَقَالَ الْكُرْمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَفْقَهُمْ قَالَ الْوَالِيسُ  
 عَنْ هَذَا نَسَأُ لَكَ قَالَ قَالَ كُرْمُ النَّاسِ  
 يُوسَعُ نَبِيَّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ  
 ابْنُ خَلِيلِ اللَّهِ قَالَُوا كَيْسَى عَنْ هَذَا نَسَأُ لَكَ  
 قَالَ كَسَنَ مَعَادِنِ الْعَرَبِ نَسَأُ لَكَ قَالَُوا



نَعَمْ قَالَ فَخَيَّرْنَا وَكُنَّا فِي الْخِيَارِ هَلْ يَخَيَّرُ خِيَارًا وَكُنَّا  
فِي الْإِسْلَامِ مِرَاذًا لَكُمْ هُوَا -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
کے بیٹے، عرض کیا ہم اس کے تعلق میں پوچھنے۔ (رایا):  
کیا تم مجھے عرب قبائل کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟  
عرض کیا ہاں زیادہ تم میں سے جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے  
وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ جبکہ وہ احکام دین سے آگاہ  
ہوں۔ (بخاری و مسلم)

اسلام میں ہے کہ کرم جو اس مروتی اور عزیز ہونے کا معنی دیتا ہے۔ کرم کی ضد لوم ہے۔ شامین نے بیان  
کیا ہے کہ جب کوئی شخص صفت کرم کے ساتھ متصف ہوتا ہے تو گویا وہ تمام صفات حمیدہ کے ساتھ متصف  
ہے۔

۱۱۔ اگر ذات کے اعتبار سے کرم کا سوال ہے تو اس کی بنیاد تقویٰ ہے۔ نام و نسب اور دیگر ذاتی فضائل اس  
کے لیے نہیں۔  
۱۲۔ اگر تم نے کرم باعتبار حسب و نسب پوچھا ہے تو اس معنی کے اعتبار سے حضرت یوسف علیہ السلام  
افضل ہیں۔

۱۳۔ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور ان کے آباؤ میں یحییٰ بن پطیر و حضرت یعقوب، حضرت اسحاق اور حضرت ابراہیم علیہم  
السلام ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد اجداد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا لقب خلیل اللہ ہے۔ اپنی انہی  
اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی دوست قرار دے اور یہ نبی سے بھی افضل و درجہ ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام میں بزرگی  
و عزت حسب و نسب۔ علم و جمال و عفو و کرم، اخلاق و عدل، دنیا و آخرت کی پادشاہی، نبوت و کرامت گویا کرم کی تمام  
انواع جمع ہیں لہذا اس وجہ سے ان کا کرم کے ساتھ متصف ہونا زیادہ لائق ہے۔  
۱۴۔ تاکہ اپنی نامانی فضائل و فضائل اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتے ہوئے اپنی عظمت کا اظہار کریں اور  
اپنی صفات کی بنا پر دوسروں پر فوقیت رکھنا چاہتے ہو۔

۱۵۔ جو تم میں سے دور جاہلیت میں بزرگ تھے وہ اسلام میں بھی بزرگ ہوں گے مگر اس کی شرط ہے۔  
۱۶۔ فقہاء، تاف پر پیشی یا اس کے نیچے درجہ ہے۔ یعنی ان کی ذات میں ایسی صفات و جمالیات ہیں کہ وجہ سے  
وہ دور جاہلیت میں ممتاز تھے۔ دوسرا اسلام میں تو ان کے جہر میں نکھار پیدا ہوا۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ دور جاہلیت میں

اسے عالمی قدرتی اس حدیث کے تحت کہتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام حسب و نسب میں افضل ہیں۔ اسی طرح صحابہ میں حضرت ابو بکر صدیق حبشی اخوت میں ہیں کہ  
صدیق میں نبی اخوت میں ہیں کہ آپ کی پار پشتوں میں صحابیت ہے۔ عموماً ہاں باپ صحابی اولاد صحابی ہوتے صحابی نو اسے  
صحابی اور باپ کی خصوصیت ہے۔  
(مراۃ، جلد ۵ ص ۵)



۱۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر پر سوار ہو کر کافروں پر حملہ آور ہوئے۔  
 ۲۔ یہ بات آپ کے بے مثال شجاعت اور بہادری پر شاہد ہے کیونکہ اس موقع پر تمام عرب ہرآن غطفان اور دیگر تمام قبائل جمع ہو کر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کے لشکر پر شکست کے آثار تھے تو آپ نے تنہا حملہ فرمایا جب وہ پیچھے ہٹے تو آپ پیادہ ہو گئے اور دشمنوں پر وار کر کے ان کو شکست دے دی۔  
 ۳۔ یعنی آپ بطور رجز پڑھ رہے تھے۔  
 ۴۔ جہادری، شجاعت اور عظمت میں ممتاز اور شہسوار ہیں۔

۵۔ مصنف نے بعض محدثین کی اتباع کرتے ہوئے یہ حدیث باب مغفرت میں ذکر کر دی ہے۔  
 امام تورپشتی فرماتے ہیں کہ محدثین کا اس حدیث کو باب مغفرت میں ذکر کرنا درست نہیں اور آپ کے مذکورہ ارشاد و گرامی کو مغفرت پر محمول کرنا خطا ہے کیونکہ آپ کی ذات اقدس کس نعر کرنے سے برہنہ ہے۔ آپ کا ارشاد ہے  
 "أَسْبَغْتُ دُمُؤُنَا فِي خُرُوشِ تَمَامِ أَوْلَادِ أَدَمَ كَمَا سَرَّارِ بَنِي مَكْرُوفٍ نَبِيٍّ أَدْرَأَ بَنِي كُوفَانٍ لَوْ كَانَتْ أَعْدَادُ أَجْدَادِ بَنِي نُوَافِرٍ مَشْرِفًا بِأَسْبَغَتْ لَهَذَا أَيْ يَوْمَ كَيْسَ كَسْتُمْ هِيَ - درست یہ ہے کہ یہ بات آپ نے اپنے قاتل کے طور پر فرمائی اور اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ بعض اہل کتاب اور کافروں نے لوگوں کو آپ کی تشریف آوری سے قبل اطلاع دی تھی اور علامات بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ذات اولاد عبدالمطلب میں سے ہوگی پس آپ نے انہیں مطلع فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا اولاد میں سے ہوں اور میرا ظہور ہو چکا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت وہ شخص ہے جو بطور ربا، رسم جاہلیت اور بطور تعصب ہو جن کو مغفرت اللہ تعالیٰ کی نعمت و فضل کے اظہار اور شکر کرنے کے طور پر ہوتو اس کا حکم ہے۔ **وَأَمَّا مِغْمَاةٌ رِبْدَةٌ فَحَدَّثَ (لے جیب آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کریں) اور میں تو مغفرت اس لیے بھی جائز ہے کہ یہ تمام دشمنوں پر دہشت و رعب کا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے بکھر بوائی دیگر مقامات پر شاہ ہے مگر جنگ میں دشمن کے مقابلے میں جائز ہے۔**

۶۔ **وَعَنْ آدِيسَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَحْيَةَ الْبَرِّ بَرٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ ابْنُ آدِيسَ.**  
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ابلاہیم ہیں۔

(مسلم)

(رَدَّاهُ مُسْلِمًا)

۷۔ یہ صفت ان کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت میں تمام پر بزرگ و باریا اور تمام امتوں کے زبانوں پر ان کی مدح جاری فرمائی۔

۸۔ یہاں ایک اہم الشکال ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ملوک سے افضل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سر دار ہیں لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام سے افضل کیسے ہوئے؟ اس کا جواب تین طرح

دیا گیا ہے۔

ایک یہ کہ آپ نے بطور تواضع ان کی عصمت و اہمیت کو مقدم کیا جیس کہ ہر آدمی تعظیم دوسرے کو مقدم کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت کا معاملہ ہے جب آپ کو آپ کی تمام مخلوق سے افضل ہونے کی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔

تیسرا یہ کہ سیدنا ابراہیم اپنے دور کے تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ باقی مبالغہ کے لیے عبارت مطلقاً ذکر کر دی ہے۔

۳۶۷۸ وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطُورُوا فِي كَمَا أَطُورَتِ النَّصَارَى ابْنِ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ لَكَ فَخَلُّوا عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ۔

حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا۔ میں اس کا بندہ ہی ہوں لہذا تم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہنا کرو۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ اطرار تعریف کرتے ہوئے حد سے تجاوز کرنا اور جوڑ بولنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تجاوز کرتے ہوئے انہیں خدا کا بیٹا قرار دیا تم میرے بارے میں اس طرح کا مبالغہ نہ کرنا۔

۲۔ تمام حیثیت، مقام خاص ہے۔ اور یہ آپ کی صفت معصومہ ہے کیونکہ تمام سے کامل اور اتم حقیقی خدا آپ ہی ہیں، اسی وصف کے لحاظ سے آپ کا مقام نہایت ہی بلند ہے اور اس میں اطوار و مبالغہ راہ ہی نہیں پاسکتا۔ یعنی اثبات اُلوہیت (خدا ہونا) مستلزم ہے اس کے علاوہ جو کمالات و تعریفات آپ کے لیے کہیں جائیں گی وہ آپ کے مرتبہ کے شایان شان بھی نہیں ہوں گی۔

مخوان اور خدا دہر از شرع و حفظ دیں

وگر ہر وصف کش سینہ را ہی اندر حش انشا کن

شریعت کے حکم کے مطابق انہیں خدا کہہ۔ اس کے علاوہ ان کی درج و تعریف میں جو کہت چاہتا ہے کہہ دے اور واقعہ یہ ہے کہ اللہ قبلے کے سوا ان کی حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں ہے تو تعریف کیسے کر سکے گا۔ اور حضور انور

۱۔ اور جب جانتا ہی نہیں ہے تو آپ کے شایان شان تعریف کیسے کرے گا۔

چند صفت کند سعدی ناقص عَیْنُكَ الصَّلَاةُ، عَلَیْكَ السَّلَام

تاہم سعدی آپ کی فہم کیا بیان کرے؟ آپ پر اللہ تعالیٰ کے رحمت ہوا و رسالت

(وجہ بر صغیر ہندو)

غالب نے یہی بات اپنے انداز میں کہی ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے جو معرفت نصیب ہے وہ کسی اور کے لیے کہاں؟ (یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ الوہیت میں بے مثال ہے اسی طرح آپ کی ذات عنایت میں بے مثال ہے)

۳۶۹۹ وَعَنْ عِيَّانِ بْنِ حِمَارٍ الْجَمْعِيِّ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
إِنَّ اللَّهَ أَقْدَمُ إِلَيَّ أَنْ تَوَاصَعُوا حَاشِي لَا  
يَعْنُو أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَنْبَغِي أَحَدًا عَلَى  
أَحَدٍ (رَوَاهُ مُصْلِي)

حضرت عیاض بن حمار جمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تو اس شخص کو حق نہ  
کوئی کسی پر غرور نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔  
(مسلم)

۳۷۰۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَتْ هَيِّئًا أَقْدَامٌ يَنْتَحِرُونَ  
بَابًا ضِعْفَ الْبَابِ مَا شَاءُوا إِلَّا مِمَّا هُمْ كُفْلٌ قَبْلَ  
تَجَعَّلُوا أَوْ لَيْسَ كُفْلٌ أَهْوَى عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجَعْلِ

ابو ہاشمی عیسیٰ پر پیش ہاتھ بن دایم کی نسبت ہے۔ یہ ابی ہریرہ سے ہیں اور صحابی ہیں۔ ان سے امام حسن  
مری اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔  
۳۷۰۱ اس حدیث نے واضح کر دیا کہ وہ غرور و مبالغہات منہ دھام ہے جو بطور تکبر و ظلم ہو۔

## دوسری فصل

## الْفَصْلُ الثَّانِي

۳۷۰۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَتْ هَيِّئًا أَقْدَامٌ يَنْتَحِرُونَ  
بَابًا ضِعْفَ الْبَابِ مَا شَاءُوا إِلَّا مِمَّا هُمْ كُفْلٌ قَبْلَ  
تَجَعَّلُوا أَوْ لَيْسَ كُفْلٌ أَهْوَى عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجَعْلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے  
ذات شدہ ان اہل و عیال پر غرور کرنے سے باز آ جائیں  
جو مسند کا کھڑکیوں پر نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس

(ابو ہریرہ سے روایت ہے)

غائب شمس خواجہ برید ہاں غزا شمس

کان ذات پاک مرتبہ دان محمد اسلم

غائب احمد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و ثنا ہم نے اس حدیث کے سپرد کی کہ وہ کلمات پاک  
حضرت محمد مصطفیٰ کا مرتبہ جاننے والی ہے۔  
امام برہسری فرماتے ہیں۔

مَا تَحْكُمُ بِأَشْيَاءٍ مِثْلَ مَا تَحْكُمُ بِهِ

نَسْأَلُكَ أَهْلَ الشَّامِ فِي قِسْمِهِ

تَحْكُمُ بِأَشْيَاءٍ مِثْلَ مَا تَحْكُمُ بِهِ

نَسْأَلُكَ أَهْلَ الشَّامِ فِي قِسْمِهِ

وہ بات کہ جو حبیب محمد نے اپنے ہی کے بارے میں کہی اور حضور کی تعریف میں جو ہر علم رکھو اور انہ  
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفیست کا کوئی ایسی حد نہیں ہے جسے کوئی انسان نہ جان سے بیان کر سکے۔

الَّذِي يَكْفُرُ بِالْعُرْوَةِ يَأْتِيهِمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ  
أَخَذَ عَنْكُمْ عُقْبَتَكُمْ أَلَيْسَ لَكُمْ عُرْوَةً  
بِالْأَبْنَاءِ وَالْأَسْمَاءِ هُوَ الْمُؤْمِنُ يَتَّبِعُ  
مَتَّبِعِي النَّاسِ لَمَّا هَمَّ بِشَيْءٍ أَوَّارُونَ  
كَرَابَ -

(رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ)

د ترمذی، ابو داؤد،

لے دوڑنے کی آگ میں جل کر سیاہی میں کوٹھو کی طرح ہیں اسی لیے ان مشرکین کے پاس سے ہیں بے حقیقت و دوزخی ہیں اگر ان کے غیر مراد لیے جائیں تو بھی ممکن ہے کہ نہ ان ایمان پر موت معلوم نہیں۔ پس ایسی صورت میں ان پر غرور درست تھا۔

لے اگر وہ آباد پر غرور کرنے سے باز نہ آئے۔

۱۷۷۔ جمل۔ جرم پریشانی اور عین پرزدہ ہے وہ سیاہ کیرا مراد ہے جو گندگی میں رہتا ہے۔

تک کہ عروا کا پریشانی یا زہر اس کا سن اور آخر میں ہنر ہے اس کا سنی پبیدی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاہلیت میں فوت ہونے والوں پر فخر کرنے والوں کو گند کیا اور ان کے آباء کو پبیدی قرار دیا اور ان پر فخر کرنے کی گند سے کیڑے لگا۔ اپنے آپ کو گند کی گمان سے تشبیہ دی ہے۔  
شاعر نے کیا طرب کہا ہے۔

دوشی پریم کا ہلے میگفت  
بادجوئے کے غیریت معلوم  
چپکس دیدہ کر کے خداست

میں نے کل رات ایک بے وقوف کو بھیجا جو کہہ رہا تھا کہ میرا باپ وزیر خان تھا، باوجودیکہ مجھے معلوم نہیں ہے۔  
 نے فرض کیا ہے کہ وہ اسی طرح تھا، تم نے کسی شخص کو دیکھا ہے جو اس بنا پر پاخانہ کھاتا ہو کہ یہ پالنے والے میں روٹی تھا۔  
 لکھ جیتے۔ عین پرچش یا نیر، یا کسی بچے زیر یا پر مٹا اور زبر ہے اس کا سنی طوط ہے۔

شے ہر آدمی دو حال سے خالی نہیں یا وہ مومن متقی ہوگا یا کافر بد نصیب۔ کسی بھی صورت میں آباد پر مجبور و فخر درست ہے۔ لیکن اگر خود آدمی متقی ہے تو وہ اٹھ قلعے کے ہاں محبوب اور پسند ہوگا اسے آباد پر فخر کیا حاجت؟ اور اس کے حالی مناسب نہیں بلکہ وہ کافر ہے تو اٹھ قلعے کے ہاں ذلیل ہے چہ جائیکہ وہ فخر و مجبر کرے۔

رفاک آفریت خلدند پاک پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک  
 اے بے تبحر اشد تنالے نے خاک سے چدیا کی ہے پس ترمش کی طرح حرا بزارہ۔

۴۶۸۱ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الْيَعْنَبِ قَالَ أَلْعَلَّكَ فِي وَحْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى

حضرت مطرف بن عبد اللہ بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بیان کرتے ہیں کہ میں بنی عامر کے وفد کے ساتھ نماز اکر

رَسُولِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَلْنَا أَنْتَ  
سَيِّدَنَا فَكَفَلْنَا اللَّهُ الْمَسِيحَ اللَّهُ كَفَلْنَا وَأَفْضَلْنَا  
وَكَفَلْنَا وَأَعْظَمْنَا هَؤُلَاءِ فَكَفَلْنَا قَوْلُوا قَوْلَكُمْ  
أَوْ بَعْضُ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجِيرُ بَيْنَكُمْ الشَّيْطَانُ  
(نَعَا أَهْلَهُمْ وَأَهْلَهُمْ أَهْلَهُمْ أَهْلَهُمْ)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے عرض کیا  
کہ آپ ہمارے سید ہیں تو یا مسیح اللہ کی ذات ہے ہم  
نے عرض کیا کہ آپ ہم سب میں بڑے بزرگ اور سب سے  
زیادہ عطا فرمائے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ساری  
بات یا بعض کہو اور تمہیں شیطان کہیں اپنا وکیل نہ بنا  
لے۔ (احمد و ابوداؤد)

اے مطرف، ہم پر پیش۔ طاہر زہرہ، ہارپر کرہ اور شدہ ہے۔ عبداللہ بن خنیس رضی اللہ عنہ کے نیچے زیر۔ طاہر شدہ اور اس  
کے نیچے زیر ہے، عامری بصری ہیں۔ ابن سعد نے ان کا شمار اہل بصرہ کے طبقہ ثانیہ میں کیا ہے۔ اور کہا کہ یہ ثقیف ہیں اور  
فضل درع و ثقیف اور قیل و ادب میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت ابو ذر حضرت علی اور حضرت  
عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بھائی یزید، قتادہ، ثابت، حسن، بصری  
دیگر لوگوں سے روایت کی ہے۔ رستمی بصری کو ان کا وصال ہوا۔  
تھ اس سے مراد مطرف کے والد عبداللہ بن خنیس ہیں اور یہ صحابی ہیں۔

تھ علق کے تمام معاملات کا مالک اور تمام کا قبضہ جس کے دست قدرت میں ہے وہ اللہ کی ذات ہے  
اس کے سوا کوئی مالک نہیں۔ شارحین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے انکار کی حکمت یہ تھی کہ وہ آپ کو اس طرح مخاطب  
کر رہے تھے جس طرح اپنے امراء اور قوم کے سرداروں کو خطاب کرتے تھے۔ انہیں پابندی تھی کہ وہ آپ کو نبی اللہ  
رسول اللہ کے انتساب سے عرض کرتے جو کہ مراتب بشریہ میں اعلیٰ ہیں۔ اس منہ کرنے سے ہرگز مراد نہیں کہ آپ  
نے سید ہونے کا بالکل انکار فرمایا۔ یہ کہہ کر ہو سکتا ہے حالانکہ آپ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔  
تھ یعنی کرم، عظم اور نبوت جیسے فضائل و کمالات میں۔

تھ لعل۔ طاہر زہرہ ہے۔ اس کا معنی فضل، احسان، قدرت، عبادت اور غنا و کثرت و کثرت میں اگے ہونا اور غالب  
آنا ہے۔

تھ یہ کہو یا اس سے کہ اس میں احتیاط کرو کہ میرے بارے میں وہی کہو جو میرے لائق ہے اور وہ نہ کہ جو حق  
کا نشان کے لائق ہے تاکہ مبالغہ اور جھوٹ اس میں نہ ہو۔

تھ شیطان جو چاہے بطریق و کالت تم سے کہو اے۔ نبی۔ ہم پر زہرہ۔ لے کے نیچے زیر۔ یا شدہ۔ مولیٰ کے  
عالم مقام وکیل کو کہتے ہیں۔ لَا يَسْتَجِيرُ بَيْنَكُمْ الشَّيْطَانُ یا کہ مجھ پر بھی چڑھا گیا ہے۔ یہ جرات سے بنا ہے اب معنی یہ ہو گا کہ کہیں  
شیطان تمہیں بے خوف کر کے جرات کہو تا چاہے کہو لے۔

لے ابدال و مسمیٰ الفاظ روایت لایا ابی القلق میں شاید بیان کا تب سے لفظ ابی رو گیا ہے۔

۱۵ یعنی نفلوں میں ابوداؤد کے ساتھ مسند احمد کا حال بھی ہے۔ اس حدیث میں لفظ "بعض" تو لکھو سے مراد ان کا قول افضلنا بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عظمت اللہ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ وَتَعَالَى شَدِيداً ہے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اَلْكِبَرُ يَأْمُرُ بِدَائِي وَالتَّعَظُّمُ يُؤْذِرُ عَنِّي (کبریاؤ اور عظمت دونوں میری جادریں) علامہ طبری فرماتے ہیں کہ "تقواؤکم" کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے طریقے کے مطابق مجھے مخاطب نہ کرو بلکہ اس طرح مخاطب ہو کر دو جو اللہ تعالیٰ نے علامہ فرمایا تھا اَلْيَتِي يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَاصْبِرْ سَبْعَ كُرْسِيِّ مَعْنَى مَبْعُنْ تَوَكُّمُ کے منسوب نہیں اور لَا يَنْخَبِرُ بَيْنَكُمْ كَيْفَ سَمِعْتُمْ يَوْمَ تَأْمُرُ بِمَا تَأْمُرُ

۲۶۸۲ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحَسِبُ الْعَمَالَ وَالْكُفْرَ الْمُتَقَوَّى - حضرت حسن حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حَسِبَ مَا لَمْ يَكُنْ تَقْوَى۔

(ترمذی - ابن ماجہ)

(رَوَاهُ الْيَتِيمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

۱۷ امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۸ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ بعرو میں قیام پذیر ہے۔ ۱۹ حَسِبَ، ان فضائل اور خصائص عیدہ کو کہتے ہیں جو انسان اپنے لیے یا اپنے آباد و جہاد کے لیے شمار کرتا ہے پس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک حب اور نفیلت ہی مال ہے، کیونکہ عوام کے نزدیک وہ شخص بے وقار اور خوار ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔

۲۰ کم، تمام صفات غیر کاہہ ہے اور تمام فضائل کو شامل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین کرم، تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے بغیر کسی نفیلت کا کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اَتْقٰىكُمْ (وَمِنْكُمْ سَيَرُّكُمْ) (قرآن مجید)۔

۲۶۸۳ وَعَنِ ابْنِ بَنِي كَنْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَقَوَّى بِحَدِّ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَعْطَاهُ رِبْعَ آيَتِهِ وَلَا كَلْبُوا - حضرت ابی بن کنبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص جاہلیہ کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے تو اس کے منہ میں اس کے باپ کے میراثے ٹھونس دو اور گناہ اختیار نہ کرو۔

(شرح السنہ)

۱۹ یعنی اپنے عزیز مسلم آباد پر فخر کرتا ہے، یا ان کے جاہلانہ طریقے پر پلٹے ہوئے لوگوں سے گالی گلوچ کرتا ہے۔

۲۰ یعنی پراس تیس چیز کہتے ہیں جس کا نام نہیا جاسکے اور اور عورت کے اگلے پچھلے راستوں کو بھی



حق کہا جاتا ہے۔

اسے جگر ملاحظہ ان کے محبوب اور قبیح بیان کرے یا کھلے لفظوں میں شرمگاہ کا نام لے اور یہ انتہائی درجے کی تشدد اور تنگی نظر ہے تاکہ فرزند کرے اور گالی گلوچ اور لوگوں کے محبوب و حق اُن کے کہے غرضی ذکر کرے

۴۶۸۳ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَقِبَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَبُو جَعْفَرٍ جَوْهَرٌ أَوْ قَارِسٌ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا أَفْكَهَ بَنِي رَجُلًا مِّنَ الْمُضَرِّ كَيْفَ كُنْتُ خُذًا مَا مِيتَى وَأَنَا الْعَلَا مُرَّ الْفَارِسِيِّ كَأَنَّمَا لَقِيتُ إِلَى فَكَانَ هَلَاكًا كُنْتُ خُذًا مَا مِيتَى وَأَنَا الْعَلَا مُرَّ الْفَارِسِيِّ

جو غلام اور قارِس کے حصے سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ فرزد احد میں حاضر ہوا تو میں نے ایک مضر کے گھوڑا اور کہا یہ مجھ سے ملے لیکن قارِس نے غلام ہیں جسکو علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا تم نے بولیں گھوڑا نہیں کہا کہ رے لیکن مجھ میں انصاری غلام ہیں۔

(ابو داؤد)

(دَوَا۟اُ اَبُو۟ۤاِذَا)

اسے ابو جعفر کسی انصاری کے غلام تھے۔ اصل قارِس کے رہنے والے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ غبی لوگوں میں سے جب بھی کوئی شخص ہجرت کرے آتا تو وہ انصاریا ہاجرین میں سے کسی کے زیر سایہ پناہ حاصل کرتا اور اپنے معاملات و ضمانت ان کے سپرد کر دیتا۔ مان کر ملی سولات کہا جاتا تھا اور ایک قسم مولیٰ قاتل کہتے اور یہ آنا و شہ غلام کو کہا جاتا ہے ابو جعفر صحابی اور عبدالرحمن بن ابی ثقفی ہیں اور اپنے والد کو اس سے روایت کرتے ہیں۔

اسے نیز و تبر یا تموار۔

اسے یعنی یہ مزید وہ جلد ہے جو داد کرنے وقت ہمارے لوگ کہتے ہیں۔

اسے یعنی دیر و جرات مند ہوں۔

اسے مناسب یہ تھا کہ تم ہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدیقین اور ساتھیوں کی طرف سے کہتے ہو کہ قوم کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے، اور ان کا فرج بھی اور آگ پرست لوگوں کی طرف نسبت مناسب نہیں۔

۴۶۸۵ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ قَعْرِ قَوْمِهِ عَلَى عَنِينِ الْحَقِّ قَوْمًا كَالْبُعُورِ الَّذِينَ مَوَدَّيْ قَوْمِهِ يَنْفَرُونَ بِدَائِيَةٍ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی قوم کی مدد کو کسی تاقی کام پر کرے وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کوئی بھی گر کر ہلاک ہو جائے اور اسے اس کی دم ٹکے دریغے باہر کھینچا جائے۔ (ابو داؤد)

(دَوَا۟اُ اَبُو۟ۤاِذَا)

اسے تردی۔ مزاح میں ہے کہ ردی کا سنی کنوں میں مگنا ہے۔ پیار سے کرنے کو تردی کہا جاتا ہے۔ بالقصر طاقت کے معنی میں ہے۔

۱۵۔ واضح بات ہے کہ دم کے ذریعے سے کنوئیں سے باہر نہیں کھینچی جاسکتی۔

۱۶۔ ظاہر حدیث یہ ہے کہ اس میں قوم کے مددگار کو اس اونٹ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو کنوئیں ہلک ہو گیا اور اسے دم کے ذریعے باہر نکالنے کی کوشش کی جائے۔ علامہ طیبی اس کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر آدمی یہ چاہتا ہے کہ اپنی قوم کی ناحق مدد کرے اپنے آپ کو بند کرے گا۔ وہ اس مذکورہ اونٹ کی طرح گنہ اور اثم کے کنوئیں میں اس طرح گرفتار ہے کہ باہر آنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ بعض حواشی میں ہے کہ اونٹ کے ساتھ فہم اور اس کی دم کے ساتھ مددگار کو تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح دم کے ساتھ وہ اونٹ کنوئیں سے باہر نہیں لایا جاسکتا اسی طرح وہ مددگار اس قوم کو ہلاکت کے گڑھے سے باہر نہیں نکال سکتا۔

۳۸۶ وَكَانَ وَاعِلٌ مِّنَ الْأَنْعَامِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْعَصِيَّةُ كَانَ أَنْ يُعِينَنِي قَوْمَكَ عَلَى الْقُلُوبِ۔ حضرت واہل بن اسحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ تعصب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہنسنا اپنی قوم کا ظلم پر مددگار بننا تعصب ہے۔ (ابوداؤد)

۱۷۔ اس میں اور قات ہے۔ یہ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ غزوہ تبوک کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ ۱۸۔ اس حدیث نے واضح کر دیا کہ اپنی قوم کی اچھوتی و اعانت کرنا تعصب نہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

۳۸۷ وَكَانَ مِرَاثُ بْنُ مَالِكٍ ابْنِ جُعْفَمٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمْ أَمَدًا أَجْعَلُ عَنْ عَصِيَّتِهِ مَالُؤُودُ يَأْتُرُ۔ حضرت میراث بن مالک بن جعفم مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے ظلمان کا دفاع کرے جب تک وہ کسی گنہ کا ارتکاب نہ کرے۔ (ابوداؤد)

۱۹۔ مجسم جیم پر جمیں میں ساکن اور ضمیں پر جمیں ہے۔ میراث وہ شخص ہیں جن کو ہجرت کے موقع پر کھارزیش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتب میں اس لیے مدد کیا کہ وہ آپ کو پکڑ کر لائے جب وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب پہنچے قرآن کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دھارنای تو زمین نے اٹھنی چھڑ دیا پھر وہ وہاں سے واپس لوٹے۔

۲۰۔ ان پر ظلم و زیادتی نہ ہو۔ مدافعت کا معنی مزاح میں کسی کا حق دلانا اور اس سے زیادتی کو دور کرنا ہے۔

۲۱۔ بشرطیکہ ان سے ظلم مرزد نہ ہو۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ قوم اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی طاقت میں ظلم کرتی ہے تو اب کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کے لیے ضابطہ ہے کہ اگر اس ظلم کا دفاع نہیں ہے

ہر سکتا ہے تو ہاتھ کو بردے گا رد لایا جائے اور مارنے سے کام ہو جائے تو قتل جائز نہیں۔

۳۶۸۸ وَعَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا

مَنْ دَعَا إِلَى عَصِيَّةٍ وَلَا كَيْسٍ وَمَنْ

مَنْ قَاتَلَ عَصِيَّةً وَلَا كَيْسٍ وَمَنْ قَاتَلَ

عَلَى عَصِيَّةٍ - (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

سلف یہ صحابی ہیں قریشی، زوقی ہیں۔ زوق بن عبد مناف کا اولاد سے ہیں۔ نہایت عظیم سعادت مند اور باظہار شخصیت

تھے۔ حج کو سے پہلے اسلام لائے۔

سلف جو لوگوں کے درمیان عصیت پیدا کرے۔

سلف جو عصیت بطریق ظلم اور باطل پر ہر وہ حرام و منع ہے۔

۳۶۸۹ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ النَّحْسِيَّ يُعْصِي

دُيُوسُو -

(مَدَا ذَا أَبُو دَاوُدَ)

سلف محب کو محبوب کہ برائی میں اچھائی نظر آتی ہے۔ جیسے کہ عمار وہ ہے وَصَفِيُّ الْبَغَاوَةِ وَصَفِيُّ عَيْنِ

كِبْكِلَةَ رِضَا اور محبت کی آنکھ کسی بھی عیب کو دیکھنے سے قاصر ہوتی ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ محب کو جہلی محبوب کے علاوہ

کوئی شے بھاتی ہی نہیں، اسی طرح محبوب کی بات کے علاوہ وہ کسی کی بات کی طرف کان ہی نہیں لگاتا۔ اس بارک

حدیث کو عصیت کی خدمت کے باب میں اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ تعصب کرنے والا شخص اپنی تم کی حمایت اور اعانت

میں اس قدر راگے بڑھ جاتا ہے کہ وہ حق سننے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور اس پر غور و فکر نہیں کرتا کہ حق کیا ہے۔

فاطما رحمہ

## الْفَصْلُ الثَّالِثُ

## تیسری فصل

۳۶۹۰ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيرٍ الشَّامِيِّ مِنْ

أَهْلِ فَلَسْطِينِ عَنْ أُمِّرَأَةٍ قَبِيلِهِ لَيْكَالَ كُهَا

نَسِيئَةُ أَتْهَأَ فَكَانَتْ مِيعَتُكِ ابْنِي يَقُولُ سَاكُنْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا

رَسُولُ اللَّهِ أَمِنْ الْعَصِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الزَّوْجُ

حضرت عبادہ بن کثیر شامی جو اہل عسیت میں سے ہیں

اپنے علاقہ کی ایک عاتقہ سے روایت کرتے ہیں جس کو

نسیئہ کہا جاتا تھا وہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے

بیان کرتی ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہنے ہوئے سنا کہ میں

نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اللہ سے

سائل بن کر عرض کیا یا رسول اللہ: کیا یہ عصیت ہے کہ  
آدمی اپنی قوم سے محبت کرے؟ فرمایا نہیں البتہ عصیت  
یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کا ظلم پر مدد کرے۔  
(احمد، ابن ماجہ)

قَوْمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ مِنَ الْعَصِيَّةِ أَنْ يَتَّخِذَ  
الْوَجِلَ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

لہ عبادہ میں پریش۔

لہ قلیقین۔ قاکے نیچے زیر لام پر زبر ملک کا نام ہے اس کے شہروں میں سے بیت المقدس ایک شہر ہے  
لہ قلیقہ، قاپریش، سین پر زبر سینہ تعصیب ہے۔ لغت میں کجور کے چھوٹے تنے کہ کہتے ہیں ممکن ہے وہ خاتون

کتابہ قدر اور اس کے ساتھ تشبیہ دے دی گئی ہے

۳۶۹۱ وَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَشْبَہُ بِكُمْ هَذِهِ  
کَيْسَتْ بِعَسْبَةٍ عَلَى أَحَدٍ مِّمَّكُمْ يَتَخَذُ أَدَمَ  
طَلْعِ الصَّاعِرِ بِالصَّاعِرِ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
لَا أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا يَدِينُ وَ تَقْوَى  
كُنْ بِالْزُجَلِ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا فَاحِشًا  
مُحِبِّكَ۔ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَةَ فِي  
شُعَبِ الْأَيْمَانِ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے  
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے یہ  
نہ کسی کو گالی دینے کے لیے نہیں ہیں تم سب حضرت  
آدم کی اولاد ہو جیسے صاع کی چیز صاع سے ہے جسے  
اس نے جلد ہو تم میں کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں  
مگر حبیب دین و تقویٰ کے اور آدمی کے ذیل ہونے کے  
پلے آنا ہی کافی ہے کہ زبان دراز ابے کچھ گواہ اور بخل  
ہو۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

لہ یہ گالی و عار کا عمل نہیں اور دوسرے لوگوں پر عار و عیب کا سبب۔

لہ یعنی تمام لوگ ناقص و ناقص ہونے میں برابر کے شریک ہیں اور درجہ کمال و تمام نہ پانے کی وجہ بیان کی کہ تم آدم علیہ  
السلام کی اولاد ہو اور ان میں تم سے پہلا کیا گیا ہے۔ ذاتی نقصان اور ناقصی بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ فضل و بزرگی  
نہ دیر و مہینہ نہیں بلکہ تقویٰ میں ہے۔

لہ تقویٰ دین کے ضمن میں اچھی صفات کا ذکر ہوا تو سب اس کے بھٹاب بعض برائیوں کا ذکر بھی فرمایا۔  
لہ گفتگو میں بے ہودہ پن اور مال میں بخل۔



انکری سے پیش آیا جائے مگر وہ ماضی ہوں۔ ہر جائز کام میں ان کی اطاعت کی جائے۔ بے ادبی دیکھا جائے۔ ان کے ساتھ بکھرے پیش نہ آئے۔ اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ نیک کے حکم اور برائی سے روکنے میں نرمی کرے۔ ایک دفعہ کہے کہ قول ذکر کر تو غامضی اختیار کی جائے۔ ان کے حق میں دعا و استغفار کی جائے۔ والدین کے یہ آداب و احترام قرآن مجید کے اس مقام سے حاصل ہوتے ہیں جو سیدنا نبیل اللہ علیہ السلام نے اپنے باپ کے ساتھ بطور نصیحت کیا تھا۔

۴۹۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اللَّهُ رَغِمًا لَّهُ نَضِيعًا نَحْفَهُ قَبْلَ مَنْ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ كَانَ مِنْ أَذْرَافٍ وَالْيَاكِينِ عِنْدَ الْكَبِيرِ أَحَدٌ هُمَا أَوْ يَلَاهُمَا فَعَلِمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔

اساںہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس کی؟ فرمایا جو شخص والدین میں سے دونوں یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پائے پھر رحمت میں داخل نہ ہو

(مسلم)

لے رحم الغیہ ذلت و غاری سے کنایہ ہے زحام ذر کے ساتھ مٹی۔

لے یعنی خدمت نہ کی، ان کو راضی نہ کیا۔ بعض احادیث میں رمضان شریف کے باسے میں بھی یہی ہے کہ جس نے اس میں عبادت و طاعت نہ کی وہ بھی خاک آلود ہو۔

۴۹۴ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ قَدِمَتْ عَلَى أَبِي دَهْجٍ مُشْرِكًا فِي عَهْدِ مُحَمَّدٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ قَدِمَتْ عَلَى أَبِي دَهْجٍ مَرَاغِبًا أَفَأَصْلَحَ مَا كَانَتْ تَعْمَلُ جَدِّينَا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں حالانکہ وہ عہد قریش میں مشرک تھیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ میرے پاس آئیں پھر وہ اسلام لے کر آئیں۔ کیا ایمان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ فرمایا ہاں صلہ رحمی کرو۔

(بخاری و مسلم)

لے ان دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کافروں کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا یہ صلہ مدہیبہ کے بعد کا واقعہ ہے۔

لے ماضیہ۔ رحمت کا صول آئے تو اس کا معنی محبت و شوق ہے۔ اور اگر محبت کے تو اس کا معنی اعراف و اعتبار ہے۔ اس مقام پر دونوں معانی کا احتمال ہے بلکہ اعراف زیادہ مناسب ہے کیونکہ دوسری نہایت میں ہے دہجی ماضیہ اس کا معنی پسند کرنے والا اور ماضی ہے۔ بعض لوگوں نے دونوں نہایت کا ایک ہی معنی کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ راجع یعنی میرے مال میں طمع و حرص رکھتی ہیں۔ اور ماضی یعنی فقر و دہ سے مجبور و محتاج ہو کر آئی ہے۔ حضرت اسماء نے پوچھا کہیری ماں اس مال میں آئی ہے، کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں۔

لے اس حدیث نے واضح کر دیا کہ والدین اگرچہ کافر بھی کیوں نہ ہوں ان کے ساتھ صلہ رحمی و احسان کیا جائے گا۔

اس پر دیگر رشتہ داروں کو قیاس کر دینی مخالفت کے باوجود قربت داری کی رعایت کرنی ضروری ہے۔

۴۶۹۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْإِنْفِ جُنْدَانِ تَمْسُوَانِي بِأَثَرِ لَيْسَةٍ وَاسْمَا وَلَا يَلِيحُ اللَّهُ وَصَالِهِمُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنْ لَهْمُ رَحِيحٌ أَبْلَهَا بَسْتَرِيهَا۔  
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ قبیلہ میرا دوست نہیں۔ میرا دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مسلمان ہیں لیکن ان کے لیے رشتہ قربت ہے اس کی ترسیل سے اس کو ترک کروں گا۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لے شارحین نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کا نام یا تھا لیکن راوی نے کسی سے کام لیا ہے اس کو دہر بظاہر ہی ہے کہ روایت میں نام کی تصریح سے اس وقت خوف تھا کہ گفتہ پر پابند ہو جائے اور اصل میں آپ کے بعد جو خلیفہ ہو گئی ہے۔ اور صحابہؓ نے کورہ کا دہر سے نام ذکر نہیں کیا، شارحین کہتے ہیں کہ انی ظاہر سے مراد ابوہب ہے۔ بعض کے نزدیک ابوسینان یا محم بن عاص ہے یہ آخری زیادہ تا سب سے پہلے اس حدیث کے راوی عمرو بن عاص ہیں جنہوں نے محسن کی کہ اپنے قبیلے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی اور قربت کی نفی اور ان کے عیب کا اظہار صحابہؓ تا سب نہیں۔ وائراظم۔

لے صالح سے مراد کوئی ایک نہیں جو جنس صحابہؓ سے ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے ابوہریرہؓ مراد ہیں۔ اور بعض کے نزدیک حضرت علیؓ مراد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین۔

لے یعنی اتنی اشیاء مان کر دوں گا جو انہیں ضروری اور کافی ہوں جو بیکہ ترقی دہری اشیاء میں اتصال اور خشکی و سختی افتراق کا سبب ہے اس لیے بنی بطنی ترقی کو صلہ رحمی سے اور بیس بیس خشکی کو قطع رحمی سے کیا یہ کہتے ہیں۔ یعنی شارحین نے قطع رحمی کو گرمی کے ساتھ اور صلہ رحمی کو پانی کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ نہ کو قطع رحمی کی گرمی کے ذریعے سرد ہو جاتی ہے۔

لے بانی، دو دھہ اور اس کے جمع بکن میں آتے ہے۔

۴۶۹۶ وَعَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ حَزَنٌ رَحِيمٌ كَرِيمٌ إِنَّ الْإِنْفِ جُنْدَانِ تَمْسُوَانِي بِأَثَرِ لَيْسَةٍ وَاسْمَا وَلَا يَلِيحُ اللَّهُ وَصَالِهِمُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنْ لَهْمُ رَحِيحٌ أَبْلَهَا بَسْتَرِيهَا۔  
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر مالوں کی نافرمانی، بیچاری کا دھوہ و درگزر کیا، بھلی گواہی کہہ کر فرمایا اور کزرتہ سوال اور ہر بادی مال کو پائندہ فرمایا۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)





اس صورت میں ہے جب وہ کام نظر مباح ہو تاکہ ہے لیکن اس سے ظاہر و باطن میں قباہ و مفسد پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً ایسے مکالمات و معاملات تو کرنا جو ضرورت سے ناگوار ہیں اور ان کی زبردستی کے لیے بے بہار رقم خرچ کرنا، لباس قافرو اور لذت کھا نوال میں صافقتال سے زیادہ خرچ کرنا جس طرح کہ اہل اسراف و تکبر کی عادت ہے اور فقر و اوار و محتاجوں کی پرواہ نہ کرنا اگرچہ یہ بظاہر حکم شرع میں حرام نہیں لیکن اس سے دل کی تسکینی اور طبیعت میں درشتی پیدا ہوتی ہے اس طرح برتنوں، ہماروں اور تنجیادوں کو سمیٹنا، ان پر سونا و جواہر لگانا، میس و خرا دیں بے قید و ہرجانا اور اس میں مطن فاحش کا ارتکاب کرنا اور لمبی لمبی امیدیں قائم کر لینا تمام میناع اسراف میں داخل ہیں۔

۲۶۹۷ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَكْبَرِ شَرِّكُمْ الرَّجُلُ وَالِدٌ يَرَى كَلًّا أَوْ يَأْكُلُ مِنْ مَالِهِ وَحَدَّثَ بَشِيَّتَهُ الرَّجُلُ وَالِدٌ يَرَى كَلًّا لَعَنَ عَصَبُ آبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَا هُوَ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منہاسے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (دیا کسی شخص کا اپنے والدین کو گالی دینا کبر و گنہ ہے وہاں سے وہاں سے وہاں سے یا رسول اللہ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ فرمایا یہ کسی کے باپ کو گالی دے اور دعا کہہ کے باپ کو گالی دے گا، یہ ایسی کمالی دیتا ہے۔ اور دعا کہی کہ گالی دے گا۔ (بخاری و مسلم)

(متفق علیہ)

لے کسی کے والدین کو گالی دے کر اپنے والدین کو گالی دوانے کا سبب بنا ہے، اس لیے اس نے کبر و گنہ کا ارتکاب کیا کیونکہ یہ ان کے نافرمانی میں داخل ہے۔ شعر

گما در عیش دوست داری

دشنام من بصاد من

اگر تو اپنی ماں سے محبت رکھتا ہے تو میری ماں کو گالی دے۔

لے اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص من و والد کا سبب و ذریعہ بنے وہ بھی فاسق ہے۔

۲۶۹۸ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبْزَلَ بَشِيَّتَهُ الرَّجُلُ أَحَدٌ وَوَدَّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يَكُونِي۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منہاسے مروی ہے کہ جنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا برتنوں میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے لئے غائب ہو کرے۔

(رواہ مسلم)

(مسلم)

لے جو مردہ و داسا غور تک مات سے گرد رہا ہے۔ آج یعنی لوگوں کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہیں اور بعض کے پاس ہاتھ زود سے تیار کوہ کڑوں اور ابلن دھپے کے نکاح ہیں جس کا اسام میں ہرگز اجازت نہیں ہے۔

لے یعنی مرنے کے بعد یا عدمِ جودگی میں۔ جو کئی پاپریشیں، واڈ پر زبر اور لام پر نیر اور شدہ ہے۔ تو میت بمقتل  
پست کرنا اور پہلے بانٹا یعنی باپ کی محبت اسے کہیں گے کہ گویا وہ اس کی قیمت اپنا کچھ اور اس سمیت میں صلہ و مروت  
لازم ہوگی۔ اور یہ صلہ اپنے باپ کے ساتھ نیک ہوگی جب عدمِ جودگی میں اس کا یہ حال ہے تو موجودگی میں کتنی محبت  
کرتا ہوگا۔

۲۶۹۹ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ  
لَنَا فِي مَرْفَعِهِ وَيُنْشَأَ لَنَا فِي الْخَيْرِ فَكُلِّمِيهِ  
رَحِمَةً (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے  
کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی موت میں نیک ہو  
وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

لے آخر کا معنی دین پر پہنچنے سے پاؤں کا نشان ہے۔ یہاں موت مراد ہے جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے  
نشان زمین پر نہ رہے اسے آخر کہتے ہیں اور اس سے مدت عمر مراد لی جاتی ہے۔  
لے فراخی رزق اور دلازی عسے مراد رکت، بہتر زندگی، نیکی کی توفیق، صفا و حال اور فرائض و نیت قلب سے یا دلازی عمر  
سے جہاں میں نیک نامی کی بقا ہے۔ لفظ اثر اس کی طرف اشارہ کرتا ہے یا ایک ذریت مراد ہے جو اس کے لیے دعا کرنے  
والی اور اس کی نیک نامی کو زندہ رکھنے والی ہے۔ یہ جو کچھ اولاد کرنے والے کی دوسری دلازمت ہوتی ہے، وہ حقیقت اللہ تعالیٰ  
نے فراخی رزق اور دلازی عمر کے لیے صلہ رحمی کو سبب قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی سبب  
پیدا فرمایا ہے۔ ہر وہ شخص جس کے پاس میں اس کا ارادہ ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی، عمر میں اضافہ ہو اسے خیر و خلاق  
کی اماں کی توفیق عطا کر دیتا ہے۔ شارحین نے کہہ ہے کہ یہ صفا و حالت (مثلاً یا قائم کرنا) مخلوق کی نسبت سے ہے نہ کہ  
خالق کی نسبت سے۔ یہ کہہ اس کے علم میں تیر و تبدل میں ہو سکتا۔ ہوتا یوں ہے کہ لوح محفوظ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس  
کا عمر ساٹھ سال ہوگی اور اگر اس نے صلہ رحمی کی تو اس پر چالیس سال کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ باقی جب شارع علیہ  
السلام نے ہمیں اس بات کی خبر دی ہے۔ اب چون دجڑا نہیں بلکہ اس پر چلنے کے ساتھ عقیدہ رکھ لیا جائے اور  
صاف مندی یہ ہے کہ ایسے معاملات سن کر ان پر عمل کر لیا جائے اور حقیقت حال اللہ سبحانہ تعالیٰ کے سپرد کر  
دی جائے۔ اس بحث میں مدجڑا جائے کہ یہ کیوں اور کیسے ہے۔

۲۷۰۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كُلَّهُ  
فَرَأَاهُمْ قَامَتِ الرَّجُلُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِي  
الرَّحْمَنِ فَكَأَنَّ مَنَّهُ قَالَتْ هَذَا مَعَا مَرُّ  
الْعَاثِ يَلِكُ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ أَلَا تَرَ مَنِينِ  
أَنْ أَمِلَ مَنْ وَصَلَتْ وَأَخْطَعَ مَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور تخلیق شے نافرست  
ہوا تو ہم رحمان کا واس کرکھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ جب تعالیٰ  
نے فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا یا اس کی جگہ ہے جو تیرے  
ساتھ توڑے جانے سے پناہ لے، یعنی یا کہ تو اس سے

قَطْعَكَ كَا لَت بَلَى يَا رَبِّ كَا لَكَ الْهَيْ -  
(مُتَعَقِّ عَلَيْكَ)

راہی نہیں کر میں اسے بڑھوں جو تجھے جوڑے اور توڑ  
دوں جو تجھے توڑے عزت کیا سے میرے رب ایسا!  
(نکاحی و مسلم)

لے یعنی ازل میں اپنے علم ازل میں یہ تقدیر (مالی کر جب میں مخلوق کو وجود بخشوں گا تو وہ اس میں قطع ہوگا۔  
لے یعنی جب اسے پورا اور مکمل کر لیا کیونکہ فراغت کا حقیقی معنی کسی کام میں خفول ہونے کے بعد ہوتا ہے اور  
یہ امر تعالیٰ کے حق میں مستحب ہے کیونکہ اسے ایک کام دوسرے کام کے لیے مانع نہیں ہو سکتا نیک کہ عباد مخلوق میں  
ہے شَبَّانَ مَنْ لَا يَسْتَعِذُّ شَيْئًا عَنْ شَيْئٍ دُپاک ہے وہ ذات ہے ایک حال دوسرے حال سے مانع  
نہیں ہوتا۔

تو صفات باری تعالیٰ میں سے۔ جن کا ذکر کیوں ہوا؟ اس کی حکمت اُسندہ اعادیش سے واضح ہو  
جائے گی۔

لے خُفُوَ حار پر زبانتاں ساکن، تہہ بند باندھنے کی جگہ۔ چونکہ تہہ بند کے دونوں اطراف اس سے وابستہ  
ہوتے ہیں اس لیے لے خُفُوَ کہا جاتا ہے یعنی کر کے دونوں اطراف، اور تہہ بند پر ہی اس کا اطلاق ہوتا ہے حالانکہ  
ابتداءً اس سے منزه ہے اور یہ گفتگو عربوں کے محاورہ کے طور پر ہے۔ اور لوگوں کا طریقہ یہ ہے جب ایک  
شخص دوسرے کی پناہ پناہ سے قائل کا دامن پکڑتا ہے یا اس کے تہہ بند کا کندہ، بعض اوقات جب کام دشوار  
ہو اور کام میں مجبوری پیدا ہو جائے اور جاننے والا کید مقصود ہو تو تہہ بند کے دونوں کنارے پکڑے جاتے ہیں تاکہ  
وہ شخص دشواری میں گھر کر پڑے گا کیا مقصد ہے اور کیا چاہتے ہیں یا مستعد ہے اس بات سے کہ رقم لے قطع  
کے خوف سے دھماں کی پناہ لے اس کے بعد یہ محاورہ بن چکا ہے اس میں اب تہہ بند کا اعتبار نہیں رہا، مقصود صرف  
پکڑنا ہوتا ہے۔ جیسے کہ کہتے ہیں يَكْذِبُ الْغُلَامُ بِشَوْكَيْنِ۔ اس کے دونوں ہاتھ لٹخیں اس سے مراد وہ ذات  
ہے جو کئی دھماں سے غراہ غلغلا اس کے ہاتھ دھول یا کاٹ دیے گئے ہوں یا وہاں ہاتھوں کا سر جو ہونا ہی حال ہو  
جیسا کہ باری تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس طرح کے محاورات کلام عرب میں کثرت کے ساتھ ہیں اور قرآن و حدیث میں  
عربوں کے محاورات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ قرآن و حدیث کے حشاشات کی تکرار کے لیے یہ ایک اہم منہ لپڑ ہے  
جس میں دیگر تعلقات کا ارتکاب نہیں کرنا پڑتا، ہم از قبل سانی ہے ذات میں کہ کھڑا ہو، ہلکا اس کا پناہ لینا، کھڑا  
ہونا، بطور تمثیل تشبیہ سے گویا رقم نے ہنزل ایک شخص کے کھڑے ہو کر اندر بے عزت بھانڈا دھماں دھماں لے لے لے  
دعت پکڑ لیا۔

شہ تو کیا کہتا ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ تیرے پناہ لینے کا کیا مقصد ہے؟ مگر کا صنی باز رہ اور ذکر ہوتا ہے  
ما استفدنا یہ ادا لے کر کے ساتھ بدل دیا گیا۔

لے یعنی میں تیری بارگاہ میں تیرے دامن عزت و عظمت کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنے عجز کا اظہار کرتا ہوں کہ

میں تیری پناہ لیتا ہوں ہر اس شخص سے جس نے میری رعایت نہ کی اور رم کو قطع کیا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عرض قبول کرتے ہوئے فرمایا۔

شہ یعنی اس پر احسان و انعام کروں گا۔

شہ یعنی اس سے انعام و احسان واپس کروں گا۔

شہ پس، تیرے لیے میرا وعدہ ثابت ہو گیا اور تیرا میرے ہاں ہی مقام ہے۔

۱۰۶۰۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ شَجَعَةً يَتَّقِي الرَّحْمَنَ فَيَقُولُ مَنْ ذَا صَلَاتِكَ وَصَلَاتِي مَنْ ذَا مَنِّ قَطَعْتِكَ قَطَعْتُكَ۔  
اور انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لفظ شجر رحمٰن سے بنا ہوا ہے پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے رم کو جوڑا میں اسے جوڑوں گا اور جس نے اسے توڑا میں اسے توڑ دوں گا۔

(بخاری)

(دعاء البخاری)

لہ در میری روایت میں یہ تعزیر ہے کہ میں نے رم کو اپنے نام و رم سے بنایا ہے (لذا قال البخاری) یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں سے مراد معنی ہو یعنی قرابت، رم کی رعایت واجب و لازم ہے۔ کیونکہ حضرت رحمٰن کی شبیہ رحمت سے اس کا تعلق ہے۔

فقہاء طین، اہم ساکن، و رفت کے پتے اور اس کی جڑوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور مراد یہ ہے کہ رم، حمان کی رقتوں میں سے ہے اور اس کے ساتھ متصل ہے۔

۱۰۶۰۲ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ مَعْلَقَةً يَأْتِي النَّكُوشَ فَيَقُولُ مَنْ ذَا صَلَاتِي وَصَلَاتِي اللَّهُ وَمَنْ قَطَعْتَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لفظ معش کے ساتھ ملحق ہے اور یہ کہہ رہا ہے جو شخص مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جو مجھے توڑ دے گا اسے اللہ تعالیٰ توڑ دے گا۔

(بخاری و مسلم)

(معلق علیہ)

لہ جو سب سے بدستور ہے۔

لہ بالحدود ما ضمیر۔

۱۰۶۰۳ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَا طَعْمٍ۔  
حضرت جُبَيْر بن مُطْعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(معلق علیہ)

لہ یعنی رم قطع کرنے والا دہلیز اور قرین کے ہمراہ جنت میں نہیں جائے گا۔

۱۰۶۰۴ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَا طَعْمٍ۔  
حضرت ابْن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَالِدُ بِأَلْفَاكِي وَبِأَلْفَاكِي الْوَالِدُ  
الَّذِي يَأْتِي بِأَفْطَلَتٍ رَجُلًا وَصَلَّى (رَدَّاهُ الْفَخْرِيُّ)

یعنی کامل طور پر داخل نہیں جو رشتہ داروں کے ساتھ اس لیے احسان کرے کہ وہ بھی احسان کرے گی۔  
اے جہاں مروتی ہے کہ اپنا حق طلب نہ کیا جائے اور دوسروں کا حق ادا کر دیا جائے۔ بالذکر و بیشتر کے پیش نظر  
لفظ لغت کو مندر پر دھا جائے گا۔

۴۴۰۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَا  
مُسْلِمُ إِنَّ فِي قَدْرَابَةِ أَصْلَبُ وَبَقَعُ عَرُوفًا  
وَأَحْسَنُ لِقَعُودَ يُسَيِّئُونَ إِلَى وَاحِدٍ خَلَقَهُ عَنْهُمْ  
وَيَجْهَلُونَ عَلَى فَكَاكَ لَيْسَ كُنْتُ كَمَا قُلْتُ  
فَكَاكَ سَمًا يُسَلِّهُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ  
مِنَ اللَّهِ وَلِيْمُ عَلَى هَذَا مَا دُمْتُ عَلَى  
ذَلِكَ۔

(رَدَّاهُ مَسْلُحًا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں  
میں ان سے تعلق ہوں، ان سے میرے ساتھ تعلق توڑتے  
ہیں میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی  
کرتے ہیں میں ان کے ساتھ برادراری سے کام لیتا ہوں  
وہ مجھ سے جانتے ہیں میں ان کے ساتھ برادراری سے کام لیتا ہوں  
اگر اتنا ہی طرح ہے میں طرح سے بیان کیجے تو ان  
کے منہ میں گم لاکھ ٹال رہا ہے تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ  
کطرف سے وہ لاکھ ٹال رہا ہے گا جب تک اس مال پر رہے گا

اسے جب وہ تیری نیک کا شکر ادا نہیں کرتے تو تیری مدد ان کے لیے حرام ہے امدان کے پیٹ آگ کے حکم میں  
ہیں۔ امدان کے کھانے کو گرم لاکھ کے ساتھ تشبیہ دیا گئی ہے۔ نکل۔ ہم پر ذرا گرم لاکھ کو کہا جاتا ہے جسے شامین  
نے کہا مطلب یہ ہے کہ تو نے ان پر احسان کر کے ان کو ان کے سامنے رسوا کر دیا ہے۔ اسی طرح ان کو ان کی طرف میں  
جن کے منہ میں گرم لاکھ ٹال جائے تو وہ اسے کہا جائے۔ یعنی کہتے ہیں کہ تیرا احسان ان پر گرم لاکھ کی طرح ہے جہاں  
کہ جاکت میں ٹال دے گا۔ یعنی کے نزدیک منی ہے کہ ان کے چہرے گرم لاکھ کی طرح سیاہ ہو جائیں گے۔  
اے جہاں کے شرے مجھے صغیر کے گا اور تیری مدد نہایت کرے گا۔

## دوسری فصل

## الفصل الثاني

حضرت قزبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
برکت درجہاں صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر  
کو دعائیہ ذکر کر سکتی ہے اور میں اچھا سلوک ہی اضافہ کرتا  
ہے اور حقیقہ آدمی اس عمل کو بنا پر رزق سے محروم

۴۴۰۶ عَنْ قُزْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُ الْعَدُوَّ إِلَّا الْإِلَهُ عَاوِدُ  
يَزِيدُ فِي الْعُسْرِ إِلَّا الْيُسْرُ وَلَئِنْ التَّوَجَّلَ لَيُجِدْ  
الْيُسْرُ فِي بَالَدٍ نَبٍ يُصِيبُهُ۔

(وَدَا اِلٰہُ الْاِنۡسِ مَا جَعَلَ)

ہو جاتا ہے جماعے لائق ہو (ابن ماجہ)

اے خدا مال پر زبریا سکون ہے انا خدا کا بندے کے لیے کسی چیز کے بارے میں حکم مقرر کرنا، یعنی اللہ تعالیٰ اس ذات کو کہا جاتا ہے جس میں سال کے احکام لکھے جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک قدر و عزت و اوقات مراد ہے کیر و کار اس ذات کی دعا اللہ کے حکم سے تقدیر کو بدل دیتی ہے اور وہ ماکہ تقدیر بدلنے کا سبب بھی اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ بندہ دعا کرے گا تو ہم اس پر نازل ہونے والی غلاں صعبیت کو نازل دیں گے۔ دنیا بھر کے تمام اسباب کا تقدیر الہی کے ساتھ ہی خلق ہے۔ شکار بھی اور یہ شکار کے لیے ہندوں کے اعمال، و دخل جنت و دوزخ کے لیے۔ بعض شامین کہتے ہیں کہ بندے کا ہمیشہ دعا کرتے رہنا نازل قضا کو امانت اور اس کو دل کے لیے پندیدہ بنا دیتا ہے یعنی جب وہ دعا کرے گا اور تقدیر میں بدلنے کی قوا اس پر راضی ہو کر جان دے گا تو اس پر اس کا بوجھ توڑا ہو گا بخلاف اس شخص کے جس پر چاہک تقدیر نازل ہوئی تو گویا دعا نے اسے موخر و روکیا دیکنا انقل (الطیبی) اور اس میں کہیں (عبداللہ الحق) کے ذہن میں یہ آ کر ہے کہ یہاں مقصود دعا کی تاثیر اور مدح میں مبالغہ ہے۔ یعنی کوئی چیز بھی تقدیر الہی کو رد نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی چیز رد کر سکتی تو وہ دعا تھی۔ بالکل ایسی طرح کی گفتگو تعجب کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شئی تقدیر سے سبقت کر سکتی تو نظر بد ہوتی۔

اے مالکین اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا میں انا ذکر تبے مطلب دی ہے جو دعا کے تقدیر کو رد کرنے کے سلسلے میں بیان کیا گیا۔ دوسری قریبات فضل اول میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے تحت گزر چکے ہیں۔

اے یہاں ایک سوال ہے کہ بت سے تا زمان اور کار ایسے ہیں جن پر رزق کے دروازے بڑی فراوانی کے ساتھ کھلے ہوئے ہیں اور بعض مومن و فرائد ہزار تنگی میں ہیں اس لیے بعض لوگوں نے حدیث میں مذکور رزق سے مراد آخرت کا رزق یا ہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان آخرت میں محروم ہو گا اور اگر مراد دنیا کا مال و محنت اور کامیابی ہے تو جواب یہ ہو گا کہ عموماً مراد ہے کہ اسے رہائے الہی، اچھی زندگی، اول فرخت، حضور کی دولت، کم ورت سے منافی ماحول و ہر گز جہنم کا شفقین کو ماحول برقی ہے۔ قرآن مجید میں ہے مَن عَمِلَ صَالًا مِّنۡ شَيْءٍ ذُوۡنُوۡنَیۡ وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُؤۡتِيَنَّہٗ مِنۡ حَیۡثُ یَشَآءُ۔ وہ جس نے حالت ایمان میں نیکی عمل کیا خواہ وہ مرد تھا یا خاتون تو اسے ہم مبارک زندگی عطا فرمائیں گے۔ بخلاف ناسخ لوگوں کے کان کے اوقات میں تاریکی و ظلمت، دنیا کا محروم و لایق، نقصان اور اس کے ختم ہونے کا خوف اور دل کی پریشانی لاحق رہتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنۡ اَحْرَقَ عَیۡنَیۡ وَ کُیۡرَیۡ جَاثِیۡۃً مِّنۡ یَّوۡمَیۡنَہٗمَا فَذٰلِکَ ہُوَ اَحْرَقَ عَیۡنَیۡہٗمَا۔ وہ شخص جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا پس اس کے لیے میشت تنگ ہو جائے گی۔ اور اگر مومن ہے تو اسے بُری آخرت اور گنہ کے خیال سے دشت اور غرض حال و راحت میں کم ورت پہلے ہو جاتی ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث ان میں لگائی گئی۔ مگر مومنوں کے لیے ہے جن کے لیے اللہ تعالیٰ کا امداد ہے کہ ان لوگوں کی کفایت سے پاک کر کے جنت میں داخل فرمائے تو ان لوگوں کے مومن و ایمان ان کو تکلیف میں مبتلا نہ کرے کہ پاک کر دیتا ہے

جا کر آخرت میں نجات ہو جائے اور بعض کو مصیبت کے ذریعے قہر کی طرف حتمہ فرما دیتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جو کس جب  
مغنی کو کہتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ کی پرستشیدہ مہربانی اس کے شامل حال ہو تو اس کو فقر و مرغن میں مبتلا کر کے اس کے غم دور  
کر دیتا ہے اور جس پر اس کا کرم ہو اس کو غم و کسے حال ہی میں چھوڑ دیتا ہے اور اگر دستدرج کا اس پر مسلط کر دیتا ہے  
اللہ تعالیٰ میں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

۴۷۷-۷۸۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُقُ الْبَعْدَةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا  
قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ أَوَّارِكَةُ بِنْتُ الْأَعْمَى  
كَذَلِكَ الْبَيْتُ كَذَلِكَ الْبَيْتُ وَكَانَ الْبَيْتُ الْفَاسِ  
بِأَقْبَمِهِ (وَرَوَاهُ فِي تَرْغِيبِ الْعَالَمِينَ فِي طَعْمِ  
الْإِيمَانِ وَفِي رِوَايَةٍ كَذَلِكَ يَنْتُ كَذَلِكَ يَنْتُ فِي  
الْبَعْدَةِ بَدَلًا وَكَذَلِكَ الْبَعْدَةُ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سرور  
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں جی تو میں  
نے اس میں تلاوت سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب  
دیا کہ یہ عائشہ بنتی نعمان ہیں۔ والدین کے ساتھ جلائی کرنے  
کی بھی فضیلت ہے دور و دور سے فرمایا۔ اور وہ اپنی والدہ  
کے ساتھ صبح سے زیادہ غم کرنے والے تھے اسے شرح اللہ  
بیت شطب ایمان اور اس کی روایت میں ہے کہ میں سوچا  
تو میں نے خود کو جنت میں دیکھا پچھلے وقت الجنہ کے۔

لے قرآن کرہ پڑھ رہا ہے؟

۴۷۸-۷۸۰ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ نَعْمَانَ أُمِّهِ فَقُلْتُ سَمِعْتُ مَرْثِيَةً يَوْمَئِذٍ  
جَنَّةٍ مِنْ مَرْثِيَةِ الْعُلُوَّةِ وَالسَّامِ نَظَرْتُ فِيهَا فَجِئْتُ بِهَا  
كُلَّ الْعَرِثِ۔

۴۷۹-۷۸۰ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ نَعْمَانَ أُمِّهِ فَقُلْتُ سَمِعْتُ مَرْثِيَةً يَوْمَئِذٍ  
جَنَّةٍ مِنْ مَرْثِيَةِ الْعُلُوَّةِ وَالسَّامِ نَظَرْتُ فِيهَا فَجِئْتُ بِهَا  
كُلَّ الْعَرِثِ۔

۴۷۹-۷۸۰ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ نَعْمَانَ أُمِّهِ فَقُلْتُ سَمِعْتُ مَرْثِيَةً يَوْمَئِذٍ  
جَنَّةٍ مِنْ مَرْثِيَةِ الْعُلُوَّةِ وَالسَّامِ نَظَرْتُ فِيهَا فَجِئْتُ بِهَا  
كُلَّ الْعَرِثِ۔

۴۷۹-۷۸۰ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ نَعْمَانَ أُمِّهِ فَقُلْتُ سَمِعْتُ مَرْثِيَةً يَوْمَئِذٍ  
جَنَّةٍ مِنْ مَرْثِيَةِ الْعُلُوَّةِ وَالسَّامِ نَظَرْتُ فِيهَا فَجِئْتُ بِهَا  
كُلَّ الْعَرِثِ۔

۴۷۹-۷۸۰ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ نَعْمَانَ أُمِّهِ فَقُلْتُ سَمِعْتُ مَرْثِيَةً يَوْمَئِذٍ  
جَنَّةٍ مِنْ مَرْثِيَةِ الْعُلُوَّةِ وَالسَّامِ نَظَرْتُ فِيهَا فَجِئْتُ بِهَا  
كُلَّ الْعَرِثِ۔





کے بعد پہنچے، اسوں اسی طرح ان کی اولاد اس حدیث کا مضمون دہی ہے جو فضل اول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تھی۔

۴۱۱ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا اللَّهُ وَ أَنَا الرَّحْمَنُ خَلَقْتُ الرُّوحَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ إِسْمِي قَمَنَ وَصَلَهَا وَصَلَّتْ وَ مَنَ قَطَعَهَا بَقَعَتْ.

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فراتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اللہ ہوں اور رحمن ہوں۔ میں نے دم کو جدا کیا اور اسے اپنے نام سے مشتق کیا پس جو شخص اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو شخص اسے قطع کرے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔ (ابوداؤد)

(رَوَاهُ الْإِسْنَدُ الْأَوْثَقُ)

اسے بعض نسخوں میں "شَقَقْتُ" ہے

اسے بٹ اس کا سنی قطع کرنا ہے۔ بات میں تاکید و بالذکر بنا پر کہا جاتا ہے کہ میں یہ کام یقیناً کروں گا اور اس کے ساتھ کروں گا اور اس سے قطع توڑوں گا۔

۴۱۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزُولُ الرُّوحُ عَنْ قُلُوبِ كُفَرٍ فِيهِمْ قَاطِعٌ رَجِيحٌ (رَوَاهُ الْإِسْنَدُ الْأَوْثَقُ)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فراتے ہوئے سنا کہ اس قوم پر عداوت عداوتیں ہوئی جس میں قاطع رحمہ و بیوقوف شوبہ ایمان)

اسے یہ مشہور صحابی ہیں، ان کے والد گرامی بھی صحابی ہیں۔ حدیث میں بغیر اس کے جوہر قضاوت میں فریق ہوئے۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال تک مدینہ طیبہ میں ہی رہے، اس کے بعد مکہ پہنچے۔ اسی وقت مکہ میں وصال پانے والے صحابہ میں یہ آخری صحابی ہیں۔ ان کا وصال ستمنا یا اٹھاسی چوبیس میں ہوا۔ اسے وہ قوم مراد ہے جو اس شخص کی سادات و مددگار بننے اور اس سے قطع تعلقی ذکر کرنے اور سختی کی بنا پر اسے اس گناہ کی وجہ سے اس قوم پر باطل و عداوت کا نزول نہیں ہوتا۔

۴۱۳ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَتْ أَمْخَرَاتُ آتٍ يَعْبُدُ اللَّهَ بِصَاحِبِهِ الْعَصُوبَةِ فِي الدُّنْيَا قَمَنَ مَا يَدَّ عِيْدُكَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَنِي وَطَيْبَةُ الرَّحْمَةِ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس شخص کو اس کے رب کے ساتھ پرہیزگارانہ عداوت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا دے داور وہ آگاہ یہ ہیں کہ یہ سزا ہے۔ (بخاری و ترمذی و ابوداؤد)

(رَوَاهُ الْإِسْنَدُ الْأَوْثَقُ)

۱۷۷۰ء کا دور بادشاہ کے خلاف بغاوتیں

۱۷۔ ان دو گناہوں پر دنیا میں سزا ادا آخرت میں عذاب ہوگا کیونکہ دونوں کا اثر دنیا پر ظہور پذیر یوں ہوتا ہے کہ جہاں میں فساد کیے، عداوت پیدا ہو جاتی ہے لہذا اس کی سزا بھی اسی نوعیت دنیا میں دی جاتی ہے۔ اگرچہ ان کے علاوہ اور گناہ بھی ہیں جن میں یہ پہلو ہے مگر یہ دونوں میں بدترین ہیں۔

۴۴/۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَانٌ وَلَا حَافِيٌّ وَلَا مُذْمُومٌ عَنِّي - (دَرَاهِمُ التَّكَاثُفِ وَالْعَدَايَةِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں احسان جنے والا، نا فرماؤں اور عادی شرابی داخل نہیں ہوگا۔ (نسائی، دارمی)

لے کسی کو صدقہ و غیرہ دینے کے بعد احسان جتنو نے پر یہ عذاب ہے تو اس کو اذیت دینے کی کیا سزا ہوگی ؟  
 قرآن مجید نے احسان جتنو نے اور ایذا سے منع کیا ہے ۔ **وَلَا تُبْذِرْ كَمَا يُبْذِرُ الْبَاطِلُ فَاذْكُ ذُلِّي** اپنے صدقات  
 احسان اور ایذا سے باطل نہ کرو۔ سنی ہو گا کہ صدقہ و خیرات کی وجہ سے دخول جنت ہوتا ہے لیکن جب وہ ضائع کر  
 دیا تو وہ سب ختم ہو گیا اس بد بختی کی وجہ سے اس مقام سے محروم ہو گیا جو اسے سابقین و مقربین کے ساتھ جنت  
 میں حاصل ہونا تھا باقی دخول جنت کی امید نہ مسلمان کے لیے ہے ۔

کلہ والدین اور اقرباء کا نافرمان تھا اور اس کا سبب شرعی دھماکہ کننا قیل (یہ بھی احتمال ہے کہ عاق کو والدین کے نافرمان کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جیسا کہ متعارف ہے) اور قاطع و دم کو مان میں شامل کیا جائے اب مناس سے مراد ہر وہ شخص ہوگا جو اپنے رشتہ داریوں اور دوستوں پر احسان جتلائے، یعنی لوگوں کو رائے یہ ہے کہ منان من سے مشتق ہے جس کا سنی قطع ہے اب منان کا معنی رحم قطع کرنے والا ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعَلِمْنَا مِنْ أَسْأَلِكُمْ مَا  
 كَيْسَلُونَهُ أَمْ حَامَكُمُ فَإِنَّ صَلَاحَ التَّوْبَةِ مُجِيبَةٌ  
 فِي الْأَهْلِ تَعْمَرُ فِي الْعَالِي مَنَسَا فِي الْأَكْبَرِ  
 رَمَادَا السُّؤْمِيَّةِ وَكَانَ هَذَا  
 حَدِيثًا غَرِيبًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
 ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نبی  
 یا کلمہ جو جس سے تمہارے رشتے جڑتے ہیں کیونکہ صلہ رحمی  
 گھر والوں سے محبت، مال میں برکت اور عرش میں اضافہ کا  
 سبب ہے۔ در ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث  
 (غریب ہے۔)

یعنی اپنے ابا و اجداد، اہانت اعدان کی اولاد کے نام دینو یا ذکر و تکریدی الامم کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے، ہذا ان کا حکم نافع اور ضروری ہے۔

اے کیونکہ صراحی سے محبت و دوستی میں اعناد ہوتا ہے۔ مجبکہ عالم کے نیچے زیر ہوزن مٹھنتا ہے۔ فلا کے نیچے زیر ہے۔

سئلہ مشرقاً : ہم پر زبر نادر ساکن : ثروت سے بنا ہے اس کا معنی کثرت مال ہے یعنی صلہ رحمی کثرت اور مال میں برکت کا ذریعہ ہے جیسا کہ پہلے گفتہ کہ یہ رزق میں فراخی کا ذریعہ ہے۔

۵۷۴ مٹاؤ، ایم پر زبر، فون ساکن، جنرہ پر زبر اس کا معنی تاخیر ہے۔

۲۷۱۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصْبْتُ ذُنْبًا عَظِيمًا قَهْلُ فَيُؤْتِي مِنْ كَذِبَةٍ كَانَ هَلْ لَكَ مِنْ أَمْرٍ كَالِ لَا كَانَ وَهَلْ لَكَ مِنْ عَمَلَةٍ كَانَ تَعْدُ كَانَ كَبْرَهُمَا - (رواه الترمذي)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے کیا میرے لیے تو یہ ہے؟ فرمایا کیا تیری والدہ موجود ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تیری والدہ ہے؟ عرض کیا ہاں! فرمایا اس کے ساتھ مل کر کہو۔

(دترمذی)

لے کوئی ایسا عمل ہے جو میں کروں تاکہ رحمت الہی کا میں مستحق بن جاؤں اور توبہ قبول ہو جائے۔

۲۷ ماں یا تانی وغیرہ۔

۳۵ تاکہ تیرا گناہ معاف ہو جائے۔

اٹھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی لگ ہوں گا کفارہ ہے خواہ دو کبیرہ ہی کیوں نہ ہو یا ممکن ہے کہ آپ نے بذریعہ رمی یا حکم اکی مروکے لیے ہی نذایا ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاندان کے حکم میں حقیقی ہے۔

۱۴۴۴ھ و عن ابی اسید الساعدی قال بیئنا  
نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
انما جاء به رجل من ابي سلمة فكان يا رسول  
اللہ هل بقي من يد ابوقحاشي شيء؟ فقال  
يہ بعد ما بيئنا كان بعد انشأه علیہما  
والسبعین ہما والعاذ عہد ہما  
بعید ہما وصلة الرجوع الیہی لا کؤصل  
الایہہما واكؤام صلیہیہما -  
(تروا عاقلہ اذۃ و ابن ماجة)

(۱) پروگرام (۲) پروگرام (۳) پروگرام

۱۷ اُسکیڈ ہنزہ پریش الدین پر زب ہے۔

۳۵۔ سلمہ، لام کے نیچے زیر، قبائل انصار میں سے ایک غافلان ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ لام کے کروکھتا

عربین انصار کی اس شائع کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اور بلکہ لام پر ذر کے ساتھ بہت زیادہ ہے۔  
تہ لکن کی زندگی میں مجھ سے جو کچھ ہر حق تھا کیا، کیا مرنے کے بعد بھی ان کا حق ہے؟  
تہ موت کے بعد بھی ان کا حق باقی ہوتا ہے۔

تہ ان کی وصیت و میراث پر عمل کرنا۔

تہ ان کی محبت و رضا کے لیے مجھے اس میں کوئی دنیاوی غرض و مقصد نہ ہو۔ یہ مقصد ہو کہ منصب و مال  
مائل ہو جائے گا مگر انہوں نے ان کی اطاعت خالص اس کی رضا جوئی کے لیے ہی ہونی چاہیے نہ کہ کسی دوسری  
غرض کے لیے۔

تہ والدین کے دستوں کے ساتھ احسان و نیکی کی جگہ جیسے کہ فضل اولیٰ میں مرثیٰ ابن عمر کے تحت  
گرا ہے۔

۴۱۸ وَ عَنْ أَبِي الطُّغَيْلِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِحُجَّتِهِ بِالْعَمَةِ  
إِذَا أَقْبَلَتْ أَمْرًا فَأُحَقِّقُكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْ لَهَا دَأْمًا فَجَعَلَ  
عَلَيْهِ فَكَلَّمْتُ مَنْ بِي فَقَالَ وَابِي أُمُّهُ  
الْحَقُّ أَرْضَعَتْهُ  
(دَوَاهُ الْبَدْوِ ۱۵۵)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
ہیں کہ میں نے حجرات کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
عید وسلم کو گوشت تقسیم کرتے وقت دیکھا کہ ایک خاتون  
آئیں حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ عید وسلم کے قریب ہوئیں  
تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچا دی وہ اس پر  
بٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے تو صحابہ نے  
بتایا کہ یہ آپ کی وہ والدہ ہیں جنہوں نے آپ کو دودھ  
پلایا تھے (ابوداؤد)

تہ ان کا نام عامر بن واہم ہے، یہ سب سے آخر میں دعائے فرط نے لائے صحابی ہیں اور امیر المؤمنین حضرت علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحت ہیں سے تھے۔

تہ جملہ بیہودہ میں کے بیٹے زینا اور ماد پر شد ہے یہ مشہور مقام کہ حکمران سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے  
آپ صلی اللہ تعالیٰ عید وسلم سے حج جس کے بعد سورہ دن و نال شہرے اور ال غنیمت تقسیم فرمایا۔  
تہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ عید وسلم کی بہت زیادہ تقسیم فرمائی تو میں نے حاضرین مجلس سے پوچھا۔  
تہ اس سے بھی وافی ہو کہ ہے کہ حق رضاء بھی اکام و احترام کا موجب ہے اور سابقہ حقوق اور تقدیم  
درگاہ کا اکرام لازم ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

۴۱۹ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بَيْنَمَا كُنْتُ نَفِيًّا تَشْتَا شَرُونَ أَحَدًا هُمُ الْمَطْلُوعُ  
 كَمَا نَزَلُوا إِلَى عَاكِفٍ فِي الْعَجَبِ فَإِنَّهُ هَلَكَ عَلَى كَيْفٍ مَعَهُمْ  
 مَحْزُونًا مِنَ الْعَجَبِ فَأَطْبَعَتْ عَلَيْهِمْ كَنَانٌ بَعَثَهُمْ  
 لِيَعْمُونَ أَنْظُرُوا أَلَمْ تَأْذِ عَلَيْهِمْ هَذَا بَلَدًا صَالِحَةً  
 فَأَدْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَنَهُ يُعَذِّبُ جَهَنَّمَ كَمَا أَنْ أَحَدُ هُمُ  
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَتْ لِي قَالِدَةً إِنْ هَيَّجَانِ كَيْفَ إِنْ  
 وَفِي صَبِيحَةٍ صَفَاؤُكَ كُنْتُ أَلْبَسِي عَلَيْهِمْ وَكَأَنَّ  
 رَحْمَتُكَ عَلَيْهِمْ وَحَبْلُكَ بَدَأْتُ بِوَالِدَةٍ  
 أَسْتَعِيْبِي قَبْلَ وَكَأَنَّ وَكَأَنَّ كَذَلِكَ نَأَى فِي الْحُجْرِ  
 كَمَا أَقْبَلْتُ حَقِّي أَمْسَيْتُ كَمَا جَدُّهُمَا وَكَأَنَّ  
 نَأَمًا كَحَبْلِكَ كَمَا كُنْتُ أَخْلَبُ وَجْهِي  
 بِالْحِلَا بِفَقْمَتِ جَوْدَةٍ وَوَسِيْعُهُمَا أَكْرَمَاتِ  
 أَوْ قَلْبُهُمَا وَكَأَنَّ أَنْ أَبْدَأَ بِالْعَبِيدِ بِفَقْمَتِ  
 وَالْبَيْبِيَّةِ بِفَقْمَتِ لَحْزَةٍ وَكَأَنَّ مَجْزَعُ قَلْبِهِ يَكُونُ  
 ذَلِكَ وَأَقْبَلُ وَكَأَنَّ هُمُ حَقِّي هَلَكَةُ الْعَجَبِ كَلَانِ  
 كُنْتُ تَعْلَمُ أَقْبَلُ قَعْلَتِ ذَلِكَ الْبَيْتِ وَكَأَنَّ وَجْهَهُ  
 فَأَقْرَبُهُ لَكَ كَرُجِي قَرَى وَمِنَهَا اسْتَمَاءُ كَرُجِي  
 اللَّهُ لَمْ يَكُنْ حَقِّي يَكُونُ السَّمَاءُ كَالِ الْهَيَا فِي الْهَيَا  
 إِنَّهُ كَانَتْ لِي بِمَنْ عَقَرُ أَمِجَّتُهُمَا كَأَشَدِّ مَا يُجِبُ  
 التَّجْحَانِ السَّمَاءُ كَعَلْبَتِ إِلَيْهَا نَفْسَهَا قَامَتْ  
 حَقِّي أَمِجَّتُهُمَا عَقَرُ وَجْهِي كَسْتَعِيْتُ حَقِّي بِمَنْ  
 جَامَةً وَجْهِي كَعَلْبَتِهَا بِهَا كَعَلْبَتِ قَعْلَتِ تَيْنِ  
 بِجَلْبَتِهَا قَامَتْ يَأْمَنَةُ اللَّهُ إِنْ أَقْبَلُ وَكَأَنَّ كَعَلْبَتِ  
 الْهَيَا كَعَلْبَتِ عَقْلَتِهَا اللَّهُ هَيَا كَانَتْ كَعَلْبَتِ  
 إِنْ أَقْبَلْتُ ذَلِكَ الْبَيْتِ وَكَأَنَّ وَجْهَهُ فَأَقْرَبُهُ لَكَ  
 وَمِنَهَا كَعَلْبَتِ كَعَلْبَتِ كَرُجِي وَكَأَنَّ الْهَيَا اللَّهُ  
 إِنْ كَعَلْبَتِ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرِي الْهَيَا كَعَلْبَتِ كَعَلْبَتِ

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ میں آدمی  
 سفر کر رہے تھے انہیں بارش نے آیا تو وہ غار کی طرف  
 پھرتے تھے تو ان کی غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان آگری  
 جس نے ان کا راستہ بند کر دیا انہوں نے ایک دوسرے  
 سے کہا کہ اپنے اپنے کسی ایک محل کے بارے میں سوچو جو  
 اللہ کا رشتہ کے لیے کیا ہو اس کے وسیلے سے اللہ کے  
 حضور دعا کر دے کہ اللہ تعالیٰ اسے کھل دے ان میں  
 سے ایک نے کہا اللہ میرے والدین بہت بڑے  
 تھے اور میرے بچے چھوٹے تھے میں ان کے لیے جانور  
 چرانے لگا تھا میں شام کو ان کے پاس آتا دودھ دیتا تو  
 اپنے بچوں سے پیتے والدین کو پاتا۔ ایک مرتبہ میری چراگاہ  
 میں دو چار گائے تھیں کہ شام کو بھٹ واپس آیا اس وقت  
 میرے والدین سوچے تھے میں نے ماہر طریقہ کے  
 مطابق دودھ دو صا چھ دودھ لے کر ان کے سر ہاتھ  
 کھرا کر دیا میں ان کو بجانے کہ بہت عجز پارہا تھا اور  
 دیکھا میں پسند کرتا تھا کہ پیسے ہمیں کھادوں اپنے میرے  
 تھوڑے کچھ بھوک سے دھوہے تھے میری اور ان  
 کی حالت میں یہی تھی کہ صبح ہو گئی اسے اللہ اگر تو جانتا  
 ہے کہ یہ محل میں نے تیری رشتہ کے لیے کیا تھا تو اتنی  
 کھاد لگا کر دے کہ کم آسان دیکھ میں نے ہاتھ لگا کر  
 نے غار کا آنا صحر کھول دیا کہ وہ آسان دیکھنے میں  
 دوسرے نے عرض کیا اسے اللہ میری چا زاد بہن تھی  
 جس سے میں اس طرح شریعت کو اتنا جیسے مرد  
 عورتوں سے کرتے ہیں میں نے اسی سے اسی کے نفس کا  
 مطالبہ کیا۔ تو اس نے انکار کرتے ہوئے سو دینار کا مطالبہ  
 کیا میں نے کوشش کر کے سو دینار جمع کیے اور اس کے  
 پاس لے کر گیا جب میں اس کی دونوں ہاتھوں کے درمیان

قُلْ عَمَلِي مَا كُنْتُ مُتَكَبِّرًا  
عَلَيْهِ حَقًّا كُنْتُ كَرِيمًا  
أَنْتَ أَمْرٌ رَحِيمٌ حَقٌّ جَمَعْتُ مَعَهُ بَعْدًا  
وَمَا عِيَّتْهَا كِبَارَةٌ فِي فَقَارٍ لِقَائِي اللَّهُ  
لَا تَقْلِبْ لِي حَقِّي تَقْلِبْهُ ذُحْبًا  
إِلَى ذِيكَ الْبَعْرَ وَمَا عِيَّتْهَا فَقَارٌ لِقَائِي  
اللَّهُ وَلَا كَهْفٌ أُرِي تَقْلِبْتُ لِقَائِي لَا أَهْوَ  
يَلِي وَتَقْلِبْ ذِيكَ الْبَعْرَ وَمَا عِيَّتْهَا فَاقْخُذْ  
فَأَتَعَلَّقَ بِمَا كَانَ كُنْتُ تَعَلَّقُوا أَيْ قُلْتُ  
ذَلِكَ أَيْ عَنَاءَ وَجْهِكَ فَأَجْرِي كَمَا تَأْتِي  
فَكُنْ بِحَقِّ اللَّهِ عَشِيرًا

(مَتَّقِي عَالِيَةً)

بیٹھا اس نے کہا اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈرنا  
کو کہ کھول تو میں اٹھ کھڑا ہوا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ  
عمل میں نے تیری رضا کے لیے کیا تھا تو اس میں اور کس کی  
فریاد اللہ نے اور کس کی فریاد تیرے نے عرض کیا اے  
اللہ میں نے ایک مزدور کو چاول کے ایک دانے کے  
عرض رکھا تھا تو جب اس نے اپنا کام پورا کر دیا تو کہا میرا  
حق دے دو میں نے اس کا حق اس پر پیش کیا تو وہ اسے  
چھوڑ گیا اور اس سے بے رغبتی کا ہی اس چاول کو بڑا  
دبا حتیٰ کہ میں نے اس سے بیل اور چرواہے جمع کر لیے  
پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ  
پر ظم و کلبے میرا حق دے میں نے کہا وہ بیل اور چرواہے  
لے جا اس نے کہا اللہ سے ڈر مجھ سے فراق نہ کریں نے  
کہا کہ میں فراق نہیں کر رہا تو وہ تمام لے لے اس نے  
کہا کہ کہنے سے قطع میں لے لیا اور چلا گیا اے اللہ اگر تو  
جانتا ہے کہ میں نے وہ عمل تیری رضا کے حصول کے لیے  
کیا تھا تو باقی ماندہ راستہ بھی کھول دے۔ اللہ تعالیٰ  
سننے والا کا تمام راستہ ان پر کھول دیا۔

(نمازی و مسلم)

لہ اس میں پانچ ماہ کی

کتاب کی ایک ماہ

کے ایسا عمل جو اللہ کے واسطے الہی کے لیے جو اس میں رہا یا کوئی غرض نہ ہو۔

لکھ ان اعمال کو اللہ کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کر دو۔

اللہ تعالیٰ کے واسطے جو اس میں رہا یا کوئی غرض نہ ہو۔

لکھ ان اعمال کو اللہ کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کر دو۔

نہیں میں چاہتا ہوں کہ وہ درجہ میں نہ ہو کہ وہ درجہ میں نہ ہو کہ وہ درجہ میں نہ ہو۔

وہ درجہ میں نہ ہو کہ وہ درجہ میں نہ ہو کہ وہ درجہ میں نہ ہو۔

شہ انصاف لام پر پیش ہے از باب ضرورت

۱۱۔ حجاب، ماکے نیچے زیر۔ دو دھریا دو دھکا برتن مراد ہے  
 ۱۲۔ تضاغون۔ شاد اور شین ہے۔

۱۳۔ گویا ان کی شریعت میں ہاں باپ کا نفقہ اولاد سے مقدم تھا اولاد کا برابر تھا اور اس آدمی نے ماں باپ کو  
 ترجیح دے رکھی تھی، بعض شاذین نے کہا ہے کہ اس نے بچوں کو تنہا دیا تھا جس سے ان کی زندگی بھی بے گنہگار رہے وہ بچے  
 اس سے زائد کا مقابلہ کرتے رہے۔

۱۴۔ یعنی میرے والدین سوئے ہوئے اپنے فریاد کرتے رہے اور میں کھڑا رہا۔

۱۵۔ نافرغ، باب نکر، نکر سے ہے یا باب افعال ہے، فرجیتہ قاپر پیش یا زبر ہے۔

۱۶۔ فرج، رابر شد ہے اسے صفت بھی پڑھا گیا ہے۔

۱۷۔ بیرون، یعنی روایات میں فرق کے بغیر بھی ہے۔ جب پہلے مروی نے اپنا واقعہ بیان کیا تو شکی اور صوری۔

۱۸۔ میں نے اس کی طرف کسی آدمی کو بھیجا۔

۱۹۔ صراح میں ہے کہ کسی کا معنی دور و صوبہ کرنا، کاروبار کرنا۔

۲۰۔ بڑے مصتری

۲۱۔ امانت کو نہ کھل اس سے مراد امانہ بکار ہے۔

۲۲۔ فرق، ناپردہ، اس کا یا زبر۔ تیرہ دھمل کے پانے کا نام ہے، یعنی کے نزدیک اس میں پندرہ دھمل پہنتے  
 ہیں۔ اہل لغت کے ہاں زیریادہ بہتر ہے اور محمد بن کے ہاں اس پر سکون ہے۔ تاحی حیاتی فرماتے ہیں کہ ہلکے استاد  
 اسے سکون اور بدروزی کے ساتھ پڑھتے تھے اور بدراکثر ہے۔ مزاج میں ہے فرق، سکون اور حرکت دونوں طرح ہے  
 اہل مزینہ کے ایک پانے کا نام ہے اور وہ سولہ دھمل کا ہے۔

۲۳۔ اکثر، حمزہ پر زبر، رابر پیش، نامشود یا صفت، یا دونوں پر پیش ہے اور مشود یا صفت میں یا پہلے پر پیش  
 اور دوسرے پر سکون، اکثر، حمزہ کے بغیر یا ناک، جگہوں انزجی آیا ہے اس کا معنی مزاج میں داد شہید کے ہیں۔

۲۴۔ اس روایت میں باعتبار اکثر لکھے اور دوسرے کا ذکر ہے وہ دوسری روایت میں ہے کہ اس کی نسبت  
 زیادہ اونٹ لگائے، بکریان اور غلام حاصل ہوئے۔

۲۵۔ باقی ماندہ چٹان کو بھی دور کر دے۔

۲۶۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت پریشانی کے وقت افعال مالم کا وسیلہ بلکہ۔ خداوند کا بھی پیش کرنا  
 مستحب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے تربیت عطا فرماتا ہے کہ جو جن اکرم صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو  
 بطور مدح ذکر فرمایا ہے، اگر یہ عمل مستحب و بھی ہرگز جواز اس کا قیاسی ہے، یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ  
 معاملہ شریعت اور اس بات پر ایمان لانا تھا خدا تعالیٰ نے ہر عمل پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے اس کے پیش  
 نظر ائمہ نے اپنے ہاں ہر جہاں سوال کیا یہی جو شخص بحر حقیقت میں مستغرق ہے، اور اللہ تعالیٰ کے قدرت، اس کے فعل





(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

عالم ہونے کے واسطے اس میں عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اسے طلاق دے دو۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۴۶۲۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَاتَهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كُنْتُ مِنْ كَرَامِكُمْ  
الَّذِي مَاتَهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ هُنَا جَنَّتُكَ وَكَانَ لَكَ

حضرت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اولاد پر کیا حق ہے؟  
فرمایا وہ دونوں تیرے جنت و دوزخ ہیں۔  
(ابن ماجہ)

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

صلی اللہ علیہ وسلم صواب ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم حسن سلوک و یکے جہ میں انسان کو نامانی و پریشان کرنا تجھے مذہب میں سے جلنے کا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مراد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی آدمی کے والدین فوت ہو جائیں تو اس میں سے ایک آدمی ان کا نذرانہ ہے تو وہ ان کے لیے ہمیشہ دعا و استغفار کرتا رہے تو آخر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں رکھ دیتا ہے۔  
(بیہقی)

۴۶۲۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَاتَهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كُنْتُ مِنْ كَرَامِكُمْ  
الَّذِي مَاتَهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ هُنَا جَنَّتُكَ وَكَانَ لَكَ  
أَوْ أَحَدُهُمَا قَرِيبًا لَكُمْ تَمَاتِي فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَكُمْ وَيَسْتَغْفِرُ لَكُمْ حَتَّى يَكْتُمَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ رحمت ہو سکے۔

صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کرنے والی اولاد پر اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو مافی کر دیتا ہے اور ان باپ کے ساتھ بھی کرنے والوں میں ان کا نام شامل فرمادیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مراد ہے کہ رحمت و رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا رفقہ کا عاقل والدین کی اطاعت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر ایک ہو تو ایک دروازہ اور والدین کے واسطے میں اللہ تعالیٰ کا عاقل و نافرمان ہمارے لیے دوزخ کے دروازے کھل جائے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ۔ اس شخص نے عرض کیا اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں فرمایا اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں وہ اس پر ظلم کریں

۴۶۲۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَاتَهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كُنْتُ مِنْ كَرَامِكُمْ  
الَّذِي مَاتَهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ هُنَا جَنَّتُكَ وَكَانَ لَكَ  
أَوْ أَحَدُهُمَا قَرِيبًا لَكُمْ تَمَاتِي فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَكُمْ وَيَسْتَغْفِرُ لَكُمْ حَتَّى يَكْتُمَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

وہ اس پر ظلم کریں۔

(یعنی)

لے اس سے واضح ہو رہا ہے کہ والدین کی فراموشی و نافرمانی و درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و نافرمانی ہے۔  
لے یہ تاکید و ہدایت ہے۔ باقی اس سے مراد دینی امور ہیں۔ دینی امور میں اگر والدین شریعت کی خلاف ورزی کریں  
تو اطاعت لازم نہیں۔

اور انھی سے سعادت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی کرنے والا بیٹا جب اپنے  
والدین کے چہرے کو نظر محبت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ  
اس نظر کے عوض قبول کج گفتار سے معاف فرمادے گا۔  
اگرچہ وہ دوزخ میں سو دن دیکھے فرمایا ہوں! اللہ تعالیٰ بہت  
بڑا اللہ پاک ہے۔

(یعنی)

لے بچے کے کتاب الخ میں لکھا کہ جہنم کا سنی بھی وہاں بیان ہوا تھا جس کا مال مقبول

(دَعَاؤُ الْبَيْتِيِّ)

لے بطور تعجب اور اسے غلیم تصور کرتے ہوئے۔

لے اللہ تعالیٰ اس گناہ سے پاک ہے جو تم نے کہا کہ جہنم کے عوض جنت نہیں کہے گا۔

حضرت ابو جبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
تمام گناہوں میں جس کو چاہے معاف فرمادے، مگر سوائے  
والدین کا نافرمانی کے کیونکہ ایسے شخص کو موت لے  
پہلے دوزخ میں سزا دی جاتی ہے۔

(یعنی)

(دَعَاؤُ الْبَيْتِيِّ)

لے یہ اہمیت میں قربت و مقاب سے پہلے۔

لے یہ نافرمانی پر تشدد و جالہ ہے۔

حضرت سعید بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

۱۳۴ وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ

لے یعنی خلاف شرع کو کلمہ ہی تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سمیت میں مخلوق کی اطاعت ہا نہیں۔

اَللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ حَقِّیْ کَیْفَہُ الْوَحْدُوۡۃُ  
عَلٰی صَیْغَہٖہٗ حَقِّیْ اَنْوَاہِ عَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ ۹۔  
رَبِّہٗ الْبَیِّنَہٗ حَقِّیْ اَلْحَاۡدِیْثُ الْعَظِیْمَہٗ فِی  
شُعَبِ الْاَوَّلِیَّیْنِ (۱)

مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
مجھے جہاں کا حق پھرٹے پرالیے بن ہے جیسے والد کا حق  
اولاد پر چلتا ہے۔

۱۰) پانچواں حدیث کہ بتی نے شب الایمان میں نقل

کیا

لے سعید بن العاص یہ دو اشخاص کا نام ہے، واضح ہے کہ ان کو سعید بن العاصی مدنی کی نسبت سے کہتے ہیں ایک مجھے  
ہیں اور وہ سعید بن العاص بن امیر بن عبد شمس بن عبد مناف قدیم الاسلام ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
بعد اسلام لائے۔ دوسرے چوتھے ہیں ان کا نام سعید بن ابی اخیثمہ دہزوی پریشی یا ساکن، بن سعید بن العاصی بن امیہ یہ حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے وقت آٹھ سال کے تھے۔ انہوں نے آپ کی زیارت کا شرف پایا اور آپ سے حدیث  
روایت کی یہ حدیث انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔

## بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

### ۳۲۱۔ مخلوق پر رحمت و شفقت کا بیان

مراح میں ہے شفقت، مہربانی، شفقت، اشتاق۔ اس کا معنی ہے کسی چیز پر مہربانی کرنا اگر اس کا مطلبی آئے مثلاً  
شفق علیہ وکلین علیہ تو اس کا معنی ڈرنا ہوتا ہے اس کا مطلبی آئے شفق من یعنی وہ اس سے ڈرے گا، معاد بھی کہیں  
کہ اشتاق کا معنی خوف ہے اور اس سے اہم مصدر شفقت ہے اور یہ نہ عنایت کے معنی میں بھی آتا ہے جس میں عرف ہر  
کیونکہ مہربانی کرنے والا اس بات سے ڈرتا ہے شفق علیہ کہ وہ تکلیف دہن و ہوا رحمت بخشش اور مہربانی کے معنی میں ہے  
رحمت اسی طرح رحم مادر پریشی یا ساکن پریشی بھی رحمت کے معنی میں آتا ہے اور رحم کا بھی یہی معنی ہے۔ لہذا یہ کہ  
رحمت و رحمت علیہ، رحمت بھی بطور مالک رحمت سے ہے جیسے دہب سے زہر، رحمت، رحمت، رحمت، رحمت، رحمت  
رحم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔ دونوں رحمت کے معنی ہیں اور مالک کے لیے کہتے ہیں انھوں نے لکھا کہ رحمت بھی مالک  
کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے باوجود رحمت میں رحمت کا مالک تھا تو ہی ہے کہ اس کے بطور رحمت کا تصور نہیں

لے اس جگہ دہ ہے، رحمت سے کہ سعید بن العاصی بن امیہ حضرت خدیجہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے وقت آٹھ یا نو  
سال کے تھے ان کے والد فرزند پدر میں نقل ہوئے۔ اور سعید بن ابی امیہ یہ سعید بن سعید اموی ۷۰ھ میں کے تیسرے  
طبقہ سے ہیں۔



ثُمَّ وَاحِدٌ ۖ فَاعْلَمْنَاهُ بِإِنِّهَا فَكَفَعْنَا عَنْهَا  
بَيْنَ أَيْدِيهَا وَكُنَّا كُلَّ مِثْقَالٍ شَوْراً فَكَانَتْ  
فَتَحَرَّجَتْ فَكَانَتْ النَّبِيُّ صَاحِبُ اللَّهِ عَظِيمٌ وَ  
سَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ فَكَانَ مِنَ الْبَشَرِ مِنْ  
هَذِهِ الْبَنَاتِ بَشَرٌ ۖ فَكَانَتْ مِنَ الْبَشَرِ  
كُنَّ كَمَا يَسْتَوِي أَوْتِ الْمَقَامِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سے آئین بیان کیا گیا۔

(نکاحی و مسلم)

لے خواہ ایک یا دو یا اس سے زیادہ۔ ابتلاوت و عادت کی بنا پر کہا۔  
لے علماء کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ ابتلا سے مراد عرف و پیموں کا وجود ہی ہے یا ان سے صادر ہونے والی  
ایذا و محنت، ظاہر اولیٰ ہی ہے۔ اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ اصل سے مراد لفظ و اجہی ہے یا اس سے ناکہ ظاہر  
دو طرح سے شرط اس میں ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ہو اور اس وقت تک ہو کہ ان کی شادی ہو جائے یا نہیں  
موت آجائے۔

۴۴۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ جَاءَ بِمُحِبِّينَ حَتَّى  
تَهْلِكَ جَاءَ يُؤْمَرُ أَلَيْسَ أَنَا وَهُوَ هَكَذَا  
وَهَكَذَا أَصَابَ بَعْدًا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نے  
دو محبوں کو جو تک کی بیان کیا کہ وہ باطنی ہو گئے وہ  
تکلیف کو میرے ساتھ اس طرح ہو گا اور اپنی  
انجیل کے ساتھ ہو گئے۔

(مسلم)

لے ان کا لفظ روزی اندر کرے وغیرہ دیکھو۔

لے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیاں اسباب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلایا کہ اس طرح وہ شخص میرے  
ساتھ ہو گا جس نے دو محبوں کی خدمت کی، یہ انفعال اور معاصت جنت میں مطلوب ہے یا میلان و جھڑپ جو عاصت ہے  
داشدا علم ملاحظہ رہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ شخص روزی جنت میرے ساتھ شایاں ہے گا اس میں دو احتمال  
ہیں۔ ایک یہ کہ انفعال و معاصت مراد ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ اس سے تقارب و تعاقب و تولی جنت میں مراد ہے جب تک کہ  
ہر صفت میں خیال پر غرض کرنے کی نفیست کا ذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

لَا يَكُنْ وَتَكُنْ إِنَّمَا هُوَ يَزِيدُ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّاعِرُ عَلَى  
أَذْرَمَكَ وَالْمُشْكِكِينَ فَالْشَّاعِرُ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ وَأَخْبِيئِهِ قَالَ كَالْفَأْشِ لَا يُفْخَرُ  
كَالْمُشْكِكِ لَا يُفْخَرُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مومن اور مساکین پر خرچہ کرے گا اسی سے جہنم کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔  
 کوشش کرنے سے مراد ہے میرے خیال ہی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ اس کی طرح ہے مجھے بجز مجھے اور وہ اس روز سے دار کد طرح ہے جو انعام دے کر ہے۔

(بخاری و مسلم)

لے اُنکو۔ ہمزہ الہدیہ پر نہ رہے شوہر خاتون خواہ اس نے پہلے کسی شوہر سے شادی کی تھی یا نہ کی تھی یعنی کہ راستے میں کہ وہ خاتون مراد ہے جس سے شوہر کی مفارقت ہو جائے خواہ بذریعہ طلاق یا موت کی وجہ سے (کننا قال الطبیسی) تا کہ جس میں ہے کہ مرد و اُنکو اور زن و اُنکو نہ نکاح اور سکین ہے اس کی جمع اطلاق اور اطلاق ہے صراح میں ہے اُنکو و مرد و سکن کی بیوی نہ ہو اور اطلاق وہ عدوت جب شوہر ہو۔ اطلاق کا لفظ متاجوں اور درویشوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کا اشتقاق مل سے ہے جس کا معنی فقر، ناتوازی سے توشہ کا چلانا، سال کا بے بارش ہونا اس حدیث میں بے شوہر خاتون مراد ہے ذکر سکین کیونکہ سکین کا الگ ذکر ہے۔

۲۵۔ جسے عباد و حج کہنے والا ہے۔

۳۰ معانیح اور محکومۃ کے الفاظ سے ظاہر یہ ثابت کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ ہیں۔

عقہ جو تمام رات بیدار رہ کر عبادت کرنے والا ہو اور اس میں کوئی کوتاہی و دستی نہ کرے

فقہ یعنی حاشی میں ہے کہ تحفۃ المسلم کے الفاظ بتانے کے مسلم کے استاد عبداللہ بن مسلمہ قسبنی کے ہیں اور وہی امام مالک سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ امام مالک نے یہ کلمات کہے ہیں۔

۲۶۲ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حُرَّتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ بِسَبْعِ شَيْءٍ: بِإِسْلَامِهِمْ، وَبِإِيمَانِهِمْ، وَبِإِحْسَانِهِمْ، وَبِإِحْسَانِ رَبِّهِمْ، وَبِإِحْسَانِ نَبِيِّهِمْ، وَبِإِحْسَانِ أُمَّةِهِمْ، وَبِإِحْسَانِ بَنِي إِسْرَءِيلَ.

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

لَمَّا دَلَّ عَلَىٰ خِيَارِهِ فِي الْحِكْمَةِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا وَكَأَنَّهُ يَأْخُذُ بِأُكُلِ الشَّجَرَةِ

جو تیس کر پانے والا ہو خواہ اپنا بیٹا غیر کائنات میں

ہاں! سنی، وکرمو بیتکما شینا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اشاہہ فرمایا اور ان کے درمیان تصدیق کشتہاگ فرمائی۔

وہابی

ملکہ سہلیؓ نے شہزادہ محمد علیؓ میں ابدیدہ سیرتِ طیبہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی ہیں۔

’ظہ انہ اپنے اقربائیں سے ہے تو بطور مدد رحی اس کی غم خاری واجب ہے جیسے یتیم پوتا، بھائی کا بیٹا یا اس کے علاوہ کسی خیر کا یتیم بیٹا ہوا ہر صورت میں اس کا شافیہ ہوگا۔

لے اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے جنت میں قربت ملو ہے۔ انہیوں کا متصل کرنا حدیث انس میں



لہ لفظ غیث، راسخہ اور کلمہ پر زبردست پیش و فیل کا کھٹے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں دوسرے کے  
 لیے غرار کا طرح ہے کہ بعض حد دوسرے بعض سے مضبوط  
 ہر ایک سے میرا اپنے مبارک انگلیوں کا ایک دوسرے  
 میں فی الایہ (بخاری و مسلم)

۴۲۶ وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يُؤْمِنُ بِكَافِلَيْنِ يَنْشُدُ بَعْضُهُمَا بَعْضًا فَمَنْ شَبَّكَ يَتَيْنِ أَحَابِيحَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لہ تمام مسلمان محمد و پیار میں ہے

لہ مسلمان ہیں ایک دوسرے کے تقویت و مضبوطی پاتے ہیں۔

لہ قانون و حد میں مسلمان کا ایک دوسرے سے اس طرح کا تعلق ہے باقی یہ مدد و تعاون حرام اور مجرہ اور ہر  
 اس معاملہ میں ہیں ہر گاہ جو موجب گناہ ہو۔

اور انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل یا صاحب حاجت آتا تو  
 آپ فرماتے: اے مہاجر و سفارش کو در ثواب پادشہ اور اللہ  
 تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے فیملہ فواد سے۔  
 (بخاری و مسلم)

۴۲۷ وَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاكَ الشَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ فَكُلِّمُوهُ جَوْدًا وَ بَعُوثًا اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا هَاءَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لہ گفت و گو کا جملہ ہے لام کے نیچے زبردست سکون ہے۔

لہ تمہیں سفارش کا ثواب ملے گا خواہ وہ قبول ہو یا نہ ہو کیونکہ یہ معاملہ حکم و تقدیر الہی سے متعلق ہے اور یہ سمجھ کر  
 ہر غنی و محتاج سے قبول نہیں کیا گئی اسے ترک نہ کرنا کہ ثواب حاصل نہ ہو مضاف رہنا چاہیے کہ حد و حد میں اس وقت سفارش کرنا جائز  
 نہیں جب معاملہ عدالت میں ہو یا اس سے پہلے جائز ہے اور تفریق کی صورت میں مطلقاً سفارش جائز ہے لیکن یہ تمام  
 اس وقت ہے جب وہ شخص جس کی سفارش کی جا رہی ہے عموماً فلاح و کرم کرنے والا اور تکلیف دینے والا نہ ہو  
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی  
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کی  
 مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ایک آدمی نے عرض کیا  
 یا رسول اللہ! اس کی حالت مظلومیت میں مدد کروں گا مگر  
 اس کے ظلم پر کیسی مدد کروں؟ فرمایا اسے ظلم سے  
 دے اس کے لیے تیری ہی مدد ہے۔

۴۲۸ وَعَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاكَ ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ فَكُلِّمْتَهُ بِمَا رَسُلْتُ بِهِ أَنْصُرَكَ مَقْلَدًا وَ كَلِّفْتُ الْبُعُوثَ وَ كَلِّفْتُكَ مِنَ الْكَلْبِ كَذَلِكَ نَصْرُكَ إِنِّي أَعْلَمُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)



لے مظلوم کی مدد کرتا تو مجھ میں آتا ہے مگر ظالم کی مدد مجھ میں نہیں آتی۔

تھ یعنی اس کا مدد شیطان نفس کے خلاف ہوگا۔

۴۳۹ وَكَانَ اَبُو عَمْرٍَا قَدْ رَسُوْلًا مِّنْ مَّوْصَلٰی اللّٰهِ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اَحْوَا الْمُسْلِمِ لَا يُفْلِحُوْهُ  
وَلَا يُسْلِمُوْهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةٍ اِلٰی عِيْتِهٖ كَانَ  
اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ كُفِّرَتْ عَنْهُ فُتُوْدُهٗ كُفِّرَتْ  
عَنْهُ اَعْلٰهٗ كُفِّرَتْ عَنْ كُفْرَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ  
وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منہا سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا  
مسلمان بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہ کرتے داسے رستوار  
کرے اور جو اپنے بھائی کی حاجت میں رہے گا اللہ تعالیٰ  
اس کی حاجت میں رہے گا اور جس نے کسی مسلمان سے  
تکلیف کو دور کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی  
تکلیف کو دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی  
کا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔  
(تکالیف و مسلم)

لے دین کے لحاظ سے حکم شریعت میں اور شروع حیلہ وصلوۃ والسلام والدی میں۔

تھ اسے دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کرنا چاہیے، ظلم، جی کو اپنی جگہ کے علاوہ دوسری جگہ میں رکھنے کو کہا جاتا ہے  
پر معینہ و من و مگر ہر اس بات کو شامل ہے جس پر عمل عرفانہ و فتن و مناسب نہ ہو۔ (دکڑا کا لہا)  
تھ لایصلہ، یا پر پیش، سین ساکن اسے ہاتھ کی دیگر یادداشت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دے گا بکر اس کی ہر مال  
یہ نہ دے گا۔

تھ جو اپنے بھائی کی ضرورت و حاجت کو پروا کرنے کے لیے کوشش نہ کرے گا۔

تھ کہ بھائی، امر آج میں ہے گزشتہ، کاف پر پیش، اس کا کہنے پر زبردستی ظلم کر کے میں جس سے  
میں گھٹنے لگے۔

تھ جو دوسرے مسلمان کے محبوب اور دشمن ہوں پر پردہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے اس پر پردہ ڈالے گا۔  
مخبر سے اس کے محبوب منہی رہیں گے اس کا حاسبہ نہیں ہوگا اور اس کے محبوب کا ذکر بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نہ کیا جائے گا  
ماضی سے کہ یہ پردہ پوشی اس وقت مستحسن و مندوب ہے جب وہ مسلمان اہل بیاد اور اہل شرافت میں سے ہو اور اس کا واجب  
میں منہی ہو اور اگر وہ ایسا شخص ہے جس نے پردہ کیا کو اٹھا کر چھینک دیا اور علاوہ ماضی سے کہ اس پر پوشائی میں جتنا کہ  
ہا ہے تو اس کا انکار اور روکنا لازم ہے بلکہ اسے روکنے کے لیے اور اسے کیڑا مارنا تک پہنچانے کے لیے حکام وقت  
کو اطلاع دینا ضروری ہے تاکہ اس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔ باقی حدیثیں جو راویوں پر ظن و جرح سے کہیں ہیں، عدالت  
مقابلہ کے واسطے میرا اور ظالم حاکموں کے ظلم کا بیان قرین کی حفاظت اور لوگوں کے حقوق کی پاسداری کے لیے ہے نہ لازم  
و واجب ہے۔ یہ ستر چھانسنے اور کشف محبوب کے تحت نہیں آتا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ  
وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ الْبُغْيَاءُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ  
صَدْرُهُ كَذَلِكَ وَمَنْ يَحْسِبِ الْغُرُورَ وَمَنْ يَتَخَبَّرِ  
يَخْبِرُ لَنَا أَخَاكَ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ  
حَوَامِدُ مَمْدُوحَاتِهِ وَبُزُؤَاتُ مَسْلُومَاتِهِ  
(دَوَاۓ مُسْلِمٍ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان  
دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو  
ذلیل ہونے دے نہ اس کو خیر سمجھے تعذیب تکلیف ہے اور یہ  
اپنے سینہ قدس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یمن بار فرمایا  
انسان کے لیے یہ کفر شرک کا ہی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو خیر جانے  
مسلمان کا مسلمان پر ہر چیز حرام ہے اس کا خون، مال اور اس  
کا آپٹو۔ (مسلم)

لے غفلان، ترک مدد لا ینفله یا پر زبردال پر پیش اس کا منی دہی ہے جو ایسے کا تھا۔  
لے مسلمان کو خیر جانے خواہ وہ غیر ہو، کمزور و ناتواں ہو مسکین و دلاور، خراب و خستہ حالت و دوشی ہو، کیا علم کہ  
اللہ کے ہاں اس کا انجام اور مقام کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے بھی صاحب عزت  
ہو، واللہ المؤید و برسولہ و یؤمنون بہ و لکن التفتیح لا یفعلون اور عزت اللہ اس کے رسول اور تمام  
اہل ایمان کے لیے ہے لیکن منافق اس بات کا علم نہیں رکھتے و ہر حال میں عزت ایمانی قائم رہتی ہے اور اس بات پر  
لاحی رہی پس یہ کہ وہ اللہ کے ماننے والے ہے خصوصاً جب اس نے اپنے آپ کو ذر علم و بات سے متصف کر لیا ہو  
کیونکہ قرآن علی نور ہے اکثر طور پر حال کی ویرانی اور سرگمشتی میں پڑ جانا خصوصاً اہل جہاں میں سے وہ دنیا دار لوگ  
جو تجر و دنیا کے جاہ و منصب نفسانیت اور غفلت کے کنویں میں گرے ہوئے ہیں وہ اس نور سے محروم ہیں بلکہ ایسی  
تاریکیوں میں ڈھلے ہوئے ہیں کہ اس میں تاریکی پر تاریکی ہے اور اصل کام جو باعث عزت و عظمت تھا اس سے دوپٹے  
گئے اور وہ تھا فقر و سائلین کے ساتھ محبت، یہ ایسی چیز ہے جس کے لیے اس کائنات کے سب سے اعلیٰ سب سے  
اعظم سب سے صاحب عزت و شفیقت محبوب فقرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی اور آپ کو ان کے ساتھ رہنے اور  
ان میں رہنے کا حکم ملا، فقر و سائلین اس بڑے آستانے سے ہے جس نے انہیں وہ مقام بخشا ہے کہ دوسرا وہاں دم  
نہیں لے سکتا، اس بارے میں طویل گفتگو کی جاسکتی ہے، مگر ماقبل کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اللہ عز و جل  
لا یحقق، اکثر روایات میں اسے پُر زبرد اس کا فائدہ کے نیچے زیر سے پڑا گیا ہے، یہ فقر و خسر پر سے مشق  
ہے، اذہاب مغرب یغیرہ اس کا منی چھوٹا ہونا اور ذلیل ہونا، بعض روایات میں لا یخضر یا پریش، فادساں کے نیچے  
زیر اخلاص ہے، اس کا منی ناز و خضر ہے اور خضر امن و سلامتی کو کہتے ہیں، اب مطلب یہ ہوگا کہ مسلمان دوسرے  
مسلمان کے ساتھ دھوکہ خیانت نہیں کرنا، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ پہلا حفظ درست ہے اور بعض روایات میں یخضر  
بہا آیا ہے۔

لے یعنی تقویٰ کا مقام سینہ ہے اور یہ باطنی معاملہ ہے اس سے متعصب سابقہ جملہ میں تا کی دہے کہ جب عمل تقویٰ

دل ہے اور وہ غنی ہے قراب کسی مسلمان کو دوسرے کا مال معلوم کی نہیں قراب محتاکت کیوں کی جائے؟ یا یہ مراد ہے کہ جس کے دل میں تقویٰ ہے وہ دوسرے مسلمان کو حقیر نہیں جائے گا کیونکہ شقی کا یہ عمل نہیں ہو سکتا لیکن مٹی اول یہاں زیادہ واضح اور ناسب ہے۔

۱۴۔ عمل بھی کے لیے کافی ہے اور کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

۱۵۔ کوئی مسلمان ایسا کام نہ کرے کہ اس کا عمل نہ بنایا جائے یا اس کا مالی تلف ہو جائے یا اس کی ابر و خیر ہو جائے اور یہ تمام برائیوں کو شال ہے اور یہی کلیہ ہے یہ انشاء بخوبی جو اس اسلم میں ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص ہے۔

حضرت عیسیٰ بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی لوگ تین ہیں۔ (۱) وہ حاکم جو عقل و صدقہ اور تقویٰ والا ہو۔ (۲) وہ شخص جو ہر قرابت واسے پر دم و نرم دل ہو (۳) وہ مسلمان جو چپک واسے سوال کرنے سے بچتے والا اور خیال دار ہو اور دوزخ کی بات سے بچتا ہو (۴) وہ کوئی آدمی جس کی اپنی واسے نہ جو جو کہ تم میں مانع ہو کر رہے اور دگر ہر طبیعت میں اور شہ مال (۵) وہ شخص جس میں کی ہوس غنی نہیں رہتی اگرچہ چیز سولی جو اس میں بھی غیانت نہ ہو (۶) وہ شخص جو نہ کہ دشمن کی اور نہ کہ ہنسے میں دھوکہ نہ تلبہ سے (۷) اور اس کے لئے کوئی اور ضرورت نہ ہو (۸) کیا وہ (۹) اور وہ شخص جو جنت اور جنت کی گنج

۱۴۔ وَعَنْ عِيَّاسِ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ كَلْفَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَّقِيٌّ قِيٌّ قَوِيٌّ ذُو عَاجِلٍ رَحِيمٌ رَقِيقٌ الْقَلْبِ لَيِّقٌ ذِي قُرْبَىٍّ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ مُتَّقِعٌ ذُو عِيَالٍ ذُو أَهْلٍ الْغَائِبِ تَحْسِبُهُ الطَّعِيفُ الَّذِي لَا تَهْجُرُهُ الْآثَمِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَرُّؤُكُمْ يَبْكُونَ أَهْلًا وَلَا مَنَازِلَ وَالْغَائِبِ الَّذِي لَا يَشْفِي لَكُمْ حَلَمٌ وَكَارِثٌ ذِي إِذْعَانٍ لَا يَفْطِرُ وَلَا يَفْسِيغُ وَلَا يُنْسِيغُ وَلَا وَهْوٌ يَكْأَدُ عَلَيْكَ أَهْلِيكَ وَمَنَازِلَكَ ذُو الْبُخْلِ وَالْكَذِبِ وَالطَّعْنِ فِي الْغَائِبِ (۱۴)

دوسم

۱۶۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس لائق ہیں کہ ان کو پہلے جنت میں جانے والوں اور مقربین میں شامل کیا جائے۔ ۱۷۔ لوگوں کے ساتھ صلہ کرے، بغیر کرے (دعویٰ) اس شخص کو کہا جائے کہ جس کے لیے اس جنت میں جہاں اور بھی کے تمام دروازے اس پر کھلے۔

۱۸۔ ہر ایک پر ہر مان خواہ کوئی اپنا ہو یا بیگاد۔

۱۹۔ وہ پارسا شخص جو رنگ اور جمال دار ہے مگر اس کے باوجود وہ حرام کا ارتکاب نہیں کرتا اور وہی دست سوال کسی کے سامنے دے کر کتابے۔ قرآن نے ایسے ہی بندوں کے واسے میں فرمایا يَجْعَلُهَا جُزْءًا مِّنْ أَوْجِيَاءِ جَنَّاتٍ النَّعُفُ (دوسال سے بچنے کی وجہ سے جاہل انہیں غنی سمجھتے ہیں)

۱۵۔ اشیاء میں سخت عذاب ہیں کیونکہ ایسے افعال کے مرتکب ہیں جن کی ذات ہی قبیح ہے گویا یہ ان افعال کی شدید مذمت ہے جیسا کہ سابقہ افعال پر مدح تھی۔

۱۶۔ اکی کی ایسی شکل دوائے نہیں جو اسے بڑے کام سے بچنے پر ثبات و استقامت دے اور غلبہ شہوت کے روقہ پر ماضی ادبائوں سے محفوظ رہنے کی تلقین کرے۔

۱۷۔ اَلْاَشْجَلُ ذَا ذُرِّيَّةٍ کا بیان ہے اور ان میں سے بطور مثال ایک نوع کا ذکر ہے ذَا شَيْءٍ کا لفظ اگرچہ مفرد ہے مگر معنی ہے کہ نہ کہ جس مراد ہے یعنی وہ لوگ جو امر اور اغنیاء کے ارد گرد بطور تابع و قدام اس لیے پیکر لگائے اہل ان کا مقدم صرف شکم پیری اور کپڑے ہوں اگرچہ اس میں حرام ہو۔

۱۸۔ کہ کیونکہ ان کا مقصود ضمن کھانا پینا اور پینا ہوتا ہے خواہ وہ حرام ہو۔ رحمت اور کسب ہے اور رزقِ حلال کے حصول میں اشیاء کی رحمت میں ہوتی۔

۱۹۔ وہ تصویر کی تصویر کی ڈھ میں رہتا ہے تاکہ اس میں خیانت کرے۔ یعنی کہ اسے یہ کہ خیانت کبھی ظہور کے موقع میں بھی آتا ہے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ اس کے سامنے جب بھی کوئی شے آتی ہے تو اس میں خیانت نہ کہ ہے خواہ وہ حیرت کی دہرے۔

۲۰۔ مگر دشمن مال کی حرص و لالچ میں تہادے ساتھ دھوکہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو پاک اور امین ظاہر کرتے ہیں تاکہ وہ دہرے و خیانت کر سکیں۔

۲۱۔ یعنی بخل و کاذب بھان میں سے ہیں۔ راوی نے بخل و کذب کے الفاظ ذکر کیے۔ بخل و کاذب میں کہا جیسا کہ ضعیف خائن کہا جاتا ہے۔ راوی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ الفاظ بھول گئے ہوں لیکن ان سے بخل و کذب مفہوم ہوتا تھا وہ ذکر کر دیا۔ اکثر روایات میں ادا کذب ہے بعض روایات میں ما کذب ہے۔ راوی کی صورت میں راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا تو قرآن میں کاذب کہ اور اس صورت میں یا پھر ان الشیخیر ہے۔ شیخ کے نیچے زیر، وزن ساکن، غلام اور اگر وہ بخل و کاذب میں کاذب پر مکل ہو گئے اور شیخیر النفاش بخل یا کاذب کا وصف ہے یعنی بخل پر خلق اور نفاش گو یا کاذب بخل و کاذب کاذب ہے۔ اس صورت میں الشیخیر النفاش پر نصب پڑیں گے یعنی آپ نے بخل یا کاذب کا ذکر فرمایا انسان کا یہ وصف بھی ذکر فرمایا اور مدح کی صورت میں ان پر پیش ہو گیا کیونکہ ان کا عطف و بخل پر ہوگا اور بخل یا کاذب پر عطف کہتے ہوئے ان پر نصب بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ اپنے جو تھے مرتبہ میں بخل یا کاذب کا ذکر کیا اور پانچویں مرتبہ پر پانچویں مرتبہ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہوگی ہمدرد اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یا نہ تک کہ وہ اپنے بھائی

۲۳۔ وَتَعْنِي أَهْلِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَأَنْفُسِي بَيْنَ يَدَيْهِ لَا يَذُوقُونَ عَذَابًا حَتَّى يُحِبُّوا لِي خَيْرَ مَا يُحِبُّونَ لِنَفْسِي - (مُسْتَفْتَى حَلِيَّة)





۴۴۶ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي النَّجْدِ عَنْ صَاحِبِ  
اَللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْتَ بَيْنَ النَّاسِ كَلْفًا قَلْبًا  
يَتَّقُونَ كَالْبَكَوَةِ لَيْتَ بَيْنَهُمْ لَيْتَ سَوَاحِلَهُمْ وَلَا يُسْتَحْ  
الْمُسْلِمِينَ وَغَايَةِ حَقِّهِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
رحمت دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دینِ نبیوت  
ہے۔ یہ تین مرتبہ فرمایا ہم نے اسے عرض کیا کس کے لیے؟  
اللہ تعالیٰ کا۔ اس کے رسول، مسلمانوں کے، آئمہ اور عام  
مسلمانوں کے لیے

اسے نبیوت، عموم، اخص، شہد کو، کہ وہ ہر شے جو خاص ہو اسے تابع کیا جاتا ہے۔ عرف میں اسی سے مراد  
خیر مذکور ہے کہ نہ وہ غلوں و محبت کا اثر ہے۔

اسے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے دین کو خیر خواہی میں منحصر فرمایا یا خیر خواہی کس کے لیے اور کس  
ناظر کی جائے؟

اسے کتاب۔ قرآن مجید

اسے ذات پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہ بھی ممکن ہے کہ کتاب اور رسول سے جنس مراد ہو اور اس  
میں تمام کتب مادی اور تمام بدعات کلام صلات اللہ جہم اجماع شامل ہو جائیں۔

اسے اس کی حکام و امر

اسے ان حکام کے علاوہ عوام

اسے اللہ تعالیٰ کی نبیوت (خیر خواہی) سے مراد اس کی ایک ماننا اس کی صفات کا تسلیم کرنا اور اس کی غلامی کے  
ساتھ اس کی عبادت کرنا ہے کتاب کے لیے نبیوت سے مراد یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا ہوئی  
ہے۔ اس کے ادا و خواہی پر عمل کرنا اور اس کی تلاوت و تعلیم کرنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے نبیوت  
یہ ہے کہ آپ کی تعمیل کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ لائے ہیں برحق ہے۔ آپ کی اطاعت کی جائے  
آپ سے اور آپ کی نسبت رکھنے والوں سے محبت کی جائے۔ آپ کی سنت کو زندہ کیا جائے۔ ان میں نبی نبیوت کی  
مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعے انسان اپنی خیر خواہی کرتا ہے۔ آئمہ مسلمین کے لیے نبیوت یہ ہے کہ معروف میں  
ان کی اطاعت اور غفلت پر تنبیہ اور ان کے غلط فہمات ذکر کرنا اگرچہ وہ ظالم ہیں اور علماء کا حق کے مطابق اتباع  
کتاب ہے اور عام مسلمانوں کے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے ساتھ ان کی رہنمائی کرنا ان کے نقصان کو دور کرنا اور ان کی  
نفع پہنچانا ان کے لیے نبیوت ہے۔ یہ حدیث جو اس حکم سے ہے کہ اس پر تمام دین کا مدار ہے اور اولین و آخرین  
کے تمام علوم اس میں موجود ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل و شمار ہے۔ بطور غور ایک ایک مسئلے میں کچھ لکھا ہے۔

۴۴۷ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي النَّجْدِ عَنْ صَاحِبِ  
اَللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْتَ بَيْنَ النَّاسِ كَلْفًا قَلْبًا  
يَتَّقُونَ كَالْبَكَوَةِ لَيْتَ بَيْنَهُمْ لَيْتَ سَوَاحِلَهُمْ وَلَا يُسْتَحْ  
الْمُسْلِمِينَ وَغَايَةِ حَقِّهِ

حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز قائم  
کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

پر رحمت کی ہے۔

(بخاری و مسلم)

لے حضرت جریر بن عبداللہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۷ عبادات یا تو اللہ کا حق ہے یا بندے کا، حقوق اللہ میں سے ان بدنی اور مالی عبادات کا تذکرہ کیا ہے جو خدا تعالیٰ کے بعد مرتبہ ہے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ روزہ اور حج اس وقت فرض نہ ہو گئے تھے اور حق العبادہ تمام کو شامل ہے کیونکہ ہر مسلمان سے غیر غزائی کا ذکر ہے۔

## الْفَصْلُ الثَّانِي

## دوسری فصل

۲۷۲۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ  
الضَّادِّيَّ الْمَصْدُوقِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
لَا تُنَوِّرُوا التَّوْحِيدَ إِلَّا مِنْ شَيْعَةٍ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ)

لے ابو القاسم یعنی محمد اکرم سلمیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لے صادق۔ صحیح بخاری و مسلم۔

۲۸ لے مسدوقی جسے صحیح کہا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تمام باتوں میں پسے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور جبریل امین نے آپ کو تمام باتوں کی تصدیق کی ہے۔

۲۹ لے کیونکہ ہر بانی اور رحمت ایمان کی علامت ہے جو شخص دل میں صفت رحمت نہیں رکھتا تو ایمان دار نہیں اور جبرائیل علیہ السلام پر رحمت ہے نور و بلور من الشفاۃ۔

۳۰ وَكَانَ كَالْمُؤَلِّمِ  
اللَّهُ يَنْفُخُ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ  
الْوَحْيُ لِيُخْبِرَ بِهِ الْوَحْيُ فِي الْأَرْضِ يَوْمَ حَمَلِكُمْ  
فِي السَّمَاءِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم سلمیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رحمت کرنے والوں پر رحمت رحمت اور تم ابلی زمین پر رحمت کو رقم پر آسمان والا رحمت فرمائے گا۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ)

(ابو داؤد، ترمذی)

۳۱ لے خواہ وہ نیک ہوں یا بد، اور بدوں پر رحمت ہے کہ ان کو بدی سے روکا جائے، یہ اگر گنہگار کے بھائی کے بد کو روکے خواہ وہ ظالم ہو یا عظیم ہمارا دیہ ہے کہ ہر اس شے پر رحمت کرے جو قابل رحمت ہے۔

۳۲ لے آسمان جس کی ملک اور قدرت میں ہے اور آسمان کی تخمیں کمال و صمد اور کمالی بندگی کے وجہ سے ہے یا اس سے مراد آسمانی ملائکہ ہیں، اب ان کا رحم یہ ہے کہ وہ مخلوق پر رحم کرنے والے کے لیے دشمن جن مانس کی تکلیف سے مختلف اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے بخشش و رحمت کی دعا ہے۔





گرا اس نے اسے بڑھایا نہیں اور نہ جانی وہ شخص ہوتا ہے جو قرآن قرآن سے ناسک ہو جائے۔ ان کا یہ معنی بھی مناسب ہے کہ مٹائی نہ کا معنی یہ ہو گا کہ جو ہمیشہ قرآن کی تلاوت میں ہی مصروف رہے۔ دین کو بگنے اور نہ کر اور دیگر عبادت میں مشغول نہ ہو اور نہ جانی اور جو قرآن کے ساتھ مشغول رہے اور تلاوت نہ کرے۔ بعض حاشی میں ہے کہ نہ غالی سے مراد وہ آدمی ہے جو غلط فہم تحریف اور مبالغہ میں غلط تاویل کا ارتکاب کرے اور نہ جانی وہ شخص ہے جو اس کی تلاوت اور اس پر عمل سے دور ہو جائے۔

۴۵۴ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتُ فَيْضِ يَتِيمٍ يُحْسِنُ إِلَيْهِ وَشَوْ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتُ فَيْضِ يَتِيمٍ يُسَاءُ إِلَيْهِ (رواه ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا سب سے بہتر گروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور سب سے برا گروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔

(ابن ماجہ)

یعنی اسی اگر قسیم و تربیت کی خاطر اس کی پائی وغیرہ کی جائے تو یہ احسان ہو گا۔

۴۵۵ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَيَّأَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَوَيْسَتَهُ إِذْ لَوْ كَانَ لَهُ بَعْلٌ مَعْرُوفٌ رَزَقَهُ عَلَيْهِمَا يَدَا حَسَنَاتٍ وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمٍ أَزِيدَ عَلَيْهِ عِنْدَ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَنِينَ وَكَرَرْتَ بَيْنَ اصْبَعَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا یا سناٹے لگائے یا کسی کی خاطر تو اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر ایک کے عوض اسے نیکی حاصل ہوگی اور جس نے اپنے پاس یتیم بچے یا بچی کے ساتھ حسن سلوک کیا میں اور وہ جنت میں ان دو کی طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی دونوں مقدس انگلیاں آپس میں ملا دیں۔

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَكَانَ هَذَا حَافِظًا حَافِظًا

(احمد ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث

حرجب ہے)

لطیفہ شفقت و مہربانی۔

سب سے بڑھ کر علم میں ہوتی ہے جو نیکو عمل بطور عادت بھی اکثر کرتا ہے اس لیے یہاں اس قید کا اضافہ فرمایا۔ سب سے کمزور یا کمزور یا یتیم پر پیش یا پیش اند کسو ہے اس صحت میں معنی یہ ہو گا ہر اس بال کے عوض ثواب ملے گا جس پر اس شخص کے ہاتھ بال گئے۔

کہ اس کی نیکو کلمات و تربیت تھا۔ اور اس نے اس کی قسیم و تربیت، تادیب، شادی و نکاح اور اس کے ملک کی

حالت کے۔

۳۵۶۔ وہ سب بارہ دینی کو طایفہ کا کہ بات واضح اندر پختہ ہو جائے۔

وَعَنْ أَبِي عُبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدَّى يَتِيمًا إِلَى  
كَلَامِهِ، وَشَرَّاهُ، أَوْ حَبَّ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبُيُوتَ  
وَأَنْ يَكُونَ كَذُنًا لَا يُعْقَرُ وَمَنْ عَالَ كَذُنًا  
بَنَاتٍ أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْأَخَوَاتِ فَكَأَنَّ بَهْمَ  
وَرَحْمَتَهُ تَقِي يَتِيمَتَهُنَّ اللَّهُ أَوْ حَبَّ اللَّهُ  
لَهُ الْجَنَّةَ فَكَانَ رَجُلٌ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ  
الْمُسْتَعِينِينَ قَالَ أَوْ إِنْ بَيْنَ عَمَلٍ لَوْ كَانُوا دَوَالِجًا لَكَانَ  
وَأَيُّ نَاقَةٍ وَمَنْ أَذْهَبَ اللَّهُ بِكَرِيمَتَيْهِ  
وَجَبَّتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا  
غَيْرُيَمْنًا قَالَ عَيْنَا ۝

(رَوَاهُ ابْنُ شَرِّحٍ السُّنَنَةِ)

حضرت ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے  
کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے  
کسی یتیم کو کسی نے بیچنے میں شریک کر دیا اللہ تعالیٰ اس  
کے لیے جنت کا نام نہ لے گا اور وہ جنت کے دروازے سے  
جورے گا۔ اسی طرح جو عورتیں یتیم یا اس کی شہین  
بہنوں کی چھوڑ دے گا ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا۔  
میان تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں لے کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس  
کے لیے جنت لازم فرماتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اے  
وہو! کہ خدمت کرے تو فرمایا دو روکتی کہ اگر لوگ ایک کا ذکر  
کرتے تو فرمادیتے ایک اور اللہ تعالیٰ جس کی دوپہاری  
چیزیں دود کر دے اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔ عرض  
کیا گیا یا رسول اللہ وہ دو چیزیں کون سی ہیں فرمایا اس کی  
دو روکتی اٹھیں۔

(شرح السنہ)

۱۔ اس کے گناہات فراموش ہو جائیں۔

۲۔ یہ بھی کفر و شرک۔

۳۔ تین بیویوں کی کفالت اور تمام بوجھ برداشت کرے۔

۴۔ بالغ ہو جائیں یا ان کا عقد ہو جائے یا بعد صاحب مال ہو جائیں۔

۵۔ کیا دوسری خدمت سے یہ اجڑے گا؟

۶۔ مذہب مختار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پروردگار سے ہیں۔ سب  
جو چاہیں حکم دیں، جس کے لیے چاہیں منہ فرمادیں اور جس کے لیے چاہیں خصیص فرمادیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ احکام تعزیری  
نہیں ہوتے بلکہ ہر سوال کے بعد وہی کا نزول تھا کہ کوئی مسلمان جتنا قسا۔ اس کی شاملیں امداد میں کثرت کے ساتھ ہیں اس  
کے بعد جنت کے واجب ہونے کے ذکر کی مناسبت سے یا کسی دوسری مناسبت سے فرمایا جس کی دوپہاری چیمیزی  
اللہ تعالیٰ سب کے (والحمد للہ)

۷۔ یعنی ضرور میں اؤ حَبَّ اللَّهُ تَعَالَى ۝ واللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت لازم فرماتا ہے، کے الفاظ ہیں۔

۵۵ تا کس میں ہے کہ یہ تاک، کان اور ماتھ کے معنی میں بھی آتا ہے۔

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لیے ایک صاع عذوق کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بچہ کی تربیت کرے۔

(ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسے محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔)

اس لیے راویان حدیث دیکھتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک ان کا مضبوط و محفوظ قوی نہیں کہ ان پر اعتماد و وثوق کیا جائے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

حضرت ایوب بن عمرؓ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کئی باپ اپنے بچے کا اچھی تربیت سے بہتر کوئی طریقہ نہیں دے سکتا۔

(ترمذی، ابی نعیم، شعب ابی یوسف، ابن ماجہ، ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔)

اسے ایوب بن عمرؓ بن اشق بن عمر بن سید بن العاص بن امیہ قریشی نقباء سے ہیں حضرت عثمانؓ کو ملے سے روایت کرتے ہیں اس لیے روایت کیا ہے۔

۵۶ تا کس میں ہے علیہ بن ابی طالبؓ یعنی اعلیٰ کے مصدر ہے۔

حضرت عوف بن مالکؓ اشجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور سیاہ رخسار والی عورت عذوق یا است ان دو کا طوطا ہوں گے اور زید بن زرقان نے سلمیٰ اور سیاہ کا طرف اشارہ کیا وہ حضرت جو صاحب فرقت و جمال تھے اس لیے خاندان سے الگ ہو گئی لیکن اس نے اپنے آپ کو تیرہوں کے لیے روک رکھا حتیٰ کہ وہ جلا ہو گئے یا وفات پا گئے۔

(ابو داؤد)

۵۷ تا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدُنِّي قَوْبُ الرَّحْمَةِ كَدَّةٌ لَا تَحْبُرُ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ - (رواه الترمذی بن و) قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَمَا صَدَّقَ الرَّوَاؤُ بِئْسَ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ بِئْسَ بِالْعَقْلِ (ی)

۵۸ تا وَعَنْ أَبِي قُبَيْبٍ بْنِ مُرْسِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَسَلَّ قَالِدًا وَلَا مِنْ كُفَّيْنِ أَنْفَعُ مِنْ آءٍ بِحَسَنٍ - (رواه الترمذی بن و) الْبَيْهَقِيُّ فِي تَهْذِيبِ الْإِسْكَانِ وَكَانَ التِّرْمِذِيُّ فِي هَذَا حَدِيثٍ عَلَى نَيْفٍ مُرْسَلٍ -

۵۹ تا وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا لَمْ أَزَلْ أَكْفُ سَعَاءَ الْعَدَاةِ بَيْنَ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْفَيْسِ وَمَا يَزِيدُنِي دُرُوبُ لَاهِ الْكُوسَطِيِّ وَالشُّبَّابَةِ لَمْ أَزَلْ أَكْفُ مِنْ دَوَاحِ كَادَاتِ مُلُوبٍ وَجَهَائِلٍ وَحَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَاكَدُوا أَوْ مَاتُوا - (رواه أبو داؤد)





فَمَا ضَعِيفٌ يُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَةٌ وَيُنْتَهَكُ ضَعِيفٌ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَعَالِي فِي مَوَاطِنَ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرُكَ وَمَا مِنْ أَمِيرٍ وَتَحْسِبُهُ تَهْوَ مُسْلِمًا فِي مَوَاطِنَ يُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ عِزِّهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ لَعَالِي فِي مَوَاطِنَ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرُكَ (رداء البیضاء ۱/۱۰۰)

لے یعنی نیت سے منع ذکر ہے۔

لے اس کی پردہ دہی کی جارہی ہو۔

لے یعنی آخرت یکن دنیا کو بھی شامل ہے۔

۳۶۶۵ وَ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَكْتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَشْبَحَى مَوْتًا ۚ (رداء البیضاء ۱/۱۰۰)

مسلمان کو ایسی جگہ نہ لٹا کرے جہاں اس کی ابرو بڑی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ ذیل کرے گا جہاں وہ مگد چاہتا ہوگا اور جو مسلمان ایسی جگہ مسلمان کی مدد کرے جہاں اس کی حرمت و عزت ختم کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ مدد محروم جاتا ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کا مخفی عیب دیکھے اس کا سر پر پردہ ڈال دے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو زندہ درگور ہی کو زندہ کر دے۔ (لاحقہ ترجمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

لے حرمت کا لفظ اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جس کے ظاہر ہونے کو انسان ناپسند کرے اور پسند کرے اور وہ مخفی ہی رہیں اور مرد و عورت کے ان اعضاء کو بھی کہا جاتا ہے جن کا سر زنی سے بیان پہلا معنی مراد ہے مگر اس میں ہے کہ لفظ حرمت ان اعضاء اصران اشیا کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کا ظاہر کرنا پسند ہو۔

لے جاہلیت میں بچپن کو لوگ زندہ درگور کر دیتے تھے اسے زندہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنے قبر سے باہر نکال لیا تاکہ وہ نہ مرے۔

لے دوسرے تشبیہ سے کہ جب کسی کے عیب ظاہر ہو جائیں تو وہ شرم و عار کی وجہ سے بچے آپ کو مرد و عورت کو نسبت یکن جس کے عیب مخفی ہوں تو وہ اپنے آپ کو زندہ شمار کرتا ہے تو گویا جس نے عیب مخفی کیے اس نے اپنے آپ کی طرح زندگی دی۔ مگر یہی کہتے ہیں کہ دوسرے تشبیہ اس امر کا عظیم ہونا ہے کیونکہ بچہ کو زندہ کرنا نسبت بہ عظیم معاملہ ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ تشبیہ دی تاکہ لوگ اس کو عظیم عمل سمجھتے ہوئے دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈال دیں۔ لیکن یہ دوسرے تشبیہ واضح نہیں اگر بچہ کو زندہ کرنے کے ساتھ دوسرے تشبیہ سے تو اس کی پھر ایک ضرورت ہے انکشاف میں اس کے عا۔ دہی احمد عظیم میں ان کے ساتھ تشبیہ دے دی جاتی۔ لہذا وجہ اولیٰ مناسب ہے۔ (لاحقہ)

۳۶۶۶ وَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلْ كَعْبُ قُرْبَاةٍ أُخِيْرُهُ  
كَانَ نَأْيَ يَمٍ أَذَى قَلْبِي مُطَاعَتُهُ - (رواه البخاري)  
وَصَفَقَهُ وَفَارِي وَابَيْتَهُ لَمْ يَلَا فِي دَاوُدَ الْمُؤْمِنِ  
مِرَاةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ يَنْكُحُ عَذْرَاةً حَتَّى يَحْتَسِبَ  
وَيَعْتَمِدَ مِنْ دَمَائِهِمْ -

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (باہتمام میں سے ہر کوئی  
اپنے بھائی کا آئینہ ہے اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے  
دور کرے۔ قرظی نے اسے نکالتے کہ ضعیف کہا اور اس  
کی دوسری اور اوپر اوڈو کہ روایت میں ہے کہ ہر مومن دوسرے  
مومن کے نیچے آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے۔ اس  
سے ملاکت دور کتابت اور اس کے پیچھے اس کی مخالفت کرتا  
ہے

۱۵۰ اس کی اصلاح کر دے خواہ بذریعہ قہر و تلکے، اطلاع یا بطور زجر و تنبیہ ہو۔  
۱۵۱ یعنی ان الفاظ کے اعتبار سے ضعیف ہے۔

۱۵۲ جس طرح آئینہ میں انسان اپنے چہرے کے عیب دیکھ کر درست کرتا ہے اسی طرح دوسرے مسلمان کے سامنے  
جس کی دوسرے مسلمان کے عیب آئین تو بذریعہ قہر، زجر اس کی اصلاح کر دے۔ مویاہ کرام نے ہمیشہ یہی راہ اپناتے  
ہوئے ایک دوسرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور اگر کوئی اصلاح کرنے والا نہ ہو تو تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ اس معنی کی تقریر  
کے یہ اچھے کلمات ارشاد فرماتے۔

۱۵۳ غیرت اس سے مراد ہر نقصان دہ چیز اور ہلاکت ہے  
۱۵۴ اس کی نسبت و کتابت کو کرنے دیتا ہے بلکہ اس کے تمام حقوق کی مخالفت کرتا ہے خواہ ان کا تعلق اس کی ذات یا  
مال یا اہل سے ہی ہو۔

۱۵۵ بعض مشاہیر نے اَلْمُؤْمِنِ مِرَاةُ الْمُؤْمِنِ کا تفسیر یہ کہ ہے جس طرح انسان آئینہ میں اپنا عیب دیکھ  
کر اصلاح کرتا ہے اسی طرح ایک مومن دوسرے کو دیکھ کر اپنے عیب و نقائص پر مطلع ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے  
یہ صحیح اور دین ہے لیکن سیاقی حدیث اس کے معنی میں

۱۵۶ وَمَنْ مَنَّا فَبِنَا أَجْسَ كَالْأَنْثَى قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَشِيَ مَوْتًا أَقْبَرَتْ  
مَنْ أَجْبَتْ بَعَثَ اللَّهُ مَلَكَ يَخْبِيهِ فَعَسَى يَذُرَ  
الْبَقِيَّةَ مِنْ نَفْسِهِ جَهَنَّمَ وَمَنْ دَخَلَ مَسْجِدًا  
يُحْسِنُ جُلُوسَهُ يَنْجِيهِ حَبْسَهُ اللَّهُ عَلَى جَسَدِهِ  
جَعَلَ حَسْبِي يَخْرُجُ مِنْهَا قَالَ -  
(دَوَاةُ الْبُؤَادِ)

حضرت حذاب بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی  
مومن کو سنانے سے منظور رکھے روز قیامت اللہ تعالیٰ ایک  
فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کی دوزخ کی آگ سے  
حفاظت کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو رب لگانے کی  
یئت سے گالی دے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے بل پر  
دو کے گا لیکن ایک روایت اس بات سے بظہر آجائے۔

(ابوداؤد)



لے نہ تاقی کے شر سے محفوظ رکھے یا اس کے ظلم سے، پہلا مصلحتی واضح ہے، مثنوی کا لفظ واضح کر رہا ہے نہایت کا پیشاپانا عمل نہ تاقی ہے جو سامنے اور نیچے کیا ان نہیں رہتا۔

۱۵۷ کو بھوک اس نے مردہ جہان کے گشت کھانے سے روکا تھا اس لیے اس کا خواب ہی مناسب ہے۔  
۱۵۸ اسے لاشی کرے یا اس کی سزا جگتا ہے۔

۲۴۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِندَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ رِضًا جِبِّ وَخَيْرُهُمُ الْخَيْرُ بَيْنَ جَنْدِ اللَّهِ خَيْرُهُمْ رِضًا جِبِّ ۝  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر بن چڑھ کر وہ ہے جو بڑھ کر دیکھ کے لیے بہتر ہو۔

(رَوَاهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي دَوَائِدِ أَرْوَاحِ وَكَانَ الْقُرْطُبِيُّ فِي هَذَا أَحَدًا يَكُنْ حَسَنًا لَمْ يَكُنْ يَكُنْ)

(حسن قریب ہے)

۲۴۶۹ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ لَا أَنْ أَكُونَ لَدَا أَحْسَنَتِ أَوْلَادِ أَسَاءَتِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمِمْتَ خَيْرَ نَفْسٍ يَقُولُونَ قَدْ أَحْسَنَتُ كَقَدْ أَحْسَنَتِ وَإِذَا أَمِمْتَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ أَسَاءَتِ كَقَدْ أَسَاءَتِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)  
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی نے عمل اچھا کیا یا بُرا کیا تو آپ نے فرمایا جب تم اپنے بڑھ کر دیکھ کر کہتے ہو کہ سو گز تو کہنے اچھا یا تو تو فرمایا اچھا یا بد صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ بھگتے ہیں کہ کہتے ہو اچھا یا بد کیا۔  
(ابن ماجہ)

۱۵۹ اسے ہم کسی چیز کو بیان نہ بناؤں۔  
۱۶۰ اسے تیری نیکی و بدی کی بڑھ کر اچھا سے گا اور یہی اس کا بیان ہے۔

۱۶۱ اسے واضح رہے کہ یہ ان ہمایوں کا حق ہے جو نہایت ہی منصف اور مصلحتی گروہوں، اور غلبہ و مصلحتی دشمنی سے بالاتر ہو  
بسیار حدیث میں ہے اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ دُرِّ مِلِّ تَمِ اَللّٰہ کے گواہ ہما

۲۴۷۰ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نُسِئَ الشَّامُ مَتَّارًا لَمْ يَمْطُرْ (رَوَاهُ الْبُيْهَقِيُّ وَآلِد)  
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کے ساتھ ان کے دلچز کے مطابق سوک کر ہو۔  
(ابو داؤد)

۱۶۲ اسے یعنی اہل شرافت و ہندگی کا اہل ذلت کے برابر نہ رکھا جائے ان دونوں کے ساتھ اس طرح کی تسبیح کہ سوک کیا جائے

کہ وہی کے لئے ایذا کا سبب نہ ہوا ورنہ کسی کے مرتبہ سے کم ہو۔

اسے ایسا معلوم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کھانا ہی تھیں۔ ایک فقیر اور عرصے گزرا آپ نے روٹی کا کچھ حصہ اس کی طرف دے دیا کیا اس کے بعد ایک سوار گزرا آپ نے اسے پیغام بھجوایا کہ اگر حاجت ہے تو کھانا مجھ سے۔ حاضرین میں سے ایک نے اس تفاوت حال کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسالتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں کی حسب مرتبہ قدر کر دے۔ مسکین ایک حصہ روٹی سے خوش ہو گیا، اگر اس سوار کے ساتھ بھی ہم اس جیسا سلوک کرتے تو شاید یہ اہانت محسوس کرتا۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۴۷۷ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَظَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ كَرْمًا يَوْمَ مَا  
كَتَمَ أَهْلُ مَدْيَنَ يَتَمَسَّحُونَ بِوَسْطِهِمْ كَقَالِ  
لَكُمْ الْيَوْمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعْطِيكُمْ  
عَلَى هَذَا كَمَا لَوْ أَحْبَبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَقَالِ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّ كَرْمًا يَجِبُ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلْيَصْطَفِ حَقِيْقَةً  
إِذَا حَتَمْتَ كَرْمًا يَوْمَ مَا كَتَمَ إِذَا أَتَيْتُمْ  
وَلْيُحِبَّ حَرَمًا مَنْ جَاءَ وَرَمَا  
(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت عبدالرحمن بن ابی قُرَظَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ مجاہد نے آپ کے پیچھے ہوتے پانی سے تبرک کرتے ہوئے اپنے جسم پر ملنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا تم میں اس عمل پر کسی نے برا ٹھہرنا کیا۔ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے آپ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا اس کے ساتھ اللہ اور اس کا رسول محبت کرے اسے چاہیے کہ وہ جب بات کرے سنا کرے۔ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔ (بیہقی)

اے اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت یہ اہل حجاز میں سے ہیں اور صحابی ہیں۔

اسے کہنا پانی مراد ہے۔ اکثر کاٹنے سے کہہ کر وہ پانی مراد ہے جو برتن میں دھو کر بعد نچ جاتا تھا اور بعض اس سے صفائی فرماتے ہیں جہاں آپ کے اعتماد مبارک سے الگ ہوا۔

اسے یہ مقام پہلے سے بڑھ کر ہے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک دوسرے کو مستلزم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یُحِبُّكُمْ وَيُحِبُّكُمْ دَالِدٌ اَللّٰهُنَّ سَعَى مَحَبَّتِ كَرْتَابِے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ صرف ایسے امور سے ثابت نہیں ہوتا جن میں نہ تو محبت ہے اور نہ ہی ان کے لئے شفقت ہے، جیسے دھوکے پانی کی جسم پر ملنا یا کھانا کا لہوہ و طہر یہ ہے کہ ان کے احکام کی پیروی کا جائزہ غور سے امور صحیح ہونا، ادائیگی امانت، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کیونکہ لوگ اکثر ظہور پران سے غفلت

برستے ہیں اسی لئے ان کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اعلم۔  
 مولانا احمد محمد طیبی روضۃ اللہ قلعے طبرہ ناگور میں بہت ہی متدین شخص تھے، میوات کے امرا بھی ایک شخص جس نے اپنے بھائی کے حقوق کا ادائیگی نہیں کی تھی اور ورثہ میں بن گیا اور مولانا کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا اور اس کا کام تھا کہ آستانے کے بیسے پانی لانا ایک دن آپ نے اسے دیکھا کہ وہ آپ کے پانی کا کوزہ سر پر اٹھا کر رہا ہے تو آپ نے فریاد سے اوجھڑا اور اللہ قلعے اسی طریقے سے تجھ سے راضی نہ ہوگا جب تک تیرا بھائی راضی نہ ہو، لہذا اس کا حق پہلے ادا کر اور اسے اپنے آپ سے راضی کرنا کہ اللہ قلعے تجھ سے راضی ہو۔

۴۶۶۴ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْرُورٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَيْفَ الْمُؤْمِنُ يَأْتِي فِي تَبَشُّعٍ وَجَارٍ بَعْدَ بَعْدٍ رَأَى جَنِينًا (رَدَّاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص مومن نہیں ہو سیر ہو کر کسی سے اور اس کے پہلو میں اس کا چڑکی جو کا ہے۔

(ذبیحی شعب الایمان)

۴۶۶۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْزُكَ كُنْزُ مَنْ تَكُونُ مَتَلَوْنَهَا وَصِيَابُهَا وَصَنَ قَتَمَهَا خَيْرٌ أَمَّا كُنْزُ ذِي حَيْثَرٍ أَمَّا يَلْسَانُهَا قَالَ يَهَى فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قِيَانٌ كُنْزُكَ كُنْزُ مَنْ تَكُونُ مَتَلَوْنَهَا وَصَنَ قَتَمَهَا وَصَلَوْنَهَا وَأَمَّا كُنْزُكَ يَأْتِي كُنْزَ أَرَمٍ أَلَيْقِي وَكَكُنْزُ ذِي يَلْسَانِهَا خَيْرٌ أَمَّا قَالَ يَهَى فِي النَّارِ (رَدَّاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان خاتون کے ناز و روز سے اور مدد کا کثرت کا طلب چڑھا ہے مگر وہ اپنے پردے کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی تھا اور ابا وہ دوزخ میں ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ان خاتون کے روزے، ناز اور مدد سے میں کی ہے اس نے پیڑ کے کھمبے کے لئے ہی مدد کی ہے لیکن اپنے پردے کو زبان سے تکلیف دیتی تھی، فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

(احمد بیحی شعب الایمان)

لے لوگ بیان کرتے ہیں۔  
 اسے جسے کزنک کرنے کے دہرے وہ دوزخ میں چلی گئی اور اس کے ناز، روزے اور مدد اٹنی ترین عمل کرنے کے باوجود اس میں نہ کفارہ دہیں سکے۔

۴۶۶۶ وَعَنْهُ قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ عَلَى نَافْسٍ جُلُوسٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ كُنْزُ مَنْ تَكُونُ مَتَلَوْنَهَا وَصَنَ قَتَمَهَا وَصَلَوْنَهَا وَأَمَّا كُنْزُكَ يَأْتِي كُنْزَ أَرَمٍ أَلَيْقِي وَكَكُنْزُ ذِي يَلْسَانِهَا خَيْرٌ أَمَّا قَالَ يَهَى فِي النَّارِ (رَدَّاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

اسی سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے طہر کر فرمایا میں تمیں اچھے برے کی خبر دوں؟ لوگ خاموش

فَقَالَ ذَٰلِكَ كَلِمَةٌ مِّنْ آيَاتِ فَتَاكِ رَسُولِي يٰٓأَيُّهَا  
رَسُولُ اللَّهِ أَغِيْرُ نَا بِحَيْرٍ كَمَا مِثْلُ فَتَاكِ  
عِيْرُ كَوْمَنْ يُّؤْمِنُ بِحَيْرٍ وَ يُّؤْمِنُ بِشَرِّهِ  
شَرُّهُ مِثْلُ كَوْمَنْ يُّؤْمِنُ بِحَيْرٍ وَ لَا يُّؤْمِنُ بِشَرِّهِ  
رَأَوْنَا الْبَيْتَ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ  
وَقَالَ الْبَيْتُ مِنْ يَدِ هَذَا أَحْيَا نَيْتُ حَسْبُ فَصِيْرُ

ہم گئے آپ کے تین مرتبہ فرمایا ایک شخص نے عرض کیا یا  
رسول اللہ! میں اپنے اور برے کا شائبہ فرمائیے۔  
فرمایا میں اپنے وہ ہیں جن سے بھلائی کی امید ہر اہل برائی  
کا غلط دہراؤ میں برے وہ ہیں جن سے بھلائی کی امید  
دہراؤ ہر اہل برائی کا غلط دہراؤ۔  
(یعنی شعب الایمان ترجمہ نے روایت کر کے کہا  
کہ یہ حدیث حسن ہے)۔

۱۔ یوں کہہ رہے ہیں کہ وہ ایک کون ہیں؟  
۲۔ اس خوف کے پیش نظر غامض ہو گئے کہ شاید ہم میں سے ہر ایک کا تین فرمائے گئے مگر یہ عمومی  
گفتگو تھی۔

۳۔ لیکن وہ شخص جس سے نیک کی امید ہر اہل برائی کے غلط دہراؤ اس کی برائی سے بے غرضی سے مگر اس  
سے نیک کی امید میں تو ایسا شخص درمیان میں ہر گاہ سب سے نیک اور نہ سب سے بُرا۔

۴۴۵ وَ عَنِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي  
الْبَيْتُ مِنْ يَدِ الْبَيْتِ مِثْلُ فَتَاكِ رَسُولِي

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
اللہ تعالیٰ تمہارے اندر اخلاق تقسیم فرمادیے ہیں  
جیسے کہ اس نے تمہاری روزی تقسیم کر دی ہے اللہ تعالیٰ  
نے دنیا اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ شخصوں کو  
دی مگر دین اس کو دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے  
پس جسے اللہ تعالیٰ نے دین عطا فرمایا تو اس سے  
وہ محبت کرتا ہے وہ جس سے بے اس ذات کی جس کے  
تبعہ میں میری جان ہے ابندہ اس وقت تک مسلمان نہیں  
ہوتا جب تک اس کے دل زبان سلامت نہ ہوں اور  
نہیں مومن ہو سکتا یہاں تک اس کا دل و زبان اس کے شر سے  
محفوظ ہو۔ (احمد، بیہقی)

۱۔ اللہ تعالیٰ جن کا تعلق دین سے ہے۔

۲۔ جس کا تعلق دنیا سے ہے اس کے بعد اخلاق کی تفصیل بیان کی۔

۳۔ مومن ہو یا کافر فرماؤ زور دہر یا کافر ان۔

۴۵: بطور تاکید جملہ کا اضافہ ہے۔

۵۔ اس معنی میں تاکید ہے کہ دین نیک اخلاق کا نام ہے۔

حقہ یعنی جب تک اس کے دل و زبان علیحدہ نہ ہوں، اول کا اسلام یہ ہے کہ وہ عقائد باطلہ سے پاک ہو اور زبان کا اسلام یہ ہے کہ لافنی باتوں سے رک جائے (دکھنا قال العیسیٰ) لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد تصدیقِ نبوی اور اقرارِ سانی ہے بلکہ یہ ظاہر و باطن کے موافق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ دل و زبان کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اور ایمان کا مدار ان پر بھی ہے۔

کہ یہ بھی افغان ہیں سے بعد و خبر تفصیل یہ ہے کہ اس کے ساتھ معاشرنایت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور ایمان کا ذکر بطور رکابی مبالغہ ہے۔ گویا حقیقت ایمان، تصدیق یقینی ہونے کے باوجود اس عمل پر موقوف ہے اور جب ایمان کا معنی تکثر ہے بے خوف ہر نام ہے اور اس کا ذکر سب الکی کی بے خوفی کے ساتھ نہایت مناسب ہے۔

۴۶۶ رَعْنِ اَيُّهَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْمُسْمِيَّ مَأْلُفًا وَكَالْحَيَّةِ فَيَمْنُنُ رَأْيًا لَعَنَ وَكَدِيحًا لَعَنَ - (رواه أحمد والبيهقي في شعب الایمان)

حضرت ابوبکرؓ کا یہ قول ائمہ قدس سرہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریاد و مومنین کو مائلف کہتے تھے اور کدح کہتے تھے۔ (ابو یوسف، مشابہ و بیان)

۱۶۶۸ لے مراح میں لفظ تمنا کا معنی کسی کی حاجت پوری کرنے کے لیے مشغول ہونے کے ہیں۔

۲۶۶۸ وَكَتَبَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعَاتَ مَلَهُمْ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ شَلًا وَتَبِيلًا مَعِيرًا وَوَاحِدًا فِيهَا صَلَاحٌ أَوْ هَيْكَلٌ وَتَبِيلًا وَتَبِيلًا لَهُ رَجَاءٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (رَدَّاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

۱۶۶۹ لے دنیا و آخرت کے تمام معاملات۔

۲۶۶۹ لے دینا دل دہات کا سبب ہوں گے۔

۲۶۶۹ وَكَتَبَهُ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَحْسَنُ إِلَى عِبَادِهِ (رَدَّاهُ الْبَيْهَقِيُّ الْأَخَاوِثُ الْمُتَلَفَّةُ فِي الْفُتُوحِ الْأَيْمَانِ)

اور انہی سے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی ہے کہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مطلق اللہ کا نام اذان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے دیا وہ وہ مجرب ہے جو اس کے نام اذان کے ساتھ خوب حسین سلوک کرے۔

(وَبَقِيَ شُبُّ الْإِيمَانِ)

۲۶۷۰ لے تمام مطلق اللہ تعالیٰ کے نام اذان کے حکم میں ہے کہ جو ان تمام کا نام اذان و نفقہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

۲۶۷۰ وَكَتَبَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى الْمُحْتَمِلِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ نَجَادِي (رَدَّاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت حمید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نجات کے لئے سب سے پہلے مقدمہ دو پڑوسیوں کا پیش ہوگا۔

(احمد)

(رَدَّاهُ أَحْمَدُ)

۱۶۷۱ لے جہاں ایک اشکال ہے کہ دیگر روایت میں ہے کہ سب سے پہلے غار کے بارے سوال ہوگا۔ لیکن میں ہے کہ سب سے پہلے تین دنوں کے بعد سب سے پہلے ہوگا۔ اس کا جواب امام سیوطی نے الزاجہ، علی ابن ماجہ میں یہ روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے میراث حقوق اللہ کے بارے میں ہے اور دوسرے ارشادات حقوق العباد کے متعلق ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خدمت اللہ میں ایک شخص نے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے۔ آپ نے فرمایا اسی تیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور کسی مسکین کو کھانا کھلا۔

۱۶۷۱ وَكَتَبَهُ لِمَا يَرَى أَنَّهُ يَكُونُ شَكْلًا إِلَى الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَوَّاهُ قَلْبُهُ قَالَ (مُسْتَحَبٌّ أَيْسَ الْهَرِيمِ دَأْ طَلْعِهِ الْمُسْكِينِ)

(رَدَّاهُ أَحْمَدُ)

(احمد)

اے اس کا علاج کیا ہے؟

[illegible]

۱۵۹۴ وَعَنْ سُرَاقَةَ بِنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدُلُّكُمْ عَلَى آخِضٍ  
 الضُّدِّ قَدِ ابْتَنَتْ مَرُوءَةٌ إِلَى إِلَيْكَ لَيْسَ بِهَا  
 كَأْسِيكَ خَيْرٌ لِي -

(رواۃ ابی مایعہ)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 مروی ہے کہ حضرت علیؑ العاصیؑ واسلمانہ سے فرمایا کہ میں تمہیں  
 بہترین عقد سے آگاہ و حکموں کی ابتدا اپنی اس بیٹی پر فرماتا  
 کہ اگر تمہاری طرف کوئی غلامی لگنی اور تمہارے سوا اس کو  
 کوئی کلمہ نہ دلاؤں۔ (ابن ماجہ)

لے اسے طلاق ہو گئی اور واپس قبیلہ سے پاس آ گئی۔

۳۔ اس کا کوئی بیٹا کلمے والا یا کوئی احساس کا پوجھاٹھانے والا نہیں۔

بَابُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَمِنَ اللَّهِ  
۳۲۲۔ اللہ کی خاطر محبت اور محبت الہی کا بیان

بعض نغزوں میں عنوان یہی ہے لیکن بعض میں اُنْبُغْضُ پلڑے کے الفاظ ہیں۔ عربی اثر کا معنی، اثر کی خاطر اور اس کو دھکا کے لیے محبت جبریا اور غرض سے پاک ہرئی کا لفظ بیان علت کے معنی میں ہے جیسے اثر قائلے کے اثر اور میں ہے وَالْبُغْضُ جَاءَهُ قَائِمًا دھ وگ جنوں نے ہماری ذات اور ہماری طبع کے لیے ماحدہ کیا، اسی طرح کہا جاتا ہے اَلْمُفْكَرُ فِي مَعْرِفَةِ اللَّهِ وَاجِبٌ (یعنی معرفت باری قائلے کے لیے تفکر ضروری ہے) اور میں اثر کا معنی بھی برائے رفا معنی الہی ہی ہے کہ ہر قطر بھی جی علت کے معنی میں مستعمل ہے قرآن میں ہے تَرَىٰ اَعْيُنُهُمْ فَيُبْغِضُ وَاَوْفَىٰ اَلْمُطْمَعِ وَاَوْفَىٰ اَلْمُطْمَعِ سے آپ ان کی آنکھوں سے آسو جاری رکھیں)

بعض مشاہدین نے کہا کہ فی اللہ میں جالو ہے کیونکہ اس میں ذات ہاری تاملے کو محبت کے لیے معزوف بنایا گیا

اس صورت میں دونوں ممالک کا معنی ایک ہی ہے لیکن بعض دیگر خاریجین کی رائے یہ ہے کہ حبشی اٹل کا معنی بندہ کا اٹل سے محبت اور حبشہ حبشہ کے علاقہ کا بندہ سے محبت کرنا ہے اور یہی معنی لفظ حبشی اٹل کے واضح ہے لیکن اس معنی پر امام ربیع باب کم ہیں۔ البتہ فصل اول کی دوسری حدیث اس پر دال ہے۔ دوسرے نسخہ میں الحبشی اٹل کے بعد البسفی ثلث کے الفاظ یا تو اضافہ ہے کہ دوسرے نسخوں میں موجود ہیں حالانکہ اس موضوع پر امام ربیع باب نفرت کے ساتھ دال میں غلبہ رہا ہے کہ اس کے ترک کی وجہ یہ ہے کہ الحبشی اٹل کے بطور مقابلہ خود واضح ہو جاتا ہے۔

الفصل الأول

## پہلی فصل

٤٨٣ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي جُئْتُكُمْ لِيُجَنِّدَ فِيَّ  
فَمَا تَهَارَفْتُمْ مِنْهَا فَمُتَلَفٌ وَمَا تَنَازَرْتُمْ مِنْهَا  
فَاخْتَلَفْتُمْ إِنَّهَا الْبُخَارِيُّ وَأَكْثَرُ مَا مَسَّلَنِي مِنْ  
أَيِّهَا مُرِيدٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذکارِ خفویہ لشکریں جو آپس میں جان پہچان کرتی ہیں کوہِ محبت کہتی ہیں اور جو انہی سے بھی بیگانہ انگ رہتی ہیں۔ دنیاوی و دینی و دنیوی و دینی کے حضرت ابراہیمؑ سے روایت کیا۔

۱۔ اہل ان سے متعلق ہونے سے پہلے ایک جگہ جمع ہیں پھر ان کو جدا جدا کر کے اہل ان میں بھیجا گیا ہے۔  
 ۲۔ جن کو پہلے آپس میں شناسائی تھی۔ اہل ان میں آنے کے بعد وہی مد قائم رہی — جیسے کوئی شخص اپنے  
 غمخوار اور محبوب کو گم کر دے اور صبر نہ کرے۔

۳۵۔ یہ لعنت و اہلیت الہام الہی کی وجہ سے ہوتی ہے انہیں آپس میں یا دوسری ہوتا کرواں آشنائی تھی یا نہ تھی یہی وجہ ہے کہ نیک، نیکوں کے ساتھ اور بدک، بدوں کی طرف سے ٹکرائیں ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ بعض اسباب و عوامل کی وجہ سے اس کے خلاف ہوتو وہ بھی کھارہم کا آؤکار وہ اپنے اصل کی طرف ہی لوٹ کر چلا جائے گا۔

۱۵ اگرچہ بخاری و مسلم دونوں نے اسے روایت کیا ہے مگر چونکہ ایک صحابی سے نہیں۔ امام بخاری نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے امدام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لہذا اسے متفق علیہ نہیں کہا۔ متفق علیہ ہونے کے لیے دونوں کا ایک صحابی سے روایت کرنا ضروری ہے، جیسا کہ مقدمہ میں واضح ہو چکا ہے، اس حدیث نے واضح کر دیا کہ ارواح احوال میں سب سے ایسی خلق ہیں جو اجسام سے پہلے پیدا ہوئی ہیں لیکن اس سے ان ارواح کا تعلیم ہونا لازم نہیں آتا۔ حدیث میں تصریح ہے کہ ارواح کی تخلیق اجسام سے دو ہزار سال پہلے ہوئی تھی۔ البتہ یہ کہنا باطل ہے کہ روح کی تخلیق بدن کی تخلیق و اتمام کے بعد ہوئی ہے یا نہ کہ اس کا اجسام سے قبل ارواح کی تخلیق علم الہی میں تھی و علم خدا تھی، تو یہ تاویل حدیث میں تصریح کے خلاف ہے۔ حاشا علیہم۔

۴۸۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ إِذَا أَحْبَبَ عَبْدٌ

حضرت ابوبہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ



وَعَا جِبْرِئِيلُ فَقَالَ اِنِّیْ اُوحِیْ لَکُمْ فَکَلَامًا فَاَکْبَرُ  
 قَالَ فَبِیْنَهُ جِبْرِئِيلُ فَکَلَامًا فَاَکْبَرُ  
 فَبِیْنَهُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ کُلَّ اَخٍ لِّکُلِّ اَخٍ فَبِیْنَهُ  
 هٰذَا الشَّمَاوُ فَکَلَامًا فَاَکْبَرُ  
 فَاَکْبَرُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ کُلَّ اَخٍ لِّکُلِّ اَخٍ فَبِیْنَهُ  
 اِنِّیْ اُوحِیْ لَکُمْ فَکَلَامًا فَاَکْبَرُ  
 جِبْرِئِيلُ فَکَلَامًا فَاَکْبَرُ  
 اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ کُلَّ اَخٍ لِّکُلِّ اَخٍ فَبِیْنَهُ  
 کَلَامًا فَاَکْبَرُ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اپنے کسی بندے کے لئے محبت کرتا ہے تو جبریل کو کہہ کر فرماتا ہے  
 کہ میں نے تمہارے لئے محبت کی کہ تمہاری اس سے محبت کہ جبریل  
 اس کے لئے محبت کرتا ہے اور آسمان پر آواز دیتا ہے کہ تمہارا  
 کا محبوب ہے تم بھی اس سے محبت کرو بخلاف تمام اہل آسمان  
 اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لئے زمین میں جبریل  
 رکھ دی جاتی ہے جب اللہ کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے  
 تو جبریل کو فرماتا ہے کہ مجھے تمہارا بندہ ناپسند ہے تو جبریل  
 اسے ناپسند رکھ جبریل بھی اسے ناپسند سمجھتا ہے پھر تمام  
 آسمان والوں کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تمہارے کو تمہارا  
 ناپسند ہے تو تم بھی اسے ناپسند سمجھو پس وہ اسے ناپسند  
 سمجھتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے جہنم و نفرت رکھ دی  
 جاتی ہے۔ (مشعل)

لہ بندے سے ماضی ہوا مجھے اس سے ہایت، خبر کی کہ تمہیں دیتے ہیں مجھے اس پر رحمت خاصہ کے ساتھ تو ہر جہم  
 لہ اس کو توبہ کرتے ہیں، اس کے لئے دعا و استغفار اور اس کی کمالات چاہتے ہیں۔  
 لہ تاکہ تمام درشتے نہ ہوں۔  
 لہ ہر چہ داس کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔  
 لہ جب اللہ تعالیٰ تامل فرماتا ہے اور اس کی ذلت و بزرگوئی کا ارادہ فرماتا ہے۔  
 لہ جبریل اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔  
 لہ اگر ان کے دلوں میں اس کے صفات نفرت پیدا کر دی جاتی ہے۔  
 لہ یہ روایت بخاری میں بھی ہے شاید۔ تاں اس سے آگاہ ہو گئے۔

۴۸۵  
 عَلَیْکُمْ دَسْتُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَعَالِی یَسْتَوِی یَوْمَ الْقِیَمَةِ  
 اِنَّ الْمُتَحَاجِّیْنَ یَسْتَوِیْنَ اَلِیَوْمَ اُحِلُّوا فِی  
 ظِلِّی یَوْمَ لَا یُخْلَعُ اِلَّا ظِلٌّ  
 اور انہی سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گی میری  
 عظمت کی خاطر کن آپس میں محبت کرتے رہتے آج میں  
 انہیں اپنے لباس میں جگر دیتا ہوں جو میرے سایہ کے  
 سوا کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لہ ہر حال کے سایہ سے مراد یا تو عرش کا سایہ ہے جیسا کہ بعض امداریت میں اس کی تفسیر ہے اور اللہ تعالیٰ  
 کا طرف اس کی انانیت بطور عظمت و شرافت ہے یا اس سے مراد ستر پوشی اور حصہ ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے اِنَّ لِّکُلِّ

عَلَى الشَّيْءِ اس سے مراد آرام و نعمت ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے میں لیلِ فرشتہ گزار زندگی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۴۸۶ وَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَوْ رَجُلٌ رَأَى أَحَدًا فِي قَدْرَةٍ يُحْمَلُ كَارِئًا  
اللَّهُ لَهُ عَلَى مَا رَجَحَ مَكْرًا كَأَيُّ كَرِيهٍ  
قَالَ أَرَيْدُ أَحَدًا فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ  
لَكَ عَلَيْهِ مِنْ لَفْسَةٍ قَوْلُهَا قَالَ لَا عَيْزَ أَقْبَى  
أَحْبَبْتُ فِي النَّاسِ مَنْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ لَيْلِكَ  
يَأْتِي اللَّهُ فَكَأَنَّكَ كَمَا أَحْبَبْتُ، فِيهِ .

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لے دے۔ ہم پر زبردیم اور اس کا معنی مستحب ہے۔

لے یعنی کچھ تو نے اسے رکھا ہے جس کے حصول کے لیے جا رہا ہے۔ بعض شہداء میں نے یہ بھی کیا ہے جو نعمت  
تو نے رکھی ہے اس کا اصلاح و غیر کے لیے جا رہا ہے لیکن پہلا معنی یہاں زیادہ مناسب ہے کیونکہ اکثر طہر پر انسان دی ہوئی  
پیر کے حصول کے لیے جاتا ہے اور دوسرا معنی تربیت کے پیش نظر مناسب ہے کیونکہ تربیت کا لفظ بمعنی تلیک بھی  
آتا ہے۔

۴۸۷ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْزِمُهُ  
الْمَوَافِقَةُ فَقَالَ فِي رَسُولِ أَحَبِّ قَوْمًا وَكَأَنَّ  
يَلْحَقُ بِمَنْ كَانَ الْمَوَافِقَةُ مَعَ أَحَبِّ .  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص  
نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص کے بارے میں آپ کا  
کیا فرائض ہے جو کسی سے محبت کرتا ہے مگر اس سے ملے  
نہیں کرنا یا آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا  
ہے۔ (بخاری و مسلم)

لے ان کی محبت نہیں پائی ان جیسے عمل نہیں کیے

لے موقوف و محبت کا اعتبار ہوگا خواہ ملاقات ہوگی یا نہ اور اس طرح کے عمل بھی نہیں۔ البتہ محبت کا لفظ تقاضا نہیں ہے  
کہ محبت کا لفظ اتہاک کے جائے لیکن اصل معنی محبت ہی ہے یہ ان لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو صالحین  
ملازمین، اور اولیاء کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔  
انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۸۸ وَكَفَىٰ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَفِيكَ وَمَا أَعْنَدُكَ لَهَا  
قَالَ مَا أَعْنَدُكَ لَهَا إِلَّا قَاتِي أُجِبْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
قَالَ أَتَشَاءُ مَعَ مَنْ أُخْبِرْتُ قَالَ أَشَاءُ مَعَ أَتَشَاءُ  
الْمُسْلِمِينَ فِي حَوَائِشِي بِكُنُفِ الْأَسْلَامِ قَوْحَهُمْ  
يَقَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک  
شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی، فرمایا  
انوس تمہارے پر تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کیا  
میں نے سوائے اس کے کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ اور  
اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہوں فرمایا تو اس کے  
ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتے ہیں حضرت انس کہنے میں  
اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو بھی آنا خوش نہیں  
دیکھا جتنا وہ اس خوشخبری پر ہرے تھے (بخاری و مسلم)

لے یہ کیوں پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئے گی بھرا اس کے لیے تیاری کر رکھ دو کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ ظاہر یہی ہے  
کہ آپ نے اس سوال کو پسند فرمایا کیونکہ ممکن تھا اس نے قیامت کو بیدار تصور کرتے ہوئے سوال کیا یا خوف و اعتقاد  
کی وجہ سے۔

لے جب آپ نے اس کے یہ کلمات سنیے تو محسوس فرمایا کہ اس نے خوف و اعتقاد کے پیش نظر سوال کیا تھا۔  
لے جب اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے تو جبے اللہ تعالیٰ کے ہمارے رحمت اور حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے قرب میں بجز نصیب ہوگی۔ اگرچہ یہ مقام بلند ہے اور یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا لیکن قربت و تعلق ہی  
اس کے حصول کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

لے اسلام لانے کی بہت بڑی عرش تھی۔ اس کے بعد جب یہ سننا کہ ہیں قیامت کر اللہ اور اس کے رسول کی  
محبت نصیب ہوگی تو اس پر نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی اور یہ بھی دراصل اسلام ہی کی خوشی ہے کیونکہ یہ اسلام ہی کا  
مقدار اور اثر ہے۔

۴۷۸۹ وَكَفَىٰ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَفِيكَ وَمَا أَعْنَدُكَ لَهَا  
قَالَ مَا أَعْنَدُكَ لَهَا إِلَّا قَاتِي أُجِبْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
قَالَ أَتَشَاءُ مَعَ مَنْ أُخْبِرْتُ قَالَ أَشَاءُ مَعَ أَتَشَاءُ  
الْمُسْلِمِينَ فِي حَوَائِشِي بِكُنُفِ الْأَسْلَامِ قَوْحَهُمْ  
يَقَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے  
اور بُرے سبھی کی مثال کستری والے اور بھٹی والے  
کا طرح ہے خوشبو والا یا تو دے دے گا یا تم اس سے  
غریب ہو گے یا اس سے اچھی خوشبو کا جوہر پاؤ گے اور  
بھٹی بھونے والا یا تھکے پڑے گا یا اس سے بھڑکے گا یا اس  
سے تم بھر پائو گے۔ (بخاری و مسلم)

لے کیونکہ اس کے نیچے ذرا سا گن لوہار کی مشک جس کے ساتھ بھٹی کو بھڑکتے ہیں۔ اس کی جمع آگ آگڑ یا کے  
ساتھ ہے اور کروڑوں کے ساتھ لوہار کے اس آگ کو کہتے ہیں جو مٹی سے بنتے ہیں اس کی جمع آگ آگڑ اور کیران دونوں

طرح آتی ہے بنیاد میں ہے کیرا لہ کا نام ہے جڑی سے بنے ہیں ان دونوں میں فرق بعض کے نزدیک ہے۔  
 ۱۔ اور اذرا علیہ جبریت کے کسی کو ملے۔

۲۔ جیسے کہ محبت میں غفلت کا پاتا ہے جس کی وجہ سے فیض نصیب ہوتا ہے۔

۳۔ اگر خشک دپائی تو اس کی خوشبو تڑپا لگے یعنی اگر فیض نہ بھی ملتا تو اتنا کافی ہے کہ چند لمحات ایک سالہ کی محبت میں سیر لگے۔

۴۔ اسی طرح بڑا دوست نقصان پہنچائے گا یا وقت و صلاحیت ضائع کرے گا اور لباس تقویٰ کو جلا کر راکھ کرے گا اور اگر بہ دہراتیے ذوق اور مدد حالی ضرور وسط ہو جائے گی۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 وَجَبَتْ مَحَبَّتِي يَوْمَ تَحَابَّتْ دِينِي فِي دَاوُدَ النَّجَّارِينَ  
 فِي دَاوُدَ الْمُكْرَمِ وَأَوْسَيْنِ فِي دَاوُدَ الْمُتَكَبِّرِ يَوْمَ تَفَتَّ  
 رَوَاكُ مَالِكٍ وَفِي رَاوِيَةِ التَّوْبَةِ وَفِي رَاوِيَةِ  
 يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى الْمُسْحَابُونَ فِي جَدِّي لَنَا  
 مَنَابِدُ مِنْ تَوْبَةٍ يُكْبِلُهُمُ التَّكْبِيرُ وَ  
 الشُّهُدَاءُ -

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
 ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے  
 ہوئے سنا کہ میں... ان لوگوں سے یقیناً محبت کرتا ہوں  
 جو میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے  
 آپس میں بیٹھتے اور ملاقات کرتے ہیں، میری وجہ سے حلق  
 کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 کہ جو لوگ میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کریں گے ان  
 کے لیے ندر کے شہنشاہ بنائیں جائیں گے، ان پر انبیاء اور  
 شہداء اور خشک کریں گے۔

۱۔ لہذا یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں سے ہیں۔

۲۔ میرے ذکر و ثناء کے لیے۔

۳۔ میری رضا کے لیے۔

۴۔ ان کا مقصد ریاکاری نہیں بلکہ میری رضا ہوتی ہے۔

۵۔ قیامت کے دن۔

۱۔ یہاں یہ انکال ہے کہ انبیاء و تمام لوگوں سے افضل ہوتے ہیں اور اسی طرح شہداء کے بھی اپنی جان و مال اللہ کی  
 راہ میں فوج کی ہوتی ہے اس عظمت و فضیلت کے باوجود وہ اتنے اُساں مل کر نہ دے گئے کیسے خشک کریں گے؛ کیونکہ  
 خشک مفضول، فاضل پر کرتا ہے اور یہاں معاد برعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں خشک سے مراد اس کا حقیقی معنی

نہیں بلکہ ان کی تعریف و ثناء اور اسے یعنی انبیاء و شہداء ایسے لوگوں کی تعریف کریں گے کہ ان کے مقام کے حصول کی تمنا اور  
 آرزو کریں گے۔ دوسرا جواب یہ رہا گیا ہے کہ یہ بطور فرض و تقدیر ہے کہ اگر انبیاء و شہداء کسی پریشاں کرتے تو ان پر کرتے  
 اور اس کا مشہور جواب یہ ہے کہ بعض اوقات مغضول میں ایسی صفت ہوتی ہے جو ناخوش میں نہیں ہوتی تو صاحبِ فضیلت  
 کے فضائل و کمالات کے مقابل مغضول کی فضیلت کا اعدام ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک غلام ہے شہدِ صفت اور نہ صرف کتب  
 اور ایک غلام، کچھ عقل و خرد کا مالک ہے تو وہ غلام، عقلی و کمالات اور اس قدر تامل کے پسندیدہ افعال کے شوق  
 کہ بنا پر یا نہ بنا ہے کہ جو خیر الٰہی اپنے کو حاصل ہے مجھے بھی حاصل ہو یا جواب یہ ہے کہ انبیاء و عظیم السلام محبت الٰہی کی  
 دوسرے دوسروں سے محبت کرنے میں کامل و اتم ہیں لیکن کمال ہے کہ یہ حالت میلانِ محشر میں جنت میں داخل ہونے  
 میں انصاف اور قرب الٰہی کے درجات پانے سے پہلے ہو گئے اور اس لئے حدیث میں آ رہا ہے کہ ان کی سنت یہ ہے کہ  
 نہیں کوئی عزت، اہم اور تشویش بیش لائق نہ ہوگی اور وہ بالکل ناروغ اہل بول گئے اور دوسرے لوگ اپنے سلامت میں پریشاں  
 رہا گئے اور انبیاء و عظیم السلام اپنی اپنی امت کے سلامت میں متروک ہو گئے۔ واضح رہے کہ یہ انکال انبیاء کے واسطے  
 بالکل مشکل ہے لیکن شہداء کے واسطے میں اس طرح خیر، اگرچہ عقل و محبت الٰہی کا درجہ شدید سے کم بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ  
 محکمہ دائرہ تعلیم اعلیٰ۔

٢٤٩١ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَعَى عِبَادَةَ اللَّهِ وَنَاسَا  
 قَاهُ يَأْتِيَنِي أَوْ كَذَّ شَهِدَ آتَى يَغِيظُ لَهُمُ  
 الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ  
 مِنَ اللَّهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تُعْزِرُ نَاسًا  
 قَالَهُمْ كَوْرًا كَحَابُوا يَكُونُ مِنَ اللَّهِ عَلَى كَثِيرٍ  
 أَوْ حَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْرًا يَتَعَاظُوهُمْ أَوْ اللَّهُ  
 إِنَّ وَجْهَهُمْ كُنْزٌ لَا يَفْقَهُ تَعْلَى شَوْبًا سَكَا  
 يَكْفَانُونَ إِذَا أَحْكَافَ النَّاسُ وَلَا يَخْرُجُونَ  
 لَدَا حِزْبِ النَّاسِ ذَكَرَهُ هَذَا الْأَنْبِيَاءُ أَزْكَانَ  
 أَوْ لِبَاسًا اللَّهُ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ  
 يَخْزَنُونَ .

(رَدَّاهُ أَبُودَاوُدَ وَكَوَاهُ فِي شَرْحِهِ  
السُّنَنِ عَلَى أَنَّ مَا لَكَ لِيْلَفِي الْحَسَانِيَّةِ مِمَّا  
ذَوَاتُكَ كَذَا فِي شَرْحِ الْإِسْمَانِ )

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو دنیا میں اور نہ شہید لیکن ان کے قرب الہی کی وجہ سے ان پر انبیاء و شہداء رشک کریں گے جہاں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے لوگوں کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔ فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں حالانکہ ان میں قرابت خارجی ہے اور وہ مایوسین دین۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے شہداء و نبیوں کے اور وہ دُور پر ہلندے۔ جب لوگ ڈریں گے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا جب لوگ ٹلگینی ہوں گے انہیں کوئی دم نہ ہوگا اور پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت کی کہ اَلَا اِنَّ اَوْفِیَا وَاَعْلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلَیْکُمْ لَہٗ لَا تُحِیْثُوْنَ ہَسُوْا بِحَیْثُ اِنَّ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی فتنہ۔  
 (ابو داؤد اور اسے شرح السنۃ میں ابو یوسف سے

و ابوداؤد و اورا سے شرح السنہ میں ابوامامہ سے

الفاظ صابغہ کے ساتھ مزید الفاظ ذکر کیے ہیں اور اس طرح  
شعب الایمان میں ہے

لہذا دیکھ، یاد پر پیش ہے، وہ چیز جس کے ساتھ جسم زندہ ہے یہاں اس سے مراد قرآن ہے۔ بارش ادا ہے۔  
”وَكَيْفَ يَكُونُ الْإِيمَانُ بِشَيْءٍ إِذَا كُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنْكُمْ أَعْدَاءُ اللَّهِ وَقُلُوبُكُمْ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ أَنْ تَمُوتُوا بِأَنفُسِكُمْ فَتَمُوتُونَ“  
زندگیاں روح ہے اسی طرح دونوں کی زندگی قرآن سے ہے۔ تقاضا کس میں ہے کہ روح کے معانی میں سے ایک قرآن ہے یعنی ان میں  
قرآن یا اس کے معنی یعنی دین اسلام کی وجہ سے محبت کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ آپس میں ایسی محبت کرتے ہیں جس کی تسبیح قرآن  
نے دی ہے۔ بعض نے روح سے مراد ہی یہاں سے لے کر وہ بھی روح کا ایک معنی ہے۔ بعض نے روح اللہ سے مراد محبت  
لی ہے کیونکہ محبت بھی دلوں کی ملازمت اور شادابی کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محبوب کو کہا جاتا ہے ”أَنْتَ مُؤْتَحِي“ یعنی تسخیر  
میں غلط روح یا پروردگار کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی رحمت کے ہیں فروغ و ایمان کا معنی رحمت و مدد ہے (کذا فی السماء)  
اور تمام معانی کامل ایک ہی ہے کہ وہ آپس میں اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں۔  
لہذا سورہ بقرہ میں فرمیں گے یہ بالظہر ہے۔

لہذا وہ ذہن پر ہوں گے عیب کا سابقہ حدیث میں نمایاں ہے کہ وہ ذہن پر ہوں گے اس سے تشدد  
ان کی عظمت و جلالت اور رفعت شان دکھاتا ہے۔

۴۹۲۔ وَكَوْنِ الْإِيمَانَ عِبَادَةً لِلَّهِ وَقَوْلُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْعُوَ يَأْتِيَا بِأَنْ يَدْعُوَ أَتَى  
عَمْرِي الْإِيمَانُ أَكُونُ كَقَوْلِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ  
أَعْلَمُ مَا كُنْتُ أَلَمْ أَدْعُوَ فِي اللَّهِ وَالْحَقُّ فِي  
اللَّهُ وَالْبَعْثُ فِي اللَّهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوذر سے  
فرمایا اے ابوذر ایمان کی کوئی عرہ زیادہ  
عزیز کیا اللہ انکس کا رسول ہی بہتر ہانتے ہیں۔ فرمایا  
اللہ ہی سیکھ دو کہ کرنا اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ ہی  
کے لیے عبادت کرنا۔ (دہبیق، شعب الایمان)

لہذا عرہ میں پریشانی، اس کا، جس کے ساتھ تمک کیا جائے اور بندہ مارا جائے، عرہ و اعمال اس کی کو کہتے  
ہیں جس کے ساتھ ساری پریمان یا عبادت کے۔ کہنے کے دے کو بھی عرہ کہا جاتا ہے۔ ارکان دین اور صفات کو  
بھی عرہ کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ کے ساتھ تمک ہوتا ہے۔

لہذا ایمان کی کوئی صفت زیادہ مستحکم و مضبوط ہے جس کے ساتھ جنات، آخرت اور ثواب میں تمک کیا  
جائے۔

۴۹۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْعُوَ يَأْتِيَا بِأَنْ يَدْعُوَ أَتَى  
عَمْرِي الْإِيمَانُ أَكُونُ كَقَوْلِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ  
أَعْلَمُ مَا كُنْتُ أَلَمْ أَدْعُوَ فِي اللَّهِ وَالْحَقُّ فِي  
اللَّهُ وَالْبَعْثُ فِي اللَّهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

تَعْلِيْمٌ وَسَخَرَ كَالْزَادِ اَعَادَ الْمُسْلِمَ كَحَاةٍ اَوْ زَادٍ  
وَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى جَلِيْلًا وَكَلاَبَ مَسْكَاةً ۝  
تَبَوَّأَتْ مِنْ الْجَنَّةِ مَقَادِیْمًا  
(سُورَةُ الْبَقَرَةِ ۱۷۱) وَكَانَ هَذِهِ اَحْوَالُ  
مَقَامِ نَبِیِّ

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں ایک مسلمان  
دوسرے مسلمان کی عیادت یا ملاقات کے لئے قرآن تعالیٰ  
فرماتے ہیں تو اچھا ہے تیرا چنانچہ اچھا ہے اور تو نے جنت  
میں اپنا گھر بنا لیا ہے  
اور اللہ نے اسے سعادت کے کہا کہ یہ محبوبِ مرید  
(۷)

لے دینا اور غصہ میں۔

لے تو نے ہر قدم پر شراب حاصل کیا

لے ان تینوں میں احتمال دعا بھی ہے یعنی تیری دعا کی بستر ہو تیرا چنانچہ ہمیشہ بہتر ہو اور تجھے جنت میں مقامِ نبی

ہو۔

۳۹۹۴  
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِي أَحَبُّ  
الْوَجْهِ أَكُنَا فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُجِبُّهُ  
(سُورَةُ الْبَقَرَةِ ۱۷۱) وَكَانَ هَذِهِ اَحْوَالُ

حضرت مقامِ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ  
کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے  
بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔  
(ابو داؤد، ترمذی)

لے یہ صحابی ہیں، قسم میں یقین ہوئے، ابھی غلام میں سے غلام ہوئے ہیں۔

لے یہ چیز یاد دہانی محبت کا سبب ہوگی کیونکہ جب اسے علم ہوگا تو حقیقی محبت ادا کرتے ہوئے دعا و غلوں کا قہر  
کرے گا۔

۳۹۹۵  
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدَهُ نَاسٌ فَقَالَ رَضِيَ  
مِنْهُ عَنْهُ إِذَا رَأَيْتَ هَذَا يَفْعَلُ فَكَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُهُمْ فَكَانَ  
لَهُمْ كُنْزٌ كُنْزُهُمْ فَكَانَ لِكُلِّهِمْ فَكَانَ  
فَعَانَ أَحَبَّكَ النَّبِيُّ أَحَبَّ النَّبِيِّ لَكَ فَكَانَ  
فَكَانَ رَجَعَهُ كَسَا لَمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ مَبْرَ مِنْ أَحَبَّكَ وَكَانَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے  
ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اسلام کے پاس سے گناہ  
کے پاس ہو کر گناہ کیے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ  
میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں اپنے پرچہ  
تو نے اس کو کتابیہ سے مرع کیا میں نے دیا اس کے پاس  
جا کر اسے بتا دیا چنانچہ وہ گیا اور اسے خبر دی وہ بلا کر مجھ  
بجھے تو وہ ذات محبت کے ہیں کہ غلط تو نے مجھ سے  
محبت کی جب اس نے واپس لوٹ کر آپ سے دو طرفہ کیا  
جس نے کہا تھا تو آپ نے دیا ہے اس کی محبتِ نبی

مَا احْتَسَبْتَ . (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ)  
وَقِيْ رَوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ الشُّوْرَةُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ  
وَلَمْ يَمَّا احْتَسَبَ .  
ہمگی جس سے تجھے محبت ہے اور تیرے لیے وہ جو تم نے اہم  
طلب کیا۔ (بیہقی شعب الایمان) تیرے لیے ہے کہ آدمی اس  
کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے اور اس کے  
لیے وہی ہے جو اس نے کیا ہے۔

لے جب ایک آدمی دوسرے سے ہلکے کر میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو اس کا جواب یہ دیا جائے کہ اللہ تجھ سے  
محبت کرے۔

لے تم نے اس کے ساتھ اللہ کا عطر محبت کی اس کا اجر تجھے ملے گا اور ہر عمل میں یہی معاملہ ہوتا ہے، احتساب کا معنی  
اللہ تعالیٰ سے ثواب و اجر کا اللہ کو نہا ہے، جسے ملے کے نیچے زیر، سین، ساکن یہ اسم ہے۔ اس میں یہ لفظ صاحب ہے  
جس کا معنی شاعر کرنا ہے گویا انسان وہ عمل نیت ثواب سے شاعر کرتا ہے۔

۴۷۹۶ وَعَنْ اَبِي سَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا تَصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا  
وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ . (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)  
حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے  
سنا کہ تم کوئی کھانا نہ کھاؤ اور تیرا کھانا نہ کھاؤ  
کے ساتھ نہ کھاؤ۔

(ترمذی، ابوداؤد، دارقطنی)

لے یعنی مسلمان سے دوستی رکھو کافر سے نہیں یا مسلمان صالح سے دوستی رکھو۔ ناقص سے نہیں۔ بعد کا حصہ حدیث  
الپرہیز ہے۔

لے تیرا طعام حال ہونا چاہیے کہ تیری ملک اسے کھا میں اور تجھے چاہیے کہ اپنا کھانا تقیوں کو کھلائے۔

لے کھانا روزانہ تقیوں کے ساتھ کھانے اور صاحب سے اس لیے منع کیا کہ ان کی بری صفات انسان پر پلید ہوں اور  
شہر میں نے بیان کی ہے کہ اس طعام سے مراد طعام دعوت ہے طعام حاجت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ برقیتم، مسکین  
اور امیر کو کھانا کھلائے کہ ہندو رہا ہے اور مسلمانوں کے ہاں امیر کافر ہوئے تھے لہذا کافر کو حاجت کے لیے دینے  
میں کوئی حرج نہیں۔

۴۷۹۷ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّوْرَةُ عَلَى دِيْنٍ  
عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمْ اَحَدٌ كُفْرًا يَكْفُلُ . (رَوَاهُ  
اَحْمَدُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ  
الْاِيْمَانِ وَكَانَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا اَحَدِيْنَ حَسَنًا  
عَرِيْبًا وَكَانَ الشُّوْرَةُ اِسْتِخَارَةً وَصِيْعَةً .  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اپنے  
دوست کے دین و طریقے پر ہوتا ہے تو ہر ایک فرد کے  
وہ کس سے محبت کرتا ہے۔ دمسند احمد، ابوداؤد، بیہقی  
شعب الایمان، ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن خوب  
ہے اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔



ملے کسی کو دوست رکھتا ہے وہ اس کے مذہب اور سیرت پر ہوتا ہے۔

اس طرح اللہ کو مقصد ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے اس حدیث کو موضوع کہا مثلاً حافظ سراج الدین قزوینی نے صاحب معارج پر گرفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ روایت موضوع ہے۔ حافظ ابن حجر مکتوبی نے ان کا رد کرتے ہوئے کہا کہ ترمذی نے اسے حسن اور عاکم نے صحیح قرار دیا ہے (کنز العمال السیوطی)

۴۹۹۸ عَنْ يَزِيدَ بْنِ نَعْمَانَ عَنْ قَائِمٍ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْجِيَ الرَّجُلُ  
الرَّجُلُ وَلَيْسَ لَهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْمَاعِيلُ وَمَعْنَى  
هُوَ كَيْفَ مَنَّا أَوْ مَنَّا يَلْمُؤُا  
حضرت یزید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فرمایا کہ جب  
کوئی شخص کسی سے بھائی چارہ کرے تو اس سے اس کا نام  
مالک اور اس کے قبیلہ کا نام پوچھ لے کیونکہ یہ دو چیزیں کو منسوب  
کرنے والی چیزیں ہیں۔ (ترمذی)

اسے تائید فرماتا ہے یہ صحابی ہیں۔ عروۃ مثین کے وقت پر کفار کے ساتھ تھے، اس کے بعد اسلام آئے، امام ترمذی  
کہتے ہیں کہ ان کا سامع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسلم نہیں۔ صاحب جامع الاسول نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صحابی نہیں، بل یہی ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

۴۹۹۹ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
أَنْتُمْ مَعِيَ إِلَى أَحَبِّ إِلَيَّ النَّاسِ قَائِمٍ قَائِمٍ قَائِمٍ  
وَاللَّكُونُ وَاللَّكُونُ وَاللَّكُونُ وَاللَّكُونُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَحَبَّ إِلَيَّ النَّاسِ  
إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَحَبُّ فِي اللَّهِ وَالتَّبَعُ فِي اللَّهِ  
رَبِّ قَاةٍ أَحْمَدُ وَرَدَى أَبْوَابُ الدَّعْوَى  
الْأَخْيَرُ  
حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے  
اور فرمایا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند  
ہے۔ کسی نے نماز و زکوٰۃ کا ذکر کیا اور کسی نے جہاد کا  
آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب سے پیدا عمل اللہ کی  
خاطر محبت اور اس کی خاطر عداوت رکھنا ہے۔  
دستور احمد، ابوداؤد نے اس کا آخری حصہ روایت کیا ہے۔

اسے بیان ایک اشکال ہے کہ یہ عمل ثانی زکوٰۃ اور جہاد سے افضل کیسے ہو سکتا ہے؟ ملاحظہ فرمائیے کہ تمام اعمال سے ملحق  
افضل ہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ فرض اللہ کی رضا کی خاطر انبیاء و اولیاء کے ساتھ محبت رکھنا ہوگا وہ یقیناً ان کی اتباع و  
اطاعت کرے گا اور جہاد اللہ کی رضا کی خاطر دشمنانِ دین کے ساتھ دشمنی رکھنا ہوگا وہ دین کی مخالفت توڑنے کے خلاف مزبور  
جہاد کرے گا لہذا اس عمل میں ثانی زکوٰۃ و میسر تمام آجاتے ہیں مگر یہاں آپ نے فرمایا کہ اعمال و طاعات کی اصل اللہ کی محبت یا  
اس کی تلافی ہے۔ بعض شاربین نے کہا احب ہر کسے سے افضل ہوتا لازم نہیں آتا۔ اگرچہ نماز و زکوٰۃ اور جہاد افضل اعمال ہیں

موجب اللہ اور فیض اللہ موجب تر ہے۔

لے آفری حمد ان احب الاعمال الخ سعادت کیا مگر ابتدائی سوال در جواب کا ذکر نہیں کیا۔

۳۸۰۰ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَبَّ عَبْدًا

فِيهِ وَإِلَّا أَكُوهُ تَرَبُّعًا عَنْ وَجِلٍّ

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بندے

سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہے وہ اپنے رب کریم کا احترام

والکرام کرتا ہے۔ (درمشاہد)

لے یہ کہ موجب وہ اللہ تعالیٰ کے رضا کا خاطر اس کے بندے سے محبت کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت

کا عام تر نہایت کامل و افضل ہوگا۔ اور کمال و رستی کی یہ علامت ہے کہ اپنے محبوب کے متعلقین کے ساتھ محبت ہو۔

۳۸۰۱ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا

أَيْتُّكُمْ بِغِيَا يَأْكُمُ كَالْأَيَّامِ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ

بِخِيَا وَكُمُ الْغِيَا إِذَا رُمُوا وَادُّوا كَرَامَةً

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان

کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کیا میں تم میں بہترین مسلمان کے ہاں سے میں

د بتاؤں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بطور دہائی فرمایا:

تم میں سے بہتر وہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی خدا یاد آجائے

(ابن ماجہ)

لے اسما بنت یزید حسن، مشہور صحابیہ ہیں۔

لے اس خبر سے کہ ان کے وجود پر طاعت کے افکار کا ظہور کامل طور پر ہوتا ہے، ان کے احوال و اعمال پر حزب

الہی کا شہادہ ہوتا ہے اور ان کے افعال میں استقامت ہوتی ہے، ان کی محبت انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف

موجب کرتی ہے، پس ان کے ساتھ محبت فی اللہ اور دوبا اللہ ہی ہوگی۔

۳۸۰۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُذِّبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

فِي الْبُخْرِيبِ لِحُجَّةِ اللَّهِ بِتَقْوَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

يَقُولُ هَذَا أَلَا كُنْتُ تَقِيَةً فِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دو شخص میں سے ایک

میں اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتے تھے، ان میں سے ایک

مشرق اور دوسرا مغرب میں تو اللہ تعالیٰ روز قیامت ان

کو جمع فرمادے گا اور فرمائے گا کہ یہ وہ ہے جس سے کسبِ تہ

تو میری وجہ سے محبت کرتا تھا۔

۳۸۰۳ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا ذُلُّكَ عَلَى مَوْلَاكَ

هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي فِي كَيْفِيَّتِهِ يَمُوتُ الْخَيْرُ النَّاسِ وَ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ نبی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا

میں تم میں سے کمزور کی اصل نہ بتاؤں جس سے تم دنیا و آخرت

کی حمد کی پائو تم ذکر و اہل کی مجلس کو نہ بڑھو اور جب تم تنہائی میں ہو تو جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو ذکر الہی سے متحرک کرو اور اللہ کی خاطر محبت اور صلوات کرو اسے اور زمین کی قبریں غریبے جب کوئی شخص اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اسے ستر سزار لٹٹے پہنچاتے ہیں اور تمام اس کے پیسے دعا کرتے ہیں کہ اسے اللہ اس نے تیری خاطر اس سے تعلق قائم کیا ہے لہذا اس کے ساتھ تعلق قائم فرما اور اگر تم اپنے جسم سے کام لے سکتے ہو تو ایسا ہی کرو۔

الْأَخِرَ قَوْلُكَ بِمَجَالِسِ أَهْلِ الدِّينِ وَ إِنْ كُنْتُمْ تَحْكُمُونَ فَخَيْرٌ لَّيْسَ لَكُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ بِشَيْءٍ وَ اللَّهُ دَاجِبٌ فِي الْإِثْمِ وَ أَنْفِصْ فِي اللَّهِ بِأَبَا رَزِينٍ هَذَا شَعْرَتُ أَنْ الرَّجُلَ إِذَا حَوَّجَ مِنْ بَيْتِهِ رَاضِيًا أَوْ خَائِفًا تَبْعُهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ وَ يَقُولُونَ تَرَكْتَ الْإِسْلَامَ وَ حَصَلَ بَيْنَكَ فِصْلَةٌ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُعْمِلَ بِحَسَدِكَ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ (رَدُّ الْاَلْبَابِ ص ۱۰۰)

اے دین، اگر پڑھو، راز کے نیچے دیران کا ہم قیط ہے۔ مشہور صحابی اور اہل طائف میں سے ہیں۔  
اے خاک ایم کے نیچے زیر و چمن جس کی وجہ سے آدمی پاؤں پر کھڑا ہو جیسے کوئی کو جسم کا خاک کتے ہیں۔  
اے مجلس اور تنہائی دونوں حالت میں اگر تم جاہل  
اے مشابہت کسی کو منزل تک پہنچانا۔

اے اس کے لیے دعا و مغفرت بھی کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو  
اپنے دریا یا جنت میں یا نعمت کے کپڑے پہنتے ہیں من پر  
درجہ کے بالا غنائے ہیں ان کے دروازے کھلے ہوتے  
ہیں اور ایسے تھے جتنے چاہتے تھے کہ وہاں سے ہر صبح اپنے حرم  
کیا یا رسول اللہ ان میں کوئی سب سے گاہ فرمایا اللہ کی خاطر  
اپس میں محبت کرنے والے اللہ کی محبت کی خاطر آپس میں  
لی بیٹھنے والے اور ملاقات کرنے والے۔

۳۸۰۴  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا فِي الْجَنَّةِ لِعُمْدَةٍ  
فَوَيْلٌ لِي وَفِيهَا نَحْمُ مَنْ قَدْ بَرَّحِدَ لَهَا  
أَبْرَارٌ مَكْتَبَةٌ يُعْطَى مِنْهَا يُعْطَى الْكَوْكَبُ  
الَّذِي تَرَى فَكَأَنَّمَا يَأْتِيهِمْ مِنَ اللَّهِ مَنْ يَكْتُمُهَا  
كَأَنَّ الْمُسْتَحَاجِينَ فِي اللَّهِ وَ الْمُسْتَحَاجِينَ فِي  
اللَّهُ وَ الْمُسْتَحَاجِينَ فِي اللَّهِ -

(رَدُّ الْاَلْبَابِ ص ۱۰۰)

الْأَخْبَارُ فِي الْكَلْبِ فِي الْهَيْبِ الْوَيْسَانِ

اے عمر امین اور ہم دونوں پر پیش ہے عمرو کی جمع ہے۔  
اے عرف، مہین پر پیش، بلند منزل۔  
اے وہ بالا غنائے یا دروازے۔

## بَابُ مَا يَنْهَى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ

### ۳۲۳۔ قطع تعلق اور عیب تلاش کرنے کی ممانعت

مراح میں تہاجر کا معنی کاٹنا آیا ہے۔ قافوس میں یٹھا جڑ کا معنی یہ کہا گیا ہے کہ ان دونوں نے آپس میں قطع تعلق کر لیا۔ ہجر، زبر کے ساتھ اور ہجران زیر کے ساتھ دونوں طرح ہے، تہاجر کا معنی تقا طع ہے اس لیے لفظ تقا طع برائے بیان و تفسیر ہر گاہ بیان ملاقات اور سلام کا دوسرے مسلمان سے ترک کرنا مراد ہے۔ اور اس سے رشتہ و اخوت تین دن سے زیادہ منقطع رکھنا ہے اور یہ مطلقاً منوع ہے۔ اسی وجہ سے عائضی عز من التہاجر کہا، عورات عورت کی جمع ہے نیچے گزر چکا ہے کہ عورت سے مراد ہر وہ شے ہے جس کے ہا ہر کرنے سے آدمی عار محسوس کرے اور اسے ناپسند کرے اور ایسے عیوب جن کے معنی ہونے کو پسند کرے، اتباع عورات سے یہاں لوگوں کے عیوب تلاش کرنا مراد ہے چونکہ یہ دونوں اشیاء ترک و قطع تعلق کا باعث ہیں لہذا ان کو ایک باب میں ذکر کیا۔

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

### پہلی فصل

حضرت ابراہیمؑ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے تین دن سے زائد قطع تعلق کرے اور ملاقات کے وقت دونوں ایک دوسرے کی طرف سے منہ پھیر لیں اور دونوں میں ہتھوڑے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری و مسلم)

لے اس سے واضح ہوتا ہے کہ تین روز سے قطع تعلق ہر مذہب کے کیرنجہ آدمی کی طبیعت میں نفع اور غیر خلق و تعصب موجود ہے اس لیے یہ صاف ہے اور اکثر طور پر اس کے دمال یا کم جو جانے کے لیے تین دن کی مدت ہر ق ہے۔

لے یہ اس قطع تعلق کی تفصیل ہے۔

لے یعنی کہ مدت ختم کر کے سلام کرنا ہے اور یہ مقدار کافی ہے کیرنجہ اس سے کم میں حق مسلمان ادائیں

ہوتا۔

نکاح میں مراد ایسی ترک اہلت و محبت ہے جو محبت و خیر و کدوہ سے مراد اگر امور دنیویہ اور عید کی وجہ سے اہل بدعت اور نفس پرست لوگوں کے ساتھ توہر اور جرح تک قطع تعلق میں کوئی حرج نہیں۔ امام سیرمی نے حاشیہ طحاوی میں شیخ ابن جہا ہرے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص تعلق جوڑنے سے اس سے ڈرتا ہے کہ میرے دین و دنیا میں فساد و فتنہ نہ ہو تو اس میں بھی حرج نہیں لیکن یہ دودی آسن اخلاص میں ہو نہ ذہبت، عیب گوئی اور کید رکھا جائے۔ ایما العلم میں بعض احادیث نے صحابہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان میں سے بعض نے دوسروں کے ساتھ تا عذر انقطاع رکھا بخاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین اشخاص کے ساتھ خیرہ تبرک میں عدم شرکت کی وجہ سے یہاں دن تک خود تعلق قطع کیا یہاں اور ان کی ہریر کو بھی اس بات کو ملحوظ رکھا کہ وہ منافقین کی راہ نہ چلائیں، اسی طرح ایک ماہک ایک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازدواج مطہرات کے ساتھ تعلق قطع فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن زبیر کے ساتھ مدت تک انقطاع رکھا، امام احمد بن حنبل نے شیخ عباسی کی محبت ترک کر دی کیونکہ انہوں نے علم کلام میں کتاب بھی تھی لیکن یہ تمام کے تمام انقطاع حسن نیت کی بنا پر تھے اس میں کوئی نفی غرض نہ تھی۔

وَعَنْ أَجَدٍ هُوَ يَوْمَ كَانَ قَالَ وَدُسُوْا  
الْبُغْيُ صَقَى اللَّهُ عَيْنِيْهِ وَسَلَّهَ اِيَّاكُمْ وَالْظُلْمَ  
كَانَ الْفَلَقُ اَكْبَدُ مِنَ الْوَحْدِ يُمِثُ وَلَا تَحْسَبُوْا  
وَلَا تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا  
وَلَا تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا  
وَلَا تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مراد یہ ہے کہ  
بخاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گمانی سے بچ  
کیونکہ یہ بدترین جہت ہے ذہبت جوئی ذکر و کسی کی  
خیرہ تاہیں سزاوردہ ہر تری جتاؤ، حمد و کدو، عداوت نہ  
دکھو، ایک دوسرے کی ذہبت نہ کرو۔ اسے اللہ کے بندو  
آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ اور ایک رعایت میں ہے  
کہ فضائیت نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

لے کیونکہ اس میں ایک آدمی دوسرے کے بارے میں گمان کرتا ہے کہ وہ ایسے ہے جہاں کو واقع میں ایسا نہیں  
ہوتا اذہب جھوٹ ہی ہے۔ حدیث سے حدیث نفس مراد ہے جو شیطان و وسوسہ ہوتا ہے اذہب کہنے کی وجہ سے  
یہاں لفظ ہے۔ قرآن مجید میں ہے اِنَّ بَعْضَ الْفَلَقِ اَشْوَدُ (یقیناً بعض گمان گناہیں، یہاں گمان سے مراد بدگمانی ہے  
بعض شامین نے کھلبے کو اس بدگمانی سے منسوب کیا ہے جس پر جزم مراد جو صورت دل میں کھلبے وہ منہ نہیں اور  
بعض کہتا ہے کہ بدگمانی اس وقت گناہ ہے جب اسے زبان پر لایا جائے اگر غرض مراد یہ ہے کہ اسی گمان  
پر دلیل نہ ہو یا دلائل متضاد ہیں لیکن اگر کسی گمان پر دلیل اور قرینہ واضح ہو تو اس میں گرفت نہیں۔

لے کہ تَحْسَبُوْا وَلَا تَحْسَبُوْا پہلے میں ما اور دوسرے میں یہ ہے، تحس اور تحس میں کسی معاملے سے فرق  
ہے، تا کہ اس میں فعل جیم کے تحت ہے کہ تحس، خبر میں جملے کرنا ہوتا ہے جیسے تحس اور جاہل میں ہے جیسے  
جس کا معنی بڑے زاد والا ہے، اسی سے مشتق ہے اور فعل ما میں ہے کہ ماہوس نہ جاہل کے معنی میں ہے، یا ماہوس  
خبر مراد جاہل خبر خر کے ساتھ مخصوص ہے، بہن شارحین کہتے ہیں کہ جیم کے ساتھ جو تو اس کا معنی کسی خبر کا نرمی

سے معلوم کرنا اور حاکم کے ساتھ جو توبہ کا احساس کے ذریعے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً چوری اور خبیثہ سننا اور دیکھنا، بعض کی رائے یہ ہے کہ بڑی باتوں کی تلاش نجس ہے۔ یا ان کا سامع نجس ہے اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ نجس (دیم) کے ساتھ سے مراد دوسرے کے لیے جبر کا طلب کرنا اور نجس (عدا کے ساتھ) اپنے لیے جبر کا طلب کرنا ہے۔ یہی کہتے ہیں کہ پہلے سے مراد دونوں کے عیب اور ان کے کئی معاملات کی جستجو ہے خواہ ذاتی طور پر ہو یا کسی کی مدد و تعاون سے ہو اور دوسرے سے مراد ذاتی طور پر یا یہ کہنا ہے اور دوسرے کی فکر کی جبر و اطلاع سے منع کی وجہ یہ ہے کہ شاید اس کی وجہ سے حسد یا لالچ پیدا ہو۔

۱۷۔ نجس پریم ساکن ہے، کسی چیز کا زیادہ بھاؤ لگنا۔ اصلہ اس کا ترجمہ کسی کو برا گینہ کرنا ہے۔ یعنی عدا کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں نجس سے مراد ایک دوسرے کو شر اور لڑائی کے لیے درمیان ہے۔

۱۸۔ حد۔ نیز ظلم سے نزول نعمت کی تہ یا یہ اردو کتاب کے یہ فہم ہے لی جاعی (کفائی الفاہ موسیٰ)

۱۹۔ یعنی ان اسباب سے بچو جن کی بنا پر آپس میں بغض و عداوت پیدا ہوتا ہے۔ درج محبت و عداوت فطری چیزیں ہونے کی وجہ سے بندے کا قدرت میں نہیں۔ یعنی شارعین کہتے ہیں کہ یہاں اس بغض سے منع کیا گیا ہے جو بطور بدعت و لاعلمی و غرضی ہو کہ جو دین میں ہوا کی ایجاد اور سید سے رائے سے ہٹ جاتا بغض و عداوت کا سبب ہے۔

۲۰۔ علامہ مکی کہتے ہیں کہ کتاب کا معنی قاطع ہے کہ کوئی ایک دوسرے کو پشت دیتے ہیں یعنی ادا و حقوق سے اعراض کر رہے ہیں۔

۲۱۔ جب تم ایک ایک کے بندے ہو اور مہربانیت میں برابر ہو تو ایک دوسرے بھائی سے حسد و بغض سے بچو۔

۲۲۔ متاخر کا معنی حد کتاب سے یا اس کے قریب ہونا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد دنیا کی طرف رجعت ہو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مجھے قریب ہے کہ تم پر دنیا فراغ ہو جائے گا ادم اس میں رجعت کر دے گا کہ تکتی فی سنجی کا کلام صحیح ہے۔

۲۳۔ انہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سو مہر اور رجبوات کے دن جنت کے عدا کو کھول دیتے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو بخش دیا جاتا ہے جو عدا کے ساتھ کسی کو شریعت نہ ٹھہرے مگر اس شخص کو جس کے اور اس کے دوسرے بھائی کے درمیان عداوت ہو اور کہا جاتا ہے کہ انہیں ملت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (مسلم)

لَا تَحْسَبُوا عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ فَإِنَّ عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ  
عَلَيْكُمْ وَمَنْ عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ فَإِنَّ عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ  
وَيَعْلَمُ الْغَيْبُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَكُنِّي عَذَابًا لِّمَنْ يَشَاءُ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْسَبُوا عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ  
فَإِنَّ عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ فَإِنَّ عَدَاؤِي إِلَى عَدَاؤِ اللَّهِ  
يَعْلَمُ الْغَيْبُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَكُنِّي عَذَابًا لِّمَنْ يَشَاءُ

(رَدِّ اْلَا مُسْلِمِ)

(مسلم)

۲۴۔ یعنی محدثین نے کہا کہ اس سے کثرت بخشش، مطلق کے جرائم سے مدد گزرا، اعطاء ثواب اور رخصت و عداوت دوسرے لیکن صواب یہ ہے کہ ان کو اپنے ظاہر پر عمل کیا جائے کیونکہ جب تک کوئی امر مانع نہ ہو خصوصاً کواہ کے ظاہر پر

محول کرنا واجب ہوتا ہے البتہ دروازوں کا کھلنا سماقی و درگزر کی علامت ہے۔

عزیز خوں سے کہا جاگے اَلْبُرْدُ اجز پر نہ بڑا کے نیچے زیر: باب افعال سے امر ہے اس کا سنی جملت دینا ہے۔

٣٨٠٨ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسَلُ الْعَمَلُ إِلَى الْأَسَاسِ فِي كُلِّ جَمْعَةٍ قَوْمَتَيْنِ يَوْمَهُمُ الْإِثْقَيْنِ وَيَوْمَ الْغَيْبِ فَيُعْطَى كُلُّ عَيْنٍ مِمَّا مَنَ الْأَعْدَاءُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ فَقَدْ قَالَ الْأَنْكُرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِينَا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

انہیں سے مروی ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے فرمایا ہر سنت میں لوگوں کے اعمال کو مرتبہ سو سو اور  
 جبراً کو بخش دیکے جاتے ہیں اور ہر بندہ مومن کو بخش  
 دیا جاتا ہے اس واسطے اس کے جن دونوں کے درمیان کینہ ہو  
 تو کہا جاتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو میں ایک کو یہ وجہ کر لیں (اسلم)  
 نہ اعمال کو جس کتاب ہے جو چھوڑ دینا ہفتہ کا آخری دن تو ہے

اس لیے اس پر ہفتہ کا اطلاق کر دیا گیا۔

وَعَنْ أُمِّ كَلْبٍ عَنْ بَنَاتِ عَدِيٍّ بْنِ أَبِي  
مُعَيْبٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ يَكْفُرُ الْكَذَّابُ الْإِنْسَانِي يُضِلُّهُ بَيْنَ النَّاسِ يَقُولُ  
خَيْرًا وَيَسِيئُ خَيْرًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَكَأَنَّهُ مُنْجِلٌ  
قَالَ وَكَأَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ الْإِنْسَانِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُرْغِصُ فِي شَيْءٍ يَمْتَنِعُ يَقُولُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِي  
كُلِّ شَيْءٍ الْكَذِبُ وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَ  
حَدِيثُ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ وَحَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجُهَا  
وَقَدْ كَرِهَ بَنَاتُ بِلَالٍ الشَّيْطَانُ قَدْ آيَسَ فِي  
تَابِ الْوَسْوَاسَةِ

حضرت ام کلثوم بنت حبیبہؓ ابن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یاں کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ جبرائیلؑ جو وہاں میری طرف سے درمیان میں آئے اور مجھے بات کہے اور مجھے بات پہنچاتے دیکھا وہی وہی ہے، میں نے یہ ان فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہیں منکرات کے علاوہ کسی قسم پر لوگوں کو جبرائیلؑ کہنے کی امانت نہیں دی، جنگ، لوگوں کے درمیان شیعہ اور منافقوں کی بیوی کے ساتھ اور بیوی کا ساتھ نہ کے ساتھ اور وہ حدیث جابر اب او شمر میں گزر چکی ہے کہ حضرت علیؓ

۱۔ مکہ مکرمہ میں اس مقام پر ایک اور جھوٹ کی اطلاع ملی ہے کہ مکہ میں یہ خانقاہ شوقیہ، مدینہ منورہ میں ان کا کلاں حضرت صاحبزادہ ابن عربی کے ساتھ ہوا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت قمر بن العباس کے ساتھ مقدمہ حواسی کے چند دن بعد فوت ہو گئے ان کے والد کا نام عقبہ بن یحییٰ تھا، ان کا بیٹا حسید بن یحییٰ، یحییٰ بن یحییٰ، یحییٰ بن یحییٰ بن عبد شمس ہے جو مشہور مشرک تھا اور بد میں ملا گیا تھا۔

تک کہ مراد ہی گفتگو ہے برصغیر پیدا کرے اگرچہ واقعہ میں وہ دہریہ۔

لکھ ایسا گفتگو کرتا جس سے شکر اسلام میں طاقت و قوت پیدا ہوا اور دشمن فریب کھا جائے اگرچہ خلاف

واقع ہوا۔

۳۵۔ ان دونوں کی طرف سے ایسی لنگھو نقل کرنا جو صلح و اتفاق کا موجب ہو اگرچہ واقع میں انہوں نے ذکر ہو۔

۳۶۔ ایک دوسرے کو قرض کرنے کے لئے کہا جائے تاکہ واپس نہیں آنا قدر محبت ہو۔

۳۷۔ وہ حدیث جابر بن عبد اللہ کے بیان سے ہے اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَرٰى اَصْلَ كِتَابِیْہِمْ مِّنْ غَرْبِیِّہِمْ اِسْرَافَیْہِمْ اِسْرَافَیْہِمْ اِسْرَافَیْہِمْ۔

## دوسری فصل

## الْفَصْلُ الثَّانِي

حضرت اسلمہ بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی

ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھڑپیں مقامات کے علاوہ جائز نہیں، اگر کسی کو دشمنی کرنے کے لیے حالت جنگ میں اور لوگوں کے درمیان صلح پیش کر کے لیے جائز ہے۔ (جامعہ ترمذی)

اسلمہ بنتی کا خاندان کے لیے ایسا کرنا اس کا ذکر یہاں اس لیے نہیں آیا کہ اکثر طور پر ذکر موصوت کی ضرورت ہی پڑتی ہے کہ جو خاتون مسلمات سے واقف ہوتی ہیں اسان میں بدگمانی کا پہلو غالب ہو تا ہے لہذا ان کو اکثر طور پر راہنی رکھنا چاہیے۔ اور حدیث سابقہ میں دونوں کا ذکر آیا تھا۔

۳۸۔ تاکہ لوگوں کے درمیان تعلقات منقطع نہ ہوں۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ حق دین سے دائرہ تعلق منقطع کر کے توجہ اس سے تو حقین ہار مسلمان کے تو اگر دوسرے نے ہر بار جواب دیا تو وہ اس کو گناہ دینے کے کوئی گناہ۔ (ابو داؤد)

۳۹۔ وَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ بَيْنَ مُسْلِمَيْنِ أَنْ يَتَجَبَّرَ مُسْلِمًا هَوًى فَلَا يَكُونُ بَيْنَهُمَا إِلَّا الْقِيَةُ سَلَّمَ عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ مَّا رَأَى ذَلِكَ لَا يَكُونُ عَلَيْهِ قَعْدَةٌ بَاءً يَأْتِيهِمْ۔

(رواہ ابوداؤد)

۴۰۔ محبت و سلام

۴۱۔ تعلق منقطع رکھنے کا یا اپنے گناہ یا سلام دینے والے مسلمان کے گناہ یعنی سلام دینے والا تعلق کو منقطع کرنے کے گناہ سے نادرش ہو گیا اور جواب دینے والے نے اپنی گردن پر گناہ دینے والے کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہو گا کیونکہ اس نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

۴۲۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجِدُ لِمَيْلِهِمْ أَمْرٌ  
يَهْجُرُ أَحَدًا فَهَوَىٰ كُلُّهُمْ فَتَمَنَّى هَجْرَهُمْ  
كُلُّهُمْ وَكَمَا تَدْعُو إِلَىٰ الْقِتَالِ  
(رَدِّ الْقِتَالِ وَاجْتِهَادِ)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لیے  
یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کے عین دماغ سے ناکہ  
قلعہ قلعہ رکھے پس ہر شخص عین دماغ سے ناکہ قلعہ قلعہ  
رکھے گا اور اگر توروہ دماغ میں داخل ہو گیا  
(مسند احمد، ابوداؤد)

لے یعنی وہ دماغ میں داخلے کا حق ہو گیا جب کہ انسان گن وہی مبتلا ہوتا ہے تو گویا وہ آگ میں ہے اگر نہ کہ شخص  
نزدہ سے تو آگ میں ہی رہا۔

۲۸۱۳ وَعَنْ أَبِي خَرِشٍ السَّكَنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ  
هَجَرَ أَحَدًا سَنَةً فَهُوَ كَسَعْلِكَ دَمِيهِ  
(رَدِّ الْقِتَالِ وَاجْتِهَادِ)

لے غلاش، ناکہ کے نیچے زیر زخمی، عین پریش، اوم پر زہر اور عصف، یعنی کے نزدیک سکی کے بھائے اسی ہے  
ان کا ام گامی حیدر بردن جعفر ہے، صحابی ہیں، امام ابوداؤد نے ان سے یہ ایک حدیث روایت کی ہے۔  
لے گام، شدید تر ہوئے کہ دوسرے دماغ میں دماغ کے اعتبار سے قتل کی طرح نہیں ہے کیونکہ قتل کا ترک کے  
بعد دوسرے سے قصور و قلعہ قلعہ کرنے کے معنی میں بالذات ارتکاب ہے۔ چنانچہ ایک سال کا انقطاع مادۂ نہیں ہوتا  
یہ انقطاع رہا گیا اتنا کلیت وہ ہے کہ خدا اور فرم کے دوسرے قتل کرنا ہے۔

۲۸۱۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ لِمَيْلِهِمْ أَمْرٌ  
يَهْجُرُ مَثْرَبًا فَهَوَىٰ كُلُّهُمْ فَتَمَنَّى هَجْرَهُمْ  
كُلُّهُمْ وَكَمَا تَدْعُو إِلَىٰ الْقِتَالِ  
(رَدِّ الْقِتَالِ وَاجْتِهَادِ)

لے اصل اور ترک ہجر کہ دوسرے سے پہلے کا جہاد کے معنی میں اور ترک ہجر اور دوسرے کے جواب سلام اور قبول کرنے کے دوسرے  
سے ابرو ہوا۔

لے بعض نظری میں ہاتھ ہے اور اس کی تشریح کی جیے گزیر چکی ہے۔  
لے اس کے ساتھ ساتھ اور گمراہ اس دوسرے پر ہوا۔

۳۸۱۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ  
مِنْ دَرَجَةِ الْعِيَانِ وَالشُّدَّةِ وَالظُّلْمَةِ كَانَ  
قُلْتُ بَلَى كَانَ إِسْلَامُكَ ذِمَّةَ الْبَشَرِ وَفَسَادُ  
ذِمَّةِ الْبَشَرِ هِيَ الْخَالِقَةُ

(رواہ ابوالخیر مینے) وَأَبُو ذَرٍّ وَأَوْ دَفْعًا  
هَذَا أَحَدُ نِصْبٍ صَحِيحٍ

یعنی اس کا مدعا ان سے افضل ہے۔

۳۸۱۶ یعنی اگر مسلمانوں کے درمیان بغض و عناد، لڑائی اور جھگڑا برپا ہو تو اسے محبت و الفت سے بدل کر صلح کرنا  
دینا افضل ترین عمل ہے۔ نجات البین سے وہ اعمال مراد ہیں جو لوگوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں اور ان کی اصلاح یہ  
ہے کہ ان کو فساد و لڑائی سے محفوظ کر دیا جائے۔

۳۸۱۷ سن کر کا مسئلہ یا ممانعت استرے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں مراد ہلاکت اور مرنے سے اکھاڑنا ہے یعنی جس طرح استرہ  
ہاں کو جڑے غم کرتا ہے اسی طرح آپس کا جھگڑا و لڑائی دین و شراب کو جڑے غم کر دیتا ہے۔ اس میں لڑائی جھگڑے سے  
نجا کر محبت و الفت کے راہ ہانے کی نصیحت کا بیان ہے۔

۳۸۱۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاغُ الْأُمَمِ  
فَبَيْدَكُمْ الْحَسَدَ وَالْبَغْضَاءَ هِيَ الْخَالِقَةُ لَا  
أَكُولُ تَعْلُوقُ الشُّعْرِ وَتَلِكُ تَحْلُوقُ الدِّينَ  
(رواہ ابوالخیر مینے)

۳۸۱۹ لہذا دین میں تمام شر و مشرہ میں سے ہیں۔

۳۸۲۰ لہذا میں نے وہ سب ہمت چٹنا، ہرزہ پر پٹنے والے شے کو مار کر کہا جاتا ہے۔

۳۸۲۱ لہذا میں نے یہی سن لیا اور کہا کہ یعنی بغیر انصاف کی طرف لوٹ رہی ہے اور بغض اگرچہ حسد ہی کا ثمر ہے مگر دین میں  
خدا العالی کے یہ ہے اس سے شدید ہے، اور اگر حسد بغض دونوں کی طرف بتا دیں کہ واحد شر و نفاق جائے تو یہ ممکن ہے  
اس کے بعد ممانعت کی تفسیر بیان کی۔

۳۸۲۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كُفِّرَ الْحَسَدَ كَانَ الْحَسَدُ  
يَأْكُلُ الْفَحْشَاءَ كَمَا تَأْكُلُ الدَّارُ الْحَطَبَ

۳۸۲۳ حضرت ابوجہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی  
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچ کر جو حد  
نہیں کرنا اس طرح کہا جاتا ہے جیسے آگ گلابوں کو کھا

(دَعَا ابْنُ مَرْجَانَ)

ہاں ہے۔

ابوہریرہ

اس حدیث سے منقول ہے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ہمیں اگر کتاب انسان کے نیک اعمال کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی بنائیاں اس کی نیکیوں کو ضائع کر دیتی ہیں، اہل سنت و جماعت اس طرح نہیں فرماتے بلکہ ان کا حقیقہ یہ ہے کہ نیک برائی کو ملے جاتی ہے جس طرح ارشاد ہوا ہے: **وَالْأَعْمَالُ كَالْخَيْلِ يُدْرَسُ بِهَا وَتُفْتَنُ بِهَا** یعنی امتحان دیکھنا برائیوں کو ملے جاتی ہیں اور ان کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ یہاں حد کا نیکیوں کو کھا جانے سے مراد یہ ہے کہ حد کا مدد کو محدود کر دیا جائے گا بلکہ حد کا نیک اور نیک حرمت و عزت پر اچھا رہتا ہے اگرچہ عفو نہ ہو اس کا مزہ ہمارا مدد ضرور ہو تب سے حد تک حرمت میں نسبت خود موجود ہوتی ہے لہذا قیامت کے دن ہمارا دیکھنا اس کے ظلم کے معنی محدود کر دے وہی جائیگی جب کہ حد میں ہے کہ برائی امت میں سے غفلت وہ ہے جو قیامت میں غمان روزہ، حملات، فتنہ گری کو تکلیف پہنچانے، گالی دینے، مال غصب کر لینے اور غفلت بدلنے کی وجہ سے اس کی تمام نیکیاں ان لوگوں کو مل جائیں گی جن پر اس نے ظلم کیا ہوگا مہلک اعمال کا معنی یہ ہے یہ نیکی کہ اس کے اعمال نامے سے اعمال محدود ہوجاتے ہیں کیونکہ اگر اس کی ان کو فنا و ختم کر دیا گیا ہوتا تو وہ قیامت کے دن اعمال کیسے لے کر آئے گا حالانکہ حد میں اس کے اعمال ملنے کا ذکر ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ صیغہ و خبر کی وجہ سے نیکیاں دو گن ہو جاتی ہیں۔ پس جب اس نے ارتکاب معصیت کر یا تو وہ اس امتان سے محروم ہو گیا۔

۳۸۱۹ وَكَفَّ عَنْهُ عَيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ لَا يَأْتِي كُفْرًا وَسُوءَ كَذِبٍ الْبَيْنِينَ وَلَا تَهْأَنُ الْفَالِحَةَ  
۳۸۲۰ (دَعَا ابْنُ مَرْجَانَ)

اس حدیث میں یہ ہے

۳۸۱۹ وَكَفَّ عَنْهُ عَيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ لَا يَأْتِي كُفْرًا وَسُوءَ كَذِبٍ الْبَيْنِينَ وَلَا تَهْأَنُ الْفَالِحَةَ  
۳۸۲۰ (دَعَا ابْنُ مَرْجَانَ)

ہذا حدیث صحیحہ

اس حدیث میں مراد کے نیچے ذکر کیا گیا ہے، انسان، اپنی انسانی اشد حرمت میں ہے، جاہلیت میں وہیں ابراہیم کے مطابق عبادت کیا کرتے تھے جب جب قرآن میں اشد قرآن کے ذکر کیا گیا کہ دینہ جہیز میں ہوئی کہ حاضر ہو کر اسلام لائے اس وقت یہ ثابت ہوئے تھے۔

اس حدیث میں مراد کے نیچے ذکر کیا گیا ہے کہ حد کا معنی کسی کو تکلیف پہنچانا، یعنی کے خلاف ہے۔  
اس حدیث میں مراد کے نیچے ذکر کیا گیا ہے کہ حد کا معنی کسی کو تکلیف پہنچانا، یعنی کے خلاف ہے۔

اس کا معنی جانب ہے مخالفت کرنے والے بھی ایک دوسرے کی جانب ہوتے ہیں۔ علامہ مجلسی کہتے ہیں کہ مشائخ و مشقّت سے بھی ہر مسئلہ ہے کہ اپنے ساتھی کو ایسی تکلیف دینا جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو، اور یہ معنی کلمہ علی کے زیادہ مناسب ہے ورنہ شائد بمعنی عدالت ہے نیز علی کے آقا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، "وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ" (جس شخص نے ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کی) اس کا بنا پر نقطہ مضارہ اور مشاققہ کے درمیان بعض حاشیہ میں یوں فرق کیا گیا کہ مضارہ مشقّت دونوں قرب العنی ہیں لیکن مضارہ استعمال مال کے ضائع کرنے اور مشقّت کا بدینہ کا ذریعہ دینے کے لیے ہوتا ہے مثلاً طاقت سے بڑھ کر کام کرنا۔

۲۸۲۰ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ حَسَاةَ مَوْثِقًا أَوْ مَكْرَهًا - (رواه الترمذی وکان هذا أحسن ما عرفت)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے وہ شخص جو کسی مومن کو نقصان پہنچاتا ہے یا اسے دھوکہ دے (ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

لہ قرب و رحمت الہی سے دو مضار دیا جاتا ہے۔

لہ مزاح میں کمر کے مائل جیلہ بدرگالی اور قرب دینا ہیں۔

۲۸۲۱ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَذَبَ بِصَوْتِ زَعِيمٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنُوا بَلْسَاءٌ وَلَا تَعْصِي الْأَمْرَ إِلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَلَا تَقُولُوا وَاللَّسْلِيْنَ وَلَا تَقُولُوا هَذَا وَلَا تَقُولُوا اسْتَوْذَاتِهِمْ فَكَيْفَا مَنْ يَقُولُ هَذَا أَيْخِيهِ الْمُنْصِلِيْنَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَعْصِي عَهْدَهُ وَتَوَفِّيْ جَزَاءً تَحْلِيْمٍ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنبر طبعہ افزہ ہوئے اور بلند آواز سے فرمایا اے ایسے لوگوں جو زبان سے ایمان لائے ہو مالاکان کے دل میں ایمان نہیں پہنچا مسلمانوں کو نہ ایذا دہ نہ انہیں عار دلاؤ اور ان کے خفیہ عیب تلاش نہ کرو کیونکہ جو اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب بتاؤ گے گا اللہ اس کے عیب تلاش فرمائے گا اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا اسے دو رسوا و ذلیل کر دے گا اگرچہ وہ اپنی منزل و گھر میں ہو۔ (ترمذی)

(رواه الترمذی وکان)

لہ توجہ اس معنی مزاح میں چیز کی غیب کے لیے اس کے پیچھے جانا ہے۔

لہ میں اگرچہ وہ اپنے گھر اور دانش میں منہ ہو۔

۲۸۲۲ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ مِنْكُمْ أَرْبَعُ أَلْبَسُوا أَلْبَسْتُمْ لَكُمْ فِي مِزْنِ الْمُسْلِمِ بِخَيْرٍ حَقٍّ -

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کی اگر چار دھرت میں ظلم و ستم دلاؤ گے مگر اس پر چارین سب سے

قطع تعلق اور عیب کشی کرنے کی امانت فاضلؒ

(الجمهورية، شعب الايمان)

(تَعَادُ أَبْوَادُ أَدَاةٍ وَالْبَيْهَتِي فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ)

اسی عشرہ مشرور میں سے ہیں۔

۲۷۔ بالغۃ زیادتی اور شرعاً قرض و بیع میں زیادتی کا نام ہے۔

تک کہ اس سے غیبت کرنا کمالی دنیا، اسے متیر جانتے ہوئے حنجر کرنا تب بشریکہ کر کے شرعی حکمت و مصلحت نہ ہو۔ تاکہ اس میں استطاعت کا معنی لیا نہ جاتا، بلکہ اور بڑا جتنا ہے اور صراح میں اس سے مراد حنجر کرنا ہی ہے چونکہ اس میں استغاثہ سے بڑھ کر کیے کا پہلو ہے اس لیے اسے دہلے کے ساتھ تشبیہ دی کہ چونکہ اس میں بھی آدمی حق سے ناگاہ و غافل کرنا ہے اور اس کو بدترین سودا س لیے قرار دیا کہ مسلمان کی عزت و ابھار اس کے ہر مال سے بڑھ کر ہوتی ہے تو اس میں مضر و فساد دوسرے مال سے بڑھ کر ہو گا۔ تاکہ حق کی قید اس لیے لگا دی ہے کہ بعض صورتوں میں مباح ہے جیس کہ وہ کسی کا حق نہیں دیتا۔ ظالم ہے یا گمراہ پر مرجح کی جاتی ہے اسی طرح محدثین رداۃ پر مخالفت دین کی خاطر مرجح کہتے ہیں اور سابقہ گزر چکا ہے کہ ایسی صورتوں میں غیبت، مباح ہے۔

۲۸۲۳ و عَنْ أَشِيْثٍ كَانَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرِجَ بِمَا رَقِيَ مَرَدُّهُ يَقُولُ  
 لَمْ أَلْقُ رَأْسَ نَحَّاسٍ يَنْفَعُ شَيْئًا وَجُودُهُمْ  
 وَصَدْرُهُمْ فَكُنْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ  
 قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّسَائِ  
 يَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ۔

رَدَّكَ اللَّهُ بِرُؤُوسِكَ

۱۷۔ عمرش، خالد بن شین الی کا معنی کھر جانا ہے۔

۱۷۔ یہ ثابت کیے گئے اگلی دینے اور ان کی آمدوریزی کرتے اجنبیت کو گزشت کرنے سے تعبیر کی وجہ سے باب  
الاجنبیت میں اگر مذکور ہے چنانکہ وہ لوگوں کی آمدوریزی کو کے خوش برتے تھے اس لیے اس قدر قائل نے ان کے چروں  
اور سبزیوں کو بھی بے آمدورزادہ۔

۴۲۳ وَعَنِ الْمُسْتَوْرِ وَ عَنِ الْخَبَرِ مَدَنِي اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ تُسْلِمُهُ أَهْلًا كَانَ  
اللَّهُ يَطْعُمُهُ وَيَلْبَسُهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كَفَى كُوفًا  
بِرَجُلٍ تُسْلِمُهُ كَانَ اللَّهُ يَكْسُوهُ وَيَلْبَسُهُ مِنْ جَهَنَّمَ  
وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سَمْعَةٍ وَ دِيَاةٍ كَانَ اللَّهُ  
يَقْوُمُ لَهُ مَقَامَ سَمْعَةٍ وَ دِيَاةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

[illegible]



ہم گمان داشتہ ہمیشہ زشت کار

ہم گمان کرنے والا ہمیشہ بر کار ہوتا ہے وہ دوسروں کے حق میں اپنے افعال سیئہ رکھتا ہے

۳۸۶۶ وَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ اُخْبِرُ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
وَعَنْدَهُ رُبَّمَا يَنْتَبِهُ فَتَحْتَلُّ عَلَيْهِ فَيَقَالُ رَسُوْلُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ بِأَعْيُنِنَا بَيْنَ أَفْئِدَتِنَا  
أَنَا أَعْطِيكَ يَتْلُوكَ الْيَهُودُ وَيَتْلُو قَعْقَبَةُ وَرَسُوْلُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَهْجَرِ هَذِهِ الْحَبْشَةِ وَالْحَبَشِيُّ  
وَبَعْضُ صَعْدَةٍ - بِرَأْسِ الْيَهُودِ وَرَأْسُ الْيَهُودِ يَتْلُو  
مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ حَتَّى مَضَى مِنْهَا فَوَيْلٌ لِّبَابِ  
الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ

اپنی سواری کے علاوہ ان کے پاس سواری تھی، لہذا کاشنی پشت ہے یہاں سواری کے لیے آئی ہے۔  
اسے بطور استفہام لکھا ہے۔

اسے یہ صحابہ اہلبیہودی کی بیٹی تھیں لیکن حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، ان کے والدین کے عودہ  
پر گزرتا رہیں۔ حضرت علیہ السلام نے انہیں آزاد فرما کر اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ بعض اوقات ان کے ساتھ میتر  
حسن سلوک سے کام دیتی۔ ان میں حضرت عائشہ بھی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حمایت و رعایت فرمایا کرتے  
تھے۔ ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ نے ان کو یہاں یہ اور سخت سخت کہا اور انہوں نے آپ کو بارگاہ میں اس کی شکایت کی  
تو آپ نے فرمایا تو جواب میں یہ کہہ کر میں ایک پیغمبر کی بیٹی ہوں تو برا بھوکہ کی بیٹی ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

۳۸۶۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
اَللّٰهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ  
رَجُلًا يُسَبِّحُ فَقَالَ لَمَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ تَرَفَّتْ  
قَالَ لَوْلَا اَلَّذِي نَزَّلَ إِلَيْنَا لَوْ هُوَ فَقَالَ عِيسَى اَمْنٌ  
بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ كَلْبِي

(۳۸۶۷ مضمون)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام نے ایک شخص کو چڑی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا  
تو نے چڑی کہا ہے اس نے کہا ہر گز نہیں بلکہ قسم ہے اس  
وقت کہ جس کے سوا کوئی سمجھتا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا اور میں اپنے نفس کو چھوڑا  
ہوں۔ (مسلم)

اسے تیسری قسم کے وجہ سے تصدیق کرتا ہوں اور اپنے گمان کو واپس لے کر اپنے نفس کو کذب کرتا ہوں۔

یہاں سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ جب کوئی اللہ کے نام پر قسم اٹھائے تو اگرچہ اس کے خلاف معلوم ہو مگر بھی اس مبارک و عظیم نام کی تعظیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو جوڑا مان لیا جائے اور اس کے حلف کے مطابق عمل کیا جائے۔

۲۸۲۸ وَ عَلَيَّ آتَيْنَ قَالَا كَالَّذِينَ يَدْعُونَ اللَّهَ عَلَىٰ شَيْءٍ عَنَّا وَيَتَوَكَّلُونَ عَلَيْهِمْ وَأَوَّلُ آلَاءِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَكَذَلِكَ يَتْلَوْنَ الْقُرْآنَ وَيُكْفَوْنَ كَقَوْلِهِمْ كَذَلِكَ الْحَكْدُ أَنْ يَغْلِبَ الْقَدْرُ -  
 حلفت افس خنی اللہ تعالیٰ عز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر کو شکست پہنچا دے اور قریب ہے کہ حمد و تقدیر پر غالب آجائے۔ (صحیح)

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

اس کی کوئی فکر کہ حالت میں انسان اس کے اٹانے کے لیے متعدد محارم اور مباحی کا ارتکاب کرے گا اور شاید حالت فقر میں حد تک پہنچ جائے کہ اس کی وجہ سے فقر کا ارتکاب کرے یا کسی طرح بعض اوقات فقر کا ہی موجود ہونے کے باوجود محبت دنیا کے غلبہ کی وجہ سے انسان فقر کا ارتکاب کرتا ہے جیسا کہ میں نے بعض قریبی زمانے میں گزرے بد بختوں کے بارے میں سنا ہے جب ایسی حالت میں فقر کی طرف انسان جاتا ہے تو حالت فقر میں بطریق اولیٰ جائے گا کیونکہ غلبہ فقر اللہ تعالیٰ کے پاس میں نالاہکی اور اعتراض کا سبب بن جائے گا اور اس کی وجہ سے انسان رشتہ الہی سے خارج ہو جائے گا بخیرہ و شرین ذلک اور جس طرح غلبہ فقر فقر کی طرف سے جاتا ہے اسی طرح غلبہ مال سرکشی اور نافرمانی کا ذریعہ بن جاتا ہے لہذا غنا و فقر میں اعتدال بہتر ہے غیر الامور و الاما

اسے یعنی بالفرض اگر کوئی شے تقدیر پر غالب آسکتی تو وہ حد ہے۔ جیسا کہ ایسی گفتگو کتاب الطالب کے تحت کوئی کتاب بخانی سابق القدر کی شرح میں مذکور ہے۔

۲۸۲۹ وَ عَلَيَّ بِمَا يَدْعُونَ وَ تَسْتَوِي اللَّهُ صَاحِبُ الْقُدْرَةِ وَ سَلَوَ كَالَّذِينَ اعْتَدُوا رَأَىٰ أَيْبِهِمْ وَ كَفَرُوا بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَ كَذَلِكَ يَتْلَوْنَ الْقُرْآنَ وَيُكْفَوْنَ كَقَوْلِهِمْ كَذَلِكَ الْحَكْدُ أَنْ يَغْلِبَ الْقَدْرُ -  
 حلفت با جبر خنی اللہ تعالیٰ عز سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے بھائی سے عہد کرے اور وہ عہد نہ مانے یا اس کا ضد قبول نہ کرے تو اس پر عیسٰی عجلت کے گناہ کا علاج ہے (صحیح) نے ان روایات کو ضبط الایمان میں روایت کیا اور محاسن لا منیٰ میں لکھنے والے (والا کیا)

اسے یہ تیرا عند میں بکر تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔

اسے عند تقریر معتدل ہے مگر میں اسے قبول نہیں کرتا۔

اسے محسوس ہو رہا ہے کہ ان ماکن احوال و مشرک شرع کے مطابق وصول نہ کرتا۔

اسے غلام جانیس وصول کرنا ان عظیم ہے اور حدیث میں ہے کہ ایسا عیسٰی وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا تاہم عیسٰی عجلت کا منیٰ نقص ظلم بھی آیا ہے اور مجمع البعاری میں ہے کہ عیسٰی عجلت نقصان ہے اور اس اس شخص کو کہا جاتا ہے جبر عامل اور حکمت کا لازم ہر اکین کے حقوق ان تک تمام و کمال نہ پہنچا دے یا ان میں کمی کرے۔



## بَابُ الْحَذَرِ وَالتَّائِي فِي الْأُمُورِ

### ۲۲۳۔ امور میں احتیاط اور اطمینان کا بیان

مفتی عارف دہلوی پر زبانی نقل پر کسواکسون پر یہ سرنا، احتراز کرنا، غور جاننا، زبردستی کے بجائے کوشش و بیدار تائی، کام میں جلدی نہ کرنا، توفیق کرنا ہے۔ آگاہ، نکتہ کے وزن پر اس کے معنی تاخیر یعنی آدھی کر چاہیے کہ عوام اور لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے دینی و دنیاوی معاملات میں ہر شیا پر احتیاط رہے، اپنے تمام اعمال کے انجام پر نظر رکھے کسی کام میں جلد بازی نہ کرے بلکہ علم و وقار سے کام لے البتہ شریعت نے جن امور میں شتابی کا حکم دیا ہے ان کو جلدی بجا لایا جائے۔

### الفصل الأول

### پہلی فصل

۲۸۳۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُنْ مِمَّنْ يُؤْتَى بِشَيْءٍ مِنْ دِينِهِ وَآخِرَتِهِ فَيَقْبَلُهُ بِمَنْعَةٍ (مَنْعَتُهُ عَلَيْهِ)   
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سولہ سے دو بار میں کاٹنا۔   
 سلسلہ سانپ اور بچھو کا کٹنا، بجز پٹے پریش، ماسک سانپ، پیڑ و کھجور اگر چاہیے ہر قسم کا منہ کمرہ ہے ہر دوزخ جو محتاط دین و حق سے موصوف ہر وہ اللہ تعالیٰ کے کسی سرکش دنیاوی پر اعتماد نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اس پر غضب اور اس سے انتقام ضرور لیتا ہے ادھر ہر دوزخ کے باوجود فریب میں کٹا، اگر دنیا کے معاملات میں فریب و دعا کھائے تو یہ آسان ہے لیکن دینی معاملات میں یہ ممکن نہیں یہ ایک عظیم تادمہ کی تعلیم ہے تاکہ دین و ملت کی حفاظت کی جا سکے۔ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ ابو ہریرہ دین پر ہر شیا رکھ کر اس سے تمنا لے سلاطین کا بجز کی اور اپنی قوم کے بد بخت لوگوں کو ان کی ایذا پر برا بھلا کہتا۔ غزوہ ہند کے موقع پر وہ گرفتار ہو گیا اس پر اس نے جلدی کر لی یہ عمل بداندہ نہیں کروں گا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جلد سے اسے رہا کر دیا جب وہ اپنا حق میں گیا تو پھر اس نے وہی شرفیہ پر ملائی شروع کر دی غزوہ ہند کے موقع پر پھر گرفتار ہو گیا اس نے امان مانگی اور جلدی کر لی آئندہ اب ایسا کام نہیں کروں گا۔ آپ نے اس کے حق کا حکم صادر فرمایا کچھ لوگوں نے صفائی کی درخواست کی تو اس موقع پر ارشاد فرمایا میں ایک سولہ سے دو بار میں کاٹنا۔

۲۸۳۱ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا شِئَ عَلَيْهِ الْغَنِيِّ إِذَا كَانَ فَتَقَسَّلَتْ يَدَا   
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کے سر مبارک

يُجِئُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَالْأَنفَاقَ -

(رَدَّ آدَاةً مُنْطَلِقَةً)

اشجے کے کہا تیرے امدد عاقلیٰ خصلتیں ہیں جو اللہ کو پسند  
ہیں۔ بردباری اور عقارت (مسلم)

لے عبد القیس قبیلہ کا نام ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جیسا اس دفعہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو اپنی  
سواروں سے بڑی جلد بازی سے پیچھے اترا گئے۔ آپ کی ملاقات میں نہایت محبت کے کام آیا۔ ان میں شوق و محبت  
کے ساتھ ساتھ اضطراب اور حیل کی کیفیت بھی تھی آپ نے اس پر غامضی اختیار فرمائی، اشجے جن کا نام فخر بن حاتم تھا یہ  
ان کا سردار اور رئیس تھے۔ یہ اپنی منزل اور جائے سکونت میں گئے قوم کا تمام سامان وصول کر کے رکھ کر پھر منزل کی پہلے  
پہنچے اور اہل مدینہ سے مسجد نبویؐ کیلئے، دو رکعت نماز ادا کی، دعا کی اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
ہوئے۔ آپ نے ان کے اس عمل کو خوب سراہا۔

لے روایات میں یہ بھی ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی ان دو خصلتوں سے آگاہ کیا تو انہوں نے  
پوچھا کہ میرے امداد کا جو وہ بطور کسب ہے یا میری لطیف میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے آپ نے فرمایا یہ کسب  
نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خلق و مصلحہ اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے میرے امداد ایسی صفات پیدا فرمائیں  
جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں اور سوال سے فرض یہ تھی کہ اگر وہ صفات کبھی ہیں تو ان کے نازل ہونے کا خطرہ ہے اور  
جہت میں ودیعت کا گئی میں تو حیران کے دائم و باقی رہنے کا امید کا جاسکتی ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

حضرت اسلم بن شدہ ماضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مردی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تسمی  
کے ساتھ کہ ان کے طرف سے ہے اور جلد بازی و شیطان  
کا طرف سے ہے۔ (ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے  
اور بعض محدثین نے اس کے لاری عبد الحمید بن عباس کے  
بارے میں ان کے حفظ کے رائے سے کام لیا ہے۔

۲۸۴۲ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْإِنْفَاقُ مِنَ اللَّهِ  
وَالْمُعْجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ - رَدَّ آدَاةَ الْيَتْرِ مِيزَةً  
وَقَالَ هَذَا أَحْوَجُ إِلَيَّ مِنْ رَيْبٍ وَقَدْ تَحَلَّلْتُ بَعْضَ  
أَهْلِ الْحَوَائِثِ فِي عَهْدِ الْمُتَّقِينَ - بَنِي عَتَابٍ  
الْأَوَّلَى مِنْ قَبْلِ جَعْفَرٍ -

لے شہر صحابی ہیں، امیرہ حبیبہ میں معال فرماتے دے غری صحابی ہیں۔

لے محمد، عین اور حمید پر ہے۔

لے مگر وہ کام جو سر پا خیر ہو قرآن مجید میں ہے وَاِذَا رَعَوْا فِي الْكَلِمَاتِ -

لے ان کا حافظہ بہتر تھا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ  
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے بردبار

۲۸۳۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حِلَّ لِمَنْ ارْتَدَّ وَوَعَدُكَ



کے التذکرۃ، تا پریش بہنو پندبر اسان، اہستہ اندام سے کام کرنا۔

شہ کیونکہ وہ یقیناً غیر ہی جتنا ہے بلکہ اہلین اور دنیوی کے، اسات میں سے کسی کے بارے میں ہے کہ انہوں نے طہارت غائے شہ گروے کہا کہ میری قیاس اہلین اور کائنات کو دے دو۔ عرض کیا گیا کہ آپ باہر آئیں پھر باہر جائے گا تو انہوں نے فرمایا اہلین کو کیونکہ اب تو میرا دل نے یہ نیک نیت کہہ کے مجھے خوف ہے کہ باہر آتے ہی دل نہ جائے۔

۲۸۳۶ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَوَّجِ بْنِ النَّخَعِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّمَنَّى الْخَسْرُ وَ  
الْقَوْلُ الْفَقْرُ وَالْإِقْتِصَادُ جُودٌ مِنْ أَزْهِمَ وَعِشْرِينَ جُودٌ  
مِنْ التَّوْبَةِ - (رَدَّ آةُ التَّوْبَةِ مِنْ ١١)

حضرت عبداللہ بن سوج بن النخعی  
مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہلین  
عادت تملی دالینان سے کام کرنا اور یازدہوی نبوت کا  
چوبیسواں حصہ ہے۔ (ترمذی)

۱۔ مرحس، مین پندبر اسان، ہم کے نیچے ذیل، بہری صحابی ہیں، ان سے مروی حدیث از بہرین ہے ان سے  
تادم، عام، اہلین نے روایت کی ہے۔

۲۔ میشت اور ہر کام میں افراط و تفریط سے بچنا۔

۳۔ یعنی یہ انبیاء و کلام صلوات اللہ علیہم کا طریقہ ہے، حد کے تعین کی حکمت صرف شارع علیہ السلام  
ہی جانتے ہیں۔ نور ہمت کے بغیر اس سے کاحقہ آگاہی ممکن نہیں ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کتاب التذکرہ میں ہے  
کریک غراب نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔

۲۸۳۷ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ التَّمَنَّى الْخَالِيَةَ وَالتَّمَنَّى الْخَالِيَةَ  
وَالْإِقْتِصَادُ جُودٌ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُودٌ مِنْ  
التَّوْبَةِ - (رَدَّ آةُ التَّوْبَةِ مِنْ ١١)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
اچھا طریقہ خوش خلقی اور یازدہوی نبوت کا چوبیسواں  
حصہ ہے۔ (ابوداؤد)

۱۔ صلی صابر ذہر، مال ساکن بھیرت۔

۲۔ نکتہ میں پروردگار ہم ساکن، نیک چال و چمن، اگرچہ حدیث اور سنت میں غیر پائی جاتی ہے مگر صالح کی قید  
تاکید کے لیے ہے یا بیان تو یہ ہے یعنی ان کا منی منی سیرت اور چال چمن ہے۔

۳۔ سابقہ حدیث میں چوبیس کا عدد تھا اس میں ایک عدد زائد ہے۔ یہ راوی کا دوام و خطا ہے یا کوئی  
حکمت دیگر ہو سکتی ہے۔

۲۸۳۸ وَكَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّخَعِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَدُكَ الرَّجُلُ  
الْحَبِيْلُ لَكَ نَوْمُ التَّمَنَّى فَكَيْفَ أَمَّا تَمَنَّى  
(رَدَّ آةُ التَّوْبَةِ مِنْ ١١)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
جب کوئی آدمی بات کرے اور پھر وہ غالب ہو جائے تو وہ  
بات ناک ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)







کو دیکھنا ہے اور عقل سے یہاں مطلقاً علم و ادراک مراد ہے۔

کلمہ تقویٰ اور ورع ایک ہی شے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک متورع شقی سے افضل ہوتا ہے کیونکہ تقویٰ صرف عورات سے پرہیز ہے اور ورع میں مرد و بات اور مشتبہات سے بھی بچنا ہوتا ہے، مراد یہی ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہے اور قوم کے عادات میں اس طرح متصل ہے۔ علامہ قسبی نے یہاں اشکال وارد کیا ہے کہ ورع کا معنی محکم سے روکنا ہے قراب اور ورع شل، کف کا کیا معنی ہوگا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہاں کف سے مراد ہاتھ کو مسلمانوں سے یا زبان کو لافنی باتوں سے باز رکھنا ہے چونکہ اس کے مفاسد کثیر تھے اس لیے بالمشاورہ ورع کو کف میں منحصر کر دیا، یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ورع اور تقویٰ اگرچہ لغت میں کف اور اجتنباب کے معنی میں ہیں لیکن عرف شرع میں بہتر اور کجا بھالانا اور بڑے امور سے بچنا دونوں کو شامل ہے، اگر اس کا معنی اجتنباب ہی ہو تو احکام الہیہ کی تعمیل کے ترک کرنے سے اجتنباب کرنا چاہیے لہذا اس لحاظ سے یہ لفظ دونوں کو شامل ہے۔ ان فرض ورع و تقویٰ شریعت کے احکام پر عمل ہے۔ بعض کو بھالانا اور بعض سے اجتنباب کرنا گویا ورع کے دو جز ہیں۔ اور کجا بھالانا اور نرا ہی سے بچنا۔ بعض شامین نے کہا کہ امور کے بھالانے سے بچنے نرا ہی سے پرہیز نام اور مقدم ہے۔ اگر کوئی شخص اور امر کی بجا آوری میں فراغت اور ضمن محکومہ پر کف کر رہا ہے تو باز ہے مگر نرا ہی کے اجتنباب میں کامل طور پر اہتمام لازم ہے تاکہ قرب الہی کا حصول ہو سکے اور اگر کوئی شخص اور امر کی بجا آوری میں نہایت اہتمام کرتا ہے شے داخل و مستحبات کی پابندی کرتا ہے لیکن عورات کے ارتکاب سے باز نہیں رہتا تو قرب الہی نہیں ہو سکتا۔ اسی کی مثال یوں ہے کہ جو بیار پرہیز کرتا ہے مگر دعائیں کھاتا تو اسے شفا ہو جائے گی اگرچہ اس میں تاخیر ہو جائے اور اگر دعائیں نہیں کرتا تو شفا نہیں ہو سکتی بلکہ بیماری میں اضافہ ہوگا اس میں تفصیل ہے حضرت شیخ علی حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے عینہ الطرق میں اسے بیان فرمایا ہے اور اس بندہ حقیق نے اپنے بعض رسائل میں اس کا ترجمہ کیا ہے اور اسی معنی پر حدیث کو معمول کرنا صحیح اور عمدہ ہے۔

کلمہ صفت اپنی سیرت و فضا کے اور اپنے آباد و جہاد کے فضا کے مراد میں تو فرمایا اصل کمال و بزرگی حسن اخلاق ہے۔ اس کو اپنا یا جائے اس کے بغیر سب کچھ ضائع ہے، اگر خلق سے تمام صفات باطن مراد ہیں تو حسن اخلاق کا عمدہ ہونا قاضی ہے اندر اگر نرم خلک، محبت و مہربانی مراد ہو جیسا کہ موصوف ہے تو اس سے بالآخر معبود ہوگا۔ اس صفت کی حقیقت اول تصوف کی تعلیمات میں سے حامل کی جائے، اہم حسن بصری فرماتے ہیں کہ حسن خلق انسان کا وسیع النظم ہونا لوگوں کے غلو پیشانی سے پیش آتا، مخلوق خدا کی خدمت کرنا اور اسے تکلیف و اذیت سے محفوظ کرنا ہے، شیخ واسطی کہتے ہیں کہ مخلوق سے ترک خصوصیت کا نام خلق ہے۔ بعض کے نزدیک حسن خلق سے مراد مخلوق کو راحت و تکلیف میں راضی رکھنا ہے۔ شیخ سہیل سترہی کہتے ہیں کہ کم سے کم حسن خلق کا مرتبہ ہے مخلوق کی جفا کو قبول کرنا ان سے بدلہ نہ لینا، ظالم پر رحمت و شفقت کرنا اور اس کی صفائی قبول کرنا ہے۔

حضرت حمزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عباد سے عبادت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِدْتِصَادُ فِي التَّقْوَى نِصْفُ



النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ يَنْصُفُ الْقَعْدَى وَحَسَنُ  
السُّؤَالِ إِلَى نِصْفِ الْغَلِيظِ نَدَى الْبَيْتِ الْخَالِدِ نَيْفُ  
الْأَذَى بَعْدَ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ

میں یاد رہی آدمی نصف سنگہ لوگوں سے محبت کرنا آدمی کو قتل  
اور حسن سوال نصف غلظت سے ہے نرمی کے لئے ان پارا حدیث کو  
شعب الایمان میں ذکر کیا

اسے اقرار نظر لیا سے وہم و تاثر ہائے زندگی کا نصف ہے اور زندگی میں دو چیزیں ہیں آملن اور غریب اور جس نے خرچ  
میں اعتدال کی راہ اپنائی اس نے نصف معیشت کو سنوار لیا۔  
اسے گویا تمام غفلت سے رہتے کر آدمی کب و کام کرے اور بنی نوع انسان کے ساتھ بھی بہتر زندگی بسر کرے لیکن اس صورت  
میں ہے جب ان کے ساتھ اظہار و کفایت دین و دنیا کے خلاف نہ ہو۔

اسے یہ حکم سوال کرنے والا اس کے بارے میں سوال کرے گا جہاں میں اور کراہد ہوا اور اس کے دسیے علم میں اضافہ  
ہوا اور اسے تمام سکولات میں بھی امتیاز کرنا پڑتا ہے کہ کس کے بارے میں پوچھا جائے اور کس انداز اور طریقے سے پوچھا  
جائے؟ اور اس کا جواب جب مکمل ہو جائے تو اس کا علم بھی کمال ہو جائے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ہم دو طرح کا ہے سوال اور  
جواب اور حسن سوال یہ ہے کہ مسئلہ کی تمام شقوں اور احتمالات کو سامنے رکھ کر سوال کیا جائے تاکہ اس کا جواب کافی و  
کافی ہوا اور باقی کوئی احتمال یا شبہ نہ رہ جائے۔ لیکن اس لحاظ سے سوال از قبیل علم ہے اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ سوال  
کا سبب جہالت اور تردد نہ تھا ہے و کرم کر اسے علم یا نصف علم کیوں کہا جائے؟ تبصرہ یہ تھا کہ اس صورت میں ہے جب  
اشیاء مذکورہ میں نصف کا حقیقی معنی ملا دیا جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں ان امور کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے  
مقصود ہوا تو تاکید ہو یعنی اصلاح معیشت، تحصیل دانش اور تحصیل علم اشیاء کے لیے بہت سے اسباب و کار ہیں  
لیکن یہ تمام اشیاء ایک طرف اور میانہ روی، اظہار و کفایت اور حسن سوال ایک طرف، تو وہ تمام مل کر نصف اور یہ دوسرا  
نصف ایسے حسن صورت میں سنی روایت بہتر کسی تکلف کے خارج ہو جائے گا۔

## بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَيَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

### ۳۲۵۔ نرمی، شرم وغیرت اور خوش خلقی کا بیان

رفیق اس پر کسر و کمی یافتہ و سختی کی ضد ہے۔ مراع میں ہے اور قاف نرمی کرنا اور کسی کو قطع و بنا نہ ہونا ہے  
رفق کا معنی نصف اور جانب کا نرم ہونا ہے۔ علامہ طبری نے نقل کیا ہے کہ رفیق لطف و کام کو اسان طریقہ سے بھالانا ہے  
عیاد شرم رکھنا یہ وہ حالت ہے جو انسان کو عیب اور برائی کے خوف سے ہر اچھی عیب یا ہے کہ انسان کا نفس ہر اس  
عمل کے ارتکاب سے رکھ جائے جو شریعت میں ناپسند ہے، حسن خلق پر گفتگو سابقہ احادیث کے تحت گزر چکی ہے۔

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

سہیلی قافل

٢٨٢٥ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ رَضِيَ بِمُحَمَّدٍ الْبَرِّقِ وَ  
يُعْطِي عَلَى الْبَرِّقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْغَنَمِ وَ مَا لَا  
يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ (رواه مسلم) وفي رواية  
لَهُ قَالَ إِنْ بَرَّكَ عَلَيْكَ الْبَرِّقُ وَابْتَاعَكَ  
وَالْغَنَمُ وَالنَّعْشُ إِنَّ الْبَرِّقَ لَا يَكُونُ فِي  
شَيْءٍ إِلَّا ذَاتَهُ وَلَا يُلْغَمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا ذَاتَهُ

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نئی فرمائے والا ہے اور نئی پسند کرتا ہے۔ نئی پروہ کچھ عطا کرتا ہے جو حق پر عمل نہیں کرتا اور وہ جو اس کے علاوہ پر نہیں دیتا (مسلم) اس کی روایت میں ہے کہ آپ نے عائشہ سے فرمایا ہمیں اختیار کرو، سختی اور مشق کلامی سے بچو، نرمی شے کو حسین بنا دیتی ہے اور نرمی کا نہ ہونا شے کو عیب دار کر دیتا ہے۔

اے اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے، ان پر اسانی فرماتا ہے، اس اس کام و عمل کا مکمل نہیں دیتا جو ان کی طاقت میں نہ ہو۔

۳۵ کروگ آپس میں نرمی و لطف سے کام لیں اور تمام کاموں مثلاً طلبِ رزق وغیرہ میں آسانی کریں، سختی نہ کریں اور اس کے بعد طلبِ رزق اور تحصیلِ مطالب میں نرمی اختیار کر کے ہی تخریب دیا۔

تسلطہ پہلے فری کو سختی پر ترجیح دی جو اس کی ضد سے پھر بتایا کہ سختی کی بات ہے؛ بلکہ نرمی تمام مقاصد کے حصول کے لیے مفید اور نافع ہے۔ مگر یہ کہا جائے کہ اگر وہ اسباب بھی بابِ رفق سے ہیں تو ترجیح کی گنجائش نہیں رہے گی، اور اگر وہ اذیت پسند سختی ہوں تو کلامِ اول سے سختی پر نرمی کی ترجیح معلوم ہو رہی ہے تو پھر اس کلام کا کیا فائدہ؟ یہی کہتے ہیں کہ یہ کلام سابق میں بلائے تاکیدی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ عزائم اور مقاصد کے حصول مثلاً رزق وغیرہ میں نرمی اور رفق کا اظہار کرے، مگر یہ دوسرے حالات اور مقامات ہے اور جب اس کی مرضی ہوگی تو وہ اس میں اضافہ کر دے گا جو اسباب پر سختی اور اذیت کا کی صورت میں ہو گا۔

حضرت جبریل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص  
دوسرے عہدہ کر دیا گیا وہ غیر نبی سے عہدہ کر دیا گیا ہے۔  
(مسلم)

۴۸۳۱ وَعَنْ جَبْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُعْزِمِ الْإِسْلَامَ يُعْزِمِ الْخَيْرَ.  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصافی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو جیسا کہ بائیس فی نعیبت کر رہا تھا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعْطُ أَكْحَامًا فِي الْأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَمَّ دَعَا الْكُفَّارَ مِنَ الْإِسْمَانِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) آپ نے فرمایا اسے چھڑو کہ کفر کیا بیان ہے۔ (بخاری و مسلم)  
 لے کثرت چار ناصح ہو رہے تھے بعض روایات میں لفظ کی جگہ کیا جاتا ہے۔  
 لے جانتی ہوگی کہ اس کے ذریعے آدمی از کتاب عامی سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۸۸ وَعَنْ جُمُعَةَ ابْنِ حَفْصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبِيَا لَا يَأْتِيَا إِلَّا بِخَيْرٍ وَفِي رِوَايَةِ الْخَبِيَا بِخَيْرٍ وَهُوَ كَلْبٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
 حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا خبیلا  
 کی کاروبار ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جیسا سراپا خیر ہے (بخاری و مسلم)

لے یہاں ایک اشکال ہے کہ بعض اوقات آیا بعض حقوق مثلاً امر بالمعروف نہی منکر وغیرہ کی مانگی میں  
 منکر برحق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو حق کی راہ میں منکر ہو وہ شرعاً جائز نہیں بلکہ وہ تو بڑی اور کمزوری ہے اور یہ  
 نقصان میں ہے۔ اگر اسے چاہا جائے کہ قریہ مجاڑا ہوگا شرعاً چاہیے کہ وہ اعمال بد سے بچا جائے خواہ طلبا بد  
 ہوں یا شرعاً شریعت میں جس حیاء کی تعریف کی گئی ہے وہ یہی ہے کہ انسان حرام، مکروہ اور حرام اولیٰ سے پرہیز کرے  
 اب مختار جواب یہ ہوگا کہ یہ کھیا فی الذکر ہے اس جگہ کے ساتھ منصوص ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوا اور اگر اسے  
 مالا پر عمل کرنا چاہے تو بھی منکر بن سکتا ہے کہ اگرچہ خیر حقیقی چاہا ایک قسم میں ہے لیکن اس کی مابیت مطلقہ میں  
 خیر گراوہ تمام خیر ہے لیکن اس کا کہہ کہ کم پایا جانا بھی انسان کو خیر کی طرف لائے گا۔

۳۸۹ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَمِثْلَ ذَلِكَ الْفَاسِقِ مِنْ هَذِهِ الشُّبُوهِ الْوُذُولِ إِذَا كُنْتُمْ تَسْتَنِي فَاصْنَعُوا مَا شِئْتُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا ایہا الکفار  
 کلام میں سے ہے کہ جب تو ایسا کرے تو روپا ہے کرتے (بخاری و مسلم)

لے بعض نسخوں میں ابن مسعود ہے لیکن مراد ابن مسعود انصاری ہی ہے۔

لے ان کا دلی کے نتائج میں سے ہے اور جو باقی ہے اس پر نسخ و تہذیب نہیں جوئی وہی کام ہے۔  
 لے اس حدیث پر چند وجوہ سے گفتگو کی گئی ہے ایک یہ کہ یہاں طلب مراد نہیں بلکہ یہ خبر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ  
 برائی سے یاد رکھتی ہے جب تیرے اندر جانی نہیں تو جو مرضی کہ وہ دوسرا یہ کہ امر کا میث میں تبدیلی کے لیے ہے جیسے  
 یا شتم (جو بچا ہو کر) اگر اس کو مزاجنا جگتا ہوگی۔ تیسرا یہ کہ عمل کرنے کا مقدمہ اور شاید بیان ہوا ہے کہ ہر وہ من جس میں  
 شبہ ہوا شریعت میں اس کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں تعرت د ہو تو فکر کرو گے اگر اس کے بجالانے میں شرم محسوس  
 نہیں ہوتی تو اگر خدا اگر چاہا ماضی ہوتا ہے تو مت کو فکر نہ اس میں کہ است وقتاً مستحب ہے اگر وہ فعل حق ہوتا تو چاہا ماضی نہ ہوتا  
 اور یہ گفتگو اس طلب عجم کے حوالے سے ہے جو لغوی کے ذریعے خود اور عوامین بشریت سے غالی ہو۔ چوتھے یہ کہ اس عمل کے  
 بارے میں کہلے جواز میں غلطیات ہو مگر اس میں ریاکاری اور نفقہ کا پہلو تھا تو شرم کی وجہ سے اسے ترک کر دیا تو یہاں مبالغہ کر دیا



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنَ الْإِنْسَانِ  
أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنَ تَحْيِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ -  
(رَدَّاهُ فِي شَرْحِ الشُّعْبَةِ)

۲۸۵۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِنْسَانِ  
وَالْإِنْسَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَدَأُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ  
الْجَنَّةُ فِي النَّارِ - (رَدَّاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ)  
لے انماں بد سے ختم کرنا۔

لے الہایان مروی۔

لے انکا اور پر رہے بخش اور سیدہ مری۔

لے جہاں برک صلبے میں بڑائی۔

۲۸۵۵ وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ هَذَيْنِ قَالَ قَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَنَيْتُ مَا أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ حَقَّ  
الْخَلْقِ الْحَسَنَ (رَدَّاهُ التَّبِيعِيُّ فِي شُعْبِ الْإِنْسَانِ  
وَفِي شَرْحِ الشُّعْبَةِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ شَيْبَةَ)  
لے مکرر، ہم پر پیش، انا پر ہم یا سکن۔

لے یہ روایت یقینی کہ ہے اس میں اس آدمی کا نام نہیں ہے لیکن امام حمی السنۃ نے شرح السنۃ میں حضرت  
اسامہ بن شریک شعبی سے روایت کیا ہے کہ یہ صحابی کوڑہ میں قیام پذیر رہے۔ انہی میں سے شمار ہوتے ہیں اور ان کی  
حدیث بھی انہی کے بارے میں ہے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بھی حضرت اسامہ سے ہی مروی ہے۔

۲۸۵۶ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْكُفَّاءُ  
وَلَا الْجَنْكِيَّةُ قَالَ وَالْكُفَّاءُ الْكَلْبُفُF  
رَدَّاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي سُؤْلِهِمِ وَالْتَّبِيعِيُّ فِي شُعْبِ الْإِنْسَانِ  
وَصَاحِبُ جَوَابِ الرُّسُولِ فِيهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا  
فِي شَرْحِ الشُّعْبَةِ عَنْهُ وَكَفُّهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ  
الْجَنَّةَ الْكُفَّاءُ الْكَلْبُفُفُفُفُفُفُفُفُفُفُF

حضرت حارث بن وہب علیہ الرحمۃ نے روایت کیا کہ  
ہم کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
جو کفار داخل جہنم ہوں اور جو کفار علیہ السلام  
اور سنت زبان ہے۔ امام ابوداؤد نے سن میں، بیہی شب  
ایمان میں، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح السنۃ  
نے حضرت حارث سے ان الفاظ میں روایت کیا کہ جنت میں  
جلا، کفار کا داخلہ ہوگا جو جنت میں سنت زبان ہے،

لَسْمُ الْمُصَابِيحِ عَنْ عَيْكُم مَدَّ بَنِي وَهْبٍ وَكَفَعْلَةُ  
قَالَ وَالْجَوَازُ الَّذِي جَمَعَ وَمَنْعَ وَالْجَعْفَرِيُّ  
الْقَيْظُ الْفَقْدُ -

صاحب کے بعض نسخوں میں حکمر بن وہب سے روایت ہے  
اس کے الفاظ میں جواز وہ ہے جو مال جمع کرے اور مال کو  
منع کرے اور جعفری بدرعت والا تخت زبان ہے۔

۱۷۔ یہ صحابی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر کے مال کی طرف سے بھائی ہیں۔ کو فیض میں ان کا شمار ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے انہوں نے زیدت کی، آپ سے اہام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

۱۸۔ جواز جیم پر زبر، واو مشدود۔  
۱۹۔ جعفری، جیم پر زبر، مین ساکن، طا پر زبر۔  
۲۰۔ مراح میں جواز کا معنی حکمر بن کیا گیا ہے۔

۲۱۔ ان تین محدثین نے یہ حدیث حدیث بن وہب سے روایت کی ہے اور وہ بالاتفاق صحابی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر کے والد کی طرف سے بھائی ہیں۔

۲۲۔ جعفری، جواز کا وصف ہے۔

۲۳۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جواز اور جعفری کا ہمعلم کیا گیا ہے۔

۲۴۔ اس کے بعض نسخوں میں حدیث بن وہب سے مروی ہے۔ امام تورسینی کہتے ہیں کہ حکمر بن وہب کا ذکر صحابہ میں کسی نے نہیں کیا ہے، تاہم یہ حدیث مرسل ہوگی، بعض روگوں نے انیس صحابہ میں شمار کیا ہے، صحیح یہی ہے کہ یہ تابعی ہیں۔  
۲۵۔ جواز، بخل، مال اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے اور بعض سے عبادت کا پتہ ملتا ہے۔ بعض کتب سے پتہ چلتا ہے کہ جواز کا معنی حکمر اور جعفری کا معنی بخل ہے۔ لغز میں دونوں الفاظ مائل ہیں۔

موجب ترمذی۔

۲۸۵۴ وَ عَنْ أَبِي النَّدَّةِ عَنْ عَيْنِ النَّجَّارِ مَوْلَى  
عَلِيٍّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أُلْغِيَ عَنْهُ قَوْلُكُمْ  
يَوْمَئِذٍ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ خُلِقَ حَسَنٌ  
فَكَانَ اللَّهُ يُبْغِضُ النَّجَّارَ حَسَنَ الْبَرِّ فِي رَأَاةِ  
هَقْرِيذِي وَمَكَانَ هَذَا أَحَدُكُمْ حَسَنٌ مَوْحِيحٌ  
كَتَلَعَهُ يَوْمَئِذٍ الْقَوْلُ الْأَوَّلُ

حضرت ابو نداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے درنی  
شکا قیامت کے روز جو مومن کے ترانوں میں رکھی جائے گی  
وہ اچھا اعتقاد ہے اور اللہ تعالیٰ خوش رکھی جائے گی  
کہ وہ پسند رکھتا ہے۔ دوسرے ترمذی نے روایت کر کے  
حسن صحیح کہا اور ابو نداء نے فعل اول میں روایت کیا ہے

لحاصل سے حدیث کا اہمین معنی ہے۔ مدخل حصہ ۱۸ اللہ یُبْغِضُ مراءین۔

۲۸۵۵ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ الْمُؤْمِنِينَ  
بُيِّنَ دُونََهُمْ خُلِقَ حَسَنٌ كَأَنَّهُ الْبَرُّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی  
ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ  
فرماتے ہوئے سنا کہ مومن اپنے اعتقاد کو دوسرے رات کو

وَصَلَّى شَيْخُ الشَّعْبَانِي -

تیم کرنے والے اردو کی کوہنہ رکھنے والے کا درجہ پلستا ہے۔ (ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

۲۸۵۹  
۱۵ وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْيٌ لِلَّهِ حَيْثُ مَا كُنْتُ وَ أَتَّبِعُ الشَّيْخَةَ الْفَحْشَاءَ تَمَحُّهَا وَ خَالِقِ النَّاسِ بِحُفْنِ حُسْنٍ -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ الدَّارِمِيُّ)

لے اس کے خطاب سے ڈرنا خواہ موت میں ہو یا غفلت میں اس میں ہر گھر میں۔

لے اگر بانی کا ارتکاب ہو جائے تو بلی کو تاکر وہ بلی کا نقش و اثر ختم کر دے۔

لے شارمین نے بیان کیا ہے کہ آدمی کے لیے مروتی ہے کہ بانیوں کو ملنے کے لیے بیکیوں کو نکالائے اور ہر بلی کا انار اس کی ہم جنس نیکی سے کرے۔ مثلاً مزایر کی مجلس کا انار قرآن و ذکر کا مجلس کے لیے، خراب پینے کا کفارہ مال شروبات کا صندل کر کے بچکر قاضی اور محل کا سمادیت کے لیے انار کیا جائے علیٰ ہذا اقیاس (کنز العمال)

۲۸۶۰  
۱۶ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَانَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْطِيَ كُرْسِيٌّ يَتَنَ تَحْتَهُ مَرَّ عَلَى النَّاسِ وَ يَمْسُ تَحْتَهُ مَرَّ الْكَارِ عَلَيْهِ عَلَى كُلِّ حَيْثُ لَيْتَ قَرِيبٌ سَهْلٌ -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ دَاوُدُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ طَرِيفٌ)

لے لیٹنے لگے کہ نیچے ذیبا مسند یا ساکن جیسے ٹیبلٹ اور تخت اسالی میں بانٹو کہ کید کی خاطر دوسری جاؤں سے حرام ہونا بیان کیا تو جو کچھ دوسروں کا ملنے ایک ہی ہے تو اسی حصہ پر انکسار کر لیا کیونکہ قریب ہے اور حلال تھا ہے کہ دوسرے کا آگ اس پر حرام ہے۔

۲۸۶۱  
۱۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا تَوَضَّعَ لِلْعَاجِزِ خَبَّ كَيْسُهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جب بھلا بھلا باحت ہوتا ہوں اور قاضی یا مرد پر حق ہوتا ہے

(مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ)

لے بعض روایات میں ناخبر کی جگہ منافق ہے، اگرچہ ظہن کے نیچے ذیبا۔ قریب کے لیے علاحدہ امر ہے اس کا معنی آواززد ہے۔ حُثْ غایر زبرد و ذیبا جائز نہیں قریب دینے والا۔ بنا یہ میں اس حدیث کی تشریح یوں ہے کہ مومن قاضی اور قاضی

کدہ سے ہر فریب دینے والے سے غریب کھا جاتا ہے اور لوگوں کے شوکر پر کاوش و تحقیق نہیں کرتا تو اس کدہ میں کدہ کی جانت و نادانی نہیں بلکہ اس کا کم، بزرگی اور حسن اخلاق ہوتا ہے۔ بعض علمائے یوں گفتگو کی ہے جو کہ مریم غوثی علیہم السلام اور دل کی صاف غوثی کا نامک ہونے کی وجہ سے لوگوں کے ہارے میں نیک لگان کرے گا ان کے باطنی معاملات کا اسے تجربہ نہیں اور لوگوں کے دل کھٹ پر مطلع نہیں۔ لہذا وہ جو بھی اسے کہیں گے یہ قبول کرے گا اور غریب کھائے گا اور دود اور ہی معاملات میں متوجہ نہ رہتا ہے۔ دنیاوی معاملات کو نہایت ہی کم تر تصور کرتا ہے لہذا اس پر ایسے لوگ غریب دیتے ہیں لیکن وہ آخرت کے معاملات میں نہایت ہی بیدار اور عقل کامل کا نامک ہوتا ہے۔ اس کے بارہو آپ سنا اور نہ سنا لے علیہ وسلم نے ایک ارشاد کے لیے اس طرف ترجمہ کیا لَا یَلِدُ غُفْرًا مِّنْ مَّحْجُورًا أَحَدٌ مَّوَسِّئٌ رَّایک سوادخ سے مومن دود و فحش نہیں کھاتا یعنی ہر دغا اور ہمیشہ غریب کھاتے رہتا رہتا نہیں، افضیال و تدبیر و نرمی ہے چپے گزر چکا ہے کہ اس سے مراد دنیا و آخرت دونوں کے معاملات ہیں۔ بعض کے ہارے یہ ہے کہ یہ صرف آخرت کے معاملات کے ساتھ مخصوص ہے اور شائق ہمیشہ دھوکہ باز، مکار، فساد، فتنہ پردہ و دکر و فریب کرنے والا ہوتا ہے یہ قلعہ نہیں کرتا۔ غریب بھی نہیں کھاتا اور نہ ہی اس پر راضی ہوتا ہے اگر کسی صورت میں غریب کھائے گا مگر پھر بغیر علم کے ہر قریب حاصل ہونے پر اس سے راضی نہ ہوگا بلکہ انتقام لے گا۔

۱۱۱۲ وَكَانَ مَكْشُورًا كَانَ قَاتِلًا تَسْوُونَ اللَّهُ صَافِيَةً  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللَّهُ مَكْشُورٌ عَدِيْمٌ لَا يَحْبِلُ اَلَّذِي  
لَا يَفِيْدُ اَلْعَقْدَ كَرَارٌ اَلِيْمٌ عَرَفِي تَحْكُمُ وَيَا سَتْنَامَ  
(وَدَاةُ اَلْزَيْنِجِي مُرْسَلًا)

صوت کھول لے مری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن نرم طبیعت، نرم دل ہرے میں جیسے نیک ملال اور دل لگا سے چلایا جائے تو طاعت کرے اور اگر تمہارے بڑھا یا جائے تو میٹھ جائے ملکہ و ترمذی نے اسے مرسلہ روایت کی ہے

اسیہ کہتا ہیں میں سے میں۔

۱۱۱۳ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو پَر زبیر نے اپنے زیر بردن کثیف۔ یا ہمزو پر مہرے بردن صاحب پہلا اس سے دکانا  
۱۱۱۴ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور  
۱۱۱۵ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور

۱۱۱۶ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور  
۱۱۱۷ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور  
۱۱۱۸ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور

۱۱۱۹ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور  
۱۱۲۰ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور  
۱۱۲۱ اَللَّهُ اَكْبَرُ، اَمْرُو میں اس کا صفحہ ہمارا کڑی کدہ سے اونٹ کے ناک زخمی ہوتا ہے اور یہ چیز اونٹ کو نرم اور





وَرَقَاءُ ابْنِ مَاجِدٍ وَ الْكَبِيْرُ فِي مَجْتَبِ الْاِيْتِيَانِ  
عَنْ اَبِيْهِ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ )  
نہ اسے سرسراہت کی، ابن ماجہ اور یحییٰ نے شب الایمان  
میں حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
کی ہے

لہٰذا تابعی ہیں۔ ان سے سکر بن صفوان الزرقی نے روایت کی ہے اور امام مالک نے اسے موطن میں ذکر کیا ہے  
ان کے والد طح بن زکاد ہیں۔ راپر پیش اور کاف مختلف ہے۔  
۱۲ عمدہ صفات۔

۱۳ یہ کہو گیا ایک ایسی صفت ہے جو بندے کو نعمات و عمرات کے ارتکاب سے محفوظ کرتی ہے اور اس  
کا اس معاملے میں کامل فعل ہے جو کو دین محمدی تمام ادیان سے کامل اور اتم ہے اس لیے اس میں جیابھی کامل و اتم ہوگی۔  
۱۴ زید بن طلحہ سے۔

۱۵ ہذا یہ روایت سکر بن زہری جکر سند متصل ہوگی۔

۲۸۶۶ وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْتِيَانِ قُرْبَانِ  
بِحَيْثُ كَانَ إِذَا رَفَعَ أَحَدُ هُمَا رَفَعَ الْاُخَرُ وَ رَفَعَ  
وَ كَانَتْ اَبِيْنِ عَبَّاسٍ كَيْدًا اَسْبَبَ اَحَدَهُمَا اَيْتِيَانَهُ  
اَلْاُخَرُ۔ (رَقَاءُ النَّبِيِّ فِي مَجْتَبِ الْاِيْتِيَانِ)  
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرم اور ایمان آپس میں ساتھی  
ہیں۔ جب ایک ختم ہو جائے تو دوسرا بھی ختم ہو جائے اور حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں ہے کہ جب ایک  
چھین یا ہاتھ تو دوسرا بھی چھین جاتا ہے۔ (میتق، شب الایمان)

۱۶ ایک دوسرے سے پیوستہ دلائل ہیں۔

۱۷ کہ ترکہ، اقرب و ساتھی، کی تعبیر۔ لفظ جمع اس بات پر دلیل ہے کہ جمع کا اطلاق دو پر ہوتا ہے۔ بعض نسخوں میں لفظ  
جمع ہے اور اس میں مجمل کے سینے کے ساتھ ہے۔

۲۸۶۷ وَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ اَبِيْنِ عُمَرَ وَ هُمَا فِي يَوْمٍ  
مُسْتَوٍ اَللَّهُ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْنٌ وَ كَعْبٌ  
يَا فِي فِي الْقَوْمِ اَنْتَ كَالْيَا مُعَاذٍ اَحْسِنُ خُلُقَكَ  
يَا فِي (رَقَاءُ اَكْمَالِ)

۱۸ حضرت معاذ بن جبل سے اس موقعہ کی بات ہے جب آپ کو مین کا حاضی نہ کر سکا جارا ہوا تھا۔  
۱۹ خزانہ میں پر زبر و اس کی وہ گزری ہمارٹ کے پان کے لیے استعمال ہوتی ہے، گھوڑے کے لیے رکاب  
کا لفظ ہوتا ہے اور اونٹ کے لیے خزانہ کا حضرت معاذ کو جو آپ نے تاحی بنا کر جیسا قریر بڑا عظیم معاملہ ہے ان کو مختلف  
دینیوں میں، سوار کیا اور ان کے ساتھ اوداع کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چلے اور فرمایا اے معاذ  
میں پر تہدی دلیت ذکر کیے گا اور ان کو آخری وصیت ہے گی۔

تسلطہ لوگوں کی تربیت کے لیے، امام سیریل کے نزدیک یہاں انسان کو جس سے مراد وہ لوگ ہیں جو فزی کے متفق ہیں باقی اہل کون باقی اور غلام لوگ اس دائرہ سے خارج ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ سختی اور حریت کا حکم ہے۔ مانع رہے کہ اہل علم کے ساتھ سختی کرنا بھی جہنم اخلاق ہے کیونکہ یہ ان کی حریت ہے جس طرح اپنے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا تربیت کا دایرہ ہے تو امام سیریل نے جس اخلاق کو فزی اور صلح و اخلاقی کے ساتھ خصوصی کیا ہے۔

۳۶۶۸  
وَعَنْ قَابِلِ بْنِ يَكْفَرٍ: رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعِشْتُ لِرَأْيِهِ حُسْنُ الْإِخْلَاقِ. (رَوَاهُ فِي الشُّعَبِ كَلَامُ وَدَادَةَ أَحْمَدُ عَنْ أَحْمَدَ هُنَّ يَزِيدُ)

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ دعایت پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے اخلاق کا ٹھیکل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ احوالہ امام احمد نے اسے حضرت امام جریجہ سے دعایت کیا ہے

تسلطہ انہیں کامل طور پر بیان کروں اور ان کو غلط کمال تک پہنچاؤں، بعض دعایات ہیں۔ مگر امام کا لفظ آیا ہے بعض دعایات میں آیا ہے کہ میں نقصان کے بعد زیادتی کے لیے اور بعض دعایات میں ہے مجھ نے کے بعد منع کرنے کے لیے بھیجا گیا چو کہ آپ آخری نبی ہیں جب آپ پر کمال ثروت اختتام پذیر ہو گیا تو دوسرے کا کثرت عمل کیوں دیں گے؟ آپ کے بعد کسی نبی کا کوئی خصوصیت دوسری سا پرفٹ اور صرف آپ کی شریعت کی مخالفت کی ضرورت ہے اور وہ کام آپ کی امت کے خلاف کا ہے اور وہ نبی اسراہیل کے ان انبیاء کی طرح ہیں جنہوں نے تعلقات اور شریعت موسیٰ کی مخالفت کی تھی۔ خصوصیت دوسرا عالم صلا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سابقہ انبیاء علیہم السلام کے جیسے کثرت و دفاعی کے مانع ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر فضائل کے حامل ہیں اور تقسیم کی تفصیل بکھرنے کے بعد حاصل ہونے والے معج کے ساتھ کرنا دنیاوی ہے کیونکہ دین محمدی میں بت سے ایسے امور ہیں جو سابقہ شریعتوں میں نہیں تھے اور آپ کے تمام انبیاء پر افضل ہونے کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے۔ اُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِمْ لَفُتُوا اشکب ۱۸ میں آپ کو سابقہ انبیاء کے خلاف احوال کی ابتدا کا حکم ہے اور آپ نے ان کو قہراً حاصل کر لیا تو آپ قسم کے جامع قرار پائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ میری اور سابقہ انبیاء کی مثال اسل کی طرح ہے جسے طب بنایا گیا ایلینہ اینٹ کی جگہ کے علاوہ اس میں کوئی جگہ خالی درجہ میرے آنے سے وہ خالی جگہ بھی پُر ہو گئی اور وہ مکان مکمل ہو گیا جس سے علاج ہو جاتا ہے کہ آپ کی آمد سے پہلے کثرت کا کام نہیں رہا تھا بلکہ آپ کے وجود مسود سے ہوا۔

۳۶۶۹  
وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَلَا فِي الْمَسْجِدِ قَالَ اللَّهُمَّ وَفِي النَّبِيِّ حَسَنٌ مَخْلُوقٌ وَفِيهِ قَدَرَاتٌ مِمَّا شَاءَ مِنْ عِبَادِي. (رَوَاهُ فِي الشُّعَبِ الْأَيْمَانُ مُؤَسَّسًا)

امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے دعایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ کلمات کہتے اَللّٰهُمَّ وَفِي النَّبِيِّ حَسَنٌ مَخْلُوقٌ وَفِيهِ قَدَرَاتٌ مِمَّا شَاءَ مِنْ عِبَادِي اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری صحبت اور صحبت کو جو صورت بنایا میری ہر وہ چیز اچھی نرانی جو دوسروں کی بری تھی۔

حق تعالیٰ نے شبہ الایمان میں مسئلہ دعایت کیا

لے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۷۷ واضح رہے کہ یہ سنت بروہا تم علی الاطلاق آپ ہی کی ہے ایچہ بعض کی جنبت بھی ہاگز ہے۔ شاید حدیث میں لفظ اس میں ایسے فرمایا۔

۳۸۶۰ وَكَفَىٰ عَذَابُهُمْ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلْفَقَهَ حَتَّ حَتَّ خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي؟ (رواهُ أَحْمَدُ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ خَلْقِي خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي (اے اللہ تو نے میری صورت حسین بنائی ہے یہی میری سیرت کو بھی حسین کر لے) (مسند احمد)

۳۸۶۱ وَكَفَىٰ عَذَابُهُمْ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلْفَقَهَ حَتَّ حَتَّ خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي؟ (رواهُ أَحْمَدُ)

۱۷۸ لے سیرت حسین ہونے کے باوجود دعا کیوں کی؟ آیت کی تفسیر کے لیے یا اس کے دوام کی دعا ہے جیسے دُخُوْا مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ بِاتِّمَامٍ دین ہر ایک کے آپ کی سیرت کی تحسین و تصذیب کا ذریعہ قرآن ہے جبکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہا سے مروی ہے۔

۳۸۶۲ وَكَفَىٰ عَذَابُهُمْ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلْفَقَهَ حَتَّ حَتَّ خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي؟ (رواهُ أَحْمَدُ)

۱۷۹ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہتر لوگوں کے بارے میں آگاہ دوں؟ تمہارے عرض کیا یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہیں جن کی عمر میری اور اسحاق اچھے ہوں گے (مسند احمد)

۳۸۶۳ وَكَفَىٰ عَذَابُهُمْ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلْفَقَهَ حَتَّ حَتَّ خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي؟ (رواهُ أَحْمَدُ)

۱۸۰ لے یہ کہہ دیا کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مہارت اور اس کے لیے خوب خیرات کر کے بہت زیادہ نفع نائل و کمالات حاصل کر لیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی طویل عمر اس کے لیے مبارک ہے۔ کیونکہ طویل عمر حقیقتہً وہی ہے جس میں کھیر و ہوا و اس میں برکت ہے۔

۳۸۶۴ وَكَفَىٰ عَذَابُهُمْ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلْفَقَهَ حَتَّ حَتَّ خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي؟ (رواهُ أَحْمَدُ)

۱۸۱ لے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا کافلِ مومن اللہ کے ایمان دی ہے جو احقان میں سب سے اچھا ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

۳۸۶۵ وَكَفَىٰ عَذَابُهُمْ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلْفَقَهَ حَتَّ حَتَّ خَلْقِي فَأَخْسِرُنْ خَلْقِي؟ (رواهُ أَحْمَدُ)

۱۸۲ لے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گال دی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پاس بیٹھے ہوئے اس پر جوابی کریم فرمایا ہے جب اس نے زیادہ گالیاں دیں تو حضرت ابوبکر نے ایک کا جواب دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علامن ہو کر کھڑے ہو گئے ابوبکر نے آپ سے مل کر عرض کیا یا رسول اللہ! وہ مجھے گالی دیتا ہا اور آپ انہیں فرما رہے

فَمَنْ كَانَ لَكَ مَوْلٍ فَاتَّخِذْ يَدَيْهِ فَكُلَّمَا  
 رَدَّكَ عَلَيْهِ وَجَّهَ النَّفْسَ الْفَاسِقَ إِلَىٰ مَا يَأْتِي بِكَ  
 كُذِّبَتْ كُلُّهُمْ حَتَّىٰ تَمُوتَ عَلَيْهِمْ بِمُطْلَقَةٍ  
 فَيُغْفِرُ لَهُمْ عَنَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ وَجَلَّ إِلهُ عَرْشِ الْمَلِكِ  
 فَخَصَّ لَهُ وَمَا كُنْتُمْ رَجُلًا بَابِ عَطِيَّةٍ يُرِيدُ بِهَا  
 حَيْثُ لَا تَرَىٰ إِلَّا اللَّهَ بِهَا كُنْتُمْ رَجُلًا وَمَا كُنْتُمْ رَجُلًا  
 بَابِ مَسْئَلَةٍ يُرِيدُ بِهَا كُنْتُمْ رَجُلًا وَلَا تَرَىٰ إِلَّا اللَّهَ بِهَا  
 رَجُلًا.

(رَدِّ الْاَهْلِ الْاَحْمَدُ)

میں نے اس کی ایک گالی کا جواب دیا تو آپ نے فرمایا تیرے  
 ساتھ ایک فرشتہ تھا جس کا جواب دے رہا تھا تب تو  
 نے خود جواب دینا شروع کیا تو سفیطان دریاں میں آگیا اس  
 کے بعد فرمایا ہے جو بدگوشتی باتیں پہل پہل ہیں جس شخص پر ظم  
 ہمارے ہمارے لئے اپنی کی خاطر چشم پوشی کو سے تو اللہ تعالیٰ  
 اسے مغفرت و عفو فرمائے گا جس آدمی نے عداوت کا دوا نہ  
 کھولا مقصد صلہ رحمتی تھا تو اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس  
 کے مال میں اضافہ فرمائے گا اور جس نے مال خرچ کر کے  
 بھٹکا خرچ کیا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔

(مسند احمد)

۱۔ آپ پرش بر کر تسم فرما رہے تھے۔  
 ۲۔ لیکن ابو بکر نے بھی گالی دی۔  
 ۳۔ آپ ناظم ہر کام تھے۔

۴۔ وہ اس کی گالیاں اس طرف لڑتا کہ ہاؤ یہ کہ فرشتہ بھی گالیاں دے رہا تھا۔  
 ۵۔ مطلب ہم کے بچے زیر ہے ظلم کرنا اللہ کے ساتھ بھی آیا آج بھی نے لام پر پیش بھی پڑھا ہے۔  
 ۶۔ اللہ کے مال کی خاطر اضافہ کا معنی سراج میں چشم پوشی کرنا ہے۔  
 ۷۔ اسے اللہ تعالیٰ قوی و عظم بنا دیتا ہے یا تو مظلم ہونے کا وجہ ہے یا اس کی چشم پوشی کا وجہ ہے۔  
 ۸۔ شہ رشتہ وادوں اور مائش کے بے ہمارا لوگوں پر۔  
 ۹۔ گالیاں کتاب سے نکال کر مال میں اضافہ ہو۔

۱۰۔ وَكَانَ عَمَّا رَسَمَهُ كَالَّذِي كَانَ وَشَوْقُهُ  
 حَتَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَكَانَ يُرِيدُ اللَّهُ بِهَا خَلْقَ  
 تَوْحِيدًا لَا تَقَعُ فَعْدُ وَلَا يُغْفَرُ مَغْفَرَاتٍ إِلَّا  
 كَذَرٍ هَلْ.

(رَدِّ الْاَهْلِ الْاَحْمَدُ فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ)

۱۱۔ حوت عالم مدقہ و اللہ تعالیٰ کتاب سے موحی ہے  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میں  
 غنا میں ہر ماں کتاب سے نہیں لے رہا ہے اور بھی  
 کس سے عفو کتاب سے ان کے نقصان کا ادا کر لے گا۔  
 (زیب حق اشب الایمان)

## بَابُ الْغَضَبِ وَالْكِبَرِ

### ۳۲۶۔ غصے اور تکبر کا بیان

غضب، عین اور خفا پر زبر، غصہ کرنا، غضب اس حالت و وصف کو کہا جاتا ہے جو ارادۃً انتقام اور ناپسند چیز کے دینے کرنے پر غش کو جانب خارج کی طرف براہ گزشتہ کرے۔ روح حیوانی حالت غضب میں مغضوب علیہ کی طرف انتقام کے لیے میلان کرتی ہے اور کردہ چیز کو دور کرتی ہے۔ اس وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور رگیں پھول جاتی ہیں۔ اسی طرح حالت غشی میں بھی جانب خارج کی طرف میلان ہوتا ہے تاکہ مجبور کے سامنے آئے۔ اسی وجہ سے بعض اوقات غصہ اور غشی کا غلبہ طاقت کا موجب بن جاتا ہے اور روح کا مکمل طور پر خروج ہو جاتا ہے اور دم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ چہرہ زرد اور بدن کزور ہو جاتا ہے۔ غضب کی مذمت ہے، علم سے غش کا آرام میں ہونا مراد ہے کیونکہ اگر اس میں انسان کو جلدی غصہ کسی حالت میں نہیں آتا، تکلیف پہنچنے کے باوجود مشرب نہیں ہوتا۔ لکن تا قبل کہ اس کو بتا دیں کہ یہ نفس وصال مجرب کے مرقہ پر ہی مشرب نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث عبد القیس میں ہے کہ اس کے سربراہ حضرت انسؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا مگر اس طرح دیکھا جس طرح باقی لوگوں نے کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو سراہتے ہوئے ان کو صاحب علم و وقار قرار دیا۔ اگر نافرمانی غصہ ہو تو مذموم ہے، اسی طرح خلاف شرع بھی غصہ ہونے لگتا ہے اگر حق کی خاطر ہو تو قابل ستائش ہے۔ ریاضت سے متعدد غضب کو بالکل ختم کرنا نہیں بلکہ اسے موافق حق بنانا ہوتا ہے غضب تو نظام بدن اور جسم کے حیات کا ذریعہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے موزی اور تکلیف دہ اشیاء سے بچا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نباتات میں تو غصہ نہیں پائی ہے ہر کوئی ہلاک کر دیتا ہے۔ بھلائی حیوانات کے، ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کا مکمل ایسے اکت عمل کیے جان کو موزی سے محفوظ کیسے ہیں شک میں گناہ سنگ اندازت وغیرہ آدمی کے لیے اگرچہ اس طرح آلات نہیں مگر اسے قتل و خمری حلا کے ہلکے ایسے آلات و ذرائع تیار کر کے جس سے وہ ہر قسم کے دشمن اور موزی سے اپنا دفاع کر سکے تکبر کا سبب اپنے آپ کو ادا پانی صفات کا علی اور بہتر جاننا ہے، جب کوئی ان چیزوں کا اظہار کرے گا انسان کے ذریعہ دیگر لوگوں پر فریقت اور بددلی ہے گا اس وجہ سے وہ حق کے تسلیم کرنے اصحاب کی قربانکاری کے لیے آمادہ نہ ہوگا جس سے سرکشی پیدا ہوگی اگر غلط واقعہ برپا ہو اس کی ذات میں وہ صفات نہیں جن کا اظہار تکلف و بددلی کی صورت میں کر رہا ہے قرین عمل شایستگی مذموم و تبیح ہے۔ اور اگر واقعہ وہ فضائل اس میں موجود ہیں انسان کی بنیاد پر تقدم چاہتا ہے مگر یہ مذموم نہیں، تکبر کا مقابل قیاس ہے، قاضی مجبور اور کردہ کی کے درمیان وجہ کا نام ہے کہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے اندر موجود احوال سے شرم کر خواہش منہ پرنا ہمت یہ ہے کہ اپنے تمام سے بھی بچے کرنا اپنا استحقاق بھی دینا، قاضی درمیان طریقہ ہے، اشخاص صرفہ قدی اللہ داعم جب تک نفس میں قاب و دیکھتے ہیں تو اس طرح اپنے آپ کی نفی اور انکار کرتے ہیں کہ صفہ کو قاضی کا وجہ سے



دیتے تاکہ نفس مقام ترائف پر رہے۔ البتہ کمال تو صلوات احلال ہر حال میں بہتر ہے۔

## الفصل الأول

### پہلی فصل

۳۸۷۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْتَضِبَ كَرْتَةً إِلَّكَ وَمَرَّةً فَإِنَّكَ تَغْتَضِبُ.  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

۱۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔  
۲۔ غضب کا مطلب برکرا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غصت میں عرض کی جیسے غضب کیجئے آپ نے فرمایا غضب کر اس نے بار بار عرض کیا آپ نے یہی فرمایا غضب کر کیجئے (بخاری)

۳۔ صحن ہے کہ ان میں یہی عمل ہوا لہذا اس سے بار بار آپ نے منع فرمایا کیونکہ آپ کا یہ معمول تھا کہ سائیں کے محل کے مطابق جواب دہایت فرماتے اور جو اس کے مناسب حال مطابقتا اسی کو تحریر فرماتے یا اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ ہر بلا اور شاو کا سبب شہوت اور غصہ کا غلبہ ہے اور شہوت جبیت فکھ مغلوب ہے اور سیاں غضب سے منع کا خصوصی انجام فرمایا پہلی ترجمہ بڑی واضح ہے۔

۳۸۷۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُنْ الْقَاضِي يُدْهِمُ النَّصْرَةَ عَيْنًا وَكَيْفَا الْقَاضِي يُدْهِمُ يَنْبِيْلِكَ نَفْسَهُ عَيْنًا وَكَيْفَا  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ حق سے رہایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کشتی سے پہمان نہیں ہوتا۔ پہمان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔  
(بخاری و مسلم)

۲۔ قاضی معاد پریشی، پراپرڈ، جو لوگ کر زمین پر مال دے اس سے دلا دیا جائے، مزارع میں اس کا کوئی لاغاب ہے اور معاد صحت کا ایک دوسرے کے کشتی کرتا بہت ہے۔

۳۔ یہ کہ غصہ انسان کا سخت ترین اور قوی تر دشمن ہے جس نے اس پر کھڑا کر یا لیا اس نے قوی ترین مخالف کر لیا۔

مردی دوزر باز و دانی دوزر کت

فانص اگر بوائی دام کرش طری

مردی دوزر باز و دانی دوزر کت کے دوزر سے نہیں بنتی، بلکہ اگر نفس کو مستطاب کر یا قویہ مردانگی ہے۔

۳۸۷۷ وَكَانَ حَاوِيَةً بَنِي وَحِبِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْدًا خَيْرٌ مِنْكُمْ يَا هَؤُلَاءِ الْبَشَرَةُ كُلُّهَا مُتَوَعِّبٌ كَذَا فَسَكَ عَلَى الشَّو

۱۔ حضرت حاتم بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مراد ہے کہ انہی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں الیہ جن کے بارے میں وہ بتائے ہر دوزر سے کہ کھڑا ہوا ہے اگر

لَا يَسْكُنُونَ فِيهَا إِلَّا الْخَيْرُ مُنْقَضِينَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُنْزُوا خَيْرًا مِمَّا كُنْتُمْ تَكْثُرُونَ

مُنْقَضِينَ

(مُنْقَضِينَ مَكْنِيًا)

وَفِي رِجَالِهِمْ أَتَقَاتُ لَكُمْ أَخْيَارٌ مِمَّا كُنْتُمْ تَكْثُرُونَ

لَا أَهْلُ جَنَّةٍ كُنْزٌ يُمْسِكُونَ؟

وہ اللہ کی قسم کھا رہے تھے کہ اس کی قسم پوچھ کر دے گا  
کیا تم میں ایسی نازدہنیاں ہیں، جو تم کو بچاؤں،  
(جو دینی و دنیوی امور میں تم کی مدد میں ہے سمجھو، دل،  
عقل، اور حکم)

عقلی، حکمی

اے منکشف! میں پر ذرا لوگ جسے فقر و قراض میں تھیر جائیں کہ اس کے ساتھ جبر اور جبر کرتے ہوں۔ بعض نے عین  
کے پچھے دیر پڑھی ہے اور اس کا معنی نرم اور ذلیل کیا ہے۔

اے اسے چاکر کرے گا یا اس کی قسم کہ ان الفاظ کی حدود و قیاسات لگائی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ بندہ باقی دنیا کے  
کم اور اس کے لطف پر کامل اعتماد کرتے ہوئے قسم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی امید کو بھرتے ہوئے اس کی قسم کو پورا  
کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ شخص اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہے اور اللہ کی قسم کو پورا کر دیتے ہیں

تیسرا معنی

یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ دیتا ہے کہ فلاں کام کرے گا یا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کے مطابق  
ترقی و تہمت فرمادیتا ہے۔

لکھ جب اپنے اہل جنت کی صفات بیان کر دیں تو اب اہل نار کے اعمال کا تذکرہ کیا۔

شکل، امین پریش، ملام مشور، سخت گو، درشت ناطق طوائف کرنے والا۔

اے حافظ عظیم پر زبر و داد مشور، نہیں اور مال جمع کرنے والا، بعض نے اس کا ترجمہ زخارف میں حکیم کا اظہار کرنے  
والا کیا ہے اس صفت میں حکیم اس کی تفسیر ہوگا۔

لکھ زہیم، حرم داؤد، شخص جو اپنی نسبت کسی قوم کی طرف کرتا ہے مگر نفس الامری میں ایسا نہ ہو۔ قرآن مجید میں دونوں

صفت زہیم اور زہیمین منبرہ کی بیان کی ہیں۔

۳۸۶۸ وَكَانَ الْيَوْمَ مَشْهُودٌ كَانَ قَوْلُكَ دَسْتُونَ

الْيَوْمَ مَشْهُودٌ مَكْنِيًا وَكَانَ قَوْلُكَ دَسْتُونَ

فِي قَلْبِهِمْ وَيَقَالُ حَبِيبٌ مِّنْ خَزَائِنِ مَنَ لَّيْلَتَيْنِ

وَلَا يَذْكُرُ الْيَوْمَ حَبِيبٌ مِّنْ خَزَائِنِ مَنَ لَّيْلَتَيْنِ

مَنَ لَّيْلَتَيْنِ مَنَ لَّيْلَتَيْنِ (رَدِّ الْاِسْمِ)

اے اللہ! کہ کسی کے کم از کم ہونے پر بطور معاوہہ لایا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان  
کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ  
شخص روزے میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں رانی  
کے برابر ایمان ہو اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا  
جس کے دل میں رانی کے دانے کے برابر کج عمر محمد صلی

انہی سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل

۳۸۶۹ وَعَنْهُ كَانَ قَوْلُكَ دَسْتُونَ الْيَوْمَ مَشْهُودٌ

مَكْنِيًا وَكَانَ قَوْلُكَ دَسْتُونَ مَنَ لَّيْلَتَيْنِ



وَمُتَعَانَ ذَوِّ قُوَّةٍ يَنْبَغِي مَعَانِي رَحْمَتِ الْوَسْطَى  
يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ شَوْبًا حَسَنًا وَتَعْلَمُ حَسَنَاتُكَ  
إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْعَمَلَانَ انْكِبُزْ بَطْوَى الْحَقِّ  
وَعَمَلُ النَّاسِ - (۱۵۱۰ مَسْنُون)

لے درو سے مراد یا تو چھوٹی چیزیں ہیں۔ یا وہ ہوائیں اڑنے والے فضا میں جو روشندان سے سورت گدھنی میں امداد ہیں۔

لے جب اس نے موسیٰ کی حکیم لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بڑا قیمتی اور فخر و لباس پہنتے ہیں تو گناہ گزرا شایہ یہ حکیم ہو۔

لے اللہ تعالیٰ پر عمل کا اطلاق کامل اور صاف اور حسن افعال کے اعتبار سے ہے۔ یعنی نے اس کا معنی جمال عطا کرنے والا کیا ہے۔ یعنی نے جیل یعنی جیل و بندگی کیا۔ یعنی نے کہا کہ وہ فرد گشت اور جمال کا ملک وفاق ہے۔ یعنی نے اس کا معنی اپنے بندوں پر حسن کر کے دالا کیا ہے۔

لے تہجد و عبادت سے سرکشی کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا۔

۴۸۸۰ وَكَانَ رَأْيُهَا يَوْمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذِبًا لَا يَكُونُ مَعَهُ اللَّهُ يَوْمَ  
الْبَيْتَةِ وَلَا يَكُونُ مَعَهُ فِي يَوْمِ الْيَوْمِ وَلَا يَكُونُ مَعَهُ  
وَكُلُّكُمْ عَدَاوَةٌ كَيْفَ تَعْلَمُونَ وَتَابَ وَتَبَّكَ كَذَابُكَ  
عَالِي مَسْئَلَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان اشخاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کام نہیں فرمائے گا اور وہی انہیں پاک کرے گا ایک سعادت میں ہے کہ وہ ہی ان کی طرف نظر کرے گا اور ان کے لیے بددعا ہو گا یہاں تک خدا کی قسم، ہولناکانی، جبرٹا بادشاہ اور شیر حکیم و مسلم

(۱۵۱۰ مَسْنُون)

لے دوسری سعادت میں یہ اشارہ ہے۔

لے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے عدم رفا اور ناسمجی ہے کیونکہ جو کسی سے ناسمجی ہو جائے وہ اس سے لگنو نہیں کرتا اس کی طرف دیکھنا نہیں اور وہی اس کی قرین کرتا ہے اور وہ تین اشخاص ہیں۔

لے باوجودیکہ وہ ایسے وقت میں ہے جس میں اسے قرب کرنی چاہیے کیا کہ پہلو غائب ہونا چاہیے اور شہرت میں کمی لیکن اگر وہ اس کے خلاف کرتا ہے تو یہ عمل بہ نسبت اس کی بے حیائی کی انتہا اور باری تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے

لے جھوٹ ہر ایک سے نادر یا ہر تہا ہے لیکن بادشاہ کی کذب بیانی بنیاد ہی خدوم ہے کیونکہ حق خدا کے تمام معاملات اس کی زبان و لہجہ سے منتقل ہوتے ہیں اور اس کا جھوٹ دینے ضرر اور حصول نفع کے لیے ہی ہوگا اور حکم نیز جھوٹ کے ہیں اپنا معاملہ نبھا سکتا ہے لہذا اس کا جھوٹ ہونا بدتر اور بے فائدہ ہوگا۔

شہ کجبر ہر ایک سے بڑا ہے مگر اس غیر سے بڑا مال و منصب سے ماری پر نہایت ہی بڑا ہے کیونکہ یہ اس کے ثبوت باطن اور طبی کیلیں پر مال ہے۔

کبر زشت و از گدایان زشت تر

شرا۔

روز مرد و برف و آنگہ جاہر تر

کجبر بڑا ہے اور فقر سے نہایت بڑا، جیسا کہ دن کا ٹھنڈا ہونا لیکن اگر کپڑے بھی تر ہوں تو زیادہ سردی ہوگی۔  
بعض لوگوں نے مائل سے مراد غلامانِ کجھوہ مراد یہ ہے جو خیال کو اس طرح نقصان پہنچاتا ہے کہ ان کے حقوق پر سے بھی نہیں کر سکتا اور اس پر مزید یہ کہ کجبر کہتے ہوئے حد تو ذکاوت و عمل نہیں کھینچتا اور ذہنی لوگوں کے ساتھ مناسب رویہ اپنانا ہے۔ اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے سوال کرنے سے حیا کرنا اور دشمنی ہے اور بوقت مجبوری کجبر کرتے ہوئے لوگوں کے احسان کو قبول کرنا اور دشمنی ہے۔

اصلاحی سے مراد یہ ہے کہ جی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہہ بندو جان دونوں میں سے کسی ایک کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں آگ میں داخل کروں گا دوسری روایت ہے میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔

۲۸۸۱ وَ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَيْكَبُ رِيَاءٍ مَرَدٍّ أَوْ عِيٍّ وَ الْعَظَمَةُ إِذَا رِيءَ كَسَمَنْ نَادَى عِيٍّ وَ إِحْدَا أَيْتُهُمَا أَذْخَلَهُ النَّارَ وَ فِي رِوَايَةٍ قَدْ خُذَتْ فِي النَّكَارِ (۱۵۱۱ مَسْنَع)

(مسم)

لے اس سے یہ خیال ہی جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خود تعز و میں معصیت کبریائی و عظمت کے ساتھ متصف ہے یہ دونوں صفات اس کا خاصہ ہیں۔ کسی کو ان میں شرکت کی مجال کہاں؟ البتہ حمد و کم اور مہربانی اس کی صفات ہیں اور مخلوق کو بھی اس سے صغر طے اس صفت کے ساتھ کسی انسان کو مجازاً متصف کرنا جائز ہے لیکن ان دونوں صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مجازاً متصف کرنا بھی جائز نہیں۔ دو چیزوں کے ساتھ اس لیے خیال دی کہ جس نے یہ دونوں لیے ہوئے ہوں ان کے ہونے کے لیے اس وقت کہن ممکن نہیں ہوتا۔ کبر یا اور عظمت لغت میں ہم سنی ہیں یعنی بڑا ہونا ظاہر و باطن کے معنی میں ہے۔ کہن دونوں میں فرق ہے ایک کو چادہ اور دوسرے کو تہہ بند کہنا گاہے اس لیے بعض محاسن فرمایا کہ کجبر یا کج صفت ہے اور عظمت انسانی یعنی حق تعالیٰ کی ذات کے لحاظ سے کجبر و کج صفت ہے وہ انسانی سے اعلیٰ و ارفع ہوگی چونکہ چادر و تہہ بند سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ اس کی شرح میں اور کج گفتگو کی گئی ہے و اللہ تعالیٰ اعلم۔

لے جو میرے ساتھ ان میں شرکت کا دعویٰ کرے گا۔

لے ان اللہ لای صفات کا پہلو نمایاں ہے جس طرح مٹی کے ڈھیلے کر کے اعتنائی کے ساتھ پھینکا جاتا ہے۔





يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ الْفٰكِهٰۤآ  
 الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ الْفٰكِهٰۤآ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 وَ اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ

(۱) اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ  
 اَلَيْسَ بِمَثٰلٍ لِّمَا كُنْتُمْ فَعَلٰٓتُمْ

قرآن مجید میں سننا بڑا بندہ وہ ہے جو غرور اور ادا کر کے  
 اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ بڑا بندہ وہ بندہ ہے  
 جو علم و تادیب کرے اور تہا کی کو بھول جائے بڑا بندہ  
 وہ بندہ ہے جو بھول کر کھڑی ہو جائے۔ بڑا اور گل  
 شرمیلے کو بھول جائے بڑا بندہ وہ بندہ ہے جو بھول کر گئے  
 اور ہر سے جھانڈ کرے اور اپنی ابتلا و انتہا کو بھول جائے،  
 وہ بندہ بڑا ہے جو دنیا کو دین کے لیے دھوکہ دے  
 وہ بندہ بڑا ہے جو جہالت سے دین کو بھول جائے وہ بندہ  
 جو اپنے لیے ہر پناہ بنے وہ بندہ بڑا ہے جسے خواہش  
 نفس گراہ کرے وہ بندہ بڑا ہے جسے خواہش اللہ میں کرے  
 (ترجمہ: یہ سب خدایاں اور ہر ایک اس کی سند  
 قریب نہیں اور اس میں ترقی نہ ہو گا کہ یہ حدیث (جواب ہے)  
 پر ہر ایک میں ضم میں بڑا بندہ۔

اس دن کو بھول جائے جو قدرت و طاقت میں سب سے غالب ہے:

اس دن کو بھول جائے کہ انتہا کو دیتا ہے۔

اس دن کو بھول جائے کہ سب سے بلند ہے۔

اس دن کو بھول جائے کہ سب سے بلند ہے۔

اس دن کو بھول جائے کہ سب سے بلند ہے۔

اس دن کو بھول جائے کہ سب سے بلند ہے۔

اس دن کو بھول جائے کہ سب سے بلند ہے۔

اس دن کو بھول جائے کہ سب سے بلند ہے۔

ملے وہ مخلوق سے ملے رکھتا ہے اور جس سے ہزاروں دنیا کے دھنسنے پرے جاتے۔  
لہذا اسے راہ دین سے دور لے جاتے۔

۷۔ جو دنیا کی حرص و لالچی میں پاگل ہو جائے، کثرت مال کی طلب اسے ذلیل کر دے اور عورت دین کو ذلت سے  
بول دے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۲۸۸۷ عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجُوزُ عَنْهُ إِلَّا فَضَلَ عَنْهُ اللَّهُ  
عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُزْءِ عَرَّةٍ غَيْظًا يَكْبِتُهَا أَيْتَاءُ وَجْهِهِ  
اللَّهُ تَعَالَى - (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں اس غصہ کے گھرنے سے بستر گھرنے سے بڑھ کر  
پتہ جو اللہ کی رضا کی خاطر لیا گیا۔ (مسند احمد)

۲۸۸۸ وَكَانَ ابْنُ عَسَاءٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِذْ قَرَأَ  
بِالنَّبِيِّ هِيَ أَحْسَنُ قَالَ النَّبِيُّ عِنْدَهُ انْقَضَ  
لِقَوْلِهِ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ وَجَدَ أَكْفَلُوا أَحْسَنَ لِمَا أَمَرَ  
وَحَسَنَ لِمَا عَزَّ وَهُوَ كَأَنَّهُ دَفَعَهُ حَيْمُورٌ  
رَقِيْبِيَّةً - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَتَعَالَى)

ابن عسہ نے کہا یہ ہے۔ وَلَا تَسْتَوِي أَحْسَنُ وَلَا الْإِسَاءَةُ إِذْ قَرَأَ بِالنَّبِيِّ هِيَ أَحْسَنُ "دیکھو اللہ ہی جزا اور  
ہم میں برابر ہیں اور بدی کرنا بھی اس کے ساتھ جو بتر سے دل کرنا یعنی اگر کوئی تیرے ساتھ بڑی کتاب سے تو اس کے ساتھ  
اگر مردی احسن الی من اسامہ

۲۸۸۹ راجح تو وہ ہے تو ہر شخص کے ساتھ لگا کر جو تیرے ساتھ بڑی کتاب ہے یا راویہ ہے کہ نیک اعمال میں سے بستر کو  
حسب کار میں صحت میں معنی میں ہاں نہ ہے اور الفاظ حدیث اس کے مناسب ہیں۔

۲۸۹۰ ملے یعنی بدی کرنا بھی اس کے ساتھ دل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو مہر کرے اور اگر کسی سے زیادتی  
ہو تو مہر کرے۔

۲۸۹۱ ملے جب دعا لڑنے کی رضا کے لیے ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں نفس اور دیگر مخلوق کے شر سے

منظر کے گا۔

۱۵۹۹ تفسیر ایت کے آخری حصہ کی ہے مگر ادا اللہ فی بینک و بینک عداوت کا لفظ کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس کے درمیان عداوت ہر دو گروہ اور قریبی دوست ہے

۱۵۹۹ وَعَنْ بَعْضِ نَحْوِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ  
كَانَ قَالَ وَشَوْنُ اللَّهِ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ  
الْقَضْبُ كَيْفَ يُعْطَى الْإِنْسَانُ كَمَا يُعْطَى الصَّغِيرُ وَالْعَمَلُ  
(وَمَا أَهْلُ الْبَيْتِ يَحْقِيقُوا)

اے بزرگوار پر زبر، ہاں ساکن۔

۱۵۹۹ تھان کا نام معاویہ بن حنفیہ ہے۔ معاویہ پر زبر یا ساکن، اس سند میں اختلاف ہے مگر حق یہی ہے کہ جمع ہے۔  
تھان معاویہ پر زبر یا کسور، بعض اوقات مزدت شری کی وجہ سے یا ساکن بھی پڑھی جاتی ہے۔ کراٹے درخت کے شیرے کو کہا جاتا ہے۔

۱۵۹۹ وَعَنْ عُمَرَ كَانَ وَهُوَ عَلَى الْبَيْتِ نَائِمًا  
الْقَاسِ تَوَاضَعُوا خِلَافِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَوَّاهُمْ بِلَهْوٍ وَكَفَّهَ اللَّهُ  
كُهُؤَ فِي تَقْصِيهِ صَغِيرُهُ وَفِي أَخْلَاقِهِ النَّفَاسِ عَظِيمُهُ  
وَمَنْ تَكَبَّرَ وَكَفَّهَ اللَّهُ كُهُؤَ فِي أَخْلَاقِهِ النَّفَاسِ  
صَغِيرُهُ وَفِي تَقْصِيهِ كَبِيرُهُ حَتَّى لَمْ يَدْرِكْ أَهْلُؤَ عَلَيْكُمْ  
مِنْ تَحْلِيهِ أَوْ خِلَافِهِ

اے جو لوگوں کے ساتھ فضائل الہی کی خاطر تواضع سے پیش آتا ہے۔

تھان یعنی جو اپنے آپ کو کم کہتا ہے۔

تھان اور تھانے لوگوں کی نگاہ میں اسے بڑا بنا دیتا ہے۔

۱۵۹۹ تھان یعنی تواضع کرنے والا اگرچہ اپنے آپ کو کم کہتا ہے مگر ادا اللہ فی بینک و بینک عداوت کے ہاں حقیر ہوگا اور لوگوں کے ہاں عزیز  
اور سدا اور تواضع کرنے والا اگرچہ اپنے آپ کو کم کہتا ہے مگر ادا اللہ فی بینک و بینک عداوت کے ہاں وہ عظیم رہتا ہے۔

۱۵۹۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُؤَمَّسِي بَيْتِي عَشْرَ أَلْفِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِي مِنْ أَعْرَاجِهِ وَكَانَ يَحْمِلُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تواضع سے بیان کرتے ہیں  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت  
معاویہ بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ میں نے

قَالَ مَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْخَنَزِرِ.

(رَدِّ الْاَلْبَابِ ص ۱۱۱)

ہندو میں سے کون زیادہ عزت والا ہے۔ فرمایا جو کچھ مرنے کے بعد صاف کر دے۔ (ذہبی)

لے جس نے اس کے ساتھ زیادتی کی اس پر انتقام لینے میں قادر تھا مگر صاف کر دیتا ہے۔

۲۸۹۲ وَعَنْ أَبِي أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَذَرَ لِسَانَهُ سَحَرَهُ اللَّهُ

عَنْ نَسَمَةٍ وَمَنْ كَفَّ لِسَانَهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ

عَدَايَةً يَوْمَ الرَّافِدِيِّينَ وَمَنْ اغْتَدَرَ إِلَى اللَّهِ

قِيلَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَفَّ.

(رَدِّ الْاَلْبَابِ ص ۱۱۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی زبان کو

مخفی رکھے اللہ تعالیٰ اس کے محبوب پر پردہ ڈال دے گا

اور وہ شخص جو اپنا غصہ دھکے لے اللہ تعالیٰ قیامت کے

روز اس سے عذاب دھکے لے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ میں غرض پیش کیا اللہ تعالیٰ اس کا عذاب قبول فرمائے

(ذہبی)

لے جو آدمی اپنی زبان کو روکے لوگوں کے محبوب سے فاش کر دے گا۔

لے جو انسان وہ اپنے دیگر گناہوں کو دھکے دے مگر اللہ تعالیٰ عذاب سے محفوظ نہ کرے گا۔

لے جو بھی اللہ کی بارگاہ میں عذر دہانی چاہے وہ صاف فرما دیتا ہے۔

سہ اللہ تعالیٰ بخشے والا اور مددگار ہے، وہ کریم ہے گناہ صاف فرمائے والا اور عذر سننے والا ہے۔

۲۸۹۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَاتٌ مُنْجِيَاتٌ وَكَلِمَاتٌ

مُهْلِكَاتٌ كَمَا مَاتَ الْمُتَجَنِّبَاتُ فَتَقْوَى اللَّهِ فِي الْبَيْتِ

وَالْعَمَلِ نِيَّةٌ وَالْعَمَلُ بِالْحَقِّ فِي الزَّوَالِ وَالشُّعُوبِ

وَالْقَصْدُ فِي الْبَيْتِ وَالْعَمَلُ بِمَا أَمَرَ اللَّهُ لِكُلِّ

أَمْرٍ مُتَجَنِّبٌ وَهُمْ قَطَاعٌ وَاعْتِجَابُ الْمَرْهُومِ

بِغَيْبِهِ وَدَعْوَى أَهْلِ مَعْرِفَةٍ.

(رَدِّ الْاَلْبَابِ ص ۱۱۱)

(تَحْقِيقُ الْاِيْمَانِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں

نجات دینے اور تین ہلاک کر دینے والی ہیں۔ نجات دینے

والی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے خفیہ اور علانیہ خوش و نا خوش

میں سچی بات کرنا معاملات امرت و نقریں و رعیتیٰ فی ماہ پر

رہنا ہلاک کرنے والی نفسانی خواہش جس کی پیروی کی جائے

بہل جس کی اطاعت ہر ادا انسان کا اپنے آپ کو اچھا

جاننا یہ ان شعبے سے سخت ہے۔ (ذہبی نے یہ پانچوں امور

شب الایمان میں ذکر کی ہیں۔)

لے طلبہ سے نجات دینے والی اور دوسری تین آخرت میں ہلاکت میں مبتلا کر دینے والی ہیں۔

لے غفلت کے سامنے اور پریشیدہ اور غافل ہوا بن میں۔

لے کسی سے مافیہ ہے یا تا ماضی و شفاء سے نفع نظر آ رہا ہے تو خلاف واقع اس کی معذکرے اور اگر کسی

معاذ کے تکلیف پہنچے ہے تو خدمت دکرے۔ دونوں احوال میں استقامت کا مظاہرہ کرے۔



۵۴ اسراف اور بخل میں سے بچنا وہ فقر کے اختیار کرنے میں مسئلہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے گردان کرنے کے لیے تھوڑے مال کا ہونا فنا و فقر دونوں سے افضل ہے۔  
 ۵۵ اس طرح تابع نفس ہر بات ہے جس طرف وہ کہتا ہے چل چکا ہے کامل ایمان یہ ہوتا ہے کہ نفس کی خواہشات اور تمنا سے اور اس کے رسول کی شریعت کے تابع ہوں۔  
 ۵۶ آدمی کی طبیعت بخل و حرص سے خالی نہیں ہوتی لیکن وہ ایسا شخص ہے جو اس کی فزائنہ طاعت کتاب سے اور اس کے کبھی نہ میں مروتنا اور اس میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔  
 ۵۷ اپنے اوپر خرچہ نہیں ہے اور اپنی صفات کو اچھا جانتا ہے اور اس سے بچر پیدا ہو جاتا ہے۔  
 ۵۸ کیونکہ یہ ایک صفت ہے جس کو جوہر سے انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی کبریا میں شریک بننے کی کوشش کرتا ہے۔

## بَابُ الظُّلْمِ

### ۳۲۷۔ ظلم کا بیان

ظلم میں ظلم کا معنی اشخاص اس کے مخصوص عمل کی بجائے دوسرے جگہ رکھنا ہے، نہایت ہی جامع لفظ ہے یہ اس فعل اور چیز کو شامل ہے جو حد سے تجاوز کر جائے۔ مناسب وضع پر واقع نہ ہو بلکہ زیادہ یا کم ہے وقت یا بے جا واقع ہو، ظلم و زیادتی بھی اس میں شامل ہے، آخر غلامی معنی میں ہے یعنی اس کی استقامت مراد ہوگی، عروج میں ظلم ستم کرنے میں معنی صحابہ یہ بھی اس معنی مذکور کے مطابق ہے۔ یہ ستم یا تو اللہ تعالیٰ کے حق میں ہو گا یا مخلوق و نفس کے حق میں، عام طور پر ستم کا لفظ مخلوق کے اس حق کے بارے میں بولا جاتا ہے جو دوسرے کے مال، عزت اور جان پر ناحق قبضہ اور جبر کا جانتا ہے۔

### الفصل الأول

#### پہلی فصل

۳۸۹۲ عَنْ اَبِي ثَمَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الظُّلْمَ ظُلْمًا ثَلَاثًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت میں ظلم کو تین طرح کا بیان فرمایا۔

۱۔ اس دن ظلم کو ہر طرف سے تاریکی گھیرے گی اور وہ نور مومن کو نصیب ہو گا اس سے ظلم محروم رہے گا۔  
 ۲۔ ظلم کو یسویٰ بینت آئینہ فیض و پائیدار نفع دوسروں کے مابین اور آگے ذریعہ ہونگا یا ہار کیل سے مراد وہ فقر و غنا اور سزا جہنم میں جو اسے میلان مشر اور دوزخ میں لاحق ہوں گی اور اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید سے مستعمل ہے

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ صِرَاطُهُمْ عَلَى الْبُيُوتِ الْمُبِينِ اور مسندوں کی معتبروں سے نجات دیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مصلحتاً اور جب اسے پکڑتا ہے تو جبروتِ شیعہ پھر یہ آیت پڑھی آپ کے رب کی پکڑا دیتی ہے جب اس نے ظالم کو پکڑا اور دھاری و مسلم

۲۸۹۵ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَخْتِمْ عَلَى الْقُلُوبِ حَتَّى إِذَا أَخَذَ لَمْ يُفْلِحْ ثُمَّ كَانَ عَذَابُكَ أَهْلًا بِكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنُ وَحِيَ كَلَامُهُ الْآيَةُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے اور اس کی عمر بھی کتاب ہے اللہ ہمت دیتا، دسی و صلی کرنا۔  
لکھ دو وہ طلب الہی سے جگا سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مقامِ حجاز سے گزرے تو فرمایا ان ظالموں کے گھروں میں نہ جانا مگر اس حال میں تم روئے ہوئے سچا و اس طرف کے کہیں ان کی طرح ہیں یہی مذاہب نہ پہنچ جائے پھر آپ نے سر طعاش لیا اور رفتار کو تیز فرمایا حتیٰ کہ اس داری سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۹۶ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى بَنِي نَجِجٍ عَنْ أَنْ يَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الْيَمِينِ فَكَتَمُوا أَفْئُسَهُمْ لَأَنْ تَكُونُوا بَيْنَ يَدَيْهِمْ يَمِينُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ فَكُتِمَ رَأْسُهُمْ وَأَسْتَعْرَضُوا حَتَّى أَجْمَعَهُ التَّوَادِيحُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے حجاز کے بچے ویر، حیم ساکن، یہ اس جگہ کا نام ہے یہاں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم قومِ عاد تھی، غزوہ بدر ہوتے ہوئے اتفاقاً وہاں سے گزر ہو گیا۔  
لکھ جنوں نے اپنے رسولوں کا کفر یہ کی۔

لکھ ان کے اعمال سے عبرت حاصل کرو اور یہاں سے غفلت کے ساتھ دگر و درہجہ ان کے مذاہب کو یاد دلاؤ۔  
لکھ یہ جو غافل ہونا اور عبرت حاصل نہ کرنا مل کی سختی اور عدم مشورہ کی علامت ہے اور یہ مذاہب کا مل بننے کا پھر یہ کہ یہ یا ملو یہ کہ دورِ وادِ عبرت پکڑو کہیں ہمارے اندر بھی ان جیسے اعمال آجائیں جس کی وجہ سے یہ مذاہب آیا۔

لکھ پادری کے ساتھ اور وہاں سے تیزی سے گزرے۔  
لکھ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہاں سے پانی نہیں پینا، طعام نہیں کھنا حتیٰ کہ چار پاویں کے چارے کی اجازت دے۔





بعض رسال میں تحریر کرتے ہیں کہ دنیا فاطمت کی محبت کی شناخت ان چار چیزوں سے ہوتا ہے جس شخص پر دنیا کی محبت غالب ہے وہ لوگوں کو عزیز کسی دوسرے کے تکلیف دے گا اور جو اس درجہ کا نہ ہو کسی کو ازیت دینے میں اجتہاد نہیں کرے گا اور اگر کسی نے اسے ازیت دی تو وہ خیریت کے مطابق اس سے بدلے گا اور جسے تجاویز نہیں کرے گا اور جس پر محبت کی محبت غالب ہوگی اور دنیا کی کردی وہ شخص کو صاف کر دے گا جس نے اس پر ظلم کیا اور جس کی اخوت سے قوی تر محبت ہوگی وہ ظلم کے برابر ظالم پر اسان کرے گا اور یہ درجہ مقرب الہی کے لوگوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سے حصہ عطا فرمائے۔

۱۔ ۲۹۔ وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ كُتِبَ إِلَى عَائِشَةَ  
أَيُّ الْخَيْرِ إِلَى كِتَابِ خُوَيْصِجِيٍّ فِيهِ وَكَتَبَتْ  
لَكَتَبَتْ سَلَامًا عَلَيْكَ أَمَا بَعْدُ خَائِيَّةٌ سَيَعِدُ  
تَسْؤُلُ اللَّهَ وَتَقُولُ اللَّهُ عَلَيْكَ وَتَسْؤُلُ خُوَيْصِجِيٍّ  
الْمَكْتَسِرِ بِرَحْمَةِ اللَّهِ يَسْخِطُ النَّاسَ كَمَا أَنَّ اللَّهَ  
يَسْخِطُ النَّاسَ وَتَقُولُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ وَاللَّامِ  
عَلَيْكَ.

(رداء القبولین ۱)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتا ہے کہ میں نے  
کہا کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ  
منہا کو خط لکھا کہ بے کچھ وصیت تحریر نہ فرمائی لیکن زیادہ  
نہ ہوا انہوں نے سلام کے بعد لکھا میں نے رسول اللہ صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص اللہ  
تعالیٰ کی رضا کو لوگوں کی، یا شکی پر تخاص کرے گا۔ اسے  
اللہ تعالیٰ کفایت فرمائے گا اور اسے لوگوں کی تکلیف  
سے محفوظ کرے گا اور جو شخص لوگوں کی رضا اللہ تعالیٰ کی  
نکاحی پر تخاص کرے گا اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے حوالے  
کر دے گا۔ (ترمذی)

۱۔ فقرہ تحریر فرمائی۔

۲۔ ایسا کام کتاب سے جس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے مگر یہ لوگ دنیا داری کی وجہ سے خوش نہیں ہوتے  
تو کہ بہت نہیں اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا اور مخلوق کی تکلیف سے بھی اسے محفوظ فرمائے گا۔  
۳۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت حاصل نہ ہوگی تو اس اللہ کی رضا ہے۔ اگر وہ حاصل ہوگی تو مخلوق بھی تابع اللہ  
خوش ہو جائے گی اور اگر وہ راضی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

۴۔ روایات میں ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب نے ام المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حضور  
فائدہ کی شکایت کی ام المومنین نے منہ سے اور زہر کی محبت میں فرمایا جا لوگوں کی دوکانیں لوٹ لو ان کے گھر مل کر صاف کر دو  
اور سارے کر کھاؤ عقیل کہنے لگے یہ تو جانتا نہیں۔ آپ نے فرمایا میں بھی کچھ نہیں کر سکتا جب میرے پاس آئے گا تو  
تمیں مجھ سے دوں گا۔ اس پر عقیل نے عرض کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے گئے۔ ام المومنین نے حضرت  
عقیل کی جیسا قدر و منزلت کی اور بہت احسان کیے کیونکہ ان کا حضرت علی سے آجائے نصرت تھا ایک دن عقیل سے کہنے  
لگایا میں ہر سال کہ آپ منبر پر کھڑے ہو کر ان احسانات و اطاعت کا ذکر کریں جو میں نے آپ پر کیے ہیں یا لوگوں



میں سے اکثر ایمان نہیں رکھے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہیں، یا اس سے ملوث ہیں سے ایمان کا اظہار اور طہیٰ شرک ہو مگر یہ منافقین نے کیا تو انہوں نے ایمان ظاہری کو شرک باطن کے ساتھ قحط کر دیا۔

۴۹۰۳ وَكَفَىٰ آفَاقًا مَّاتَمَةً ۚ إِنَّهُمْ يَخُصُّونَ اللَّهُ مَسَلًّى  
 حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت بتقریب  
 وہ شخص ہوگا جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد  
 کر دے۔ (ابن ماجہ)

لے لیجئے لوگوں پر ظلم کر کے دوسروں کے لیے دنیا حاصل کرنا ہے مثلاً اعمال وقت اس کا سنی بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا دار کی تعلیم حاصل دینا کے لیے کہ کتاب راہیہ ظلم ہے جس کی وجہ سے آخرت سے دوسری ہو گئی۔ پہلا سنی بڑا واضح ہو کر  
 صحت ہے۔

۴۹۰۴ وَكَفَىٰ عَذَابَكَ كَذِبًا ۚ إِنَّهُمْ يَخُصُّونَ اللَّهُ مَسَلًّى  
 حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان  
 کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وفات  
 تین ہیں ایک دفتر دہے جسے اللہ صاف میں کرے گا  
 وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریک بنانا ہے ایک دفتر  
 وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے میں چھوٹے گا وہ بندوں کا  
 ابلیس میں ظلم کرنا ہے حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے سے بدل لیں گے  
 ایک دفتر ایسا ہے جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتے وہ  
 ظلم ہے جو بندوں کا اپنے ادب کے مدین میں ہے اس کا  
 سطر اللہ تعالیٰ کے پر رہے وہ چاہے غضب دے یا  
 چاہے ترساف فراموشی (بیہوشی)

لے دیکھا دین "دیوان کی جمع ہے۔ دال کے نیچے زیر و فوقہ بعد بڑھا جاتا ہے اس سے مراد وہ جس طرح ہے جس  
 میں سب چیزوں کے نام اور ان کے معاملات کو ڈال کیا جائے سب سے پہلے یہ کام امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے اپنے  
 عہد خلافت میں کیا، اس باسے میں تہذیب اور جمہور کا سپہر پانا جاتا ہے۔ یہاں دیوان کہنے کی وجہ یہ تھا کہ اس میں تمام  
 اعمال نامے جمع ہوں گے۔ یہ دیوان کا اصل مقدار تھا اور اس سے بدل گیا کہ یہ کیر کو دو دو جمع ہو گئے تھے وہ اس  
 کی جمع دیا دین "دیکھا دین" المعاص دیوان سے مراد حال نامے ہیں۔

لے وہ حکم ربانی کے مطابق تصاص لیں یا آپس میں راضی نامہ کریں۔ اس حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔  
 لے لیجئے حقوق اللہ میں اس میں کوئی بات نہیں۔

کا مشیت کے ساتھ ہے۔

۲۹-۵ وَعَنْ عَوْنِ قَانَ قَانَ دَسُونُ الشَّوَصَى  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ دَسُونُ الشَّوَصَى دَسُونُ الشَّوَصَى  
يَسْأَلُ اللَّهَ حَقَّهُ كَرَامَ اللَّهِ لَا يَمْنَعُهُ دَاخِي حَقًّا  
(دَوَاۓ الْبَيْتِ عَجَوِي)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے  
بچنا وہ اللہ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی  
صاحب حق کا حق روکتا نہیں ہے۔ (برہیقی)

اسے اور اگر کوئی شخص اپنا حق چھوڑ کر یا شام سے کام لے تو نہایت عظیم دہرہ ہوتا ہے۔

۲۹-۶ وَعَنْ آدَمِ بْنِ شَرْحَبِيلٍ أَنَّ سَيِّمَ  
دَسُونُ اللَّهِ مَتَّى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ مَنْ  
مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لَمْ يَمْشِ بِهِ وَهُوَ يَمْلِكُ أَنْ يَفْالِقَهُ  
فَقَدْ تَخَرَّجَ مِنَ الْإِسْلَامِ  
(دَوَاۓ الْبَيْتِ عَجَوِي)

حضرت ادیس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ  
فرماتے سنا جو شخص کسی ظالم کا ساتھ دے گا تو خود کٹ کر  
یہ دے حلال نکوہ جاتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام  
سے خارج ہو گیا۔ (برہیقی)

اسے شریعت میں پرہیز، راپر دہرہ صاحب کن باکے نیچے دیر، یہ معالی ہیں اور ان سے اہل شام نے حدیث روایت  
کی ہے ایک اور معالی ہیں بن کا ام گامی شریعت بن کر اس سے وہ عمل میں قیام پذیر رہے، اس حدیث کے راوی پہلے  
معالی ہیں۔ (کنز الدقائق)

اسے وہ اسلام کے تقاضوں اور اصولوں سے دور ہو گیا۔

۲۹-۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَيِّمَ  
رَأَى الظَّالِمَ لَا يَضُرُّهُ إِلَّا نَفْسُهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ  
بَيْنَ دَاخِي حَقِّي الْعِبَادِي لَقَمْتُ فِي دَاخِيهَا  
نَهْمًا لَا يَكْفِيهَا الظَّالِمُ  
(دَوَاۓ الْبَيْتِ عَجَوِي)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص  
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا  
ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اللہ کی قسم حتیٰ اگر ظالم کے  
علم کی وجہ سے بشر بھی اپنے گونسلوں میں سر جاتے ہیں۔  
دیر چار روایات امام بیہقی نے شب الایمان میں ذکر کی  
(بین)

فِي حَقِّهِ (الْبَيْتِ عَجَوِي)

اسے میں ظالم اپنے علاوہ بھی انسان اور حرکات کو نقصان دیتا ہے، چنانچہ چار پرہیز باوجود خف، مشہور پرہیز کے کونج  
کام ہے مظلوم اپنا پرہیز ناساکن، یعنی اللہ تعالیٰ ظالم کے ظلم کی وجہ سے بارش نازل نہیں فرماتا جس کے سبب جانور  
پاکس کی وجہ سے مر جاتے ہیں اور کونج کا اس لیے مضمون کیا ہے کہ یہ پانی اور دانے کے لیے بہت دور کا سفر طے  
کرتے ہیں۔ یہ مشاہدہ ہے کہ اس کے گھولنے سے گندہ برودہ کا پیل راکھ جابجا جریو جی ہیں یا پاتا جاتا تھا لہذا اس کے ٹھکانے  
اور بھوکے درمیان کئی دن کا فاصلہ ہے، نیز اس کے گھولنے اور پانی کے درمیان کئی دنوں کی مسافت ہوتی ہے، جہاں  
سے یہ پانی حاصل کرتا ہے۔ پس ایسے جانور کا مر جانا قطعاً اور امان وقت کے دہونے کی دلیل ہے اور اس شخص کے کہنے



کا مطلب یہ تھا کہ بظاہر مظلوم کو نقصان پہنچتا ہے مگر حقیقت نظام اپنا نقصان کرتا ہے اور مظلوم تو جراثیم کے گماں کا انتقام لے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقام کو دہرے اس میں عزم کی طرف متوجہ کیا اور ان کا یہ قول کسی حدیث رسول کا سنہن ہے یا انہوں نے اس سے استنباط کیا ہے کہ اس کے علم کی دہرے جب بارش نازل نہیں ہوتی تو اس سے لازم ہے کہ حرامات کو نقصان ہو۔

## بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ

### ۳۲۷۔ بینیکی کا حکم دینا

مَعْرُوفُ معرفت سے ہے اس کا معنی پہچانا اس سے مراد وہ شے جو خیریت میں معروف ہو اور اس کے بارے میں شرعی حکم ہو جیسے معروف آدمی کو ہر کرئی بات کہے اس کے متبادل نقطہ منکر ہے۔ کاف پر زبر جو پہچانا ہوا اور اس کے بارے میں شرعی حکم وارد نہ ہو جیسے کہ غیر معروف شخص کو کرئی بات نہ جانتا۔ صراح میں ہے کہ نکرہ کاف محض معرفت کے عندنا آشنا کی کو کہا جاتا ہے تاہم پر قیاس ہے کہ انہوں نے باب میں وہی من المنکر کے الفاظ ذکر نہیں کیے مگر چونکہ سنت میں اکثر مقامات پر ان دونوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس باب کے تحت جو احادیث آ رہی ہیں۔ ان میں بھی من المنکر کی تصریح ہے لہذا ذکر امر بالمعروف کا اور دوسرے کا ذکر التزاماً خلعت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی من المنکر کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ کتب دست نے اس کے دو مقامات و مراتب بیان کیے ہیں جیسے کہ اولیٰ ہے اگر کسی شخص نے واجب ادا کر دیا لیکن مخاطب نے قبول نہیں کیا تو تا کی سے واجب موقوف ہو گیا۔ علامہ نے فرمایا ہے کہ یہ شے دو گونہ ہوگی (من المنکر) لازم ہے جو شخص قادر ہے اور اسے سمجھتا ہے کہ وہ گنہگار ہوگا اور بعض پر یہ فرض نہیں ہوتا ہے مثلاً کرئی ایسا انجام ہے جہاں ایک ہی آدمی جاتا ہے۔ دوسرے کو علم نہیں تھا اب تقداب جانتے دانتے پر لازم ہوا کہ اسے سابق امر بالمعروف کے لیے یہ شرطیں۔ اگر خود میں اس پر عمل ہوا اس کے بیز بھی درست ہے کیونکہ اپنے آپ کو بھی امر کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر کرنا واجب ہے۔ اگر ایک واجب ترک ہو جائے تو دوسرے کو ترک کرنا سب نہیں صلاحت میں جو آیا ہے۔ تَعْرِيفٌ مَّا لَا تَقَعُونَ اگر یہ بیان کیا جائے کہ امر بالمعروف اور نہی من المنکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس سے مراد زبردستی ہے یا ملازمین کو دے ابھی دیکھو کہ اس میں شک نہیں کہ بستی ہے کہ پہلے خود عمل کرے تاکہ بات کو حق ہو اور نہی من المنکر صرف نکران پر ہی لازم نہیں آتی کسی مکران کا حکم ہو رہی ہے۔ یہ ہر مسلمان کا حق اور فرض ہے ہاں تو اس کا کٹے مانا دینو یہاں حکومت کا ہی کام ہے تحقیق علیہ چیزیں انکار ہوگا اگر شے حقیقت میں ہے تو اسے منکر قرار دینا سب نہیں ضرورتاً اس مسئلہ پر جس میں ہر چند مصیب ہو تا ہے۔ امر بالمعروف میں نرمی اور مٹھی ضروری ہے۔ یہ کام فقط منکر کے اہلی کے لیے ہوتا چاہیے کہ نفس کی خاطر تاکہ تاثیر ہو اور اب ماحل ہو۔ علامہ نے بیان فرمایا ہے کہ لوگوں کے اجتماع میں کسی کا نصیحت کرنا







۲۹۱۳ وَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ يَأْتِيهِ  
 النَّاسُ إِلَيْكُمْ تَحْتِ ذَاكَ الْذِيَّةَ - يَأْتِيهِ  
 الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَعْزُبُ عَنْكُمْ  
 مِنَ اللَّهِ إِذَا هَدَيْتُمْ - فَإِنْ سَمِعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِفْرَارٌ  
 مُنْكَرًا فَلَكُمْ يَعْزُبُونَكَ يَوْشِكُ أَنْ يَعْزُبَهُ اللَّهُ  
 بِعَقَابِهِ - (رواه ابن ماجه والترمذي وصححه  
 صحيحه وفي رواية أخرى: إِذَا ذَاكَ الْذِيَّةَ  
 فَلَكُمْ يَأْخُذُ وَأَعْلَى يَدَيْهِ أَوْ مَتَكَ أَنْ يَعْزُبَهُ  
 اللَّهُ بِعَقَابِهِ - فِي الْأَخْزَى لَهُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَمُنُّ  
 فِيهِمْ بِالتَّعَاوِي فَهُمْ يَشْرُونَ عَلَى أَنْ يَنْتَفِئُوا  
 ثُمَّ لَا يَعْزُبُونَكَ يَوْشِكُ أَنْ يَعْزُبَهُ اللَّهُ  
 بِعَقَابِهِ - فِي الْأَخْزَى لَهُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَمُنُّ  
 فِيهِمْ بِالتَّعَاوِي هَذَا كَثْرَتُ مَعْنَى يَعْزُبُ -

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں  
 سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو! تم یہ آیت پڑھو  
 اے ایمان والو! اپنی جان کی حفاظت کرو نصیب میں نقصان  
 پہنچا سکتا کوئی گمراہ جب تم جہاد کا حق میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نصرت کر کے سنا ہے کہ جب  
 لوگ براؤں کو کچھ کرنا شروع کریں گے تو قریب ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ ان کو اس پر عذاب میں مبتلا فرما دے۔ اے  
 ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے روایت کر کے مجھ کو اے ابو بکر! اللہ  
 تعالیٰ میں کہ جب انھوں نے ظلم کی زیادتی دیکھی اور اس کے  
 ناقص نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ان کو بھی عذاب  
 میں مبتلا کرے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم میں  
 لوگ براؤں کریں اور وہ لوگ اس کے سامنے ہر قادر ہیں مگر  
 وہ نہ مٹائے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس کے  
 عذاب میں شامل کرے ایک اور روایت میں ہے کہ جن  
 لوگوں میں براؤں ہو اور وہ لاکھ دیگر لوگ اس براؤں کے  
 کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔

۱۰ یعنی اگر تم اس آیت کو پڑھ کر کہے قوم پر حمل کرتے ہوئے یہ سمجھو کہ امر بالمعروف اور نہی منکر  
 واجب نہیں تو یہ غلط ہے۔

ملاحظہ جب نبی مکر کے ترک پر عید اور ہے قراب اس کے ترک کا جواز کیے ممکن ہے لہذا یہ آیت عام اور  
 مطلق نہیں بلکہ مخصوص و مقید ہے اس بات کے ساتھ کہ لوگ اس براؤں کو نہ سنیں اور ان میں اثر نہ پڑے نہ ہوا اور نہ ہوتی  
 اپنے آپ میں مفرد و مجتہد ہو جب کہ آثار میں آخری زمانے کے لوگوں کے بارے میں آیا ہے مثلاً جب یہ آیت حضرت  
 ابن سعد کے پاس تلاوت کی گئی تو آپ نے فرمایا اس میں جو زمانے کی بات ہے وہ میرا اور تمہارا نہیں ہو گا اس میں لوگ  
 بات سن کر قبول کر لیتے ہیں لیکن آخری زمانے میں لوگ بات ہی نہیں سنیں گے اس آیت میں ایسے لوگوں کے بارے میں خبر دی  
 گئی ہے اور حدیث ابو عبد اللہ میں اسی طرح ہے یعنی مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اِھْتَدَاؤ سے مراد غی ٹھیک ہے۔ یہ  
 حدیث اس معنی کی تائید کر رہی ہے، خود سے مراد عذاب کا عام ہونا ہے یا تَقْلِبُکُمْ سے مراد مسلمان ہیں یعنی اگر مسلمان ایک  
 دوسرے کی اصلاح اپنے کو پر لازم کر لیں تو کوئی منکرات و معصیت نقصان نہیں دے سکتی کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی منکر  
 کا فریضہ ادا کر رہے ہوں گے۔

۱۱۴ اس کا مقصد بھی قدرت ہی ہے کیونکہ اغلب ہی ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اس پر غالب ہونے میں تو اسل مدار قدرت ہے خواہ لوگ کم ہوں یا زیادہ۔

وَعَنْ جَدِّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَجَعَ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِ جَهَنَّمُ بِالْمَعَاصِي يُقْبَلُ رُزْقٌ عَلَيْهِ أَنْ يَقْبَلَهُ رُزْقُهُ وَلَا يَقْبَلُهُ إِلَّا أَصَابَهُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَكُونُوا۔

(رداء المؤمن دلائل ما جہنم)

(ابن ماجہ)

۱۱۵ جبریم، جیم پر زبر اور را کے نیچے زیر

۱۱۶ اس آدمی کو منع نہ کرنے کی وجہ سے مذاب نے گلاں مرد کی طرف سے یا اپنی طرف سے۔

۱۱۷ یعنی امر بالمعروف اور نہی منکر کا فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے دنیا میں ہی مذاب آتا ہے اس اخلاقیات میں اس پر مذاب الگ ہوگا بخلاف دیگر گناہوں کے کہ ان کی وجہ سے دنیا میں مذاب کا اتنا لازم نہیں ہوتا۔

وَعَنْ أَبِي تَعْبَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى عَلَيْكُمْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ كَلِمَةً مِنْ صَلَاحِ إِذَا أَهَمَّتْكُمْ يَكْفُرُ فَقَالَ أَمَّا اللَّهُ لَكُلِّ سَائِلَةٍ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ اسْتَمَوْا بِالْمَعْرُوفِ وَكَفَرُوا عَنِ الْمُنْكَرِ وَحَتَّى إِذَا دَأَبَتْ شُحَّامُكُمَا وَهَرَى مَقْبَسَا دُؤُنِيَا مَوْكِرًا ذَا الْحِجَابِ حَتَّى وَفَى نَدَايَ الْهَرَايِمِ وَدَأَبَتْ أَمْثَالُ دُؤُنِيَا لَكُمُ وَمَنْ لَكُنْكَ تَفْسُكَ وَدَغْرَ أَمْثَالِ الْعَوَاثِرِ قَتَانٌ دَمَ آخُ كُفْرًا يَا مَعْصِيَةَ كَمَنْ صَبَّرَ فَيُؤْتَى قَبْعَتِي عَلَى الْجَنَّةِ لِلْعَامِلِ فِيهِمْ أَجْرُ ثَمَسِينَ رَجُلًا يَكْمَلُونَ مَوْلَى عَمَلِهِمْ كَالْوَيَا رَسُولُ اللَّهِ أَجْرُ الْعَمَسِينَ وَمِنْهُمْ قَالَ أَجْرُ ثَمَسِينَ مِنْكُمْ۔

(رداء المؤمن دلائل ما جہنم)

حضرت ابو عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس وشار دگرانی علیکم أنفسکم لا یفرک من صلح اذا اهتمتکم کے بارے میں موی ہے کہ اللہ کی قسم: جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا بلکہ نبی کا حکم اور برائے سے روکتے ہیں حتیٰ کہ جب تم دیکھو لوگ عمل کی احکامات کو کہتے ہیں اور خواہشات کی اتباع کر رہے ہیں اور دنیا کو ترجیح دے رہے ہیں اور ہر صاحب دینے اپنی دلتے پر غور کر رہے ہیں اور یہ معاملہ دیکھو جس میں چارہ کار کوئی نہ ہو تو تم پر اپنے آپ کو پانا لازم ہے اور لوگوں کے معاملہ کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے پیچھے سب کے دن ہیں تو جس نے ان دنوں میں مہربا اس آگ کی چنگاری پکڑی، ان دنوں میں (نبی پر) عمل کرنے والوں کے لیے پچاس آدمیوں کے مل جتنا ثواب ہے جو اس جیسا عمل کریں گے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ!

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پچاس آدمیوں کے  
عمل جتنا؟ فرمایا مختار سے پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر  
اے ثواب ملے گا۔

۱۔ ابو ثعلبہ خنی مشہور صحابی ہیں۔

۲۔ اس آیت کی تفسیر میں

۳۔ کہ اس آیت کی ذمہ سے ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیں گے۔

۴۔ اپنے مذہب کو اچھا جانے اور خود مصفی بن جانے اور علماء کی طرف رجوع ناپسند کرے  
۵۔ ایسا عمل جس کی طرف تری صفت ذبیح خواہش نفس کا اس طرح بیان ہو کہ اگر تو لوگوں میں آئے جاتے تو ہمک طمع  
اس میں تو واقع ہو جائے گا اقال الطبیسی۔ بعض خواہشی میں ہے کہ یہاں مراد مجرمانہ اتالی کی وجہ سے نہیں المنکر سے امر اور  
مکوت ہے۔ یہ معنی اس کے موافق جو دوسرے نسخوں میں ہے۔

۶۔ لایدک۔ تو اس پر قادر نہیں یا مراد یہ ہے کہ تجھے ملک کام نہایت ضروری ہے جس کے بغیر چارہ نہیں کر  
اب تو امر و نہی کو بھلائے تودہ کام فوت ہو جاتا ہے۔

۷۔ ان صورتوں میں اپنے آپ کو معاصی سے محفوظ رکھے۔

۸۔ ان کے ساتھ تعرض نہ کرنا بلکہ گوشہ نشین ہو جانا۔

۹۔ ان ایام کی ابتدا خلفائے راشدین کے بعد تاج تک ہے۔

۱۰۔ ایسے پچاس جوان حالات میں مبتلا نہ ہوتے اور نہ ان دنوں میں موجود ہیں۔

۱۱۔ اس حدیث سے آخری دور کے لوگوں کا مذکورہ حیثیت سے صحابہ کرام سے افضل ہونا لازم آ رہا ہے جس کے  
جواب میں علماء نے فرمایا ہے کہ جزو کی فضیلت، کل کی فضیلت کے متناہی نہیں۔ شیخ عمرو بن عبد اللہ صاحب استنبات  
(جو کہ مشاہیر محدثین میں سے ہیں) نے اس مسئلہ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا ممکن ہے صحابہ کے بعد کوئی شخص پیدا ہو جس کا  
مرتبہ بعض صحابہ کے برابر یا بلند ہو اور مذکورہ حدیث جیسی حدیث کو اس پر بطور دلیل لگتے ہیں۔ جو علماء کا حتمی راسی کے خوف  
ہے۔ لیکن مذکورہ اختلاف جو دوسرے ان صحابہ کے بارے میں جو ایمان لاکر اور اپنے وطن واپس چلے گئے ہیں صحابہ کے  
بارے میں نہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں شب و روز رہے اور صحبت بلند کر کے ائمہ و اولیائے  
مستفید ہوتے۔ اس کے باوجود شرف محبت نبوی تمام صحابہ میں سے اور اس فضیلت میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں  
وقت انقبض میں ہے کہ جالی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو ایک نظر پڑ جاتی ہے اس سے وہ انکشافات ہوتے  
اور کام بنتے ہیں جو دوسروں کو زندگی بھر کے چٹوں سے نصیب نہیں ہوتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

۱۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ

يُنَادِئُ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَطَيْبَاتٍ بَعْدَ  
الْفَصْرِ فَلَمْ يَدْعُ كُنَيْسًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ الْعَاقِبَةِ  
إِلَّا دَعَا كُرَّةَ حِفْظَةٍ مِّنْ حِفْظَةٍ وَكُنَيْسَةً مِّنْ كُنَيْسَةٍ  
وَكَانَ فِيهِمَا قَالِ إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَيْرٌ وَخَيْرٌ  
إِنَّ اللَّهَ مُسْتَعْبِدُكُمْ فِيهَا فَتَنًا وَلَوْ كُنْتُمْ  
تَعْلَمُونَ أَلَا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ  
وَدَعُوا لِكُلِّ غَايَةٍ يَوْمَ الْيَوْمِ الْيَتِيمَ  
يَعْتَدِ عَدُوًّا مِّنْ فِي الدُّنْيَا وَدَعُوا لِكُلِّ مَن  
عَدَا بِأَمْرِ الْعَاقِبَةِ يُعْزِزُوا لِعَدَاؤِهِ عِنْدَ اللَّهِ  
قَالَ وَلَا يَمْتَنِعُ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَيْبَةُ اللَّهِ  
أَنْ يَقُولَ بِعَقْلِ إِيَّاهُ عِلْمُهُ

وَفِي غَايَةِ دَعَايَ بَرَاءً نَّأَى مُنْكَرًا أَنْ يَفْقِدَ  
كُنَيْسًا أَوْ يَسْتَعْبِدَ وَكَانَ قَدْ رَأَيْتُ أَنَّهُ كَمَتَّعَنَا  
هَيْبَةُ النَّاسِ أَوْ تَسْتَكْفِرُ فِيهِ ثُمَّ كَانَ أَلَدًا  
بِئْسَ إِكْرَامٌ حَقَّقُوا عَلَى طَبَقَاتِ كَفَى كَيْفُهُمْ  
مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَخْلِي مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ  
مُؤْمِنًا وَيُفْطَنُ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَخْلِي  
كَافِرًا وَيَمُوتُ كَافِرًا وَيُفْطَنُ مَنْ يُولَدُ  
كَافِرًا وَيَخْلِي كَافِرًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا  
قَالَ وَذَوُّ الْقَضَبِ كَيْفُهُمْ مَنْ يَكُونُ سَرِيعَ  
الْقَضَبِ سَرِيعَ الْغَيِّ وَمَا خُذَ عَمَّا لَا خُلَى  
وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ بِكَيْفِ الْقَضَبِ يَطْلِي الْغَيِّ  
فَوَاشِدَ عَمَّا لَا خُلَى وَبَيْنَا رَكْمٌ مَنْ يَكُونُ بِكَيْفِ  
الْقَضَبِ سَرِيعَ الْغَيِّ وَشِدَا رَكْمٌ مَنْ يَكُونُ

صلوات کا بصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے دھیان  
خطبہ دیتے ہوئے عصر کے بعد کھڑے ہوئے اور تاقیامت  
ہونے والے واقعات میں سے کسی کو نہیں چھوڑا بلکہ ہر شے  
بیان فرمادی یا دُرُا جس نے یاد رکھا بھول گیا جس نے  
بھول دیا اور اس میں آپ نے فرمایا یہ دنیا مٹی کی بنی ہوئی ہے  
اور اللہ تعالیٰ نے تعین زمین میں غیظ بنایا ہے تاکہ دیکھے  
تم کیا عمل کرتے ہو؟ سو دنیا سے بچو اور مہر توں سے بچو  
اور فرمایا ہے ملک ہر دغا نیے کے لیے قیامت کے دن  
اس کا دنیا میں دغا نیے کی مقدار جھنڈا ہوگا اور عالم عام کے  
دغا نیے سے بڑھ کر اس کا دغا (دھوکہ) نہ ہوگا اور اس کی  
دغا بازی کا جھنڈا پانچٹنے کی جگہ کے قریب گاڑ دیا جائے  
گا اور تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ  
روکے جب کہ وہ اس پر مطلع ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر برائی کو دیکھے تو اسے  
روک دے، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور فرمایا: کہ تم اس  
برائی کو دیکھتے ہیں مگر لوگوں کی نسبت دُور نہیں اس کے  
بیان کرنے سے روک دیتے ہو پھر فرمایا: اظہار آدم غلف  
ظنون میں پیدا کیے گئے ہیں تو ان میں سے بعض ایمان  
کی حالت میں پیدا ہوئے اور مومن ہی زندہ رہتے اور ایمان  
پر ہی ان کا خاتمہ ہوتا ان میں سے بعض کفر کی حالت میں  
پیدا ہوئے اور کفر پر ہی زندہ رہتے ان کا خاتمہ کفر پر  
ہوتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے غصے کا ذکر فرمایا  
ہے ان میں سے بعض کو غصہ آتا ہے اور جلد ہی غصہ چلا  
جاتا ہے پس ایک دوسرے کے ساتھ ہے ان میں سے  
بعض کو غصہ دیر سے آتا ہے اور دیر سے غصہ جاتا ہے  
پس ایک دوسرے کے ساتھ ہے اہم میں سے بہترین  
شخص وہ ہے جسے دیر سے غصہ آئے اور جلد چلا جائے



سِرِّكَ الْغَلَبِ بِعَلَى الْغَىءَ قَالَ اَلْقُوا الْغَلَبَ  
 حَرَامًا حُرْمًا عَلَى قَلْبِ ابْنِ اَدَمَ لَا كَرُونَ  
 اِلَى اُخْتِمَاخِ اَوْدَ اِجْمَ وَتَحْمَرُّ عَيْنِيهِ كَمَنْ  
 اَحْسَرَ بِشَىءٍ مِنْ ذَلِكْ فَلْيُصْطَلِحْهُ وَلْيَتَكَلَّمْ  
 بِالْاَرْضِ خَالَ وَكَرَّ الدَّيْنِ فَتَالَ وَمَنْ لَمْ يَنْ  
 يَكُونْ حُسْنُ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهُ الْفَحْشُ  
 فِي الْمَطْلَبِ مَا خَذَعْتُمَا بِالْاُخْرَى وَمِنْهُمْ مَنْ  
 يَكُونُ سَيِّئُ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهُ اَجْمَلُ  
 فِي الْمَطْلَبِ مَا خَذَعْتُمَا بِالْاُخْرَى وَيَخِيَا وَكَمْ  
 مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَرُ الْقَضَاءِ  
 وَاِنْ كَانَ لَهُ اَجْمَلُ فِي الْمَطْلَبِ وَشَرُّ اَكْثَرُ  
 مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءِ وَ  
 اِنْ كَانَ لَهُ الْفَحْشُ فِي الْمَطْلَبِ حَقًّا اِذَا كَانَ  
 الْقَمْسُ عَلَى رَدِّهِ مِنَ التَّخَلُّلِ وَاطْرَاحَ  
 الْحَيْطَانِ فَتَالَ اَمَّا اَمَّا كَمْ تَبْقَى مِنَ الدَّيْنِ  
 فَيَسْتَأْطِفُ مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَتَوَكَّلُ هَذَا  
 فَيَسْتَأْطِفُ مِنْهُ -

(رَدِّ اَلْقَا التَّيْزِيذِي)

اور تم میں سے بہت بڑا وہ شخص ہے جسے جلد نصرت آئے  
 اور دیر سے جانے۔ فرمایا طلحے سے چوکیو کہ نصرت آدم  
 کے دل پر چھگاری لگے گی تم نے نہیں دیکھا اس کی نگوں  
 کا پھولنا اور اس کی آنکھوں کی سرخی کو، تو جو شخص غرض میں  
 کرے تو اسے چاہیے کہ پہلو کے کل لیٹ جائے اور زمین  
 کے ساتھ لیٹ جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ سے قرض  
 کا ذکر فرمایا۔ فرمایا تم میں سے کوئی قرض حسن طریق سے  
 ادا کر دیتا ہے مگر جب اس نے کسی سے اپنا قرض لینا سوتا  
 ہے تو لینے میں غش کا بھی (درستی) کرتا ہے دونوں ایک  
 دوسرے کے بمقابل ہیں۔ اور ان میں سے کوئی شخص  
 قرض ادا کرنے میں بڑے لیکن اگر اس نے کسی سے اپنا  
 قرض لینا ہو تو لینے میں اچھا غش ہے یہ ایک دوسرے کے  
 مقابل ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے کہ جب  
 اس پر کسی کا قرض ہو تو قرض ادا کرنے میں اچھا ہے اور  
 اگر اس نے کسی سے اپنا قرض لینا ہو تو لینے میں بھی اچھا ہو  
 اور تم میں بڑا وہ شخص ہے جب اس پر کسی کا قرض ہو تو لینا  
 کرنے میں بڑا برا دانا قرض لینے کا معاملہ ہو تو غش کوئی  
 کرتا ہو یہاں تک کہ سورج محمد کے درختوں کی چوٹیوں اور  
 دیواروں کے کناروں تک پہنچا رہ گیا۔ نیز اب نے فرمایا  
 مائیں باقی رہا دنیا کی زندگی کا وہ وقت جو گذرے  
 ہوئے وقت کے مقابلے میں ہے مگر ممتا آج کے دن کا  
 بقیہ وقت باقی ہے گندے ہوئے دن سے۔

۱۔ قواعد سلامت دین یا اکثر کو کل کہ کر جاننے سے کام لیا گیا ہے۔  
 ۲۔ ذکر تو امیثا و کیسرو کا ہوا مگر بعض یاد میں اور بعض معمول لکھیں۔  
 ۳۔ طبیعت میں اس کا فائدہ میٹھا اور لذیذ ہوتا ہے۔

۴۔ اہل ظاہر کی نظر میں اس کی صورت نہایت زیبا اور تر و تازہ ہوتی ہے بعض شامین نے کہا کہ عرب زہم چہرہ زعفر  
 کہتے ہیں کیونکہ اسے خضراوات کے ساتھ تشبیہ حاصل ہوتی ہے جیسی اس کی سبزی و تر و تازگی جلدی زائل ہو جاتی ہے لہذا

ناپائیدار ہے یہاں مقصد دنیا کی بے وفائی اور مکر کو بیان کرنا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی جھوٹی لذت اور شہوت اور حسن و جمال میں پھنسا کر بکھر دیتی ہے، فنا ہو جاتی اور ساتھ نہیں دیتی۔

۸۵ اس میں وضاحت ہے کہ مایاواں اور تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بندے اس میں تصرف کرتے ہیں اس کے بطور خلیفہ و وکیل کے یہاں تم ان لوگوں کے خلیفہ ہو جو پہلے زمین پر آباد تھے اور یہ اشیاء ان کے قبضہ میں ہیں۔  
۸۶ تم ان اموال میں کیسے تصرف کرتے ہو؟ یا تم مابقہ لوگوں سے کیا حیرت حاصل کرتے ہو اور ان کے اموال میں کیسے تصرف کرتے ہو؟

۸۷ اور ان کی رغبت اور شہوت سے

۸۸ شہ غدر کا اکثر اطلاق خرد و ج و تقلب امام وقت سے حد کشی کے لیے ہوتا ہے ہر ایک کی حد کشی کے مطابق وہاں چھوٹا دڑا جھنڈا ہو گا جس سے اس کی اس برائی کی شناخت ہو رہی ہو گی۔ یہ بھی منقول ہے کہ روز قیامت ہر آدمی خود حق کا ہو یا باطل کا ہر ایک کے لیے علم ہو گا جس کے ذریعے اس کی پہچان ہو گی۔

۸۹ امیر عاصم سے مراد وہ امیر ہے جس کا تخت ہو اور وہ مسلمانوں کے امور، ان کے شہروں پر ان کا تسلط ہو اور عام لوگوں نے انہیں امیر بنایا ہو، خواص، اہل محل و عقد علماء اور داعیان عصر کے مشورہ کے بغیر ان کے خلاف اٹھنا حد کشی ہے۔  
۹۰ شلہ غرر، غین اور زاع و گناہ، است، ہمزہ کے نیچے زیر کسین ساکن، حلقہ دہر  
۹۱ شلہ کمر حق کھنے میں ترس و ملاحظہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ شہادت کا خوف نہ ہو اگر وہاں بھی خوف نہ کرے تو یہ حریمت کی راہ ہے۔

۹۲ شلہ جو کما اس حدیث کے راوی ہیں

۹۳ شلہ حضرت ابو سعید خدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو امیہ کی امارت و غلبہ تک باقی رہے جب واقعہ حرمہ پیش آیا، اور بدعت بزرگ نے حدیث طیبہ پر شک کی اور اس شہر مبارک کی بے حرمتی کی۔ اس وقت بھی آپ موجود تھے اور بڑی بڑی نجف ائمہ کی تحقیریں سن رہے تھیں آپ کا وصال ہوا اس وقت عمر اسی سال تھی۔

۹۴ شلہ مراح میں ہے طبق کا معنی لوگوں کا گروہ

۹۵ شلہ متلا اور اقسام بھی ان کہتی ہیں لیکن یہاں مقصود اصل ایمان و کفر پر موت ہے۔

۹۶ شلہ معویٰ ہی چیز کی وجہ سے جلدی غصہ کرتے ہیں اور اس سے جلدی باز آ جاتے ہیں۔

۹۷ شلہ اگرچہ جلدی غصہ آنا صحیح ہے مگر اس سے جلدی کو ناسخ و محو ہے۔ اس کا حش، قح کے قبائل ہے لہذا یہ شخص مطلقاً نہ مستحق مدح ہے اور نہ مستحق ذم بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے۔

۹۸ شلہ وہ جلدی غصہ میں نہیں آتا اور غصہ اس کا دیر تک رہتا ہے۔

۹۹ شلہ اگرچہ دیر سے غصہ کا آنا حسن ہے لیکن دیر سے جانا مذموم ہے یہ شخص بھی درسیان درجہ رکھتا ہے۔

۱۰۰ شلہ کیونکہ روح حیوانی میں اشتغال پیدا ہو جاتا ہے احوال کی شدت و حرارت جس کا مرکز دل ہے، بدن میں حرارت

کر جاتی ہے -

۱۵۴ وہ حرارت کا اثر اور بخار اور غلیظہ کا اٹھنا ہے جو مخرجِ جلد کا سبب بن جاتا ہے -  
 ۱۵۵ البودہ، صراح میں ہے یا دیر پیش، زمین کے ساتھ چپک جانا، باب الغضب میں گذرا، اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس کی وجہ معلوم ہے اور اس میں شک نہیں کہ پسو کے بل لیٹ جانا زیادہ فوخر ہے۔

۱۵۶ یہ شخص اداءِ دین میں درست لیکن طلبِ دین میں بڑبڑ ہے -

۱۵۷ یہ اداءِ دین میں بڑ لیکن طلبِ دین میں اچھلے ہے -

۱۵۸ حضورؐ نے خطبہ میں یہ تین فرمایاں -

۱۵۹ یعنی وہ اپنے اقسام کو پہنچنے والا ہو گیا -

ابو یوسفؒ نے ایک صحابی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ہر گز ہلاک نہیں کیے ہو گئے یہاں تک کہ اپنے آپ کو معذور نہ بنائیں (ابو یوسفؒ)

۳۹۱۴ وَعَنْ أَبِي الْيَحْيَى عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ يَهُودَكَ انْقَاسَ حَتَّى يُعَذِّبَكَ فَإِنَّكَ أَهْلُ الْبُؤْسِ (رواهُ أَبُو يَحْيَى وَآد)

۱۶۰ یعذرنا، یا دیر پیش، میں نہ کن، ذال کے پیچھے گرو، ازا معذرا، گناہوں اور عیوب کا زیادہ ہونا، قانوس میں ہے معذرا ان کا معنی کے گناہ اور عیوب زیادہ ہیں اس کلمہ کی حقیقت یہ ہے کہ معذرا بمعنی سلب و انقاص ہے جب کسی کے گناہ و عیوب زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا اس کو عذاب دینے اور لوگوں کا اسے براہیوں سے منع نہ کرنا سبب عذاب نہ ہوگا لہذا وہ سلب و انقاص کثرتِ ذنوب و عیوب کی وجہ عذاب سلب و انقاص ہو جائے گا، معذرا بمعنی صاحبِ عذاب کا ہلاک ہونا بھی ہے یہ معنی بھی یہاں درست ہو سکتا ہے معنی لوگ نہیں ہلاک ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنی مشکل کو دور کرنے کے لیے متعدد غلط قسم کے معذرا پیش کریں گے۔ بعض روایات میں یعذرنا یا دیر فقرہ بھی آیا ہے لہذا معذرا بمعنی معذور رکھنا اور معنی یہ ہوگا کہ لوگ ہلاک نہ ہوں گے یہاں تک کہ ان پر کثرتِ ذنوب کی وجہ سے عذاب کرنے کے لیے معذور اہل عیوب پر ہوتے ہیں جنہوں صورتوں میں معنی یہ ہوگا کہ لوگ ذنوب اور برائیوں کے لئے عذاب کی وجہ سے ہلاک ہوں گے لہذا اس وجہ سے وہ زبردست اور سختی کا عمل ظہر سے -

عمر بن مری اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ میں ہمارے ایک مولیٰ نے حدیث بیان کیا کہ اس نے میرے پاس آکر آپ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اگر مرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ غاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا

۳۹۱۵ وَعَنْ عِدِّي بْنِ عِدِّيٍّ أَنَّ ابْنَهُ ابْنِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَاقِلَ يَعْتَمِلُ الْعَاقِلُ حَتَّى يَرَوْهُ الْمُتَعَذِّرُ يَتَوَقَّعُ

قُلْ مَا يَنْصِيحُهُ وَهُوَ قَائِدٌ رُفِقَ عَلَيَّ آتٌ  
يُنْكِرُ ذُنُوبَكُمْ فَيَنْتَكِرُهَا فَيَا ذَا كَعَلَمُوا  
ذَلِكَ عَذَابُ اللَّهِ الْعَاقِبَةُ وَالْخَاصَّةُ  
(رواۃ فی شجر الشجر)

یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان مجھے اعمال ہوتے ہوئے  
دیکھیں اور وہ ان (بڑے کاموں کے) روکنے پر قادر  
ہوں اور نہ روکیں تو جس وقت سورنحال یہ ہو تو اللہ عام  
اور خاص سب کو اکٹھا عذاب میں مبتلا فرماتا ہے۔

سہ الکندی، کاف کے پنے زیرہ کندہ یعنی قبیلہ، تابعی ثقہ نامک فقیہ ان کے والد عمر بن حمیرہ صحابہ میں سے  
میں ان سے اور اپنے چچا عمر بن حمیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حضرت ایوب اور عطا غریبی نے  
روایت لی ہے۔

سہ اگر تو میں کچھ لوگ گناہ کا ارتکاب کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (کوئی بوجھ  
اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) کے مطابق دوسرے کو اس پر عذاب نہ ہوگا۔

سہ مخصوص لوگوں کو بسبب ارتکاب معصیت اور عام لوگوں کو برائی سے منع نہ کرنے اور اسے بڑا نہ جاننے  
کی وجہ سے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
جب بنو اسرائیل گنہوں میں پڑ گئے ان کے علماء نے انہیں  
روکا تو وہ نہیں دے سکے تو ان کے علماء نے ان کی مجلسوں  
میں بیٹھا شروع کر دیا اور وہ ان (بڑے لوگوں) کے  
ساتھ کھاتے پیتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے بعض کے  
دلوں کو بعض سے ملادیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ  
ابن مریم علیہما السلام کی زبان پر ان کی لعنت فرمائی یہ  
اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے  
جماؤ ذکر کرتے تھے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے اس مجلس میں کہ آپ ٹیک لگا گئے  
ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے  
قبضہ میں میری جان ہے یہاں تک کہ تم ان کو ظلم کرنے  
سے پوری طرح روک دو۔

اور ایک روایت میں ہے فرمایا ہرگز نہیں۔ خدا کی  
قسم! تم ضرور بالظور ان کی کا حکم دے گے اور ضرور بالظور ان کی

۲۹۱۹ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا وَكُنَّا  
بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي السَّمَاءِ يَمْتَنِيهِمْ عَلَمًا وَهُمْ  
كَلَمًا يَلْتَمِسُوا فَبَالَسُوا سَوْفَ فِي مَجَالِسِهِمْ وَ  
الْكُفُوفِ وَغَارَ بَوَؤُهُمْ وَكَتَبَ اللَّهُ فُكُوبَ  
بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَغَبَهُمْ عَلَى لِسَانٍ ذَا ذَا  
وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ذَا ذَا يَمَاعَصُوا وَكَانُوا  
يَعْتَدُونَ كَالْكَهَنَةِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَكَانَ لَدَى اللَّهِ فِي  
تَلْسِمِي يَدِهِ حَتَّى تَأْطُرَ وَهُوَ أَطْرَا (رواۃ  
الحق ممدی ذابوۃ اذ ذی عادیتم وقال  
كل ذی الله كنأ مرئ بالنعوذ وكنأهون  
عن المنكر وكنأخذن عن یدی الظالم  
وكنأ طرقة على الحق أطرا وكنأ صرقة  
على الحق قسرا اذ لیصر بن الله یقذرب  
بعضكم على بعض كنأ كنأ كنأ كنأ)



نہیں کرتے تھے۔

وَيَقْرَأُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يَعْصُونَ :  
سے لوگوں کو عمل کا درس دیتے مگر غور عمل نہ کرتے تھے۔

حضرت محمد بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
آسمان سے روٹی اور گوشت والا دسترخوان اتارا گیا  
اور حکم دیا گیا کہ نہ خیانت کرنا اور نہ کل کے لیے جمع کرنا  
قرآنوں نے خیانت کی اور ذخیرہ بھی کیا اور انھوں نے  
اٹھایا پس وہ تبدیل کر دیے گئے بندروں اور سوردوں  
کی شکلوں میں۔

۲۹۲۱ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَاسِرٍ كَانَ مَثَلُ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَيْسَ  
بِأَنبَاءٍ قَامَتْ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ إِلَّا لَهَا عِلْمٌ وَأَمْرٌ  
أَنْ لَا يَكُونُوا وَلَا يَدَّخِرُوا لِيَعْلَمُوا وَتَكُونُوا  
أَدَّارًا وَتَكُونُوا قَدَرًا وَتَكُونُوا  
(رَدَّاءُ التَّوْحِيدِ)

سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر

### الْفَصْلُ الثَّالِثُ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ میں کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
میری امت کو آخری زمانے میں ان کے حکمرانوں سے سخت  
تکلیف پہنچے گی، ان سے نجات دہی شخص پائے گا۔  
جسے اللہ تعالیٰ نے دین کی پہچان دی ہوگی۔ پس اس نے  
ایک زبان، ہاتھ اور دل کے ساتھ اس پر جہاد کیا۔ یہ وہ شخص  
ہے جو پوری طرح سبقت لے گیا اور دوسرا وہ آدمی نہ تھا  
پانے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اس کی  
تقدیر کی علیہ اور وہ آدمی جس نے اللہ کے دین کو پہچان  
لیا اور اس پر غاموش رہا تو اگر اس نے کسی کو نہی کرتے  
دیکھا تو اس سے محبت کرنے لگا اور اگر اس نے کسی کو کھیا  
برا ہی کرتے ہوئے وہ اس سے ناخوش ہوا تو یہ سب نجات  
پا جائیں گے اس کی باطنی حالت کی وجہ سے۔

۲۹۲۲ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَتْ  
أُمِّيٌّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شِدَّةً آتِيَةً  
لَا يَنْجُو مِنْهُ إِلَّا جُلُ عَرَفَ دِينِ اللَّهِ  
وَجَاهِدَهُ عَلَيْهِ بِسَائِمٍ وَيَدَّ وَفَلَيْهِمْ فَذَلِكَ  
الَّذِي سَبَقَتْ لَهُ السَّامِيٌّ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِينِ  
دِينِ اللَّهِ فَهَكَذَا يَدَّ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِينِ  
اللَّهُ فَهَكَذَا عَلَيْهِ كَانَ تَأَمَّى مَنْ يَعْمَلُ الْفَعْلَ  
أَحْسَنَ عَلَيْهِ وَإِنْ تَأَمَّى مَنْ يَعْمَلُ الْبِطْلَ  
أَفْضَلَ عَلَيْهِ فَذَلِكَ يَنْجُو عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ

سے براہوں کے مشابہ اور استماع باطل کے بارے میں  
سے دین الہی کو بتام و کمال جانتا ہوگا اور اس پر استقامت کرے گا۔

اسی شخص کو دنیا و آخرت کی سعادت حاصل ہوگی، چنانچہ ثواب، توفیق و طاعت و عبادت میں وہ مبتقت لے جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد و گرامی میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُکَفِّرُوْنَ عَنْ ذَنُوْبِهِمْ اِلٰھِیْکَ اَوَّلَیْکَ وہ لوگ جو مبتقت لے گئے ان کیلئے ہماری طویل رحمت ہے۔ ہاں طرف اشارہ ہے، سابقہ فریفتہ لغز کو کہتے ہیں جو شخص کسی کام سے دھڑول سے مبتقت لے جائے کہ جانتا ہے کہ لوگوں کو کام میں مبتاقت ہے۔

اسی سے ایک درجہ کم ہے اور زبان و دل سے جہاد کرتا ہے نہ کہ لاف سے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ لفظ نقد یعنی آیا ہے حمد و ثناء کا مل اور زبان اس کی ترجمان ہے ان دونوں کو نقد یعنی تعجب کیا جاتا ہے۔

۵۴۔ چنانچہ اراکین کی معرفت، کھنے والے مختلف وجہات رکھتے ہیں۔ اول سابق، ثانی، مقصد تیسرا علم صیگا آیت کید ہے،  
 فہم علم غیب و فہم مقصد و فہم سابق بالذات۔ تیسرے کو بہت زیادہ تفسیر کرنے والے ظالم، دوسرے کو دیکھنا اور اول کو سابق  
 یہ تینوں بر گزیدہ مدعا یہی کہ آیت کا ابتدائی حصہ ہے تم اور ثنائی الکتب الفزین حقیقتاً من بدلتا فہم ظالم غیب۔

۲۹۶۳ وَكَانَ جَاهِدًا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْحَى إِلَهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَقْلِبَ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا بِأَهْلِهَا فَكَانَ يَأْتِي رَأْسَ فَتِيحِهِ عَبْدَهُ فَكَانَ لَهُ تَنْبِيْعُكَ طَرَفَةَ عَيْنٍ كَانَ كَفَّانَ أَفْلَحِيهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِهِ فَيَأْتِي وَجْهَهُ لَمْ يَسْمَعْ فِي سَاعَةٍ قَطُّ -

سے ملوان شہر کی یہ عفات ہیں ان کو باشندوں محبت اٹھ دے۔  
 شہ میری اور میرے دین کی محبت ہیں ایک گھڑی بھی انھیں نصرت نہائی اور یہ گناہ عظیم ہے یہی وجہ ہے کہ اس زندے پر  
 مذاب کا ذکر دوسروں سے پہلے کیا پھر عظیم جعفر خٹک کی وجہ سے جہنم کا رنگ بدل جاتا۔

۳۹۳۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْنِ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَا لَكَ إِذَا رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ فَكَمْ تَكُونُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ حُجَّتْ كَيْفَؤُنْ يَا مَعْ يَعْظُمُ النَّاسُ وَ تَرْجُو ثَلَاثَ رَوَاهُ الْإِسْبَاقِي (

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبکہ اللہ عزوجل قیامت کے دن بندے سے سوال کرے گا تو کہے گا کہ مجھے کیا ہو گیا تھا جب تو ربانی کھجوت سے اسے روکنا نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حُجَّتْ کما ہی جائیگی تو وہ عرض کرے گا کہ اللہ ربانوں سے ڈرتے ہوئے اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے۔

سلسلہ لوگوں کے شر اور زیادتی سے ڈرتا تھا اس لیے انھیں کچھ نہ کہا اور برائی کو نہ روکا لیکن نتیجے سے مغفرت کا سیدہ لوہوں اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ لوگوں کے غلبہ اور سطوت کی وجہ سے نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہ کرنا جانتے ہیں اور اس میں

بخشش کی امید بھی رکھی جاسکتی ہے۔

۳۹۲۵ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي فِي نَفْسِي مُتَعَدِّدٌ بَيْنَهُ أَنْ الْتَعْرِوْفَ وَالْمُنْكَرَ خَلِيلُ قَتَانٍ تَنْصَبَانِ لِلنَّاسِ يَنْوِزَانِ مَتَى قَامَا الْتَعْرِوْفُ فَيُتَبَشَّرُا مَحَابَّةً يُوْجِدُهُمُ الْخَيْرَ وَأَمَّا الْمُنْكَرُ فَيَقُولُ إِنِّي كُفْرَانِيكُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُ إِلَّا الْقَوْلُ مَا (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو حَتْمٍ وَغَيْرُهُمَا)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے، بے شک یہی ابدی دونوں قیامت کے دن لوگوں کے لیے کھڑی کی جائیں گی تو جو نبی ہے وہ اپنے کرمیوں کو خوشخبری سنائے گی اور انھیں بھلائی کا وعدہ دے گی اور جو برائی ہے تو وہ کہے گی دور ہو جاؤ، اور تمھارے پاس طاققت نہ ہو گی سوائے اس سے چٹھے رہنے کے۔

سہ اپنے مل والوں کو بشارت دے گی  
سہ اس سے حقارت ممکن نہ ہو گی۔

## ۳۲۹۔ کتاب الرِّقَاقِ دل کو نرم کرینے والی باتوں کا بیان

وَقَاتِلْ، داؤد کے چنے ذہر رقیق کی جمع ہے جیسے صغیر و کبیر کی جمع صغار و کبار ہے اس سے مراد نرمی ہے اور یہ غلیظ کا ضد ہے، وقَاتِلْ، رقیق کی جمع بھی اسی معنی میں ہے جیسا کہ حقائق اور وقَاتِلْ، رقت کا معنی رحمت بھی ہے یہاں ایسے کلمات ملا دیں جن سے دل میں نرمی پیدا ہو، دل دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی طرف راغب ہو۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو ایسی نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ گھائے میں ہیں۔

۳۹۲۶ عَنْ أَبِي عُبَّادٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَمَّتَانِ مَغْبُورُونَ فَيُحْمَلَانِ كَيْدِيَّةً مِنَ النَّاسِ الصَّيْغَةَ وَالْعَرَاغَ





۲۹۲۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَدُّ نَبِيًّا مِثْلُ عَجُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَجَنَّةُ الْكَافِرِينَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

(المسلم)

(ردۃ المسلیق)

۲۹۳۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَدُّ نَبِيًّا مِثْلُ عَجُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَجَنَّةُ الْكَافِرِينَ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی کو کم نہیں کرتا اس کا عوض دنیا میں دیا جاتا ہے اور اس کے عوض آخرت میں جزا بھی دی جائے گی۔ مگر کافر تو اسے اس کی نیکیوں کا عوض دنیا میں کھلا دیتا ہے حتیٰ کہ جب آخرت میں جائے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی جس کی جزا اسے حاصل ہو سکے۔

(المسلم)

(ردۃ المسلیق)

۲۹۳۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَدُّ نَبِيًّا مِثْلُ عَجُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَجَنَّةُ الْكَافِرِينَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

اللہ متقی اللہ علیک وسلم حجتہ الشارح  
 بالشہوات وحجبت الہیۃ بالکمالۃ -  
 (متفق علیہ) (لکن عندئذ حجتہ حدیث  
 حجتہ -  
 کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُنکی  
 خواہشات سے ڈھانپ دی گئی ہے اور جنت تکلیف  
 سے گھیر دی گئی ہے (بخاری، مسلم)  
 مسلم نے میں جنت کی جگہ حجت ہے۔

اس یعنی جب انسان اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرے، شہوات و لذات سے صبر کرے تو یہ چیز اُسے  
 جنت میں لے جائے گی کیونکہ جو چیز پردہ کے اندر تھی جب پردہ نکال دیا گیا تو جو حققت پر وہاں نظر آگادو اسے حاصل  
 ہو جائے گا گویا انسان اپنے پردہ نکال پھینکے پھر جنت میں، اسی طرح شہوات کا پردہ دوزخ پر ہے۔ جب انسان  
 ان کا انکباب کرے گا تو وہ اسے دوزخ میں لے جائیں گی۔ شہوات سے مراد حرام امور ہیں وہ جسے حرام خواہشات ہیں  
 وہ دوزخ میں داخلے اور جنت میں عدم داخل کا سبب نہیں، البتہ یہ مقام قرب و ولایت سے دور کر دیتی ہیں۔ اس حدیث  
 سے ”اعظم بحاجۃ اللہ“ کا معنی بھی واضح ہو گیا کہ علم خدا اور بندے کے درمیان پردہ ہے جب انسان علم کے پردے  
 تک پہنچتا ہے تو وہ اپنے مولیٰ کو پا لیتا ہے۔

اس مسلم میں یہ روایت ”حُجَّتِ الشَّارِحُ بِالشَّوَاتِ وَحُجَّتِ الْهَيْئَةُ بِالْكَامِلَةِ“ کے الفاظ ہیں۔ معنی دونوں  
 کا ایک ہی ہے

۳۹۳۲ وَحُجَّتِ الشَّارِحُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ سَعْيُهُ الْبَيْنَانِ وَحُجَّتِ  
 الْهَيْئَةُ وَحُجَّتِ الْهَيْئَةُ لِأَنَّهُ يُعْطَى رَجِيءٌ  
 لَأَنَّهُ يُعْطَى سَعْيُهُ لَيْسَ كَمَا تَكُنُّكَ وَكَأَنَّكَ  
 قَدْ أَنْتَقِشَ طَرَفِي لَعَنِي أَحَدٌ يَحْتَانِ قَرْصِهِ  
 فِي سَيْبِ اللَّهِ أَشْهَقَ رَأْسُهُ مُعْبِرٌ عَنْ كَمَاةٍ  
 لَأَنَّهُ كَانَ فِي الْحِوَا سَةِ كَانَ فِي الْحِوَا سَةِ وَإِنْ  
 كَانَ فِي الشَّاقَةِ كَانَ فِي الشَّاقَةِ لَأَنَّهُ اسْتَأْذَنَ  
 لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَإِنْ شَقَّ لَمْ يُشَقَّ  
 (دَوَاةُ الْبَحَا رِثِي)

اس معنی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ جو جائے دنیا کا غلام نہ رہے  
 بلکہ غلام مولیٰ پر رہیں، اگر اسے دیا جائے  
 تو خوش رہے اور نہ دیا جائے تو غم نہ کرے  
 وہ کم ہو جائے برباد ہو جائے اور جب کام لگے تو نہ  
 شکے، غم نہ کرے اس آدمی کے لیے جو اللہ کی راہ میں لڑے  
 کی لگم پڑے، ہراس کے بال پر لگدہ ہوں۔ اسی کے  
 قدم گرو گرو۔ اگر ہرے کی دھڑ دھڑی ہو تو ہرے میں  
 رہے اگر لڑکے کے پیچھے ہو تو پیچھے رہے اگر لڑائی  
 مانگے تو لڑائی نہ لے اگر وہ کسی کی شکایت کرے تو

دستی جائے۔ (البخاری)

اس معنی سے غار پر رہا، برون سفینہ دھاری دار سیاہ کپڑا، مزاح میں ہے کہ غیور اس گڈی کو کہا جاتا ہے  
 جس کے چاروں اطراف میں دھاری ہو یعنی وہ شخص مال کے ساتھ محبت رکھتا ہو لیکن اس کے متعلق کی اور ایسی میں بغل  
 سے کام لیتا ہو۔ اسے لباس فاخرہ پسند ہوا اور زیب و زینت بطور تکبر کرتا ہوا اور لفظ ”عبثہ“ کے ساتھ تیسری محبت

یہ ہے کہ متاع دنیا کی محبت میں گرفتار ہو نا مذموم ہے اگر کسی کے پاس متاع دنیا ہو مگر وہ اس میں گرفتار نہ ہو تو یہ قابلِ مذمت نہیں۔

۱۷ اس کی غلامی کی علامت یہاں کی کہ اگر مل جائے تو خوشی و لذت ناخوش۔

۱۸ یہ وقت دنیا کی حرص اور مال جمع کرنے والا ہے، اگر مال مل جائے تو راضی و لذت ناک رہے (کنز العمال الطیبی) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا عطا کرنا اور نہ کرنا، اور اس پر اس شخص کا خوش یا ناخوش ہونا مراد ہو۔

۱۹ دوبارہ اس کی طاقت کی دھماکی

۲۰ یہ نقش، پاؤں سے کاٹا ٹھکان، یعنی جب یہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو کوئی اس کی معذرتی مدد بھی نہ کرے نیز نہ پاؤں سے کاٹا ٹھکان اعانت کا کوئی درجہ ہے جب ادنیٰ درجہ کی بھی ہوگی تو مافوق کی بطریق اولیٰ ہو جائے گی۔

۲۱ واضح رہے کہ ہم نے شاعرین کی ابتاع میں اس کلام کو مدعا پر محمول کیا ہے، اگر اسے اس گروہ کی شناخت و قباحت و عباثت اور ان کی دنیا و آخرت میں وقت و بروائی کی خبر پر محمول کیا جائے تو بھی جائز ہے جب دنیا و اولیٰ کے بارے میں بیان فرمایا تو اس کے مقابل ان کا ذکر بھی کیا جو طبعاً ان دین اور تائکین دنیا ہوتے ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد اس کا محبوب مشغول ہوتا ہے اور ان کے ہاں دنیا کی زیب و زینت کی ان کی نگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، لیکن وہ اہل دنیا کی نظروں میں حقیر ہوتے ہیں۔

۲۲ اگر اسے معتبر لشکر میں بھیجا جائے تو اس میں جائے۔

۲۳ سادہ لشکر کے آخری حصہ کو کہا جاتا ہے یعنی وہ مجبور نہیں کرتا بلکہ اس کے تابع ہوتا ہے جو ضرورت داری اس کے سپرد کی جائے اسے خوشی قبول کر لیتا ہے۔

۲۴ یعنی اگر وہ کسی مجلس میں شرکت کی اجازت چاہے تو اجازت نہ دی جائے۔

۲۵ اگر وہ کسی کی سفارش کرے کہ اس کی فعلی صاف کر دی جائے تو وہ سنی نہ جائے، یعنی اسے لوگ بے قدر

قیمت جانتے ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بعد میں تم پر جن چیزوں کا خوف کرتا ہوں وہ دنیا کی تازگی ہے اور اس کی زینت ہے جو تم پر محمول دی جائے گی، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خبر بھی شرابی ہے تو آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وہی نازل ہو رہی ہے پھر حضور نے پسیدہ صاف فرمایا اور فرمایا مائل کہاں ہے، غالباً حضور نے اس کی تحسین فرمائی

۲۶ وَكَانَ ابْنُ سَعْدٍ بِالْخُدْرِيِّ آتٍ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكَ مِمَّا  
أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ  
مِنْ زَهْرٍ وَالدُّنْيَا وَنَوَاسِطُهَا فَفَاتَ رَجُلٌ  
يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ وَيَأْتِي الْخُدْرِيَّ بِالْشَّرِّ فَهَكَذَا  
حَتَّى ظَنَنْتَ أَنَّكَ يَنْزِلُ عَلَيْكَ كَأَنَّهُ وَهَسَ  
عَنْهُ الرَّجْعَاءُ وَكَانَ آتِيَهُ النَّاسُ يَلْعَنُونَ  
حِينَ كَفَّكَ آتِيَهُ لَدَيْنَا بِي الْخُدْرِيَّ بِالْخُدْرِيَّ

مَتَّيْنَتُ الرَّيْبِ مَا يَقْتُلُ حَيْطًا أَوْ يُلَاحِظُ  
 إِذَا يَلَهُ الْخَصِرُ أَكَلَتْ حَتَّى امْتَدَّتْ  
 تَحَاوِرًا هَا اسْتَفْبَلَتْ عَيْنُ الشَّمْسِ  
 فَتَلَكَّتْ وَبَالَتْ شَدَّ عَادَتْ قَا كَلَّتْ وَ  
 إِنَّ هَذَا السَّالَ خَصِرًا حَلَوًا كَمَنْ أَخَذَ  
 بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنَعَمَ الْمَوْتُ  
 هُوَ مَنْ أَخَذَ كَ بَغْيٍ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ  
 وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَرِيهًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مترجم: غیر شرک و نیس لاتی جیسے بہار گاہ کی ہے اس  
 میں سے بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ٹاک مگر دیتی ہے  
 یا ہمارا کرتی ہے لے لے اس ہالہ کے خوشخبری کھائے  
 حتیٰ کہ اس کی کوئیں تن جائیں تو دھوپ میں آجائے اور لوٹے  
 پوٹے پیشاب کرے پھر لوٹ جائے اور کھائے یعنی پیال  
 ہوا پھر میٹھا ہے تو چرا لے اس کے حق میں لے اور اس  
 کے حق میں خرچ کرے وہ اچھا مرد کہ لے اور جوانی لے وہ  
 اس کی طرح ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو یا مال قیامت کے  
 دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

منہ اپنے وصال کے بعد

منہ غیبت اور دیگر اموال کا معمول نہیں ہے تو یہ شر کا سبب کیسے بن جائے گا؟

منہ نزدیک وحی کے وقت آپ کو پسینہ آجاتا تھا۔ "رَحْمًا" را پر پیش ما پر ذرا اس پسینے کو کب ہانا ہے  
 جو بخار کے بعد آئے۔

منہ یعنی رزق اگرچہ کثیر ہو جائے یہ غریبے مگر شرمین البتہ مجمل، اسراف اور عداقت سے جہاد کی وجہ سے  
 اسے شرعاً مرض ہو جاتا ہے مثلاً بہار غریبے کہ اس کی وجہ سے گھاس و دیو لگتا ہے مگر جب چوپائے کھانے میں افراط سے  
 کام لیں تو ملاکت آتی ہے اس کی بعد میں تفصیل بیان کی جائے گی۔

منہ حبوط، عا اور با پر زبر، چوپائے کا زیادہ چرنے سے ٹاک ہونا، مراح میں ہے کہ حبوط زیادہ کھانے کی  
 وجہ سے پیٹ کا باہر آنا، یعنی روایات میں "حبوط" ہے اس کا معنی اضطراب ہے چوپائے کا کھانے میں ہاتھ  
 پاؤں ماننا، پہلی روایت اصح اور اقرب ہے۔

منہ مرتا نہیں مگر ملاکت کے قریب ہو جاتا ہے، اللام نیچے آنا اور نزدیک ہونا ہے جیسے کہا جاتا ہے اللام  
 بشیب (چڑھانے کے قریب) اللام بلبل (بلبل کے قریب)  
 منہ - حضرت، خادمہ پر زبر اور فساد کے نیچے زبر۔ ترو تازہ لگاس۔

منہ آفتاب کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں یہ جو چوپایوں کی عادت ہے کہ جب بد معنی ہوا اور ان کا پیٹ بھول  
 جائے تو دھوپ میں کھڑے ہوتے ہیں جب گرم ہو جائے تو پیٹ نرم ہو جاتا ہے اور جو کچھ اس میں ہوتا ہے  
 وہ خارج ہو جاتا ہے۔

منہ اس کا پیٹ درست ہو جاتا ہے مخط، اوض لگائے اور باقی کے ہل و ہلا کو کھانا ہے۔  
 منہ یعنی وہ چارہ یا ہاتھ کھاتا ہے کہ بد معنی ہو جاتی ہے پھر لے باہر نکالتا ہے پھر کھانا شروع کرتا ہے

یہ اس شخص کی مثال ہے جو بعض اوقات مد سے تجاوز کرتا ہے اور غلبہ شہوت کی وجہ سے ہلاکت کے قریب چلا جاتا ہے لیکن جلدی رجوع کر لیتا ہے ہمیشہ معصیت میں مبتلا نہیں رہتا۔ پھر ہلاکت کی روشنی میں اگر توبہ کے ساتھ اپنے نفس کا تزکیہ و تطہیر کرتا ہے۔ پہلی صورت "مایل جبطاً" سے اس شخص کے حال کی طرف اشارہ ہے جو معصیت و شہوت میں اس طرح اصرار کرتا ہے کہ اسی میں ہلاک ہو جاتا ہے لیکن رجوع اور توبہ کی توفیق نہیں پاتا۔ ان دو اقسام پر قیاس کرتے ہوئے ایک اور قسم بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ ایک وہ شخص ہے جو نفس کی معصیت و شہوت میں گرفتار نہیں ہوتا اور دنیا کا تارک ہے پہلا شخص عالم، دوسرا معتدل اور تیسرا سبقت لے جانے والا۔ ایک نے بالکل دنیا کو حاصل نہیں کیا تو دوسرے نے ناظرہ نمود کیے مگر دھویے۔ تیسرا اس طرح موٹ ہوا کہ دین کا کچھ کر لیا خود باطن میں ڈنک اس کے بعد لوگوں کے احوال حصول مال میں محنت و مشقت اور اس کے خرچ کرنے کی طرف اشارہ کیا۔

اللہ دنیا کا مال تر و تازہ، رنگین آنکھوں میں خوش نما نظر آتا ہے اس طرح یہ لذت اور خوش طعم کدو اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ بعض روایات میں خضر اور حبیب دونوں نام کے بطیر بھی ہیں جس میں لفظ مال کا اعتبار کیا گیا ہے اور تاوی کی صورت میں لفظ دنیا کا اعتبار کیا گیا ہے۔

سہ جس نے مال میں سے اپنا حق لیا اور اس کے حق کو ادا بھی کیا۔ مال نے اس کی مدد کی۔

سہ وہ قیامت کے روز اس کے خلاف گواہی دے گا۔

۲۹۳۲ وَكَانَ عَمِلًا وَبَنَ عَوَفٌ قَالَ كُنَّا  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذْ  
لَا الْقَمَرُ أَشْجَى عَلَيْنَا وَلَكِنْ أَشْجَى  
عَلَيْنَا أَنْ تَبْسُطَ عَلَيْنَا الدُّنْيَا كَمَا يُبْسُطُ  
عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَبَتْنَا نَسْوَهَا كَمَا تَقْتَسِمُونَ  
وَتَهْلِكُ كَمَا أَهْلَكْتُمُوهَا  
(مُعْتَقٌ عَمَلِي)

حضرت عوف بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اے تم پر فقر کا خوف نہیں۔ میں اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا کھول دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کھول دی گئی اور تم اس میں محبت و محبت کرنے لگو جیسے ان لوگوں نے کی اور دنیا تعین اس طرح ہلاک کر دے جس طرح انیس کی ایک

(بخاری و مسلم)

لہ یہ صحابی بخاری اور بکری ہیں مدبرہ قلیبہ میں مقیم رہے۔

لہ صحابہ سے مخاطب ہو کر

لہ یہ خوف کی وجہ ہے کہ تم اس کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے، حرص و ملاپ لوگوں کا طبیعت بن جائے۔ دنیا کا مال حاصل کرنا اور اس کا جمع کرنا آخرت کے معاملے میں موجب ہلاکت ہے یا اس سے مراد یہ ہے، مال دنیا کی وجہ سے تم اپنے میں متال کر دو گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

۲۹۳۵ وَكَانَ أَهْلًا هَامِيَةً أَنْ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقِي أَلِيَّ مَحْتَصِبٍ مُتَوَكِّلًا وَفِي رِزْقِي إِتِقَانًا (مُسْتَقْنٌ عَلَيْهِ)

کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا فرمائی کرتے تھے اے اللہ مجھے گھر والوں کو روزی بقدر ضرورت عطا فرما دوسری روایت میں بقدر کفایت کے الفاظ میں ہے (بخاری و مسلم)

سے قوت، قاف پر پیش واؤ ساکن  
سے قوت کی جگہ کفائت کے الفاظ ہیں

سے قوت سے مراد اتنا رزق ہے کہ اس سے بدن محفوظ ہو جائے اور قیام ہو کے یعنی بعض شارحین کی رائے یہ ہے کہ انسان اس سے زندہ رہے، کف کاف پر زبر ہے یعنی اتنا عطا فرما جو سوال اور مانگنے سے بے نیاز کر دے (کذا فی القاموس) اور صراح میں ہے کف کاف پر فتح اندازہ اور گزارہ کے معنی میں ہے۔ بعض نے کف کاف کی تفسیر لفظ قوت کے ساتھ ہی کی ہے اس لحاظ سے دوسری روایت پہلی کی تفسیر ہے۔ واضح رہے کہ کف کاف اشخاص، احوال، اوقات کے حوالے سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ ایک آدمی بہت کم کھاتا ہے دو تین یا اس سے زیادہ دن صوم کا بھی رہ سکتے ہیں، دوسروں میں دو بار کھاتا ہے۔ ایک خیال دہے غلو تصور یا زیادہ دوسرے کا خیال نہیں۔ قطع، تنگی، خوف اور حالت مرض میں بخور پڑی چیز کافی اور حالت سیر و آسانی میں زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے لہذا کف کاف کی مقدار کا تعین نہ ہوگا بہتر یہی ہے کہ اس سے طاقت پر قوت و طاقت اور معاشرت و غری میں عورت قوت نہ ہو اس زمانہ نبوی میں اُمت کے لیے یہ قیاس ہے کہ وہ طلب دین یاں زیادہ ہی الجھ کر نہ رہ جائیں۔ مقدار کف کاف اور قوت لا محنت پر لگتا کریں اور بقدر اعتدال سے بزرگ نہ ہوں۔ اسی لیے علماء نے بیان کیا ہے کف کاف فقر و غنی سے افضل ہے اہل کثرت مال و فساد و سرکشی اور نافرمانی و سراف کا سبب نہ بنے بلکہ وہ باطنی غیور و بہک ہو تو یہ دوسری فضیلت ہے یہاں آل سے مراد آپ کا تمام خاندان اہل آپ کے اتباع کو ملے ہیں جو کہ کل کامل معنی ہے اگر یہاں صرف آپ کے اہل ملا ہوں تو پھر دوسروں کا حکم بطور قیاس ثابت ہوگا۔

۴۹۳۷ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَفْكَرَ مَنْ أَسْكَنَهُ رِزْقًا كَفَاكَ وَفَتَحَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاكَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص فلاح پا لیا جو مسلمان تھا اور اسے بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اسے دیے ہوئے رزق پر اللہ تعالیٰ نے قناعت عطا فرمادی۔ (المسلم)

(وَدَاۗءُ مُسْلِمٍ)

سے یا اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت و تقدیر کو تسلیم کر لیا۔

۴۹۳۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْنُمُ الْقَبِيلُ مَا يَلِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قبیلہ کسبے

میرزا مال میرزا مال حاکم اس کے صرف تین مال ہیں جو کھا کر ختم کر دیا یا پھر کرپانا کر دیا، مے کر جمع کر لیا، ان کے علاوہ وہ تو جانے والا ہے ادا لے لوگوں کے لیے چھوٹے والا ہے۔ (مسلم)

مَالِي وَ اِنْ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ كُنْتُ مَكَانَ كَلِّ قَتَا مَخِي اَوْ لَيْسَ قَتَا يَلِي اَوْ اَعْطَى قَاتِلَتِي وَ مَا يَسُو ذِيكَ كَهَوَ ذَا هِبَ وَ تَا مِ كُةَ (مَوَاةٌ مُشْلِطٌ)

مے بندہ ملکیت مال پر فخر و بکر کرتے ہوئے کتاب ہے۔

مے یعنی وہ مال جو اس نے فقراء و بیوگان پر خرچ کر دیا وہ اس نے اپنے لیے آخرت میں ثواب کی موت میں جمع و ذخیرہ کر لیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں البتہ ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے اس کا خاندان، مال اور اعمال جلتے ہیں، خاندان اور مال لوٹ آتے ہیں اور اعمال ساتھ رہتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس کو وارث کا مال اپنے مال سے پیارا ہے عرض کیا یا رسول اللہ! کسی کو بھی نہیں۔ ہر ایک کو اپنا مال ہی پیارا ہے۔ فرمایا اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا وہ مال جسے چھوڑ گیا وہ تو وارث کا مال ہے (بخاری)

۲۹۳۸ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُهُمُ الْفَتَنُ وَيَبْغِي مَعَهُ وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُهُمْ أَهْلُهُ مَالُهُ وَيَبْغِي عَمَلُهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۲۹۳۹ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْكَمُ مَالٌ وَ أَوْثَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَالِهِ فَتَلَوُا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَمَّا أَحَدُكَ إِذَا مَاتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَالِي وَ أَمَّا بَاقِيهِ كَانَ كَأَنَّ مَالَهُ مَا فَكَرَ وَ مَالٌ وَ أَمَّا بَاقِيهِ مَا أَفْكَرَ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

مے تم میں سے کوئی ہے جو یہ چاہتا ہو کہ وارث کا مال ہو میرزا ہو۔

مے جو معاشرے کے فقراء و بیوگان پر خرچ کر دیا۔  
مے اگر کوئی چاہتا ہے کہ اسے مال حاصل رہے تو وہ صدقہ کی مشرت میں آگے بھیج دے، پیچھے نہ چھوڑے اور اگر خیر نہیں کرے گا گویا اس نے طرشت کا مال پسند کیا، گویا اس نے بخل کرتے ہوئے مال کا حق ادا نہ کیا، اگر صدقہ و محبت برائے فقراء کے بعد کچھ مال و ثناء کے لیے چھوڑا ہے تو یہ افضل ہے جب کہ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کو تو چھوڑ کر جانا اس سے بہتر ہے کہ اگر گزینیں۔

حضرت مطرفؓ اپنے والد اسی سے روایت کرتے ہیں

۲۹۴۰ وَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرْتُ



النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْدَرُ  
 "أَلَمْ تَكُنْ مِنَ الْعَاكِفِينَ" قَالَ يَقُولُ ابْنُ أَدَمَ  
 مَا لِي مَا لِي قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ أَدَمَ  
 إِلَّا مَا أَكَلْتَ قَاتِلَيْتَ أَوْ كَلَيْتَ قَاتِلَيْتَ  
 أَوْ قَتَلْتَ قَاتِلَيْتَ قَاتِلَيْتَ

کرمیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اللہ  
 میں حاضر ہوا تو آپ "اَلَمْ تَكُنْ مِنَ الْعَاكِفِينَ" کی تلاوت فرمایا  
 تھے۔ فرمایا آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال فرمایا اے انسان  
 یہ تو مال نہیں مگر وہ جو تو کھا کر ختم کر دے یا پہن کر پرانا  
 کر دے یا بعد ذکر کے آگے بیچ دے۔

(رَدِّ اَوَّلِ مُسْلِمٍ)

(السلام)

سلف مطہرین، میم پر پیش، طاہر زہرا کے بچے زیر اور خدو، تابعی ہیں، اُمت کے سرکردہ آدمیوں میں سے  
 ہیں، ابن سعد نے انھیں اہل بعرو میں سے دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے اشدقہ، اہل فضل، تقویٰ اور ادب قرار دیا۔  
 سلف ان کے والد گرامی کا نام حضرت عبداللہ بن جعفر ہے، شہین کے بچے زیر غلو پر شد ہے انھوں نے حضرت علی،  
 ابوذر، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ادا ان سے حضرت قتادہ، حسن اور ثابت نے  
 روایت لی ہے۔

سلف کثرت مال نے تعین آخرت سے بے فکر کر دیا ہے۔

۳۹۴  
 وَكَانَ ابْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْيَعْنِي عَنِّي  
 كَثْرَةُ الْغَرَمِ وَلَكِنَّ الْيَعْنِي عَنِّي الْفَقْرُ  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سلف عرض، راستہ کی صورت میں تقدال مراد  
 یہاں متحرک ہے تاکہ نقدی ادد دیگر اسباب کو شامل ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: امیری  
 بکثرت مال کا سبب کا نام نہیں بلکہ امیری دل کے غنا  
 کا نام ہے۔ (بخاری و مسلم)

ہے اللہ سکون کی صورت میں صرف نقد کو گنا جاتا ہے۔

سلف حقیقی تو نگر ہنا دل کا قانع ہونا ادد بے نیازی ہے، مانگنے سے اجتناب ادد حرص و دلالت سے دور ہونا ہے  
 جو پہلی صورت اختیار کرے گا وہ ہمیشہ حق جوئی کی طرح مال ہی جمع کرتا رہے گا ادد جو کفایت شہاری کو اپنا پیشہ بنائے  
 وہ غنی ہوگا اگرچہ اس کے پاس مال نہ ہو جیسا کہ معاہدہ ہے "تو نگر ہی بدل سنت نہ ہمال، بدیگی بھل نہ ہمال"  
 تو نگر ہی دل کی جوتی ہے مال سے نہیں بدیگی عقل سے ہے ذکر مرے، بعض شاد مین کی دل سے یہ ہے کہ غنا نفس  
 سے مراد مملی و ملی کمالات کا حصول ہے کیونکہ نفس ناطقہ ان کے بغیر تو نگر نہیں ہوتا یعنی تو نگر ہی ادد دولت کا حصول  
 کمال کے ساتھ ہے مال کے ساتھ نہیں۔ شعر سے

تو نگر ہی نہ ہمال سنت نزد اہل کمال

کہ مال قالب گور دست بعد ازاں اعمال

اہل کمال کے نزدیک تو نگر ہی مال سے نہیں ہوتی کیونکہ مال صرف قبر کے کنارے تک جاتا ہے مگر اعمال و کمال  
 ساتھ جلتے ہیں۔

## الفصل الثانی

۲۹۳۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْخُذْ عَنِّي هَذَا لَوْ  
 أَنْكَرَ مَا يَفْعَلُ بِهِ يَوْماً أَوْ يَتْلُوهُ مِنْ يَوْمِ  
 يَوْمٍ قُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَخَذَ بِيَدِي  
 كَعَمَلَةِ خَمْسَةٍ فَقَالَ لَا شَيْءَ الْمَكَارِمِ كَكُنْ  
 أَعْبَدَ النَّاسِ وَأَرْضَ يَمَاقِصِهِمَا قَسَمَ اللَّهُ  
 لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ وَأَخِيرَ إِلَى  
 حَيَاتِكَ تَكُنْ مُؤْمِلاً وَآجِبَ لِلنَّاسِ  
 مَا تَحِبُّ لِلنَّفْسِ تَكُنْ مُسْلِماً وَلَا  
 تُكْثِرِ الْعَيْلَةَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْعَيْلَةِ  
 تُمِيتُ الْقَلْبَ -

(رد المحتار، الترمذی، ۱/۲۹۳۲)  
 قَالَ هَذَا اسْكُونِي عِيْلَتِي

## دوسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے  
 یہ چند باتیں لے کر ان پر عمل کرے گا یا اسے  
 سکھائے جو ان باتوں پر عمل کرے گا، میں  
 نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم میں (عمل کروں گا اور دوسروں کو  
 سکھاؤں گا) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر پانچ چیزیں شمار  
 کیں، فرمایا: حرام چیزوں سے بچو، تم لوگوں  
 میں بہت بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے، اللہ  
 تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں جو لکھ دیا ہے،  
 اس پر راضی رہو، تمام لوگوں سے زیادہ  
 غنی ہو جاؤ گے، اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک  
 کرو، مومن ہو جاؤ گے، اور لوگوں کے لیے  
 دبی چیزیں پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو،  
 مسلمان ہو جاؤ گے۔ زیادہ دہنسا کرو کیونکہ  
 زیادہ ہنسنے والی کو مردہ کہتے ہیں

(احمد، ترمذی)

انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو میری عبادت کے لیے نادرغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے مالا مال کر دوں گا، تیری غربت دور کر دوں گا اور اگر تویہ ذکر کرتے گا تو تیرا نام حق معصومیت سے بھر دوں گا مگر تیرے فقر کو ختم نہیں کروں گا۔  
(مسند احمد، ابن ماجہ)

۲۹۴۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّ أَدَمَ تَعَزَّ عَنْ عِبَادَتِي أَهْلًا صَدْرَكَ يَغِي وَاسْتَفْزَكَ وَأَنْ لَا تَفْعَلَ مَلَأْتُ يَدَكَ شَقْلًا وَلَهُمَا سَبِي فَفَرَّكَ -  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ)

۱۸ اس دجی میں جو اس نے اپنے پیارے رسول کی طرف کی۔

۱۹ اس دنیوی مشاغل سے

۲۰ اس مخلوق سے ہے یا ذکر دوں گا

۲۱ اس مخلوق سے تیری نیاز مندی ختم کر دوں گا

۲۲ اسے تو ان دنیوی مشاغل اور مصروفیات میں ہی پھنسا رہے گا

۲۳ اس دنیوی مشاغل میں مصروفیات کے باوجود فقر و امیال ختم نہیں ہوگا بلکہ پریشانی میں اضافہ ہی ہوگا لہذا اس سے نادرغ ہو کر عبادت کی طرف متوجہ ہونا آسائش و آرام بھی ہے اور فلاح بھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص کی عبادت اور محنت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے کے تقویٰ کا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجی عبادت تقویٰ کے برابر نہیں ہو سکتی (ترمذی)

۲۹۴۴ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَكَرَ رَجُلٌ يَحْتَدِثُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَتِهِ فَاجْتَهَادًا وَذَكَرَ آخَرُ بِعِبَادَتِهِ كَقَالَ الْكَلْبُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُ يَا لِيَوْسَعَةَ يَغِي السُّورَةَ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

۲۵ اس عبادت میں بہت زیادہ مشقت اٹھانا

۲۶ اسے لائق، تا پر زہر اور وال کے نیچے زیر، بعض روایات میں "لَا يُقْبَلُ" یا پر پیش، وال پر زہر ہے

حضرت عمرو بن سہیم ابوہیثمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اشیاء کو پانچ اشیاء سے پہلے قیمت جانو، پڑھنے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقر سے پہلے غنا کو، مصروفیت سے پہلے فرصت کو، موت سے

۲۹۴۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سُهَيْمٍ يَأْلُو دِيْعِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعْطَلُ إِغْتِيظَ خُمُسًا قَبْلَ تَحِيٍّ كَسَابِكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتِكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَبِعْثَالِكَ قَبْلَ فَتْرِكَ وَكِرَامَتِكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ -

(رداء القبرین فی مؤکلاتہ) پہلے زندگی کو شیعہ (ترندی)

لجہ الاوتی، مجرہ پر زبرد مال سکھ، اور بن معجب کی طرف نسبت ہے، زمانہ جاہلیت پایا، اسلام لائے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف نہ پایا، امام ابن عبد اللہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن ان کا شمار اہل کوفہ کے کبار تابعین میں ہوتا ہے، کثرت کے ساتھ حج اور عبادت کا لالے دلے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بندوں کو بوجہ کیا۔

لجہ غیبت اس مال کو کہا جاتا ہے جو جنگ کی صورت میں کافروں سے حاصل ہوتا ہے، کسی مقصود کو بغیر شفقت کا حاصل ہونا بھی اس کا معنی ہے۔

لجہ حرّم، نام اور راز پر زبرد، سخت بڑھاپا اور اگر راز کے بچے زیر ہو تو اس کا معنی بڑھاپا ہے۔  
لجہ تندہستی ایمان کے بعد عظیم نعمت ہے، نعمت سین اور قاف پر زبرد، اس پر پیش اور سکون بھی ہو سکتا ہے  
لجہ زبرداریوں کے عاید ہونے سے قبل۔

لجہ مینی بڑھاپا، بیماری، فقر، مصروفیت آگے رہیں گے لہذا ان سے پہلے وقت کو غیبت ماننا چاہیے۔

۳۹۴۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ أَحَدٌ كَهَذَا  
غِيثٍ مُطْفِئًا أَوْ حَرًّا مُنْشِئًا أَوْ مَرَحًا  
مُفْسِدًا أَوْ هَرًّا مُقْنِنًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِئًا  
أَوْ الدَّجَالَ كَالدَّجَالِ شَرَّ عَاجِبٍ يَنْتَظِرُ أَوْ  
الشَّاعَةَ وَالسَّاعَةَ أَوْ هَلِيَّ وَكَامَرًا

(رداء القبرین فی مؤکلاتہ)

لجہ جواہر و نواہی کی حدود سے مجاہد کر دیتی ہے

لجہ صبر، اخلاص اور طلبِ رزق طاعتِ خلافتی سے غافل کر دیتا ہے۔

لجہ بیماری جسم کو لاف کر دیتی ہے یا شستی پیدا کر کے دین کو کمزور کر دیتی ہے۔

لجہ افتاد، صبرٹ ہلنا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ غانات کو صبرٹ لازم ہے صراح میں ہے کہ "فشد"  
فاد اور نون پر پیش، صبرٹ بڑھاپے کی وجہ سے کمزور رائے والا ہونا، افتاد صبرٹ ہلنا اور غانات بکنا ہے  
لجہ جو تو بہ کا موقع نہیں دیتی۔ صراح میں اجماع کا معنی خستہ کو کاٹنا ہے۔ تیز دوڑنے والے گھوڑے کو  
"جبرائٹ" کہتے ہیں۔

لجہ جود اور جاہلیت سے لوگوں کو دور لے جائے اور فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔

لجہ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس نے حضرت اور خلافت کو غیبت نہ جانا گویا اس نے آفات و مکرہات کا شکار کیا

حالت فقر میں مبر نہ کیا۔ غنا کا طلب گار بنا جو اسے باقی اور سرکش کر دے گا، حالت غنا میں مشرک نہ کیا اور غنا سے غلامی کی قدر نہ کی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہ کیا اب حالت فقر میں تمام عبادات و خیرات سے محروم ہو جائے گی۔

۲۹۴۷ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أَلْبَسَ اللَّهُ نِيًّا مَلْعُونَةً وَ مَلْعُونٌ مَّا فِيهَا إِلَّا ذَكَرَ اللَّهُ وَمَا إِلَّا اللَّهُ وَ عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ (رواه الترمذی و این مآخذ)

انہی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکسن لو! دنیا ملعون ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ ملعون ہے سو اے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اداس یا چیز جس سے جو آپ کے قریب کرے اور سوائے عالم اور طلب علم کے

(ترمذی، ابن ماجہ)

لے دنیا بارگاہِ ایزدی سے رازدہ ہے

سے طاعت و عبادت یا بربہ چیز جو اس کے مشابہ ہو مثلاً انبیاء و صلحاء کو ذکر اہمال حال مریدانہ چیز جو ذکر کے لوازمات و تقاضوں میں سے ہے یعنی اولیاء و نوافی الیہ کی اتباع پہلی صورت میں ڈالنا دلی معنی محبت ہے دوسری صورت میں دلی معنی قریب تیری صورت میں سوالات بمعنی تابع ہونا سے مشتق ہے لیکن یہ اس وقت مفہوم ہوگا جب ذکر سے ملو باری تعالیٰ کا مبارک اسم ملو ہو جیسا کہ متعارف ہے لیکن اگر اس سے ہر عمل غیر مراد ہو جو تقرب و عبادت کی نیت سے کیا جائے تو طاعات و طہوتام ذکر میں ہی شامل ہو جائیں گی اور اب ”ڈالنا“ سے مراد وہ اسباب و فذائع ہوں گے جو ذکر کے لیے معین و مددگار بنے مثلاً معاشی مسائل سے فراغت اور دیگر ضروریات کا پورا ہونا۔

سے یہ تقسیم کے بعد تفصیل ہے، عالم اور مستغرق پر زہر اور پیش و نولوں طرح پڑھا گیا ہے البتہ علامہ کے موافق زہر واضح ہے اس کی وجہ ہم نے شرح میں بیان کر دی ہے، نصب کی صورت میں بھی اور ٹھکانہ کے ساتھ بھی روایت ہے۔

۲۹۴۸ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَّابٌ كَذَّابٌ الَّذِي نِيَّا تَعْدِلُ يَعْدِدُ اللَّهُ جَنَاحَهُ يَعْزُ وَ حَبِطَ مَاسَتُ كَا بَرًا وَ بَقَعَا شَرَّ بَعْدَ - (رواه أحمد و الترمذی و این مآخذ)

حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ کے نیاں و نیکیاں قدر و قیمت پھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو دنیا میں ایک گھنٹہ نصیب نہ ہوتا (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲۹۴۹ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْفَحُوا وَالْقَنِيعَةُ كَثْرَتُهَا فِي الدُّنْيَا (رواه الترمذی و این مآخذ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صنعت و تجارت میں مشغول نہ ہو جاؤ، ورنہ تم دُنیا دار

الْبَيْهَقِيُّ فِي مَقَابِلِ الْأَيْمَانِ

ہوجاؤ گے۔ (قرنوی، بیہقی، شعب الایمان)

لے ضیعہ، ضاد پر زبر، یاد اس کن، مناعت و تجارت، بعض شارحین نے اس کا معنی بائع اور زمین کیا ہے۔

لے بہت زیادہ مشغولیت، حرص و لالچ میں اٹھنا ہوتا ہے۔

لے یہ معاملہ اس شخص کے بارے میں ہے جو اس طرح ان اسباب دنیا کی ہی ہوجائے کہ اسے یہ سب محلول جائے لہذا اپنے خالق کے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہوجائے اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ حکم نہیں اس معنی پر یہ آیت کریمہ والی ہے ۱۰ رَبَّانِی لَا تُکْسِبُنِی جَارًا وَلَا یَتِیْعُنِی زَكْرًا اُنْثَر (مردہ نہیں جنھیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی) یعنی وہ اس طرح تجارت میں مشغول نہیں ہوجائے کہ اسے ذکر الہی سے غافل کر دے بلکہ وہ ان معاملات کو نبھانے کے باوجود اپنے مولیٰ کے ذکر رہتے ہیں (بہت کار دل، دل یار دل) اور اس معنی کے زیادہ مناسب یہ الفاظ ہیں وَتَجَارِمُ الْمَقْلُوبَةُ وَتُتَاكَلُ الْكَوَاكِبُ

گرت مال و جاہ است و ذرع و تجارت چولہا خا ایت فارغ نشینی (اگر ترے پاس ملک و دولت تجارت کھیتی کے باوجود تیرا دل مولا کی یاد میں لگن ہے تو تو فارغ ہی ہے)

۳۹۵۰ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْبَبَ دُنْيَاكَ أَحْكَمَ بِأَمْرِ دِينِهِ وَمَنْ أَحْبَبَ دِينَهُ أَكْمَلَ بِهَا دِينَهُ وَمَنْ أَحْبَبَ مَا بَيْنَهُمَا هَدَىٰ اللَّهُ دِينَهُ وَمَنْ أَحْبَبَ مَا بَيْنَهُمَا هَدَىٰ اللَّهُ دِينَهُ (رواہ احمد، بیہقی، شعب الایمان)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا کو محبوب بنالیتا ہے اس کی آخرت میں نقصان ہو گیا اور جو آخرت کو محبوب بنالیتا ہے اس کی دنیا گئی پس اس تم باقی رہنے والی کو خالی پھر ترجیح دو۔

۳۹۵۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْتَنِي كُنْتُ عَبْدًا لِّدِينِي أَوْ لِّدِينِ النَّاسِ لَيْتَنِي كُنْتُ عَبْدًا لِّدِينِي أَوْ لِّدِينِ النَّاسِ (قرنوی، بیہقی، شعب الایمان)

لے جب کسی کو دنیا کے ساتھ پیار ہو گیا، اکثر دنیا کی ذکر کے حصول میں ہی مشغول رہے اسے آخرت کے معاملات کے لیے فراغت ہی نہیں ملے گی۔ اسی طرح اس کا گھر ہے۔

لے یعنی آخرت کو دنیا پر ہر صفت ترجیح حاصل ہے۔

۳۹۵۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْتَنِي كُنْتُ عَبْدًا لِّدِينِي أَوْ لِّدِينِ النَّاسِ لَيْتَنِي كُنْتُ عَبْدًا لِّدِينِي أَوْ لِّدِينِ النَّاسِ (قرنوی، بیہقی، شعب الایمان)

لے یعنی جو شخص اُن کی محبت میں اس طرح مستغرق ہو گیا کہ خدا کی بندگی چھوٹ گئی، لہذا وہ شخص نیکی اور

رحمت خدا سے محروم ہو جائے گا۔

۲۹۵۲ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ  
كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا ذُنُوبُ مَنْ جَاوَعَانِ أَرْسِلَا فِي عَمَلِهِمَا نَسْتَدُ  
لِقَامِنِ حَرْصِ النَّمْرِ عَلَى الثَّارِ وَالشَّوْحِ  
لِيَايُنِيْمَ -

تَدَاةُ التَّيْمُونِ وَالْعَادِرِ مَوْتٌ

۲۹۵۳ وَعَنْ حَبَابٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَفْكَى مُؤْمِرٍ مَرَّةً  
لَقَعَتْهُ إِلَّا أُجِرَ فِيهَا إِنْ تَفَقَّهَتْ فِي هَذَا  
التَّرَايِ (تَدَاةُ التَّيْمُونِ فِي مَا بَيْنَ مَا جَاءَ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کی  
سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے فرمایا دو بھوکے بھڑکے بھڑکے بھڑکے بھڑکے  
وہ اتنی بربادی نہیں کرتے جتنی حریص انسان اپنے دین  
میں مال و عزت کی خاطر بربادی کرتا ہے۔

(ترمذی، دارمی)

حضرت حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
اس کے ہر خسروے پر ثواب ہے مگر وہ خرچ جو اس  
میں نہیں کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

سہ حباب، غار پر پیش پیل باء مشرق، صحابی ہیں قبیلہ بنی مذہرہ کے حلیف تھے۔ ولید بن ابی اسلم کے مرید بنے  
پسے اسلام لائے، مسلمان ہونے پر انھیں کانوں نے سخت آذیتیں دیں، گھریہ اندک کاشیرا استقامت کا پتہ دیا،  
بداد و دیگر غزوات میں شریک ہوئے، کوفہ میں وفات پائی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔  
سہ اس سے مراد گھر ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب مکان حضرت سے لاندہ ہو یا اس کی زب و زینت  
حاجت سے ڈر کر ہو ورنہ مکان مزید یا زندگی میں سے ہے اسی طرح سہرادر مسافر خانوں کی تعمیر پر بھی ثواب  
ہے کیونکہ ان کا بھی بھرتنا مستحب ہے۔

۲۹۵۴ وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّفَقُّهُ كُلُّهُمَا فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ إِلَّا الْبَسَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ -

(تَدَاةُ التَّيْمُونِ) وَكَانَ هَذَا أَحْيَايَةً  
(تَجَرُّبَةً)

سہ اگر تجربہ کی نیت سے خرچ کیا۔

۲۹۵۵ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَتَحَنَّنَ مَعَ كَرَى أُمَّيَّةٍ  
فَشَرَّكَ فَكَانَ مَا هَذَا قَالَ أَصْلَحِيهِ هَذَا  
لِلْعَلَّانِ رَجُلٍ يَنْ أَلْهَابًا فَسَكَتَ وَتَسَلَّطَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
اللہ کی راہ میں جین گران اخراجات کے ہر حلیف کی  
تعمیر میں ہوں ان میں کوئی حلیف نہیں۔  
(اہم ترمذی نے روایت کر کے کہا یہ حدیث غریب ہے)

اور اعلیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے ہم ساتھ تھے آپ نے  
ایک قبیلہ کو دیکھا فرمایا یہ کس کو ہے؟ صحابہ نے  
عرض کیا یہ نواں انصاری کا مکان ہے آپ غافل ہو گئے

فِي كَلْبِهِمْ حَتَّىٰ لَمَّا جَاءُوا صَاحِبَهُمَا كَسَدَ لَحْمٍ  
عَلَيْهِمْ فِي الثَّغِيرِ فَتَأَمَّرَ حَتَّىٰ عَثَرَهُ مَدَدٌ  
ذَلِكَ وَمَرَّ أَخِي عَرَفَةُ الرَّجُلِ الْقَصِيَّةِ  
فِيهِ وَالْإِغْرَا حَتَّىٰ عَثَرَهُ كَسَدُ كَلْبِي ذَلِكَ إِلَىٰ  
أَصْحَابِهِمْ وَقَالَ دَاوُدُ إِنِّي لَأَكُونُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتْلُوا عَزْرِي  
كَرَّي كُتِبَتْكَ كَرَّجَةِ الرَّجُلِ إِلَىٰ كُتِبَتْهُ  
فَكَدَّهَا حَتَّىٰ سَوَّاهَا يَا لَأَرْحَمَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَاتِ  
يَوْمٍ فَكَلَّمَ نِسْرَهَا قَالَ مَا فَعَلْتَ الْفَجْةُ  
فَاتْلُوا أَشْكِي إِلَيْكَ صَاحِبَهُمَا إِعْرَا حَتَّىٰ  
فَتَاخُذُوا نَسْرَهُ فَهَدَّاهَا فَتَاخُذُوا كُلَّ  
يَسْرَةٍ وَقَالَ عَلَىٰ صَاحِبِهِمْ إِلَّا مَا لَا يَغْنَىٰ  
إِلَّا مَا لَا يَكُونُ مَعَهُ

(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

مگر ہمارے دل میں یہ بات رکھ لی۔ حق کر اس کا مالک  
اپنے پاس آیا۔ اس نے میرے جمع میں سلام  
عرض کیا آپ نے اس سے منہ پھریا۔ اس نے کئی  
دفعہ عرض کیا، حق کر اس نے آپ کی نافرمانی محسوس کی  
تو صحابہ سے کہنے لگا کیا ہوا؟ آج میں اپنے آپ کو  
ناراض پارہ ہوں۔ صحابہ نے کہا آپ تشریف لے گئے  
تھے تیرا بند مکان دیکھا وہ صحابی چلا گیا اور اس نے  
اپنا مکان گرا دیا حتیٰ کہ زمین کے برابر ہو گیا۔ نبی اکرم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ ایک دن باہر تشریف  
لائے تو آپ نے وہ بند مکان نہ دیکھا تو پوچھا کہ اس  
مکان کے ساتھ کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کیا آقا اس کے  
مالک نے آپ کی نافرمانی کے بارے میں ہم سے پوچھا  
تھا ہم نے اسے مطلع کر دیا لہذا اس نے اسے گرا دیا۔  
اس پر آپ نے فرمایا ہر عمارت اس کے مالک کے لیے  
وہاں ہے مگر اس کے جس کی ضرورت ہو۔

(ابوداؤد)

سے قبضہ، قاف پر پیش، گول گھر، مزاج میں اس کا معنی کسی کے ارد گرد عمارت بنانا ہے۔ غصے پر  
میں اس کا اطلاق ہوتا ہے۔  
اسے بطور تحقیر فرمایا۔

اسے اس وقت کہ نہ فرمایا بلکہ کراہت و غضب دل میں رکھا۔

اسے یعنی اس نے سلام عرض کیا لیکن آپ نے اراض فرمایا۔

اسے آج میں آپ کو نالارض پارہ ہوں اس کا سبب کیا ہے۔

حضرت ابو اسحاق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مردی ہے کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے عدلیہ فرمایا تیرے لیے مال میں سے خادم اور  
اللہ کی راہ میں سواری کافی ہے۔

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، معراج کے بعض)

۳۹۵۹ وَنَحْنُ أَفْضَلُ مِنْ هَاشِمِ بْنِ عَثْبَةَ قَالَ عَثْبَةُ  
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِنَّمَا يَكُونُ لَكَ مِنْ تَجْبِيعِ الْعَمَالِ تَحَادٍ مَرَّةً وَفِيهَا  
فِي تَبْيِيلِ اللَّهِ -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَالدَّهْلِيُّ)



نہوں میں ابوہاشم بن عتبہ ہے یعنی تادم کی جگہ والی ہے  
 لیکن یہ غلط ہے

وَابْنُ مَاجِدَةٍ وَفِي بَعْضِ نُسَخِ الْمَصْنُوعِ فِي هَاشِمِ  
 بْنِ عَكْبَدٍ بِأَنَّ ابْنَ مَدَلِ الْغَاوِ وَهُوَ تَصْرِيحٌ

ابوہاشم بن عتبہ قریشی ہاشمی میں پریش تادم ساکن، ان کے نام کے بارے میں اشکاف ہے، بعض کے نزدیک  
 شہید اور بعض کے نزدیک سیر ہے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے کاموں اور بنی عتبہ کے بھائی ہیں۔ فتح مکہ کے  
 دن اسلام لائے۔ حضرت عثمان کے درشنات میں وفات پائی نہایت فاضل اور صلہ تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
 اور دیگر صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔

تھے مجھے آپ نے وصیت فرمائی

تھے ان دو چیزوں سے زیادہ حاصل نہ کیا ان دو چیزوں کے علاوہ ہر شے خرچ کر دی۔

تھے بعض راویوں سے ایسا ہو گیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان چیزوں  
 کے سوا انسان کا کسی میں حق نہیں۔ پھر جس میں تھے رہتا ہے  
 وہ کپڑا جس سے ستر لہا چلتا ہے، روٹی کا ٹکڑا اور پانی  
 ہے۔ (ترمذی)

۳۹۵۷ وَ عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي مِثْلِي هَذِهِ  
 الْخُصَالِ بَيْتٌ يَشْكُهُ وَقَوْبٌ يُوَارِيهِ عَوْرَتُهُ  
 وَجِلْفٌ الْخُبْرُ وَالْمَاءُ  
 (دَوَاةُ التَّرْمِذِيِّ)

تھے قیامت کے روزان کا حساب نہیں ہوگا کیونکہ ان کی ضرورت ہوتی ہے۔

تھے ضرورت کے مطابق

تھے "جِلْف" جیم کے چنے زیر، لام ساکن

جیم کی فتح کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اس کی جمع جلفہ روزی کا وہ خشک ٹکڑا جس سے بھوک بدھ جھلے۔

تھے آسانی جس سے پیاس بجائی جاسکے۔

حضرت سل بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
 ہے کہ ایک شخص حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا  
 عمل بتائیں جو میں کون تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے  
 اور تمام لوگ بھی۔ فرمایا دینا سے بے رنجت ہو جاؤ اللہ  
 تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے  
 اس سے بے رنجت ہو جاؤ لوگ تجھ سے محبت کریں گے  
 (ترمذی، ابن ماجہ)

۳۹۵۸ وَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ جَاءَهُ  
 رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا  
 آتَا عَمِلَتْهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ  
 قَالَ أَمْرٌ هَذَا فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ وَآرَهُدُ  
 رِيضَةً مَا يَهْدِي النَّاسُ يُحِبُّكَ النَّاسُ

(دَوَاةُ التَّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجِدَةٍ)

سہ یہ حدیث سنوہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں

سہ ”زبد“ مزاج میں اس کا معنی ناپا ہنا اور خلافِ رغبت ہے

۲۹۵۹ وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَافِقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَامَ عَلَى حَصِيصٍ فَتَنَّمَ وَقَدْ أَكْرَفِي جَسَدِهِ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَوَامَرْتَنَا أَنْ تَبْسُطَ لَكَ وَكَعْمَلَكُ فَقَالَ مَا لِي وَاللَّهِ ثِيَابًا وَمَاءً نَا وَالذُّنُوبُ الْكَوْكَابُ اسْتَغْلَلَتْ فَخُتَتْ حَجَرَةً فَتَرَمَاهَا وَتَرَمَهَا رَمَاهَا أَسْمَدُ وَالْعِزُّ مِذْيٌ وَابْنُ مَاجَةٍ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے جب اٹھے تو اس کے نشان جسم اطہر پر محض میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے بستر بچھا دیا کریں اور بستر انتظام کر دیں فرمایا مجھے دینا سے کیا قطع ہو میری اور دنیا کی مثال اس طرح ہے جس طرح کوئی سوار کسی دھشت کے سایہ کے نیچے کچھ دیر سٹائے اور پھر چھوڑ کر اسے چلا جائے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

صحابہ کے لیے ہم اعلیٰ بستر بچھائیں تاکہ اس پر بہتر طور پر آرام فرما سکیں۔

سہ سوار کا کوئی شخص غصہ اٹھانے اور جلدی روانہ ہونے کی وجہ سے بے محسن ہے وہ گھوڑے کی پشت پر ہی رکے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سوار کی منزل درجہ لغز اوہ اس سفر کے قطع کا خیال رکھے گا اور کسی ایسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوگا جو اس کے منزل تک پہنچنے میں مانع ہو۔

۲۹۶۰ وَكَانَ ابْنُ مَاسْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْطَبَ أَوْلِيَاءِ أَبِي عُبَيْدٍ لَكُوفٍ مِنْ خَفِيفِ الْعَادِ ذُو حَلَاةٍ مِنَ الْعِلْوَةِ أَحْسَنَ رِيًّا دَقَّ رِجْلِهِمْ دَا طَاعَةً فِي الشَّيْءِ وَكَانَ غَا مِصْنًا فِي النَّاسِ لَا يَشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِيًّا فَهُ لَعَنَّا مَا فَصَّيْرَ عَلَى ذَلِكَ شَوْ لَقَدْ بَيَّيْنَا فَقَالَ عَجَبْتُكَ مِثْلُكَ فَكَلْتُ بَرَأَ لَكُمِ قُلْ مُتَّحِدًا

رَمَاهَا أَسْمَدُ وَالْعِزُّ مِذْيٌ وَ

ابن ماجہ

حضرت ابوماسمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھیوں میں سے سب سے قابلِ رشک میرے نزدیک وہ مومن ہے جو کم سامان والا، نماز کے ٹپے چھٹے والا، اپنے رب کا غیبِ مبارک گذار، اللہ کی خفیہ اطاعت کرے، لوگوں میں مخفی رہے اس طرح کہ اس کی طرف اشارہ نہ کیا جائے اس کا طریق بقدر ضرورت ہو اور اس پر مبرصیب ہو پھر آپ نے اٹھتے چھٹے کی بجائی اور فرمایا اس کی موت جلد ہو جائے، اس پر رونے والیاں کم ہوں۔ اس کی میراث تھوڑی ہو۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

سہ حاجی، ساری کی پشت، خیف الحار سے مراد قلیل المال اور قلیل العیال ہے (کنزانی القاموس)۔

مزاج میں ہے قلیل المال کا معنی خیف العیال ہے

لکہ جب اس کے دنیاوی مشاغل کم ہوئے تو وہ ہمیشہ الصلوٰۃ ہوگا۔ وودیش لوگ دنیا سے اس لیے اپنے آپ کو منقطع

کر لیتے ہیں تاکہ اپنے سولی کے حضور حاضری دے سکیں۔

۳۔ جب وہ دوسری معاملات کے لیے باہر ہی نہیں جائے گا تو لوگوں سے احتیاط نہیں ہوگا لہذا وہ غصہ میں اپنے سولی کے حضور رہے گا۔

۴۔ یعنی شہود و معروف نہ ہو۔

۵۔ اس طرح انگیوں پر ملنا بھی درہم کر کے عبودیت کے شکر کیا جاتا ہے۔ پرنہ کا دلانے اٹھانا بھی اس کا معنی ہے، یہاں انگیوں کا ایک دوسرے پر بطور تعجب ملنا مراد ہے۔

۶۔ اس پر تفتن دنیا سے اللہ کے حضور جلدی چاہا جائے یا مراد یہ ہے کہ جو کما اس کا تعلق دنیا سے کم ہوتا ہے اس لیے اس کا جان دینا غلط شوق آخرت کی وجہ سے آسان ہوگا۔ بعض شارحین نے یہ مراد لیا کہ موت کے وقت پر اس کی تخیل و تخیل نہایت ہی آسان ہوگی جیسے کہ اس کی قہری حیات میں اس کی معیشت کا ساطا آسان تھا۔

۷۔ کیونکہ اس کا مذاق بقدر کفایت تھا۔

۲۹۶۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا مَقَاتِلٍ لِيَجْعَلَ رِجْلُ بَطْلَانٍ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَأْتِيكَ أَشْبَعُ يَوْمًا أَجُودُ يَوْمًا إِذَا أَجَعْتُ كَعَمْرٍاءَ حَتَّى إِلَيْكَ وَكَذَلِكَ وَإِذَا أَشْبَعْتُ حَبْدًا ثَلَاثًا وَكُفْرًا

(رد ۱۶۱ احسن التوضیحات)

اور اعلیٰ سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے پیش کش کی کہ میں آپ کے لیے مکہ کی تمام زمین سنا کر دوں، میں نے عرض کیا اے میرے رب میں نہیں چاہتا ہوں کہ مکہ کی سیر کر دوں اور ایک دن مجھ کو دوں، جب مجھ کو دوں تو تیری طرف تفریح کروں، تجھے یاد کروں، جب سیر کر دوں تو تیری صحبت کروں اور تیرا شکر ادا کروں۔

(مسند احمد، ترمذی)

۸۔ ابلع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی گزرے اور وہاں چھوٹے چھوٹے سنگ گرنے لگے ہوں۔ یہاں اس دوسری کو سونے سے بڑکنا مراد ہے یا اس کے سنگ بڑوں کو سونے میں تبدیل کرنا، دوسری تو جبریز زیادہ واضح ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کہ آپ چاہیں تو ہم کو سونے کے تمام پیادوں کو سونے کے بنائیتے ہیں۔

۹۔ کہہ کر اس کو سنا بنائیں نہیں چاہتا

۱۰۔ یعنی میں فقر اختیار ہی پسند کرتا ہوں ایک دن سیر اور ایک دن مجھ کو اپنا چاہتا ہوں تاکہ مقام صبر و شکر و طول کو حاصل کر لوں۔ اس حدیث میں فقر و قناعت اختیار کرنے کی تعلیم ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ فقر و قناعت سے افضل ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما  
کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۲۹۶۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ أَوْصَا فِي سَوْبِهِ مُعَا فِي  
جَسَدِهِ عِنْدَ مَا هُوَ كَمَا كُنَّا جَعِدَتْ  
لَهُ الدُّنْيَا بِحَدِّ إِخِيهَا - (رَدَّاءُ التَّوْمِيدِي)  
كَكَانَ هَذَا أَحْوَجَ يَتِيهِ (تَرْغِي)

جو شخص صبح میں جس کے پاس اس کے دل میں  
سکون، جسم میں تسکین، اور اس کا دل کا کھانا اس  
کے پاس ہو تو وہ پوری کی پوری دنیا اس کے پاس جیسے ہوگی  
(ترغی نے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)

لے معصن - میم کے پچھے ذیر، حاسن، صابر، ذر، الہ مدینہ میں سے صحابی ہیں۔  
لے سُرْب - سین پر ذر یا ذر، راسن مدفون طرح مری ہے - روایت کسرو قوی ہے۔ اگر فقر کے ساتھ  
ہو تو اس کا معنی راستہ، چہرہ اور سینہ ہے اور کسرو کی صورت میں راستہ حال، دل اور نفس کے معنی میں آتا ہے یہ تمام  
معانی بیان مناسب ہیں۔ سُرْب سین اور راد دونوں اگر مفتوح ہوں تو اس سے مراد وہ گھر ہوتا ہے جو کسی وحشی نے  
ذریعہ میں بنایا ہو اگر روایت میں یہ لفظ ہو تو بھی یہ معنی مناسب مقام ہے کہ وہ زمانے کی فائز و لیات سے اپنے گھر میں  
نور و اور جو ہے کی طرح محفوظ و مامن ہے۔

لے حنا فیر، مدور کی جمع، جانب، طرف جس طرح مصفر کی جمع مصافر، جہود کی جمع جہاں آتی ہے۔  
۲۶۳۳ وَ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَسْعُودٍ كَرِبَ قَالَ  
تَبِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ  
مَامِلًا كَرِبًا فِي عَاءٍ شَرِيفٍ بَطْنٍ يُحْسِبُ بَيْنَ  
أَدَمَ الْكَلْبَةِ يُعْشَنُ مَلِكِيَّةً كَرَانُ كَانَ لَا كَالَةَ  
كَكَلَتِ كَلَامَهُ وَ كَلَّتْ كَرَابَ وَ كَلَّتْ لَفْظِهِ -  
(رَدَّاءُ التَّوْمِيدِي وَ أَتَى مَا كَلَّتْ)

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت ہے کہ میں نے رسول کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نے بقا پر بیٹ کے بدترین  
برتن میں بھرا، انسان کیلئے چند کلمے کافی ہوتے ہیں جو اس  
کی کر کو سیر جاگھیں اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو تثنائی کہانا  
یہ تثنائی مان کے بیٹے رکھے۔

(ترغی، ابن ماجہ)

لے یعنی بیٹ بدترین برتن ہے کہ کلمے کے کئی شر اور برائیاں جم لیتی ہیں۔  
۲۶۳۴ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِمَ رَجُلًا يَتَجَشَّأُ كَقَتَانِ  
أَكْبَرُ مِنْ جَعَلُوا لَهُ كَارَةً أَكْوَلُ النَّاسِ جَوْعًا  
يَوْمَ أَلْعَبْتُهُ أَكْوَلُ لَهْمَهُ شَبَعًا فِي الدُّنْيَا -  
(رَدَّاءُ فِي شَرْحِ الشُّكْرِ وَ دَوَى التَّوْمِيدِي مَعْقُودًا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کئے  
میں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو  
ڈکار لیتے ہوئے سنا تو فرمایا ڈکار کم لو، کیونکہ روایت  
سب سے بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں بہت زیادہ کھائے ہوگا  
ہوگا۔ (شرح السنہ، ترمذی نے بھی اس کی ش روایت کیا)

لے جتا - جیم پر تینوں حرکات آسکتی ہیں - ڈکار

لے انھیر، مجزہ پر ذر پر بھی ہلے۔

لے مقصود زیادہ کھانے سے نمی ہے کیونکہ یہی ڈکار کا سبب بنتا ہے۔

تھے جو دنیا میں سیر ہوگا وہ آخرت میں بھی ہوگا۔

۳۹۶۵ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي آتِيَةٌ (ترمذی)

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے میری امت کا فتنہ مالِ عجب ہے۔ (ترمذی)

سید عیاض، مین کے بچے زیرِ یادِ مغف، شامی صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت لی ہے۔

سید اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشِ واسطیٰ ہے۔

سید اللہ تعالیٰ انھیں غرب فتنی کرے گا تاکہ وہ آزمائش کے یہ اسلام کے اصولوں پر استقامت اختیار کرتے ہیں یا نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوایدِ مذہبیات انسان پھیلنے کے لیے کی طرح لاکر بلاوا الہی میں کھڑا کیے ہیں، جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ نہ لے گا میں نے جتنے نعمتیں دیں، خدامِ الہیہ، بہت سے غفلت کیے، تو وہ نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا یا رسول اللہ میں نے جتنے کیں، انھیں بڑھایا، جسنا تھکے تو لہ کر کے چھڑا لے لوگوں میں جری بلاوا میں سلا پیش کر دوں۔ سب تعالیٰ فائدے کا کھیلے یہ بتاؤںے آگے کیا میرا عرض کرے گا میں نے جتنے کیا، بڑھایا اور زیادہ کر کے چھڑا با تو بھلے ہو گا میں تاکر میں وہ تمام نے آؤں اور وہ ایسا بندہ ہوگا جو ہر نے کوئی بھول جائے نہ بھی ہوگی تھکے گا کی اپنی بے عیاء ہائے گا۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے تصحیح کیا)

۳۹۶۶ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِبُ لِمَا بَيْنَ أَدْرَ يُؤْمَرُ الْفَيْتْرَةُ كَأَنَّهُ بَدَأَ بِكَيْفَ كَفَّ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ يَقُولُ لَهُ أَعْطَيْتُكَ وَكَحَوْلُ لُتْكَ وَآفَعَدْتُكَ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتُ كَيْفَ يَقُولُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَكَحَوْلُ لُتْكَ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرُ مَا كَانَ فَأَرْجِعْنِي أَتَيْتُكَ بِهِ كَيْفَ يَقُولُ لَهُ أَرَأَيْتَ مَا فَعَلْتُ فَمَا صَنَعْتُ كَيْفَ يَقُولُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَكَحَوْلُ لُتْكَ أَكْثَرُ مَا كَانَ فَأَرْجِعْنِي أَتَيْتُكَ بِهِ كَيْفَ فَوَإِذَا عَابَدًا لَمْ يُعْطَ مَرْحَبًا كَيْفَ يُطَى بِمَا إِلَى الشَّيْءِ

(ترمذی و صحیحہ)

سید کوہری، مغف میں ہر جہ پھیل کر اللہ ان فوایدِ بحری کے ہے، اس کی جتنے ذہن ہے

سید مالِ دُشیا

سید تھوڑے، سراج میں اس کا معنی کسی کو چیز دینا ہے جب کوئی شے کسی کو دے تو کہتا ہے غرہ الہی۔ سید یہاں تمام نعمتوں کو شامل ہے۔

ہے تو نے اسے کیسے استعمال کیا؟ کیا تو شکر گزار بندہ بنا؟

اے جبارت وغیرہ کے ذریعے، بشیر، مال کا بڑھانا اور زیادہ کرنا ہوتا ہے

اے وہ دنیوی مال تھے اب کیا فائدہ دے گا؟ کچھ آگے بھیجا ہے تو وہ بچے دکھا۔

اے آگے کے لیے کچھ بھیجا ہو گا کتنا اثر مند ہو گا اور جواب بھی سوال کے مطابق نہیں ہو گا اس موقع پر گناہ گار اور

مبوت شخص کی ہی کیفیت ہوتی ہے اور جب معقول فائدہ نہ ہو تو معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے

اے ضحیر۔ مال کثیر

نسل کو کون اس کی سند میں منصف ہے۔

۲۹۶۶ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُنَالُ

الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُعَالَ

لَهُ أَكْثَرُ نِعْمَةٍ جَسَدًا وَ كَرَّوَلَةً وَ مِنْ

النَّمَاءِ الْبَارِدِ۔

(ترمذی)

(ترمذی)

اے ترمذی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ انھوں نے اپنے غریب سے

فرمایا ہے بھئی! پانی پیا کرو کیونکہ شکر گزاری کا ذریعہ ہے اور بچے اپنے والد گرامی کے بارے میں یاد کرتا ہے

کہ جب وہ غمزدہ پانی پیتے تو بے خود ہو جاتے اور کافی دیر کے بعد ان کی طبیعت بحال ہوتی تو کہتے سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ یہ

عظیم جوہر ہے اور ایسی عالم ذوق و توحید سے مست ہو کر ایسی باتیں کہنے لگتا ہے؟

۲۹۶۸ وَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُولُ قَدَمُ عَبْدٍ مَا ابْنِ

أَدْرَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَسْأَلَ عَنْ تَحَنُّنٍ

عَنْ عَمَلٍ فِيهِمَا أَذْنًا وَ عَنْ شَيْئَانِ فِيهِمَا

أَبْلَاةٌ وَ عَنْ هَالِيَةٍ وَ مِنْ أَلْتَقَسَبَةِ وَ فِيهِمَا

أَبْلَاةٌ وَ مَا تَأْخِذُ فِيهِمَا عَلَيْهِ۔

وَمَا قَاة التَّوْبَةِ فِي ذِي وَ قَالَ هَذَا

حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اے وہ بزرگ و خاندانی میں کھڑا ہے گا۔

اے کس کاموں میں بسر کرے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور قیامت

انسان کے قدم نہ چلیں گے حتیٰ کہ اس سے پاؤں اٹھانے

کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عمر کے بارے میں کہ کیسے

غریب کی؟ جو مال کے بارے میں کہ کیسے گزاری؟ مال کے

بارے میں کہ کہاں سے کیا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جاننے

کے بعد کیا عمل کیا؟

(ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے)

سے جوانی باس کی مانند ہے گزرنے کے ساتھ پڑتی جوتائی ہے۔  
 سہ اپنے دم کے مطابق عمل کرے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ  
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کسی عجمی  
 یا عربی سے بہتر نہیں ہو مگر یہ کہ تم تقویٰ سے جوہر جو  
 (مسند احمد)

۳۶۶ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا رَأَيْتُكَ لَسْتُ بِعَجْمِي  
 وَ لَسْتُ بِعَرَبِيٍّ وَلَا أَسْوَ ذَاكَ تَقْضِيهِ يَتَقَوَّى  
 (دَعَاةُ أَحْمَد)

سے عجمی کو احقر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رنگ میں عربی و سفیدی غالب ہوتی ہے۔  
 سہ عربی کو اسود کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے رنگ میں بڑی اور سیاہی کا غلبہ ہوتا ہے  
 سہ نصیحت حقیقی تقویٰ اور عمل صالح سے حاصل ہوتی ہے، تقویٰ اور عمل صالح کے بغیر نفسِ نسیب فضیلت کا  
 سبب نہیں بن سکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے ”إِنْ أَكْرَمَكُمُ مَعِنَا أَشَدَّ أَكْرَمًا“ (اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے  
 وہ زیادہ کرم ہے جو تم سب سے زیادہ تقویٰ ہو)

۳۶۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَرِهَ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا  
 أَكْبَدَ اللَّهُ إِلَيْهِ الْوَعْدَ فِي قَلْبِهِ وَأَكْثَرَ يَمَانًا  
 لِسَانَهُ وَيَقْرَأَ عَصِيْبَ الدُّنْيَا وَدَاخِلَهَا  
 دَاخِلَهُمْ وَأَخْرَجَهُ مِنْهَا سَائِلًا إِلَى دَارِ  
 السَّلَامِ

اور اعلیٰ سے رعایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا، جب بندہ دنیا سے بے رغبتی کرتا  
 ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کمیت کا پتھر جاری  
 کر دیتا ہے نہ اس سے اس کی زبان میں گویائی صادر کرتا  
 ہے، لہذا دنیا کے محبوب اس کی جلدیوں کا دل سے  
 علاقہ سے اٹھ کر دیتا ہے اور اسے دنیا سے  
 کے ساتھ جنت کی طرف لے جاتا ہے  
 (روایت، شعب الایمان)

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

سہ اس سے مراد عقاب و اشیاء کا کم ہے  
 سہ دنیا کی حقیقت اس کے محبوب پر اے من الیقین مائل ہو جاتا ہے اور اے ان تمام اسباب سے محروم  
 جاتا ہے جن کی بنا پر وہ اس دنیا سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے، اگرچہ سب سے بھی وہ دنیا کے محبوب ہے انہو صاحب ہی  
 تو اس نے زہرِ امتداد کیا مگر اب تو اسے ایسا باطنی نور صفا نصیب ہو جاتا ہے کہ اس کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے  
 اگر اوّل اس میں کوئی تدبیر تھا تو اب اس سے بھی وہ پاک اور مبرا ہو جاتا ہے (گویا اسے دنیا سانپ و پتھر اور  
 نعلینت دکھائی دیتی ہے۔)

مسئلہ دارالسلام، جنت، اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اصل اور کامل سلامتی آخرت میں ہی ہے، کسی نے مدد و شفا سے پوچھا کیا عمل ہے؟ فرمایا خیر و سلامت ہے اگر اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرما دیا۔

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اب جوگی وہ شخص جس نے دل کو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لیے خالص کر دیا اور اپنے دل کو استرکھا، اپنی زبان کو سچا، دل کو مطمئن، اپنی طبیعت کو سیدھا، کانوں کو سننے والا، آنکھ کو دیکھنے والا بنایا۔ کان تو دل کا راستہ ہے، لہذا اس چیز کو قائم کرنے والے جسے دل محفوظ رکھا ہے، اس کی سیاب بڑا وہ شخص جس نے اپنے دل کو حفاظت کرنے والا بنایا۔

(مسند احمد، بیہقی، شعب الایمان)



ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے جتنی کہ حسب معوش  
ہو، ایسی ہی خوش ہو گئے تو ہم نے اپنا کھانچا پڑھ لیا تو وہ  
میتھر لکھی رب (مسند احمد)

ذَکُرُوا بِمِ فَتَحَتُمْ عَلَیْھُمْ اَیَّوَابَ کُلِّ شَیْءٍ  
حَتّٰی اِذَا خَرَجُوْا مِنْ اَوْکُلَا اَخَذَتْھُمْ بَغْضَةُ یَّاقَا  
ھٰھُمْ مُنِیْسُوْنَ - (نکاحہ آخند)  
سے باوجود گنہوں کے دوبارہ دے رہا ہے۔

سے استدراج، اللہ تعالیٰ کی تدبیر و نعمت میں استدراج، قریب کرنا، کسی کو لے جانا، اللہ تعالیٰ کے حق میں استدراج  
یہ ہے کہ بندہ جب بھی نافرمانی کرے تو وہ بندے کو تازہ بہ تازہ نعمت دے دے اور اسے مصلحت سے ناکارہ بندہ بن جائے  
کے کہ میرے بارے میں یا اللہ تعالیٰ کا لطف ہے اور وہ تو بدستور شکر گزار ہے کہ اسے اور مغرور ہو جائے اور گریہ و زاری  
غضب کی طرف دھکیلا جاتا ہے۔

سے جس میں معنی استدراج پایا جاتا ہے

سے "ابلاس" میتھر نامید ہونا، انیس اسی سے بنا ہے۔

حضرت ابولہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
اصحابِ محد میں سے ایک شخص فوت ہوا اور وہ ایک دیار  
میں گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ  
دارغ ہے پھر دوسرے فوت ہوئے تو وہ دوسرا پھر لگے  
فرمایا یہ دو دارغ ہیں

۳۹۷۳ وَکُنْ اَوْ اَمَّا مَتَّ اَنْ وَجَلَّ مِنْ اَهْلِ  
الْقَصْرِ تُوْفِی وَتَرَکْ دِیْنًا اَخْلَاکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ  
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قَالَ کُنْ تُوْفِی اَخْرَجَ  
فَتَرَکْ دِیْنًا دِیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ  
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ تَاَن - (نکاحہ آخند) وَکَیْفَ تَاَن  
فِی شُعْبِی الْاَوَّلِ شَمَانِ

(مسند احمد، بیہقی، شعب الایمان)

سے الہام سے مراد فرماؤ و فقر اور صابا کی وہ جماعت مراد ہے جو محلہ مسجد میں رہتے، محد مسجد نبوی کا ایک حصہ  
ہے جس کی چھت کا سایہ تھا اصحابِ نبوی مسجد تھا، جبکہ قبر بیت المقدس تھا جب قبر کی جنت بدل گئی تو اس کو اسی محل میں  
بہنے دیا گیا اور صابا کا یہ گروہ وہاں ہی مقیم تھا، ان کی تعداد شش یا تسی تھی، کبھی زیادہ ہو جاتے کبھی کم، ان کا ذکر شاہ  
مال و دولت، ذوالادایہ مقام زہد و توکل پر بیٹھے، ریاضت، مجاہدہ، ذکر، تلاوت قرآن اور حضور علیہ السلام کے  
ارشادات گرامی یاد کرنے میں مشغول اور انور و نجیات کے حصول میں محو رہتے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا مہمان کہنا تھا تقدیر  
صاحب ان کی خدمت کرتے ہوئے انھیں کھانا بھجواتے، گھر بطور مہمان لے جاتے ان میں سے چند کے کھانے کا کھانا خود  
آتا ہے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے، اکثر اوقات کثرت طعام کا مجوزہ ان کی وجہ سے معلوم ہو جاتا تھا  
ایک پیالہ دو دو کھانے کے لیے کافی ہو جاتا، اس بارے میں مقدس وادیں حضور علیہ السلام کو انھیں  
تشریف فرما ہونے کا حکم تھا لہذا آپ انہی میں ہمیشہ شرف فرماتے اور خود کو انھیں میں سے شکر فرماتے اور انھیں اکامہ کر دیکر  
نقداری آخرت میرے ساتھ ہوگی اور تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں اصحابِ محد  
میں سے ہیں۔

شروع ہلا خوش باش کاں محبوب جہاں را  
 "دلے دل خوش ہو جا کر محبوب درویشوں اور مسکینوں کا ہم نشین ہے"  
 ہلا نود موفیہ کا انتساب ان کی طرف اسی وجہ سے ہے اگرچہ لفظ موفیہ کا صفت سے مشتق ہونا تکلف ہے، مگر  
 معنی اس کے موافق ہے۔

۱۱ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انھیں میں سے ہیں۔

۱۲ جو انھیں کسی جگہ سے ملا تھا

۱۳ یہ پیشانی، پشت اور چہلو پر داغ کا ذریعہ ہے یا شاہد ہے اس آیت کریمہ کی طرف "فَتُكَلِّمُ الْيَتَامَىٰ جُحُومًا  
 وَ يُؤْتِيهِم مِّنْ ظُهُورِهِمْ" (ان کی پیشانیوں، پیٹوں اور پشتوں کو دانا جلے گا)

۱۴ اگرچہ کوئی شخص کسی مہرعت کے پیش نظر ایک دینار یا دو دینار رکھتا ہے شریعت میں کوئی گناہ نہیں بلکہ زکوٰۃ کی  
 ادائیگی کے بعد خزانہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ مال منوع ہے جس کا حق ادا نہ کیا گیا ہو لیکن یہاں معاملہ ان لوگوں کا ہے  
 جو تکرار دینا ہو کر زکوٰۃ کا دستہ اختیار کرتے ہیں۔ دُنیا سے انھیں ہند کر کے اپنے مولیٰ کے قُرب کے حصول میں مشغول ہیں  
 لہذا ان کا معاملہ جُرا ہے گویا ایسے ذلہ کے لیے ایک دینار بھی جمع کرنا مناسب نہیں کیونکہ یہ اس کے دلوئی کے خلاف ہے  
 یہی وجہ ہے کہ روای حدیث نے یہ نہیں کہا کہ ایک صحابی کا دمال ہوا بلکہ کہہ رہے ہیں کہ اصحاب صفہ میں سے ایک شخص  
 کا دمال ہوا، یہ کام ہی تباہ ہے کہ ان کا تعلق ان اہل زکوٰۃ سے تھا جن کے لیے ہر قسم کا مال جمع کرنا منع تھا، اگرچہ  
 دموں کے لیے جائز ہے۔

۱۵ وَ عَنْ مَعَاذِ يَتِيمَ آتَهُ دَخَلَ عَلَىٰ خَالِهِ  
 ابْنِ هَاشِمٍ بَنِ عُمَيَّةَ يَعُوذُ كَيْفَ كَيْفًا  
 كَتَبَ مَا يَكُونُكَ يَا خَالِ أَوْ جَعَلَ يَشْفِيكَ  
 أَفَرَجَ مِنْ حَالِي الدُّنْيَا كَالْكَلاَّ وَ لَكِنْ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِدًا لِّبَنَاتِنَا عَمِدًا  
 لِّمُحَمَّدٍ بِهَمْ قَالَ وَمَا ذَا لَكَ قَالَ تَجَمُّعْتُ  
 يَوْمَئِذٍ لِّبَنَاتِنَا يَكُونُكَ مِنْ جَمِيعِ الْأَعَالِ خَادِمٌ  
 لِّمَنْزِلَتِكُمْ فِي مَسْجِدِ اللَّهِ وَإِذْ أَمَرْنَا فِي هَذِهِ  
 جَمْعَهُ - (ترمذی و احمد و ابی حنبلہ و ابی داؤد و ابن ماجہ)  
 ۱۶ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ

۱۷ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 وہ اپنے ماں ابو ہاشم بن عبد شمس بن عبد مناف کے لیے  
 گئے تو ابو ہاشم روئے گئے۔ پوچھا ماں کون سی ہے  
 پریشانی گزار رہی ہے جو کوئی تکلیف ہے یا دُنیا کی حرص  
 گئے گئے کیا ہرگز نہیں لیکن ہم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ایک عہد کیا تھا میں نے وہ اختیار نہ کیا، پوچھا  
 وہ عہد کیا تھا؟ فرمایا میں بنے حضور کو فرماتے ہوئے سنا  
 تمہیں مال جمع کرنے میں ایک خادم، ایک سواری وہ بھی لاند  
 کی راہ میں کافی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے جمع کیا  
 ہے۔ (مسند احمد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۱۸ ان کے احوال فصل ثانی میں گذر چکے ہیں

۱۹ یہ پیشانیوں کا اظہار کرنے لگے۔



۱۹۷۷ء میں جو دنیا میں فوت ہو گیا وہ گنہگار نہیں رہا۔

وَعَنْ جَبْرِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَوْجِبُ إِلَى أَنْ أَجْمَعَ أَمَالِي دَأْ كُونَ مِنَ الْفَاحِشِينَ وَفَكِينَ أَوْ دُحَى إِلَى أَنْ سَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنَ مِنَ السَّاجِدِينَ وَأَعْلَنَ بِمَلَائِكَةِ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ نَوَافِلُ فِي كَذَرِ الشَّعَةِ دَأْ بُوَ لَعْنَكُمْ فِي الدُّنْيَا عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ -

حضرت جبر بن کعب بن نفیر سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر یہ وحی نہیں آئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں۔ بل: یہ وحی آئی ہے کہ میں اپنے رب کی تسبیح کرتا رہوں اور ساجد بنوں اور اپنے رب کی عبادت کروں، پہاڑ رنگ کہ آخری وقت آجائے۔ (شرح السنہ، ابونعیم نے اسے حلیہ میں ابوسلم سے روایت کیا ہے)

۱۹۷۸ء میں جو دنیا میں فوت ہو گیا وہ گنہگار نہیں رہا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَوْجِبُ إِلَى أَنْ أَجْمَعَ أَمَالِي دَأْ كُونَ مِنَ الْفَاحِشِينَ وَفَكِينَ أَوْ دُحَى إِلَى أَنْ سَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنَ مِنَ السَّاجِدِينَ وَأَعْلَنَ بِمَلَائِكَةِ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ نَوَافِلُ فِي كَذَرِ الشَّعَةِ دَأْ بُوَ لَعْنَكُمْ فِي الدُّنْيَا عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر یہ وحی نہیں آئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں۔ بل: یہ وحی آئی ہے کہ میں اپنے رب کی تسبیح کرتا رہوں اور ساجد بنوں اور اپنے رب کی عبادت کروں، پہاڑ رنگ کہ آخری وقت آجائے۔ (شرح السنہ، ابونعیم نے اسے حلیہ میں ابوسلم سے روایت کیا ہے)

۱۹۷۹ء میں جو دنیا میں فوت ہو گیا وہ گنہگار نہیں رہا۔

۱۹۸۰ء میں جو دنیا میں فوت ہو گیا وہ گنہگار نہیں رہا۔

۱۹۹۹ء کے اگر صدقہ کتاب ہے تو یہ ایک دہی کتاب ہے۔ اس بناء پر ہم نے کہا ہے کہ یہ عبادت اور عمل خیر میں جوئی اس کے علاوہ میں نہیں۔ پس نفسی عمل میں فقر ہوگا یا نہیں۔

۱۹۹۹ء کے عزریٰ جب مال مال کا حصول فقر و بیکاری کی بناء پر ہو تو یہ مال ہے تو مال حرام کے حصول پر کیا مال ہوگا۔ حضرت امیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خیر کے خزانے ہیں اور خزانوں کی چٹائی ہیں۔ بشارت کس شخص کے لیے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کی چٹائی اور شر کا قلعہ دیا اور ہر بادی ہے اس شخص کے لیے جسے اللہ تعالیٰ نے شر کی چٹائی اور خیر کا قلعہ دیا۔ (ابن ماجہ)

۱۹۹۹ء وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذَا النَّعِيْرَ نَحْوُ آتِ ثَلَاثِينَ مِثْقَالَ تَيْبَةٍ كَطَلُو فِي لَعْنَةٍ جَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِثْقَالَ لَعْنَةٍ خَيْرٌ مِنْ مِثْقَالَ ثَلَاثِينَ مِثْقَالَ لَعْنَةٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مِثْقَالَ ثَلَاثِينَ مِثْقَالَ لَعْنَةٍ وَ أَهْلُ الْإِيمَانِ

۱۹۹۹ء کے مراد وہ لوگ ہیں جو مال صدقہ کرتے ہیں۔  
۱۹۹۹ء کے جسے نیک اور مال صدقہ کرنے کی توفیق دیتا ہے۔  
۱۹۹۹ء کے شر و بخل سے محفوظ ہو جائے۔

۱۹۹۹ء وَ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَعَنَ بَشَرًا لَعَنَهُ فِي ثَلَاثِينَ كَلْبَةً فِي الْمَاءِ وَالْخَلْقَيْنِ

(وَأَهْلُ الْإِيمَانِ)

۱۹۹۹ء کے پانی اور مٹی سے مراد عمارت میں سیاہ گدڑ چکاتے۔

۱۹۹۹ء حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عمارت مال و فراخ ذکر و بھلائی کی بنیاد ہے۔ (بیہقی شعبہ ایمان)

۱۹۹۹ء وَ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَدَاةُ الْغَدَاةُ فِي الْبُذَيْنِ كَيْفَ أَهْلُ الْخَرَابِ

(وَأَهْلُ الْإِيمَانِ)

۱۹۹۹ء کے خرابی دین مراد ہے یا خرابی عمارت، یہاں سے یہ معلوم ہوگی کہ مال و فراخ ذکر و بھلائی پر غور کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بعض شامین نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس عمارت سے جو عمارت بناتے وقت لازم آتا ہے اس صحبت میں وہ عمارت خود حرام ہوگی اور لفظ "فی" کا بیان استعمال ایسی طرح ہے جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ اس عمارت میں وہ داخل ہوا ہے وہ کہ وہ حرج خود ہوا ہے نہ کہ وہ کا ظرف، غراب سے مراد یا تو دین کی خرابی ہے، عمارت کے خراب ہونے کا بھی احتمال ہے کہ خرابی نے غراب ہو جائے یا عمارت میں کیا ہے وہ صحبت کے لیے جسے اللہ تعالیٰ کے لیے ان کی خیر کی گئی کہ ان کی صحبت خود۔ لکھو ان کو و ان کو ان کو۔ حدیث کا معنی یہ کہ کیا جاسکتا ہے کہ عمارت اس لیے نہ بنائی جائے

کر دیاں فتح و فخر کا ارتکاب کیا جائے گا کیونکہ جس عبادت میں فتح و فخر ہر وہ برباد ہو جاتی ہے۔

۲۹۸۲ وَكَانَ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ قَالَ اللَّهُ مَن لَّكَ مِن دُونِيَ أَدَأَمُ مِّنْ حَمَلِ آدَمَ أَذَلَّكَ وَكَانَ مَن لَّا مَنَ لَهُ دَلَّهَا يَجْمَعُ مَن لَّا يَعْطَىٰ لَهُ (رَدَاة) أَحْمَدُ وَابْنُ عَرَبٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور مال اس کا ہے جس کا کوئی مال نہیں اسے وہ ہی جمع کرتا ہے جو عقل نہیں رکھتا۔ (مسند احمد، بیہقی، شعب الایمان)

سچہ کیونکہ دنیا فانی ہے اس میں ہمیشہ اقامت اور خوشی ممکن ہی نہیں۔ پس جس نے دنیا کو اپنا گھر بنالیا گویا اس کا گھر ہی نہیں۔

سچہ مال کا مقصد یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اچھے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ جب شہوات اور دنیاوی لذتوں میں خرچ کر دیا تو یہ مال برباد ہے اور مال ہونے کے حکم سے باہر ہے گویا وہ مال ہی نہیں۔ بعض عاشق ہیں بے کوفتہ اور حکمت کی درجہ دینا کے گھر اہل کو گھر اہل کہا ہی نہیں جاسکتا۔ اس کا معنی وہاں بھی پہلے معنی کی طرح ہی ہے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ دنیا اسی کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں اور مال اس کا ہے جس کا آخرت میں غنا و مال نہیں یعنی جو اس دنیا کو اپنا گھر بنالیتا ہے اول اس پر مطمئن ہو جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے کے خیال سے دنیا کا مال جمع کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجِعُونَ لِقَاءَنَا دَلُّوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْأَمْوَالِ إِنَّمَا لَهُمْ رِزْقٌ دُونَ رِزْقٍ أَعْمَسَ أَمْ أَعْمَسَ أَنَّهُمْ لَمْ يَعْلَمُوا (سجۃ) اور اس میں مطمئن ہیں (دوسرے مقام پر فرمایا أَعْمَسَ أَنَّهُمْ لَمْ يَعْلَمُوا) (کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا) تو اس کا آخرت میں نہ تو ٹھکانا ہے اور نہ ہی غنا و مال۔

سچہ جو دنیا کے لیے مال جمع کرتا ہے وہ غور نہیں رکھتا ”کہا“ میں لام نائد ہے۔

۲۹۸۳ وَكَانَ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ قَالَ اللَّهُ مَن لَّكَ مِن دُونِيَ أَدَأَمُ مِّنْ حَمَلِ آدَمَ أَذَلَّكَ وَكَانَ مَن لَّا مَنَ لَهُ دَلَّهَا يَجْمَعُ مَن لَّا يَعْطَىٰ لَهُ (رَدَاة) أَحْمَدُ وَابْنُ عَرَبٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دورانِ خطبہ یہ فرماتے ہوئے سنا شرب پنا گنہوں کو جمع کرتا ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں اور دنیا کی محبت تمام گنہوں کی سرکار ہے اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ عورتوں کو سرخرو کر دے جیسے اللہ تعالیٰ نے انھیں مقرر کیا ہے۔

(روزیں، بیہقی نے شعب الایمان میں اسے حضرت حسن سے سرحد روایت کیا کہ دنیا کی محبت تمام گنہوں کے بڑھو کر ہے)

۱۔ اس میں تمام گناہ جمع ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے سوزیدہ جہنم میں آجاتے ہیں اسی وجہ سے اے ”اُمّ الجاہلث“ کہا جاتا ہے۔ مزاج میں ہے جماع الشیئ جیم کے کمرہ کے ساتھ ہے اس کا معنی کسی شے کے جمع کرنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے اَلْخُرُجُ جَمْعُ اَنْثَم (شراب گناہوں کو جمع کرنے والی ہے) ۲۔ شیطان کے شر کو کرنے کے آلات و اسباب ہیں جہاں، جہاد کی جمع ہے۔ جیسے کنائب وہ جہاد کے لیے جس سے شکار کیا جاتا ہے۔

۳۔ کیونکہ تمام گناہ جنبت و دنیا کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں اگر آخرت کا خوف ہو تو گناہوں کا ارتکاب نہیں ہوتا ۴۔ اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذکر، شہادت، جماعت اور فضیلت و مرتبہ میں مؤخر کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف نفس کی خواہش اور لبیہیلہ سے ڈھکتا ہوں۔ خواہش نفس حق سے ملنے دیتی ہے اور لبیہیلہ کی امید آخرت کو مٹا دیتی ہے، یہ دنیا رخصت ہونے والی اور جلد جانے والی ہے اور آخرت کو جمع کرنے والی ہے۔ اللہ جل شانہ میں ہر ایک کے لیے بھیجیں اگر تم کو کشش کرو تو دنیا کے بھیجے نہ کہ کو کفر و کفر مل کی بگڑ میں جو جہاں حساب نہیں اور کفر و آخرت میں ہو گئے جہاں مل نہ ہوگا ۵۔

(مہین، شعبہ بیان)

۳۹۸۷ وَ عَنِ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُكَ عَنِّي أُمَّتِي الْهَوَىٰ وَطَوْلُ الْأَمَلِ فَإِنَّمَا الْهَوَىٰ قَيْصُ عَيْنِ الْخَوِّ وَ مَا طَوْلُ الْأَمَلِ قَيْصُ نَفْسِ الْآخِرَةِ وَ هَذَا الدُّنْيَا مَرْجَلَةٌ ذَا يَهْبِطُ وَ هُنَا الْآخِرَةُ مَرْجَلَةٌ ذَا صَعَدَ وَ لِكُلٍّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا بَعْدُ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَكُونُوا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوا فَإِنَّ الْيَوْمَ فِي دَاءِ الْحَسْبِ وَ كَمَا حَسَابٌ وَ أَشَدُّ عَذَابًا فِي دَاءِ الْآخِرَةِ وَ كَذَلِكَ رَفَاهُ النَّبِيِّ عَنِ الْيَوْمِ

۱۔ وہ آخرت کو بھلا کر رہا ہے

۲۔ دنیا ہر دم جاری ہے اور آخرت ہر دم آ رہی ہے یہاں سے دنیا کے جلدی قیام کرنے کا منہمک رہنا جو بڑے کیونکہ آخرت اگر اپنی جگہ سے صرف دنیا ہی تھا ہوتا تب بھی دنیا گزر جائے گی چہ جائیکہ جب امت کی دنیا ہی ہوتی ہے اب دنیا کے جلدی اختتام کا منہمک زیادہ واضح ہے۔

۳۔ تابع اور محکوم مراد ہیں

۴۔ اس کے تابع، طالب اور محکوم نہ ہو۔

۵۔ اور حساب ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دنیا کو جمع کرنے ہوئے پہلے پھر رہی ہے اور آخرت کو جمع

۳۹۸۵ وَ عَنِ عَلِيٍّ قَالَ أَرْتَقِلَتِ الدُّنْيَا مَذْبُوحًا ذَا رَتْخَتْ الْآخِرَةُ مَقْبُوحَةً وَ لِكُلٍّ





بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔

۲۹۸۷ وَعَنْ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آيَةُ النَّاسِ إِنْ أَلْفَيْتُمْ عَرَضًا حَاضِرًا يَأْكُلُ مِنْهَا الْبَيْدَ وَالْفَأْجُورِ مِنَ الْأَخْيَرَةِ وَهَذَا صَادِقٌ يَخُكُّكُمْ فِيهَا مَلَكٌ عَالِمٌ قَادِرٌ يُحْيِي فِيهَا الْحَيَّ وَيُمِيتُ فِيهَا الْبَاطِلَ كَوْنًا مِنْ آيَاتِهِ الْأَخْيَرَةُ وَلَا تَكُونُوا مِنْ آيَاتِهِ الدُّنْيَا كَلَنْ أَمْرٌ يَتَّبِعُهَا وَيَكْفُلُهَا رَعَا أَيْدِيَهُمْ فِي الْجَنَّةِ

حضرت شدداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگو! یہ دنیا غیر ثابت شے ہے اس سے نیک و بد دونوں کھاتے ہیں اور آخرت پر حق اور حق ہے اس میں مالک عدل اور قدرت والا فیض دے گا کہیں کو ثابت اور باطل کو ختم کرے گا آخرت کے بیٹے نبیوں کے بیٹے نہ ہو کیونکہ ہر فرد دنیا والہ کی ابتلا کرتا ہے۔

(ابو نعیم، حلیہ)

اس میں جو شخص آخرت کے تابع ہوگا وہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے عمل کرے گا اور جو دنیا کا بندہ ہوگا وہ اس میں پھنسا رہے گا۔

۲۹۸۸ وَعَنْ أَبِي الدُّدَّاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَّا وَجَنَّتْ بِهَا مَلَكَانِ يَتَنَادَيَانِ يَشِيعَانِ الْبَحْلَ فَيَقُولُ الْبَحْلَانِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُّكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ هَذَا كَلٌّ وَكُنِيَ تَحِيْرٌ فَيَقِيَا كُتْرَ دَالِي تَهْلِكُ أَيْدِيَهُمْ فِي الْجَنَّةِ

حضرت ابو دوداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور جن دونوں کے درمیان طالع ہوتا ہے وہ آواز دے گا جن دونوں کے علاوہ ہر مخلوق کو سناتا ہے میں۔ لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ جو تم کو اس کا کافی ہے وہ اس سے اچھا ہے جو راہ جو اس کا نکل کر لیتے ہیں وہ راہ۔

(ابو نعیم، حلیہ)

اسے ابتلا کی وجہ سے یہ نہیں سنتے۔

اسے یعنی وہ رزق جو کم کر کافی ہو کہ اس رزق سے بہتر ہے جو دنیا کا فاعل کرنے کے لیے اس کو پہنچاتا ہے کہ مقدور لوگوں کو توبہ کرنا ہے تو جب انھوں نے اس اند کو سنایا نہیں تو یہ مقدور کے حامل ہوا؟ اس کے جواب میں یہی کافی ہے کہ میں جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آگاہ کیا ہے تو میں نے سن لیا ہے۔

۲۹۸۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَاتَ النَّبِيُّ كَانَتْ الْمَلَائِكَةُ مَا حُدِّثَ وَكَانَ بَعْثًا دَمَرًا مَا خَلَقَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی فوت ہوتا ہے تو فرشتے کھڑے ہیں تو سننے آئے بغیر بھیجا ہے؟ انھوں نے کہیں نہیں دیکھا کہ یہ ہے۔

(بخاری، شعب الایمان)

(تو آئے انبیاء حق فی شعب الایمان)

اسے نیک اعمال میں سے۔

اسے فرشتوں کی نظر نیک اعمال پر اور آدمیوں کی نظر مال پر ہوتی ہے۔

۲۹۹ وَ مَعْنَى مَا لَيْكَ أَيْ لَعْنَتَكَ قَالَ لَا نَبِيَّ  
يَا مُجَنَّبِي رَجُلٌ الْفَاسُ كَذَلِكَ تَعْلَمُونَ عَلَى سَعْدٍ قَدْ  
يُؤْخَذُ مِنْ دُونِ وَ هُوَ رَأَى الْأَخِيرَةَ بِرَأْيَا كَمَا هُمُوتُ  
كَأَمْسَلِكْ قَدْ اسْتَعْدَّ مَوْتَ الدُّنْيَا مِنْ كُنْثَى  
وَ اسْتَعْبَدَتْ الْأَخِيرَةَ وَ إِنْ دَا دَا قَسِيمُ الْهَيْكَلِ  
أَحْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ دَا بِرَأْيَا تَعْلَمُونَ مِنْهَا -  
(رَدِّ اَهْمَانِي فِي)

حضرت مالک سے روایت ہے کہ تمھانے اپنے  
بیٹے لے کے کہا اے بیٹے ہوگوں پر جزا اور سزا کا مستحق  
ہزار ہو گیا ہے اوروہ آخرت کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ  
رہے ہیں اور تم جب سے پیدا ہوئے ہو دنیا کو پیچھے چھوڑ  
کے ہو اور آخرت کی طرف جا رہے ہو اوروہ گھر جس کی  
طرف تم جا رہے ہو اس سے زیادہ قریب ہے جس سے  
تم نکل رہے ہو۔ (رزین)

لے اپنے بیٹے کو بطور نصیحت کہا۔

لے قیامت اور جزا و سزا میں اسے کیونکر انہی کا مدد ہے۔

لے جب آخرت کی طرف توجہ ہے تو دنیا چھوڑ گئی۔

لے واقعہ یہاں سے آدمی نکل جاتا ہے وہ ہر مقام، ہر گھڑی، اور ہر قدم پر مزید دور ہو جاتا ہے اور جس کی طرف  
انسان مدعا ہوتا ہے وہ قریب ہوتا جاتا ہے اور ایک دن آتا ہے کہ وہ سفر ختم ہو جاتا ہے

۲۹۹ وَ مَعْنَى تَعْلَمُونَ اللَّهُ بِحَقِّ عَمِّي وَ قَالَ يَقِيلُ  
لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ الْكَافِرِ  
أَخْضَلَ قَالَ كُلُّ مَعْشُومٍ الْقَلْبِ مَدْرُوقٍ  
الْبَسَانِ قَالَ وَاصْطَفَى الْبَسَانِ تَعْلَمُونَ حَمَا  
مَعْشُومُ الْقَلْبِ كَانَ هُوَ الْقِيَمَةُ وَالْقِيَمَةُ  
لَا تَكُونُ عَلَيْهِ وَلَا تَكُونُ وَلَا تَكُونُ وَ دَا وَ آجِبُ  
مَاجِدَةً الْقِيَمَةُ فِي شَعْبِ الْوَلَدَانِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
عرض کیا گیا کہ سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا ہر سالم  
دل والا اور سچی زبان والا عرض کیا گیا ہم سچی زبان والے کو  
جانتے ہیں۔ مگر سالم دل والے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ایسا  
سترا جس پر دل نہ ہو نہ بغاوت نہ کینہ نہ حسد  
(ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

لے جو کسی چھوٹ نہ سکے اور اس کی زبان پر سولے پر کے کچھ نہ ہو

لے وہی علم ہو

لے لفظ "مخوم" "خوم" سے بنا ہے جس کا معنی زمین اور کوئٹھ سے گرد و بار کا صاف کرنا ہے کہا جاتا ہے ،  
خوم خد کے پیش کے ساتھ معنی جو  
خوم خد سے اٹھتا ہے اس کے گھر میں چھوڑ دیا  
خوم خد سے اٹھتا ہے۔

ممکن ہے کہ اس لفظ کے معنی سے آگاہ نہ ہوں کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ گفتگو میں ایسا لفظ استعمال  
کرتے جو صحابہ اہل زبان اور فصاحت و بلاغت میں کمال کے باوجود اس لفظ کے معنی سے آگاہ نہ ہو پاتے جیسا کہ ابھی ابھی  
(جنگ سخت ہو گئی) یا لغت کے لحاظ سے اس کے معنی سے آگاہ ہوئے مگر اس کے معنی کا تعین نہ کر پاتے تو اس پر

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی تفصیل فرماتے ہیں یا احتمال واضح تر ہے۔

۲۹۹۲ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوْ بَعْدَ ذَلِكَ خَلَّفَكَ عَلَيْهِ  
مَا كَانَ تَكَلَّمَ اللَّهُ بِمَا حَفِظَ أَمَانَةً وَصِدْقًا وَحَيْثُ  
وَحَسَنَ حَيْثُ بَقِيَ وَصِدْقًا فِي حُلُمَةٍ -  
(مَدَائِدُ الْأَخْبَادِ وَالْمَنَافِعِ فِي شُعَبِ  
الْإِيمَانِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
جو یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا اگر تم نے اندھا چار چیزیں میں تو دنیا تجھ سے فوت  
ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، حفاظت، امنیت،  
بہی بات، اچھی حالت، کھانے میں ملوث ہے۔  
(مسند احمد، بیقی شعب ایمان)

۲۹۹۳ وَعَنْ مَالِكٍ كَانَ بَكْرِيًّا أَنَّهُ قِيلَ  
لِلْعُقْمَانِ الْحَكِيمِ مَا بَكَرَ بِكَ مَا تَدْرِي بِكَيْفِ  
الْعُقْمَانِ كَانَ وَصِدْقًا وَحَيْثُ بَقِيَ  
الْأَمَانَةُ وَتَوَلَّى مَا لَا يَتَعَيْنُ جَنَى -  
(مَدَائِدُ الْأَخْبَادِ وَالْمَنَافِعِ فِي شُعَبِ  
الْإِيمَانِ)

۲۹۹۴ حضرت لقمان، حضرت ایوب علیہ السلام کے خواہر زادہ یا خاندان کے بیٹے ہیں۔  
کہہ نبی تھے یا نہیں، صحیح یہی ہے کہ وہ ولی اور حکیم تھے یہ بیان ہوا ہے کہ انھوں نے ایک بزرگ نبی کی خدمت کو اپنا  
سے استفادہ کیا۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت لقمان نے نبی تھے اور بادشاہ، ایک سہاوی تھے جو  
بکریاں چراتے اللہ تعالیٰ نے انھیں منتخب فرمایا انھیں حکمت، دعا کی اور بڑے مقل بخش اور اپنی مبادی کتاب قرآن مجید  
میں ان کا ذکر کیا۔



علاوہ کوئی پیغمبر یا بشارت نہیں کھولے گا اس طرح اعمال میں بھی ایسا ملے ہوگا جو غیر مکمل کی تمام صفات کو جامع ہوگا اور اس کی تفصیل حدیث کے آخر میں آچکی ہے۔  
 ۱۱۱ یعنی زکوٰۃ

۱۱۲ اے اللہ! میں اس بندے کی شفاعت کرتا ہوں تو نے مجھے اپنے کف سے نوانسے ہوئے فرمایا ہے۔  
 اَلصَّدَقَةُ تُغْفِرُ الْكُفْرَ (صدقہ اللہ کے غضب کو مٹا دیتا ہے)  
 ۱۱۳ جیسا کہ نماز کو فرمایا تھا

۱۱۴ اے اللہ! تو نے میرے ساتھ ایسی جزا عطا فرمائی ہے جس کا علم تیرے ہوا کسی کو نہیں تیرا وعدہ ہے جس نے روزہ پایا اور اس کا احترام کیا میں نے بخش دوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔  
 ۱۱۵ اسی طریقہ پر جو ذکر ہوا

۱۱۶ اللہ تعالیٰ ہر عمل کی شفاعت کو مؤخر رکھے گا اور اس کی درخواست کو حسن کرم کے ساتھ موقوف فرمائے گا۔  
 ۱۱۷ جو تمام اعمال غیر کا جامع اور دامر و احکام کا سرچشمہ ہے

۱۱۸ اے پھر دعا را تیرا مبارک نام سلام ہے یعنی تو تمام نفعات محبوب اور آفات سے مسلم و مشرک ہے اور اپنے بندوں کو تمام مصائب و تکالیف سے محفوظ فرماتا ہے۔ میں اسلام پہلے تیرے حکم کے تابع، خاشع اور انکساری کرنے والا ہوں تو نے فرمایا ہے اِنَّ الْيَتِيْمَ حِنْدَ اللّٰهِ الْيَتِيْمَ (اللہ تعالیٰ کے ہاں یتیم و دین اسلام ہے) اسلام جامع ہونے کے ساتھ ساتھ شفاعت کی درخواست حسن الخصال اور سب سے بڑے گناہ پر اپنے دیکھنا و شہد و تعظیم کا اظہار کے گھر شفاعت۔ جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے اپنے رب کی خصوصی شہادت کریں گے اور اس کے بعد شفاعت کا دروازہ کھولیں گے، یہاں اللہ تعالیٰ کا نام سلام یا گیا کیونکہ بندے کی شفاعت بھی پہلے ہونے کی بنا پر قبول ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں سلام سے مراد رضا و تسلیم اور دُعا و استدعا کا وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ غضب و گون کو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ غفلت کے درجہ پر نافرمانی کے بعد سے میں فرمایا اَوْقَالَ لَمْ تَرْجِهْ اَسْبَلْتُ قَالَ اَسَلْتُ لِيَرْزِقَ الْعَالَمِيْنَ (جب بھی مانگیں کہ جھک جاؤ عرض کیا میں جھک گیا اس سبب کہ میرے جہاں کا پالنے والا ہے)

۱۱۹ اسی طرح جیسے دیگر اعمال کو فرمایا تاکہ دیگر شعبوں پر ترجیح و تعظیم لازم دے سکے اور وہ باہر و درون میں ہونے سے ناامید و پریشان نہ ہوں کیونکہ جزو ہر ایک کی تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے احسان و عطف کے وسیع و عریض ہیں اس کے بعد دیگر پاساں کو ترجیح دیتے ہوئے اس کی قبول بشارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے  
 ۱۲۰ اب توجہ پاتا ہے، مانگ لے۔

۱۲۱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ہمارے ہاں ایک پردہ محتاج پر

۱۲۲ وَكَفَىٰ عَائِشَةَ كَذِبًا كَانَتْ تَكْتُمُ رُغْوَةً خَيْرٌ لِّمَا فِيْهَا خَلِيْرٌ كَفَالَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ صَلَواتُنا عَالِيَةً مُحَمَّدٌ وَآلُ مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ  
مَا آيَتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا -  
(۱۵۵۸ اَحْمَدُ)

لے یہ پر وہ تبدیل کر دو اور یہاں سے دور کر دو۔

لے دنیا کہ مسلمان یاد آجاتا ہے جو میرے اللہ تعالیٰ کے اُن نہایت ہی مذموم ہے اے عزیز! غور کر جب  
دنیا کہ دین اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے دل کے ٹکڑا اور تشویش کا ذریعہ ہے تو خود دنیا کا کیا حال ہوگا؟

۲۹۹۶ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَضَاعِيِّ قَالَ جَاءَ  
رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاتِلًا  
يَحْطِيهِ دَأْبٌ حِزْزٌ فَقَالَ إِذَا حُضِمْتَ فِي صَلَاتِكَ  
فَقُلْ صَلَوَاتُكَ مُتَوَدِّعٌ وَلَا تَكَلِّمْ لِحَقِّكَ  
تَنْهَى رُؤْيَاكَ إِذَا اجْتَمَعَ إِلَيْكَ نَاسٌ وَمِثْلُ  
أَيُّوبَ النَّاسِ -  
(۱۵۵۹ اَحْمَدُ)

لے یعنی جو نہایت ہی جامع ہو۔

لے اس شخص کی طرح پڑھو جو اللہ کے سوا تمام مخلوق اور نفس کو چھوڑنے والا ہے، اور اس طرح اظہارِ توکل  
اور توجہ تمام میں اپنے مولیٰ کی طرف کیسے ہو کر دنیا سے رخصت ہونے والا ہے اور یہ تیری آخری نماز ہے اور تیری عمر کا آخری  
وقت ہے اسی لیے زندگیوں کی حد میں موجود ہے کہ طلب کو چاہیے وہ ہر نادر کو اپنی عمر کی آخری نماز سمجھ کر کہے جب ایسا  
کہے گا تو بیشک نماز میں نفع، حضور قلب اور تعزیرِ ارکان ہوگا۔

لے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری، یعنی پڑے یا مطلق گفتگو مراد ہے خواہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہو  
یا دیگر مسلمانوں کے ساتھ یعنی ایسی گفتگو کی ذکر جو میں پریشان ہو کہ مذمت کرنی پڑے۔

لے کہ ان سے ناامیدی پر غمِ عظیم کرے اللہ بھی لاچار نہ کرے۔

۲۹۹۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَدِّيهِ  
مُعَاذٌ رَأَيْتُكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَمَعَهُ يَمْشِي تَحْتَهُ دَأْبٌ حِزْزٌ فَكَلَّمَ قَوْمًا  
يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ تَدْعَكَ نَارُ بَيْتِكَ عَائِلِي  
هَذَا أَوْ تَعْلَقَكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں مین  
روانہ فرمایا تو آپ انھیں انوداع کہنے کے لیے بھیجے آپ نے  
انھیں وصیت فرمائی اس حال میں کہ معاذ سوار اور رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیلے چل رہے تھے جب فارغ  
ہوئے تو فرمایا اے معاذ اس سال کے بعد شاید تو مجھ سے ملے



يَعْبُدُونِي فَرَحَ مُحَمَّدٌ بِاللَّسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ  
اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكُوفَةَ اِذَا قُتِلَ  
الْمُؤْمِنُ فِيهَا قَتِلَ يَا رَسُولَ اَللّٰهِ هَلْ  
يُغْفَرُ لِمَنْ يَكْفُرُ بِهِمْ قَالَ نَحْمَدُ اَللّٰهَ بِمَا  
دَاوَدَ الْكُوفِيِّ وَالْاِمَامُ عَلِيُّ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ  
اَلَا سَتَعْدُوْا لِلْمَوْتِ قَبْلَ كُرُوْلِهِ -  
(مَدَاةُ الْبَيْهَقِيِّ)

اللہ تعالیٰ جس شخص کی عزیمت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نور سینے میں داخل ہو جاتا ہے تو سب کھل جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا ایسی کوئی نشانی ہے جس سے اس نوک معرفت پہچانے؟ فرمایا ہاں! دنیا سے دور بنا، آخرت کی طرف متوجہ ہو جانا موت سے پہلے اس کی تیاری۔

۱۰۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں چاہتا ہے کہ اسے راہ دکھائے، اپنا طریق واضح کرے اور اسے اپنی توفیق سے فائز ہے اس کا سیدہ مسلمان ہونے کے لیے کھول دیتا ہے اس سے حرود اور تشکیک کو دور فرمادیتا ہے اس سے عداوت ہے کہ اس کے نفس کو حق کے قبول کرنے اور دل میں ایمان داخل ہونے اور ایمان کو کمزورت سے پاک اور ایمان کے تمام مٹائی اور موانع کو دور کر کے انشراح صدر عطا کرتا ہے کیونکہ دل ہی تمام افواہ و سرسراہ کو مرکز و سرچشمہ ہے۔

۱۱۔ سننے کیونکہ فریب دہکار اور دھوکہ کی جگہ ہے ہشیطان اس کی بنا پر انسان کو دھوکہ دیتا ہے۔

۱۲۔ سننے جو ہمیشہ کا مٹکا نہ ہے۔

۱۹۹۹ء دَعْنِ رَجُلًا مَرِيضًا ذِي تَحَلُّلٍ اَنْ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا  
مَاتَ الْعَبْدُ يُعْطَى ثَمَنُا فِي اِلَهْمَا وَقَلَّةُ  
مَنْ يَحْيِي مَا فُتِرَ ثَمَنُهُ فَيَاكُفُّ لَكَ الْوَكْلَةَ  
وَقَالَ هَذَا السَّيِّدِي فِي شُعَيْبِ الْإِسْطَابِ

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے دُعا سے بے رغبتی اور کم لہنے کی نعمت عطا کی گئی ہے تو ان کی محبت اختیار کرو کیونکہ اسے صاحبِ حکمت بنایا گیا ہے۔  
(ان دونوں احادیث کو بھیجتی نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے)

مصلحت مجاہدہ۔ غلو پر زبر۔ لام مشدود اہم ہے کہ صحابی ہیں ان کا نام عبدالرحمن ہے۔ استیعاب میں ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ہیں۔ امام بخاری نے ان کا تذکرہ صرف اصحاب کینیت میں کیا ہے۔ سنن یحییٰ، قاف مشدود، حکمت، اچھا کارا اور دلاست بازی کا نام ہے۔



## ۳۳۰۔ بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَ مَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ ﷺ

### فضیلت فقر اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زندگی کیسے گذاری؟

دماغ رہے کہ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ فقیر ماہر بہتر ہے یا غنی شاکر۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ غنی شاکر افضل ہے کیونکہ اس کے ہاتھ سے خیرات و صدقات اور اور غیر زیادہ صادر ہوتے ہیں اور حدیث میں بھی انبیاء کی شان بیان ہوئی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ" (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے) جیسا کہ باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں تفصیلاً گزر چکا ہے اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ فقیر ماہر افضل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت یہ کہ یہی تھی اس باب کی تمام احادیث ان کی دلیل ہیں۔ حتیٰ کہ یہ ہے کہ فقر اور غفلت کا ہمیت مطلقہ میں اختلاف ہے کسی خاص معین شخص کے حوالے سے بعض اوقات غنا بہتر ہوتا ہے اور بعض اوقات جس طرح ایک حدیث میں ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر لطف کرتا ہے تو جس میں اس کی بہتری ہو وہ مال عطا کر دیتا ہے، کبھی فقر بھی غنہ کبھی صحت، کبھی مرض اسی طرح تمام متضاد صفات کا معاملہ اللہ تعالیٰ اعلم۔

پیران پر غوث الثقلین شیخ محمد بن عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ سے پوچھا گیا، فقیر ماہر افضل ہے یا غنی شاکر، فرمایا ان دونوں سے فقیر شاکر افضل ہے اس میں فقر کے افضل ہونے پر اشارہ ہے یعنی فقر ایک نعمت ہے اس پر شکر کا اظہار ہونا چاہیے یہ مصیبت نہیں کہ اس پر صبر کیا جائے۔ شیخ عالم عارف مقتدی عبد الوہاب التتبی اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ جب تک ہم سے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ فقر افضل ہے اس وقت تک ہمارا ہاتھ نہیں پکڑا لے لیا کہ فقر و غنا سے افضل ہے، ہم نے کہا فقر غنا سے افضل ہے اس کے بعد ہاتھ پکڑا اور مزید فرمایا واضح رہے کہ بعض لوگ فقیر اور سکین میں فرقی کہتے ہیں کہ سکین ہیں کہ فقیر وہ ہوتا ہے جو مالک نصاب نہ ہوا سکین وہ ہوتا ہے جو کوئی شے نہ رکھتا ہو۔ بعض نے اس کا کس کما ہے۔ یہاں فقر اور کما لفظ فقر اور سکین دونوں کو شامل ہے اگرچہ جو احادیث اس باب میں مذکور ہیں ان میں سکین لفظ فقر اور سکین مساکین آیا ہے۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

### پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے

عَنْ أَنَسٍ مَّا يَرَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ أَطْعَمْتَ مَنَّا خَوْج

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ أَكْثَرَ نَسَمَةً عَلَى اللَّهِ لَا يَزِيدُكَ  
(رَدَّاهُ مُنْطَلِقًا)

پرانگندہ باتوں والے، دروہانوں طرح جھگڑتے ہوئے  
اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ اگلے ہی پورا کرتا ہے۔  
(المسلم)

اس حدیث کی وجہ سے، جب اندرانے پر اتنی لغت و عقارت ہوگی تو مجالس میں شرکت بطریق اولیٰ ممنوع ہوگی  
اسے اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے اور اس پر قسم دے کہ وہ ضرور دے گا تو اس کی دعا کبھی رو نہیں ہوتی بلکہ اسے  
پورا کر دیا جاتا ہے بعض کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے پر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اسے  
نہایت سے اور اسی طرح ہی کر دیتا ہے یہ معنی زیادہ واضح ہے اور حدیث حضرت انس بن نضر کی اس حدیث کے زیادہ موافق  
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم پر اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا جیسا کہ باب الدیۃ میں مذکور ہے۔

۵۰۰ وَعَنْ مُصَنِّبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ  
أَيُّ لَمَّا كُنْتُ عَلَى مَنْ دُونَكَ فَقَالَ وَسُئِلَ  
اللَّهُ صَاحِبِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَنْصُرُونَ  
تَزِيدُ قَوْلِي إِلَّا بِضَمٍّ كُفٍّ  
(رَدَّاهُ الْفَخَّارِيُّ)

حضرت مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت  
سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سچھا کرنا نہیں اپنے ماتحت پر  
بزرگ حاصل ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا تم اپنے کزردوں کی برکت سے ہی مدد کیے جاتے  
ہو اور مدد دی دیے جاتے ہو۔ (مجموعہ)

اسلام یہ سعد بن ابی وقاص کے صاحبزادے، ہماری ثقہ اور امین الحدیث ہیں۔ ابن جان نے انھیں کتاب الثقات  
میں ذکر کیا ہے یہ اپنے والد کا اسی حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے  
روایت کرتے ہیں۔ ایک سوتیلن جبری میں ان کا انتقال ہوا۔  
اسلام انھیں یہ گمان ہوا کہ کزردانہ فقرائے مسلمانوں سے ہم ان فعل میں، یہ بڑے ہی صاحب شجاعت اور صاحب کرم و سخاوت  
تھے تو ان میں تعویذ آیا کہ ان کزرد لوگوں کی نسبت ہم نے اسلام کی زیادہ خدمت کی ہے، کیونکہ ان میں شجاعت و سخاوت  
کا حد درجہ ہیں۔

اسلام ان کی خود بینی کو دور کرنے کے لیے

اسلام دشمنوں پر تنبیہ کی کہ ان کے وعدے میں مدد ملتی ہے اور انھیں کی برکت سے تھیں روزی دی جاتی ہے۔

۵۰۱ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ عَلَى يَدَيْ الْجَنَّةِ  
كَكُنَّ عَامَةً مَنْ دَخَلَهَا الْمَسْكِينُ وَالْمَسْكِينَةُ  
الْجَنَّةُ مَحْبُورُونَ غَيْرَ أَنَّهُ أَصْحَابُ النَّارِ قَدْ  
أُصْرِبَهُ إِلَى النَّارِ وَكُنْتُ عَلَى يَدَيْ النَّارِ  
فَكَأَنَّ عَامَةً مَنْ دَخَلَهَا النَّسَاءُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے  
متقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا تھا تو دروازے میں داخل  
ہونے والے مسکین لوگ تھے اور اندر لوگوں کو روکا گیا  
تھا۔ ماسوائے ان اگداہوں کے جن کو آگ کی طرف  
جہانے کا حکم تھا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا تھا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وہاں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

(بخاری و مسلم)

۱۔ اصحاب الجہد سے مراد وہ لوگ ہیں جو صاحب دولت و عظمت اور صاحب منصب ہوں ان کو بیان کثر میں صاحب کتاب کے لیے روکا گیا ہوگا۔

۲۔ یعنی مومن کے دیکر وہ ہوں گے ایک وہ جن کو جنت میں جانے سے نہیں روکا گیا اور دوسرے وہ جن کو جنت میں داخلے سے روکا گیا ہوگا لیکن آخر تمام جنت میں جائیں گے اور کافر ایک ہی حکم سے دوزخ میں جائیں گے۔

۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلْتُ فِي الْجَنَّةِ كَرَاتٍ أَكْثَرَ أَكَلْتُ الْفَقْرَ آءَ وَأَكَلْتُ فِي النَّارِ كَرَاتٍ أَكْثَرَ أَكَلْتُ الْبُخْلَ آءَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں کھانا تو میں نے وہاں اکثر فقراؤ کو دیکھا اور میں نے دوزخ میں کھانا تو وہاں اکثر عورتوں کو دیکھا۔

(بخاری و مسلم)

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کا بہت فقر و ماہرین جنت میں فتنی لوگوں سے کھانا کھاتے ہیں۔

(مسلم)

۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاتٍ أَكَلْتُ فِي الْجَنَّةِ كَرَاتٍ أَكَلْتُ الْفَقْرَ آءَ وَأَكَلْتُ فِي النَّارِ كَرَاتٍ أَكْثَرَ أَكَلْتُ الْبُخْلَ آءَ۔ (تذکار شریف)

۵۔ معروف روئے کا نام اور درجہ کے مقابل مستحق سب سے زیادہ مال اور مال کے لیے کوریہ مال میں سے ایک ہی دفعہ آٹھ ماہ کی ابتداء شریف سے ہی کرتے ہیں۔

۶۔ اس حدیث سے ظاہر یہی واضح ہے کہ حکم فقر و ماہرین کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور فقراؤ کو کھانا دینا اور انہما سے ملا بھی ماہرین انہما ہی ہوں گے اس لیے کہ انہما کا نام فقراؤ کے ساتھ ہی ہے اس لیے معلوم ہوگا۔

حضرت اسلم بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گئے آپ نے اپنے پاس بیٹھے تھے اس شخص نے اس کے پاس سے ہی پوچھا کہ تیری اس کے پاس سے کیا کھانے ہے؟ عرض کیا کہ اسی لوگوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی قسم یہ اس لائق ہے کہ اگر پیادہ نکال دے تو

۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ كَانَ مَوْجِلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْجِلُ عِنْدَهُ مَا يَأْكُلُهُ فِي هَذَا أَهْلاً وَجِلٌ مِمَّنْ أَشْرَاحُ النَّاسِ هَذَا وَهُوَ حَرِيصٌ أَنْ يَخْطُبَ أَنْ يَنْتَكِبَ وَأَنْ يَشْفَعَهُ أَنْ يَشْفَعَهُ وَكَانَ فَسَلَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَعَزَّزْنَاهُ بِثَلَاثَةِ مِائَةٍ مِنْ ثَمَرِهِ الْحَلَالِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَيْدِيكَ فِي هَذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ مِنْ كَثَرَةِ آيَةِ الْمُسْلِمِينَ هَذَا حَبِيرِي إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكِرَكُمْ وَإِنْ شَقَّ أَنْ لَا يُشْفَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ بَنُو لَا يُشْفَعَكُمْ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَبِيرٌ مِنْ مَلَائِكَةِ الْأَرْضِ يَمُتُ لَهَا.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قبول کیا جائے، اگر سلاطین و سرکاروں کی سفارش قبول کی جائے۔ راستگی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غوغائی فرائی پھر دوسرا آدمی گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا اس کے بارے میں تیرا کیا رائے ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! شخص فقراء مسلمانوں میں سے ہے، یہ اس لائق ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو نہ قبول کیا جائے اور اگر یہ سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر گفتگو کرے تو نہ سنتی جانتے تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی اس (پیشے) جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔

(بخاری، مسلم)

سلسلہ یہ حال دار لوگوں میں سے ہے ۔

۲۷ کسی کے گنہ کی معافی مانگی تو معافی دی جائے۔

ۛه حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کے عقائد کی وجہ سے، اس شخص نے اس کی حقارت میں خوب مبالغہ سے کام لیا جبکہ پورے شخص کی تعلیم میں اتنا مبالغہ نہیں کیا۔ (اصل بات یہ ہے کہ نئی نوع انسان کی طبیعت ایسی ہی ہے۔ دوسروں کے نقائص و عیوب میں لب و لہجہ تیز ہوتی ہے جو کہ کسی انسانی عظمت و کمال کے لیے نہیں ہوتی۔  
 اچھے آدمی کی تو نے حقارت کی ہے۔

عجہ جس کی تو نے حقیر کی ہے ۔

یہاں سے جس کی تو نے مدح کی ہے اگر تمام زمین ایسے اشخاص کی طرح کے اشخاص سے پُر ہو جائے جس کی تیرے ہندوؤں کی ہے تو یہ دوسرا شخص اس سے مرتبہ اور فضیلت میں کہیں بہتر ہے۔ وَلَمْ أَرِشَ إِلَّا نَفَاثَةً۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور کے گھر والوں نے کبھی بھی دو دن مسلسل پیٹ جھر کر کچر روٹی نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور کے گھر والوں نے کبھی بھی دو دن مسلسل پیٹ بھر کر جو کر روٹی نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دماغ ہو گیا۔  
(بخاری و مسلم)

(ربناری و مسلم)

سہ آہ کا بھوکا رہنا اختیار تھا، دنیا اور اس کی لذت کو ترک کر دیا تھا، اتنی روزی پر قناعت جو زندہ رکھے،



رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

اے کسی قسم کا کوئی غرور وغیرہ یعنی رات کو کھل کے لیے نہ ہوتا۔

۱۵۰ یہاں ایک اشکال ہے کہ روایات صحیحہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی انواع مطہرات کو ایک سال کا فترہ ایک ہی دفعہ عطا فرماتے تھے اور یہ بات اس کے خلاف ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ اوائل صدی کی بات ہے جب فقر مسلمانوں پر غالب تھا۔ جب وسعت ہوئی تو پھر ایک سال کا فترہ عطا۔ بعض شافعیین کہتے ہیں کہ کام میں لفظ آل زائد آجائے گا ہے شاکر کہتے ہیں کہ آل لہاں اور اس سے مراد وہاں شخص کی ذات ہوتی ہے (اب مطلب یہ ہوگا) کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے وغیرہ فرماتے تھے اور اگر انواع مطہرات کے لیے وغیرہ فرماتے تھے تو اس کے منافی نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پڑے ہوئے تھے۔ آپ کے جسم اطہر اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا۔ چٹائی کی بنائی نے آپ کے پہلو پر اثر کیا تھا، چڑے کے عکس پر ٹیک لگائی ہوئی تھی جس میں کھجور کی چٹائی چھری ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت پر وسعت فرمائے کیونکہ فارس اور روم پر بڑی وسعت سے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ فرمایا اے ابن خطاب تم اس خیال میں ہو اس قوم کو دنیاوی زندگی میں ان کی نعمتیں دے دی گئی ہیں۔ ایک روایت میں چل ہے کیا تم اس سے راضی نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہوا اور آخرت ہمارے لیے۔ (بخاری، مسلم)

۱۵۱ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْذُوهُمُ مَصَاجِعُ عَلَى رِمَالٍ خَصِيصَةٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فِرَاشٌ قَدْ أَتَى الرَّسُولَ يَجْنِبُهُمْ مَشِيكَتًا عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدِيمٍ حَشَوُهَا لَيْثًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُو اللَّهَ كُلِّيَوْمٍ عَلَى أَمْرِكَ فَإِنْ كَارِيكَ قَالَ وَرَكَدَ وَسَبَّحَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَبْغِدُونَ إِلَهَهُ فَقَالَ أَوْ فِي هَذَا أَكُنْتُ يَا ابْنَ الْوَعْدِ أَوْ لَيْكَ قَوْمٌ وَمَعِي جَلَسْتُ لَهُمْ طَيِّبَاتُ لَهُمْ فِي الْخَيْلِ وَالْأَنْيَا وَفِي يَدِ ابْنَةِ أَمٍّ قَرَضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الْمُنْيَا وَلَنَا الْخَيْرَةُ.

(متفق علیہ)

۱۵۲ پہلو کے بل ہرے پہلے ہوئے تھے۔

۱۵۳ یہ بھیا چٹائی پر تھا یا زمین پر، بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا کہ وہ چٹائی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ رمل، راپر پیش یا زیر یعنی مرل بنی ہوئی اور فارس میں ہے کہ راپر پیش ہے۔ ۱۵۴ یث، لام کے نیچے کسرہ اور یا ساکن، انبیاء لوگ روٹی یا اس کی مثل سے بھرتے ہیں۔ مگر فقر اور غلو کے پرست کو کوٹ کر نرم کر لیتے ہیں۔

سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقر اختیار کیا ہوا ہے اس حال میں رکھا ہوا ہے تو محسوس کیا کہ فقر اور امت ایسے فخر کی طاقت نہیں رکھتے لہذا ان پر دشواری ہوگی، اس لیے دعا کی درخواست کی تاکہ دعوت پیدا ہو۔ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دعوت تھی مگر آپ کی عظمت و جلال شان کی وجہ سے ان کی ادھر گھنٹا دینا کا ذکر نہ کیا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے ایک دن دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تارکِ گھر میں ایک گرم پانی پر بیٹے ہوئے ہیں گھر کے گوشے میں چڑے کا ایک ٹکڑا تھا اور ایک دو پرانے برتن پڑے تھے۔ حضرت عمر رو پڑے۔ فرمایا اے ابن خطاب کیوں رونے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ اللہ کا حبیب اس حال میں اور قیصر و کسریٰ ناز و نعمت میں ہیں، اے آخرِ اعدیث۔ لیکن پہلا معنی ان کے بعد والے قول کے مناسب ہے۔

سے یہ کسریٰ اور قیصر کی قوموں کے نام ہیں۔

سے یہ بھی ایک خوب نوا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر کا نام نہیں لیا، بلکہ ابن خطاب فرمایا کہ کو ان کے والد عبد جابت سے قتل رکھتے تھے اور اس عزت کی نعمتوں سے فاضل تھے جیسا کہ دیگر اہل جاہلیت تھے، لیکن ہے یا ابن الخطاب کا حقیق جھوٹے جملے سے ہو۔

سے مگر آخرت میں وہ خالی نہ تھے، پریشان حال اور گرفت و غلبہ ہو گئے۔

۵۰۱۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ  
سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ مَا يَمْلِكُهُمْ جُلُودٌ  
عَلَيْهِمْ رَدَأٌ أَوْ مَلَأٌ أَوْ ذَلٌّ أَوْ كَسَاةٌ وَكَانُوا  
يَبْطُلُونَ فِي أَغْنَاهُمْ كَيْفَ تَمَّ مَا يَبْلُغُهُمْ يَصْفُ  
الشَّاقِينَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُهُمُ الْكَلْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بَيْدًا  
كَلْبَاهِمَا أَنْ تُلَوَّى عَوْدَةً - (رَدَأٌ أَوْ الْخَوَارِجُ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ستر اصحابِ معذ کو اس حال میں دیکھا کہ ان پر چلنے کی قوت نہ تھی صرف تھکنا تھا یا بے قوتی تھی کہ ان کی گردن میں کانٹے پڑے تھے بعض نصف پٹہ لٹکے اور بعض ٹخنوں تک پہنچنے والے اپنے اپنے اعضاء سے سنبھالتے تھے کہیں سترنگہ نہ مچاتے تھے (بخاری شریف)

سے کہ اسے وہ دوسرے کپڑے پر نہیں لے سکتے یا کانڈے پر ڈالتے بلکہ وہ ایک کپڑے سے لالٹ کے ٹکڑے سے

سے سہارے کے دھت یا پیچھے وقت

۵۰۱۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى يَسْكُنُ مَا نَظَرَ أَحَدًا كُنْهًا إِلَى مَنْ قِيلَ عَلَيْهِ  
فِي النَّارِ أَوْ لَعْنَتْ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ بِهِ قَالَ أَنْظُرُوا إِلَى  
مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ  
كَمَا أَجْتَرَأَنْ لَا تَكُونُوا فَرِحَةً مِنَ اللَّهِ

اصنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے دیکھے جسے اس پر مل و صحت ظاہری میں بڑائی دی گئی ہے تو وہ اسے بھی دیکھ لے جو اس سے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم)

روایتِ مسلم میں ہے فرمایا تم اپنے سے نیچے کو دیکھو اور اپنے کو نہ دیکھو یہ عمل اس کا سبب ہے کہ کہیں تم اللہ کی نعمت

عَلَيْكُمْ

ناقصدی نہ کرو

لہ اور اس کے دینے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کی اماںگی میں مستی ہو اور اس کے مال پر شک پیدا ہو  
لہ تاکہ اپنے سوا کسی کے حضور خوب شکر کے جذبات ابھار کر ہوں اور عطا کرنے والے سے خوش ہو جائے۔  
لہ ضابطہ یہ ہے کہ دنیا کے لحاظ سے نیچے والے کو دیکھو اور دین کے لحاظ سے اوپر والے کو دیکھو، جیسا کہ دوسری  
فصل میں آ رہا ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

۵۱۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْقَعْرَاءُ  
الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَعْيَانِ يَخْمِسُ مِائَتَةَ عَامٍ  
يُصَوِّغُ يَوْمَ (دَوَاةُ الْقُرْمِذِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فقیر لوگ  
جنت میں امیروں سے پانچ سو سال یعنی آٹھ دن پہلے  
جائیں گے۔ (ترمذی)

لہ یعنی وہ دن اللہ تعالیٰ کے مہین ہزار سال کا ہوگا۔

لہ اس حدیث میں فقر و افیاء کا مطلق تذکرہ ہے اس طرح مہاجرین کی قید نہیں جو فصل اول میں حدیث عبداللہ  
بن عمر میں گندی ہے۔ اس سے وہ اشکال بھی رفع ہوگی جو بقیہ بران دو احادیث میں ہے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا تھا  
کہ فقر و افیاء پر تقدیم چالیس سال ہے اور اس حدیث سے واضح ہے کہ پانچ سو سال ہے، جب مہاجرین افیاء و فضل  
اور اکابر و صاحب کبریاں میں سے بعض فقراء و مہاجرین افیاء سے افضل ہیں۔ لیکن یہ غایت فقر و اس کے ساتھ مخصوص ہے اور  
مستند فقہاء میں پر کم تر سے مخوف غیر مہاجرین کے، بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ چالیس سال کی تقدیم ان فقراء کے لیے  
ہے جو دنیا کی طرف کچھ نہ کچھ رغبت و خیال رکھتے تھے اور جو دنیا پر بالکل تارک الدنیا میں ان کا تقدم پانچ سو سال  
ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۱۳ وَتَكُنْ أَكْبَرُ أَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ أَحَبُّنِي وَسُكِينُنَا قَامَتِي  
وَسُكِينُنَا وَبَشَرِي فِي مَرْوَةِ النَّسَائِكِينَ  
هَذَا اللَّهُ عَالِمُ يَقْرَأُ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ إِنْ هُوَ  
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَعْيَانِ يَوْمَ يَأْتِيهِمْ  
تَحْرِيقًا يَأْتِيهِمْ لَا تُرَدُّ النَّسَائِكِينَ وَ  
لَوْ يَهَيَّؤُ كَمَا يَأْتِيهِمْ أَحَبُّ النَّسَائِكِينَ  
وَكُلُّهُمْ يَوْمَ اللَّهُ يَجْعَلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کرتے، اے اللہ  
مجھے سکین کی حالت میں زندہ رکھ، سکین میں موت ہے  
اور سکینوں کے گروہ میں اعلیٰ تانا، حضرت عائشہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کس لیے؟ فرمایا  
سکین لوگ جنت میں افیاء سے چالیس سال پہلے جائیں گے  
اے عائشہ! سکین کو غلام نہ مڑو اگرچہ کچھ ہر کسی کی تاش بھی ہو  
ہے دو! اے عائشہ! سکین سے محبت کرو اور ان کو قریب رکھو۔



رَدَّاهُ الْقَرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِسْتِثْنَانِ  
وَرَدَّاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِإِسْنَادٍ كَوْنِهِ فِي  
زُجْرَةِ الْمَسَاكِينِ -

تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے قریب رکھے۔

(ترمذی، بیہقی شعب الایمان اور ابن ماجہ نے  
حضرت ابو سعید خدری سے زمرہ مساکین تک روایت کیا)

لے اس دعا میں حکمت کیا ہے؟

لے جواب ارشاد فرمایا

لے یہاں یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ فقر و جنت میں بڑی سے پہلے جائیں گے خواہ وہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں  
کیونکہ غالباً آپ کا مقصد یہاں صرف فقر کا ذکر اور فضیلت بیان کرنا ہے اور اپنے لیے تمام انبیاء سے پہلے دھڑکی دھا کرنا  
ہے، آپ کو بصورت غنا متاخر ہونے کا خیال آ سکتا ہے تو دیگر انبیاء کے حوالے سے ہو گا نہ غیر انبیاء کے حوالے سے، تاہم اس  
بعد حضرت عائشہ کو فقراء کے ساتھ رعایت اور محبت کی تعلیم دی۔

لے اس کے ساتھ احسان اور تسامح سے کام لو۔

لے یعنی اگرچہ وہ چیز معنوی ہی ہوگی نہ ہو

لے جب تو مسکین کو اچھا سمجھے گی اور ان کو اپنے قریب کرے گی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے  
اپنے قریب فرمائے گا۔

لے سوال وجوب عائشہ اور حدیث کا بقیہ عقیدہ روایت ابن ماجہ میں نہیں۔

۱۰۱۳ وَعَنْ أَبِي الدَّزْدَادِ عَنْ النُّجَيْمِ مَتَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي عُذِّي فِي مَتَعَةٍ وَكَوْ  
كَأَنَّمَا شَرْتُ قُرُونًا أَوْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ بِمَتَعَةٍ وَكَوْ  
(رَدَّاهُ ابْنُ دَاوُدَ)

حضرت ابو دوزد وشی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کدو  
میں کاشی کو لے کر بیٹھ رہی اور دواں کر رہی کی وجہ  
سے دی جاتی ہے۔

(ابوداؤد)

لے مجھے ڈھونڈنا ہو تو کدوؤں میں تلاش کرو جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے کہ میں تو نے ہرے دھڑکے پاس پہنچاؤں  
یا معنی یہ ہے کہ میری رضا ان کی رضا کے اندر ہے تلاش کرو، دونوں حالتی کا حال ایک ہی ہے۔

لے لہذا ان کے مقام سے آگاہ ہوا ورنہ ان کے وجود پر اللہ تعالیٰ کا شک کر دیا کرو۔ تاہم "او" کا لفظ شک و شبہ کی  
بنیاد پر ہے کہ حدیث کا لفظ "قُرُونًا" ہے یا "مِثْقَالَ ذَرَّةٍ" سب سے بہتر ہے کہ یہ واؤ کے معنی میں ہو جیسا کہ اصل میں  
حدیث معصب بن سعد میں گند چکا ہے۔

حضرت امیر بن خالد بن عبد اللہ بن اسید طبرستانی  
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا یہ معمول تھا کہ آپ فقراء و مساکین کے قریب سے

۱۰۱۴ وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
كَانَ يَسْتَقْرِضُ بِمَتَعَةٍ إِلَيْكَ الْمَتَاعَ جَدِيدًا -

(دَعَا فِي شَرِّهِ الشُّعْبَةِ)

فتح طلب کرتے تھے۔ (شرح السنہ)

سید اسید - ہمزہ پر زبر اور سین کے نیچے زیر، ثقف تابعی ہیں۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ذہبی اور ایک جامع محدثین نے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے انھیں ابن عمر کے قریب طبقہ میں شمار کیا ہے شیخ حلی لکھتے ہیں کہ تابعی مدنی اور ثقف میں یہ اسی یا اسی ہجری میں فوت ہوئے۔

سید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ الْعُزُّ نَا لِحَقِّقْ اِذَا اَلْمُحْجَا جِيْعُوْا (سید اللہ فقر اور مجاہدین کے کسیدے میں فتح عطا فرما) صحابہ ایک، مشغول ماد پر پیش میں کن کہ جمع ہے اس کا معنی درویش ہے تفعلک درویش ہو گیا مسئلہ اس کو درویش بنا دیا۔ اس روایت میں فقر اور درویشوں کی فضیلت اور برکت کا بیان ہے کسیدہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس فضیلت ہی کے پیش نظر ہر کسبت کی دعا کی اور انھیں اس فضیلت سے نوازا۔ ع

شاہان چر عجب گز بنوازند گزارا

(بادشاہوں پر کیا تعجب اگر وہ گذر اگر کو نوازدیں)

۱۱۱۵ وَكُنْ اَوْفَىٰ هَٰؤُلَاءِ كَانَ قَالَ تَسْمُوْنَ  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَللّٰهُ عَلَيْنَا وَسَلِّمْ لَكَ تَعْلِيْلٌ مَا جِئْنَا  
لِيُنْعَمَ عَلَيْنَا وَلَكِنَّ رَاٰ مَا هُوَ اَوْفَىٰ بَعْدَ  
مَا تَبَيَّنَ اِنْ لَوْ يَنْدُو اَللّٰهُ مَا يَلْدُوْا وَمُؤْتِ  
يَعْنِي الْاَمَامَ -

(دَعَا فِي شَرِّهِ الشُّعْبَةِ)

سید دنیاوی نعمت

سید ضابط جو نہ ختم ہونے والا ہے

سید تفسیر حضرت ابوہریرہ نے کی ہے۔

۱۱۱۶ وَكُنْ عَقْبًا اَللّٰهُ لَوْ عَنِيْ وَقَالَ كَانَ  
تَسْمُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَللّٰهُ عَلَيْنَا وَسَلِّمْ لَكَ تَعْلِيْلٌ مَا جِئْنَا  
لِيُنْعَمَ عَلَيْنَا وَلَكِنَّ رَاٰ مَا هُوَ اَوْفَىٰ بَعْدَ  
مَا تَبَيَّنَ اِنْ لَوْ يَنْدُو اَللّٰهُ مَا يَلْدُوْا وَمُؤْتِ  
يَعْنِي الْاَمَامَ -

(دَعَا فِي شَرِّهِ الشُّعْبَةِ)

(شرح السنہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کے لیے جیل خانہ اور قحط سالی ہے۔ جب مومن دنیا سے جدا ہوتا ہے تو وہ گویا جیل اور قحط سے نکل جاتا ہے

سید اگرچہ اسے جیل نام نہ نعمت میں ہوتے ہیں مگر آخرت کے انعامات کی نسبت جیل کا درجہ کتنی ہے یا اس سے اوپر یہ ہے کہ مومن اپنے آپ کو ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ، طاعت اور عبادت کی طرف مائل رکھتا ہے رضوی نعمت اور لذت سے ٹھٹھانڈ نہیں ہوتا بلکہ وہ شوق رکھتا ہے کہ نعمت و مشقت کے اس گھر سے رٹائی پائے اور باہر چلا جائے۔

۱۸۔ اسی وجہ سے اس روایت میں کافر کے لیے جنت ہے کہ اس میں بھی کچھ ہیں اچھے۔

۵۰۱۸۔ وَكَفَىٰ قِتَادًا جِبْرِائِلُ فَقَالَ إِنَّكَ تَسْتَوِلُ  
اللَّهُ صَدَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحْبَبَ  
اللَّهُ عَبْدًا أَحَبَّاهُ اللَّهُ يَأْتِيهِ كَمَا يَظُنُّ أَحَدًا كَفَىٰ  
تَخِيْمًا سَقِيْمَةً السَّاءَ -  
(رَدِّ اَوْ اَحْمَدُ وَالْكَوْثِي وَنَحْوُهُ)

۱۹۔ یہ دوسری صحابی ہیں

۱۹۔ کہیں دوسرے دنیا میں مشغول ہو کر اپنے مولیٰ کو بھول نہ جائے یا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس سے ہلکے ہو جائے  
یہ دوسرا معنی آئندہ جبارت کے زیادہ مناسب ہے۔

۱۹۔ مراد یہ ہے جسے پانی نقصان دیتا ہو مثلاً مستحق۔

۵۰۱۹۔ وَكَفَىٰ تَعْمُدًا فَبَيَّنَّا أَنَّ الْحَجَّ  
صَدَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِشْتَرَاكَ يَكُونُ مَعَهُمَا  
ابْنُ اَدَمَ يَكُونُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ حَتَّى يَكُونُوا  
مِنَ الْيَقِيْنَةِ اَوْ يَكُونُ فِي حِلَّةِ السَّالِ وَفِي حِلَّةِ  
السَّالِ أَهْلًا لِلْحَبَابِ -  
(رَدِّ اَوْ اَحْمَدُ)

۱۹۔ محمد بن لبید نام پر زہر باکے چنے زیر مدنی، انصاری اور اشعری ہیں ان کی حدیث حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی  
نئی ہری حیات میں ہوئی تھی۔ امام بخاری کی روایت یہ ہے کہ یہ صحابی ہیں، امام مسلم نے انھیں تابعین کے دوسرے طبقہ  
میں شامل کیا، ابن عبد البر کہتے ہیں کہ امام بخاری کا قول درست ہے اعلان کی صحابیت ثابت ہے۔  
۱۹۔ ان دونوں سے ایک موت ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے اگرچہ وہ فتنہ میں مبتلا ہو۔

۱۹۔ اس فتنہ سے بہتر ہے جو کفر و عصیت اور جابر لوگوں کی طرف سے غیر مشروع کاموں پر مجبور کرنے کی صحبت میں ہوتا  
ہے اور اسی کی شد و گیر دینی ناپسندیدہ امور زندگی اسی لیے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و جلالت میں کسی جملے کی غلطی پر  
استقامت ہو اور ایمان کے بغیر زندگی کس کام کی؟

۱۹۔ اگر وہ کسی کی صحبت میں اگرچہ دل مطمئن اور برقرار رہتا ہے مگر زبان پر کفر و عاری ہونا مناسب نہیں لہذا یہی فتنہ ہے  
ان اگر دنیا کا ابتلا اور فتنہ اور نفس کے لیے سختی اور محنت و مشقت ہو تو یہ گنہگاروں کا کفارہ اور جنت کی بندی ہوتی ہے  
اھاس تکلیف کی وجہ سے موت کی آگاہی درست نہیں۔

۱۹۔ یہ دوسری شے کا ذکر ہے، تلمذ مال کو انسان طبقہ ناپسند کرتا ہے۔

یہ مال کی تفت مسلمان کے لیے بہتر ہے کیونکہ اس وجہ سے آخرت کا حساب آسان ہوگا اور اس کے حصول کے لیے محنت و مشقت کم اٹھانی پڑے گی، اے میرے عزیز! یہ تمام ایمان کی شاخیں ہیں جو شخص بھی صاحب ایمان ہے وہ اس پر یقین کامل رکھے کہ شارع مایۃ السلام نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے اگر عقلی سلیم اندوینا میں صحیح تجربہ کا مالک ہو تو ہر آدمی از خود محسوس کرتا ہے کہ کثرت مال کے لیے جو مصیبت پریشانی اور مشقت جھین جرتی ہے اور اس کی حفاظت کے لیے جو محنت کرنے پڑتے ہیں وہ فقر کی مشقت سے کم نہیں اور اس مال سے دوری بے تعلقی اور اس کے ترک کے لیے بندہ جی اور اتنے غور سے پرکھائیت جس کی طرف محتاجی ہے نفس کا تزکیہ اور قلعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو کیا سوچ لو کیا کہہ رہے ہیں۔ عرض کیا اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تین ہار کہا، فو یا اگر تو سچا ہے تو فقر کے لیے حفاظتی آلات کی تیاری کرو۔ یقیناً مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر اس سیلاب سے بھی تیز دوڑتا ہے جو اپنی انتہا کی طرف دوڑتا ہے۔

۵۲۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَاءَهُ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّكَ فَقَالَ أَنْظِرْ مَا تَكُونُ فَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَكُمُ حَبِيبٌ تِلْكَ مَوَازِي قَالَ إِنْ كُنْتُ صَادِقًا كَأَيْدِي لَتَقْفَرُ بِجَعْمَا لَلْفَقْرِ أَنْزِلُ إِلَهُ مَنْ يُجْعِبُنِي مِنَ الْكَيْدِ إِلَى مُلْتَمَآءٍ (تَا ۱۱ التَّزْوِيدِ وَكَانَ هَذَا حَدِيثًا غَرِيبًا)

(فقہی نے اسے روایت کر کے کہا یہ حدیث غریب ہے)   
 اے عبداللہ بن مسعود، میں پر زہر، فادہ شدہ، اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں۔ میں نے یہ حدیث میں لکھ کر پڑھ کر سنا ہے اس کے بعد جو طے گئے ان سے امام حسن بصری اور ابن العالیہ نے حدیث پڑھی۔

اسے یہ خواہشیں حاصل ہے۔

اسے غریب شوق کا اظہار کیا۔

اسے واضح ہے کہ آپ کے تین دفعہ غولے پر کہہ کر دیکھ رہے ہیں تین دفعہ جلد دہرایا گیا ہے۔   
 اسے اگر تو کوئی محبت میں پہلے ہے۔

تہ جفاف، تاکہ کے پے زہر، جمیہ کن، اس اختیار کو کسا جاتا ہے جو جگہ کے موقع پر گھوڑے کو اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ زخمی نہ ہو جیسا کہ سولہ کے لیے زہر (کنانی الحواشی)

قاسم میں ہے "جفاف" کہہ کر کے ساتھ آدہ جگہ جے گھوڑے اور سوار کو حفاظت کی خاطر بنایا جائے یہاں اس سے طوائف فقر پر صبر کرنا اور اس کی سختی و اجتہاد سے جزع اور فزع اور نالائحت نہ ہونا ہے۔

اسے یعنی جو بے دوست رکھتا ہے اسے فقر کی تکالیف پہنیں گی۔ جو اصلاً دولت و سعادت میں اگر چہ ان کا

برداشت کرنا مشکل ہے۔

حہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر و سکوک افتقار کیے بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دہری محبت سولے دروغ کے کچھ نہیں کیونکہ محبت کو اتباع لازم ہے اور ہے اتباع محبوب سے محبت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ شرعاً اِنَّ الْمَحَبَّةَ بَيْنُ يُّحْيٰى مَيْطِيْعٌ (محب محبوب کا مطیع ہوتا ہے) لیکن یہ اتباع مدنی اور کمالی محبت کی علامت ہوتی ہے، محبت کی حقیقت یہ ہے کہ باطن کا محبوب کی ذات و صفات کی طرف کھینچنا، اس کی خواہش و ترقی اور شہاں پر دل کا اس طرح فریضہ سوزنا کہ محبوب سب سے خوب صورت نظر آئے، اسے سب سے بہتر جانے اور اسے سب سے بہتر نصیحت کرے اگرچہ مرتبہ، عمل و اتباع میں ناقص اور کمتر ہو جیسا کہ عمل کے بغیر ایمان، اگر محبت کے ساتھ ساتھ اتباع بھی جو قرآنی ایمان اہل و اکمل ہے۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کامل نصیب فرما۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک صحابی سے شراب پینے کی غلطی ہوئی اس کے ہونہ پر کسی نے اس پر لعنت کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا لَا تَلْعَنُوْهُ فَاِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ (اس پر لعنت نہ کرو یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے) ہمارے دعوے کی دلیل ہے۔

وَعَنْ اَبِي كُرَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَعَنَ اُنْعَمْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یَخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اَمَرْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤَدِّی اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ کُلُّ شَیْءٍ مِنْ تَجَدُّدِ کَلِمَۃٍ وَیَوْمٍ وَمَا لِیْ وَرَیْدَ لَیْلٍ کَلَامٌ یَا کَلِمَۃً وَوَدَّ کَلِمَۃً اِلَّا شَیْءٌ یُّعَادِی اَنْ یُّبَیِّنَ یُکَلِّمَ لَیْلَ (رواہ الترمذی وکذا قال وفعلی ہذا الحدیث حیث تحریر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا یَا یَوْمَ کَلِمَۃً وَیَوْمَ یُکَلِّمَ لَیْلَ اِنَّمَا کَانَ مَعَ یُکَلِّمَ لَیْلَ مِنَ الْکَلَامِ مَا یُعِیْدُ تَحَدُّثَ اِبْنِ عَمْرٍ)

حضرت اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں جیسے جتنا لڑا جائیگا، اس کی کوئی قسم نہیں لگائیگا اور اللہ کی راہ میں جتنا سزا لگائیگی کسی کو سزا نہیں لگے گی۔ پھر قیس بن ادریس نے ایسے گزبے کرے اور ہلال کے کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی جسے صاحب بیگ لگا سکے سولے اس چیز کے جسے ہلال کی شکل چھپانے پر تھی تھوڑی سی روایت کر کے فرمایا کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معطر سے روزانہ نہ ملے اس کا آپ کے ساتھ ہلال رکھتے اور ہلال کے پاس اس کا کھانا تھا جسے وہ اپنی بیٹی میں دیا کرتے ہوئے تھے۔

لہذا دین خدا کے فخر اور غرور فدا کو دین کی طرف دھرت پر۔  
لہذا اُنْجَمَتْ، ہمزہ پر پیش، خاں کے بچے دیر "اخلافت" بمعنی ڈرانے منظم کا میضہ ہے۔  
لہذا دعوت دین کے آگاہ میں، میں تھا تھا کوئی دوسرا میرے ساتھ نہ تھا۔  
لہذا دی مطلب ہے جو "ما یخاف احدک" کے تحت بیان ہوا (کہ انا الیہم) اور یہ معنی بھی میسر ہے۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ بچے دین کے راستے میں جتنا ڈرایا گیا اس طرح کسی کو بھی نہیں ڈرایا گیا اور جس طرح بچے ایذا دی گئی اس طرح کسی کو بھی ایذا نہیں دی گئی کیونکہ ایذا بر شخص کے مرتبہ و مقام کے مطابق ہوتی ہے چونکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام تمام سے بلند بالا ہے آپ کا مدنی و حقانیت دوسروں سے زیادہ واضح ہے اور آپ کا ایمان کے بارے میں زیادہ حراص ہو نا تمام سے بیشتر ہے لہذا اس پر ایذا رسانی بھی ہر ایک سے بیشمار زائد ہوگی اس کے بعد اس سے ارشاد میں فقر کے بارے میں تعلیم ارشاد فرمائی کہ جو کوہ بھی شکل ترین ہوتا ہے ۔

شہ یعنی تیس راہیں کسل

۱۰ صاحب جنگ سے مراد حیوان ہے یعنی ایسی شے بھی نہ تھی جسے کوئی حیوان کھائے چہ جائیکہ آدمی ۔  
۱۱ مگر وہ حقیر و ذلیل چیز جو بال کدیل میں تھی ہر ایک کو معلوم ہے کہ بغل میں کیا سکتا ہے پھر جب اتنا ہو کہ بغل سے ظاہر نہ ہو اور وہاں سے نظر نہ آئے ۔

شہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے

۱۲ یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ حضرت جلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اس وقت کا بیان نہیں جو کہ کرم سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت ہوتی تھا یہ اس موقع کی بات ہے جب ابو طالب کا وصال ہوا ، ان کے تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ بھی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اس سال کو عام الحزن (رم کا سال) کہا جاتا ہے اس موقع پر کفار کی طرف سے آپ کو پہلے سے روکنی اور تہ پہنچائی گئی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے تین دن بعد امیاء بن جحش کے دسویں سال پیادہ مکر سے طائف تشریف لے گئے ۔ آپ کے صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے ، ابن طاہف نے آپ کے ساتھ قحط کرنے کی بجائے آپ کی دعوت کو روک دیا رکھوں اور اللہ نے آپ پر حملہ کر دیا ۔ آپ کو اتنی ایذا پہنچائی کہ آپ کی تمام ذات حتیٰ کہ ایڑیوں تک زخمی کر دی گئی فطین مقدس خون سے آلودہ ہو گئے اور تمام جسم لہو لہان ہو گیا آپ زمین پر بیٹھ گئے تو آپ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر اٹھائے جب آپ چلنے تو پھر چھڑکتے ۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار آپ کی فحاشی کے لیے دھمال بننے لگے اس لیے وہ بھی شدید زخمی ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہادی کو بھیجا تاکہ آپ پر سایہ کرے پھر جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے رب نے اس قوم کی باتوں کو سنا اور آپ کی دعوت کو روک کر دے ہوئے دیکھا اس نے پادشاہوں پر حکومت کرنے والے فرشتوں کو حکم دیا کہ اگر آپ امانت دیں تو اس قوم کو ہلاک کر دوں ، ان کے اندر گروہوں پہاڑوں کو (دن میں مٹا دیا ہے) آپس میں ملا دوں تاکہ حدیثان میں دم برجم اور پس جائیں ۔ آپ نے فرمایا میں اسید رکھتا ہوں کہ ان کی پشتوں میں سے کچھ لوگ پیدا ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی وصالت کے پرستار ہوں گے اس حدیث کے آخر میں وہی واقعہ ہے جو کتب سیر میں مذکور ہے شرح سفر الصعادت میں بھی ہم نے اسے ذکر کیا ہے لیکن کتب میں اس واقعہ کی تفصیلات میں حضرت جلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی میری نظر سے نہیں گذرا البتہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی من ہے ۔

۵۰۲۲ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ شَكَرْنَا إِلَى رَسُولِ  
 ۲۳ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَوَقَعَتْ  
 عَنْ بَطْنِ دَنَاءَ عَنْ حَجَّو حَجَّو فَوَقَعَتْ رَسُولُ  
 اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِ دَنَاءَ  
 حَجَّو نَبِيٍّ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)  
 وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
 کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھوک  
 کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ پر ایک  
 ایکٹ پھیر دکھایا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے اپنے شکم مبارک پر ہاتھ سے ہرے دو پتھر رکھے۔  
 (ترمذی نے روایت کیا اور اس کا یہ حدیث غریب ہے)

اسے یہ شاہراہی صابر میں سے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے شوہر ہیں۔  
 اسے ہر ایک نے اپنے سینے پر ہاتھ جابجا پھیر دکھایا  
 اسے سینہ پر بھوک کی حالت میں پھر ہاتھ سے میں حکمت یہ تھی کہ پشت کو تقویت دے اور وہ اپنی بگڑھلی  
 رہے کیس کر پڑھی نہ ہو جائے۔

۵۰۲۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ  
 ۲۳ جُوعٌ فَأَعْطَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)  
 اسے نذر اور صواب کو بھوک لگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
 کہ انھیں بھوک نے گھیر لیا تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک کھجور دی۔ (ترمذی)

اسے یعنی رزق کی تنگی کا یہ عالم کہ ایک شخص صرف ایک کھجور گزارا کرتا۔

۵۰۲۴ وَعَنْ عَبْدِ وَهَبٍ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
 ۲۴ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ خَصَّصْتُ لَكُمْ مِنْ كَائِنَاتِ دِينِي كَتَبْتُ لَكُمْ كِتَابًا  
 صَائِرًا مِّنْ تَقَرُّفٍ فِي دِينِي إِلَى مَنْ هُوَ كَوْنُهُ  
 فَأَقْتَدَى بِهِ وَتَقَرَّفَ فِي دِينِي إِلَى مَنْ هُوَ كَوْنُهُ  
 فَحَمِيدٌ اللّٰهُ عَلَى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبْتُ  
 اللّٰهُ شَاكِرًا صَائِرًا مِّنْ تَقَرُّفٍ فِي دِينِي إِلَى  
 مَنْ هُوَ كَوْنُهُ وَتَقَرَّفَ فِي دِينِي إِلَى مَنْ هُوَ  
 كَوْنُهُ فَأَيُّكُمْ عَلَى مَا خَلَقَهُ وَمَنْ لَمْ  
 يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَائِرًا -

حضرت عرو بن شہب اپنے والد سے اور وہ اپنے  
 والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم نے فرمایا میں میں سے دعوتیں ہوں اسے اللہ تعالیٰ علیہ  
 شاہ کو لوگوں میں کھتا ہے جو دین میں اپنے سے جود کو  
 دیکھے اور اس کی پیروی کرے اور دنیا کے فائدے سے اپنے  
 سے بچے گا۔ اسے کو دیکھے تو اللہ کا شکر کرے اسے بہت  
 پر کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے جود کیلئے قلم طے  
 اسے شاہ کو صابر لکھے گا جو دین کے فائدے اپنے سے  
 کم کو دیکھے اور دنیا کے فائدے اپنے سے جود کرے  
 اور دعوت شدہ دنیا پر غم لگائے تو اللہ صلی اسے نہ  
 ملے گا۔ (ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَدُرَرٌ حَدِيثٌ غَرِيبٌ)  
 سَعِيدٌ أَيْ شَرَفٌ يَا مَعْشَرَ سَعِيدِيٍّ لِّلْمُطَهَّرِينَ

(ترمذی، حضرت ابو سعید خدری کی حدیث کے لئے نذر اور دین)

فِي بَابٍ بَعْدَ قَضَائِهِ الْعُرَايَ-

تم خوش جو یاد اکل باب میں بیان ہو چکی ہے ، جو  
فضائل قرآن کے بعد ہے )

۱۔ جو دین کی پیروی میں اس سے کامل اور قوی ہے۔  
 ۲۔ عبادات و مجاہدات اور کتاب و سنت پر عمل میں اس کی پیروی کرے۔  
 ۳۔ جو دنیاوی لحاظ سے کمتر اور زیادہ محتاج ہو۔  
 ۴۔ یعنی عبادات و مجاہدات پر محنت و صبر نہ کرے۔  
 ۵۔ کیونکہ وہ دنیا کے مٹنے پر غم کھا رہا ہے۔  
 ۶۔ کیونکہ اس نے طاعت و فرمانبرداری میں صبر کا مظاہرہ نہ کیا۔  
 ۷۔ وہ باب مملو سے جو فضائل قرآن کے بعد بغیر کسی عنوان کے تھا۔

### الفصل الثالث

## تیسری فصل

٥٢٥ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأُخَيْمِيِّ قَالَ  
 سَمِعْتُ عَيْنَةَ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ وَسَّالَةَ وَرَجُلًا  
 قَالَ أَلَسْنَا مِنْ كُفَرَاءِ وَالْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ لَهُ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَمْ أَكُ أَمْرًا أَكَادِي الْيَهُودَ قَالَ نَعَمْ  
 قَالَ أَلَمْ أَكُ مِنْكُمْ تَسْكُنُونَ كَمَا تَكُونُ قَالَ  
 فَأَنْتَ مِنَ الْأَعْيُنَاءِ قَالَ كُنْتُ فِي كُفْرٍ وَمَا  
 قُلْتُ خَابَتْ مِنَ الْمُلُوكِ قَالَ عَلَيْهِ الرَّحْمَنِ  
 وَهَجَاءُ تَلَفُذُ تَكْرِي إِلَى عَيْنَةَ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو  
 دَاخِلًا عِنْدَهُ فَكَلَّمَ الْجَاهِلِيَّ أَبَا مُصْحَبٍ وَهُوَ اللَّهُ مَا  
 تَكُونُ عَلَى شَيْءٍ وَلَا تَقَعُ وَلَا دَاخِلًا وَلَا  
 مَخَارِجَ كَمَا لَمْ تَكُنْ شَيْئًا شَمْرًا وَشَيْئًا رَجُلًا  
 إِيَّاهَا عَطِيفًا كَمَا بَايَسَ اللَّهُ لَكُمْ وَمَنْ شَيْئًا وَكَرْنَا  
 أَمْوَالَكُمْ لِلْمُشْلُطِينَ وَإِنْ شِئْتُمْ مَتَدَّ كَرَامِي  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقُولُ إِنْ كُفَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ يَكْسِبُونَ  
 الْأَعْيُنَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَحِيمِ

حضرت ابو عبد الرحمن جلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے  
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ان  
ایک شخص نے پوچھا کہ کیا ہم فقرہ صابریں میں سے ہیں  
تو عبداللہؓ نے کہا کیا تیری بیوی ہے جس کی طرف تو رجوع  
کرے عرض کیا ہاں افزایا کیا تیرے پاس گھر ہے جس  
میں تیری دانش جو عرض کیا ہاں افزایا تو تو امراء میں سے  
عرض کیا نہیں تو خادم بھی ہے نوایا تو تو بادشاہوں میں سے  
ہے عبدالرحمنؓ سمجھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تین اشخاص آئے اول شخص ان  
کے پاس تھا انھوں نے عرض کیا اے ابو محمد اللہ کی قسم  
ہم کسی شے پر قرار نہیں دے رہے پڑ گھر دے نہ کسی سامان  
پر قربانے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو ہمارے پاس  
دوبارہ آنا ہم تم کو وہ دیں گے جو اللہ نے تمہارے لیے  
مقرر فرمایا اس کا جواب تو ہم تمہاری حالت کا نہ کہ ہمارا  
کے ہاں کر دیں اگر تم چاہو تو صبر کرو کیونکہ میں نے اصل اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرطت ہوئے سنا کہ قیامت کچھ



يَا ذَبِّعِينَ حَبْرَ يُعَا فَتَا لَوَا هَيَا فَتَا كَصَبْرٍ  
لَا تَسْأَلُ شَيْئًا (دَعَاةً مُتَّبِعَةً)

فقر و جنت میں اس لئے سے چالیس سال پہلے جائیں گے  
تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم صبر کر لیں گے پھر نہ مانگیں گے

سنة النبوة، حاد با پریش، ان کا نام عبداللہ بن زید معری ہے، ثقہ تابعی ہیں انہوں نے حضرت ابو ایوب  
الانصاری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے حدیث چوری ہے  
افریقہ میں سو جری ہیں ان کا وصال ہوا  
سنة جس کی تفسیر بعد میں آ رہی ہے۔

سنة جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، انکی مدح کی اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکے  
پہلے غلبہ جنت کی بشارت دی ہے۔

لکھ جب اس نے سنا کہ حضرت عبداللہ نے عذرت اور گھر کی موجودگی کی وجہ سے انہیں فقر و میں نہیں بلکہ افراد  
میں شامل کیا ہے تو کہا میرے پاس تو خادم بھی ہے۔

شہ مشکوٰۃ کے نون میں اس طرح ہے لیکن دوست ابو عبد الرحمن ہے کیونکہ وہ ہی مدنی حدیث میں صحیح مسلم  
میں اس طرح ہی ہے غالباً "ابو" کا لفظ قلم کاتب سے وہ گیا اور تمام نسخے اسی پر چلتے رہے  
سنة یہ حضرت عبداللہ بن عمرو کی کنیت ہے

سنة اس سے مفقود فقہ و احتیاجی کا اظہار اور سوال کرنا تھا

سنة یعنی اس وقت ہمارے پاس بیٹے کے لیے کوئی چیز نہیں  
سنة اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم تھے۔

۵۰۲۶ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ يَبْنَ  
أَنَا كَأَيْدٍ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلَقْنَا مِنْ حَقْدٍ  
الْمُهَاجِرِينَ فَعُدُّوا إِذْ مَحَلَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَعَدَّ النَّبِيُّ فَعُدَّتْ يَدَايِهِ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنَ  
فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ يَبْنَ يَسْرُودُ وَحَوْلَهُ  
فَوَضَعَتْ يَدَايَهُمَا فَبَكَتْ الْأَعْيُنُ  
يَا ذَبِّعِينَ عَمَّا كَانَ فَكَلَفْنَا تَأْيِثَ الْأَوَامِرِ  
أَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَكُونُ مَعَهُ أَذْ مِنْهُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان  
کرتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول خدا صلی اللہ  
کا ایک گروہ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ایک نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کی طرف بیٹھ گئے  
میں بھی انہیں کی طرف لوٹا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم نے فرمایا فقر و ہاجرین کو ایسی خوشی ملے گی جو جو  
کے چہرے پر دکھلا دے کہ جنت میں اس لئے سے چالیس سال  
پہلے جائیں گے بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں دیکھا کہ  
ان کا رنگ چمک سے کھل اٹھا۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں  
حقاً کہ مجھے اندوہ نہ ہوئی کہ ان کے ساتھ یا ان میں سے

(دَعَا الْكَافِرِ فِي)

ہو جاؤں - (روای)

لے ان کے درمیان

لے ملازمت ہیں، ظاہر پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ مراد چہرے ہی ہوں، چہروں کا ذکر اس لیے کیا کہ خوشی کا اثر اصلی پنہاں ہوتا ہے، خوشی کی خبر کو بشارت کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کا اثر ظاہری جسم پر ہوتا ہے۔  
لے اس بشارت کو سن کر

لے راوی کو الفاظ میں شک ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں اذ تقسیم کے لیے ہو یعنی اگرچہ میں فقیر نہیں ہوں مگر ان کی محبت میرا ہائے تو اس کے انوار اور اسرار سے فیض یاب ہو سکوں یا میں فقیر ہو جاؤں اور اصلی میں میرا شمار ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا مجھے کہ یہ سب محبت اور ان کے قرب کا حکم دیا، مجھے حکم دیا کہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھوں، اپنے سے بلند کو نہ دیکھوں، مجھے حکم دیا کہ میں رشتوں کو جوڑوں اگرچہ وہ رشتہ دھکا ہو اور مجھے حکم دیا کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں مجھے حکم دیا کہ حق بات کہوں اگرچہ گڑبی ہو اور مجھے حکم دیا کہ اللہ کے بارے میں کسی غلامت کرنے والے کی غلامت سے نہ ڈروں، مجھے حکم دیا کہ یہ زیادہ پڑھا کر دل نہیں ہے **عَلَيْهِ** اور نہ قوت گمراہی سے کیونکہ یہ غرر شمس کے پچھلے کا خزانہ ہے (مسند احمد)

۵۲۷ وَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَمَرَنِي خَدِيجَةُ بِسَبْعٍ أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمُسْلِمِينَ فَلَا تُخُونُهُمْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَ كَأَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ خَوْفِي فَأَمَرَنِي أَنْ أَجِدَ الرَّحِمَةَ فَإِنْ أَذْ بَرْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ لَأَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا فَأَمَرَنِي أَنْ أَكْثَلَ يَدَيْ عَمِي وَ إِنْ كَانَ مَرًا فَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَكْثَلَ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَكَيْفَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَكْثِرَ مِنْ كَوْلِي لَكَ حَوْلِي وَ لَا تَكْثُرَ إِلَيَّ اللَّهُ هَذَا شَيْءٌ مِنْ كَثَرِ تَحْتَ الْعَرْشِ -

(دَعَا الْكَافِرِ فِي)

ساحبان من یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے دُنیا کے لحاظ سے

لے نیکی کا حکم اور بائی سے منع کرنا

لے یہ اعلان ہے اس بات کا کہ محبت و نافرمانی سے ہماری اطاعت و عبادت پر قدرت اذن و توفیق الہی کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اپنی تدبیر و اختیار سے جبرانی اور قدرت حق میں قنایت کا درجہ ہے حضرت مشائخ شاہ ولیہ قدس اللہ اسرارہم طالب کو یہ کلمات کثرت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور کہا گیا کہ ان سے بڑھ کر نیک عمل پر کوئی چیز ممدوحاں نہیں۔

۵۴ فیوض و برکات کا نزول اسی خزانہ سے ہوتا ہے۔

۵۰۲۸ وَعَنْ عَائِشَةَ كَأَنَّكَ كَأَنَّكَ كَأَنَّكَ  
الْمَوْصُوفُ وَالْمَوْصُوفُ وَالْمَوْصُوفُ  
كَلَّمَكَ أَنْفَعًا وَالْإِسَاءُ وَالْإِسَاءُ  
إِسَاءَتَيْنِ وَكَلَّمَ يُصِيبُ وَاحِدًا أَصَابَ الْإِسَاءُ  
وَالْإِسَاءُ وَكَلَّمَ يُصِيبُ الْفَعْلَامَ - (نَعَاةُ أَحْمَدُ)

لہ اس سے جہ حاصل کیا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند  
ہیں کھانا، بیویاں اور خوشبو، آپ نے دو چیزیں پائیں  
ادلیک نہ پائی۔ بیویاں اور خوشبو پائی مگر کھانا نہ پایا  
(مسند احمد)

لہ فقرہ اعتباری کی وجہ سے کہنے سے زیادہ لطف اندوز ہوئے اس میں محنت و محنت تھی کیونکہ جو بھی اللہ تعالیٰ  
نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا اس میں محنتیں ہی محنتیں ہیں۔

۵۰۲۹ وَعَنْ أَنَسٍ كَانَ كَانَ كَأَنَّكَ كَأَنَّكَ  
الْمَوْصُوفُ وَالْمَوْصُوفُ وَالْمَوْصُوفُ  
وَجَوَلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ - رَمَا دَا  
أَحْمَدُ وَالنَّسَاءُ فِي وَمَا أَدَانِي الْجَوْدِي  
بَعْدَ كَوْنِهِ حَبِيبَ إِلَى مِنَ الدُّنْيَا -

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے محبوب  
نہیں خوشبو، بیویاں اور میری آنکھوں کی خشک نماز  
میں شبہ۔

رسند احمد، ابن جریر نے حبیبت الی کے بدل میں  
الزینا کے الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے،

لہ معنی جو سرور، لذت، حلاوت اور ذوق و خوض نماز کے وقت حاصل ہوتا ہے وہ کسی وقت حاصل نہیں ہوتا۔ یہی  
وجہ ہے کہ حضرت بلال کو آپ فرمایا کرتے "اِرْحَا يَا بَلَالُ" لے بال کہہ ان کہ تاکہ نماز کی صورت میں اپنے نوالی سے مناجات  
کا شوق پاکر اپنی جسمانی ضرورتوں سے غافل ہو کر اللہ کے سرور حاصل کریں۔

لفظ قرۃ، یا تو قرۃ قاف پر فخر سے مشتق ہے جس کا معنی قرار و ثبات ہے یعنی پایداری و محبت سے قرار و جبروت  
ہے یا اس کو دیکھنے سے اس طرح کا سکون و آرام میرا آتا ہے کہ دوسرے کی طرف نظر اٹکانے کو ہی نہیں چاہتا یا یہ لفظ  
قرۃ قاف پر غم سے مشتق ہے جس کا معنی سردی اور خشک کے آتے ہیں واقعہ دیدار محبوب سے آنکھوں کو خشک اور  
لذت مٹتی ہے اور دشمنوں کو دیکھنے سے صحن ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اولاد کو "قرۃ العین" (آنکھوں کی خشک)  
کہا جاتا ہے۔

لہ واضح رہے کہ اس روایت کے جو الفاظ اس کتاب میں مرقی ہیں ان پر آخر حدیث کا اتفاق ہے اسے طبرانی نے  
انہی تینوں احادیث میں، غلیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں، ابن عدی نے کامل میں اور حاکم نے صحیح مستدرک میں ذکر کیا  
اور کہا کہ یہ امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے لیکن اس میں لفظ محبت نہیں، روایت ثانی میں ایک اور طریقہ ہے بھی  
لفظ "من دنیا" آیا ہے اور لوگوں کی زبان پر جو شہد ہے اس میں لفظ "ثمت" (تین چیزیں) بھی ہے۔ لفظ کتب حدیث  
سے باوجود تلاش و جستجو کے مجھے نہ ملا۔ البتہ دو مقامات پر ہے۔ "ایضاً انعم اور تفسیر کثاف سورۃ آل عمران کو کمال مصلحتی

شیخ ابن حجر مقلد ان تخریج راہی میں کہا کہ کثرت کا لفظ میں نے کسی بھی سند کے لحاظ سے حدیث میں نہیں پایا۔ شیخ ولی الدین عراقی اپنی امامی میں کہتے ہیں کہ یہ لفظ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے انتہی۔ پس واضح ہو گیا کہ کتاب کی بیان کردہ حدیث پر کوئی اشکال نہیں لہذا اگر اس حدیث میں ”من الدنیا“ اور ”ثمت“ کے الفاظ نہیں تو کوئی اشکال نہیں اور اگر الفاظ ہوں تو اشکال ہوگا کہ نماز کا تعلق دُنیا سے نہیں لہذا جواب یہ دیتے ہیں کہ دُنیا سے مراد اس جہان کی زندگی ہے یعنی اس عالم حیات میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں دو امور طبعیہ دنیویہ اور تیسرا امور دینی میں سے ہے۔ بعض شارحین فرماتے ہیں جب آپ نے دُنیا کی دو چیزوں کا ذکر فرمایا تو ان دنیوی امور کے ذکر سے طائل آیا لہذا آپ نے فی الفور امر دینی کی طرف عدول کرتے ہوئے اس طرف اشارہ فرمایا کہ میں خوش ہوں اور بیویوں کو اس لیے پسند نہیں کرتا کہ وہ ذکر و مناجات حق سے مانع اور غافل کر دینے والی ہیں جبکہ پسند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ طاعت و عبادت الہی میں مدد و معاون بنتی ہیں اور یہ بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ دنیاوی تیسری چیز جس کا بیان ذکر نہیں آیا وہ گھوڑا ہے جیسا کہ نشانی میں حضرت اسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیویوں کے بعد سب سے زیادہ پسند گھوڑا تھا یا طعام جیسا کہ سیدہ عائشہ مدلیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے واضح ہے واللہ اعلم۔ واضح ہے کہ قرۃ العین فی الصلوٰۃ کا معنی شارحین حدیث نے جو بیان کیا اس کا ذکر ہو چکا ہے اور اس ملائے کے لوگوں کی زبان سے بھی یہی معنی سنا گیا لیکن بعض مشائخ کے رسائل میں یہ بھی تحریر ہے کہ اس سے مراد حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نماز میں ہونا ہے لیکن اس صورت میں یہ احتمال ہے جب لفظ جعلت کا ذکر نہ ہو لیکن شارحین حدیث میں سے کسی نے بھی یہ معنی بیان نہیں کیا اور نہ ہی اس احتمال کو بیان ابھرنے دیا۔

۵۰۳۰ وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ لَا يَأْكُلُ وَاللَّعْنَةُ كَيَاةَ يَعْثَبَا اللَّهُ كَيْسَا بِالْمَكْتَبَةِ مِّنْ.

حضرت حاذبن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انھیں یمن بھیجا تو فرمایا میں کھانسی سے بچنا اور اللہ کے بندے میں وعشرت میں مشغول نہیں ہوتے۔

(سند احمد)

(رواۃ احمد)

سلفہ قاضی بناکر

سلفہ راحت و دن آسانی

سلفہ اللہ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں

۵۰۳۱ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن رَّجَعَنِي مِنَ اللَّهِ بِالْيَسِيرِ مِنَ الْبُرْجِ رَجَعَنِي اللَّهُ عَنْهُ بِالْقَيْلِ مِنَ الْبُرْجِ.

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور سے رزق پر راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے حضور سے عمل پر راضی ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

۵۰۳۲ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ كَالَ كَالَ رَسُولِ

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھوکا یا حاجت مند ہو مگر اسے لوگوں پر غلبہ نہ ہونے دے ، اللہ تعالیٰ کے دئے ہے کہ وہ اسے ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائے۔

(ان دونوں احادیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا)

اسے یہ نہیں کتا کہ میں بھوکا ہوں تاکہ اسے کھائے اور نہ کہ میں بھوکا ہوں تاکہ کوئی چیز دے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بال بچوں والے غریب سوال سے بچنے والے مسلمان سے بہت محبت کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اللَّهُ صَافِي اللَّهِ عَظِيمٌ وَكَثِيرٌ مَنْ جَاعَ أَوْ احْتَارَ فَكَلَّمَهُ الْكَاسُ كَأَنَّهُ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزِدَّ قَدْرًا وَثَقِيَّةً مَرَقٍ حَلَقِي.

(رَوَاهُمَا ابْنُ هَبْرٍ فِي شُعَيْبِ الْإِسْتِثْنَانِ)

۵۳۳ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ عَبْدًا قَامَ الْمُرُ مِنَ الْفَقْرِ الْمُتَعَقِّفَ بِالْعِيَالِ - (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اسے اپنے آپ کو حرام اور لوگوں سے سوال کرنے سے بچانا ہے۔

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی طلب کیا تو آپ کو پانی پانی میں کیا گیا جس میں شہد ہوا تھا غلابہ بہت محبوب ہے انہیں میں اللہ تعالیٰ کو سن رہا ہوں کہ اس نے لوگوں پر کئی خواہشات سے عیب لگایا اور فرمایا تم اپنی پسندیدہ اشیاء دنیا میں حاصل کر چکے ان سے بچنے میں ملتا ہوں کہیں ہمارے بیکار ہیں جو ہی نہ دے دی گئی ہوں۔

پس آپ نے پانی نوش نہ فرمایا (ذہبی)

اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنکھوں پر غلابہ سے اور اک برتائیں میں سے ہیں۔

۵۳۴ وَكَانَ يَدِينُ اسْتَكْفَى يَوْمًا عَمْرًا فَبَدَأَ بِسَائِرٍ كَذَلِكَ يَسْبِلُ فَكَانَ إِذَا كَلَّمَكَ لَكَ بِي كَيْفِيَّةٍ اسْتَكْفَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كَلَى عَلَى شَوْهِرٍ فَهَمَّ بِجَهْدٍ فَكَانَ أَذْهَبُهُ طَبِيعَتُهُ فِي حَيْوَةِ كَوْمِ الدُّمِيَا وَاسْتَمْتَعَتْ بِهَا كَأَنَّهَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتٍ عَظِيمَةً لَنَا فَكَلَّمَ يَنْفَرُ بِهِ -

(رَوَاهُ ابْنُ دِينَ)

اسے یہ پاک اور حلال ہے۔

اسے اللہ تعالیٰ کا فرمان سن رکھا ہے

اسے اس وجہ سے ان پر سزا نہیں ہوئی۔

اسے تم اس ذیوی زندگی میں جو کہ ادنیٰ اور غیر ہے اپنا تمام حصہ لے چکے۔

اسے اگر میں یہ پانی کی کرانت و صحت حاصل کر لیت ہوں تو مجھے ڈر لگتا کہ میں کافروں کی طرح ہمارے بیکیوں کا بدلہ بیان

میں نہ لے پایا جائے اور آخرت میں کوئی ہذا حصہ نہ دے۔

۵۳۵. وَكَانَ ابْنُ عَمَّةٍ قَالَ مَا شَيْءٌ خَفَا  
مِنْ شَيْءٍ حَتَّى قَتَلْتُمْ حَتَّى خَبِيرَ .

(درکۃ البعاری)

سہ اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتیازی اور فقر کا یہ عالم تھا۔  
سہ بزرگروں بھوک کثرت سے پانی پاتی تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ ہم بھی بھی مجھوں سے سیر نہ دہے حتیٰ کہ ہم نے خیر  
نتیجہ کر لیا۔ (رُبَّارِی)

## ۳۳۱۔ بَابُ الْأَمَلِ وَالْحَرَصِ

### لمبی امید اور حرص کا بیان

اُمّ، میم پر ذر، صراح میں ہے یعنی امید لکنا۔ تاہم اس میں امید کے معنی بتائے ہیں لیکن واضح ہے کہ اسے  
بھی حیات کے ساتھ مقید کرنا پڑے گا کیونکہ یہاں وہ امید مراد نہیں جو ناامیدی کے مقابل ہے۔ مشارق الانوار میں ہے  
کہ اُمّ میم پر ذر کوئی کا اپنے دل میں سوچنا کہ فلاں فلاں دنیا کی چیزیں مل جائیں اور ان کا حرص جو ناپا معنی استعمال کے لحاظ  
سے نہایت ہی بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ طول اہل کو نہ موم اور کثرت حرص کو شر قرار دیا گیا ہے (کنز قال الطیبی) شرک معنی اُمّ  
ہے۔ صراح میں ہے کہ اگر کسی چیز کے ساتھ ناک تک جو بھانا کے ہیں۔

### پہلی فصل

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۵۳۶. كَانَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مَرْبَعًا وَخَطَّ خَطًّا

فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِمَّنْهُ وَخَطَّ خَطًّا مِمَّنْهُ

إِلَى هَذَا الْغَيْثِ فِي الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ

الَّذِي فِي الْوَسْطِ فَقَالَ هَذَا الْإِنْسَانُ

وَهَذَا أَجَلُهُ مَحْصُطٌ بِهِ وَهَذَا الْغَيْثُ هُوَ

خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذَا الْخَطُّ الْوَسْطُ الْفَرَاغُ

كَانَ أَخْطَا هَذَا نَفْسُهُ هَذَا وَإِنْ أَخْطَا

هَذَا نَفْسُهُ هَذَا - (درکۃ البعاری)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چوکو خط کھینچا

اور اس کے نکلاہ انچ میں سے ایک اور خط کھینچا پھر

جو بیچ میں تھا اس کی طرف چند چھوٹے منطوط کھینچے پھر

فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت لے گھیرے ہوئے

ہے اور یہ جو باہر نکلا ہو ہے یہ اس کی امید ہے اور یہ

چھوٹے خط انہیں ہیں تو اگر انسان اس آفت سے بچا

تو دوسری نے دُوسری یا اگر اس سے بچا تو اس نے کاٹ لیا

(رُبَّارِی)

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۲۔ ایسی طرح شکل بنائی ہے چار خط احاطہ کر رہے تھے۔  
 ۳۔ یعنی اس خط کی ایک جانب درمیان میں اور ایک جانب باہر تھی۔  
 ۴۔ وہ خط جو مربع شکل کا ہو بیان میں تھا  
 ۵۔ جو شکل کو محیط ہے  
 ۶۔ جو باہر جا رہا ہے یہ امید ہے جو کہ ایسی ہے  
 ۷۔ اعراض، ہمزہ پر زبر، اس کا معنی آفات کے ہیں مثلاً امراض اور ایسے حوادث جو ہلاک کرنے والے ہوں  
 وہ آدمی کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے اور قتل ہیں۔

۸۔ حاصل یہ ہے کہ آدمی جو طویل امیدیں یا نہات ہے حالانکہ موت اس کی امید سے زیادہ قریب ہے تو وہ ایسی  
 امیدوں اور اندوؤں میں جان دیتا ہے جو پائیس کا ہے

در بر فتم غدر ما بہ پذیر  
 ۹۔ لے لیا کہ نہ کہ خاک شدہ

(ترجمہ دو ذرا سے پر غدر لے کر آیا ہوں لے کر لے بہت سی آرزوئیں خاک ہو گئی ہیں)

۵۰۳۷ وَكَانَ آتِسَ فَإِنَّ كَحَطَّ الْيَقِيْ مَسْتَقِي  
 ۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار خط محیط کیے  
 پھر فرمایا یہ امید ہے اور یہ اس کی محنت ہے اس حالت  
 میں کہ انہی یوں ہی ہوتا ہے کہ قریب والا خط لے آئے  
 ۱۱۔ وَهَذَا أَجَلُهُ فَيَسْتَكْمِلُهُمْ كَذَلِكَ إِذَا جَاءَهُ  
 ۱۲۔ كَحَطَّ الْأَقْرَبُ

(رَدَّاهُ الْبُخَّارِيُّ)

۱۳۔ انسان موت والے خدا کو دور محسوس کرتا ہے حالانکہ وہ اسے اچانک آ لیتا ہے اور امید کے صلی کے بغیر  
 رخصت ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ اس حدیث میں اجمالاً تین خطوط کا ذکر آیا اگر تفصیل میں دو کا ذکر ہوا اور دوسرے خطوط جن کا ذکر حدیث میں تھا  
 میں آیا وہ منقطع ہیں اور ظہر ہے کہ اس کا کل اس حدیث البزید کا معنی ہے جو مروی فعل میں آ رہی ہے۔

۵۰۳۸ وَكَانَ آتِسَ فَإِنَّ دَسُوْا الْيَقِيْ مَسْتَقِي  
 ۱۵۔ اور انہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا، انسان کو چاروں جانب سے گھیر چھوڑی  
 جوتن ہو جاتی ہیں۔ مال کی حرص اور عمر کی حرص۔  
 ۱۶۔ وَهَذَا أَجَلُهُ فَيَسْتَكْمِلُهُمْ كَذَلِكَ إِذَا جَاءَهُ  
 ۱۷۔ كَحَطَّ الْأَقْرَبُ

(بخاری و مسلم)

۱۸۔ کثرت مال کی حرص  
 ۱۹۔ عمر کے سزا ہونے کی حرص

۳۹۔ یہ دونوں صفات بڑھاپے کے باوجود ختم نہیں ہوتیں کیونکہ آدمی کی جبلت میں شہوات و خواہشات کی جھٹکت ہے اور خواہشات مال اور عمر کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں اور بدن کے کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ خواہشات کے جوان ہونے کی وجہ سے کہ قوت تقویٰ جس کی وجہ سے قوت شہوانیہ میں کمزوری آجاتی ہے وہ خود کمزور ہو جاتی ہے اور ان کو دبا نہیں سکتی۔ یہ  
زیخ لائے خوشے پر حکم شدہ  
قوت پرکندن آں گم شدہ

(برائی کی عادت کی جڑوں کو حکم ہو گئیں ان کے اکھڑنے کی قوت ختم ہو گئی)

۵۳۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَافِرِ كَأَنَّ فِيهِ اثْنَيْنِ فِي حَبِطِ الدُّنْيَا وَطُلُوِّ الْآخِرَةِ.  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بڑھے کا دل دو چیزوں میں جوان رہتا ہے دنیا کی محبت اور لہول امیدیں۔ (بخاری و مسلم)

۵۴۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَدَّ اللَّهُ لِي أَمْرًا آخِرًا أَجَلُهُ حَتَّى بَلَغَهُ سِتِينَ سَنَةً.  
(دَوَاهُ الْبُخَارِيِّ)  
اور اسی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے کا قند نہیں سناتا جس کی موت مؤخر کر دی گئی تھی کہ اسے ساتھ سال تک پہنچا دیا۔ (بخاری و شریف)

۴۱۔ وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ مَا فِي بَيْتِ اللَّهِ لَذُبَّ عَنْهُ الْخَرَابُ وَيُكْتَبُ اللَّهُ عَلَيْهِ مَنَ قَاتَبَ.  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
اے کیونکہ وہ عذر کی حد سے گزر چکا ہے۔  
اے اخی عمری! مگر یہ توبہ کرے گا اس نے توبہ نہ کی اب اس کے بعد عذر کی جگہ کہاں رہی، جوان کہہ سکتا ہے کہ میں بڑھاپے میں توبہ کروں گا مگر بڑھاپا کہہ سکتا ہے؟ بعض شارحین نے کہا کہ اس عنوان کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم فرمایا ہے کہ اس عمر میں توبہ واستغفار کرے اور اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔

۴۲۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ مَا فِي بَيْتِ اللَّهِ لَذُبَّ عَنْهُ الْخَرَابُ وَيُكْتَبُ اللَّهُ عَلَيْهِ مَنَ قَاتَبَ.  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انسان کے پاس مال کے وہ جھگل ہوں تو قہر میرے کی تلاش کرے گا انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی شے نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے جو توبہ کرے۔  
(بخاری و مسلم)

۴۳۔ اس کا شکم سیر نہ ہوگا  
اے اس سے مراد توبہ یعنی جب تک وہ قبر میں نہیں چلا جاتا جس پر توبہ رہے گی اور یہ اغلب پر حکم ہے۔  
اے ہر اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے جو اس مؤجل عمل سے بچنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس مرض مذموم سے جو توبہ کرے گا اس کی توبہ قبول ہوگی کیونکہ ہر ہی باطنی



محبت پر توجہ قبول ہے۔

۵۴۲ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينِي جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَمَا كُنْتَ فِي بَيْتِكَ أَتَحْبِبُ سَيِّدِي وَتَحْبِبُ تَقْسَلَهُ مِنْ أَهْلِ النَّجْوَى - (دَوَاهِ النَّفْسِ الْكَافِرَةِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے جسم پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے ابن عمر! دنیا میں اس طرح جیسا ہے کوئی اجنبی یا مسافر اور اپنے آپ کو اپنی قوم میں سے شمار کر رہا ہے۔ (بخاری)

اے ہاتھ رکھنا جیسا کہ گفتگو اللہ صحت کے وقت اکثر ہوتا ہے کیونکہ مخصوص حصہ جسم فروشی ہو گیا اس لیے عمل بیان کر دیا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے میرے دونوں کانڈھے پکڑے اور فرمایا اے میرے شریک کوئی اجنبی ہوتا ہے۔

اے اس میں زیادہ مانع ہے کیونکہ اجنبی کبھی چند دن شریک میں قیام بھی کرتا ہے لیکن چونکہ وہ مفرین ہوتا ہے اس لیے اس کا دل کسی چیز میں نہیں لگتا۔

اے جو قبر میں آئوہ حال میں اور سب کچھ چھوڑ کر جا چکے ہیں ان کے ساتھ شائبہ امتیاز اور مڑے کے حکم میں ہو جا۔

اے اس بات کی شرح تفصیل طلب ہے یہ جانتا ضروری ہے کہ موت کی حقیقت کیا ہے؟ روح کے تصرف کا بدن سے ختم ہوجانا اور بدن سے روح کے خارج ہوجانے کا نام موت ہے مگر بدن کے فنا ہونے سے روح فنا نہیں ہو جاتی، البتہ اس کا حال بدل جاتا ہے چنانچہ اس سے اس کے کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء دھوا سس سلب ہوجاتے ہیں، اس سے اہل اولاد، رشتہ دار اور دوست جدا ہوجاتے ہیں۔ اس کے گھوڑے، بٹکر، غلام، لونڈی چوپائے، سولاریاں، زمین، محلات اور تمام دنیاوی اسباب آفات اس سے دُور کر دیے جاتے ہیں۔ پس مَرُوف میں سے ہونے کا معنی یہ ہے کہ حلقہ دنیاوی اور بدنی سے حتیٰ الامکان قطع تعلق کر لیا جائے تاکہ روح، جو روح سے حریت اور حرکات کے لحاظ سے منقطع ہوجائے اور یہ یقین کرے کہ جو کچھ دنیا میں اس کے دست و تصرف میں ہے وہ خود اس کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ اس کی محبت یہ ہے کہ اس کے گم ہونے سے غمیں نہ ہو اور اس کے پائینے سے خوش نہ ہو اس طرح اپنے اہل دیہات، اقارب اور دوستوں سے جدا ہوجانے کا ان کی خاطر کسی حرام کارکناب نہ کرے یہی جو بدنہ و صفت کے ساتھ متعلق ہوجائے گا وہ مَرُوف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ان کے حکم میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد ان دیگر اہل شرف و کاندہ کے جو مَرُوف اور صاحبِ قبرگوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک توجہ ہے جس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے بالاتر ہونا ہے۔ موت کا حال بھی یہی ہے دوسرا اُہ ہے جس کا معنی دنیا و آسماں کی محبت، شہوت و لذت سے باہر ٹھکانے جیسا کہ موت میں ہوتا ہے قیسی شے توکل ہے یہ بھی موت کی طرح اسباب کی قید سے خارج ہوتا ہے۔ چوتھی شے فنا موت ہے نہ موت کی طرح خواہشاتِ نفسانہ سے ٹھکانا ہے۔ پانچویں توجہ الی اللہ ہے موت کی طرف اللہ کے ماحول

من پھر لینا ہے پس مطلوب، محبوب اور مقصود سوائے اللہ کے کوئی نہیں رکھتا۔ چھٹی چیز صبر ہے عبادت کے ذریعہ نفس کی خواہشات سے باہر کرنا ہے جیسا کہ موت میں ہے۔ ساتویں چیز صاف ہے نفس کی خوشنودی سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کے احکام کو تسلیم کرنا، اپنے تمام اسود کو کال طور پر اس کے سپرد کرنا اور ہر حال میں احتیاض و سوال نہ کرنا ہے اور موت میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ آٹھویں چیز ذکر ہے جس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی کی یاد نہ رہے اور موت کا معاملہ بھی یہی ہے۔ نویں مراقبہ ہے کیونکہ یہ اپنی طاقت و قوت سے باہر کرنا ہے جیسا کہ موت میں ہے جب یہ صفات اور حالات حاصل ہو جائیں تو مردوں کے ساتھ مشابہت ہوگی اور اسے صحابہ قبور میں سے شہد کیا جاسکتا ہے اور آپ کے ارشاد گرامی **وَعِدَةُ نَفْسِكَ مِنْ أَهْلِ الْقَبْرِ** کا یہی معنی ہے اور **مُتَوَقِّفًا قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ** (موت سے پہلے مر جاؤ) کا بھی یہی معنی ہے اور یہی موت اختیاری ہے۔ شیخ عبدالوہاب السنی نے رسالہ **فصل التوبہ** میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گئے تھے میں اور میری والدہ کئی چیز کو مٹی سے لپیٹے ہوئے فرمایا اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا ہم ایک ٹکڑے کو دھت کر رہے تھے تو فرمایا وہ کام اس سے بھی جلد کرنا ہے۔ (مسند احمد اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

۵۰۲۳ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَرْنَا بِسُورٍ لِلَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآتَاكَ أُمِّي كُطَيْتٌ خَيْثًا فَخَالَ مَا هَذَا يَا عَبْدَ اللَّهِ قُلْتُ كُنْءٌ قُضِلَتْ لَهُ قَالَ الْكَضْرُ اسْرِعْ مِنْ ذَلِكَ رَمَاهَا أَخْمَدٌ وَالْقَزْمِيُّ وَ قَالَ هَذَا أَحْيَايْتُ عَلَى بَيْتٍ

۱۔ دیوار یاد دلاؤں کے کو دھت کر رہے تھے

۲۔ دیوار دھت کر رہے ہیں

۳۔ جس دنیا کی وجہ سے تم اس کام میں مشغول ہو اور گھر کی اصلاح کر رہے ہو اس نے بڑی تیزی اور جلدی سے پچے جانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بول مبارک کے بعد ترمیم فرمائیے تھے۔ میں عرض کر تا یا رسول اللہ! بانی قریب ہے فوٹے کیا خبر ممکن ہے ہاں بہت پہنچ سکوں (شرح السنہ، الوفا ابن الجوزی)

۵۰۲۴ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْهِدُنِي الْمَاءَ كَتَيْفَةً بِالْخَرَابِ فَأَكُونُ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ السَّمَاءَ بَلَغَتْ قَرِيبَ يَكُونُ مَا يَدْرِي نَبِيٌّ لَعَنَتِي لَكَ أَبْدَعُ - (رمضانہ فی شہرہ الشکرة وانیف النجوى فی کتاب التواء)

۱۔ پانی پہننے سے مراد بول ہے

۲۔ دھت کرنے سے پہلے

۷۷ اتنی دُور نہیں کہ تحیم کیا جائے

نکاح شادی پر عروہ ناز کرے کہ دشواریوں کو توہم کے اندر سے طمانت حاصل کر لیتا ہوں، آپ کا معمول مبارک تھا جیسے وضو نہ پڑھتا تو نیا وضو کرنے سے پہلے فی اللہ توہم خواتینے تاکہ طمانت حاصل رہے۔ یاد رہے یہ دعوت ختم نہیں ہو چلائی ہے۔ کئی بنا دیکھا جاتا ہے اور اس سے نماز ادا کی جاتی ہے۔

٥٠٣٥ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَذَا ابْنُ أَدَمَ هَذَا أَجَلُهُ وَوَقْتُهِ يَكُونُ فِي يَوْمٍ قَعَاكَ ثُمَّ يَسْطُو فَتَكُونُ دَعَاؤُكُمْ.

(دَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ)

سے قریب قرین

سٹھ مخصوص انداز میں سمجھانے کے لیے ایسا کیا کہ موت انسان کے پیچھے اور نہایت ہی قریب ہے۔ مراح میں فنا کا معنی مر کے پھلے حصے کے ہیں۔

سہ گردن سے دور کیا تاکہ اُمید و سہا کی طوالت واضح ہو

کے موت قریب لیکن خواہش اور اُمید دیکھ

٥٠٣١ وَكَانَ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْحُدَيْدِيِّ أَنَّ الْكَلْبَ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَوْدَةِ الْبَيْنِ يَدَيْهِ  
وَأَخْبَطَ إِلَى جَنْبِهِ وَأَخْبَأَ بَعْدَ مَقَالِ أَتَدْرُونَ  
مَا هَذَا قَالُوا أَلَمْ تَرَ رَسُولَهُ أَعْلَمَ كَمَا هَذَا  
الْإِنْسَانُ وَهَذَا الْأَجَلُ أَمَّا قَالُوا هَذَا  
الْأَمَلُ كَيْفَ تَعْلَمُ الْأَمَلُ فَحَقِيقَةُ الْأَجَلِ  
مُؤْنِ الْأَمَلِ.

(رَدَّاهُ فِي شَرْهِهِ الشُّكِّيَةِ)

۱۷ پہلی لکڑی کے پہلو میں

۲۷ یہ مثال کس کی ہے؟

اس پہلی کٹری انسان اور جدید مری متعل ہے نہ موت ہے۔

۴۴ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں

شہ پر تیسری لکڑی

حضرت ابو سعید خدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک گھڑی ماننے لگاڑی دوسری اس کے چار ادا تیری اس سے بہت دور پھر فرمایا تم جانتے ہو یہ کیسے؟ عرض کیا اللہ اس کا رسول خوب بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ انسان ہے اورو موت ہے میرے خیال میں یہ فرمایا کہ یہ تمہارے انسان امیہ طہی مشول رہا گئے امیہ سے موت آتی ہے۔

(شرح الستة)

لہ موت آجاتی ہے حالانکہ امید پرانی نہیں ہوتی۔

۵۰۴۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عُمَرُ أُمِّيًّا مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ سَعْدٍ إِلَى تَبَعِيْنَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِّثِ هَذَا حَدِيثُ عُمَرَ (عَرَفَ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عمر اس طرح ستر سال کی درمیان ہوگی۔ (قرنہی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

سہ اکثر طور پر عربی بعض اوقات اس سے بڑھ چکی جاتی ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آکر ہے۔

۵۰۴۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ الْيَقِينِ إِلَى تَبَعِيْنَ وَأَكْثُهُمْ مَن قَبْلُ ذَلِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَالِكٍ مَالِكٍ (وَدُرُكُ حَيْثُ عَمِدَةُ الْوَقْفِ فِي تَبَاطُغِ الْيَقِينِ فِي بَابِ عِيَاذَةِ الْيَقِينِ)

انہی سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عمر اس طرح ستر سال کے درمیان ہے کچھ لوگ آگے رہیں گے۔ (قرنہی، ابن ماجہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر کی حدیث باب مائة المرفوض میں بیان کر دی گئی ہے)

سہ السَّخِيرُ، شين کے بچے زیر غلام پر شد اور یا سکن

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۵۰۴۹ عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ صَلَاحٍ هَذَا الْكَلْبُ الْيَقِينُ وَالْزُّهْدُ وَأَوَّلُ فَسَادٍ هَذَا الْكَلْبُ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کی پہلی درستگی یقین اور زہد ہے اور اس کا پہلا فساد کُفر اور امید کا لبا ہونا ہے۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي شُعَيْبِ الْإِيمَانِ)

(یعنی شعب الایمان)

سہ اس بات کا یقین کہ رازق اللہ ہے اور اس نے رزق پہنچانے کی ضمانت دی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ دنیا سے بے رغبتی ہو جب اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر یقین ہوگا تو نبل نہیں کرے گا کیونکہ نبل کی وجہ یہ ہے کہ شاید اللہ کی طرف کدق ملے یا نہ ملے اگر میں نے مال خرچ کر دیا تو پھر کہاں سے کھاؤں گا اور جب انسان زہد کرتا ہے تو دنیا میں طویل آمدنی قائم نہیں کرتا اس وجہ سے آگے فرمایا کہ پہلا فساد نبل اور طویل نبل ہے۔

سہ مال خرچ کرنے میں نبل اور طویل آمدن رکھنا کیونکہ اس کا ملاحج اللہ کی رزاقیت پر یقین اور دنیا سے بے رغبتی تھا جو مفقود ہو چکی۔

سہ شیخ اجل عارف باللہ عبد الوہاب المتقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے درمے "اجل التین فی تحصیل الیقین" میں فرماتے ہیں کہ اعتقاد جب جوہر کم کو پہنچا اور دلیل و برہان سے اس طرح مزین ہو کہ اثبات حق کرے اُسے کھاد و مکھین کی اصطلاح میں

یقین کتے ہیں اور وہ فیہ کے نزدیک جب تک تصدیق دل پر اس طرح قبضہ و فہر حاصل نہ کرے کہ وہی عرف و عام ہو جو چیز  
موافق و مناسب ہو اس کی خواہش کرے اور صفائی و مخالف ہو اس میں عکاوٹ و مانع ہو اس وقت تک اُسے یقین نہیں کہتا تا وقت  
موت کے آنے کا یقین ہر ایک کو حاصل ہے لیکن وہ شخص جس کے دل پر موت کی یاد کا یا اثر و غلبہ ہو کہ طاعت کی عبادت اور  
ادب و معاشی کے ترک پر دل کو تیار کر کے موت کے لیے تیار کرے تو وہ صاحب یقین ہوگا اگرچہ وہ ہر چیز جس کی خبر ہو اس خط  
صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے اس پر یقین رکھنا ضروری ہے مگر چار اہم ایسے ہیں جن پر سالک کے لیے یقین کے سرا  
کوئی چارہ نہیں۔ اول توحید۔ اس بات پر یقین کہ جو کچھ واقع ہو رہا ہے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وجہ سے ہے  
وہم توکل و مہرورہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ضمانت دی ہے۔ سوئم اس بات پر یقین کہ اچھے و بُرے اعمال پر ثواب و  
عقاب ہوگا۔ چارم اس پر یقین رکھنا کہ بندے کے ہر حال پر ہر وقت مطلع ہے توحید پر یقین کا فائدہ یہ ہے کہ مخلوق کی  
طرف توجہ نہیں جاتی۔ حصول ہدایت کے یقین کا فائدہ یہ ہے کہ مال کی طلب میں عمدہ طریقہ اختیار کرے گا اور اس کے حاصل نہ  
ہونے پر افسوس نہیں ہوگا۔ اعمال کی جزا و سزا پر یقین کا فائدہ یہ ہے طاعت کا شوق اور صحبت سے بچنے کا اہل جہان سے  
اللہ تعالیٰ کا تمام احوال بندہ سے آگاہ ہونے پر یقین کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے ظاہر و باطن کی خوب اصلاح کرے گا و کام شیخ  
کا خلاصہ ختم ہوا۔

حدیث میں اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے پر کامل توکل اور یقین مراد ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا کہ اگر اس کے مقابل کا  
تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت اور رزق کے لئے پر یقین رکھنا اور اس کی ضمانت پر بھروسہ رکھنا راوی حنفی کے مالک کے لئے  
ایسی منزل ہے جس کے بغیر عبادت نہیں ہو کر فراغت بلکہ عبادت اسی پر موقوف ہے۔ امام قطب دقت فرماتے ہیں ابوالحسن شافعی  
رحمہ اللہ نے فرمایا اکثر طور پر دو چیزیں خالق اور مخلوق کے درمیان حجاب بنتی ہیں، ظلم ہدایت، غیور صنی اور ان میں سے  
ظلم ہدایت شدید تر ہے۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ الشَّاذِلِيِّ قَالَ لَيْسَ الرَّحْمَنُ فِي الدُّنْيَا بِلَيْسَ الْغَلِيظِ وَالتَّحْسِينِ وَآخِلِ الْغَيْبِ  
إِنَّمَا الرَّحْمَنُ فِي الدُّنْيَا قَصْرُ الْأَمَلِ - (شرح المستدرك)  
حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ  
دُنْيَا بے مروت اور کھردرا پڑا پسنا اور سالک کے غیور  
کا کھانا، بلکہ زہد امیدوں کا مختصر ہونا ہے۔

لے بے مروت کھانا، تہشیت "جیم پرنزیر، شیش کے پتے زبر، بے مروت اور خشک کھانا بعض نے کہا سالک  
کے بغیر کھانا۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ  
مَالِكًا وَسَيْلَ آقَى قَتَنِ جَوَّ الرَّحْمَنُ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّ  
طَلِبَ الْكُتُبِ وَ قَصْرُ الْأَمَلِ - (شرح المستدرك)  
حضرت زید بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا  
کہ لوگوں کے سوال ہوا تھا کہ دنیا سے زہد کیا ہے؟ فرمایا  
کہاں اور چھوٹی امیدیں (یعنی شعب الایمان)

سلفہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسووں میں سے ہیں۔

## ۳۳۲۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمْرِ وَالطَّاعَةِ

### اطاعت کیلئے مال اور عمر کا بہتر ہونا

استحباب کا معنی اچھا و بہتر جانا ہے۔ صراح میں مال خواستہ کا معنی مال جمع کرنا ہے اور لفظ مال، میل سے مشتق ہے۔ آدمی طبعا اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ عمر، زمین پر فخر اور صمد و غنوں جائز ہیں۔ زندگی اور زندہ رہنا میں اور یم دونوں پر پیش بھی پڑھا گیا ہے۔ محل قسم میں فخر پڑھنا افسح ہے۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

عَنْ سَعْدِ بْنِ كَثَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ اللَّهُ يُجِيبُ الْغَنَاءَ الْغَنَى الْغِنَى الْغِنَى (رَدَّاهُ مُثْبِتًا) وَذَكَرَ حَيَّوْنُ بْنُ عُمَرَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ فِي بَابِ كَيْفَ أَجَلَ الْمَرْءِ

سلفہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلفہ جس میں یہ تین صفات ہوں۔

سلفہ مال سے غنی، یا دل کا غنی، حدیث کا اس باب میں لانا اہل بات پر قرینہ ہے کہ یہاں غنا سے غنا بالمال مراد ہے نہ جو فسادت الہی کے لیے مخلوق سے ملگ کر شرفین ہو کر جو جب وہ مخلوق سے امتیاجی اور نیاز نہیں لکھتا تو وہ نہ ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گا غنی کی جگہ غنی ملے گا ساتھ روایت ہے جس کا معنی ہر مان اور نیکی کرنے والے کے ہیں اور یہ معنی غنی کے زیادہ مناسب ہے۔ معراج کے بعض نسخوں میں التقی کے بعد التقی ہے۔ جس کا معنی پاک اور نظیف ہے۔

سلفہ جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔

الفصل الثاني

## دوسری فصل

حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رات کو جب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سادھی اچھا ہے، فرمایا وہ شخص جس کی عمر بیس اور اٹھالیس برس ہوں۔ عرض کیا بڑا کون سا ہے، فرمایا جس کی عمر دوازدہ اور اسی برس ہوں چلے

سے یہ مشہور صحابی ہیں ان کا تعلق طائف سے ہے، ان کے اعمال کا تذکرہ مقدمہ جگہ ہو چکا ہے۔  
 یہ اکثر کا اعتبار کرتے ہوئے ہے جہاں عمل اور برائی برابر ہو وہاں ایک وجہ خیر ہے اور ایک وجہ شر کی ہے  
 اور ایسی صورت نہایت ہی کم ہوتی ہے۔

حضرت امیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو شخص اس کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، ان میں سے ایک غنم کی راہ میں شید ہو گیا پھر تقریباً ایک ہفتہ بعد دوسرا آدمی فوت ہو گیا لوگوں نے اس پر غنازادوں کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کرتے کیا دعا کی ہے عرض کیا ہم نے شائد سے عرض کیا کہ اسے غنم دے اس پر ہم کو دس سے اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دے فرمایا پھر اس شید کے بعد اس کی غنازلوں اور اس کے اہل گنا فرمایا شید کے مدظل کے بعد اس کے ہر ایک مدظل کے بعد غنم فرمایا ان کے درمیان کافل آسمان وزمین کے فاصلے سے زیادہ ہے مشیہ (ابوداؤد، سنن)

٥٠ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَبَحَسَنَ عَمَلُهُ قَالَ خَيْرٌ خَيْرُ النَّاسِ قِيلَ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَكَانَ عَمَلُهُ كَسَاةً عَمَلُهُ .  
(تَرْغِيبُ الْأَحْمَدِ وَالْتَّرْغِيبُ فِي النَّارِ وَمِنْ)

٥٥٢ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ حَبِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقِيلَ  
أَحَدُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟  
يَجْعَلُهُمْ أَوْ تَخْرِقُهَا فَصَلُّوا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُمْ قَالُوا وَمَهْنًا  
اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَيَرْحَمَهُ وَيُدْخِلَهُ بِصَاحِبِهِ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا بَيْنَ  
صَلَوَتِهِ وَعَمَلِهِ يُغْفَرُ عَلَيْهِ أَوْ كَالصَّاهِ  
بَعْدَ صَبَاحِهِ لَمَّا يَنْتَهِيَانِ أَيْحَدُهُمَا يَنْتَهِي النَّهَارُ  
وَالْآخَرُ يَنْتَهِي.

۱۰۔ ان کی کینیت ابو عبد اللہ اسلمی ہے ماجر صوابی ہیں گو کہ میں رافضی پیروں پر ہے۔  
۱۱۔ جیسا کہ منقول ہے کہ آپ نے ایک دفعہ ماجرین کے درمیان مواخات فرمائی اور دوسری دفعہ مہاجرین اور  
انصار کے درمیان۔  
۱۲۔ راوی کو شک ہے۔





يَزُودُ اللَّهُ مَا لَوْ لَا عَمَلًا فَهَوَ يَقُولُ لَكَ  
أَنْ لِي مَا لَوْ لَعَمَلْتُ فَبِئْسَ يَقُولُ فَلَإِنْ فَهَوَ  
يَكْفِيكَ وَدُونَ هُمَا سَوَاءٌ

(معاذ اللہ میڈی و کمال لہذا احادیث  
ضعیفہ)

۱۔ کاف پر زبر، با ماکن

۲۔ ہمزہ پر زبر، نون ساکن، لہذا کا نام عربی میں ہے بعض کے نزدیک معرب ہوا اور بعض کے نزدیک فاعل  
بن سعد ہے بیٹا میں رب اور مال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔  
۳۔ کہو کہ وہ حق ہیں۔

۴۔ اگرچہ بظاہر صریح سے نقصان ہوتا ہے مگر وہ دنیا میں موجب خیر و صحتی اور برکت اور آخرت میں ثواب کے حصول کا  
ذریعہ ہونے کی وجہ سے زیادتی اور اضافہ کا ذریعہ ہے نہ کہ نقصان کا۔

۵۔ جو اس سے ظلم مال چھینا

۶۔ منکر۔ میم پر زبر، لام کے پہلے کسرو، فتح بھی آیا ہے معرب ہے اس کا معنی ظلم کرنا اور اس مال کو بھی کھا  
جاتا ہے جو ظلم حاصل کیا جائے۔

۷۔ احوال دنیا ان چار مراتب میں مختصر ہے۔

۸۔ کہ اس مال کو کیسے کہاں اور کتنا خرچ کرتا ہے اور مصارف غیر سے آگاہ ہوتا ہے۔

۹۔ کہ اس مال کے حصول اور خرچ کرنے میں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کردہ اور ناپسند فعل کو پسند نہیں کرتا۔

۱۰۔ یعنی وہ حقوق اس مال سے متعلق ہیں مثلاً زکوٰۃ، کفالت، مسکن نوازی اور صدقہ کرنا یا اللہ تعالیٰ کے ان حقوق  
میں خرچ کرنا ہے جن کا اسی نے حکم دیا ہے۔

۱۱۔ جن کی بنیاد پر حسن اتفاق اور مصدق خیر اور نیکی کی راہوں پر خرچ کرنے سے آگاہ ہو۔

۱۲۔ وہ اپنے علم کے تقاضے کے مطابق نیت مدد رکھنے و دانا ہے اور جو مال کی آلودہ کھاتا ہے۔

۱۳۔ میں بھی وہ مال کرمل جو ظالم صاحب تقویٰ نے کیا۔ میں صلہ دہی کر۔ کا اور مال کے حقوق ادا کرے گا۔

۱۴۔ اس لیے کہ اگرچہ پہلے شخص نے ظلم اتفاق کیا ہے مگر دوسرے کی صلہ دہی جس کی وجہ سے وہ  
اجسہ کا مستحق مقرر ہوا۔

۱۵۔ جس کے اندیشے میں تقویٰ اور مال کے حقوق و مصارف سے آگاہ ہوتا۔

۱۶۔ یہ غیر علم کے خرچ کرتا ہے نہ خیر کا علم نہ شر کا، لہذا غیر حق میں خرچ کرے گا۔ مگر اگر آگے اس  
کی نشان دہی کر دی۔

کلمہ میں غلال کی طرح اسراف و اتلاف کرتا۔

شلہ یہاں نیت سے "حرم مصمم" ہے کیونکہ معصیت کے حزم پر گرفت ہے۔ حرم کا معنی یہ ہے کہ کام کے لیے کوشش کرتا ہے اس آدمی کی طرف سے کوئی کاروائی نہیں اس کے باوجود وہ کام کر نہیں سکا اگر قدرت پالیتا تو پھر کسی وقت کے وہ کام کر گزرتا۔ مثلاً ایک شخص نے فنا کا حزم کیا تو اس پر گرفت ہوگی اگرچہ حزم زنا، زنا نہیں مگر گناہ تو ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ اولاً دل میں شیطان کی طرف رساو کس بلا اختیار آتے ہیں ان کو "ہاجس" کہا جاتا ہے اس پر مواخذہ نہیں، جب دل میں اس طرح میٹھ جائیں کہ وہ دل میں ترکیب پیدا کر لیں تو ان کو "خاطر" کہا جاتا ہے۔ اس اُمت پر جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواطر پر معافی ہے اور اس پر بھی مواخذہ نہیں اور یہ اس اُمت کا خاصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے عطا فرمایا ہے اس کے بعد "ہم" کا درجہ ہے جو فعل کا مقدمہ بنتا ہے۔ نیکیوں میں حصص قصد و نیت پر بھی کامل نیکی کا ثواب ملتا ہے لیکن سیاست میں ایسا نہیں۔ اس کے بعد حرم کا درجہ ہے جس کا ذکر آیا ہے اس پر مواخذہ ہوگا جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے کام لیتا ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیسے کام لیتا ہے؟ فرمایا اسے موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔

(ترمذی)

(رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ)

شلہ اس حدیث سے زندگی کی فضیلت واضح ہو رہی ہے کیونکہ اعمال نیک اسی میں کیے جاسکتے ہیں۔

حضرت شلاؤن اوس سلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو فرماہر وار کر لے اور بعد الموت کے لیے تیاری کرے۔ عاجز وہ ہے جو اپنے آپ کو فرماہر کر لے اور اندھے اور اندھے کے تالبع کر دے اور اندھے کے تالبع کر دے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

(رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

شلہ یہ حضرت عثمان بن ثابت کے بھائی کے بیٹے ہیں انھیں اور ان کے والد دونوں کو حضور کی محبت میرا آئی، بیت المقدس میں رہے ان کا شہر ہی صحابہ میں شہر ہوتا ہے۔

شلہ نفس جن عورات اور شہوات کی خواہش کرے اس کی اتباع کرے، درست شہوت میں عاجز نہ ہو اور نفس کا قیدی۔



ثُمَّ لَقِيتُ يَوْمَ مَرِيضَتِي عَيْنَ النَّوْصِمِ ۝ (پھر ضرور اس حسن دن ہر نعمت کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔)

۵۹. وَعَنْ سُلَيْمَانَ النَّوْصِرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ مِنَّمَا مَضَىٰ مِنِّي كَمَا مَضَىٰ الْيَوْمَ مَرْتَضَىٰ الْمُؤْمِنِ وَكَانَ لَوْلَا هَذِهِ وَالْآخِرَةُ لَقَتِمْتُمُنِي يَوْمَ هَذَا لَوْلَا أَنَا لَوْلَا هَذَا ۚ قَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مِنْ هَذِهِ ۚ هُنَّ ۚ فَلْيَصْلِحْهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مِمَّا إِنْ اخْتَارَ كَانَ أَكْلًا مَن يَبْذُلُهُ يَدُهُ ۚ قَالَ الْفَحْلَانِ كَمَا يَحْكُمُ الشَّعْبَ -

(رداء فی شرح الشعبہ)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، گزشتہ دور میں مال نا پسند تھا لیکن آج مال مومن کی فصل ہے فواید آج کے پاس یہ دینار نہ ہوتے تو یہ حکمران ہم کو رد مال بنا لیتے۔ فواید جس کے پاس دولت ہو وہ اسے محفوظ کرے، چھلے کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے اگر کوئی محتاج ہو جائے تو جو پہلی چیز وہ خرچ کرے اسے وہ دین ہے فواید حلال مال میں۔ فضول غسرچی کی گنجائش نہیں۔

(شرح السنہ)

اسے کیونکہ اس دور کے لوگوں کا امتیازی وصف دنیا سے بے نیازی اور قناعت تھی وہ اتنی روزی پر قناعت کر لیتے تھے انھیں زیادہ دھڑھوپ اور شان وقت اور امراء کے دربار میں جانے کی ضرورت نہ تھی جس سے وہ جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھ سکتے تھے۔ اس لیے سلاطین اور امراء کی طرف سے انھیں معیبت اور ذلت سے دوچار ہونا نہیں پڑتا تھا۔

اسے جبکہ زہد و قناعت کا معاملہ دیگر لوگوں ہو چکا ہے تو مال ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے آدمی ان بادشاہان اور امراء کے درباروں کے چکر لگانے سے محفوظ رہے گا جس کی وجہ سے ذلت و رسوائی حاصل ہوتی ہے۔

اسے ہمیں ذیل کرتے ”رئیلیم“ میں پر زور انداز پر وہ محظوظ (چھوٹا تولیہ) جس کے ساتھ ساتھ صاف کرتے ہیں اس سے مراد نہایت ہی ذلت و خواری ہے۔

اسے مال حلال میں اسراف نہیں کرنا چاہیے بلکہ محفوظ رکھنا ہے اور بوقت ضرورت اسے خرچ کیا جائے تاکہ دین قائم رہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت آواز دیئے والا آواز دے گا ساتھ ساتھ لوگ کس میں ہیں؟ یہ عروہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہم نے تم کو اس قدر غرضی جس میں نبیعت پھرنے والا نصیحت پکڑے اور مصلحتے پاس ملنے والے آئے یہ

(مہینی، شعب الایمان)

۶۰. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَذَكَّرُ مَنَّا ذِيَوْمِ الْيَوْمِ أَيْنَ أَلْبَسْتُمُ الْبَشِيئِينَ وَهُوَ الْعَمْرَأَةُ فِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ أَوَلَمْ نَعْتَمِدْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرُ وَجَاءَهُمْ مِنَ الْمَقْدَرِ -

(رداء فی شرح الشعبہ)

(الایمان)

لے وہ فرشتہ جسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوگا۔

لے وہ لوگ جن کی عمر دنیائیں ساٹھ سال تھی اس کو سال عمر کے ساتھ نسبت دیتے ہیں جیسا کہ کچھ میں کہہ چکے ہیں کہ مَمَاتٌ وَهُوَ ابْنُ كَسَانَيْنِ اَوْ تِسْعَيْنِ،، اہل شخص اسی یاڑے سال کی عمر میں فوت ہوا۔

لے اس آیت میں

لے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک پیغمبر اور شریعت نہیں آئے گی بعض عقل کی بنا پر مواضع نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اشخاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے، آپ نے فرمایا ان میں ہلکی طرف سے کون سنبھلے گا، حضرت طلحہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں تو وہ ان کے پاس سب سے پھر کر اکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا تو ان میں سے ایک شخص اس لشکر میں گیا اور وہ شہید ہو گیا پھر اور لشکر بھیجا تو ان میں سے دوسرا گیا وہ بھی شہید ہو گیا اور تیسرا اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اسی کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ نے فرمایا میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور بستر پر مرنے والے کو ان سب کے آگے دیکھا جو پہلے شہید ہوا تھا اسے اس کے قریب اس پہلے کو اس دوسرے کے قریب دیکھا میرے دل میں کچھ خیال آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا تم نے اس میں سے کسی چیز پر تعجب کیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے کوئی افضل نہیں ہے اسلام میں زیادہ مروی جلتے اس کی سیج، بحیرہ اور اس کے کوئی درجے سے

۵۰۶۱. وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَسَّانٍ اَوْ كَانَ لَرَجُلٍ مِمَّنْ جِئْنَا عَنْ رَجُلٍ كَثَلَةً اَوْ كَثُرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْكُمُوا اِحَالَ وَ مَوْلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَكْفُلِيْنَهُمْ فَتَانِ طَلْحَةُ اَوْ كَثُرَ عَنَّا كَقَبْعَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَا فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتَشْفَعَا ثُمَّ بَعَثَ بَعَثًا فَخَرَجَ فِيْهِ الْاُخَرُ فَاسْتَشْفَعَا ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلَى ذِرَاثِهِ كَانَ قَالَ طَلْحَةُ كَرَأَيْتُ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ فِي الْجَنَّةِ وَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ عَلَى ذِرَاثِهِ اَمَّا مَهْطُ وَ الَّذِي اسْتَشْفَعَا اِخْتِارًا لِيْلَيْهِ اَوَّلُ لَهْمُ يَكْفِيْلُهُ فَكَأَنَّكَ مِنْ ذِيْلِكَ فَكَرِهْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَكَانَ وَ مَا اَنْكَرْتُ مِنْ ذِيْلِكَ لَيْسَ اَحَدٌ اَوْ فَعَلْتُ عَنَّا اَللَّهُ مِنْ هَذِهِ يَنْقُضُ فِي الْاِشْكَارِ لِيَسْتَعِيْمَ وَ تَكْفِيْلُهُ وَ تَقْطِيْلُهُ (وَقَالَ اَحْمَدُ)

لے ان کی غم خواری کون کرے گا؟ تاکہ جگہ یہاں رہنا نہ پڑے۔

لے خواب میں

لے پہلے شہید ہونے والا سب سے پیچھے تھا

لے اس قریب پر توجہ ہوا تو پہلے شہید کو سب سے مقدم رکھا جاتا یا دونوں شداد درج میں برابر ہوتے

اور تیسرے کو دیکھ کر بونا چاہیے تھا۔

۱۰ عذابِ عرض کیا

۱۱ جسے جو تائب آپ نے دیکھی ہے اس پر پناہ نہیں

۱۲ ان کی عبادت کی وجہ سے، جب دوسرے شہید کی عمر پہلے سے زیادہ تھی تو اس کی عبادت زیادہ ہونے کی وجہ سے اجر بھی زیادہ تھا۔ اسی طرح تیسرے کا اجر ان دونوں سے زیادہ تھا۔ باقی اس کی تفصیل توجیہ فیض ثانی میں حدیثِ عبید بن خالد میں گزر چکی ہے۔

۵۶۲. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَمِيْرٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَيْنَ النَّوْحِ عَلَى وَجْهِهِ مِنْ كُيُومٍ قِيلَ لَهُ إِنَّ يَمُوتَ هَذَا مَا فِي طَاعَةِ اللَّهِ لَحَقَّكَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَوْ أَنَّكَ مَرَدًا إِلَى الدُّنْيَا لَكُنْتَ يَزِيدُكَ مِنْ الْأَجْرِ وَالْخَوَابِ -

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت محمد بن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو صحابی رسولؐ ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی زندہ اپنی طاعت کے دن سے چہرے کے بل گرا دے۔ حتیٰ کہ اللہ کی اطاعت میں بوڑھا ہو کر مر جاوے تو اس دن اسی عبادت کو حقیر سمجھے گا اور تنہا کرے گا کہ دنیا میں ٹوٹا یا جاوے تاکہ اجر و ثواب اور زیادہ حاصل کر سکے (یہ مذکورہ دونوں احادیث امام احمد نے روایت کی ہیں)

۱۳ محمد بن عمرو - میں پر رزمیم کے چنے زیر

۱۴ یہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی محلیت مشہور نہیں

۱۵ یعنی باطل پر اگر ایسا ہو وقت طاعت سے وقتِ پیری تک سجدہ و نماز میں رہے یا اس سے مراد بونہ کے بعد تائب تکلیف ہے۔

۱۶ قیمت کے دن

۱۷ یہ سن متنی عز زیادہ، خیر بھی زیادہ ہوگی۔

## ۳۳۳۔ بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

### توکل اور صبر کا بیان

وکل اور وکل کا صفت میں معنی کام کا کسی کے سپرد کرنا اور باز رکھنا ہے وکلانہ زیر اور زبر کے ساتھ اسم ہے توکل، اپنی کمزوری کا اظہار اور غیر پر اعتماد کا نام ہے۔ تنکلات اسم تاپرہش ہے شرعی توکل یہ ہے کہ بندے کا تدبیر نفس اور اپنی طاقت و قوت سے بالاتر ہو کر اپنے تمام معاملات کو اپنے رب کے سپرد کرنا، اس کا اکثر استعمال فقہ میں ہوتا ہے معنی توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یہ اعتماد ادا کامل بھروسہ کیا جائے کہ وہ تمام بندوں کے رزق کی ضمانت ہے، اسباب اور کسب کا ترک اس کے لیے شرط نہیں بلکہ ان پر نظر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ توکل دل کا کام ہے جب حق تعالیٰ کی ضمانت پر یقین ہو گیا توکل حاصل ہو گیا۔ حواجز کا معطل ہونا شرط نہیں کام اور کسب اس کے مناف نہیں دوشیں لوگ جو اسباب کو ترک کر دیتے ہیں تو اس لیے ہوتا ہے تاکہ مقدم توکل و ریاضت کامل ہو جائے اور نفس کی نظر ان سے بھی اٹھ جائے اور اس بات کا یقین ہو جائے کہ حصول رزق میں اسباب کا وجود شرط نہیں۔ بعض نے توکل کی تفسیر یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر کامل وثوق کی بناء پر کسب اسباب سے بالاتر ہونا توکل ہے یہ توکل کا ابتدائی حال ہے یا مراد یہ ہے کہ دل کا ان اسباب سے تعلق ہی نہ رہے۔ مستقنی۔ مالک کے لیے اسباب کے ساتھ ساتھ تعلق، توکل سے مانع نہیں ہوتا اور اس کا یقین اسباب اور ترک اسباب کی صفت میں ایک ہی حال پر رہتا ہے مثلاً اگر کھجور کا پودا لگا کر اسے اور غلافِ علت اسی وقت پھل دے دے تو اس صورت میں پودا اگر وہ پودا کئی سالوں کے لیے مسلسل کے مطابق پھل دے تو اس کا یقین اللہ تعالیٰ کی صفت پر کیا ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے لیے بصورت اسباب اسباب پر اشیاء کا مرتب ہونا باری تعالیٰ کی کمال قدرت کا مشاہدہ ہے اور غیر صوب کے کسی شے کا ہونا فقط ایک فعل ہے اور پس۔ اس جگہ اس قدر اشارت الیقینی اور احکام حکم میں کہ وہاں نہیں اور ترک اسباب کی صورت میں اس بات کی تعلق کا معطل ہونا لازم آتا ہے لغت میں مبرض کرنا، تید کرنا اور نفس کو بر شے سے روکنا جیسے قدری میں شیک کی رے بکری کے ساتھ تعمیر کیا جاتا ہے۔ شریعت میں مبرض ہے کہ حکم شریعت اور فرائض کی خواہشات کے درمیان کشمکش کے وقت مجرم شریعت غالب ہو۔ شیخ نجم الدین بحرئی قدس سرہ نے فرمایا، صبر مجاہدہ کے ساتھ نفس کی خواہشات سے ہارنا اور نفس کو اس کی محبوب و مانوس اشیاء سے منع کرنا ہے۔ حواجز میں زیادہ افضل صبر ہے کہ صدق توجہ، دوام حق کے ذریعہ دل کی خواہشات سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا ہے اور فرمایا صبر فرض بھی ہے اور نفل بھی اور اسے فرض اور ترک حرمت کے لیے مبرض فرض ہے، ان صلوٰتوں میں مبر نفل ہے مثلاً فقر اور اس کی تکلیف، صدمہ اعلیٰ،

کتمانِ معاصی، ترکِ شکایت، اخفاءِ احوال و کلمات پر صبرِ غفل ہے، صبر، فرضِ اولیٰ کی متعدد صورتیں ہیں، بسا اوقات انسان صبر کی تمام اقسام پر عمل پیرا نہیں ہو سکتا اس کے لیے صبر کرنا، باقاعدگی کے ساتھ مزید کرنا (اعلیٰ اللہ تعالیٰ) کی مخالفت کرنا اور خیالات کو دھڑکنا مشکل ہو جاتا ہے (انتہی)۔

اگرچہ صبر کی بہت سی اقسام ہیں مگر اس کا استعمال بیانات، معاصی اور کمزوریات کے ساتھ مخصوص ہے صبر کا شکر کا رزق کے ساتھ اختصاص ہے اس فقیر کے رسائل میں سے ایک رسالہ صبر اور اس کی صورتوں پر ہے اس کا نام ”توسیع الامساب بالصر فی جمیع الابواب“ ہے اس میں صبر کا معنی اور اس کے مقامات پر تفصیل گفتگو کی گئی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

۵۶۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أَمَتَيْنِ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يَغْنِيُو حِسَابَ هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَعْرِضُونَ وَلَا يَتَخَذَرُونَ وَعَلَى تَرْتِيهِمْ يَكُونُ تَحْلُوتُونَ (مُسْتَقْبَلُ عَلَمٍ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں یہ وہ لوگ ہوں گے جو جہاد چھوڑ کر نہیں گئے بلکہ لوگوں میں سے اپنے آپ کو بچھڑ کر رہ گئے (بخاری و مسلم)۔

اس حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت منتر سے مراد جاہلیت کے تقویٰ حالت میں محنت و دست سے مستفادہ تھے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر سکوت اختیار نہیں فرمایا کیونکہ ان کی وجہ سے شرک کی پڑنے کا اندیشہ ہے اس پر قرینہ آپ کے الفاظ ”ولا يتحيزون“ ہیں کیونکہ یہ چیز مسلمہ ہے کہ قال بہ عادات جاہلیت میں سے ہے اور یہ ممنوع ہے۔ عادات جاہلیت سے اجتناب اہل اسلام پر لازم ہے، باوجود اس بات کے کہ اس میں ضمیمہ ہے اور اس پر ایک عظیم و اعلیٰ جزا منتر ہے کہ وہ جنت میں بغیر حساب جائیں گے۔ مگر اکثر مسلمان اسباب میں گرفتار و مبتلا ہیں۔ دعوہ جاہلیت کے جتن منتر کو چھوڑنا بھی توکل کے درجات سے ہے اس سے بھی بلند تر توکل ہے کہ مطلقاً ملایح مبالغہ، جہاد چھوڑ کر اللہ پر کو چھوڑ دیا جائے مقام توکل پر پہنچ کر حاصل کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ توکل کا یہی معنی معروف ہے لہذا توکل کی تفسیر ان الفاظ میں کی گئی اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر کامل بھروسہ کرنے سے جو کہ سب اسباب کو ترک کر دینا جیسے کہ اگرچہ سب اسباب خاص اور متوسط لوگوں کا مرتبہ ہے مذکورہ حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ لا یغنیو حساب ہمارے انصاف نے حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”الَّذِينَ أَحْسَنُوا لِحُكْمِي وَزِيدُوا“ (یہ ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اچھے اعمال کیے اور اس پر اضافہ ہے) تیسرا مرتبہ ایسے مقرب اور متقی لوگوں کا ہے جن کی نظر اسباب سے کلیہً اٹھ چکی ہوتی ہے ان کے لیے اسباب کا وجود و عدم برابر ہے اور ان لوگوں کو تبدیل والے اسباب کی ہماروت اور آزادی کا اختیار ہوتا ہے اس حیثیت سے وہ عزیمت کی راہ اپناتے ہیں یہ مرتبہ خاص القویٰ مثلاً انبیاء و اولیاء کا ہے جو اپنے آپ سے خالی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے زندہ ہوتے ہیں۔ یہ مرتبہ توکل کی انتہا اور حقیقت ہے اور اس کی جزا اقام سے بلند ہے، تحقیق مقام ہے کہ اسباب کی تین اقسام ہیں۔ یقینی، قطعی، و تجویزی





عُكَاشَةُ - مجھے اشدان میں سے کھڑے فرمایا اس دما میں حمہ  
عکاشہ سبقت لے گئے تھے (بخاری و مسلم)

سہ بصورت کشف و بیان یا عروب میں یا یہ قیامت کے بارے میں اطلاع ہے، ماضی کے ساتھ تعبیر کرنے کی وجہ ان کا یقینی تعلق ہے۔

سہ کسی نے ان کی اتباع نہیں کی ہوگی اس لیے ان کے ساتھ کوئی ان کا امتی نہ ہوگا۔

سہ ان کے علاوہ یا انھی میں سے جیسا کہ روایت بخاری اس پر دل ہے۔

سہ داغ لگا نا بھی اسباب و وجہ میں سے ہے، احادیث میں اس پر ممانعت آئی ہے۔ ضرورت کے موقع پر اگر

حاذق طبیب کے قواس میں رخصت بھی ہے لیکن مختار مکروہ حرام ہے اس پر سیر حاصل بحث شرح سفر السعادت میں ہے وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

سہ اسباب و وجہ کی طرف ناگہ نہیں بڑھاتے۔

سہ عکاشہ بن محسن، میم کسور، حاسکن صادر پر فتح، عکاشہ مین پر پیش، کاف شدہ یا مخفف مین شدہ کثر ہے، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں، غزوہ ہند اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ بدر کے دن ان کی حواریوں نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کڑی یا کھجور کی شاخ (راوی کو شک ہے) عنایت فرمائی تو وہ ان کے ہاتھ میں حواریں گئی۔ بیت رضوان کے موقع پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں جنت کی بشارت دی اور فضلاء و صحابہ میں سے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر کے دور خلافت میں ارتداد کے دنوں میں ان کا دھماکا ہوا، ان کی عمر پینتالیس سال تھی، ان کے حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور غلامہ زید حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے۔

سہ توکل کرنے اور بجا حساب جنت جانے والوں میں سے کہے۔

سہ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مجلس میں ایک ہی کے لیے دعا کا حکم تھا جب آپ نے عکاشہ کے لیے دعا فرمائی تو اب گھٹائش خدیجہ یا یہ وہ سر شخص اس مرتبہ کا تعلق نہ تھا اس کے باوجود آپ نے اس کے نابل ہونے کی تصریح نہ کی بلکہ شریک کائنات کے ساتھ جواب عنایت فرمایا اور اس کا سبب عکاشہ کا دعائیں پہل کر لینا فرمایا۔ شارحین حدیث نے بیان کیا ہے کہ یہ وہ سر شخص منافق تھا اس لیے آپ نے دعا نہ فرمائی، بلکہ حسن خلق کا منہ پر فرماتے ہوئے عمل کلام کے ساتھ جواب دے دیا بعض کی رائے یہ ہے کہ عکاشہ کے لیے دعا کی تفصیل وہی خلق کی بنیاد پر تھی یہ قول زیادہ درست ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ دوسرے شخص حضرت سعد بن جہاد تھے جو خصوصی مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔

سہ اس حدیث میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ صالحین سے دعا کر لو گے میں جلدی اور سبقت کرنی چاہیے۔

۵۱۶۵ وَعَنْ مَهْقَبِ بْنِ كَثَّانٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا اِلَّا مِنْ الْمُؤْمِنِ

اِنَّ اَمْرًا كُلَّهُ لَهٗ خَيْرٌ وَّ اَكْبَرُ ذٰلِكَ اَنْ يَّحْدِثَ اِلَّا

کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان

پر تعجب ہے کہ اس کے تمام کام خیر ہیں۔ بات کسی کو حاصل نہیں

يَلْمُزُونِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَهْمٌ مِّنْكَ فَكُنْ  
 خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مَنْرًا مِّنْكَ فَكُنْ  
 خَيْرًا لَّهٗ - (رَدَّ اَوْ مُنْجِلٌ)

سہ حضرت مسیح ربی فقر و صواب میں سے تدریم الاسلام میں ان کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔  
 سہ میر و شکر دونوں کا مقام بندہ کے اعلان پر اور جواب مرتب ہوتا ہے۔ آدمی ان دو حالتوں سے غالی نہیں ہوتا  
 بس اس کا بریل بہتر ہے۔

۵۰۶۶ وَكَانَ اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ الْمُنْمُوْنُ الْقَيُّوْمُ

خَيْرٌ وَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُنْمُوْنِ الْقَیِّیْمِ

وَفِي كُلِّ خَيْرٍ اِخْرَیضٌ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ وَ

اَسْتَعِیْنِ بِاَللّٰهِ وَلَا تُعِیْزُ عِزَّ اَنْ اَصَابَكَ

شَیْءٌ وَّ كَلَّا تَعْلَلْ لَّوْ اِیَّیْ فَعَلْتَ كَانَ كَذٰبًا

كَذٰ اَقْلَمَ قَدَرًا اَللّٰهُ وَ مَا شَاءَ فَعَلَ حَتّٰی

لَوْ نَفَعَمُ عَمَلُ الشَّیْطٰنِ - (رَدَّ اَوْ مُنْجِلٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ  
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قوی مومن اللہ تعالیٰ  
 کے مال کو روزیوں سے زیادہ پسند ہے۔ خیر سب میں ہے  
 اس پر جس کو جو نعمیں نفع دے اللہ سے مدد مانگو عاجز  
 نہ ہو جاؤ، اگر تعین تکلیف پہنچے تو یہ دیکھو اگر میں وہ کام کرنا  
 تو ایسا ہو جاتا لیکن یہ کہو اللہ تعالیٰ نے یہ یہ مقصد کیا تھا جو  
 اس نے چاہا کیا، کیونکہ اگر اگر شیطان کا کام کھوتا ہے۔  
 (رسم)

سہ ایمان، اعتقاد، عقلا اور اس پر توکل اور بھروسہ، اسوہ خیر میں عزیمت، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے میں قوی ہو یا  
 لوگوں کی سنگت میں مصروفیت، نصیحت کی صورت میں ایذا پر اور خیر کی تعلیم میں برداشت رکھنا ہو۔  
 سہ خواہ مومن قوی ہو یا کمزور، کوئی مسلمان صفت غیر سے غلط نہیں ہوتا اعدایان صفت غیر میں سے کھل ہے۔  
 سہ اللہ سے مدد و اعانت طلب کرنے میں۔

سہ کیونکہ حالت ولایت کی نسبت ان طرف کرنا شیطان کا کام ہے اعدائے کے حل میں ایسا دوسرے کا مطلب  
 اور بعض احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے جیسا کہ میں فرمایا: لَوْ اِیَّیْ فَعَلْتَ كَانَ كَذٰبًا  
 قَا اَسْتَدْبُرْتُ یٰہ - اس معنی میں ہے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

۵۰۶۷ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَلْحَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ یَقُوْلُ کُوْ

اَنْتُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ حَتّٰی تَوَلَّیْہِمْ لَوْ اَنْتُمْ

کَمَا یُزِیْرُ بَنِی الْعَظِیْرَ لَعَدُوْ عِصَا صَا وَ تَوَدُّوْہُمْ

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 روئے ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ  
 فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو  
 جو اس کا حق ہے تو تم کو وہ ایسے مدد دے گا جیسے پرندہ



ہونے کی وجہ سے ہے۔

تہ اس سے مراد وحی خفی ہے۔

۳۵ جو اس کے لیے مقرر ہے۔

۴۷ جب روزی کا معاملہ اس طرح ہے۔

ھے تاکہ کہیں زیادہ روزی کی تلاش کی وجہ سے شریعت کی نافرمانی نہ ہو جائے۔

شہ جب لائق میں تاخیر ہو جائے تو پریشان نہ ہو، حرام اور مکروہ راستے سے رزق حاصل نہ کرو کیونکہ جو رزق غفر ہے وہی ہے گا خواہ کب سے، ظالمی سے زیادہ نہیں ہو جائے بلکہ وہی ہے گا جو مقتدر تھا تو اضطراب کا حاصل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ تمہیں جو بھی ہے گا وہ حرام ہو گا تو جمعیت کے ذریعے لائق کا شی ہی نہ کرو۔

مثبت یعنی نذوق حاصل، طاعت و غزوہ واری پر دوام اختیار کرو کہ جو جہنم ہے وہ شے کا نافرمانی کے ذریعے مل حاصل نہ کرو ورنہ وہ حرام ہو جائے گا اگر وہی مال بصورت طاعت حاصل کیا جائے تو حاصل اہل قبلہ بدرجہ ہوتا۔ خوشی میں یہ بھی ہے کہ دعا عند اندر سے مراد حق ہے۔

شہد یا مروت یہ ہے کہ بیعتی نے ان روح الامین کی جگہ روح القدس کے الفاظ شرع السنہ کی طرح ذکر نہیں کئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ولایتِ خود کو تمام لوگوں کو عوام کر لینے میں ہے اور مدلولِ بزرگوں کو رکھنے میں۔ لیکن دنیا میں نابینا ہے کہ اپنی مقبوضہ شے پر اس کے زیادہ بھروسہ نہ کرے جو اللہ کے قبضہ میں ہے اور جب تو کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو تو اس کے ثواب میں پہنچے اتنی دولت ہو کہ تو کہے کا شے یہ مصیبت میرے لیے نہ آئے اور نہ کسی جہالت کے۔

ابن ماجہ، ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کا

را این ماجرا، مرتضیٰ نے کہا یہ ہمیشہ غریب ہے اور اعلیٰ  
داوی عمر بن واقعہ شکر اللہ ہمیشہ ہے)

٥٦٩ وَكَانَ أَخِي ذِي عَيْنٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَعْرِيمِ الْحَكْلِ وَلَا إِصْاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ الرِّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْ لَوْ بِمَا فِي يَدَيْ اللَّهِ وَأَنْ تَكُونَ فِي تَحَابِّ الْمُصْلِحِينَ إِنْ آتَى صَبَتْ بِهَا أَوْ كَبُرَتْ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا لَيْسَتْ لَكَ رَمَاهُ الْيَرْمُونِيُّ قَائِلًا بِمَا جَاءَهُ وَكَانَ الْيَرْمُونِيُّ هَذَا أَحَدُ بَنِي عَمْرِو بْنِ وَائِلٍ الْيَلَوِيُّ مِنْكُمْ الْخَدِيدِيُّ

سے حرکِ لذت و شہوت اس طرح کہ حلال کو حرام جانتا ہے شرعاً منع ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَوَّلَیَّیْنَ فَاُولَٰئِکَ لَیْسَ لَهُمْ شَرَفٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ وَهُم مَّوَدَّعِیْنٌ** (ان طبیات کو حرام مت بناؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، ان سے مال و ترک کرنا اور اس کا خرچ کرنا یہ بھی ممنوع ہے۔

۲۵ توکل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر کمال جبر و سر کیا جائے۔

مسلک واضح رہے کہ مذہب دنیا میں بے ریشی اور متاع دنیا اور مل وجاہ کی خواہشات سے باہر آنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صرف اس سے مقامِ مذہب کمال نہیں ہو جاتا بلکہ یہ مقامِ صبر و توکل اور آخرت کی طرف رغبت کی طرح

حاصل ہونا ضروری ہے کہ دینی مصائب اور بلائیں امید ثواب کی وجہ سے محبوب ہو جائیں بکمال مصائب کا موجود ہونا نہ ہونے سے بڑھ کر محبوب ہو جس شخص کو یہ چیز حاصل ہو جائے وہ ناجہ ہے ہندو حلال کو حرام اور حلال کو حرام کر دینا کیا معنی؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے تھا تو فرمایا اے نوح بن! حقوق الہی کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا تو اپنے سامنے پائے رکھو۔ اور جب مانگو تو اللہ سے مانگو جب مدد چاہو تو اللہ سے چاہو اور یقین رکھو کہ تمام لوگ اگلے ہو کر نفع پہنچنا چاہیں تو میں پہنچا سکے گا اس چیز کا جو اللہ نے تمہارے لیے رکھ دی اور اگر اگلے ہو کر تجھے نقصان پہنچائے گا تو گمشدہ کر دی تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا اس چیز سے جو اللہ نے رکھی ہے تم اسے چھو نہ، ورنہ شک ہو جائے۔

(مسند احمد، ترمذی)

وَعَنْ اَبِي عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ تَخْلُفُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ احْفَظْ اللَّهُ يَحْفَظُكَ احْفَظْ اللَّهُ يَجِدْكَ فَجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعِذْتَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ احْتَمَمَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُكَ لَيْسَ بِكَ يَنْفَعُكَ إِلَّا بِشَيْءٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَ وَلَوْ احْتَمَمُوا عَلَى أَنْ يَضُرَّكَ لَيْسَ بِكَ يَضُرُّكَ إِلَّا بِشَيْءٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَيَعْتَبِرُ الْأَقْلَامُ وَجُعِلَتِ السُّعُفُتُ .

(رداءۃ أحمد والترمذی)

۱۔ سوانی پر سوار تھا۔

۲۔ اس کی رضا کا طالب بن جا۔

۳۔ مدد نصرت میں۔

۴۔ جو نفع اللہ نے تیرے مقدر میں رکھ دیا ہے۔

۵۔ تقدیر کے تمام اور رکھے جانے سے خارج ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ یعنی دعائیت میں تجھ کو جہاں تک ہے تو یقین میں رضا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کر دینا کا عظیم ہے، اگر تو نعمت پر کمال کا شکر کرنا ہی اصل ہے کیونکہ عام میں اور ظاہری دفعی میں اگر ایسا نہیں تو پھر ممبر کے بغیر چارہ نہیں اور یہ فضیلت رکھتا ہے، جان لے ممبر کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے اور نعمت و نعمتی کے ساتھ کٹ دے یعنی ہر روز بندگی کے جھکاؤ کی ادھر ہر نعمتی کے بعد دعوت و خوشی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِذَا شَبِهَ ہر نعمتی کے بعد آسانی ہے اور ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی یعنی اگر آدمی ایک تنگی جھیل لے تو وہ آسانیاں ہیں ایک دنیا میں ایک آخرت میں حاصل ہوگی۔ جیسا کہ مسلمان دنیا میں فقرو نعمتی جھیلے ہیں تو انہیں دنیا میں نفع و نصرت اور آخرت میں جنت اور اللہ تعالیٰ کا دیکر دکھایا جاتا ہے اور یہ تمام الفاظ صحابہ کی دوسری حدیث میں آئے ہیں جو مشکوٰۃ میں آئے۔

٥٤٦ **وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاكَ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ وَمِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُكَ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ وَمِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)**

حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوج یا انسان کو خوشخبری  
 یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر راضی ہو جائے اور خدا کی  
 برکتی اللہ تعالیٰ سے اس کا خیر مانگ چھوڑ دینا ہے۔ اس کی  
 بدعتی ہے یہ ہے کہ پشاور سے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے  
 کو ناپسند کرتا ہے۔  
 (مسند احمد، ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

لے ہر اس چیز پر راہنی ہو جو اس کی تقدیر میں ہے۔

سکھ دیا۔ ہوتا تھا کہ شاہینا پسندیدہ اعمال پر بھی خوش ہو تو اس کا انکار کر دیا کہ اسٹنڈ تھا پی بے بروقت خیر و صلاح طلب کی جائے، تاکہ مصیبت سے محفوظ رہا جاسکے۔ دراصل اسٹنڈ تھا پی کی قصداً فعل پر مبنی ہونا لازم ہے اگرچہ مصیبت میں گرفتار ہو اور یہ سمجھے کہ میرا عمل ہے جس کا فیصلہ ہو چکا تھا اس کی مزید تحقیق لازم کو میں سمجھتا ہوں۔

### الفصل الثالث

٥٠٦  
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَمَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ فَمَا قَعَلُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَلُ مَعَهُ  
فَأَذَرَهُمْ الْكَأِيلَةَ فِي دَاخِلِ كَيْسِ بْنِ الْيَمَانِ  
فَقَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَتَلَ فِي النَّاسِ يَسْتَوِلُونَ بِالنَّبِيِّ  
فَقَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَحْتَ سَمَرَةٍ فَعَلَى يَمَانِيَّةٍ وَبَيْنَهُمَا كَوْمَةٌ  
فَأَذَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
قَرَارِ عَيْنِيكَ أَعْمَى فَعَلَّالُ إِنْ هَذَا الْحَرْطُ  
عَلَى سَيْفِي وَأَنَا نَارِي فَاسْتَيْقِظْتُ وَ  
هُوَ فِي يَدِي فَلَمَّا قَالَ مَنْ يَنْعُكَ مَيِّتِي  
فَقُلْتُ أَنَّهُ كَلِمًا وَلَمْ يَعْرِفْهُ وَجَلَسَ

[illegible]





(ترجمہ) اے اَحْمَدُ ابْنُ مَاجَةَ قَالَ الذَّارِقِيُّ

صورت پیدا فرما دے گا اور اس جگہ سے روزی دے گا  
جن کا اسے گمان نہیں تھے۔ (رحمہ اللہ، ابن ماجہ، دارمی)

سے اگر لوگ اس آیت قرآنی پر عمل کریں تو انہیں باقی افعال سے کافی ہوجائے۔  
سے اس آیت کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا  
تک بغیر کسی تنگی اور تنگدگی کے روزی دے گا۔

۵۰۴۴ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت  
سُحُفًا "میں ہوں روزی رسال بڑی قوت والا۔"  
(ابوداؤد، ترمذی نے کہا یہ حدیث میں طریب ہے)

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَنَا  
الْمُرْتَأَى ذُو الْقُرْبَى الْمَتِينُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَانَ ذَاوَدُ  
وَقَالَ هَذَا أَحْوَدُ حَسَنٍ هَبْ

سے مشہور قرار دیا اِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُرْبَى الْمَتِينُ ہے حدیث میں شافعی قرار دیا۔

۵۰۴۵ وَ عَنِ ابْنِ أَبِي قَالٍ كَانَ أَخُو ابْنِ عَلِيٍّ

حضرت ابن ابی قحطافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ  
دولت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری جہالت میں  
دو جہالت تھے جن میں ایک آپ کی خدمت کو نہ اندر دھرا  
کوئی پیش کرتا تھا۔ پیش کرنے والے نے حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی خدمت میں اپنے بھائی کی شکایت کی۔ فرمایا  
شاید تجھے اس کی بہت سے روزی ملی رہا ہے۔  
(ترمذی نے کہا یہ حدیث میں طریب ہے)

عَلِيٍّ عَلَيْهِ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ  
أَحَدَ هُمَا يَتَنَبَّأُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَالْأُخَرُ يُخْبِرُكَ فَكُنَّا كَالْمُتَحَرِّفِ أَخَاهُ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ  
تُرَدُّ قُلُوبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحْوَدُ حَسَنٍ  
صَبِيحُ خَرِيصُ

سے جبکہ وہ غیر شادی شدہ تھا۔

سے اس نے سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے اس کو میری مدد کرنی چاہیے۔

سے آپ نے بوجھ اٹھانے پر میری وجہ سے کہ شاید جو بوجھ اٹھانا آپ سے بعد از حق جاہلی کہتے  
شاید وہ اس کی برکت سے ہو۔

تک یہ حدیث اس معاملہ پر واضح دلیل ہے کہ فقر کو کا بوجھ اٹھانا خصوصاً روزی الاطعام کا۔ یہ مذاق میں برکت کا  
ذہبیہ بنتا ہے۔

۵۰۴۶ وَ عَنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انسانی  
دل کی ہر روزی میں ایک شلح ہے تو دل کو ان قسم  
شاعروں کی طرف نہ دیکھے اللہ کو نہیں پرواہ کہ کسی جگہ میں

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ  
أَدَمَرِيكَ وَأَدَمَرِيكَ فَمَنْ أَجْبَعَهُ قَلْبُهُ الشُّعْبُ  
كُلُّهَا لَمْ يُبَالِ اللَّهُ بِهَا قَدْ أَهْلَكَ وَأَهْلَكَ وَمَنْ

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ كَمَا وَالَّكَافَّةُ السُّعُوبَ -  
(رد ۱۵۸ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)

ہاک کر دے اور جو اللہ تعالیٰ پر پوروں کرے گا وہ  
اے گھمبیل سے بچلے گا یہ (ابن ماجہ)

اے اس سے مراد حصولِ رزق کے لیے خواہشاتِ دل اداں کا مستحق ہونا ہے۔  
اے جو ان تمام خواہشات کی پیروی کرے گا۔

اے اور اس کائنات سے اس کی روانگی آخرت کی طرف کیا خبر اس حال میں ہو؟

اے اس کی تمام خواہش کو پورا فرمائے گا

۵۷۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سَبَّحُكُمْ سَعْرَةً وَجَنَّةً  
لَوْ أَنَّ بَيْتِي أَطَاعُونِي لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرُ  
بِالنَّيْلِ وَأَطَاعَتِ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ بِالنَّهَارِ وَأَعْلَوْ  
أَسْبَحُهُمْ صَوْتُ الرَّعْدِ (رد ۱۵۸ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے  
بندے میری اطاعت کریں تو میں راتوں رات ان پر بارش  
برساؤں اور دن میں دھوپ نکالوں انھیں گرنے کی آواز  
بھی دے سکاؤں۔ (مسند احمد)

سہا کر یہ پانی حاصل کریں رات کی تفصیل اس لیے ہے کہ اکثر بارش رات کو نافع ہوتی ہے۔

اے یعنی من و سلاقی عطا کروں اور انھیں کوئی خوف نہ ہو۔

۵۷۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى  
أَهْلِهِ فَلَمَّا تَأَمَّلَى مَا بِهِمْ مِنَ الْعَاجِزَةِ عَجَزَ  
أَهْلُ الْبَيْتِ وَكَلَّمَتْهُ أُمُّ امْتَرَأَتْهُ حَامَتُ  
إِلَى الْوَلَدِ فَتَوَضَّعَتْهَا إِلَى الْقَنْزِ فَسَجَدَتْ  
لَهُ فَكَلَّمَتْ أَلْفَهُ أَمْرًا قَبْلًا فَتَقَوَّضَتْ حِينَ ذَا  
الْجَفَّةِ قَدْ امْتَلَأَتْ قَالِي وَذَهَبَتْ إِلَى  
الْقَنْزِ فَوَجَدَتْهُ مُسْتَلِثًا قَالَ جَنَرَجَمَ  
الْوَدَّ بِرَ قَالِي أَصْبَحْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا كَالْوَدِّ  
اِمْتَرَأَتْهُ لَعْنَهُ مِنْ بَنِي بَنِي كَامِلٍ إِلَى الْوَلَدِ  
كَذَا كَمَا لِلَّهِ الْوَلَدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَتْ كَمَا أَتَتْ لَوْ كُنْتُ بِرُفْعَتَا لَوْ كُنْتُ كَمَا مَرَدَمُ  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - (رد ۱۵۸ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)

اور انھی سے مراد ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں  
کے پاس گیا، ان کی محتاجی دیکھی تو جنگل کی طرف بھی گیا  
جب اس کی بیوی نے یہ دیکھا تو وہ بھی کی طرف اٹھی اے  
دیکھا اور تنور کی طرف گئی اے جھانک دیا پھر دعا کی اہلی  
ہمیں روزی دے تو پالہ بھر گیا۔ رادی کہتے ہیں کہ وہ  
محنت تنور کی طرف گئی تو اے بھلا ہوا پایا فرماتے ہیں کہ پھر  
خاوند کو دیا اور کہا کیا تم نے میرے پیچھے کچھ پایا۔ بیوی نے  
کہا ہاں اپنے رب کی طرف سے نصف شخص بھی کی طرف اٹھا  
یہ واقعہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا گیا تو  
فرمایا یقیناً اگر وہ شخص اے دعا اٹھا تو مکی یا مدنی ہو  
مجموعی رہی ہو۔

(مسند احمد)

اے تاکران کے لیے کچھ روزی حاصل کرے۔

اے خاوند جنگل کی طرف چلا گیا ہے۔

تک اپنے سامنے چلی کو رکھا یا ایک بچی کے ایک بچہ کو دھڑکے پتھر پر دکھا اس امید پر کہ خداوند ہمارے کچھ لائے تو ہمیں کر پکاؤں گی۔

تک گرم کروں تاکہ روٹی پک کے سب سے کھائی تو سب کو کھانا ہے۔

شہ وہ پیار جو اس نے بچی کے بچے دکھا تھا بھر گیا۔

شہ غیب سے تھوڑی سی روٹیاں لگ گئیں اور وہ ان سے بھر گیا

شہ اور یہ حال دیکھا

شہ جیسے تم نے پسین کر پکایا ہے

شہ ہاں ہم نے پایا، غلوں کی طرف سے نہیں بلکہ اپنے لب کی طرف سے پایا ہے۔

شہ جو اس حالتوں نے رکھی تھی۔

شہ یہ سب جبر و توکل کی برکت ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوارِ بکرامت ظاہری حیات میں کسی صحابی کے سامنے پیش آیا تھا کہ یہ سابقہ کسی شخص کا واقعہ ہے۔

۵۰۶۹ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ

لِيُطْلَبَ الْعَبْدُ لِمَا يَطْلُبُهُ أَحَدُهُ۔

(رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ)

شہ یعنی رسول کا منافقینی ہے جس طرح حصولِ موت کے لیے جو جہاد فرمادی ہیں اس کے بغیر حاصل ہوتی ہے

اسی طرح مقتدرِ رزق کے لیے جو جہاد کی جلتے یا تہ بطورِ مل کر رہا ہے یعنی حصولِ رزق کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مشتمل ہو

توکل ہی اصل ذریعہ ہے اس میں اضطراب نہ رکھا جائے البتہ توکل رکھنے جوئے شریعت کے مطابق اس میں توازن کا کوئی نقص

بھی درست ہے، بہت سے

توکل کن جیسا پاؤ دست

واللہ اعلم بالصواب، انظر اور پاؤں نہ مار، تیسرا رزق تمہ پر تمہ سے زیادہ عاشق ہے۔

۵۰۸۰ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ

قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ

يَسْتَسْمِعُ الدَّهْرَ عَيْنَ وَاجْمِعِهِمْ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ

اسْقِنِي لِقَائِي حَافِظَهُ لَا يَعْطَمُونَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

پیری قوم کو صاف کر دے کہ جانتے نہیں کہ خدا کا حکم

سے ادماہ - جو پرکھو خون آلود کرنا

اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اے اللہ! اس قوم کو میرے حال سے آگاہ فرما دے تاکہ یہ ایمان لے آئیں۔ شیخ ابن حجر مہدوی بیان کرتے ہیں مجھے نہیں کہ یہ لوگوں سے پیغمبر تھے؟ ممکن ہے حضرت توح علیہ السلام ہیں انتہی۔ روایات میں آیا ہے کہ قوم حضرت توح علیہ السلام کو استسارہ یعنی کہ آپ کا جہم لہو لسان جو جہان آلودہ بڑی مدت تک زمین پر پڑے رہتے تھے جب بوش آیا تو انھوں نے کہہ دیا کہ آپ کا پیغام دینا شروع کر دیا، بعض شارحین حدیث کہہ گئے یہ ہے کہ یہاں کوئی اور پیغمبر مراد نہیں بلکہ خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد ہے مگر آپ نے ابہام و اجمال میں بات فرمائی ہے اور یہ بات بڑی واضح ہے اور یہ جلد آپ سے غزوۂ اعدا کے موقع پر منتقل ہے۔

## ۳۳۴ - بَابُ الرِّیَاءِ وَالسُّبُعَةِ

### دکھاوے اور خود غفائی کا بیان

ریاء، رذیت سے شوق ہے۔ مراءج میں ہے ریا کسرہ اور د کے ساتھ پڑنے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر کرنا، جن اعمال میں ہے ریا عبادت کے فدیے لوگوں سے مقام و مرتبہ طلب کرنا ہے لہذا ریا عمل ظاہری کے ساتھ مخصوص ہے اور جو کام ان قبل عبادت نہیں وہاں ریا کاری نہ ہوگی مثلاً کثرت مال و متاع، حفظ اشعار اور حسن روی اگر جوادیاں تکبر ہوگا ریا نہیں۔ اس میں طلب جاہ بھی مقصود ہوتا ہے چنانچہ مشائخ مریدین کو ترغیب اور ان کے تلوہ کو مانع کرنے کے لیے جو کچھ کہتے ہیں یہ بھی وہ حقیقت ریا میں شامل نہیں اگرچہ صورت میں وہی ہے اس معنی کی وجہ سے کہا جاتا ہے صدیقین کی ریا مریدین کے اخلاص سے بہتر ہے۔ واضح رہے کہ ریا یہ ہے کہ ایک آدمی کے اندر ایک کمال فی الواقع پایا جاتا ہے اور وہ اسے لوگوں کے سامنے اس لیے نمایاں کرتا ہے تاکہ لوگوں کے علم میں آئے اگر وہ کام اس میں ہے ہی نہیں اب اگر ظاہر کیے کہ تو یہ کذب و افتاد ہے نہ کسبیا، اس طرح کہہ جاتا ہے کہ ریت یہ ہے کہ وہ عیب بیان کیا جائے جو واقعہ کسی شخص میں پایا جاتا تھا اگر وہ پایا نہیں جاتا تو یہ افتراء متبہان ہوگا۔

ریا کی چند اقسام ہیں ان میں بدترین قسم یہ ہے کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا و عبادت قطعاً مقصود نہ ہو بلکہ بعض مخلوق کے دکھاوے اور دنیا سے طلب منزلت کے لیے جو اہم چیز نہایت ہی اللہ تعالیٰ کے مذاب و غضب کا سبب ہے لہذا اس کا یہ عمل باطل ہوگا حتیٰ کہ بعضی نے کہا ہے اس سے فرض کا سقوط بھی نہ ہوگا بلکہ اس پر نقص لازم ہوگی۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اس میں دونوں باتیں ہوں گی مگر جانب ریا کاری غالب اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی قسم کا ہے ایک محضت یہ ہے کہ بعضی اللہ سے برابر ہوں تو اس صورت میں ظاہر تو یہی ہے سودو زیاں برابر ہوگا مگر احادیث و آثار بتاتے ہیں کہ

اب عمل قبول نہیں ہوگا کہ یہ وہ صورت جس میں نیت ثواب اور فرائض الہی کا حصول غلبہ ہو اس میں عمل کا نقصان ہوگا  
بطمان نہیں ہوگا یا نیت کے مطابق ثواب و عذاب ہوگا - نیز یہ بھی فرق کیا گیا ہے کہ ریا کاری کب عمل میں آتی؟ ابتداً عمل میں  
درمیان میں یا بعد از اہل لائق ہوگی - پہلی سب سے بدتر دوسری اس سے کم اور تیسری اس سے کم تر ہے اور اس سے عمل  
باجل نہ ہوگا یہ بھی فرق کیا گیا ہے کہ ریا کا عزم مقصود تھا یا دوسری تھا یا اسے خواہی یا ناغایت درجہ دشوار اور اخص کا  
ہونا نہایت ہی مشکل ہے بیان کیا گیا ہے کہ اگر اپنی تعریف کسی سے کم کر خوش ہوتا ہے تو یہ ریا کی علامت ہے، اگر  
صلوت میں کام کیا لیکن دل میں ریا رکھتا تھا تو یہ بھی ریا کاری ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ عطا فرمائے - ریاں ایک صورت  
یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے فضل و لطف اور رحمت سے خوش ہو کر اس نے گنہوں پر پردہ ڈال لیا ہے عبادت  
اور دیگر معاملات کو اس ارادے سے کیا ہے کہ اسے کدین کا غلبہ ہو اور لوگ نیکی میں اقتدار لیں تو غموں میں ہے، ریا کاری نہیں  
جیسا کہ اس پر احادیث میں یہ نکتہ نہایت خاص ہے اور تفصیل طلب ہے، کتب فقہ میں ان پر گفتگو نہیں کی گئی لہذا اس  
کی تحقیق اہل علم سے خصوصاً امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم سے تحقیق کرنی چاہیے - یہ جو کچھ مذکور ہے اسی سے  
حاصل کیا گیا ہے -

نکتہ: سین پر پیش، میم ساکن، اس کا ذکر اکثر لفظ ریا کے ساتھ آتا ہے کہ یہاں تا ہے فلاں نے یہ کام برائے  
ریا دہو کیا ہے یعنی لوگ اُسے دیکھیں اور سنیں - نکتہ ان چیزوں میں جو کچھ کائنات سموع سے اور ریا کا مقصد  
عامہ ہے۔

## الفصل الاول

### پہلی فصل

۵۰۸۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ  
وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ  
(دعاء منہج)

صلوہ نظر رحمت و عنایت تمہارے ان ظاہر کو نہیں دیکھتا جو پھر بدیرت سے مری نہیں ان سوال کو بھی نہیں  
دیکھتا جو خیر قبول سے خالی ہیں -

سے ان دلوں کو دیکھتا جو عمل تقویٰ ہیں اور تمہارا وہ کردار جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے - بعض کتب احادیث میں  
الفاظ روایت یہ ہیں إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ  
تمہاری ظاہری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا مگر تمہارے دل اور نیتوں کو دیکھتا ہے -

۵۰۸۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا أَغْنَىٰ

یعنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے میں تمام نعمتوں

النَّارُ كَأَنَّهُ عَيْنٌ نَّاظِرَةٌ لِّمَنۡ عَمِلَ عَمَلًا  
 أَشْرَكَ بَيْنَهُ مَعِيَ غَيْرِي قَرَنَهُ وَشَوْكُهُ  
 وَفِي يَدَايِهِ كِتَابَانِ مِنْهُ بَرِيءٌ لِّلَّذِي  
 عَمِلَ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

یہ عمل کرے (مسلم)

اس معنی اس کائنات میں جتنے شرکاء ہیں وہ شرک کے محتاج ہیں اور اس پر ماضی ہیں کہ اس چیز میں میرا دخل اور شرکت ہے بخلاف بری ذات کے کیونکہ اس علی الاطلاق خلاق ہوں۔ شرکتِ عبادت سے میں بے نیاز ہوں یہاں تک کہ وہ میرے لیے ہی خالص نہ کسی جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرک کا نام اس لیے دیا کہ بندگان نے انھیں شرک محض پایا ہے پس اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی بے نیازی اور ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا۔

اس کے کسی عبادت میں دوسرے کو شرک کر لیتا ہے۔  
 اسے اس حدیث کا ظاہر واضح کرنا ہے کہ ریاکاری کا انتقال ثواب کو فوت کر دیتا ہے لیکن شامین نے فرمایا ہے کہ یہ بات دوسروں میں ہے کہ یا تو مقصد محض ریاکاری ہو یا تو مقصد غالب ہو یا ریا کا مقصد غالب ہو یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ عبادت میں ریاکاری کے فعل پر زہر و تویخ پر مبالغہ ہے۔

وَعَنْ جُنْدُبٍ كَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنۡ سَعَتَ سَعَةً مِّنۡهُ  
 وَمَنۡ يُّدَا فِي يَدَايِ اللَّهِ مِمَّ - (مُسْلِمٌ عَلَيْهِ)

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سنا چاہتا ہے اللہ اسے ستائے گا اور جو دکھانا چاہتا ہے اللہ اسے دکھا دے گا (بخاری و مسلم)

اس لیے نص کی لوگوں میں شرت چاہتا ہے یا لوگوں کو اپنے فعلات سنا رہا ہے، تسبیح بھی مشہور ہونا، گم نامی کا تذکرہ اللہ تشبیہ کرنا اور معنی دوسرے کو سنا رہا ہے (کنزانی القاموس)  
 اسے اللہ تعالیٰ وہ بیگناہت اس کے محبوب کی تشبیہ فرمائے گا اور اسے رسا فرمائے گا اور قیامت کی قید کا ذکر تیری فصل میں حدیث جنس میں موجود ہے۔

اس کے کہا جائے گا کہ تو اسی سے جو مطلب کر جس کی خاطر قرآن فعل کیا، بعض شامین نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے وہ اعمال بدظاہر کر دیتا ہے تاکہ ذیل درجہ سو یا اس بات کو واضح کر دیا جاتا ہے کہ اس کی نیت بد ہے اس نے یہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں کیا، بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ بندہ جو اپنے اعمال اس لیے کرتا ہے کہ لوگ یقین لائیں، اللہ تعالیٰ اسے ثواب دکھائے گا کہ نہیں۔ تاکہ اسے اپنے لیے پرصرت ہو یا اس سے مراد یہ ہے کہ بندے نے جو کچھ اعمال لوگوں کی خاطر کیے تھے انھیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں مقبولیت کے ذریعے اس کا بدلہ عطا کر دیا اور آخرت کے ثواب سے محروم کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے اچھا عمل کیا اور لوگ اس پر تعریف کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے اس عمل پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا یہ سون کی فوری بشارت ہے۔ (مسلم)

۵۰۸۳ وَعَنْ أَبِي دَرْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيُحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ وَيُحِبُّهُ النَّاسُ فَكُنِيَ قَالَ ذَلِكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

لے اس کا حکم کیا ہے؟

لے ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

لے آخرت میں حصول ثواب سے قبل یہ سائنس و محبت دنیا میں حاصل ہو رہی ہے گویا یہ بندے کے لیے ثواب آخرت کی بشارت ہے کہ اگر اس بندے کی نیت میں ایسا کام نہ ہو جس کا مقصد ثواب آخرت کا حصول ہی تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے اسے دنیا میں بھی ثواب عطا فرمادیا۔

## دوسری فصل

## الفصل الثاني

۵۰۸۵ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِنِ أَبِي خَصَّافَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِيُؤْمَرَ بِمَنْ يَنْبِ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَن كَانَ أَهْلَكَ فِي عَمَلٍ حَمِيدٍ فَقَالَ أَفَلَيْطَلُبُ كَوَافَةً مِنْ عَسَدِ عَسِيدِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَهْلَى الْكُفْرَانِ وَكَأَنَّ النَّبِيَّ لِي (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت ابو سعید بن ابی خصاصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت میں لوگوں کو جمع فرمائے گا اس دن جس میں کوئی شخص نہیں تو پہچانے والا ہوگا جسے اللہ نے اپنے کام میں حمد و ثناء کے لیے کر کے کسی کو شریک نہ فرمایا تو اس کا ثواب بھی غیر خدا کے ملے گا کہ جو اللہ شریکوں کے شریک سے بے نیاز ہے۔ (مسند احمد)

لے یہ انصاری حارثی صحابی ہیں، مسند احمد، جامع الاحوال اور استیعاب میں اسی طرح ہے۔ صحابہ کرام و صحابہ کرام کے بعض نسخوں میں ابی سعد کی بجائے ابی سعید ہے۔ لے آزاد بنیے والا فرشتہ آواز دے گا۔

۵۰۸۶ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ سَعْدَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلَ مِنَ النَّاسِ بِمَنْ يَعْلَمُ اللَّهُ بِهِمْ أَصَابِعَ خَلْقِهِ وَخَلْقَهُ وَصَلَاتِهِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے عمل لوگوں کو سنائے تو اللہ اپنی مخلوق کے کانوں کو سنا دے گا اور اسے حق و دلیل اور

(وَدَاۤءُ الْبَيْتِ هَٰذَا فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ)

مجموعہ کتب کے گار۔

(مبتنی، شعب الایمان)

۱۔ اپنے اعمال میں شہرت چاہے

۲۔ دنیا و آخرت میں، سامع، آئینہ میں پیش کش کی جے ہے جیسے کاباد و کعب۔

۵۰۸۶. وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ حُلْبَ

الْأَخِيذِ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَ جَمَعَ

لَهُ شَمْلَهُ دَرَاهِمُهُ دُرَاهِمُهُ دُرَاهِمُهُ

وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ حُلْبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللَّهُ

الْعَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ شَجَّتْ عَيْنُهُ أَمْرَهُ وَ

كَانَ يَتَبَرَّعُ مِنْهَا رِغَالًا مَا كُتِبَ لَهُ.

(ترمذی و الترمذی و دواۡءُ اَحْمَدُ

وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ

كَثَابَةَ)

۳۔ ثواب آخرت

۴۔ اے مخلوق سے بنیاد رکھتا ہے وہ اب ریا کاری کا وسیلہ اختیار نہیں کرتا کہ اس کے ذریعے مال

اور شعب چاہے۔

۵۔ اسبابِ محبت کے ذریعے اس کو دلچسپی عطا کر دیتا ہے۔ شمل ش پر زبر، میم سکن پریشانی اور جمعیت فاطمہ

دووں حاتی میں پایا ہے یہاں معنی پریشانی ہے۔

۶۔ بغیر کسی طلب کو کشش، محنت، اسباب و مواقع میں غوری کے اسے عاشق بننے کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے

۷۔ طلبِ آخرت کی صورت میں جمعیت فاطمہ اور آسانی سے رزق حاصل ہوتا ہے مگر طلبِ دنیا کی صورت میں

پریشانی اور اضطراب ہے مگر مادہ ہے جو مقدر ہوتا ہے۔

۸۔ آبان، ہمزہ پر زبر یہ تاجی امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معجزہ ہے ہیں، اپنے والد گرامی

اور دیگر صحابہ سے مدایت کرتے ہیں، ان کا شہم بن عبد الملک کے درمیں وصال ہوا۔ جنگِ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تھے، احوال اور اسم تھے۔ عبد الملک کے درمیں مدینہ منورہ کے والی بنے اور فاج کی بیماری

انہیں عارض ہوئی۔

۵۰۸۸. وَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ حُلْبَ

الْأَخِيذِ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَ جَمَعَ

لَهُ شَمْلَهُ دَرَاهِمُهُ دُرَاهِمُهُ دُرَاهِمُهُ

وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ حُلْبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللَّهُ

الْعَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ شَجَّتْ عَيْنُهُ أَمْرَهُ وَ

كَانَ يَتَبَرَّعُ مِنْهَا رِغَالًا مَا كُتِبَ لَهُ.



اللَّهُ يَبْتَأُ آتَا فِي بَيْتِي فِي مَصْلَحَتِي إِذْ دَخَلْتُ  
عَلَيْكَ رَجُلٌ قَتَلَ عَجَبِي النِّحَالُ الرَّحْمَى دَارِي  
عَلَيْهَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لَوْ أَنَّكَ  
أَجَوَانُ أَجَرُ النَّبِيِّ دَأَجُوا الْعَلَاءَ نِيَّةً  
(نَدَا) النَّبِيُّ مِذْي وَكَانَ هَذَا أَحَدَ يَوْمٍ  
غَرِيبٍ)

کرمی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس  
میں جبرئیل علیہ السلام میں اپنے کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تعجب  
پاس ایک شخص آیا مجھے پتھر حال پسند آیا جس پر اس نے  
مجھے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
اے ابو ہریرہ تم پر اللہ رحمت کرے تم کو دو ثواب ہیں  
علاوہ کا اور غریب کا۔  
(ترجمہ نے روایت کر کے فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

اس میں غلامی تھا

اس میں غلامی تھا

اس میں غلامی تھا

اس میں غلامی تھا

وَعَنْهُ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الْأَمَانِ  
رَجُلَانِ يَخْتَصِمُونَ إِلَيْهَا يَأْتِيَانِ يَلْتَمِسُونَ  
لِلنَّاسِ جُلُودًا - النَّاسُ مِنَ الْبَيْنِ أَلَيْسَتْهُمْ  
أَسْفَى مِنَ الشُّكْرِ وَكُلُّهُمْ مُلْكٌ مِنَ اللَّهِ يَأْتِي  
يَقُولُ اللَّهُ إِنِّي يَخْتَرُ ذُنْ أَرْضَتِي يَخْتَرُ ذُنْ  
فِي مَحَلَّتْ لَا تَخْتَرُ عَلَيَّ أُولَئِكَ مِنْهُمْ  
فَشَدَّ كَدَّ الْحَلِيَّةِ فَيَنْهَضُ حَيَاتَانِ -

(نَدَا) النَّبِيُّ مِذْي وَكَانَ هَذَا أَحَدَ يَوْمٍ  
غَرِيبٍ)

اس میں غلامی تھا

تہ ان کی باتیں نرم و شیریں اور مستی کی ہیں  
 تہ لوگوں کے ساتھ دشمنی کے وقت  
 تہ کیا وہ میرے صفت دینے کی وجہ سے مغرور ہو گئے ہیں  
 تہ یا وہ مجھ پر جرات و دلیر ہو گئے ہیں۔  
 تہ ان کی فطرت سے یا ان لوگوں کی طرف سے جن کو یہ غریب جیتے ہیں۔  
 تہ قابل آدمی خیر ہوگا اور عبرت مائل کرے گا۔

۵۰۹۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيَكْبَرُ لَكَ وَكَعَالِي  
 كَأَنَّ لَكَ خَلْقُكَ خَلْقًا أَلَسْتَ تَهُمُّ أَخْلَى  
 مِنَ الشُّكْرِ وَفَلَوْ بُعِثَ أَمْرٌ مِنَ الضُّمِيرِ كَيْفِي  
 خَلَقْتَ لَذُنْبِي حَتَّمَهُ فَنَنْتَ تَدْعُ الْوَحْدَانِ  
 فِيهِمْ حَتَّانَ كَيْفِي بَعَثْتَهُ ذُنْ أَمْرٌ عَنِّي  
 يَجْعَلُهُ ذُنْ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَانَ هَذَا  
 حَيْثُ لَيْتُ لَيْتُ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی  
 ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ  
 تبارک و تعالیٰ بڑا بڑا ہے میں نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے  
 جن کی زبانیں شکر سے بڑا وہ بیٹھی اور ان کے دل ابو سے  
 سے زیادہ کڑے ہیں۔ مجھے اپنی ہی قسم ہے ان میں اتنا فتنہ  
 چھڑوں گا جو مائل کو بھی حیران کر دے گا۔ وہ میری وجہ سے  
 دھوکہ کھاتے ہیں یا جرات کرتے ہیں۔  
 (ترمذی نے روایت کے کسے غریب قرار دیا)

تہ ”الْبُخَر“ صلابہ زبیر یا کسرو، کڑے دھت کا شیوہ  
 تہ ”سہم“ عا کے ساتھ ایسا اندازہ کرنا کہ جو معاملہ پیش آنا ہو نہ آئے۔

۵۰۹۱ وَعَنِ ابْنِ مَرْيَمَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَكُنْ كَوْنٌ  
 فِيكَ وَبِكُنْ يَكُنْ وَكَفَرًا كَانَ صَاحِبَهُمَا  
 تَكْفِيرًا وَكَفَرًا كَانَ تَكْفِيرًا وَكَفَرًا كَانَ  
 بِالْأَصَابِيرِ مَدَّ تَكْفِيرًا وَكَفَرًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی ایک  
 خوشی اور ہر خوشی کی ایک کڑوری ہے اگر خوشی والی درست  
 رہے اور غریب رہے تو اس کی کامیابی کی امید کرو اور اگر اس  
 کی طرف انگیوں سے اشارے کیے جاویں تو اسے کسی گنہگار

(ترمذی)

میں ملاؤ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَانَ هَذَا حَيْثُ لَيْتُ لَيْتُ)

تہ ہر شے میں دشمنی کے پختہ کرو اور خدا کا عزم میں رہے کسی چیز میں جس اور خوشی و شترۃ الشبَاب جو جوانی کا نمونہ، شترۃ  
 شیخا اور پورے فخر میں اس کا معنی شدت عرص (کا مہینے و عرص) یہاں افراط و تفریط کا مراد ہے۔  
 تہ لغت، فخر و زبردت، ماسک، ہستی و تفریط و تقصیر ہے یعنی تمام اعمال بخیر یا بری اخلاقی یا فاسق میں افراط و تفریط طہ  
 سنا ہے امیدوں ہی مازم اور موجب نقصان ہیں کیونکہ تو مسدود و متکفل محبوب و محمود ہیں جو اپنے مقام پر معلق ہے، آگے  
 اپنے اشارہ کے ساتھ تو مسدود کی طرف اشارہ فرماتا۔

تک اگر صاحبِ نوعی مواب راہ پر چلا اور طریق امتثال سے دھڑنچکا اور افراط و تفریط سے بچ گیا۔  
تک یعنی لوگوں سے متنازع ہو گیا ہے۔

۵۷۷ اے اہلِ فتنہ فلاح میں شمار نہ کرو، آپ کے الفاظ مبارکہ **عَادُوا دُورًا وَلَا تَقْرَبُوا** اشارہ کر رہے ہیں کہ ان کی طاقت میں اہم ہے۔ یعنی غلط کامیابی کے جو بھی شخص راہِ مواب پر افراط و تفریط سے بچ کر چلا اس کی طاقت بہتر ہوگی اور اگر ضعیف و دین میں وہ شخص متنازع ہو گیا اور اس کی طرف شک ہے ہونے لگے تو وہ غلط راہِ اہلِ فلاح میں شمار ہوگا لیکن طاقت دونوں کی صحیح سے گرفت کو کس پر ہوتا ہے بیت

عَلَمِ سَوْدَى دُوسْتِی بَرِ بَرِ عَاقِبَتِ کس عزالت کہ آخر پھر حالتِ گورد

(ہر ایک کے خاتمہ پر پردہ ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس حالت میں نصرت ہوگا)

لیکن پیامبر سے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے طاقت کی توفیق دی ہے اس کا انجام بھی اچھا ہی ہوگا اور رحمتِ الہی کا طریقہ جاری بھی ہے کہ وہ ہر کار کو نیکی کی طرف راہِ توبہ کی توفیق دیتی ہے تاکہ نجات ہو جائے مگر نیکو کار کو بہت ہی کم ہرانی کی طرف جانے دیتی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

۵۰۹۲ وَ عَنِ آتِشٍ عَنِ الْحَقِیْقِ صَلَّی اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِجْرَقًا الشَّيْطَانُ اَنْ يُّشَادَّ اَلْبَسَ لَا اَلْهَكَ اَمِيعَ فِي دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا لَا اَمَّا مَنْ عَصَمَ عَنِ اللہِ

(مَن اَكَا اَلْبَسَ عَنِ فِي شَعْبِ الْاِيْمَانِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی طرف دین یا دنیا میں الجھول ہے اشارہ کیا جائے ہوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (میعنی، شعب الایمان)

۵۷۸ دنیا میں انسان کے عمل بنانا واضح ہے کیونکہ وہ عمل آفتِ ایمان کو سلامتی کے راہ سے لہرچاہا ہے خدا کا ارادہ اس میں بھی وقوع یا کاروی بصورتِ محبت یا است. محبت، تقدیم و تاخیر، لوگوں کا استغفار و عظیم، غرض اہلِ خواہشات نفس کے ہمارے شیطان کے دوا میں جن سے کوئی بچ کر سلامتی پاتا ہے اور وہ مغربِ اہلِ نہایت ہی سے لوگ ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ یقین کے عقد سے جتنا غری شے خارج ہوتی ہے وہ حبیبِ جاہ ہے۔ پس غرضی و غما ہی ہوتی میں بہتر اور سلامتی و حفاظت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

۵۷۹ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جس کے دل میں جھٹ بھوت و مصعب ہو اور یہ تصور ہو کہ لوگوں کے دلوں میں جیسے جو بھیتِ عامل بڑا ناہ شخص جو اس بیماری سے محفوظ اور محض ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا اللہ رب العزت نے اپنے کام میں اپنے نفسِ جہنم کے بارے میں خود فرمایا ہے **وَأَجْعَلَنَّ لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا** اے اللہ ہمیں متقین کا امام بنام یہ بتقول ہے کہ امام حسن اجماعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں کے اشارے کا عمل ہیں حالانکہ رسولِ کامل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ہرانی بیان کی ہے قرآن نے فرمایا آپ کی مراد میں برحق اور دنیا میں فاسق ہے یعنی وہ شخص جو دنیا میں غشی کے ساتھ مشغول ہوا غرضی و غما کے قریب دیگر جلیقہ برحق سنتِ اہلِ اتباع نبوی کی راہ پر چلا وہ اسی کلید کے تحت داخل نہیں۔

## الفصل الثالث

۵۰۹۳ عَنْ أَبِي حَنِيمَةَ قَالَ قُبِضْتُ مَقُولًا  
وَأَمَّا حَتَّى وَجُعِدْتُ يَوْمَ صِفِّهِمْ فَقَالَ زَاهِلٌ  
سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قُبِضْتُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ مَنْ سَمِعَ مَعَهُ مَعَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
وَمَنْ هَكَذَا فَهَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَُوا  
أَوْصِنَا فَقَالَ إِنْ أَوَّلَ مَا يَمُوتُونَ مِنَ الْأَرْسَالِ  
بَطْنُهُ فَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا  
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ  
وَبَيْنَ النَّصِيَةِ يَدْخُلْ كِفَّةً مِنْ دَرَاهِمٍ هَرَجًا  
كَلَيْفَعَلَّ -  
(دَوَاءُ الْبَحَارِيِّ)

اصحیح بن ماجہ بصری تاہی ہیں

۵۰۹۳ یہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے، صفوان متعدد میں، صفوان بن لہیع، صفوان بن قتال، صفوان بن عقیل یہ تمام صواب ہیں بیان معلوم نہیں کون مراد ہے؟  
کلمہ صفوان اور اصحاب صفوان نے

کلمہ جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے یعنی ان سے اس چیز کا مطالبہ کرے جو ان کی طاقت میں نہ ہو۔ علامہ طبری نے اسے عام پر رکھا اور فرمایا اس میں اپنا نفس بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی اپنے نفس کو اس کی طاقت سے اس طرح بڑھ کر تکلیف میں ڈالنا جو حد سے زیادہ اور موجب کمال و ضرر ہو موزع ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد مخلوق کے ساتھ اختلاف و نزاع اور طوائف برپا کرنا ہے بہر تقدیر اس کی جزا بیان کر دی ہے۔

۵۰۹۴ بعض روایات میں شَأْنُ اللَّهِ عَلَيْهِ (اللہ تعالیٰ اس پر سختی کرے گا) کے الفاظ بھی ہیں۔  
۵۰۹۵ جو انسان کو جنت سے محروم اور آتش دوزخ میں داخل کر دیتی ہے وہ پیٹ ہے جو انسان کو کام کھانے کی طرف لے جاتی ہے۔

کلمہ میل دوزخ سے نجات دلاتا ہے۔

۵۰۹۶ ایسا ذکر ہے کہ کوئی ناحق خون بہانا جنت میں داخلے کے منافی ہے اگرچہ وہ ایک چٹوڑی کیوں نہ ہو چہ جائیکہ اس سے زیادہ ہو اور یہ کام قتل سے بعید ہے کہ انسان یہ حقیر و خسیس عمل کرے جو دوزخ جنت جیسی عظیم نعمت سے

## تیسری فصل

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا جبکہ حضرت جندبہ انھیں وصیت کر رہے تھے۔ دو گونے سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا؟ فرمایا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنی شہرت چاہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رو کر دے گا جو مشقت میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا۔ عرض کیا میں وصیت کیجیے فرمایا انسان کی پہلی چیز جو چھوڑ دیتی ہے وہ پیٹ ہے جو طاقت رکھے کہ طیب کے سوا کچھ نہ کھائے وہ ضرور ایسا کرے اور جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان علی بھر خون کا ڈبے سے وہ بہائے تو وہ ضرور ایسا کرے (بخاری)

مائع بن جائے۔

۵۰۹۳ وَكَانَ عَمْرُ بْنُ الْقَعْقَابِ أَكْثَرُ مُخْرَجٍ  
يَوْمًا إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مَعًا ذُبْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا  
عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي  
فَقَالَ مَا يَبْكِيكَ قَالَ يَبْكِيَنِي شَيْءٌ وَهُوَ  
سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّ يَسِيرَ الزَّيَادِ يَشْرُكُ وَمَنْ عَادَى  
يَدَّهُ وَلَيْسَ قَعْدَ بَارِئًا مِنَ اللَّهِ بِالْمُحَابَبَةِ إِنَّ  
اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَامَ الْأَيْدِيَاءُ الْأَخْيَارُ  
الَّذِينَ إِذَا عَادُوا لَمْ يَتَغَدَّوْا وَإِنْ  
حَقَرُوا لَمْ يَذْهَبُوا وَكَهْرُفِي بَرَاءَتِهِمْ  
مَضْرُوبٌ إِلَهُي يُعْرَبُونَ مِنْ بَيْنِ عَدُوٍّ  
مُطْلَقَةٍ - (عَمَّا كَانَ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ  
فِي شَعَبِ الْأَنْبِيَاءِ)

سہ چہ جائیکہ زیادہ ہو۔

سہ اور اللہ تعالیٰ کے مقابل آیا وہ یقیناً ذلیل ہوا۔ مہانت، صغیر سے جنگ کے لیے جھٹکا ہوا ہے۔

سہ محض ملوے۔

سہ ان کے احوال کے بارے میں نہ پوچھا جائے۔

سہ برائے مہمانی اللہ میں۔

سہ یعنی حرمت کے ساتھ نہ بٹھائے جائیں۔

سہ جن کی روشنی سے راہ درست حاصل کیا جاسکتا ہو۔

سہ ان کے مساکن اور دانش گاہوں کی تیرگی و تاریکی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں سمجھتے جن سے

جن سے ان کو روشن اور مزین کر سکیں۔ اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ اگر عالم صالح اور شفیق کی ظاہری حالت

لباس و دانش و غیرہ بہتر نہ ہو تو اس وجہ سے ان کی تقسیم میں کمی نہ کی جائے کہ ان کے باطن میں کیا ہے

ہیت۔ خاکسارانِ جہاں را بمقامت ملگر  
تو چہ دانی کہ دریں گرو سوائے باشد

(ان گرو آلودہ لوگوں کو حقیر مت جانو، کیا علم کہ اس گرو میں کوئی عالم بالا کا سوا ہو)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سبکدوشی کے لئے تو قبر نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھا ہوا پایا جو دو بے تھے حضرت عمر نے پوچھا کیوں دو بے ہوئے ہوئے تھے وہ چیز زلزلہ ہی ہے جو میں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہاری سی رہا بھی شرک شیعہ اور جو اللہ کے دوست سے دشمنی کرے یہ اللہ کے مقابل جنگ کے لیے آیا۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی ٹیکوں پر سر نہ گاؤں کو پسند کرتا ہے جو غائب ہو جائیں تو دھوڑے نہ لگائیں اور اگر موجود ہوں تو نہ ہونے جھٹلیں اور نہ قریب کیے جائیں، ان کے دل چراغِ جاہت ہوں اور ہر تدبیرِ گد سے نکلے پھرتے۔  
(ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

اور اس حدیث میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ محض فقر و ذلت کے بغیر فقریٰ اور نور پاہن کی کوئی محققیت نہیں۔

۵۰۹۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّاهُ فِي الْعَلَاةِ نِيَّةً فَاحْسَنَ صَلَّاهُ فِي الْبَيْتِ فَاحْسَنَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا عَبْدِي حَقًّا (رواهُ ابْنُ مَاجَه)

لہذا اس نے عبادت میں دیا گاری نہیں کی۔

۵۰۹۶ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ الْكَوْجِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ فِي أَخْرِ الْإِيمَانِ أَقَامَرٌ وَأَنْحَاؤُ الْعَلَاةِ نِيَّةً أَعْدَاءُ الشَّرِّ يَزِيدُ قِيَلُ مَا سَأَلَ اللَّهُ وَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ بِرَغْبَةٍ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَذَهَبَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ

لہذا اس کا سبب کیا ہوگا؟

لہذا یعنی مقام و دنیاوی اغراض ہوں گے اگر عامل ہوئے تو دوستی کا اظہار کر دیا اور اگر حاصل نہ ہوئے تو بیگانہ ہو گئے اور عدم حصول کی صورت میں دشمنی اختیار کر لی۔

۵۰۹۷ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّاهُ يَوْمَ آفٍ فَكَفَّ آفَهُ لَكَ وَمَنْ صَلَّاهُ يَوْمَ آفٍ فَكَفَّ آفَهُ لَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يَوْمَ آفٍ فَكَفَّ آفَهُ لَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يَوْمَ آفٍ فَكَفَّ آفَهُ لَكَ (رواهُ أَحْمَدُ)

حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو دکھلاوے کے لیے غلاڑی سے اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا جو دکھلاوے کے لیے عید منہ و سہو اس نے شرک کیا۔ (مذکورہ دونوں روایات سنن ترمذی میں ہیں)

لہذا اس نے غیر خدا کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔

لہذا یعنی ہر وہ عمل جس میں دیا ہو گا وہ شرک ہے اور اس کی انتہا بھی شرک جلی ہی ہے۔ شرک جلی بڑی پرستی کرنا ہے اور دیا کاری کرنے والا بھی غیر خدا کے لیے عمل کر کے بڑی پرستی کا ہی ارتکاب کر رہا ہے لیکن مخفی انداز میں،

جیسا کہ کیا ہے کُلِّ مَا صَدَّقَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَهُوَ صَحِيحٌ (برہنہ شے جو حقے اللہ تعالیٰ سے روئے وہ سب ترا

۵۰۹۸ وَكَانَ عَلَى سَمْعَتٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ كَذَبُوا، كَذَبُوا فِي سَمْعَتٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ أَتَكْفُرُونَ عَلَى أَمْرِي الْيُسْرَى وَالْقَهْوَى الْحَقِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُشْرِكُ أَفْتَنُكَ مِنْ تَعْبُودِكَ كَأَن تَعْبُدَ مَا لَا تَعْبُدُ لَا يَعْبُدُونَ شَيْئًا وَلَا قَسْرًا وَلَا حَجْرًا وَلَا ذَنْبًا وَلَا يَكُونُ يُسْرًا وَلَا مَوْناً بِأَعْمَالِهِمْ وَالْقَهْوَى الْحَقِيَّةَ أَنْ يُضَيِّعَ أَحَدٌ هَلْ صَافِيًا فَتَنْوِشَ لَهُ شَهْوَةً مِنْ شَهَوَاتِهِمَا فَيُتْرِكَ مَوْتَمَرَةً (۱)

(الذین تمان)

۱۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

۲۔ وہ شرک نہیں کریں گے جو متعارف ہے جسے شرک جلی کہا جاتا ہے۔

۳۔ کیونکہ اس امت میں مل مار کر کی عزت و قیمت نہایت اہم ہے اور اس کے اعمال بھی زیادہ ہیں اور یہ بھی کرنے والا اگر زندگی کو ریا کاری کی زندگی نہ کرتے ہوئے مال و جاہ کی خاطر انہوں کی تقدیر و قیاس سے تو وہ شرک غلی بھی کہلاتا ہے جو درحقیقت شرک اللہ تعالیٰ پرستی ہی ہے۔

۴۔ شہنا کہا جاتا ہے یا جماع

۵۔ غریب شہوت کی وجہ سے اس خواہش کو غلی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ گویا باطن میں وقت و وقت پہلے پہل رکتا تھا کہ اگر شہوت عارضی آگئی تو میں روزہ توڑ دوں گا۔ مگر یہی اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس میں ہلکتا غلی ہے یا اس سبب سے کہ اس کی شرک کے ساتھ شہوت ہے کیونکہ یہاں مراد شرک غلی ہے۔

۵۰۹۹ وَكَانَ عَلَى سَمْعَتٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ كَذَبُوا، كَذَبُوا فِي سَمْعَتٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ أَتَكْفُرُونَ عَلَى أَمْرِي الْيُسْرَى وَالْقَهْوَى الْحَقِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُشْرِكُ أَفْتَنُكَ مِنْ تَعْبُودِكَ كَأَن تَعْبُدَ مَا لَا تَعْبُدُ لَا يَعْبُدُونَ شَيْئًا وَلَا قَسْرًا وَلَا حَجْرًا وَلَا ذَنْبًا وَلَا يَكُونُ يُسْرًا وَلَا مَوْناً بِأَعْمَالِهِمْ وَالْقَهْوَى الْحَقِيَّةَ أَنْ يُضَيِّعَ أَحَدٌ هَلْ صَافِيًا فَتَنْوِشَ لَهُ شَهْوَةً مِنْ شَهَوَاتِهِمَا فَيُتْرِكَ مَوْتَمَرَةً (۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ سیر و جاہ کا ذکر کر رہے تھے۔ فرمایا کیا

أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ عَذَابِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ  
فَقُلْنَا بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَلِ الْخَيْلِ وَالْغَنَمِ  
أَنْ يَكُونُوا مِنَ النَّجْلِ فَيُصَلِّيَ فَيَقُولُ مَلَكُوتُكُمْ  
لَمَّا تَلِي مِنْ تَطْلُوعِ جَلِي -

(مَدَامَا أَتَى مَا جَاءَ)

سہ اس کے فتنہ اور ابتلاؤں کا

سہ تعداد اور شروع و شروع میں

میں تم کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے  
لیے سب سے زیادہ خطرناک ہے ہم نے عرض کیا  
ہاں یا رسول اللہ! فرمایا وہ خلیفہ شرک ہے یعنی ایک کوئی شخص  
نہایت سے خطرناک ہو گا اپنی نڈا اپنے زور پائی کرے کہ کسی  
شخص کو دیکھ کر وہ آئے دیکھ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

سہ ریا کرتے ہوئے سوچے کہ میں اتنی اعلیٰ نماز ادا کر رہا ہوں۔ حال سے زیادہ فتنہ و ابتلاء کی وجہ یہ ہے کہ اس کا  
اہتمام زیادہ ہے اور اس سے اجتناب نہایت دشوار ہے اور نفس اس کو قبیح بھی نہیں چاہتا۔ اور وہ حال کا فتنہ و فتنہ جو کہ بھی  
وجہ ہے کہ اس کا خروج نزدیک نہیں بلکہ غرض نہیں ہے لیکن اس صفت میں خطاب فقہاء اہل مجلس کے ساتھ مخصوص ہو گا اور اس کا جھوٹا  
برنامہ و علامت بھی ہوگی اور نفس بھی اس سے نفرت کرے گا یا یہ ریاکاری کی تباہت و بگاڑ پر تشدد ہے۔ سہ بیت  
کلید دروزخ ست آں نواز  
کہ در چشم مردم گذاری دراز  
(وہ نماز دروزخ کے دروازے کی چابی ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے ادا کی جائے)

تَبَاهٍ وَكُنْ مَعَهُمْ دَبِينٍ كَيْدًا إِنَّ الْخَوَافَ  
مَعَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ سَكَنَ قَالَ إِنَّ أَخَوَاتِي  
أَخَوَاتِي عَلَيْكُمْ الْخَيْرُ لَوْ أَنَّ صُغَرَ كَالْوَأ  
فَمَا رَسُولُ اللَّهِ وَمَا الْخَيْرُ لَوْ أَنَّ صُغَرَ كَالْ  
الْوَأ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَكْثَرُ

وَدُعَاةَ النَّبِيِّ هِيَ فِي شُعْبٍ الْوَيْسَلِي يُقَوِّلُ  
اللَّهُ لَعْنَةُ يَوْمٍ يُجَادِي الْعِبَادَ يَا عَمَّا لِيَعْمُ  
أَذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي  
الدُّنْيَا كَانُوا نَظَرُوا هَلْ يَجِدُوا فِيكُمْ هَلْ  
جَوَادًا أَوْ خَلِيًّا -

سہ ان کے صحابی ہونے میں باختلاف ہے، ان کی طوالت حضرت علیہ السلام کی تھا ہری حیات میں ہوئی صحابہ  
سے انہوں نے روایت کی۔ امام بخاری نے انہیں صحابی قرار دیا ہے اور یہ صحیح قول بھی یہی ہے۔  
سہ یہ بحث پرستی اور کسی کو معبود جاننے جو شرک جلی اور قوی ہے، جسے چھوٹی و ضعیف۔  
سہ راوی کو شک ہے کہ جہاں کا لفظ فرمایا یا غیر کا۔



۱۱۰۵ وَ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ عَنِ الْحَدَّثِ رَجُلٍ قَالَ قَالَ  
 دَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْنُ  
 رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِي مَعْرُوفَةٍ لَا يَأْتِي لَهَا وَلَا  
 مَعْرُوفَةٍ خَرَجَ عَنْهُ إِلَى النَّاسِ كَمَا يَتَنَاسَا  
 كَانُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
 ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص  
 اگر ایسے پتھر کی چٹان میں بیٹھ کر عمل کرے جس کا کوئی مدعا  
 نہیں اور نہ روشن نشان تو جس اس کا عمل لوگوں تک  
 آجائے گا۔ جو عمل بھی ہو۔

اسے معذور، بڑے پتھر کو کہا جاتا ہے یہاں یا تو غار مراد ہے یا باغیچہ فرمایا کہ اگر باغرض ایسے پتھر کے اندر کوئی  
 عمل کرے جس کا مدعا نہ ہو تب بھی وہ سائے آجاتا ہے۔

اسے سوراخ یہاں سے کوئی مطلع ہر کے "گوپہ" کافی پر زور یا پیش، واؤ مشدود آخر میں تا اس روشن دان کو  
 کہتے ہیں جو دیوار میں ہو۔ بعض شامین نے فرمایا کہ اگر ناقد ہو تو پیش کے ساتھ اندر اگر غیر ناقد ہو تو قلمحہ کے ساتھ یہ  
 بھی ہے کہ اگر تانے کے ساتھ ہو تو تنگ سوراخ اور اگر غیر تان ہو تو بڑا سوراخ، چونکہ اس روایت میں تا اور پیش ہے لہذا  
 مراد چھوٹا سوراخ ہو گا چونکہ اس روایت میں تا اور پیش ہے لہذا مراد چھوٹا سوراخ ہو گا اور قلم کے مناسب بھی ہی ہے جیسا  
 کو واضح ہے۔ اصل جو عمل غیبت میں پوشیدہ ہو اور اس پر کوئی مطلع نہ ہو۔

اسے یعنی اظہار کی مزدورت ہی نہیں تا کہ یہاں اور ثوب سے عروسی ہوا اگر اللہ کے لیے عمل ہو اور اس میں حکمت  
 کا تقاضا ہو، اور بندے کی بہتری ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور آشکارا فرمادیتے ہیں۔

یا مضموم یہ ہے کہ انھیں رائے کو عمل مخفی رکھنے میں خوب احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ عمل ظاہر ہو کر بدستور ہے کیونکہ  
 بندے کے اعتبار میں نہیں۔

۱۱۰۶ وَ عَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
 دَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ  
 لَهُ مَسْرُوعَةٌ صَالِحَةٌ أَوْ سَيِّئَةٌ أَطْلَعَهُ اللَّهُ  
 وَمَنْعَهُ دَاوُدَ يُعْرِضُ بِهِ -

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
 مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
 جس شخص کی جو مسرعت ہوگی اچھی یا بُری۔ اللہ تعالیٰ اس کی  
 مسرعت ظاہر فرمائے گا جس سے وہ پہچان جائے گا۔

اسے غنی مراد نیک ہر باد

اسے درداو یعنی ملامت سے جس سے معرفت ہوتی ہے کیونکہ اپنی رول سے آدمی پہچان جاتا ہے۔

۱۱۰۷ وَ عَنِ سَمُرَةَ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ  
 هَذِهِ الْأُمَّةِ كُلِّهَا مَاتَ بِحَسَبِ مَا كَانَتْ  
 تَعْمَلُ مَا لَيْسَ بِهَا - (۱۵۰۸) النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
 ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس  
 امت پر اس سنانی سے فرماتا ہوں جو میں گھٹ کی  
 کرے گا اور عمل ظلم کے۔

الثَّلَاثَةِ فِي شُعَيْبِ بْنِ يَسْمَانَ

ان تینوں اہلسنت کو بیعتی نے شعب لامیان

میں روایت کیا۔

۱۔ یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے اچھی نصیحتیں کرے گا مگر خود ان پر عمل نہیں کرے گا اور یہ صفت منافقین کی ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس صفت میں ایسا شخص پیدا ہو یعنی ایسی صفات و اعمال سے بچنا چاہیے۔

حضرت ہاجر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں صحت و عافیت کے کام کلام قبول

نہیں کرتا لیکن میں اس کا ارادہ اور خواہش قبول کرتا ہوں

تو اگر اس کا ارادہ اور خواہش میری فرمانبرداری میں ہو تو

اس کی خاموشی کو بھی اپنی عمدہ اور وقار بنا دیتا ہوں اگرچہ

وہ کچھ نہ بولے۔ (دارمی)

۵۰۴ وَعَنْ الْمُعَاذِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اللَّهُ

تَعَالَى إِذَا نَسْتُ كُلَّ كَلَامٍ الْحَكِيمِ أَتَقَبَّلُ

وَلِكَيْفَى أَتَقَبَّلُ هَمَّةً وَهَوَاً

فَإِنْ كَانَ هَمُّهُ وَهْوَاهُ فِي طَاعَتِي جَعَلْتُ

حَمْدًا لِي وَدَقَّارًا لِقُرْآنٍ لَهُ يَتَكَلَّمُ

(دعاء اللہ اعرفی)

۱۔ یعنی وہ جو کچھ کہے وہ عمل میں واقع ہو۔

۲۔ اس کی محبت و قعد کو

۳۔ اپنی ذات اقدس کی ستائش و ثناء

۴۔ اگر اس کی نیت اللہ تعالیٰ کی طاعت و محبت ہے تو اس کی خاموشی ہی محمود و قابل ستائش ہے گویا اس کی

خاموشی اللہ کی حمد ہے اور اگر نیت طاعت کی نہیں تو کلام ضائع ہوگا۔ اگرچہ علم و حکمت پر مشتمل ہو کیونکہ اس میں

ریا و خود نمائش ہوگی۔

## ۳۳۵۔ باب البكاء والخوف

### رونے اور خوف کا بیان

بکا، ایک حالت ہے جو انسان کو لاحق ہوتی ہے بالمد سے اس کا معنی آواز کے ساتھ رونا اگر قصہ ہو تو کھول

کا آنسو بہنا بتائی، رونے میں کھٹک کرنا کسی ایسی چیز کو یاد کرنا یا حاضر کرنا جس سے رونے آئے "ابکاء" کسی کو رونا، خوف

ڈرنا، اخافت و تحریف ڈرانا، خوف ایک علت ہے جو عارض ہوتی ہے یہاں غلاب آخرت اہل اللہ تعالیٰ کے مقابل

سے ڈرنا اور فنا مراد ہے۔

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

## پہلی فصل

۵۱۰۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّوْزِيُّ قَلْبِي يَمِيدُ  
لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ كَيْفَ كُنْتُ كَكَيْتُ إِذَا  
تَضَرَّحْتُكُمْ قَدْ تَلَا -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اس وقت کی قسم جس کے قبض میں میری جان ہے اگر تم وہ  
جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم روئے زیادہ اور بہتے کم۔  
(البخاری)

اس قیامت کے احوال و مصائب، مباد و معاد کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کا تہجد و جلال جو خوف و خشیت اور محبت  
کا سبب ہے اور تہجدی وجہ سے جو بھر پر غم و شقت لاحق ہوتی ہے۔  
اسلئے تم جانب خوف کو جانب رجا و امید پر ترجیح دیتے ہو اس میں تینہ ہے اس بات پر کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ  
کا جلال و قہر اور گرفت سانسے رہتی چاہیے تاکہ خوف و خشیت لاحق رہے اور گرفت سے بچنے سے بچا جائے کیونکہ وہ تو جلال  
اور غلظتوں کا مل ہے یعنی اگر سنا بھی جائے تو امید و مغفرت و معافی اور رحمت کی بنیاد پر۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ  
کی قسم میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا اور ملائکہ میں اللہ کا  
رسول ہوں کہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا کیا جائیگا

۵۱۰۶ وَكَانَ أَمْرًا عَظِيمًا لَمْ يَخْشَ أَحَدٌ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ  
لَا أَذِي لِي وَلَا ذِي لِي وَلَا أَتَى رَسُولُ اللَّهِ مَا  
يُتَعَلَّقُ بِي وَلَا يَكْفُرُ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اس محبت کرنے والی مصیبت میں شامل ہیں اور ان سے اپنی مدد کرنے کی حدیث کی ہے۔  
اسلئے وہ وہم نہ فرمایا

اسلئے اس فرمان نبوی کافی ہر بتا رہے کہ ان تمام میں سے کوئی نہیں جانتا کیا ہو گا کیا نہیں ہو گا؟ لیکن یہ بات  
حضرت انبیا و رسول خصوصاً سید المرسلین صلات اللہ و سلام علیہ و علیہم و علیہم کے حملے سے نکلنے کے لیے کیونکہ وہ اس قطعہ یقین سے  
ثابت ہے کہ ان ذوات کو اپنی حسن عاقبت کا یقین جتنا ہے۔ یہ لوگ آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ  
عندہ کے وصال کے وقت فرمایا تھا۔ یہ کہا رہا جریں میں سے ہیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلے فوت ہونے والے  
ہمراہ آپ ہی میں۔ حضور علی الصلوٰۃ والسلام نے موت کے بعد ان کی پیشانی کو چھوا اور ان کے چہرے پر آپ کے انگوٹھے  
جنت البقیع میں خود دفن کروایا اور بہت سی غایات سے نوازا اور ان ایک غایت حق حاضر حق اس کے کمالے ابن عفان تھے  
جنت ہلدک جو کہ تیرا انجاء میرے جواب ہے پس حضور علی الصلوٰۃ والسلام نے اس پر اس غایتوں کو روکا اور یہ ارشاد فرمایا  
و حقیقت اس کا مطلب بارگاہ نبوت میں بے ادبی، غیب پر حکم کرنے اور اس کے بارے میں وثوق سے چڑھنا و بطریق پر

منع کرنا ہے۔

غلام یہ ہے کہ یہ کن یہ ہے ازراہ ادب علم غیب کی تصریح ذکر کرنے سے، کلام کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔  
 یا مراد احوال عاقبت کا تفصیل معلوم نہ ہونا ہے کیونکہ خواہ دنیا ہو یا آخرت تمام فیسی احوال کی تفصیل سے اللہ تعالیٰ کے  
 سوا کوئی واقف نہیں اگرچہ اجمالاً معلوم ہے کہ حضرات انبیاء و علیہم السلام کی عاقبت بخیر ہی ہے۔ بعض نے کہا کہ بیان مراد  
 امور دنیاوی میں عدم دریافت ہے نہ کہ اخروی میں یا مراد یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ تم پر عذاب نازل ہوگا جس طرح سابقہ  
 امم پر ہوا یا نہ، بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ ترقی و توح کر کے وقت میں ہے لیکن یہ تمام معانی سیاق و سباق حدیث کے موافق نہیں  
 حق یہ ہے کہ اس ارشاد کا مراد اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے پہلے ہے لَیَغْفِرَنَّ لَكَ اَللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ  
 مِثْرٍ وَ مَا تَخَلَّفَ (اللہ نے آپ کے اگلے چھلنے تمام معاملات پر بخشش کا اعلان فرلایا ہے) اس سے پہلے  
 عاقبت کے بارے میں ابہام تھا لیکن اس آیت کے نزول کے بعد کامل یقین ہو گیا کہ عاقبت بالآخر ہی ہوگی۔  
 کذا قبل۔ واللہ اعلم۔

۱۰۷ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَتْ عَلَيَّ النَّارُ  
 فَذَاتُكَ فِيهَا امْرَأَةٌ مِنْ ابْنِي إِسْرَءِيلَ  
 تُعَذِّبُ فِي مِثْرَةٍ لَهَا رَبْعُ شَعْرَةٍ فَكَلِمَةُ كُتْمِهَا  
 وَ لَوْ كَذَّبَتْهَا مِنْ حَتَايَ الْأَرْضِ حَتَّى  
 مَا تَنَزَّ جُوعًا وَ ذَاتُكَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ الْفُجَاءِ  
 يَجُوزُ قَصْبَهُ فِي النَّارِ وَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ تَنَزَّ  
 النَّسَاءُ اثْنَتَيْنِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے  
 آگ لگائی گئی تو میں نے نبی اسرائیل کی ایک عورت کو دکھا  
 جو اپنی ایک بلی کی وجہ سے عذاب میں ہے جسے اس  
 نے باندھ دیا تھا نہ اسے کھلایا نہ پھوڑا کہ وہ زمین کے کیر دے  
 کوڑے کھاتی تھی حتیٰ کہ بھوک سے مر گئی اور میں نے عمرو  
 بن معمر غزامی کو دکھا کہ وہ آگ میں اتر رہا تھا گھسیٹ رہا  
 تھا یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ جانور پر بجا دیکھے  
 (المسلم)

(دَوَاۓ مُسْلِم)

ملہ و دفع کی آگ شب معراج یا کسی اور موقع پر خواب یا بیداری میں۔  
 ملہ خشاخ، خاک کے پچنے پر ہو تو اس سے مراد پرندے اور اڑنے والے کیڑے اور حرکات تلخ کی صورت میں  
 زمین کے کیڑے اور حیل و غیرہ (کذا فی القاموس) امام نووی فرماتے ہیں اسے فقر کے ساتھ پڑھنا کفر اور منہ سے  
 شہر ہے اور شین کا جمع ہونا حمل ہونے سے درست ہے کیونکہ اس کا معنی کیڑے اور کڑور پرندے ہیں۔  
 ملہ قصب، قافی پر پیش، ماساکن، اتریلیاں  
 ملہ سائب، سائبہ کی جمع وہ اونٹنی جسے جاہلیت میں آزاد کرایا جاتا تھا کسی بند کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے، دور  
 جاہلیت میں بطریق تھا جب ایک اونٹنی سے دس بچے ہو جاتے یا دور دراز سفر سے واپس آتے یا بیماری سے صحت  
 ہوئی تو وہ اونٹنی چھوڑ دیے اس پر نہ سوار ہوتے وہ جہاں چاہتی چرتی رہتی، اسے کھانے پینے کے کس لوکا دھاتا۔ اس مال

وہ اپنے بتوں کی عبادت اور ان کی قربت کا سبب تصور کرتے، سب سے پہلے جس شخص نے کام شروع کیا وہ یہی عمرو بن لعلہ خراسانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلا شخص جس نے بتوں کی پرستش کی رسم کو الی اور اسے موجب قرب قرار دیا وہ یہی شخص تھا، بعض روایات میں اس کا نام عمرو بن لعلی بھی آیا ہے ان دونوں سے یہی مراد ہے۔ عمار اس کے باپ کا نام اور لعلی دادا کا یا بائیس معالجہ سب تو کہیں باپ کی طرف اور میں دادا کی طرف نسبت کر دی گئی۔

۵۸۰۸ امام کرمانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ آج بھی دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہیں جنہی اور ممکن ہے بطور کشف یہ آخرت کے احوال کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر متحمل کر کے پیش کر دیا گیا ہو۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن ان کے ان حالت گھبراہٹ میں تشریف لائے اور یہ فرمایا ہے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - عرب کی بڑی بات ہے اس شراب جو قریب آئی اپنے انگوٹھے اور اس سے منقل ایٹھی کا حقہ بنا کر فرمایا تھا: جوج باجوج کی دیوار سے اس کے برابر سوار ہو جائے۔ زینب کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ کر دیے جائیں گے حالانکہ ہم میں اچھے لوگ بھی ہیں گئے فرمایا اہل جب جہنم سے چڑھ جائے۔

۵۸۰۸ وَعَنْ تَيْمِثٍ بَنِي تَجَشُشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِئْسَ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ احْتَرَبَ فَيَتِمُّ الْيَوْمَ مِنْ رَدِّهِ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَيُكَلِّهُنَّ هَذِهِ وَحَلَّتْ بِأَصْبَحِيهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَكْلِيْنَهَا هَكَذَا ثُمَّ يَنْتَبِئُ كَلْبَتٌ يَأْخُذُ رَسُولَ اللَّهِ أَفْتَهُمْ كَلْبَتٌ وَفِيْنَا الْغُلَامُ يَحْمُونَ قَالَتْ نَعْبَهُ إِذَا احْتَرَبَ الْعَرَبُ.

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

سید شارحین نے کہا کہ اس سے عرب میں قتال کا واقع ہونا ہے۔ سب سے پہلا فقہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اشارت ہے اس کے بعد یہ فقہ اب تک جاری ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اس سے حروف طوحات احوال اور ان میں تنازعات اور سلطنت کا پیدا ہونا ہے (کذا قال شیخ ابن حجر)

سید سید یعنی آج تک اس میں رخ و واقع نہیں ہوا تھا آج اس حلقہ کے احوال میں کٹ و گئی آئی ہے۔ اس میں رخ کا ہونا علامت قربت قیامت ہے۔ عرب میں بتوں کا بڑا ہونا بھی انگریز قیامت میں سے ہے بعض شارحین نے فرمایا اس سے مراد چنگیزی ترکوں کا حملہ آلود ہونا ہے جس سے ایک جان کو کھاکر کیا اعلان کے باطنوں جیسے شیروں میں بربادی ہوئی۔

تکہ آیا ان کی برکت اس ملک کے آنے سے مانع نہ ہوگی۔

تکہ اگرچہ صالح لوگ ہوں گے مگر فتن و فساد کا غلبہ ہوگا، غبت خود پریشی یا ماکن۔ بعض نسخوں میں دونوں پر فقرہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو عامر یا ابو مالک شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۸۰۹ وَعَنْ أَبِي عَامِرٍ أَوْ أَبِي مَالِكٍ الشَّافِعِيِّ

قَالَ تَصِغَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ لَيْكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَفْخَرًا لَيْسَتْ حِلَّةُ  
الْحَزْوَ وَالْحَرِيرِ وَالْخَمَرِ وَالْمَعَارِزِ وَلَكِنَّ  
أَفْخَرًا عَلَى تَنْبِطٍ عَلَيْهِمْ رُؤُوسُهُمْ بِسَارِحَةٍ  
لَهُمْ يَأْتِيهِمْ رَجُلٌ يَحَاجُّهُمْ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ  
إِلَيْنَا عَدَا فَيَبْتَغِيهِمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعِلْمَ  
وَيَنْسَخُ الْخَرِيقَ قِرْدًا وَخَعَارِيزَ إِلَى يَوْمِ  
الْقِيَامَةِ رَمَقًا الْبُكَارِيُّ وَفِي بَعْضِ شُرُحِ  
الْمُسْتَدْرِكِ الْحَبْرُ بِالْخَاءِ وَالزَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ  
وَهُوَ تَصْغِيرُ إِسْمَانَا هُوَ بِالْخَاءِ وَالزَّاءِ  
الْمُعْجَمَتَيْنِ نَقَى عَلَيْهِ الْحَمِيدِيُّ دَابْنُ  
الْزَّيْنِ فِي هَذَا الْكَلَامِ وَفِي كِتَابِ الْحَمِيدِيِّ  
عَنِ الْبُكَارِيِّ وَكَذَا فِي شَرْحِهِ لِلْحَفَاطِيِّ كَرُؤُوسِهِمْ  
يَأْتِيهِمْ نَابِغَةً لَهُمْ يَأْتِيهِمْ يَحَاجُّهُ -

مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے  
جو پاکیزہ برقی کپڑوں شریاب اور لٹکائی ہوئی کھال سحر لیس گے  
اور وہ لوگ ایک پہاڑی کے برابر ہوں گے جب ان پر  
ان کے جاندار آئیں گے ان صف کے پاس ایک شخص کسی پیام  
کے لیے آئے گا وہ کہیں گے ہمارے پاس کس کوٹ کر آنا  
پھر اللہ انھیں رات میں ہلک کرے گا اور پہاڑ گر دے گا  
اور وہ سب کو بند سوروں میں سحر کر دے گا قیامت  
کے دن تک (نکدی) اور مرد سحر کے بعض نسخوں میں  
حر (ح) اور راء (س) یہ غلط ہے وہ خدا اور خدا سے ہی  
ہے۔ اس بات کی تصریح اسی حدیث میں حمیدی اور ابن اثیر  
نے کی ہے۔ کتاب حمیدی میں بخاری سے ہے۔ یوں  
ہی عطائی نے شرح بخاری میں یہ الفاظ ذکر کیے۔ ترجمہ  
علیہ السلام

ملہ امام بخاری کو اس بارے میں تردد ہے کہ یہ حدیث حضرت ابو امام اشعری سے مروی ہے جو حضرت ابو موسیٰ  
اشعری کے چچا ہیں۔ یہ کہہ صحابہ میں سے ہیں، غور و محین میں شہید ہوئے یا ابوبکر اشعری سے مروی ہے۔ جنھیں انھیں  
مبھی کہتے ہیں، یہ بھی مشہور صحابی ہیں اور راوی کا کسی صحابی کے بارے میں تردد ہو جانا موجب ظن نہیں کیونکہ تمام صحابہ عدل اور  
ثقة ہیں جس سے بھی مروی ہو روایت صحیح ہوگی۔

ملہ اس طرح متحمل کریں گے گویا وہ حال کا استعمال کر رہے ہیں۔  
ملہ خلا، خدا اور زامشد، قاتوں میں بے مشہور کڑا ہے۔ مجمع البحار میں کہا کہ زمان قدیم میں خریشم اور ابریشم  
دلوں سے بنی تھی اور یہ مباح تھی۔ صحابہ و تابعین نے اسے پتے تھے اس کی کماخت کی وجہ بھی لباس اور اہل تنعم و تیش سے  
سے مشابہت تھی۔ آج کے دور میں جو خریشم ہے وہ خود سرام ہے کیونکہ وہ تمام کی تمام ریشمی ہے اور یہ حدیث اسی  
قول پر مبنی ہے کہ قیام مرد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں تھی لہذا یہ بطور معجزہ آپ کی طبیعت اخبار میں  
ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے مزید تحریر کا معلق تعلیم۔ اگر کہیں ہے۔ معاذف زاکے ساتھ ہے۔ اس کا معنی آفات و سبقت  
مشابہت ناسری، واصل و فیوہ عرف کی مع ہے یا مزور کی ہم کے پیچھے زیر، عین سکن، عرف اور طریف دلوں کا معنی  
آکلا میں اور کہیں کہ وہ آواز و حرکات کو سنائی دیتی ہے تیز ہوا کے معنی میں بھی ہے (کنز الایمان) جب آپ نے  
پیروی کر لوگ حرام کو حال بنائیں گے وہاں اس سے آگاہ فرمایا ایسے لوگ آئیں گے جو مسائل کے سوال پر باوجود معصیت و

و غمت ہونے کے کچھ نہیں دیں گے بلکہ توقف و تاخیر سے کام لیں گے۔ اس وجہ سے وہ سختی و سختی ہو گئے۔  
 تھ یعنی ان کا حکمانہ ایسے مشہور مقام پر ہو گا کہ تمام لوگ ان کے ہاتھ میں سس دیکھ کر حاجت میں سوال کرنے آئیں گے۔  
 وہ جو گاہ میں چرنے کے لیے گئے تھے وہ پر شکم اور صبر ہو کر واپس لوٹیں گے۔  
 تھ یعنی کوئی سال آنے لگا کہ مجھے جہان کے مدد سے جہنم سے بچنا۔

تھ سوال رو کرتے ہوئے کہیں گے گل آنا  
 تھ مکان میں بعض ٹاک ہو جائیں اور ان کا نشان باقی نہ رہے۔  
 تھ یہ ضابطہ اسی صورت میں تاقیا مت ہر اس قوم پر ہو گا جو ایسا عمل کرے گی۔  
 تھ جرحہ کے پیچھے کسرہ، راء مخفف و صورت کی شرمگاہ، مراد مذکور ہے۔  
 تھ تعریف یعنی صورت لفظ میں بعض رادوں سے خطا واقع ہوئی ہے۔  
 تھ جس کا معنی مشہور ہے۔

تھ آخر میں مصنف میری اور ابن اثیر کے حوالے سے اس پر تائید دے رہے ہیں کہ خبری ہے نہ کہ جرحہ جیسا کہ بعض لوگوں  
 نے کہا تھا کہ تعریف و فضل ہے اور میری وہ ابن اثیر نے اس روایت میں تصریح کی ہے جس حدیث میں لفظ حرا یا ہے اسے  
 ابو مردادہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث جو بخاری کے حوالے سے ہے اس میں لفظ خبری ہے۔ اس صورت  
 میں دونوں روایات درست ہیں۔

تھ تروح میں تا اور سارحہ میں تا پر پیش کیونکہ یہ تروح کا فاعل ہے اور یہ بات قرینہ ہے کہ بارہ میں با  
 نادمہ ہے جیسا کہ ہم نے اپنا مدوحدہ کے معنی میں اشارہ کیا ہے۔ ان دونوں کتب میں لفظ رطل نہیں اور اس  
 سے پہلے لفظ حاجۃ رطل سے مقدم بھی نہیں بلکہ فقط یا تیمم کی جگہ کے الفاظ ہیں۔

۵۱۰ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ قَاتِلَ قَاتِلِ رَسُولِ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ اللَّهُ بِقَوْلِهِ  
 عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ شَكٌّ  
 يُعَذِّبُ عَلَى أَعْمَالِهِمْ  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی  
 ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
 اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرے ہے ان میں سے ہر  
 عذاب پہنچتا ہے جو ان میں ہوں پھر اپنے اعمال کے  
 مطابق ان کو عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

اسے خواہ وہ صالح ہوں یا طالع بعض گناہوں میں عادت الہی اس پر جاری ہوتی ہے، بعض لوگات ایسا  
 بھی ہوتا ہے کہ صراطِ حق کو نظر نہ رکھا جاتا ہے۔

تھ اگرچہ دنیا میں عذاب میں سب شامل تھے مگر آخرت میں ہر ایک اپنے عمل کے مطابق جزا پائے گا اور  
 متلازم ہو گا کہ نیک ہے یا بد۔

۵۱۱ وَكَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَاتِلَ قَاتِلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ اللَّهُ بِقَوْلِهِ  
 عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ شَكٌّ  
 يُعَذِّبُ عَلَى أَعْمَالِهِمْ  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

هَذِهِ عَلَيْهِمْ وَاسْتَعْتَبُوا عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ مِمَّا مَاتَ عَلَيْهِمْ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بندے کو اسی پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔  
(مسلم)

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اسی حال و صفت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا یعنی ایمان یا کفر، طاعت و معصیت اور ذکر و غفلت کی حالت میں یعنی اعتباراً تم کہے کہ آخری حالت کیا تھی؟ اس وجہ سے کہا گیا ہے۔ بیت  
حکم ستوری دستی ہر بر خاتمہ است  
کس نہ است کہ آخر چہ حالت گزرد  
رستہ دستی تمام کا حکم خاتمہ پر ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ آخری حالت کون سی ہوگی؟  
بعض مافین فرماتے ہیں کہ جب محبوب کی یاد و حضور حاصل ہو جائے اور جوہر ذکر دل میں قرار پا جائے تو اگر وقت موت کی تکلیف و تنگی کی وجہ سے دل میں اشتغال و غور آ جائے تو کوئی حرج و نقصان نہیں۔ کیونکہ مفارقت و رح کے بعد وہ حالت لوٹ آئے گی۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دوزخ کی شکل نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور نہ جنت کی شکل جس کا طلب گار سو رہا ہے۔  
(ترمذی)

۵۱۱۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ مَا أَثَرُ مِثْلُ الثَّامِنِ نَامَ هَادٍ بُعَاذًا مِثْلَ الْحَقَّةِ مَاتَ طَالِبُهَا - (مَا وَكَالَ الْيَتِيمِ مِثْلُ)

اسلہ شدت و حمل میں  
اسلہ یعنی اگر کوئی شخص اپنے قوی دشمن سے بچنا چاہتا ہے تو وہ نہ سوتا ہے اور کبھی بھی غفلت کو قریب نہیں آنے دیتا غفلت کو کششوں سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے مگر آتش دوزخ جو اپنے ہول و شدت میں اور گرفت میں قوی تر ہے اس سے لوگ بھاگنے میں غافل ہیں اور کوشش نہیں کرتے مگر بھاگنے میں تو سو جاتے ہیں اور غفلت کہتے ہیں۔ نا آتش دوزخ سے بچنا تو یہ ترک محاسن اور طاعت الہی کے التزام سے ہوتا۔  
اسلہ سرحد حشی اصلذت

اسلہ یعنی اگر محبوب کا طلب گار ہے تو وہ غافل نہیں ہوتا اور نہ ہی شہسی کرتا ہے بلکہ اس کی خوب جستجو کرتا ہے بلکہ وہ حامل ہو جائے۔ مگر بہشت جو تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے انسان اس کی طلب میں کوشاں نہیں ہوتا باقی اس کا پانا اس چیز سے ہے جس سے دوزخ سے بھاگتا ہے۔



۱۳ وَكَانَ آخِرُ ذِي قَعْدٍ كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَ  
 أَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَلَبُ السَّمَاءَ وَحَتَّى  
 لَهَا أَنْ تَأْكُلَ وَالْأَرْضَ تَفْسِيحُ بِيَدِهِ مَا فِيهَا  
 مَوْضِعٌ أَوْ بَرٌّ أَوْ صَائِعٌ إِلَّا وَفِي مَمْلُوكٍ وَامْنِعُ  
 بَجَبْتِهِ سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللَّهُ لَوَقَّعُكُمْ مَوْنُ  
 مَا أَعْلَمَ لَصِيحَكُمْ قَدِيلًا وَكَبْكَبَكُمْ  
 كَثِيرًا وَمَا تَكَلَّدُ وَتُحَرِّبُ النَّبِيَّ وَعَلَى  
 الْغُرُكَاتِ وَتَحْرَجُكُمْ إِلَى الصُّعَدِ ابْتِهَاجًا  
 إِلَى اللَّهِ قَالَ أَبُو ذَرٍّ يَا لَيْسَ بِي كُنْتُ خَجْرَةً  
 تَحْصَدُ - (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَ  
 قَائِلُ مَا جَاءَ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا  
 ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے  
 آسمان پر چڑھا ہے اہاں کاش ہے کہ چڑھ جائے اس  
 فات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اہاں آسمان  
 میں کوئی ایسی چار گھبروں کے برابر جگہ نہیں جہاں کوئی نہ  
 کوئی فرشتہ سمجھ رہا ہو۔ اللہ کی قسم! ہم اگر وہ چیزیں  
 جلتے جو میں جانتا ہوں تو تم منٹے مٹوڑا اور دوڑے زیادہ  
 بیروں کے بیروں پر جلتے حاصل نہ کرتے اور اللہ کی  
 پناہ پلے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جلتے۔ حضرت  
 ابو ذر نے کئے کئے کاش! میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا  
 جاتا۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۴ آثارِ قیامت، آیت الہیہ اور اس کے صفات قہریہ۔

۱۵ احوالِ قیامت اور اس کی ہولناکی کے اسرار اور اظہار اور شدتِ عذاب و عذرا  
 ۱۶ اطمینان، پالان اور زمین کی آواز، اونٹ کا بوجھ کی وجہ سے دھنسا، یعنی جس طرح سواری بوجھ کی وجہ سے  
 روٹی سے اسی طرح آسمان پر لگتی کثرت اور اڑنا مارا اور ان کے نقل کی وجہ سے۔ شاید زمین دھنستے ہیں کہ مقصود  
 اس کے آواز کا بیان نہیں بلکہ ملامت کی کثرت سے یہ بھی ممکن ہے اس کا روئے خوف اور خشیت الہی کی وجہ سے ہو  
 جب وہ آسمان جو جہلا اور محل لاگ رہے، ہاری تعالیٰ کے خوف سے دھنستے تو انسان جو گناہوں سے آلودہ ہے وہ  
 روئے کا زیادہ مرزا اور سب سے پیغمبر مقصود کے زیادہ مناسب ہے جیسا کہ متغنی نہیں۔

۱۷ خلل کے حضور، مشابہہ کبریا اور جہول حق کے سامنے غائب و خاشع ہیں۔

۱۸ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے جیسا کہ غم سے پریشان و درحال لوگ اپنے گھر سے جنگل کی  
 طرف نکل جاتے ہیں کہ دل کو سکون حاصل ہو "صدقات" معید کی جمع ہے یعنی روئے زمین۔ جیسے طرقات  
 طری، طریق کی جمع میں۔

۱۹ بطریق انوس حضرت

۲۰ کھنا گناہوں سے آلودہ ہو کر اطمینان نہ جاتا جیسا کہ درخت کو کاٹ دیا جاتا ہے اور وہ ختم ہو جاتا ہے  
 ۲۱ اہاں اس طرح کی پروردگار آندیش کیا اور سب سے مروی ہیں ایک صحابی کے ہاں سے کہ فرمایا کاش  
 میں بحری ہوتا جسے ذوق کر لیا جاتا اور کھلایا جاتا ایک اور صحابی سے مروی ہے کہ کاش میں جانور ہوتا جہاں چاہتا





سے تین مرتبہ

سے نفخہ اُٹلی مراد ہے جس سے قیامت قائم ہوگی تمام مخلوق مرجائے گی، رجف نفخہ حرکت کرنا، حرکت دنیا اور سخت اضطراب کو کہتے ہیں، رجف بمعنی زلزلہ بھی ہے۔

سے نفخہ ثانیہ جس کی بنا پر تمام لوگ اپنی اپنی قبور سے اٹھیں گے۔ الغرض اس سے قیامت کا یاد دلانا مقصود ہے تاکہ عمل خیر اور یا وحی کا سبب و باعث بنے۔

سے اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ سونا حکم موت لکھتا ہے جو نفخہ اولی کا اثر ہے اور بیدار ہونا وہ بارہ زندہ ہونا ہے جو نفخہ ثانیہ کی طرح ہے اور یہ دونوں قیامت کی نشانیاں اور اُسے یاد دلانے والی ہیں۔

سے یعنی موت کے وقت اور اس کے بعد پیش آنے والے احوال۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے لوگوں کو منہ سے بولنے دیکھا۔ فرمایا! اگر تم لادیں ختم کر دینے والی موت کا ذکر زیادہ کرو تو وہ عقیدے اس سے ہلکے کی جو میں دیکھ رہا ہوں تو لاش ختم کرنے والی موت کا ذکر زیادہ کرو۔ کیونکہ قبر ہر دن یہ حکام کرتی ہے کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور جب بندہ یمن و فن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے خوش آمدید تو اپنے گھر آیا ہے جو لوگ میرے اوپر چلتے ہیں ان سب میں تو بہت پیارا تھا اب جبکہ میں تیری والی بنی ہوں اور تو میرے پاس آیا تو تو دیکھ لے گا۔ میرا روتاؤ۔ فرمایا پھر قبر تاحہ نظر فرما رہی جاتی ہے اور دروازہ جنت کھول دیا جاتا ہے اور جب بدکار یا کافر زندہ و فن کیا جاتا ہے تو اسے قبر کہتی ہے خوش آمدید اور نہ تو اپنے گھر آیا ہے، تو مجھے ان سب سے زیادہ ناپسند تھا جو میری پشت پر چلتے تھے تو آج جبکہ میں تیری والی بنی گئی اور تو میری طرف دیکھنے پر تیرا معاملہ اپنے ساتھ دیکھ لینا۔ فرماتے ہیں پھر قبر سڑ جاتی ہے حتیٰ کہ مردہ کی پسلیاں بکھر کر

۵۱۱۸ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَسَحَرَ الْبَقِيَّةَ مَتَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُ رَجُلًا أَوْ نِسَاءً كَمَا يَسْأَلُ يَكْتَسِرُونَ قَالَ أَمَّا لَكُمْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ هَلِ هَذَا مِنَ اللَّهِ أَمْ لَكُمْ عَمَلٌ أَمْ لَا أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ بَيْتَ الْعُزْبَةِ قَامَ بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَّ بَيْتَ الْفُرَّادِ وَأَنَّ بَيْتَ الدُّوْدِ وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَ أَهْلًا أَمَّا إِنْ كُنْتَ لَدَاحِبٍ مَنِ يَمُوتُ عَلَى ظَهْرِهِ عَلَى قَبْرٍ قَدْ دُرِيَ لَكَ الْيَوْمَ وَ مِثْرَتُ الْإِذَا كَسَتْ لِي صِينِي بِكَ قَالَ فَيَنْتَسِمُ لَهَا مَكَامًا بَعِيدًا وَيَقْتَرَعُ لَهَا بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِذَا دُفِنَ الْغَائِبُ الْكَافِرُ وَ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا أَمَّا إِنْ كُنْتَ لَدَاحِبٍ مَنِ يَمُوتُ عَلَى ظَهْرِهِ عَلَى قَبْرٍ قَدْ دُرِيَ لَكَ الْيَوْمَ وَ مِثْرَتُ الْإِذَا كَسَتْ لِي صِينِي بِكَ هَذَا فَيَنْتَسِمُ عَلَيْكَ حَتَّى تَغْتَلِبَ أَصْلَابُكَ قَالَ وَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْصِيحُ كَذَا حَتَّى يَعْصِمَهَا فِي جُوبِ

بَعْضُ مَا كَانَ وَتَقَرَّرَ لَدُنَّ سُبُحَانَ رَبِّكَ  
 آتٍ وَاحِدًا أَمْلَحَهَا كَذَّبَتْ فِي الْكَرْبِ مَا  
 أَفْبَحَتْ شَيْئًا مَا أَفْبَحَتْ الدُّنْيَا كَذَّبَتْ  
 وَتَحْدِثُ حَقِّي يُعْطَى بِهِ إِلَى الْحَسَابِ  
 كَانَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
 سَلَّمَ لَا شَيْءَ الْعَبْرُ وَكَانَ مِنْ رِجَالِ  
 النُّجَّةِ أَوْ حُفَرَاءِ مِنَ حُفَرَاءِ النَّارِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ادھر ہو جاتی ہیں۔ فوطے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگلید مبارک کو ایک دوسرے میں داخل فرما کر اشارہ کیا۔ فرماتے ہیں اور اس پر ستر پٹے ایسے سانپ مسلط کر دیے جاتے ہیں اگر ان میں ایک سانپ بھی زمین پر چھوٹ کر مار دے تو رہتی دنیا تک زمین کھجور کا گئے وہ اسے شلہ مچے اور نوچے ہیں حتیٰ کہ اسے خالی (یوم آخرت) تک پہنچایا جاوے گا راوی بیان کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک شلہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے۔ (ترمذی)

۱۔ کشر، شین کے ساتھ دانتوں کی میڈی، منہ وقت

۲۔ ہاؤم، ذال ازہم یعنی قطع، روایت بھی اسی طرح ہے، بعض نسخوں میں وال بھی تحریر ہے یہ ہم سے یعنی حالت کو کرانا آتا ہے۔ اہم سیر علی کہتے ہیں کہ سہیلی نے تصریح کی ہے کہ روایت ذال کے ساتھ ہے۔

۳۔ اس سلف سے۔

۴۔ جس طرح پیارے مہمان کو کیا جاتا ہے

۵۔ و لیتک، ضیفہ مجہول، تکلیت سے یا معلوم از طاریت ہے یعنی جب میں تجھ پر والی بنی ہوں۔

۶۔ اعلیٰ برتاؤ

۷۔ جیسے ناواقف اور بن بلائے مہمان کو کیا جاتا ہے۔

۸۔ ادھر کی بڑیاں دوسری میں گھس جائیں گی۔

۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۔ نس، سین کے ساتھ، مانے بلے دانتوں کے ساتھ چبانا

۱۱۔ لفظ قیامت

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ بوزے ہو گئے فرمایا: مجھے صبح ہوئے بوزے ہوئے دیا ہے اولیٰ میری دوسری سونوں نے (ترمذی)

۱۲۔ وَعَنْ أَبِي جَحْظَةَ قَالَ قَالَ لَوْلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْ بِشَيْءٍ مِمَّا كُنْتَ تَكْتُمُ عَنْ النَّاسِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

۱۵۔ یہ صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظہری حیات میں چھوٹے تھے لیکن سماع روایت کے حامل ہیں ان کے حالات کبھی دوسرے مقام پر رکھے گئے ہیں۔

۱۶۔ بعض نسخوں میں سورۃ ہود و انعام (سورۃ ہود و اس کی ہم منیٰ سورتوں نے بول دیا کہ وہاں ہے) کے کلمات ہیں۔ ان سورتوں کا ذکر دوسری احادیث میں آیا ہے۔ مگر اس میں نے فرمایا سورۃ ہود سے مراد اس کی آیت **فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ** ہے کیونکہ استقامت و اعمال ظاہری و باطنی میں المطابق و تطبیق کے بغیر مطاب مستقیم پر استقامت انتہائی دشوار ہے اور حقیقت آپ کو بڑھاپے کا عارض ہونا و مَن تَابَ مَعَكَ کی وجہ سے وہ آپ کی ذات اقدس کمال استقامت و اعتدال کی کامل مغرب ہے یہاں دشواری کا کیا معنی؟ یہی وجہ ہے کہ نسبت سورۃ شوریٰ کی طرف نہیں کی جاتا کہ وہاں بھی اسی کلمات **فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ** کے ساتھ خطاب ہے۔ لیکن وہاں **وَمَنْ تَابَ مَعَكَ** کے کلمات نہیں ہیں واضح ہو گیا کہ راو استقامت پر قائم رہنا اُمت کے لیے دشوار ہے، آپ کی ذات اقدس کے لیے نہیں۔ لہذا ان دیگر سورتوں کو بھی اس معنی پر محمل کیا جانا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بوجھ سے ہو گئے۔ فرمایا مجھے سورۃ ہود، الواقعہ، المرسلات، عم تیسارون اور **إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْبَيِّنَاتِ** نے بول دیا کہ وہاں ہے۔ (ترمذی)

۱۷۔ **وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا شَيْءٌ قَالَ شَيْءٌ بَيْنِي وَهَذَا لَوْ لَوْ فَتَعَلَّكَ كَلِمَاتُكَ وَتَعَلَّكَ كَلِمَاتُكَ قِيلَ إِنَّ الشَّمْسَ كَيْتَتْ - (مَا قَالَهُ الْقَوْمُ مِنْهُ) وَذَكَرُوا حَيْثُ كَيْتَ هَذَا كَلِمَاتُكَ لَا يَكِلُجُ الدَّعَاةُ فِي كِتَابِ الْجَحَنَّمَ**

۱۸۔ کیونکہ ان سورتوں میں احوال آخرت، مذہب نارا اور سخت وعیدوں کا ذکر ہے۔  
۱۹۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت جس کی ابتداء "لایلیٰ النار" سے ہے کتاب الجہاد میں مذکور ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو بخاری نظر میں ہوں یا زیادہ باریک ہیں ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہری حیات میں پاک کرنے والے تصور کرتے تھے۔ (بخاری)

۲۰۔ **عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كُنْتُمْ تَتَعَلَّمُونَ عَنْهُ لَدَيْهِ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنْ الشَّعْرِ كَمَا تَعَلَّمُوا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ وَتَوَصَّلُوا إِلَيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَيَّدَاتِ يَعْنِي الْمُتَكَلِّمَاتِ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)**



اچھے عمل کیے، ہمارے ہاتھوں پر بہت لوگ ایمان لائے  
جہاں کے اجر کی امید رکھتے ہیں۔ میرے والد نے کہا  
لیکن مجھے تو اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ میں  
حکمر کی جان ہے میں تو تمنا کرتا ہوں کہ وہ سب کچھ ہمارے  
بیٹے ثابت ہو اور یکہ ہم نے اس کے بعد جو کام کیے ہیں  
ان سے نجات پا جائیں برابر برابر تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ  
کی قسم! یقیناً تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے  
(رسمی)

بَعْدَ مَا نَجَّوْنَا مِنْهُ كَقَاتِلِائِنا يَوْمَ اِيْنِ  
كَفَلْتُمْ اِنْ اَبَا بَالِهَ وَاللّٰهُ حَكِيْمٌ اَرْحَمُ -  
(رَدِّ اَكْلِ الْبُخَارِي)

سلفہ اشرفی، یہ کہلاتا بعین میں سے ہیں۔  
سلفہ یعنی نہ نفع نہ نقصان، نہ وہ موجب ثواب ہوں نہ وہ سبب عتاب یعنی اگر وہ موجب ثواب نہ ہوتے تو  
ذریعہ عتاب ہی نہ ہوں گے کسی نے بہت خوب کہا۔ بیت  
طاعت ناقص ما موجب مغفرا نشود  
ہماری ناقص طاعت ہماری بخشش کا موجب نہ ہوگی ہم اس پر راضی ہیں کہ وہ نافرمانی کا سبب نہ ہو  
یعنی وہ اعمال جو ہم نے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیری حیات میں آپ کے زیر سایہ کیے ان کی قبولیت  
کی امید کرتا ہوں کہ وہ باقی رہے گئے نہ اسلوان اعمال کا جو بعد میں کیے اگر پورا پورا حساب ہی ہو جائے تو نیت ہے  
سلفہ یعنی تمہارے والد باوجود ان اعمال و فضائل کے مقام خوف و خشیت پر فائز ہونے کی وجہ سے میرے والد  
سے اون پر مقام رکھتے ہیں یا مراد تعجب کا اظہار ہے کہ تمہارے والد میرے والد سے اعلیٰ و افضل ہونے کے باوجود  
ڈرتے تھے پس معلوم ہو گیا کہ مراد نہایت ہی نازک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے  
میرے رب نے نوابوں کا حکم دیا ہے۔ اللہ کا خوف  
خیر اور ہر انسان غصہ اور راضی میں، اعتدال حالت  
امانت و غربت میں، میں جوڑوں جو توڑتے اسے دوں  
جو مجھے محروم کرے، اس کو معافی دوں جو مجھے بظلم کرے  
ادبہ کی بری خاموشی کرے کہ جو میرا لونڈا و زیرادبہ  
حجرت، حکم دوں اچھاں کا، عرف کے بھانے بلعوض  
بھی سوی ہے۔ (رزین)

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِي رَبِّي بِتَسْمِ  
تَحْسِبَةِ اللّٰهِ فِي السَّيْرِ وَالتَّكْدِیْمَةِ وَالتَّحْكُمَةِ  
الْعَدْلِ فِي الْقَضَاءِ وَالتَّوَقُّدِ الْقَصْدِ فِي الْقَفْرِ  
وَالْعِفَا وَانْ اَمِلَ مَنْ قَطَعَنِي وَاعْطَى  
مَنْ حَرَمَنِي وَاعْطَوْنِي حَلَّتْ بِي وَانْ  
يَكُونُ مَعِيَ حَكْرًا وَنَطَقَنِي وَكْرًا وَكَفَلَنِي  
حَبْرًا وَامْرًا لَعْنَتِي وَبَيْنَ يَدَيْهِ الْمَعْرُوفِ  
(رَدِّ اَكْلِ الْبُخَارِي)



سہ آدمی جب کسی سے راضی ہوتا ہے تو اس کی مدح و تعریف کرتا ہے جب مذاہل ہو جائے تو اس کی خلاف چلت ہے چاہے یہ کہ دونوں حالتوں میں یکساں روئے ہو۔

سہ اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اتنا مذاق ملے جو کافی ہو نہ امارت نہ خربت؛ دوسرے یہ کہ دونوں احوال میں اعتدال پر رہا جائے یعنی حالت فقر میں حزن و فزع اور حالت غنا میں بخت و سرکشی و بغاوت نہ ہو۔

سہ جیسا کہ بعض قریبی رشتہ دار قطع رحم کرتے ہیں تو اس مقام پر ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔

سہ جب میں خاموشی اختیار کروں تو معرفت کا حصول ہو۔

سہ غلوئی کو دیکھوں تو غفلت و جہل سے نزدیکوں بگڑ چکا و عبرت سے دیکھوں۔

سہ بعض روایات میں عرف کی جگہ لفظ معروف ہے؛ یہ خصلت نام نہ نہیں مگر جمیع خیرات و طاعات نواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق خلق سے تمام کو جامع ہے گویا یہ تفصیل کے بعد اجمال ہے۔

۵۱۲۵ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ إِذَا كَانَ قَدْ  
سُئِلَ بِاللَّهِ مَتَى اللَّهُ عَلَيْكَ دَسَّكَ مَا مِنْ  
عَبْدٍ مَسْرُومٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ  
إِنْ كَانَ مِنْكَ دَابِيسُ الدُّبَابِ مِنْ حَشِيَّةِ  
اللَّهِ لَمْ يَصِدْبْ شَيْئًا مِنْ صِدْقِ جَنِّهِمْ  
حَقَّ مَا اللَّهُ عَلَى النَّاسِ - (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے کی آنکھوں سے کھمبے کے برابر اللہ کے خوف سے آنسو نکل آئیں پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصہ کو چھوئیں تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے محفوظ فرما دے گا۔ (ابن ماجہ)

سہ اگرچہ وہ کھمبے کے سر کے برابر ہو یہ اس کا چھوٹا اند قلیل ہونا بیان ہوا ہے۔

سہ یعنی آنکھ سے نکل کر چہرے پر گرے "خُر" حار پر پیش چہرے کا ظاہری حصہ اس کا مقابلہ مقابلہ

سے مراد وسط دار ہوتا ہے۔

سہ دوزخ کی آگ

## ۳۳۶۔ بَابُ تَغْيِيرِ النَّاسِ

## لوگوں میں تبدیلی کا بیان

ایک حالت سے دوسری حالت میں ہونا تغیر کہلاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ حال ہے جو حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات میں لوگوں کو بصورت دین پر استقامت، التزام احکام، اتباع حق، دنیا میں زہد، دنیا میں زینت بھی اس کے مال و اسباب، غم، و دہر پر مغرور نہ ہونا، پسندیدہ اعمال، صفات حمیدہ، اخلاقی عالیہ پر ثبات قلب کا سحر ہونا، صفائے باطن اور آخر زمانے میں مذکورہ صفات کے مختلف صفات کے حصول ہونا مراد ہے۔

## الفصل الاول

## پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ان سواؤں کی طرح ہیں جن میں تم ایک بھی سواری کے قابل نہ پاؤ گے۔ (بخاری و مسلم)

۵۱۲۶ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ يَلِي الْأَمْرَ لَكَ لَا تَكُنْ كَمَا كَانَ يَكُونُ فِيهَا دَاحِدَةٌ - (متفق علیہ)

۱۔ بعض روایات میں کابل مائتہ کے الفاظ ہیں

۲۔ واحد، اس لفظ کو کہا جاتا ہے جو سفر کی طاقت اور بوجھ اٹھا سکتا ہو۔ اس میں تاباں لغہ کے لیے ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ تو کثرت سے ہوں گے۔ مگر ان میں سے پسندیدہ کرو اور قابل محبت ہوں اور اعمال خیر پر معاون ہوں، نہایت ہی کم ہوں گے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان تین زمانوں کے بعد ہوں جن میں اس کے ایثار لوگ تھے لیکن حق یہ ہے کہ اس قید کی حاجت نہیں کیونکہ ان زمانوں کے اعتبار سے کائنات مسلمان ان کی نسبت ہوں گے بالکل ایسے لوگ جو تمام صفات حمیدہ سے موصوف ہوں ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں لیکن آخری دور میں بہت ہی کم۔ باقی ان زمانوں کی فضیلت اور خیر ہونا دوسرے زمانوں سے باعتبار کثرت و قلت کے ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے اگلوں کی راہ پر چلو گے بالشت بالشت کے مطابق اور گزر گز کے مطابق حتیٰ کہ وہ اگر کسی گز کے مطابق میں

۵۱۲۷ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَكُنَّ عَيْنُ مَنْ قَبْلَكَ شَيْئًا يُشِيرُ وَذَاتُ عَيْنَايَا دَاحِجٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا الْجَحِيمَ صَبَتْ يَتَعَفُّوهُ

فَإِنْ يَأْتِ رَسُولٌ أَمَّاؤُا أَيْمُنُهُ وَآلُ النَّصْرَةِ نَامِي  
قَالَ حَتَمَن - (مُتَقَنِّ عَلَيْهِ)

گھے ہوں گے تو تم بھی ان کے پیچھے چو گے جڑ  
کیا گی یا رسول اللہ کیا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں  
فرمایا اور کون؟ (بخاری و مسلم)

سَلَمُن، حسین پر پیش اور زبر

سَلَمُن ان کے طریقے اور ملاقات اپناؤ گے۔ مراد وہ بدعت اور خواہشات کی پیروی ہے جو انھوں نے اپنے اپنے  
پیروں کی شریعت و تعلیمات کے خلاف بنائے تھے اور شریعت میں تبدیلی کر لی تھی۔

سَلَمُن شبر، زیر کے ساتھ، انگوٹے سے لے کر چھوٹی انگلی تک یعنی بالشت، زراعت، بالکمر، انگوٹوں کے سرے  
لے کر نصف بازو تک، صراح میں ہے۔

سَلَمُن ضَبْ، سوسا، ریشور، جانور ہے

سَلَمُن صحابہ نے پوچھا

سَلَمُن اگر وہ مراد نہیں تو کون مراد ہوں گے یعنی یہود و نصاریٰ کا مراد ہونا واضح و ظاہر ہے۔

۵۱۲۸ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَسَدِيِّ قَالَ

قَالَ رَسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ

النَّصَارِيُّعُونَ الْأَذَلَّ وَالْأَذَلَّ وَتَبَتْنِي حَتَمًا

كَحَقِّكَ النَّصْرِيُّ أَيْ النَّصْرِيُّ لَا يَمِيلُ إِلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ

بَلَاءً. (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا نیک و گناہ کا موازنہ یہاں ہے کہ پہلے ہم ساتھ چلے

گا جیسے جو یا یہودیوں کی جھوسی، اللہ تعالیٰ ان کی کوئی

پرہیز نہیں فرمائے گا (بخاری)

سَلَمُن مراد اس اسمی، بیم کے پختہ زیر، راساکن، ابن صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے دعوت کے پختہ آپ کی

بعیت (رضوان) کی تھی، کو نہیں میں شمار ہوتے ہیں، ان سے صرف یہی حدیث مروی ہے جیسے

بخاری نے روایت کیا۔

سَلَمُن کے بعد دیگرے، ہر ایک کو پہلا فرمایا اس لیے جو پہلے جائے گا اس کے بعد چلے گا اور دوسروں کی

نسبت سے پہلا ہوگا۔

سَلَمُن حُفْلہ، عابضوم، فادہ ردی ادب کے کار چیز جو کسی کام نہ آئے، مثلاً بھی اس میں آتا ہے اے

لذات بھی کہنے میں صراح میں ہے حُفْلہ بالغتم ہر چیز کا جھوٹ، مثلاً بالغتم جو کا پوست، کچھ کا کوٹا ہوا، جھوٹ

سَلَمُن اللہ تعالیٰ کے لوں ان کی کوئی قدر و منزلت نہ ہوگی۔

دوسری فصل

الفصل الثانی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں

۵۱۲۹ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي  
الْمُعَلِّطِيَّاءُ وَحَدَّ مَشَهُنَّ أَبْنَاءُ الْمَلُوكِ  
أَبْنَاءُ قَارِيسَ قَالَ لَوْ رَسَخْتُ اللَّهُ شِرَارَهَا عَلَى  
خِيَارِهَا (رواه الترمذی) وَمَا هَذَا حَدِيثٌ قَرِيبٌ

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حب میری  
امت اگر گرہ لے اور فاسق و فاسقہ کے شہزادے ان کی  
خدمت کریں تو اشدان کے اچھوں پر بدوں کو مسلط کر دیا  
(ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

سہ بطریق مجتہد - معطی - سیم پر پیش ہا پر فقرہ بالمد و بالقصر خوش ہونا اور اگر چہ جتنا - معطی - مجتہد کی وجہ سے  
رخسار اور ابرو پر چلنا - قاتول و صراح - معانی کے نسخ اور شکوہ کے معنی - حواشی اور اس کے شروع میں  
معطی ہے - یعنی دو طاء کے درمیان یا ع - دوسری طاء کے بعد یا ع نہیں - مجمع البحرین اور بعض حواشی کتاب میں بھی  
تحریر ہے کہ بعض کے نزدیک دوسری تاء کے بعد یا کا حذف بھی مروی ہے - یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری طاء کے بعد  
یا کا آنا بھی ثابت ہو رہا ہے -

سہ ملک اور شرف ہوں گے - نارس اور دم کے ٹوک اور ان کی اولاد چاری کرے گی -

سہ واقعہ جب با دروم و فارسی فتح ہوئے اور وہاں کے ٹوک خادم بنے تو آپ نے جس طرح فرمایا - اسی طرح  
ہی ہوا - اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کو اسی طرح بڑا ہیہ کو بڑا شتم پر مسلط کیا -

۱۳۰ وَ سَكَنَ حُدُودَهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَفَّوْا السَّاعَةَ حَتَّى تَكْفُلُوا  
أَمَانَتَكُمْ وَتَجْعَلُوا أَيْسَارِيَّكُمْ وَتَكْرِثُوا  
دُونَكُمْ شِرَارَكُمْ -

حضرت مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت  
اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اپنے اہم کو  
نہ کر کے اور ایک دوسرے پر اپنی گواہی نہ دے دو گے اور بدترین لوگ تمہاری  
دنیا کے وارث ہوں گے (ترمذی)

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

سہ ایک دوسرے پر تم گواہی دو گے ، اجتہاد و محالہ و تاملہ ، ایک دوسرے پر گواہی دلاؤ -  
سہ ملک و ملت غلاموں کے پاس آجائے گی ، سناقتار غلاموں کے ہاتھ میں ہوگی -

۱۳۱ وَ سَكَنَ قَالُوا قَالُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَفَّوْا السَّاعَةَ حَتَّى يَكُونُوا أَسَدَ  
الْحَمَامِينَ بِالْأَمْنِ لَكُمْ بَيْنُكُمْ - (رواه الترمذی)  
وَالْيَتَرَفَعُ فِي ذَلِيلِ الْخَبْرَةِ -

الارضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دنیا کا بیابان ترین شخص غنیمت کے بیٹے  
خبریت بنے گا - اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور معنی  
نے دلائل النبوة میں -

سہ کثرت مال اور سائش زندگی اور نفاذ حکم میں -

سہ یعنی ایسے کینے اور بے خوف ہوں گے کہ ان کی اصل نہ ہوگی - کعب ، لام پر پیش ، کاف پر پذیر ، کینہ ، احمق غلام  
جو کوئی حرف میں طریق سے ذہل سکتا ہوا چھوٹے بچے کے معنی میں بھی آیا ہے -

۱۳۲ وَ سَكَنَ مُحَمَّدٌ بَيْنَ كَعْبٍ وَ الْغَدِ لِي كَانَ

حضرت محمد بن کعب القرظی سے ہے کہ مجھے ایک ایسے

شخص نے خبر دی جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ ہم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ہمارے سامنے مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودار ہوئے جن پر عرف ایک چادر تھی وہ بھی چڑے سے پیوند لگی ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو آپ دوڑے اس حرکت کا قصہ کرتے ہوئے جس میں وہ پہلے تھے اور اس حالت پر جس میں آج ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تم کیسے ہو گے جب تم میں سے کوئی ایک چڑے میں بیٹھ گئے گا اور دوسرے چڑے میں شام۔ اس کے سامنے ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں کو ایسے پڑے پناہ گے جیسے کعبہ کو پناہ دیتا ہے۔ یہاں نہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس دن آج کے دن سے آپے ہوں گے کہ عبودیت سے فارغ ہوں گے اور کام کا ج سے اچھا بے جا ہوں گے فرمایا نہیں تم اس کے مقابلہ میں آج آپے ہو۔

(ترمذی)

سَلَامُ قُرْطُبَى، قاف پر منہ، را پر فتح، اللہ تابعی مدنی، نہایت ہی صانع اور عالم قرآن تھے۔ ان کے والد بنگاہ قرطیبہ میں سے تھے۔

سہ بُرو با پر منہ دھاری دار چادر (کنز فی القاموس)

سَلَامُ جاس سے بیشتر کہیں ان کی حالت مال و نعمت کے اعتبار سے نہایت ہی اعلیٰ تھی۔

سَلَامُ فقر و فاقہ کی حالت، اہم سیوطی، جمع الجوامع میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں آئے کہ میرا چہرہ کمر پر باندھا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو دیکھو جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے روشن و نور فرمایا ہے اور فرمایا میں نے دیکھا ہے اس کے والدین اسے شوبہ اچھا کہتے اور پندتے ہیں لیکن آج اس کے جسم پر میں فقط ایک ایسا کپڑا دیکھ رہا ہوں جو ایک دم سے بھی کم قیمت ہے مگر اے اللہ! اس کے رسول کی محبت نصیب ہو گئی اور یہ حال ہو گیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی کبار القدر صحابہ میں سے ہیں۔ درجہ جاہلیت میں امیر ترین تھے۔ جب

هَذَا قَبِيْ مِنْ سَيِّئَةٍ يَّعْلَى بَنِي آدَمَ قَالَ لَا تَأْكُلُوْا مِنْ هَذِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ كَالْهَلَمِّ عَلَيْكَ مُضْعَبُ ابْنِ عَمِيْرٍ قَالَا عَلَيْهِمَا سَلَامٌ لَّكَ مَرْفُوعَةً يَّفْرُوْا فَلَنَّا رَأَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْنِيْ بِلَبِّنِ فِي كَانٍ فَبِيْرٍ مِنَ الْبَعْمَةِ الَّذِي هُوَ فِيْهِ الْيَوْمُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَكْفُرُ اِذَا اَعْدَا اَحَدُكُمْ فِي حَلِيٍّ وَنَاخِرٍ فِي حَلِيٍّ وَوَضَعَتْ بِلَبِّنِ يَدَهُ يَتَحَفَّظُ وَرُفَعَتْ الْاُخْرَى وَسَمِعُوْهُ يَتَكَلَّمُ كَمَا تَسْمَعُوْا اَنْكَبَهُ فَكَلَّمُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعْنِيْ كَيْفَ مَيِّدٍ عَمِيْرٍ يَدَا الْيَوْمَ تَسْتَعْرِضُ لِلْعِبَادَةِ وَتَكُنِي الْيَوْمَ نَدَا قَالَ كَا اَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَ مَيِّدٍ

(رَدَّ اَوَّلُ الْيَوْمِ مَدِيْنَةُ)

مسلمان جوئے تو تمام مل جھوڑ دیا اور لہ بڑ کو پسند کر لیا، غزوہ اُحد میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر چالیس یا اس سے زائد برس تھی۔

۱۳۳ھ صبح یمنی کوئی اور باس اور شام کوئی اور

۱۳۴ھ کھانے کا پیالہ

۱۳۵ھ مال و نعمت، لباس، طعام اور مکان میں اسراف موجود ہے

۱۳۶ھ کب سعیت اور اہل خیال کے جو جسے

۱۳۷ھ کیونکہ آج تم حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جس کی وجہ سے یقین اس کی قربت حاصل ہے اور اس دن تم

غیر حق کے ساتھ مشغول ہو جاؤ گے جس کی وجہ سے حق تعالیٰ سے دوری و غفلت ہو گی یہ حدیث فقر کے غنا پر افضل ہونے پر دلیل ہے۔

۱۳۸ھ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا قِيَّ عَلَى النَّاسِ

زَعَانِ الصَّابِرِينَ فِيهِمْ عَنِّي دِينَهُمَا كَالْقَابِضِ

عَلَى الْفَتْعِ رَمَاهُ الْيَوْمَ مِثْلُ وَكَانَ هَذَا

حَدِيثٌ غَرِيبٌ (إِسْنَادًا)

۱۳۹ھ دین پر استقامت اور ثابت قدمی سے گزرنے دینا

۱۴۰ھ جس طرح اٹھ میں چنگاری رکھنے والا ہر نہیں کر سکتا، اسی طرح دین پر ثابت قدمی و استقامت نہایت

ہی دشوار اور مشکل ترین معاملہ ہو گا۔ کیونکہ فسق و فجور کا ظہور کثرت سے ہو گا لیکن دین کے ساتھ و معاون نہایت

بجائیں ہوں گے۔

۱۴۱ھ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ أَوْ كُنْ

سَمْعَاءَ كُفْرًا مَوْثُومًا كُفْرُهُ لَمْ يَبْتَكَ كُفْرُهُ

كَظَمُهُ إِلَّا رَضِيَ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ بَطْنِيهَا إِذَا كَانَ

أَمْرًا كُفْرًا مَوْثُومًا كُفْرُهُ لَمْ يَبْتَكَ كُفْرُهُ

فَأَمْرًا كُفْرًا لَمْ يَبْتَكَ كُفْرُهُ قَبْلُكَ إِلَّا رَضِيَ خَيْرٌ

لَّكَ مِنْ بَطْنِيهَا

رَمَاهُ الْيَوْمَ مِثْلُ وَكَانَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

(تَحْفِيفًا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب

تمھارے عاقل بہتر ہوں گے، تمھارے مالدار سخی اور تمھارے

کام آپس میں مشورہ سے ہوں گے تو تمھارے لیے زمین

کی پشت اس کے باطن سے بہتر ہو گی اور جب تمھارے

عاقل تم میں سے بدتر، تمھارے مالدار بخوس اور تمھارے

کام دوروں کے سپرد ہوں گے تو زمین کا پیٹ تمھارے

لیے اس کے ظاہر سے بہتر ہو گا۔

(ترمذی نے روایت کر کے اسے غریب کہا)

سے مسلمانوں کی ایک راتے ہوگی اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہوں گے۔ کوئی ایک طرح چلانے والا نہ ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے کی مخالفت کرنے والے ہوں گے۔  
تھے یعنی مختاری زندگی موت سے بہتر ہوگی۔

اختلاف و تنازع اکثر طور پر عورتوں کی بات ماننے والوں کی اتباع میں ہے۔

حضرت توبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ لوگ تم پر ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گے جیسے کھانے والا اپنے پیچھاڑ کی طرف دیتا ہے۔ ایک نے عرض کیا اس دن ہماری کمی کی وجہ سے ایسا ہو گا۔ فرمایا جیسا کہ سن زیادہ بول گے لیکن تم سیلاب کے سیل کی طرح ایک سیل بن جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے دلوں میں تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دل میں حسرتی اور کزوری ڈال دے گا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! تم کیا ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور حسرت کا ڈر۔ (ابوداؤد، بیہقی، دلائل النبوة)

سچے کا فرادہ گروہ لوگوں کے گروہ ایک دوسرے کو بھاری شوکت کو کوڑنے کی صحت دیں گے۔  
 سچے جیسے وہ بھیر کسی رکاوٹ کے اس پیالہ کی طرف کھانے کے لیے روتا تھے ہیں۔ اسی طرح کھنڈ لوگ بھاری  
 ہلاکت اور تھیں ختم کرنے کے لیے باخوف و خطر علماء و برہوں گے۔ اس میں واضح طرز پر اشارہ ہے کہ قلم ان کے  
 سامنے طعام و مکاں کی طرح جو گئے اور تھیں جڑی آسانی کے ساتھ ٹپک کر دیں گے۔  
 سچے صحابہ ہیں۔

مکہ تم سیلاب کے پانی پر خوس و غاشاک کی طرح بہہ جاؤ گے۔ فناء، عین پر پیش۔ ٹاٹھ دیر پانے صخو کے پتے جو پانی کے اوپر بہتے ہیں یعنی تقاری قوت و حجامت ختم ہو جائے گی۔  
 شہ یعنی جب دنیا کے ساتھ رطبت و محبت ہوگی اور موت سے ڈرا اور خوف تو اس وقت تم دشمنی کا مقابلہ نہ کر پاؤ گے۔

## الْفَصْلُ الثَّالِثُ

## تیسری فصل

۵۱۳۶ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْقُلُوبُ فِي قَوْمٍ إِلَّا دَانَى اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ الْوُحْبُ وَكَأَنَّكَ الْإِنْفَانَا فِي قَوْمٍ إِلَّا كُنْزُ فِيهِمُ التَّوَكُّلُ وَكَأَنَّكَ قَوْمٌ بِأَيْمَانِكُمْ أَلَا يُبَيِّنُ أَنَّ الْإِنْشَاءَ عَنْهُمْ الْإِيمَانُ وَلَا حَكْمَهُ قَوْمٌ يُقْبَلُ حَقُّ الْإِنْشَاءِ فِيهِمُ الدَّامُ وَلَا حَكْمَهُ قَوْمٌ بِالْعَقْدِ إِلَّا سَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ (رَوَاهُ مَالِكٌ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب بھی کسی قوم میں خیانت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے اور جس قوم میں زنا پھیل جائے دلوں میں کثرت ہو جاتی ہے۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرے اس کی روزی کم کر دی جاتی ہے۔ جس میں ناحق فیصلے ہوں دلوں میں ریزی اور جو عہد کو توڑ دے ان پر دشمن مسلط ہو جاتا ہے۔

لہ غنیمت میں

لہ ناپ تول میں خیانت  
لہ خسر، غا اور تا دھوکہ۔ مراجع میں ہے خسر دو فریقوں کا ایک دوسرے کو فریب دینا۔ تا دھوکہ میں ہے خسر کا معنی عذر اور فریب ہے۔

## ۳۳۷۔ باب در لواحق متممات باب سابق

## سابقہ باب کے لواحقات اور تتمہ کلیان

## باب الانذار والتحذیر

باب: ڈرانے اور محتاط کرنے کے بیان میں

پہلی فصل

## الفصل الاول

حضرت عیاض بن محرز الجہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا آگاہ ہو کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں وہ عجب سکھادوں اس دن جب مجھے میرے رب نے سکھایا۔ جو مال میں سے بندہ کو

۵۱۳۷ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ مَرْزُوقٍ الْمُجَنَّبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ أَلَا إِنَّ تَرَفِي أَمَرَ فِي أَنْ أَسْأَلَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ وَمَا عَلِمْتُمْ يَوْمَ هَذَا كُلُّ مَالٍ تَكْتَلِبُونَ عَبْدًا حَلَالًا وَإِنِّي أَخْشَى



وَبَارِئُ فِي حَقِّكَ لَكُمْ هُمْ وَأَتَمُّهُمْ أَلَمْ يَخْلُقْ لَكُمْ  
كَأَنَّهُمْ لَمْ يَخْلُقْ عَنْ يَدِهِمْ وَخَرَّ مَثَّ عَلَيْهِمْ قَا  
أَخَذْتُ لَكُمْ وَأَمَرْتُكُمْ أَنْ يَكْفُرُوا فِي مَا كَانُوا  
أَنْزَلْنَا بِهِ سُلْطَانًا قَاتِلًا إِنَّهُمْ كَانُوا فِي أَهْلِ  
الْأَرْضِ مُمْتَقِنِينَ عَنْ يَدِهِمْ وَعَجَبًا لَكُمْ إِنْ بَقِيََا  
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَكَانَ إِنْهَا يَخْلُقُكُمْ لَا يَخْلُقُكُمْ  
وَإِنْ يَكُنْ يَكُ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكُمْ كِتَابًا لَا تَقْبَلُهُ  
الْمَاءُ تَكْفُرُ مَا تَأْتِيهَا وَيَقْطَعَانِ وَإِنَّ إِنْهُ  
أَمَرْنَا أَنْ السَّحَابِ قَرْنِيهَا فَخَلَّتْ إِذَا يَخْلُقُكُمْ  
وَأَيْسَى قَيْدًا غَوْهُ خُذُوا قَا أَنْتُمْ خُذُوا  
كَمَا أَنْتُمْ خُذُوا وَاعْلَمُوا هُمْ لَكُمْ قَا يَنْقُ  
كَسْتُنْفِقُ عَلَيْكُمْ وَأَبْنَيْ جَيْلًا لَكُمْ  
خَمْسَةً مِثْلَهُ وَكَانَ يَكُنْ أَمْ حَاكَ  
مَنْ عَصَاكَ -

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

دول وہ حلال ہے اور میں نے اپنے بندوں کو ہدایت  
کہ وہ سارے راہوں سے دور تھے۔ ان کے پاس  
شیاطین آتے تو انہوں نے دین سے پھر دیا اور ان  
پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی  
تھیں اور انہیں مشورہ دیا کہ میرا شریک نہیں بنیں۔ میں نے ان  
میں سے کوئی دلیل نہ تارکی اور اللہ نے زمین والوں  
کی طرف نظر فرمائی تو وہ عربوں، عجموں پر ناراض ہوا سوائے  
کچھ اہل کتاب کے۔ مگر بائیس نے تم کو چھو جائے مگر اس میں  
نوں اور تھارے ذیل سے استخوان توں اد میں نے  
تم پر ایسی کتاب اتاری جسے پانی نہ چھو سکے تم سوتے  
جگتے نہ چھو گئے اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ قریشی کو  
جہاد توں نے عرض کیا یہ رب تب تو میرا سر کھانے  
گے مجھے روٹی کی طرح۔ فرمایا تم انہیں کھلو مجھے  
انہوں نے تمہیں نکال دیا تم جہاد کرو ہم تمہیں سامان دیں  
گے تم خرچ کرو ہم تم پر خرچ کریں گے ہم تم کو شہر  
ہم پانچ گنا شہر بھیجیں گے اپنے فوجیوں کے ساتھ  
اپنے فوجیوں سے جنگ کرو۔ (مسلم)

صلہ عیاض بن عمار مجاشعی ہر ذلح قار مشہور حیوان ہے۔ عیاض میں پر کرہ آخر میں شادہ تھی مجاشعی میں پر  
پیش۔ مجاشعی بن حرم کی طرف نسبت ہے، صحابی ہیں اور انہیں بصری محلہ میں شہر کیا جاتا ہے، یہ حضور علیہ السلام  
کے پہلے دوست ہیں۔ ایک روز انہوں نے حالت کفر میں آپ کو بد یہ بھیجا جواب نے قبول نہ فرمایا جب سلمان  
مورگئے تو آپ نے قبول فرمایا، ان سے سلم نے یہی ایک حدیث روایت کی ہے۔  
سلم میں تھیں وہ سکھا دول جسے تم ابھی تک نہیں جانتے۔

سلم ہرود شمری وہ حلال ہے اسے کوئی آدمی اپنے طور پر حرام نہیں کر سکتا جیسا کہ وہ جہالت میں لوگ اوش کو  
اپنے لہ پر حرام کر لیتے جس طرح اس کی تفصیل سوانح کے صفحہ میں باب البکاء والوفد کی ابتداء میں لکھ چکی ہے۔  
سلم اور ہمری بات یہ ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو باطل سے حق اور کفر سے اسلام کی طرف مائل کیا ہے۔  
یعنی ان میں قبول حق و طاعت کی استعداد رکھی ہے، یہ انسان کی فطرت کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح فرمایا ہر پجہ  
فطرت اسلامی پر پیدا کیا جاتا ہے۔ بالفعل مسلمان نہیں یا اس سے مراد اسلام کا وہ دور ہے جو عہدیشاق میں قائلو علی



ڈراؤ تو جی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقابر کھڑے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ كَجَعَلَ يَتَوَدَّى  
يَا بَنِي قُرَيْشَ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِيُطَوِّدَ كَرِيضَ عَجَلٍ  
اجْتَمَعُوا كَمَا أَنَا أَيْتُكُمْ لَتَأْخُذَكُمْ لَكُمُ الزَّانُ  
مَحِيذٌ يَأْتُوا دُنَى تِيرِيدٍ أَن تَدِيرَ عَلَيْكُمْ لَكُمُ  
مُصَدِّقَةٌ قَالُوا لَقَدْ مَا جَاءَنَا عَلَيْكُمْ رَأَى  
صِدْقًا قَالُوا يَا قِيَّ تَدِيرُ لَكُمْ بَيْنَ يَدٍ فِي  
عَدَايَ شَدِيدٍ كَقَالُوا لَقَدْ لَقِبْنَا لَكَ  
سَائِرَ الْيَوْمِ أَلَمْ نَجْمَعْنَا كَقَوْلِكَ تَبَّتْ  
يَدَايَا لَهَبٍ وَتَبَّتْ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِي رَوَايَةٍ نَادَى يَا بَنِي عَدِيٍّ مَنَاجِي  
إِنَّمَا مَتَلْنِي وَمَكَلَّمَكُمُ كَمَتَلْتُمْ رَجُلًا مَرَى  
الْعَدَاةَ فَانْطَلَقْتُ يَوْمَئِذٍ أَهْلُهُ كَعَجَلِي أَن  
يَسْقُطُوا كَجَعَلَ يَفْقِثُ يَا صَبَا حَاوٍ

ہو کر آواز دی اے بنی نضر! اے بنی مدی! قریش کے  
کے خاندانوں کو، حتیٰ کہ وہ تمام جمع ہو گئے فزایا: بتاؤ اگر  
میں تمہیں خبر دوں کہ سواروں کا لشکر اس جنگ میں ہے  
اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم مجھے چاہو گے؟  
ہوئے اہم ہم نے آپ کو ہمیشہ سپاہی پایا ہے فزایا میں  
تم کو سخت مذاق کے آنے پر قہرانا ہوں اس پر  
ابو لہب بولا تیرے لیے جاگت ہو گیا تو نے ہم کو اسی لیے  
جمع کیا تھا، تب یہ آیت اتری، ابو لہب کے رونے  
خاطر جاگت ہوں اور وہ خود ہلاک ہو۔

بخاری و مسلم اور ایک روایت میں سے حضور نے  
آواز دی اے عبد مناف کی اولاد تمہاری مثال اس شخص  
کی سی ہے جس نے دشمن کو دیکھا تو اپنے گھر والوں کی حفاظت  
کرتا ہوا چلا۔ پھر ڈرا کر دشمن اس سے پہلے ہتھیار نہ چائے  
تو وہ چیخنے لگا یا صبا حوا۔

اس یہ فائدہ کعبہ کے قریب ہے۔

اس نے بنی سے شکم اور وہ گروہ جو قبیلہ قریش سے کتر ہیں مراد ہیں، ان کا والد ابوسفیان کنا نسب ہے۔  
ان الفاظ کی تحقیق دوسرے مقام پر کر دی گئی ہے وقرءنا کے پٹھے کسوا دراسا کن  
اس نے بطون قریش

اس اس وادی میں جس میں وادی کعبہ ہے۔

اس کی تمہیری تقدیر کر دو گے۔

اس اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو سخت مذاق میں جھٹلایے جاؤ گے۔

اس یہ حضور علیہ السلام کے چچا ہیں تب اور تب اس گھائے کو کہا جاتا ہے جس میں جاگت ہوا درساہ کاہلین  
بقیہ ہے اور یہ جمع کے معنی میں بھی آتا ہے۔

حہ کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی کا اعلان کر دیا، جاگت تو اس کی ذات کیلئے  
ہے چونکہ اس نے انھوں کو بھی استمال کیا کیونکہ جب آپ نے قہرا لیا تو اس نے پھر اظہار کیا کہ طرف چپکا بعض علماء  
کی رائے ہے کہ یہاں دونوں انھوں سے مراد اس کی دنیا و آخرت ہے۔



۱۵ آپ نے صبرِ بعید اور تجرِ قریب دونوں کے ناموں پر لایا تاکہ عام خاص بھی آجائیں۔

۱۶ ایمان لاؤ، نیک اعمال کرو تاکہ تشریفِ قدر سے جنت پاؤ۔ کوئی لام پر پیش، ہنر پر فتح یا مشورہ، یہ عبد مناف سے بہت لو پران کا عہد اعلیٰ ہے۔

۱۷ عبد مناف، عبد شمس سے اوپر ہے اور اس کا والد ہے

۱۸ اس میں آپ کے تمام چچے اور ان کی اولاد شامل ہے۔

۱۹ یہ آپ کی جگر گوشہ میں، تمام خواتین عالم کی سربراہ ہیں، ان پر وضرخ کی آگ حرام ہے مگر ان کو بھی اس موقع پر خطاب میں شامل فرمایا اور یا کہ اللہ کے عطا کردہ اذن و تصرف کے بغیر میں بھی کچھ نہیں کر سکتا۔

۲۰ حق قوم و قرابت کی تری ہے اور اسے میں آپ صلہ و احسان کے ساتھ جانتا ہوں۔ باقی اس نفل کی تحقیق

باب البر والصدق میں گذر چکی ہے، یہ تحریف و انداز میں انتہا اور بغیر ہے صفات مذکورہ لوگوں میں سے بعض کے نفل اور بہشت میں داخلہ کے بیان احادیث میں آچکا ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اُمت کے گناہ گاروں کے لیے

حضرت علیؑ اس کی شفاعت ہوگی تو آپ کے عزیز و اقارب کے لیے لطیفی اولیٰ ہوگی مگر اس کے باوجود بے پروائی

پرستی ہے اس کے حال و مقام کے مطابق و عطا نصیحت فرمائی یہ بھی کہنا جاسکتا ہے کہ ان مذکورہ افراد کے

فضائل اور آپ کے مقام شفاعت کا ذکر اس کے بعد والی احادیث میں آیا ہے بالحدیث اللہ تعالیٰ کا حکم تھا جو آپ

من و من پہنچا دیا۔

۲۱ ایمان و طاعت کے ساتھ

۲۲ حضرت صفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بھی ہیں۔ حضرت ذبیر بن عوام کی اطلاع یہ تھی

جو کہ شرعاً مشرہ میں سے ہیں انھیں بھی ڈرایا جیسا کہ حضرت عباسؓ نے چاہا تھا۔

۲۳ یہ گفتگو آپ نے مکہ میں کی اس وقت آپ کے پاس بل نہ تھا یہ حضورؐ سے بل کی بات بھی نہیں اور نہ یہ

مال کہاں سے آگیا البتہ آپ جہالت کیا کرتے تھے اس کے بارے میں شارحین نے فرمایا کہ یہاں مراد یہ ہے کہ

مکہ میں نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر مال میری ملک میں ہو تو وہ آپ مجھ سے چھپ کر سکتی ہیں۔ مگر یہ بات آخر میں

## الْفَصْلُ الثَّانِي

## دوسری فصل

عَنْ أَبِي مُؤْمِنٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

عَلَيْهِ سَلَامٌ يَتَوَضَّعُ لِرَأْسِهِ حِينَ يَخْلَعُ رِجْلَهُ

مَعَهُ مَاءٌ لَمْ يَسْجُدْ عَلَيْهَا عَدَا بَنِي الْأَخْزَجِ

عَدَا بَنِي الدَّيْلَمِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى

(ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری ریت

مصابہ رحمت ہے اس پر آخرت میں عذاب نہیں اسکا

عذاب دنیا میں ہے زلزلے اور قتل میں ملوث ہونے









اللہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے تابع ہوگی۔ منہاج کا معنی ظہر اور کشادہ ہونا۔  
 ائمہ شامین کہتے ہیں اس سے مراد امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہے۔  
 فقہ حنبلی بن سالم اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں۔ یہ حضرت نعمان بن بشیر کے آزاد کردہ غلام اور  
 کاتب تھے۔ ان سے حضرت قتادہ اور دیگر لوگوں نے روایت کیا ہے۔  
 ائمہ حضرت عمر بن عبد العزیز مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے لکھا کہ اس حدیث سے آپ کی ذات مراد ہے

## کِتَابُ الْفِتَنِ

### فتنہ کا بیان

فتن، فتنہ کی جمع ہے جیسے خون، محنت کی، آزمائش، شے کو پسند کرنا اور شے پر فریفتہ ہونا۔ اس کا معنی  
 گمراہ ہونا اور گمراہ کرنا، گناہ، کفر، ذلت، عذاب، سونا و چاندی کا بچھلانا، جھوٹ، مال و اولاد کی محبت اور لوگوں کا  
 رائے میں اختلاف کرنا بھی ہے۔ واضح ہو کہ مصنف نے یہاں سے لے کر آخر تک کتاب الفتن قائم کیا اور اس کے بعد  
 ابواب ذکر کیے ہیں۔ اس کی وجہ واضح نہیں خصوصاً اب فتن کی و شائبہ کو کتاب الفتن میں شامل کرنے کی کوئی وجہ  
 سمجھ نہیں آتی۔ اگر یکساں جائے کہ جو کچھ بیان ہوا ہے اس پر اعتقاد کے ہم مکلف و پابند ہیں خاص اس اعتبار سے  
 وہ تمام اس کتاب کے تحت آئیں گے۔

### پہلی فصل

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

حضرت حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن حج  
 میں بیٹھ کر فرمایا۔ آپ نے اسی جگہ قیمت طلب جوئے  
 والی چٹائی کے بارے میں فرمودی جس نے ملکہ  
 اس نے بارہا کہا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ یہ بات میرے  
 یہ دوست جانتے ہیں ان واقعات میں سے کوئی چیز بھول  
 ہے جس میں بھول چکا ہوتا ہوں پھر اسے بھول جاتا ہوں  
 تو اسے یاد کر لیتا ہوں جیسے کوئی شخص کسی کا چہرہ پہچان

۵۴۴ عَنْ حَدِيقَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَّا تَوَلَّاهُ فَيَتَمَا  
 يَكُونُ فِي مَقَامِهِمْ ذَلِكَ إِلَى رَيْبِ الشَّاعِرِ لَا  
 حَدَّ لَهُمْ حَيْفَةً مَنْ حَيْفَةً وَكَيْسِيَّةً مَنْ  
 كَيْسِيَّةً قَدْ عَلِمْتُ أَطْعَمَ بِي هَؤُلَاءِ قَرَأْتُ كَيْفَ كُنْتُ  
 مِنْهُ الْقَتْلَى حَقَّ كَيْسِيَّةً حَقَّ كَيْفَ كُنْتُ كَمَا  
 بَدَأْتُ الرَّجُلَ وَجَعْتُ الرَّجُلَ إِذَا غَابَ عَنْهُ  
 تَحْقِيقًا أَمَّا كَا حَقَّ حَقَّ -

(مُتَعَقِّقٌ عَلَيْكَ)

لیتا ہے جب وہ اس سے غائب ہو رہا ہو پھر جب  
اسے دیکھتے تو پہچان لیتے۔  
(بخاری و مسلم)

۱۔ آپ نے خطبہ و وعظ ارشاد فرمایا  
۲۔ جو کچھ تاقیامت وقوع پذیر ہونا تھا تمام بیان فرمایا۔  
۳۔ بعض نے یاد رکھا اور بعض نے بھلا دیا۔  
۴۔ جس کے بارے میں آپ نے خبر دی تھی۔

۵۔ بطریق اجمال و اہام

۵۱۳۵ وَعَنْهُ قَالَ تَبَيَّنَتْ رُسُوفُ اللَّهِ  
مَعَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَعْرِضُ الْقِيَمُ  
عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيدِ عَوْدًا كَمَا تَكُنِي  
أَشِدُّ بِهَا تَكُنِي فِيهِ تَكُنِي سَوْدًا وَأَوَّي  
قَلْبٍ أَتَكُنِي تَكُنِي فِيهِ تَكُنِي بَيْضًا  
مَعَى تَكُنِي عَلَى قَلْبَيْنِ آمِنَةٍ وَمَعَى  
الضُّبَا فَكَتَكُنِي وَفِيهِ تَكُنِي مَاتِ الْقُلُوبُ  
قَالَ رَضِيَ وَالْأَخْرَاسُ وَمَرْبَاؤُكَ كَالْقُلُوبِ  
مُجْتَبِيًا لَا يَغِيثُ مَعْرُوفًا وَلَا يَنْكُرُ  
مُتَكَدِّرًا إِلَّا مَا أَشَدَّ مِنْ هَوَاؤُهُ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور انھی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا دلوں پر  
فتنہ پیش آئیں گے جیسے چٹائی کا راجہ سلجھو دل فتنے  
پھیلایا گیا اس میں سیاہ دھبہ پیدا کریں گے اور جو  
دل انھیں برا سمجھے ان میں سفیدی پیدا ہو جائے گی  
جتی کہ لوگ دو قسم کے دلوں پر موجود ہیں گے۔ ایک سفید  
جیسے تنگ مر مرے کوئی فتنہ نقصان نہ دے گا جب تک  
کہ آسمان و زمین قائم ہیں اور دوسرا کالا لکھ رنگ  
جیسے اونٹ کا گورنہ وہ بھلائی کو نہ پہچانے نہ برائی کو برا  
مانے خواہ اس خواہش سمجھ اس کے دل میں پیدا کر دی  
گئی۔ (مسلم)

۱۔ عموماً اس لفظ کی تین طرح روایت ہے اول میں پر ضمہ اور ذال یہ مشہور تر ہے۔ روایت ہے،  
اب معنی ہوگا دل پر فتنہ اس طرح آئے گا جس طرح بویا بنتے ہوئے ٹکڑی ٹکڑی ہو جائے گی اس میں داخل ہوتی ہے  
یہاں لکڑی سے مراد کھجور و کسبڑا نہیں ہیں جن سے بویا بنایا جاتا ہے یا فتنہ بردل کو کھجور کی ان شاخوں کے  
ساتھ تشبیہ دنیا مقصود ہے جن سے چارپائی بنی جاتی ہے جیسے وہ ایک دوسرے میں داخل ہوتی ہیں  
اسی طرح دل پر پے در پے فتنہ برپا ہوگا، بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد فتنہ کا دل پر اثر کرنا ہے جس طرح  
چٹائی ہونے والے کے جسم سے چٹ جاتی ہے، اور دوسرا لفظ عین پر زبر اور ذال کے ساتھ۔ اب معنی یہ ہوگا  
کہ فتنہ کے شر سے پناہ مانگنا جیسا کہ اس کام کے بعد جس میں کفر و معصیت کا ذکر ہو۔ جیسے خود بائند یا معاذ اللہ  
غیری صورت یہ ہے کہ عین پر زبر اور ذال اور مراد دل پر ٹکراؤ فتنہ ہے اور پہلی روایت پر رفع و نصب دونوں

اور دوسری اندھیری روایت کے مطابق فقط لعیب ہی آسکتا ہے اس کی شرح میں دیگر وجہ بھی مروی ہیں یہاں فتنوں سے اعتقادات غاصدہ مراد ہیں یا اس سے عام، خواہ وہ شہوات لغصائیر بھی ہو۔

۱۔ جس دل میں فتنہ راسخ ہو جائے اور اس میں رنگ پیدا ہو جائے جس طرح کپڑے پر رنگ پڑ جاتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اسے رنگ پڑا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد و مجاہد اس باب سے ہے فَاَشْرَوْا فِيْ فُتُوْنٍ مِّنْهُ لَئِنْ لَّمْ يَخْرُجْ مِنْكُمْ لَاحِلٌ (دلوں کو پھرنے کی محبت پڑ دی تھی مگر)۔

۲۔ کڑی گاڑنے سے جو اثر ہوتا ہے، اسے نکسہ کہا جاتا ہے اور اس کا معنی نفع بھی ہے۔ اور اس چیز میں فقط جو اس کے رنگ مخالف میں ہوئے مٹی میں بھی مستعمل ہے۔

۳۔ جو دل فتنے سے متاثر نہ ہو اور اسے قبول نہ کرے۔

۴۔ بصیر، یاد اور تاد دلوں کے ساتھ ہے اگر یاد ہو تو اس کی ضمیر کا مرجع انسان ہوگا جو سیاق کا کم مفہوم ہے اور دوسری صورت میں تلوک کی طرف راجع ہے۔ باقی رفع و لعیب دونوں آسکتے ہیں۔

۵۔ باقی تشبیہ فقط سفیدی میں نہیں بلکہ صلابت، قوت اندھنی میں بھی ہے۔

۶۔ مُرَبَّاد، میم پر پیش، راء ساکن، دال مشدود سیاہ و فاکست رنگ  
۷۔ جس میں فتنہ برپا ہوگا۔

۸۔ دُہبہ، پیش کے ساتھ۔ اور بدوفا کستر رنگ ہونا۔ ایک روایت میں مراد، باد کے بعد ہر مکسور ہے

۹۔ جس طرح کوزے میں جو پانی تھا دوبارہ آگیا یہی حال اس دل کا ہے جو ایمان اور معرفت سے غلبہ ہے  
۱۰۔ میم پر پیش، جیم پر زبر فا و مشدود، مکسورہ یعنی مائل اور جھکن ہے۔

۱۱۔ جس میں دل گرفتہ رہے یعنی خواہش نفس، یہی دل کی موت ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑا دے۔

۱۲۔ اعلیٰ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے عین دوغیریں دی جن میں سے جس

ایک تو دیکھ لی اور دوسری کا منظر تھیں۔ ہم کو خبر دی کہ

امانت لوگوں کے دلوں کے اصل میں تھیں۔ پھر

لوگوں نے قرآن سیکھا پھر حدیث سیکھی۔ اور حضرت نے

ہم کو اس کے اعلیٰ جانے کی خبر دی تو آیا اسی ایک نیند

سوئے گا تو اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی

تو اس کا اثر چھلے کی طرح رہ جائے گا پھر ایک بندہ جو

گواہ امانت قبض کر لی جاوے گی حتیٰ کہ اس کا اثر اُسے تک

طرح ہو جائے گا جیسے تم اپنے پاؤں پر چنگاری لگاؤ تو

کھڑا کہ مٹتی رہا و کیسے دینہ شنی و کیسی

۱۳۔ وَكَانَ حَدَّثَنَا سُؤْدَةُ ابْنِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ كَثِيْرٍ اَنَّ

اَنَا اَتَرَطُ بِالْاَحْكَوْحَةِ اَنَّ اَنَا اَنَا نَا نَا نَا

فِي جَنَدٍ مَّا كَلُوْبِ الرِّجَالِ كَفَرُوْا عِلْمُوْا مِنْ

الْعُرُوْبِ اِنْ كَفَرُوْا عِلْمُوْا مِنْ الشُّعْبَةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ

رُفَيْحَةَ قَالَتْ يَنْتَاهِرُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ

اَلْمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ فَيَقْطَعُ اَنْتَرَهَا مِلْحًا اَكْبَرُ

اَلْوَلِيْتُ لَوْ يَنْتَاهِرُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ قَلْبِي اَنْتَرَهَا مِلْحًا اَكْبَرُ

اَلْمَلْحَلُ كَحَبِّ وَحَرَجِيَّةٍ حَتَّى يَجْلِبُ قَلْبُهُ

كَتَرًا اَكْبَرُ فَتَقْبِضُ اَلْوَلِيْتُ دِيْنِي شَنِ وَاَكْبَرُ

النَّاسُ يَتَّبِعُونَ ذُلَّكَ يَكَادُمُ عَلَيْكَ ذِي  
الْأَمَانَةِ فَيَقَالُ إِنَّ فِي بَيْتِكَ كَلَابٌ رَجُلًا  
أَمِينًا وَكَانَ يَلْعَلُ مَا أَعْقَبَكَ وَمَا  
أَخَذَكَ وَمَا أَجْلَكَ كَمَا وَمَا فِي قَلْبِهِ وَيَقَالُ  
كَبْتٌ مِّنْ كَبْرٍ مِّنْ إِيْمَانٍ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ابھار ہو جائے تم اسے پھولا ہوا دیکھو جس میں کچھ بھی نہ ہو  
لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا  
نہ کرے گا حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک  
امانت دار شخص ہے اور کسی شخص کے متعلق کہا جائے  
گا کہ وہ کیا عقل مند ہے کیا خوش طبع ہے۔ کیا بہادر  
ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر  
ایمان نہ ہوگا (بخاری و مسلم)

۱۔ جس طرح آپ نے خبر دی اسی طرح اس کا وقوع ہوا۔  
۲۔ اس کے مصداق کا بھی یقیناً وقوع ہوگا۔

۳۔ جند، جیم پر زبر یا کسر، ذال ساکن، ہر چیز کی اصل، امانت سے مراد یا تو وہی معنی مشہور ہے کہ  
لوگوں کے حق میں خیانت نہ کرنا یا اس سے تمام تکالیف شرعیہ مراد ہیں جن کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہے۔ انا  
عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ الْأُثْوِيَّةِ لَكِنِ ان تَامَ كِي اَصْل اِيْمَانِ بے حیلہ آفریدی میں بھی ہے وَمَا فِي  
قَلْبِهِ مِنْ خَوْفٍ قِيْلَ لَا يَسْتَأْنِ اَبْ آپ کے ارشاد اگر اسی ذُلَّكَ يَكَادُمُ عَلَيْكَ ذِي الْأَمَانَةِ میں امانت  
بھی اسی پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور امانت کو قلوبِ مؤمنین میں پیدا کیا ہے۔  
۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارسالی کتب اور انبیاء سے پہلے ہی دلوں میں امانت و ایمان کو پیدا فرمایا تھا  
اب جو شخص اس سابقہ عنایت و ہدایت سے مستفید ہوگا وہی ان کتب و انبیاء سے مستفیض ہوگا، اس میں ایمان و  
امانت کے رتبہ و شان پر دلالت ہے کہ دلوں میں اثبات و انزال کے باوجود کتب و سنت نے ان پر تاکید فرمائی ہے  
یہ وہی حدیث تھی کہ جسے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات میں دیکھا اور شاہد  
کیا اور دوسری حدیث جس میں ہے کہ امانت ختم ہو جائے گی جس کا وقوع آپ کی ظاہری حیات کے بعد ہی ہوگا۔  
جیسا کہ اس کابیان ابھی آ رہا ہے۔

۵۔ نقصان امانت کے بارے میں فرمایا

۱۔ آیات قرآنی اور تابع سنت سے غافل ہوگا یہ اس مجموعہ کے مقابل ہے فرمایا عَلَيْهِمْ اِيْمَانُ الْكِتَابِ  
وَالْمُسْتَدَّةِ -

۲۔ یعنی کچھ فوائد و ثمرات میں کمی واقع ہو جائے گی۔

۳۔ غلطی کا اثر اس بقیہ اور علامت کو کہا جاتا ہے

۴۔ وکلت، واؤ پر زبر، کاف ساکن، آخر میں تاء و کتہ کی جمع ہے۔ چتر کا وہ اثر جو اس کے رنگ کے  
خلاف لفظ کی طرح ہو جیسا کہ سیاہ لفظ سفید میں، بعض نے کہا کہ گویا ایسی غیر لفظ ظاہر تھا ہے یعنی غفلت کے اجراء اور

ارٹکاب معصیت کی وجہ سے فوراً امانت کم ہو جائے گا۔ جب حال دل پر طور کرے گا تو سوالے اس کے -  
اشرد لفظ کے کچھ نہیں ہوگا۔

شلہ پھر وہ بارہ غافل ہو جائے گا

للہ جو جز باقی رہ گیا تھا

شلہ محل، ایم پر زبر، جیم سکن۔ کام کی وجہ سے ہاتھ کے چڑے کا سخت ہونا، صراح میں بے محل کا معنی  
کام کی وجہ سے ہاتھ کا شوخ ہو جانا، اس کے بعد خود اس اثر کا بیان کیا۔

شلہ منبر۔ ایم پر پیش، نون ساکن، تا پر زبر اداء کے نیچے زیر۔ یہ منبر یعنی ارتقاغ و بلند سے  
اسما نال کا صیغہ ہے اسی سے لفظ منبر مشتق ہے۔

شلہ اس میں ایسی کوئی شے نہیں ہوگی جو کارآمد ہو اسی طرح وہ شخص جس کے دل سے امانت کا اثر ختم ہو گیا وہ  
بظاہر کارآمد نظر آئے گا مگر باطن ذہ کارآمد شے نہیں رکھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وکت اور کتل سے امانت کے  
بقیہ کا دل میں رہنا مراد ہے لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر بلا کا اثر چھالے سے زیادہ ہوتا ہے تو کیا  
کے مناسب یہی ہے کہ دوبارہ ٹوٹنے میں اثر پہلے کم ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بلا کا اثر چھالے کے مقابل میں غیر و قلیل  
ہے اسی لیے اسے بعد میں لائے لیکن یہ جواب منفع سے غالی میں ہے۔ بعض شامین نے وکت و قلیل دونوں سے  
زوال امانت مراد لیا ہے یعنی پہلی دفعہ چھالے کی مانند اور دوسری دفعہ آبد کی مانند زائل ہوگا لہذا بلا کا مرتبہ چھالے سے  
زیادہ ہوگا کیونکہ اس دفعہ وہ بھی ختم ہوگا کہ پہلی صورت میں باقی تھا۔

شلہ شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کرے گا بلکہ لوگوں کے حق میں خیانت کرے گا۔

شلہ امانت دار لوگوں کی نعمت و کمی اور نادر اور واراض سے

کلان باوجود کثرت افراد کے۔

شلہ ان صفات سے متفق کیا جائے گا جو عرف عام سے فضائل و کمالات سمجھے ہیں۔

شلہ کا بعد دنیا و معیشت میں کتنا فائدہ ہے؟

شلہ خوش گوئی اور خوش زبانی میں کتنا اچھا ہے؟

شلہ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل کام ایمان اور تربیت نفس ہے باقی سب منافع ہے اگر اہل دنیا  
اسے خوب جانتے ہوئے ترقی و مدح کریں وہی ترقی و مدح ہے جس کی بنا پر تقویٰ ہوا اللہ تعالیٰ ہمیں  
نسیب کریں۔ آمین۔

اور اعلیٰ سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے اور

میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس کے پیش نظر کہ

وَعَنْهُ كَانَ كَمَا كَانَ النَّاسُ يَتْلُوْنِ

وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَيْرِ

وَكُنْتُ أَشْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَتَى ذَكَرَ أَنِّي يَنْوِي

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي بَيْتٍ وَهَلَاكَ  
وَشَرَفَ بَنَاءُ سَائِلَةٍ مِنْهُنَّ التَّحْيِيرُ فَهَلْ يَحِلُّ  
هَذَا التَّحْيِيرُ مِنْ شَيْءٍ كَانَ تَعْمَدُ ذَلِكَ وَهَلْ  
يَعْمَدُ ذَلِكَ الْفَيْدُ مِنَ التَّحْيِيرِ قَالَ تَعْمَدُ فِيهِ  
وَعَمَدُ ذَلِكَ وَمَا تَعْمَدُ قَالَ قَوْلُكَ يَسْتَكُونُ  
يَغْيِرُ سُبْحِي وَيَعْمَدُ فَنَ يَغْيِرُ هَذَا فِي تَعْمَدُ  
مِنْهُمْ وَتَنْبِكُ ذَلِكَ فَهَلْ يَحِلُّ بَعْدَ ذَلِكَ الْفَيْدُ  
مِنْ شَيْءٍ كَانَ تَعْمَدُ عَمَّا عَلَى أَجْوَابَ بَعْضٍ  
مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا مَدَّ حُرُوفَ فِيهَا قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ  
جِلْدِ تِنَّا وَيَكْمُرُونَ بِالنِّسْبِ كَمَا قُلْتُ  
فَمَا قَامُوا فِي إِنْ أَدْرَكْنِي ذَلِكَ كَانَ  
تَلْزِمُ مَجْتَمَعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنَّمَا هُمْ قُلْتُ  
كَانَ لَمْ يَكُنْ قَوْمٌ جَمَاعَةً وَلَا إِمَامًا  
كَانَ قَوْمُكَ يَكُونُ تِلْكَ الْعُرُقُ كُلُّهَا وَكَوْنُ  
تَعْمَدُ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يَذْهَبَ التَّمْرُ  
وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ (مُعْتَنَ عَلَيْهِ) وَفِي يَدَايِهِ  
لِغَيْبِهِ كَالَّذِي كُنْتُ بَعْدَ عَمَّا أَتَيْتُكَ أَدَّيْتُمْ  
بَعْدَ إِتْيَانِهِ لَا يَسْتَكُونُ بِسُبْحِي وَيَسْتَكُونُ فِيهِمْ  
يَجَاءُ كُلُّهُمْ كُلُّهُمْ الْعَبَا طِينِ فِي بَعْضِ  
الرِّسْ قَالَ حَتَّى نَعْمَ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ الْفَيْدُ وَكَذَلِكَ قَالَ تَلْزِمُ  
وَكَيْفَ تَعْمَدُ الْفَيْدُ وَكَانَ حَتَّى تَعْمَدُ وَكَانَ  
تَالِكُ كَامَتُهُ دَاخِلُهُ -

کہیں وہ مجھے پہنچ جاتے ہیں کہ میں نے  
عرض کیا یا رسول اللہ! ہم پہلے جماعت وشر میں تھے پھر  
اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر لایا تو کیا اس خیر کے بعد  
کوئی شر ہوگا۔ فرمایا ہاں! عرض کیا کیا اس شر کے  
بعد خیر ہوگی؟ فرمایا ہاں! مگر اس خیر میں کدورت ہوگی۔  
عرض کیا کدورت سے کیا مراد؟ فرمایا وہ قوم جو میرے  
طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کرے گی اور میری عادت  
کے خلاف عادت قبول کرے گی ان کی بعض باتیں اچھی  
پاؤں گے اور بعض بُری۔ عرض کیا کیا اس خیر کے بعد شر  
ہوگی فرمایا ہاں! دوزخ کے دروازہ پر ملانے والے جو  
دوزخ کی طرف ان کی بات مانے گا اسے دوزخ میں  
ڈال دیں گے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی عادات بھی  
بتائیے۔ فرمایا وہ ہمارے گرد و پیش سے ہوں گے ہماری زبان  
میں کام کریں گے۔ عرض کیا اگر میں یہ پاؤں تو میرے  
پیسے کیا حکم ہے۔ فرمایا مسلمانوں کی حاجت اور ان کے  
اہام کو بچھڑے دینا۔ عرض کیا اگر مسلمانوں کی حاجت اور  
اہام نہ ہو تو فرمایا ان تمام قزموں سے الگ رہنا اگرچہ اس  
طرح ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ و انٹوں سے پکڑ لو حتیٰ کہ  
تم کو اسی حالت میں موت آجائے۔

دیکھو! حکم اور حکم کی روایت میں یہ بھی آیا ہے  
فرمایا میرے بعد ایسے پیشوا ہوں گے جو نہ تو میری سنت  
اختیار کریں گے اور نہ ہی میرے طریقے کو اپنائیں گے  
ان میں سے کچھ لوگ اٹھیں گے جن کے دل شیطانوں  
کے دل ہوں گے، انسانی صوبوں میں، حضرت مزین نے  
عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں یہ وقت پاؤں تو کیا کروں؟  
فرمایا اپنے میرے سنو اور اطاعت کرو اگرچہ میری پشت ہاری  
جائے اور تیرا مال لے لیا جائے پس سنو اور اطاعت کرو۔

سے عقل مند آدمی کے نزدیک نفع کے حصول سے نقصان سے محفوظ رہنا ہی اہم ہے، شر سے مراد وہ فتنے اور حوادث ہیں جو لوگوں کے درمیان ان کے نزاع و جدال کی وجہ سے ظاہر ہوا واقع ہوئے، یہ اگرچہ موافق حق نہ تھے باقی منہیات شریعت میں محبت ہیں اور ان کا سوال ان سے ہی مخصوص نہیں، جیسا کہ سابق حدیث اس پر دلالت ہے۔  
 سلكہ آپ کے مبارک وجود و سمو کے نصیبے اسلام عطا فرمایا اور اس پر عمل کی توفیق دی۔  
 سلكہ یہ اس خیر کے بعد شر و ظلم اور دین میں اختلاف کا اندیشہ ہے۔  
 سلكہ دین اس پنج پر قائم ہو جائے جس طرح کرتھا۔

سلكہ دُخْنٌ، دال اور غاد دونوں پر زبر، یہ دُخَان کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جو شر کے ساتھ متصل ہو یعنی لوگوں کے دلوں میں جو صدق اور خلوص تھا وہ نہیں رہے گا۔ وہ اعتقادات صحیحہ، اعمال صالحہ اور وہ بادشاہوں کا عدل انصاف جو قرن اول میں تھا نہ رہے گا، برائی اور بدعات پیدا ہو جائیں گی۔ اہل بدعت و اہل سنت محفوظ رہ جائیں گے۔  
 سلكہ یعنی معروف و منکر، جائز و ناجائز، دونوں ان میں جمع ہوں گے اور غیر و شر کا امتزاج و امتحان ہو گا اور یہی آپ کے ارشاد لَعُوْذُ بِهِ دُخْنٌ اَوْ يَسْتَفِيْذُ بِغَيْرِ رِشْقٍ سے بھی مراد ہے۔ بعض نے فسادِ شر کے جو شرعے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہے اور اَلَّذِيْنَ تَعْرِفُ مِنْهُ حُكْمٌ سے مراد ان کے بعد آنے والے امر ہیں، ان کے درمیان جو کوئی تھے انھوں نے بدعت کو رواج دیا مثلاً خوارج یعنی شامین کی بلانے سے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ شرعے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہو اور اس کے بعد غیر امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہو، کمورت و شرعے مراد وہ جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مشرک ہو کر بدعت کیا کرتے تھے۔

سلكہ وہ کون لوگ ہوں گے ان کے اوصاف کیا ہوں گے؟ تاکر میں انھیں پہچان سکوں۔  
 سلكہ ہماری جنس یا ہمارے اقربا و یا ہمارے دین و ملت سے ہوں گے۔ جلد شر کے ظاہر کر کے میں ان کا اصلہ معنی نُن کا پر وہ ہے جسے پورست کہا جاتا ہے۔  
 سلكہ جو کتاب و سنت پر قائم ہوں گے

سلكہ تو میں کیا کروں؟  
 سلكہ مراد عقل مند اور معاشی حسیں یعنی غائبے گھاس و گھڑی کھائی پڑ جائے تو اس گھاسی جنگل پر قیامت کی آواز سنائے وہ صورتہ نو آدمی ہوں گے تحریرت باطن میں شیطان، حجاب، پریم پر ہمیش، ناموسک  
 سلكہ جو بھی تم پر مقرر ہو  
 سلكہ اگرچہ تیری ذات اور مال پر ظلم ہو مجھے پہنا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ صُرب اور اغد مجھوں اور مرنے والوں طرح نہیں یعنی ہر حال میں صبر و قناعت سے کام لینا۔ دین و ملت میں فتنہ نہ ڈالنا اور نہ بغاوت کرنا اگر اکراہ سے کام لیں تو پھر عزیمت کی راہ پر چلنا آخری الفاظ عدم بغاوت و عدم فتنہ میں تاکید پیدا کرنے کیلئے

لائے گئے ہیں۔

۱۲۸ **وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْزُومُ أَيُّ الْأَعْمَالِ فِتْنَةٌ أَكْثَرُ مِنَ الْبَيْتِ الْمُسْطَلِمِ يُضَيِّعُ الرَّجُلَ مُؤْمِنًا وَيُنْسِي مُؤْمِنًا وَيُضَيِّعُ كَافِرًا كَيِّدِي دِينَهُ يَقْرَأُ مِنَ الدُّنْيَا.**

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ فِتْنَتوں سے پیدا اعمال کو جو اندھیری رات کے حصص کی طرح ہوں کہ انسان صبح کرے گا حالتِ ایمان میں اور شام حالتِ کفر میں کرے گا، اسی طرح شام کو مومن اور صبح کو کافر ہوگا۔ دنیاوی نعمتِ مان کے عوض دین فروخت کر دے گا۔ (مسلم)

سلاہ ان فتنوں کے نزول سے پہلے پہلے ایک اعمال کر لو کہ جو لوگوں ان کے وقت میں محنت و مشاغل میں انسان اس طرح بھڑ جائے گا کہ نیک عمل کرنا دشوار ہو جائے گا بلکہ اس وقت تو وہ کاحال یہ ہوگا جو بیان ہونے والا ہے۔

سلاہ اہل زمانہ اور باب حکومت کے فتنوں اور بلاؤں کی وجہ سے اسی طرح اختلاط اور عاصیات میں گرفتاری ہوگی کہ وہ مجبور ہو کر ان کے پاس آئے گا تا کہ اپنی حاجت پوری کر لے کر وہاں ان کے تابع ہو جائے اور میں ان کی موافقت کرے گا جن کا تعلق دین اسلام سے نہیں ہوا یعنی بیان کرنا بھی درست ہے کہ صبح کے وقت اپنے مسلمان بھائی کے محل جان کی حرمت کرنے کی وجہ سے مسلمان ہوگا اور شام کو اسے محل جان کو کہ فر ہو چکا ہوگا اور اس خلیل کی بنا پر چٹیس ڈائیکل اور فتنے پیدا ہوں گے بلکہ یہ سامعنی آپ کے ارشاد کے اگلے حصے کے زیادہ مناسب ہے۔

سلاہ اپنے ایمان کو متاثر نہیں (دنا) کے عوض بیخ ڈالے گا۔

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انقریب ایسے نفع پرپا ہونے والے میں جھٹھ لکھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور ان کی طرف جھانکے گا وہ اسے ایک بلین گے تو جو کوئی نیا کلمہ یا حکمت نہ پائے تو اس کی پناہ لے لے (بخاری و مسلم اور مسلم میں ہے ان فقہوں میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر اور اچھے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا دوڑنے والے سے بہتر جس کو کوئی حکمت یا نیا کلمہ نہ ملے تو اس کی پناہ لے لے۔





۱۷ زمین سے مراد وہ جگہ ہے جو فتنہ سے دور ہو یعنی فتنہ سے دور جا کر اپنے کام میں مشغول رہا جائے۔  
۱۸ اس کی وحدت توڑ ڈالنے تاکہ کا نذر میں خود اپنی ذات کو وہ کاٹ نہ سکے۔

۱۹ اس جیسی امدادیش سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ فتنہ کی حالت میں قتل ہرگز جائز نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب دو مسلمان گروہوں کے درمیان لڑائی واقع ہو جائے تو امتراز کرنا واجب ہے۔ ان سے ایک طرف جانا، گوشہ نشینی میں چلا جانا اور کسی ایک کی بھی حمایت مناسب نہیں یہ حضرت ابو بکر جو مشہور صحابی ہیں کا اور بعض دیگر صحابہ کا موقف ہے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ابتداءً قتل نہ کیا جائے اور اگر کوئی عمدہ کرتا ہے تو دفع واجب ہے مگر صحابہ اور تابعین کہتے ہیں کہ صاحب حق کا ساتھ دینا اور باغی کے خلاف کرنا واجب ہے اگر اس پر عمل نہ ہو تو فتنہ کھڑا ہو جائے اور اہل بغاوت کو خوب موقع ملے گا۔ اس مذہب پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک شام ہے وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا لَا جُنَاحَ عَلَى الْبَاقِيْنَ أَنْ يَضَعُوا أَسْلِحَهُنَّ أُولَٰئِكَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ الْبَاقِيْنَ تُوَانِ فِي صَلَاحٍ كَرَامًا اَلْكَوْنِ كُوْنِ اَلْحَقِّ سَلَطًا پُر آمادہ نہ ہو اور زیادتی کرے تو اس باغی کے خلاف لڑنا ضروری ہے تاکہ جانب حق رجوع کرے، جب آپ نے فتنہ کے بارے میں بیان فرمایا تو پھر اگلی وجہ بیان فرمائی۔

۲۰ مکہ میں نے تیرا علم تیرے بندوں تک پہنچا دیا ہے۔  
۲۱ اس بات کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اس نے تجھے جو قتل کیا اور بالغرض اگر دفاع کرتے ہوئے تو نے اسے قتل کر دیا تو اس کا گناہ تجھ پر نہیں بلکہ اس کی وحشی منہا بھی بطور مجرم ہے ہی ہوگی دوسرا یہ کہ وہ بغض و عدوت سابقہ جو مسلمانوں کے ساتھ رکھتا تھا اور اب تیرے قتل کا سبب بنی۔

۲۲ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْشِكُ أَنْ يَكُونُوا تَحْتَهُ مَا لِي الْمُسْلِمِينَ عَنْهُمْ يَقْبَلُهُمْ بِمَا كَانُوا أَلَيْسَ لَكُمْ مَعَاوِةَ الْفَقِيرِ يَدْعُو بِدِينِهِ مِنْ رِقَاةِ الْبُخَارِيِّ

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹیوں یا پانی کی جگہ سے جانے کے اور اپنا دین فتنوں سے بچا کر بھاگ جاتے ہیں (بخاری)

۲۳ اس بارش برسنے کی جگہ بھی اپنی بکریوں کو دلوں اور پہاڑیوں پر چلائے اور ان کے ذریعے اپنی روزی حاصل کرے۔

۲۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ قَوْمٍ أَكْثَرُ النَّاسِ يَنْتَهِي فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَمْرًا كَانُوا لَوْ كَانُوا خَلْقًا لَكَرَّمَى الْبُخَارِيِّ لَعَنَهُ خِلَالًا

حضرت اسام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کے قتلوں کے کسی ایک پر تشریف لے گئے پھر فرمایا : کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا نہیں

يُؤَيِّدُكُمْ كَمَا قَعَرْتُمْ الْمَطْلُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمایا: میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان بارش کرنے کی طرح گور رہے ہیں۔

(بخاری و مسلم)

سَلَامُكُمْ، الف اور طاء دونوں پر پیش، بلند محل اور ہر وہ قلعہ جو چتر سے بنایا گیا ہو۔ حوالی مدینہ میں کچھ قلعے تھے جن میں یہودی دلیروں رہتے تھے۔

۵۱۵۳ وَكَانَ آيَةُ هَٰذَا كَانَ رَسُولُ

اللَّهِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْكَ وَاسْكَنْهُ هَلَكَةً أَمْ مَنَّى عَلَى

يَدَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبْلُ هَٰذَا يَنْشِئُ -

(رَدِّ اَصْحَابِ الْبُخَارِيِّ)

ہوگی۔ (بخاری)

سَلَامُ هَلَكَةٍ، لام اور کاف تینوں پر زبر، غلطہ تین مکسور، لام ساکن، فاعل کی جمع بمعنی نوجوان۔ قاضی اور صراح میں ہے فاعل، پھر، غلطہ اور اشتکام کا صحیح معنی شہوت کا غلبہ و کھانا ہے۔ علامہ طبری نے اس کی تفسیر ایسے نوجوانوں سے کی ہے جو کوئی دُر نہ دیکھیں اور صاحبِ علم و عقل کے ساتھ کوئی ادب و تہذیب کا خیال نہ کریں۔

سَلَامُ حَاشِی میں سے ان سے مراد وہ فتن اور ظالم مجنوں کے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اچھین اور ایسے دیگر ائمہ الہاد کو شہید کیا۔ مجمع البیان میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان افراد کے نام اور ذوات کو جانتے تھے مگر فتنہ و فساد کے خوف کے پیش نظر نام نہیں لیتے تھے۔ وہاں میں ہے بخاری کے چھوڑ کر یہ زید بن حواہ اور عبید اللہ بن زید ابھی ہیں اللہ جلالت بھیجے سے ثابت ہے کہ انہوں نے اہل بیت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید و قید کیا۔ اسی طرح کبار صحابہ و خیرین و انصار صحابہ کو شہید کیا اور عبداللہ بن عمرو کے دور کے گور زجاج اور سلیمان بن عبداللہ اور اس کی اولاد نے خیرین ہلکے و کسی بھی ذریعہ سے شہید کر دیے۔

۵۱۵۴ وَكَانَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَرَّبُ إِلَى الزَّمَانِ وَيَقْبَعُ

الْعِلْمَ وَتَقْطَعُ الْفِتْنُ وَيُلْقِي الشَّعْرَ وَيَكْشُرُ

الشَّعْرَ فَكَانُوا مَا الشَّعْرُ قَالَ الْقَتْلُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

سَلَامُ قیامت کا قریب ہونا یا شروفتہ میں اہل زمانہ کا ایک دوسرے سے قریب ہونا یا شرم و خجلت کا ایک دوسرے کے قریب ہونا، بعض نے فرمایا کہ آخری زمانے میں عمروں کا چھٹنا ہونا مراد ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں و فیل و راتوں کا چھوٹا ہونا مراد ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے آخری زمانے میں سال سینے جوحاشی کے اندر سینے ہفتہ اور ہفتہ ایک دن کی طرح ہوگا اور دو دین اور حکومتیں مخلوق کے لیے پریشانی کا سبب بنیں گی۔ یہی حدیث کتب الریاء میں ہے کہ

تقارب زمان میں خواب پچے ہوں گے کچھ اور وجہ بھی وہاں مذکور ہیں۔ لہذا اس لفظ میں مستند دھماکی کا استعمال ہے بعض اس کے اور بعض دوسرے مقام کے مناسب ہیں۔

۳۔ یعنی لوگوں کے دلوں میں بغل قری اور عام ہو جائے گا اور بغل لوگوں کی اتباع ہوگی۔ کیونکہ اصل بغل تو لوگوں کی قدرت میں موجود ہوتا ہے۔

۴۔ ہرج، ہار پر زبر، راس کن۔ اس کا معنی فتنہ اور لوگوں کا ایک دوسرے کے بارے میں واقع ہونا ہے ۵۔ ہرج کی تفصیل قتل کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ قتل کا سبب اور اس تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔

۵۱۵۵ وَ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي تَفْسِي بِيَدِي ۶ كَذَّ هَبْ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَنِّي الْكَاثِرُ يَوْمَ لَا يُدْرِي الْكَافِرُ فِيهِمْ قَتَلَ وَكَذَّ الْمُتَشَكُّونَ فِيهِمْ قَتَلَ فَيَقِيلُ كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ كَانَ الْفَرَجُ الْكَافِرُ وَالْمُتَشَكُّونَ فِي الْكَافِرِ (رَدِّ الْقَائِلِ مُسْتَدْرَكًا)

اور اسی سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے مجھ اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے دنیا قلم نہ ہوگی حتیٰ کہ لوگوں پر وہ دن آجائے، جب قاتل نہ جانے گا کہ کس جرم میں قتل کیا گیا اور مقتول جانے گا کہ وہ کس جرم میں قتل کیا گیا یہ عرض کیا گیا کہ ہوگا، فرمایا فتنہ مائیکہ وجہ سے قاتل و مقتول دونوں گداز میں جائیں گے۔ (مسلم)

۶۔ اس طرح قاتل واقع ہوگا کہ امتیاز نہ رہے گا کہ صاحب حق کون اور صاحب باطل کون ہے۔ ۷۔ فتنہ و اختلاط و ہائیت واقع ہونے کی وجہ سے

۸۔ قاتل کا دوزخ میں جانا تو واضح ہے کہ اس نے غنم ظلم یا باطلین قتل کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی دوسرے کو قتل کرنے کا عزم کر چکا تھا اور آدمی اپنے عزم معیم کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہوتا ہے لیکن یہ تب ہوگا جب جہالت اور عدم تیز ہوا اور اگر اجتہاد و تعمیری میں غلط ہے تو اب اگرچہ نامناسب بھی ہو مگر اس طرح نہیں ہوگا۔

۵۱۵۶ وَ عَنْهُ تَعْنِي بِنِيسَاءٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَجِيءَ فِي الْوَجِيءِ حَتَّى يَجُوزَ إِلَى (رَدِّ الْقَائِلِ مُسْتَدْرَكًا)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل عام کے زلے میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

۹۔ یعنی، ہم پر زبر، میں سکن اور قاتل کے پچھے ذیر ۱۰۔ یتارہ، یاد پر زبر، یہ صحابی ہیں بیعت رضوان میں شامل تھے۔ بعبرہ میں مقیم ہوئے۔ بعبرہ میں ایک نہر ہے۔ اس کی طرف ان کی نسبت ہے۔

۱۱۔ جس طرح کوئی شخص دارالکفر سے ہجرت کر کے دارالسلام میں آکر حضور علیہ السلام کی محبت پالیتا ہے اسی طرح وہ شخص جو ظلمت فتنہ و فساد سے بھاگ کر اپنے مولیٰ تعالیٰ کی عبادت و یاد میں مصروف ہو جائے وہ بھی

دائرہ لوہیت میں داخل ہو جاتا ہے گویا اس نے ہجرت کر لی۔

۵۱۵۷ وَعَنْ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا

أَكْبَنَ بَنِي مَالِكٍ فَكُنَّا رَاكِبِينَ مَا تَلَفْنَا مِنَ الْحَجَّاجِ

فَقَالُوا أَصْبَحَ إِذَا جَاءَ كَرِيْمًا فَعَدِيٌّ عَلَيْهِ سَلَامٌ

إِلَّا الْكَلْبُ فِي بَعْدِهِ أَكْبَرُ مِنْهُ حَتَّى تَنْتَقِزَ أَدْبُكُ

سَيِّفُهُ مِنْ لَيْلٍ كُلُّ صَاحِبٍ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور ان سے شکایت کی جو حجاج نے ہم پر ظلم کیا

تھوڑا بھڑک کر دیکھ کر ہم پر جو زور دیا آیا ہے بعد والا اس

سے بھی بڑھ گیا ہاں مالک کو تم اپنے رب سے ملو اور

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے

(بخاری)

سنا زبیر بن عدی۔ یہ تابعی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے حضرت ثوری (جو کہ

فیقہ اور ثقہ ہیں) نے روایت لی ہے۔

سنا اس کے قلم پر نقل اور مبرکرو۔

سنا تم کیا جانو ہو سکتا ہے کہ بعد میں حجاج سے بھی بڑھ کر ظالم لوگ آئیں گے اور وہ وقت اس سے

بھی بدتر ہو۔

سنا روز آخرت

سنا یہاں اشکال ہے کہ حجاج کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہے اور وہ بدتر نہیں

بلکہ وہ نہایت ہی ستمی دور ہے اس کی طرح گذشتہ اوقات سے بھی بدتر تھا اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضور نے جو یہ

خبر دی اس سے مراد اکثر و اغلب ہے اور اس میں ظلم و جبر کے وقت جمع و فزع کی بجائے تحمل و بردباری اور صبر و تحمل کا درس ہے۔

## الْفَصْلُ الثَّانِي

## دوسری فصل

۵۱۵۸ وَعَنْ حَدِيْقَةَ قَالَ وَاللَّهِ مَا

أَذْرَيْتُ النَّبِيَّ أَصْحَابِي أَمْ تَتَنَاسَوْنَ اللَّهُ مَا

تَزَلُّوْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ قَائِدٍ فَيُكَلِّمُ رَأِي أَنْ تَنْتَقِضَ الدُّنْيَا

يَبْلُغُ مَنْ قَعَهُ كَلَمَاتٍ وَمَا دِيَّةٌ فَصَاحِدَةٌ

إِلَّا قَدْ سَقَاكَ كِتَابُهُمْ قَرَأَ سُجْرًا وَيَوْمَ قَرَأَ

قَبِيْلُهُمْ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت حدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا

کی قسم! مجھے سلام نہیں کہ میرے ساتھی جملہ گئے یا

بھولے بن گئے یا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہم نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی قائد کے قتلے کو

نہیں چھوڑا جس کے ساتھیوں کی تعداد میں سو تک پہنچے یا

اس سے زیادہ لوگ جس کا نام بتا دیا اور اس کے

باپ کا نام اور اس کے جیسے کا نام (بخاری)

سہ جہل تو نہیں مگر تکلف اپنے آپ کو سمجھے ہوئے تھا ہرگز ہے ہیں۔  
 سہ جو بھی فتنہ پیدا کرنے والا ہو مثلاً وہ عالم جس نے ایسی بدعت ایجاد کی جس نے قوم کو گمراہ کیا اور لوگوں کو اس کی دعوت دی یا ایسا امیر جو لوگوں میں محارہ و قتال کو بہا کرے۔

سہ یہ اس قائد کی صفت ہے  
 سہ تین مدکنے کی حکمت شاید یہ ہو کہ اس فتنہ لوگوں کا اجتماع ضرور فساد برپا کرنے کا سبب بنتے ہیں اور اگر اس سے قدامت ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔

۱۵۹۱ **وَعَنْ زَيْنَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَهْلُ عِلِّيٍّ أُمِّيٌّ الْأَنْبِيَاءُ الْمُصْطَفَيْنَ وَإِذَا أَحْضِرَ السَّيِّفُ فِي أُمِّيٍّ لَمْ يُزِفْهُمْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - (رَوَاهُ أَبُو ذَرٍّ وَكَانَ تَرْوِيهِ)**  
 حضرت زیناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے متعلق گمراہ کرنے والے لیڈروں کا مذہب ہے۔ جب میری امت میں تم کو حل پڑی تو قیامت تک اٹھا کر رکھی نہیں جائے گی (ابوداؤد، ترمذی)

سہ یہ حضور کے آئاد کردہ غلام اور غلام خاص ہیں۔ آپ کی بارگاہ مبارکہ میں وقت بے وقت حاضر ہونے والے ہیں۔

سہ یہ کمان کی گمراہی دوسرے عام لوگوں سے جبراً و نقصان دہ ہے۔  
 سہ اس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو اسلام میں پہلا ہے اور اب تک وہ فتنہ باقی ہے اور اب کی اطلاع کے مطابق تاقیامت جاری رہے گا۔

۱۵۹۲ **وَعَنْ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخِلَافَةُ كَبِيرٌ فَلَوْلَئِنَّ سَيِّئَةً فَعَرُكَ كُنْتَ مِنْهَا فَهَذَا يَكُونُ تَحِيُّنُهُ أَمْسِيَهُ وَكَذَلِكَ أَجْبَى بَعْثِي سَيِّئَتَيْنِ وَخِلَافَةُ عُمَرَ عَشْرًا وَخِلَافَةُ ابْنِ مَرْثَدَةَ سِتًّا وَخِلَافَةُ ابْنِ زَيْدٍ سِتًّا - (رَوَاهُ أَبُو ذَرٍّ وَكَانَ تَرْوِيهِ)**  
 حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت میں بحال ایک سب سے پھر سبطیت ہو جائے گی۔ پھر سعید نے فرمایا کہ حساب لگاؤ، ابو بکر صدیق کی خلافت دس سال، حضرت عمر کی دس سال، حضرت عثمان کی بارہ سال، حضرت علی کی چھ سال۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

سہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آئاد کردہ غلام ہیں نہایت ہی صاحب برکات و کرامات شخصیت ہیں ان کے احوال مقدّمہ کئے جا چکے ہیں۔

سہ یہاں مراد خلافت کا مطلب ہے جو کائنات کو مافوق منت پہنچے۔  
 سہ اگر اس وقت ان بارشاہوں کی تکلیف سے بے غرض ہوں گے عدالت اور دین کے معاملات جس طرح کے

جوں نے پانچ سو دن و نہر سے لگی، اگرچہ اس لحاظ خلافت کابینہ پر بعد ازلے پر ہو سکتا ہے مگر یہاں آپ نے جس مخصوص حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ تیس سال ہی سے جو خلیفہ نے اردو کا دور ہے اور اگر بعد کے لوگوں کو ایسا نہیں کہہ دیا جائے تو قبل جائے گا کیونکہ احکام ظاہری میں یہی امر و عاکم ہوتے ہیں۔

نصف یہ صاحب تقریبی ہے اس میں کسروں کو مذکور کیا گیا ہے دور حضرت ابو بکر کی خلافت جیسا کہ صریح ماحول میں ہے دو سال چار ماہ، خلافت حضرت عمر کو س سال چھ ماہ، خلافت حضرت عثمان بارہ سال سے کچھ دن کم اور خلافت سینا علی چار سال نو ماہ ہے۔ اس حسب سے خلیفہ ابراہیم کا دور ۲۹ سال سات ماہ اور نو دن سے۔ تیس سال سے باقی پانچ ماہ رہ جاتے ہیں جو کہ امام مسلمین حضرت حسن بن علی کا دور ہے اور یہ بھی خلیفہ میں شامل نہیں۔ بعض کہتے ہیں خلافت ابو بکر دو سال تین ماہ نو دن، خلافت عمر کو س سال چھ ماہ پانچ دن، خلافت عثمان بارہ دن کم بارہ سال اور خلافت علی چار سال اور نو ماہ ہے۔ اس حسب سے امام حسن کا دور چھ ماہ اور تین راتیں بنتا ہے۔

حضرت عذیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اس غیر کے بعد خلیفہ

ہوگی جیسے کاس سے پیلے مٹی فرمایا ہاں عرض کیا

خلافت کی کیا ہے فرمایا تلوار۔ عرض کی تلوار کے بعد کھنجر

بقیہ اگلے فرمایا ہاں تلوار کی حکومت تابتہ ہے اور کھنجر

پرنسٹن عرض کیا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر گری کی طرف

ہٹا سنا لے پینا میں خلیفہ کے تو انہوں میں کوئی خطہ کا

علیہ جہت تھوڑی پشیمانی کو رہے تھے تھے تھے تھے

نے، مگر تم اس کی فرمایا ہری گزرا تھوڑا سا اس طرح میں

کو کسی درخت کی جڑ تھوڑی میں تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے

ہوگا، ولما اس کے دور میں تھے کاجس کے تھوڑے تھوڑے

آگ تھوڑی تھوڑی کی آگ میں گرتے تھوڑے تھوڑے تھوڑے

تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے

نہر میں گرتے گرتے گرتے گرتے گرتے گرتے گرتے گرتے

ضبط ہوتا ہے گزرا عرض کیا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر گری

پر غصے کی تھوڑی تھوڑی تھوڑی تھوڑی تھوڑی تھوڑی

قائم ہو جائے گی اور ایک عداوت میں یوں ہے فرمایا

سرخ دھڑکیں پڑا اور لوگوں کا اجتماع تھوڑا سا پشیمانی کی

۱۱۱۱ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

اللَّهِ أَتَكُونُ بَعْدَ هَذَا الْخَلِيفَةُ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ

قُلْتُ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعَصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ

قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ تَمَّ تَكُونُ

إِمَارَةٌ عَلَى أَقْدَامٍ وَهَذَا نَدْوَةُ عَتَقِي وَهِيَ قُلْتُ

قُلْتُ مَاذَا كَانَ لَكُمْ يَنْهَاهُمْ عَنْ عَامِي الْمَلِكِ وَإِنْ

كَانَ يَنْهَى فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةُ بَعْدَ ظَهْرِي وَ

أَخَذَ مَا لَكَ فَتَأْخُذُ قَرَأَ كَيْفَ وَأَنْتَ

عَامِلٌ عَلَى جَدِّ شَجَرَةٍ قُلْتُ قُلْتُ مَاذَا كَانَ

لَكُمْ يَحْذَرُ الدَّجَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَعَهُ نَهَرٌ وَ

كَانَ كَمَنْ وَكَفَرِي تَارِي وَكَجَبَ أَجْرُهُ وَتَحَطَّ

وَرُمَ وَدَمَنَ وَكَفَرِي تَهِي وَجَبَّ أَجْرُهُ وَتَحَطَّ

أَجْرُهُ قَالَ قُلْتُ قُلْتُ مَاذَا كَانَ لَكُمْ يَنْهَاهُمْ

قُلْتُ بَرَكْتُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَفِي رِجَالِهِ قَالَ

هَذَا نَدْوَةُ عَتَقِي وَجَمَاعَةُ عَتَقِي أَقْدَامُ قُلْتُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَكُونُ عَلَى الدَّخَانِ مَا هِيَ قَالَ

لَا تَرَجِعْ مَكْرُوبٌ أَفْهَامٌ عَلَى لَدُنِّي كَانَتْ عَلَيْهِ

قُلْتُ بَعْدَ هَذَا الْخَلِيفَةُ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ

عَنِیَّ اَمْ وَصَّیْتُكُمْ عَلَیْهَا دَعَاۤیَ عَنِّیْ اَبُو اَبِی  
النَّارِ کَانَ مَثَلٌ یَا حَکْمَیْکَ لَا تَنْتَ عَا صَی  
عَلٰی جَدِّیْ تَحْمِیْ لَکَ مِنْ اَنْ تَقْتِیْعَ اَحَدًا  
وَتَهْتَمُّ -

(دَعَا لَا اَبُو دَاؤَد)

یا رسول اللہ! جو میں پر صلح سے کیا کر رہا ہے؟ فرمایا  
توہوں کے دل اس طرف نہ لوں گے جس پر پہلے تھے  
عرض کیا گیا اس خیر کے بعد شر ہو گا۔ فرمایا اندھ صبر سے  
نستے ہوں گے۔ تبصہن پر کہ لوگ دوزخ کے دروازوں کی  
طرف بلانے والے ہوں گے تو اے مصلح! اگر تم اس حالت  
میں وفات پاؤ کہ تم کسی درخت کی چڑا نشت سے پڑے  
ہو تو تھکے لیٹا س سے اچھلے کہ تم ان میں سے  
کسی کی پیروی کرو۔ (ابو داؤد)

۱۔ کیا دین اسلام کے بعد اسلام کفر ہو گا؟

۲۔ اس سے نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟

۳۔ اس سے نجات کا ذریعہ کافروں کے خلاف جہاد ہے۔

۴۔ کیا اس جنگ کے بعد مسلمانوں میں صلاحیت ہو گی کہ وہ امارت و امانت کو جمع کر دیں اور لوگ

اس پر متفق ہو جائیں۔

۵۔ اقدار جمع قذی آنکھ و بانی میں جو کوڑا میل اور طبار واقع ہوتی ہے یعنی لوگ اس امر کی امارت کو بخوشی تقابل  
سے قبول نہیں کریں گے جیسا کہ وہ آنکھ میں کوئی چیز پڑ جائے تو وہ بغا ہر صبح مگر باطن بیکار ہوتی ہے۔

۶۔ یہ بطور تاکید ہے، ہدنتہ ہر پیش، دال سکن، صلح و حقیقت اس کا معنی سکون و آرام ہے۔ دُخْن  
دال و خادہ مدح و مدح پند بر معنی دھواں، یعنی صلح میں نفاق اور دھواں ہو گا جیسا کہ پہلے گذرا بہتر ہے کہ یکتا ماننا علی  
المتکبر کہ کلمہ ہو کہ قدرت میں محو است کا از کتاب ہو گا ادبغات کا ظہور ہو گا کہ بعد سے علی کی کیا فائدہ ہو  
۷۔ ایک ایک جماعت ہو گی جو لوگوں کو گمراہ کرے گی۔

۸۔ جہاد جیسے نفس حال پر ظلم کرے۔

۹۔ جب تک وہ خدا رسول کے خلاف نہ کرے

۱۰۔ جہاد میں لوگوں سے گوشہ نشین جہاد جنگیں اور یا با نونی میں جہاد یعنی کی زندگی بسر کی خواہ مخواہ دشمنوں کی  
کفر کی صف سے کھانے پینے، جہاد جہاد کے پیچہ زیر، دال سکن، جہاد پر زبر بھی آئی ہے جیسا کہ فصل اول میں  
گورچک ہے بعض شامین نے قوا قومت کا قتل قاطع کے ساتھ بنایا ہے یعنی اگر تو امیر کی اطاعت نہ کرے تو تر  
مارت شمشیر گرانی میں مرے۔ بعض لوگوں میں غمت کی جگہ قمت از قیام فعل با منی ہے یعنی اگر تو اس طرح نہیں تو اٹھ  
ہل کی درخت کی جڑ میں پناہ لے لے۔

۱۱۔ ظاہر یہی ہے کہ حقیقی معنی پر محمول ہے مگر یہ بھی احتمال ہے کہ لطف، قدر ثواب کا وعدہ اور خدا کی



و عید مراد ہو۔

۱۱۔ جو اس کے احکام کی مخالفت کرتے ہوئے ایمان نہ لایا اور اس کے قہر و غضب کا عمل بنا۔

۱۲۔ کیونکہ وہ دین و رضائے خدا پر ثابت قدم رہا۔

۱۳۔ جو اس کے احکام کو تسلیم کرتے ہوئے دنیا کے طمع اور حیات کی محبت میں چڑ گیا اور اس کے لطف و عنایت کا عمل تو اس کا اجر و ثواب ضبط ہو جائے گا۔

۱۴۔ شیخ، مجمل، تیج سے شیعہ بنے، اتناج سے نہیں تیج کا معنی تولد، جننا، خدمت، جتنے کی تدبیر کرنا ہے جیسے دایا انسان کے لیے کرتی ہے اور اس کی تفصیل و تجرکسی مقام پر آئی ہے۔ اتناج کا معنی وقت و طاقت، تک پہنچانے، تکریم پر پیش، داسکن، براؤنٹ، مہرہ تاکے ساتھ مارہ، یزکب، یا پر پیش، کاف کے پیچھے زیر سواری کے قابل ہونا اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے کیونکہ اس وقت عدم وجود تھا اور دم تال کی وجہ سے گھوڑوں پر ساری نہ ہو گیا یہ مراد ہے کہ خروج دہل کے بعد قیامت اتنی قریب ہو گی کہ اس کا وقت گھوڑا بٹھنے یا سواری کے قابل ہونے کی مقدار ہو گا۔ یہ معنی ان احادیث کے بھی موافق ہے جہاں سلسلہ میں وارد ہیں۔

۱۵۔ لوگوں کے درمیان غائب اور نہ دل میں کدورت و دھوکہ ہو گا۔

۱۶۔ ان کے دل اس طرح صاف ہوں گے جس طرح سابقہ زمانہ اسلام میں تھے یا وہ حالت مراد ہے جو کدورت سے پہلے تھی۔

۱۷۔ لوگ اس قسم میں اس طرح محسوس ہوں گے کہ وہ دیکھتے یا سنتے ہو گے جیسا کہ ان کی طبیعت و فطرت پہلے سے تھی۔

۱۸۔ وہ حقیقت اس زمانہ قسم میں لوگوں کی طبیعت ہو گی۔

۱۹۔ وَ عَنِ آيَاتِهِ قَالُوكُنْتُ دَٰعِيًا  
عَلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَوْمَئِذٍ عَنِ يَمِينِي فَقُلْتُ جَاءَ وَرَأَيْتُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ  
قَالَ كَيْفَ يَكُنْ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا كَانَ يَا لَيْكُنْ يَكُنْ جُؤْ  
نَعُوْهُ عَنْ خِدَائِكَ وَكَذِبِكَ مُسْجِدًا حَقِّي  
يُجْعَلُ لَكَ الْجُؤُومُ قَالَ كُنْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
أَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفُ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ يَكُنْ  
يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا كَانَ يَا لَيْكُنْ يَكُنْ جُؤُ  
الْبَيْتِ الْعَبْدُ حَقِّي أَنَّهُ يَمَّا عَرَّ الْقَبْرِ بِالْعَبْدِ  
قَالَ كُنْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ تَقْصِيْدُ يَا أَبَا  
ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ يَكُنْ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا كَانَ يَا لَيْكُنْ يَكُنْ جُؤُ

قَتْلٌ يَغْتُمُّ الدِّمَاءَ اَوْ اَحْتِجَارُ الزَّيْتِ فَكَانَ  
قَتْلُكَ اِنَّكَ وَرَسُولُكَ اَعْلَمُ قَالَ تَايَا مِنْ اَنْتَ  
مِنْهُ كَانَ قَتْلُكَ وَ اَنْتَ السَّيِّدُ قَالَ تَايَا كُنْتَ  
الْعَوْرَةَ اِذَا قَتَلْتَ فَكَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ رَسُولُ اللهِ  
كَانَ اِنْ تَحْيَيْتَ اَنْ يَحْيِيَ لَكَ شَعَاعُ السَّيِّئِ  
فَاَنْتَ تَايِيَةً كَوَيْلِكَ عَلَيَّ وَ جِيءَكَ لِيَبْوَا  
بِأَشْيِكَ وَ رَاحِمِكَ

(رَدَاةُ اَبُو دَاوُدَ)

بہتر جانتے ہیں فرمایا اے ابوذر! صبر کرنا۔ فرمایا اے  
ابوذر! اس وقت تمہا کو حال ہوگا جب مرثیہ میں  
قتل عام ہوگا حتیٰ کہ خوش ریت کے پتروں کوڑھورے  
گھر میں کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔  
فرمایا ان میں چلے جانا جن میں سے تم ہو۔ مرثیہ میں  
ہتیرا باندھ لوں۔ فرمایا تب تو تم قوم میں شریک نہ ہو گے  
عرشہ کیا یا رسول اللہ! میں کیا کروں؟ فرمایا اگر تمہیں خیر  
ہو کہ تمہارے شہداء میں چندھیادیں گی تو اپنے کپڑے کاٹنا  
اپنے چہرے پر ڈال لینا تاکہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر  
لوٹے۔ (ابو داؤد)

لے بجوک کی کمزوری کی وجہ سے باوجود کوشش کے سجدہ تک نہیں جاسکیں گے۔

تو یہی نہیں جانتا کہ کیا کرنا ہے آپ علم دیں میں کیا کروں  
تو نفس کو حرام سے محفوظ رکھو، لوگوں سے سوال نہ کرو اور بجوک پر صبر اختیار کرو۔  
تو مرگ اتنی کثرت سے ہوگی کہ

سے اس عبارت میں چند معانی کا احتمال ہے ایک یہ کہ یہاں بہت سے مراد قبر سے کہ لوگ اتنی کثرت کے  
ساتھ فوت ہوں گے کہ جگہ قوت کی وجہ سے جگہ کی ایک غلام کی قیمت میں ملے گی دوسرا قبر کھودنے والا  
نہ ملے گا حتیٰ کہ قبر کھودنے والے کی اجرت غلام کی قیمت ہوگی۔ تیسرا یہ کہ بہت سے گھر ہی ہے یعنی اموات اتنی کثرت  
سے ہوں گی کہ گھر خالی ہو جائیں گے اور ان کی قیمت غلام سے بھی سستی ہوگی اور اکثر معروف یہی ہے کہ گھر کی قیمت  
غلام سے زیادہ ہوتی ہے۔ چوتھا یہ کہ اموات اتنی کثرت سے ہوں گی کہ گھر میں صرف ایک آدمی رہ جائے گا جو تمام  
ایں ملک کو غلام ہی بنائے گا اور ان تمام کی تکلیف اسی کو بھرنی ہوگی۔

پھر غلام کی قیمت یہی ہے کہ جو مکہ معافی میں سے پلا سنی کے مناسب ہے اور دوسرے معنی کے مناسب اسی  
وقت یہی ہے جب قبر سے مراد کھودنے والے کی اجرت ہو۔ تیسرا معنی کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ چوتھے معنی کے مطابق  
کہ جب ایک شخص کے جب تمام مر جائیں گے اور وہ غلام کے کوئی مال چھوڑ نہ جائیں گے تو قبر کی جگہ یا اس کی کھودنے  
کی قیمت غلام ہی دینا پڑے گا۔ پس ظاہر ہوگا کہ پہلے معنی پر عمل کرنا اولیٰ و مناسب ہے، بلکہ اس پر عمل  
کرنا نتیجہ ہے۔

تو اپنے آپ کو صبر پر مجبور کرو بعض نسخوں میں تعبر منارح کی صورت میں ہے۔

سہا حجاز الزیت ملکہ کا نام ہے مدینہ منورہ کے مغربی طرف ہے اس کے پتھر اس طرح سیاہ ہیں گریا انھیں



مَا مِنْ حَاشِيَةٍ تَقْصُرُ عَنْ اَمْرٍ اَوْ نَعَايَةٍ  
(ذَكَرَ) الْاَلْفُ ذِي وَحْيٍ وَصَحَّاحَةً

لازم پیکرو اپنی زبان قابض رکھو چاہا لو وہ اختیار کر لو  
اور جو بجا نواسے چھوڑ دو اور اپنا خاص معاملہ اختیار کر دو  
اور تمام لوگوں کا معاملہ چھوڑ دو

(قرنہی نے روایت کر کے صحیح کہا)

سلفہ خالہ، صراح میں ہے۔ عام پر پیش جو کا چھلکا اور چھوڑ۔ قاکوس میں ہے جس میں خیر نہ ہو اور ہر دو چیز جو ردی ہو۔

سلفہ ان میں وفاء وعدہ و استقامت نہ رہے گی میر جت، را اور جیم فعل ماضی معلوم اذباب فرح یفرح اور بعض نغز میں مجہول بھی آیا ہے وہ بھی درست ہے لفظ مرج متعوی بھی مستعمل ہے جیسا کہ مرج البکرین قاکوس میں ہے مرج العہد کا معنی اس نے عہد پورا نہ کیا ہے۔

سلفہ پیش ہے ان کے ایک دوسرے پر واقع ہونے کی۔ یہی تمثیل بعض مقادیر پر اجتماع و محبت کے لیے آتی ہے جیسا کہ باب قسمہ نفس خانم کے بیان میں جو باشم اور بزم طلب کے درمیان اتفاق و اتصال کے لیے ہیں الفاظ آئے ہیں تشبیک کا معنی ملانا، ایک چیز کو دوسرے میں لانا اور بات اختلاف و اتحاد دونوں میں حاصل ہوتی ہے۔

سلفہ یہ کام دین میں جائز اور شروع ہے اور انھیں چھوڑ دے جو دین میں سے نہ ہو۔  
سلفہ لے مہلات کو بہتر کردوسرے کے خیال میں نہ پڑے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے جب اسرار، اتباع نفس خواہش کا غلبہ ہو جائے قاکوس وقت اپنی حفاظت کی خاطر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک اور اختیار کے ساتھ دم تعاون جائز ہے جیسا کہ باب القرباب میں گذرا۔

سلفہ ہے طریقت باہر نہ جا

یہ حکم کیونکہ یہ ہے اس کے لیے زبان نہ کھول، اٹک جہزہ پر زبرا طاک سے امر کا صیغہ ہے علامہ طیبی نے یہی معنی بیان کیا ہے جو ہم نے کیا۔ مجمع الباری میں ہے کہ یہ ثلاثی سے امر کا صیغہ بمعنی ملک ہے۔ ہر اس چیز سے زبان کو بند کرنا جس میں نہ ہو۔ نیز کو خیر کے ساتھ بولا جائے اس جگہ کی تفسیر میں ایک یہ کہ اس میں گناہ نہ ہو یا مباح نہ ہو کی مثال ہے پھر یہ کہ جس میں غلبہ جواب مباح شامل نہ ہوگا۔

چھوڑنے کا معنی دی ہے جو سابقہ روایات میں آیا فقط بعض مفردات میں انکشاف ہے۔

سلفہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو لوگوں کے ساتھ میل جول کی اجازت دی اور ان کی طرف سے کی تہنیت و اصلاح کو خصوصاً حکم دیا اور احوال مردم سے عدم تعرض کا حکم دیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں سے میل جول پر ملک چھوڑ دیا یا ان جنگل اور غلٹ کا حکم دیا یہ ہر ایک کے حال اور آسانی کے پیش نظر کیا۔ جیسا کہ وہ مری در شکر کرتے ہیں جو ام الکھم کے مظہر ہوتے ہیں حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانی میں نہایت ہی عابد و فاجر تھے ہمیشہ روزہ رکھتے ہر رات شب بیداری کرتے، بیوی کی طرف طبیعت نہ کرتے

لہذا ان کے والد گرامی حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شدت ریاضت و مجاہدہ سے منع فرمایا۔ تین روز سے رات کا تہائی یا چٹا حصہ بیداری اور والد کے حکم کو پیش نظر رکھنے کی تاکید فرمائی۔ پس اس حکم کے تحت اپنے والد حضرت سعید کے وزیر تھے، انھیں رکھا جو کہ حکم پہنچا کہ میں رہا ہے لوگ بہت کہتے کہ آپ ہم میں نہیں آتے تو وہ کہتے میں غیر میں تمھارے ساتھ مگر شر میں نہیں ہوں بل بہت نبوی کے ساتھ نہایت ہی عقیدت و محبت رکھتے تھے ایک دن انھوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا مگر گزر گئے محبت میں نہ بیٹھے لوگوں نے قریب نہ جانے کی وجہ پوچھی تو کہا کہ میں اس بات پر شرمندہ ہوں کہ میں ان سے ہوتے ہوئے ان سے نہیں ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل بیت سے پہلے ایک رات کے نمکوں کی طرح تھے ہیں۔ ان میں صبح کے وقت آدمی مومن اور شام کو کافر ہو جانے کا شام کے وقت مومن اور صبح کے وقت آدمی کافر ہو جانے کا اس میں بیجا شکر و کفر اور نہ دانے سے بہتر ہو گا اور چنے والہ اس میں دھوٹے دانے سے بہتر ہو گا اس میں اپنی گناہوں کو توڑ دینا۔ جوں کو کاٹ دینا اور اپنی مولا کو پتھر پر ملانا، اگر تم میں کسی کے پاس اندر کا نعل جو پتھر آدم علیہ السلام کے اچھے پتھری کی طرح ہو جائے۔

(ابو موسیٰ) اس کی ایک حدیث میں ہے غیرین (اسلمی) ہے)۔  
پھر لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ میں یہی حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ ہٹنے گھر میں کی چٹائیوں میں جانا۔ حدیث کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنے کے معدن اپنی گناہوں کو توڑ دینا اپنی تانہوں کو کاٹ دینا اور اپنے گناہوں کے اندر نعل کے لازم پھرنا اور حضرت آدم کے بچے کی طرح ہو جانا اور زمین سے اے بیچ مرید کا۔

۱۶۲۱ وَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ تَخَيَّرَ يَدُ النَّاسِ فِتْنًا لِقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُضَيِّعُ الرَّجُلُ فِيهَا مَوْثِقًا وَ يَنْسِي كَانِمًا وَ يَنْسِي مَوْثِقًا وَ يُضَيِّعُ كَانِمًا الْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَ الْمَنَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَكَيْفَ كَانَ فِيهَا رَقِيقُكُمْ وَ كَيْفَ كَانَ فِيهَا أَوْ تَارَكُمْ وَ أَصْبَرُكُمْ سَيُؤْتِيكُمْ بِأَلْحَبَارٍ حَيَاتٍ وَ يَخِلُ عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ فَتَكُونُ كَغَيْرِ ابْنِي أَدَمَ رَمًا وَ أَكَاكِبًا وَ أَدَمَ وَ فِي يَدِ ابْنِي لَمَّا دُكِيَ إِلَى قَتْلِهِ كَغَيْرِ مِنَ السَّاعِي شَكْرًا لَنَا كَمَا قَامُوا كَانَ كُونُوا أَخْلَاسَ بِيُؤْتِيكُمْ وَ فِي يَدِ ابْنِي الْقَرْمِذِ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَسِرُوا فِيهَا قِسِيَكُمْ وَ قَطَعُوا فِيهَا أَذْنَارَكُمْ وَ أَلْزَمُوا بَيْنَهُمَا أَجْنَاكَ بِيُؤْتِيكُمْ وَ كُونُوا كَالْأَكْبَانِ أَدَمَ وَ كَانَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَنِ ابْنِ

سلف ابن مبارک کی شرح فعل اہل میں حدیث ابو ہریرہ کے تحت آپ کی ہے۔

ملہ کوئی شخص تھا سب سے پاس آجائے۔  
 ملہ ڈیل کی طرح، جب قابل نے انھیں قتل کرنے کیلئے دست درازی کی تو ڈیل نے کہا میں دست درازی نہیں  
 کروں گا تو اپنا اور میسرہ دونوں کا گناہ لے رہا ہے۔  
 ملہ یہاں تک ہی وہاں الفاظ میں فکس ہو کر رہا ہے لے کر آخر تک کے الفاظ وہاں نہیں ہیں۔  
 ملہ ان فتنوں میں

ملہ جس جگہ کے پیچھے زیر، گڈی جلس جادو اور لام دونوں پر زہر کھاتا ہے۔ اصل میں جماعت اہل بیت  
 وہ کبر و اوج اعلیٰ بستروں کے پیچھے بچھا یا جاتا ہے۔

ملہ ڈیل کی طرح جن جن قابل نے قتل کر دیا۔  
 ۵۱۶۵ وَ عَنْ اَبِي مَرْثَدَةَ الْبَغْدَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
 وَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
 فَتَرَى بَيْنَهُمَا كَلْبًا يَأْكُمُ مَوْلَاهُ مِنَ الْخَيْلِ الْفَارِسِ  
 فَيَقْتُلُ قَاتِلَ رَجُلٍ فِي مَآثِرِهِ يَتَوَدَّى حَقَّهَا  
 يَفْقِدُ مَآثِرَهُ وَ رَجُلٌ آخَرُ يَأْكُمُ مَوْلَاهُ مِنَ الْخَيْلِ الْفَارِسِ  
 فَتَرَى بَيْنَهُمَا كَلْبًا يَأْكُمُ مَوْلَاهُ مِنَ الْخَيْلِ الْفَارِسِ  
 (رقاء القوم مین)

حضرت ام ملک البہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان  
 کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنہ کا  
 ذکر فرمایا ہے بہت قریب کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 اس میں بہترین آدمی کون ہوگا؟ فرمایا وہ شخص جو اپنے  
 جانوروں میں رہے، ان کا حق ادا کرے اور اپنے رب  
 کی عبادت کرے اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کا کمر پکڑے  
 ہو وہ دشمن کو ڈرلے اور دشمن لے ڈرائیں۔  
 (ترمذی)

ملہ البہرہ۔ اس کن پر بہترین امر القیس کی طرف منسوب اور مجازی ہیں۔ یہ صحابیہ ہیں۔ ان سے حضرت  
 طاہر اور رسول جیسے اکابر تابعین نے حدیث پڑھی۔  
 ملہ یہ خبری کہ وہ مقرب واقع ہوگا۔ مدد قیسی لے لے کہ آپ نے فتنے کے بارے میں بہت تفصیل کے  
 ساتھ بیان کیا اور جس چیز کے بھی اوصاف غیب بیان ہوں تو وہ قریب ہی ہو جاتی ہے۔ خواہ ذہن میں یا خارج میں  
 جب بہت غریب ذہن میں آئے اور ان کا وجود خارج میں متعین ہو تو بھی تمکین ہو جاتی ہے۔  
 ملہ ان کی نکوۃ و صدقات ادا کرے  
 ملہ یعنی باگ پکڑنے والا  
 ملہ وہ کافروں کو ڈراتے یعنی مسلمانوں کے آپس میں قتال سے بھاگ کر سرحد پر کافروں سے برسر پیکار ہو  
 اور دشمنان دین کے ساتھ جنگ کر دیا ہو۔

۵۱۶۶ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ الْبَغْدَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
 وَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
 حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
 ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

فَنُتِقَتْ لَمْ تَنْتَقِطْ الْعَرَبُ قَتَلَاهَا فِي الْمَنَازِلِ  
لَيْتَنَ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ ذَوِّهَا الشَّيْفِ  
(نَدَاةُ الْبَرِّيَّةِ ص ۱۰ قَابِلُ مَنَاجِدِ)  
اس کا شمر تمام کو پہنچے گا، استغفار، کسی چیز کے تمام کو پھوٹنا۔  
اسے اس فتنہ میں مقتول آتش و دوزخ میں جاؤں گے۔

اسے غیبت و گالی میں زبان تلوار سے سخت اور دراز ہوگی۔ صراح میں ہے و قُتِعَ قَافِ سَاكِنِ چاقو اور تلوار  
کو تیز کرنا، اور یہ عمل اس وقت تو زیادہ ہی شدید ہوگا جب یہ صحابہ کے درمیان ہو، غیبت و دشنام مسلمانوں کے لیے  
محنت حرام ہے جبکہ آیہ غیبت، زمانے بھی بدتر ہے، "یا یہ مردا ہے کہ اس فتنہ میں غیبت و دشنامی کے  
ساتھ زبان کو دراز کرنا فتنہ تلوار (قتل) سے بدتر ہوگا۔ کیونکہ یہ عمل لوگوں کے درمیان محارہ و قتل پیدا کر دیتا ہے۔ عذر  
سیوطی فرماتے ہیں کہ ظالم حکمرانوں کے دل کوئی اطلاع دینا یا ان پر زبان کھولنا اس سے جلانے وطن، قتل اور  
ایسے مفاسد عظیم پیدا ہو جاتے ہیں جو باشرت فتنہ سے بھی بدتر ہوتے ہیں اور جب دونوں اطراف میں مسلمان ہوں تو  
ان کے لیے دوزخ ٹھکانا قرار دینا یہ بطور زبردستی ہے۔

۱۶۶۷ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ فِتْنَةٌ مَسَاءً  
بِكَلِمَةٍ عَمِيَّةٍ مِمَّنْ أَكْثَرَتْ تَهَا اسْتَشْفَرَتْ  
لَهُ وَالْأَحْزَابُ الْبَشَرِيَّةُ فِيهَا كَوَفَّرَ الشَّيْفِ  
(نَدَاةُ الْبَرِّيَّةِ ص ۱۰)  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غریب  
ہو گئے، اندھے فتنے ہوں گے جو ان پر فتنہ کئے جائیں گے  
وہ ایک لیں گے۔ ان میں زبان کا کھینچنا تلوار کی طرح ہوگا۔  
(ابو داؤد)

اسے حق، سننے، دیکھنے اور کہنے کی کوئی صحت نہ ہوگی۔  
اسے ان کے نزدیک جائے گا۔

اس فتنہ میں زبان درازی تلوار کی طرح ہوگی۔ زبان کے لیے لفظ اشرف کا استعمال بطور شاکہ ہو جائے۔  
۱۶۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْكَافِ  
كَعُودَ الْيَمِينِ سَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ  
الْيَمِينِ كَا كَذَلِكَ فِي ذِي سَاعَةِ حَقٍّ ذَكَرْتُ فِتْنَةً لَكُمْ  
كَلَامَ قَائِلٍ قَصَا فِتْنَةً أَنْ تَخْلَسَ كَلَامَ هِيَ هَرَبٌ  
وَحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ الشَّرِّ آوَدَ عَمَلًا مِنْ تَحْتِ  
قَدْحِي رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ يَمِينِي يُرْعِدُ أَنَّهُ يَمِينِي وَ  
لَيْسَ يَمِينِي رَأْسًا أَقْرَبِيَّةً فِي الْمَشْغُورِ لَمْ يَسْطَلِكُمْ  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان  
کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس  
بیٹھے تھے، آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا تو بہت زیادہ غصہ  
کیا مثنیٰ کہ طرح طرح کے فتنے کا ذکر کیا کسی نے عرض کیا فتنہ  
احلاس کیا ہے؟ فرمایا وہ جھگڑا و پریشانی اور لڑائی ہے  
پھر سرسبز کے فتنے کا ذکر کیا جن کا فساد ویرانہ و بربادی  
میں سے ایک شخص کے قہر میں کے ہونے ہوگا وہ کچھ کا کچھ

النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوْنٍ لَهُ عَلَى خَلْقٍ كُفْرٌ  
يَقْتُلُهُ اللَّهُ هَيْئَةً أَوْ يَكْفُرُ عَنْ أَحَدٍ مِنْ هَلِكِهِ  
الْأَمْرِ لَكَ نَكْمَتُهُ نَكْمَةً كَيْدًا أَوْ قِتْلًا أَلْفَقَتْ  
كَمَا دَاثَ يُقْبِلُهُمُ الدَّجَلُ فِيهِمَا مَوْتُ مَيِّتًا وَيُصِيبُ  
كَأَنَّهُ حَتَّى يَصِيبَ النَّاسُ إِلَى مُسْطَا طَلَمِينَ  
مُسْطَا طِلَ إِيمَانٍ لَا لَفَاقٍ فِيهِ مُسْطَا طِلَ لَفَاقٍ  
لَا إِيمَانٍ فِيهِ هَذَا كَانَ ذَلِكَ قَتَا تَقْطِرُ مَا  
الدَّجَلُ مِنْ يَوْمِهِمْ أَوْ مِنْ عَيْهِ ۶

(دَوَا كَا أَبَوَاتُ دَا)

وہ مجھ سے ہے عداوت وہ مجھ سے نہیں، میرے دوست  
صرف متقی ہیں۔ پھر لوگ ایسے ایک آدمی پر منحصر کریں گے  
جو پہلے ہر گوشت کی طرح ہوگا پھر کافرت ہوگا جو اس  
امت میں کسی کو نہیں چھوڑے گا غرض کہ اسے ملے گا وہ  
گا پھر جب کسا جائے گا کہ فتنہ ختم ہوگا، تو وہ اور پھیلے  
گا اس میں آدمی جمع ہو کر رہے گا اور دشمن کو کافر  
ہو کر حتیٰ کہ لوگ دو ضمیموں کی طرف لوٹ جائیں گے ایک  
نمی ایمان کا جس میں لفاق نہیں اور دوسرا خبیہ لفاق کا جس  
میں ایمان نہیں تو جب یہ ہو جائے تو اس دن یا اگلے  
دن دجال کا خروج ہوگا علیہ (البؤدود)

۱۔ احلاس (چٹائی) کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ اس فتنہ کے دوام اور دلاویزی کی وجہ سے ہے کیونکہ مس کے  
باسے میں گذر رکھا ہے کہ وہ چٹائی جو نفیس بستروں کے نیچے بچائی جاتی ہے اور وہ حد بہتہ زمین پر بھی رستی ہے اسٹیلٹی  
نہیں جاتی یا فتنہ کی تشبیہ مس کے ساتھ کی اور پانا ہونے کے لئے ہے یا اس وجہ سے کہ وہ ہر گھر میں بچھائی  
جاتی ہے تو لوگ اس فتنہ میں اپنے گھر میں گھر نشینی کا انصرام کریں گے۔  
۲۔ اس کی کیفیت و عمل کیا ہوگا؟

۳۔ وہ مال کا فساد کرنا ہے ہرب و حرب دونوں کی تصریح اور عداوت پر زبر کے ساتھ ہے  
۴۔ میرے اہل بیت سے ہے۔

۵۔ میرے شیخ نہیں ہوگا اگرچہ بقاء ہنسبت و نسب کا خلق رکھتا ہوگا۔

۶۔ فتنہ و فساد سے بچنے والے اور میرے قول و عمل کی اتباع کرنے والے ہوں گے، اسے فتنہ المراد کرنے کی وجہ سے  
کہ اس کا وجود کثرت نبوت، مسرت، اسراف اور اثرات کا سبب ہوگا حتیٰ کہ دین کے دشمن اس کے وقوع کی وجہ سے  
خوش حال ہو جائیں گے۔ فتنہ کلمہ لفظ رفع کے ساتھ بھی ہے جس طرح ہم نے واضح کر دیا لیکن نصب کے ساتھ بھی ہر  
بے طالب معنی ہوگا کہ فتنہ سر کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد لفظ دھنسا کے ساتھ اس کی تشریح فرمائی

۷۔ ذبک، داؤ پر زبر، را کے پیچھے، سرین اور اس کا اوپر والا حصہ، ضلع، ضد کے پیچھے زیر، لام پر  
زبر، پہلو کی ٹھریاں یعنی ایسے موزوں اتفاق کریں گے جو استقامت نہ رکھتا ہوگا اس کے احوال میں نظم نہ ہوگا جس طرح کہ  
سرین پہلو کی ٹھریوں پر قائم نہیں ہوتی اور اس سے ترکیب نہیں پاتی۔

۸۔ الدھیماو، مال پر پیش، داؤ پر زبر و ہم کی تصغیر یعنی حادثہ یا بمعنی سیاہ و تاریک یہاں لفظ فتنہ مر فروغ و  
منصوب دونوں طرح ہے



۱۵۵ یہ فتنہ ختم نہ ہوگا مگر سادہ بے گھر زیادہ ہو جائے گا۔

نہلے یا دو گروہوں کی طرف

لے فسطاط، فاپر پیش یا زیر، خمیر، بڑی خگاہ، بڑی جماعت

۱۵۶ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ آخری زمانے میں آئے گا لیکن اس سے پہلے فتنوں کا آپ نے یقین نہیں

فرمایا کہ فرمایا میرے اہل بیت میں سے کوئی اس کا سبب ہوگا وہ کون ہے اس کا دور کون سا ہے؟ اس کا قاتل نہیں فرمایا۔

۱۵۷ وَ عَن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْلُ الْيَعْرَبِ مِنْ شَرِّ

كَلْبٍ اخْتَرَبَ اَذَلَمَ مِنْ كَلْبٍ يَدْعُو.

(رَدَاةُ الْبُؤَدَةِ)

سے قتل و غارت سے

۱۵۸ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْلُ الْيَعْرَبِ مِنْ شَرِّ

السَّعِيدِ يَمْنُ جُذَيْبِ الْيَمَنِ اِنَّ السَّعِيدَ يَمْنُ

جُذَيْبِ الْيَمَنِ اِنَّ السَّعِيدَ يَمْنُ جُذَيْبِ الْيَمَنِ

وَلَمَنْ اَبْشَرُ فَصَبْرٌ هَوَاهَا.

(رَدَاةُ الْبُؤَدَةِ)

۱۵۹ یہ محدثین و محدثین فرمایا کہ جو ایک جانب ہو گیا وہ اس فتنہ کے شر سے محفوظ ہو گیا۔

۱۶۰ اس معنی کی صورت میں جس کی نام پر زبر ہوگی اور اب اس سے منقطع ہوگا اس کا معنی اطو س اور

تھر ہے یعنی اس شخص پر اطو س جے فتنہ سے ایک طرف نکلیں گی اور فتنہ میں مبتلا ہوا اس نے صبر کا مظاہرہ نہ

کیا یا یہ بطور تعجب ہے کہ اس میں صبر کا نکتہ ہی اعلیٰ ہے۔ جس لوگوں نے اپنی کو لام کی زیر کے ساتھ چڑھا لیا اس کا

قلعہ ڈاک کے ساتھ ہو گا جس کا معنی تعجب ہے۔

۱۶۱ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَضِعَ الشَّيْءُ فِي

اَمْرِئٍ لَمْ يَزِدْهُ عَقْلًا اِلَّا يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا

تَقْوًا اِلَّا عَقْلًا حَتَّى تَلْحَقَ قَبْأَهُ مِنْ

مَشِيٍّ اِلَّا لَمْ يَزِدْ كَيْفًا وَ حَتَّى تَعْبُدَ قَبْأَهُ مِنْ

۱۶۲ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت

میں ایک دفعہ عوام مل جائیں۔ تو قیامت تک دیکھی نہیں جائے

گی یہاں تک کہ میری امت کا ایک قید شکن سے جا

ئے گا وہ یہاں تک کہ میری امت کا ایک قید خوں کو



تو زمانہ غلو نہ ہو فداقی پر یہ حد پوری ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امن و ایمان نہ سنت و جماعت اور محبت غلو بہ کہ انتظام جو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں تھا وہ بہت ہی اعلیٰ اور سلامت تھا اور غلو نہ مٹان کے ایک یا دو سال بعد ایسی چیزیں پیدا ہو گئیں جو دلوں میں وحشت اور اجڑاؤ فتنہ کا سبب بنیں۔  
 سلسلہ امر دین کے انتظام کے بعد اگر کوئی ہلک ہوتا ہے اور اصحاب میں گرتا تو وہ انھیں لوگوں کی طرح ہوگا جس طرح قرون سابقہ اور اہل بیت کا معاملہ ہے۔

سلسلہ اگر ان کے دینی تمام معاملات اسرار و واسطوں کی اہمیت اور اوقات سنت شریعت و احکام حکومت اسلام کی شان و عظمت ہوئی تو یہ ستر سال تک قائم رہے گی لیکن ہے اس حدت میں یہ امور دنیا پر سالوں کے اتم اور زیادہ منظم ہوں کیونکہ آپ کی ذات اقدس سب سے بڑھ کر دانا ہے۔

۳۵ و حدیث ۳۶، ۳۷، ۳۸ سال کے بعد شروع ہوگی یا جو گندے ہوئے اوقات میں وہ مراد میں یعنی بظاہر ظہری یا جہت آیا وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

سلسلہ اس کی ابتداء گندے ہوئے سالوں سے ہے ذکر بعد کے سالوں سے  
 ۳۷ میں نے اس حدیث کی شرح میں جو گفتگو کی ہے وہ فانی اور مختار اور موافق الفاظ حدیث ہے۔ شارحین نے یہاں سب سے کلام کیا ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرہ جنس کی طرف تشریف لے گئے تو مشرکین کے ایک ایسے دوست کے پاس سے گئے جس پر وہ اپنے تئیں شکایت سے لے ذات اقدس کا جانا کہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ایسا ہی ذاتِ غلو بنائیے جس طرح ان کے لیے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا ہمان اللہم تو ایسا ہی ہے جیسے مومن علیہ السلام کی قوم نکسا تھا کہ ہمارے لیے کوئی جود مقرر کر دے جیسے ان کے معبود ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ اپنے سے پہلے دانوں کی راہ پر چلو گے۔ (ترمذی)

۵۱۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الْيُثْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْدُجُ رَأً لِي حَزَنًا وَرَأً حَنِينًا مَرَّ يَسْتَجِرُّهُ يَكْمُشِرُ كَيْفَ كَانَ أَتَا يُعَلِّقُونَ عَلَيْهِمْ أَشْيَاحَهُمْ يَقَالُ تَهَذَا أَتَا أَتَا أَتَا لَوْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَتَا أَتَا لَوْ كَمَا تَهْذُ ذَاتَ أَتَا أَتَا لَوْ تَقَالُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنَحَانِ اللَّهُ هَذَا كَمَا كَانَ قَوْمٌ مَوْسِيٍّ اجْعَلْ لَنَا إِنَّمَا كَمَا تَهْذُ إِلَهًا وَالَّذِي تَقْسِيٍّ يَبْدَا كَثَرُ كَبِيرٍ بَسَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ (ترمذی)

۱۵ یہ قدیم الاسام صوابی ہیں، غزوہ مدینہ شریک ہوئے اور احمی کے پاس بخلیفہ کا جھنڈا تھا بعض نے فرمایا:  
پہلا قول میں تر ہے باقی غزوہ عین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا۔

۱۶ مثلاً تیرکان، تملواریا، نیزہ وغیرہ

۱۷ انوار، نوط کی جمع یعنی لٹکا ناچوکر اس کے ساتھ اسلحہ لٹکاتے تھے اس لیے اس کا نام یہ پڑ گیا

۱۸ ان کمانوں نے کہا جو مؤلفہ قلوب میں بٹھے یا ان کے علاوہ

۱۹ بطور تعجب و انکار

۲۰ نبی اسرائیل وغیرہ

۲۱ یہ ان کے احوال کی حکایت ہے کہ ایسے عمل کرتے اور دوسرے تہجد ذکر کرتے کہ وہ ان کی مگرابی کا سبب بن

جاتا جیسا کہ نبی اسرائیل کا معاملہ تھا، دوسری احادیث میں اس معنی پر تصریح ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان

کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ (یعنی قتل عثمان) پر واقع ہوا تو

۲۲ بدرولے صحابہ میں سے کوئی نہ پہچان دوسرا فتنہ (واقعہ

حرم) ہوا تو حدیثیہ خالوں میں سے کوئی نہ پہچان تیسرا فتنہ

واقع ہوا چونکہ اس حال میں کہ لوگوں میں قوت باقی رہی

۲۳ (بماری)

۲۴ وَ عَنِ الْغَنَاءِ الْمُسْتَبِ كَانَتْ قَعَتِ

الْفِتْنَةِ الْأُولَىٰ يَغْنِي مَثَلِي عُمَرَ كَذَكَ

يَتِي وَمِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ بِأَحَدٍ تُحَدِّثُ وَ كَذَكَ

الْفِتْنَةُ الْكَانِيَّةُ يُغْنِي الْخَوَرَةَ فَكَذَكَ يَتِي

وَمِنْ أَصْحَابِ الْخَوَرَةِ بِأَحَدٍ تُحَدِّثُ وَ كَذَكَ الْفِتْنَةُ

الْكَانِيَّةُ فَكَذَكَ يَتِي الْكَانِيَّةُ طَبَاخُ (رَأَاكَ الْبَحَايِجُ)

۲۵ یہ اکابر اور مقدسین تابعین میں سے ہیں انھوں نے غلاموں و لاشدین کا دور پایا۔

۲۶ اس سے پہلے مسلمانوں میں فتنہ پیدا نہ ہوا تھا۔

۲۷ حضرت ابن مسیب نے فتنہ اولیٰ سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت لی ہے۔

۲۸ اس سے مراد یہ نہیں کہ شہادت عثمان کے وقت تمام اصحاب شہید ہو گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس واقعے

نے کہ واقعہ حرم تک تمام اصحاب بدر کا وصال ہو گیا سب سے آخری بدری صحابی جن کا واقعہ حرم سے چند سال قبل وصال

ہوا وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۲۹ یہ تیسرا فتنہ جو کہ واقعہ ہے۔

۳۰ اے سید رحمت و رحمتوں کا جانا ہے باقی یہاں بھی وہی مراد ہے جو اوپر گذرا۔

۳۱ طبارخ بروزن صحاب طار پر غصہ بھی آیا ہے اس کا معنی قوت اور غرہ ہونا ہے۔ القاموس شارق لاغوار

میں ہے کہ طبارخ سے مراد غصہ ہے لیکن کے نزدیک مراد من دین و مذہب ہے یہاں فیرو صلاح اور قوت کا بقیہ ہے

یعنی اس فتنہ میں کوئی صحابی باقی نہ رہا۔ حواشی میں ہے یہاں فتنہ ثانی سے مراد ابن حرمہ خارجی کا خروج ہے جو مروان بن

محمد بن مروان بن حکم کے دور میں ہوا بعض نے اس سے مراد فتنہ مالک و زرقہ مروانی ہے پہلا قول بہتر ہے کیونکہ یہ تیسرا فتنہ بھی

پہلے اور دوسرے کی طرح مدینہ کے ساتھ مخصوص ہے، حالانکہ فتنہ ازارقہ مدینہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ مجمع البیان میں  
 اہم کرمانی سے منقول ہے کہ فتنہ ثالث سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر اور حجاج کی لڑائی ہے اس میں خانہ کعبہ گرا  
 اور سن چوبتر ہجری میں عبدالملک بن مروان کے دور میں ہوا لیکن اس عدوت میں یہ کہنا کہ کوئی صفائی باقی نہ رہی اور دست نہ  
 رہے گا کیونکہ اس دور میں تو متعدد صحابہ کرام موجود تھے۔

## ۳۲۸ - بَابُ الْمَلَا حِمِ

### لڑائیوں کا بیان

ملاحم، ملحم جمع یعنی مکر اور قتل کی جگہ، لمحے مشتق ہے۔ جنگ میں مقتول لوگوں کا گوشت بھرتا ہے یا یہ لمحہ  
 ثوب بالضم سے مشتق ہے یعنی کپڑے کے تارہ تانا بانا، چونکہ لوگ حالت جنگ میں دشمن کے ساتھ ٹکراتے ہوئے ہیں یہی  
 کپڑے کے تار لیکن یہاں معنی انساب و اقرب ہے۔ ملحم کا معنی حرب اور واقعہ تعلیم بھی آیا ہے۔ مصرع میں ہے کہ ملحم کا  
 معنی بڑا فتنہ اور بڑی جنگ کے ہیں۔ اس باب میں بن جگول کا ذکر ہوگا جو مخصوص لوگوں کے درمیان مخصوص لوگوں اور  
 مخصوص مقامات پر ہوئیں یہی وجہ ہے کہ اسے باب الفتن سے الگ ذکر کیا کیونکہ دلائل اجمالی جنگوں کا بیان تھا۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

۵۷۵ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا تَقْوَى الشَّعْءَةَ حَتَّى تَقْتَتِلَ  
 فَيَقْتَاتَ عَلَيْهِمَا تَاتٍ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَلَى طَيْفَةٍ  
 دَعَا هُمَا دَاوُدَ وَحَتَّى يَبْعَثَ دَاوُدَ لَوْ كُنَا لَوْ  
 قَرِيبًا مِنْ كَلْبَيْنِ مَلِكُهُمْ يَرْعَاهُ أَمَّا رَسُولُ  
 اللَّهِ وَحَتَّى يَبْعَثَ الْعِلْمُ وَيَكْتُمُ الرِّدَالُ وَ  
 يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَكْثُرَ الْفِتَنُ وَتَكْثُرَ الْقُرُوبُ  
 كَهْوِ الْقَتْلِ وَحَتَّى يَكْثُرَ دِيكُهُمُ الْمَالُ كَيَبْعُ  
 حَتَّى يَكْثُرَ دَبُّ الْمَالِ مَنْ يَلْبَسُ مَدَّةَ قَتْلِهِ وَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک  
 قیامت برپا نہ ہوگی حتیٰ کہ دو بڑی طاقتوں کے درمیان  
 جنگ ہو جائے درمیان بڑی ہی غور و تامل ہوگی۔ ان دونوں  
 کا دعوئی ایک ہوا اور یہاں تک کہ قرآن مجید و مجال جوئے  
 اٹھیں گئے سب چڑی کریں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں  
 اور یہاں تک کہ علم کثرت لیا جاوے گا اور دل سے بہت  
 ہو جائیں گے اور زمانہ سڑ جائے گا ہر ہونے کے سبب  
 یعنی قتل و غارت ہو جائے اور یہاں تک کہ تم میں مال زیادہ ہو

وَحَقِّي يَحْدِرُهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَحْدِرُهُ عَيْنُهُ  
لَا رَيْبَ لِي بِهِ وَحَقِّي يَخْطَا وَلَ النَّاسُ فِي  
الْبُلْبَانِ وَحَقِّي يَمُوتُ الرَّجُلُ يَتَقَدَّرُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ  
يَكُونُ مَكَانَهُ وَحَقِّي تَطْلَعُ الشَّمْسُ مِنْ  
مَغْرِبِهَا فَأَيُّهَا طَلَعَتْ وَرَأَى هَذَا النَّاسُ جَمْعُهُمْ  
قَدْرِيكَ جِبِينَ لَا يَسْعُرُ لَعْنَتًا إِيْمَانُهَا كَذَلِكَ  
أَمَنْتُ مِنْ قَبْلِ أَنْ كَسَبْتُ فِي إِيْمَانِهَا تَعْمِيْرًا  
وَلَتَقُو مِنَ السَّاعَةِ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ  
ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِ وَلَا يَطْوِيَانِ  
وَلَتَقُو مِنَ السَّاعَةِ وَقَدْ انْصَرَفَ الرَّجُلُ  
يَكُنْ يَفْعَلُهُمْ فَلَا يَطْعُمُهُ وَلَتَقُو مِنَ  
السَّاعَةِ وَهُوَ يَدِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْبِقِي  
فِيهِ وَلَتَقُو مِنَ السَّاعَةِ وَكَذَلِكَ أَمَلْتُ  
إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعُمُهُ

(معلق حکینہ)

ہو جائے حتیٰ کہ مال والا فکر کرنے لگا کہ اہل کلمہ کو کون  
قبل کرے گا اور یہاں تک کہ وہ مال پیش کرنے کیلئے جس  
کو دے وہ کہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں اور ماں بکے  
لوگ مال شانِ عمارتوں پر فخر کریں گے اور یہاں تک کہ ایک  
شخص کسی شخص کی قبر پر گذرے تو کہنے لگے اہل جگہ میں  
ہونا اور یہاں تک کہ سورج غروب ہوئے بجے جب ادھر سے  
نکلے گا اور لوگ دیکھیں گے تو سارے ہی ایمان لے آئیں گے  
مگر یہ وقت ہوگا جب کسی کو ان کا ایمان نفع نہ دے  
جو بیٹا ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں مصداقی  
نہ لگائی اور قیامت قائم ہو جائے گی اس حالت میں کہ دو  
اشخاص نے اپنا کپڑا اپنے درمیان میں پھیلا یا ہوگا تو نہ  
بیچ سکیں گے اور نہ بیٹھ سکیں گے اور قیامت ہو جائیگی  
مگر ایک شخص اپنی اوشنی کا دودھ لے کر چلے گا تو اسے  
پانی نہ ملے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی حالانکہ کسی کا  
اپنا حوض ہوگا تو اس میں پانی نہ پائے گا اور قیامت  
قائم ہوگی حالانکہ اس نے اپنا لقمہ اپنے منہ تک اٹھایا  
ہوگا تو کھانہ نہ ملے گا نہ لے

سارے دونوں مسلمان ہوں گے اور ان کا دینی دین اسلام ہوگا یا ہر ایک کا دہوی ہوگا کہ میں حق پر ہوں دوسرا غلط  
شاہدین نے فرمایا اس سے مراد حضرت علی و مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متبعین میں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
حضرت نے فرمایا ہمارے بھائیوں نے ہمارے ساتھ رکھی ہے، یہ بھی منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب  
سے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا گیا تو متبعین علی میں سے ایک نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ  
شاہد یہ مسلمان اور اچھا اسلام رکھتا ہے فرمایا تو کیا کہہ رہا ہے یہ اب بھی مسلمان ہی ہے۔ اس ارشاد نبوی میں خوارج  
کے اس قول کا بطلان ہے کہ وہ دونوں گروہ کا فرہو گئے تھے اور روافض کے اس قول کا بھی کہ حضرت علی کے  
مخالف کافر ہیں۔

سارے حق کو باطل کے ساتھ ملائیں گے ان اشیاء کا اظہار کریں گے جو ان میں نہ ہونگی۔ وجہ غلط طعنا و ط اور  
تیس کے حافی میں آتا ہے۔  
سارے پچھلے باب میں تیس کے مدد کا تعین گذرا لیکن تقریباً تیس فرمایا ممکن ہے پہلے وہی بطور اجمال و ابہام ہو

اور دوبارہ ان کا تعین کیا گیا ہو۔

۱۱۰ علماء کے اٹھ جگہ سے علم لوگوں کے درمیان سے اٹھ جائے گا۔

۱۱۱ زمانہ بہت جلد ہوگا۔ ۱۱۲ سال سینے کی طرح، ہینڈ مفت کی طرح، ہفتہ دن کی طرح اور دن ایک گھڑی کی طرح ہوگا یا اس سے امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے جو نہایت ہی خوشحال ہوگا اور خوش حال وقت کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وقت جتنا بھی جو کم محسوس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس عبادت کے معانی کتاب لریڈ یا اور باب اعتقادات میں گذر چکے ہیں، ان میں سے پہلا معنی دوسری حدیث کے الفاظ سے ثابت ہے لہذا اس پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱۱۳ مسلمانوں کے درمیان جنگیں برپا ہوں گی

۱۱۴ جو فتنہ وجگہ کا سبب ہوگا۔

۱۱۵ فتنے کا معنی پانی بہانا ہے جیسا کہ وہ کسی وادی میں بہتا ہے۔

۱۱۶ اس عبارت کے چند معانی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ لفظ پیغم یا پرچش، یا پرکسرہ اور رب پر نصب ہو یعنی یہ ہوگا کہ مال اتنا زیادہ ہوگا کہ صاحب مال کو پریشانی لاحق ہوگی کہ وہ کسی صاحب فقر کو تلاش کرے یعنی وہ ایسے فقر کو بہت زیادہ تلاش کرے گا مگر معنی جو ان کی تفسیر کی وجہ سے نہیں پائے گا دوسرا یہ کہ یاد پر زبر یا پر ضمیر پیغم معنی قیصر کے مشتق ہو اور لفظ مرفوع، صاحب مال صدقہ لینے والے کو قصد بہت تلاش کرے گا تیسرا یہ کہ پیغم یا پر زبر یا پرچش اور رب منصوب ہے یا اس ہم سے مشتق ہے جس کا معنی ظلم میں ڈالنا ہے۔ صراح میں ہے کہ ہم کا معنی جسم کو بیماری میں ڈالنا یا کوس میں ہے ائمہ کا معنی افزون میسے کہا جاتا ہے ہفتہ الامر ہما کسی کو ظلم میں ڈالنا معنی صاحب مال کو فقر کا مہل غم میں ڈالنے کا۔

۱۱۷ ارب، الف اور دودو نوں پر زبر، حاجت مند ہونا۔

۱۱۸ صراح میں ہے بنیان، یا پر پیش اور اگر دینار بنانا قطعاً دل بچھڑ کرنا، گردن بھج کرنا، کسی وقت خدا کا آخری نزلے میں دین میں فتنہ، یا جو جتن کی وجہ سے قبر کی خواہش ہوگی تاکہ نجات حاصل ہو اور یہ مطلب اچھا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے مگر دنیا کی پریشانیوں کی وجہ سے موت کی تمنا جائز نہیں یا جو داس کے کہ وہ واقع ہو کر رہے گی۔

۱۱۹ اس کی تفصیل باب العلماآت میں دی گئی ہے اس آیت کے یہ دن ہوگا جب توہ کے عداوت سے بند ہو جائیں گے اس دن کے بعد توہ قبول نہ ہوگی جیسا کہ آگے فرمایا۔

۱۲۰ کیونکہ معاملہ آخرت آشکارا ہو جائے گا

۱۲۱ اس دن ایمان لانے

۱۲۲ اگر پہلے نیکی نہ کی ہو تو

۱۲۳ چھپنے کے لیے







حَتَّىٰ يَمِيتَكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الرَّجُلُ الْيَمَانِيُّ وَفِي  
رِوَايَةٍ حَتَّىٰ يَمِيتَكَ رَجُلٌ مِنْ الْمَوَالِي يُقَالُ  
لَهُ الرَّجُلُ الْيَمَانِيُّ - (عَمَّا وَ مُسْلِيح)

سہ جہاد، دونوں جہیوں پر فتر، پہلی ٹاسکن  
سے موالی سے عجمی ہونا مراد ہے کیونکہ اکثر عربوں کے غلام تھے۔  
سہ جہاد، آخر کا منصف، اور یہ جزو کے ساتھ مروی ہے۔

۱۵۸۱ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
لَتَمُتَنَّ حَقٌّ عَصَائِمًا يَمِينُ الْمُسْلِمِينَ كَثَرُ آلِ  
يَكْسَرِي الْكَيْفِي الْأَيْمَنِ - (رَوَاهُ مُسْلِيح)

سہ یہ مشورہ ممالی میں ان کے حالات متعدد جگہ پر آئے ہیں، کسری، نادر کس کے سربراہ، کسری خسرو سے بنا ہے  
کاف ہند بریاں یفارس کے بادشاہ کو کسری کہتے ہیں جیسے دم کے سربراہ کو قیصر، چین کے سربراہ کو خاقان، مصری کو فرعون  
یمنی کو تیل قاف پر زبر اور حبشہ کے سربراہ کو نجاشی کہ جانا تھا۔

سہ یہ بیان میں قلعہ کا نام ہے اے عجمی مفید کو شک کہتے ہیں۔ اب اس کی جگہ مدائن کی مسجد ہے۔ یہ بخارا امیر المومنین  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لگا لایا اور یوں یہ آب کی اس مہلک خبر کی تصدیق ہوئی۔ قاموس میں ہے کہ  
ایضاً ایک محل کا نام ہے یہ عجائبات میں سے تھا اسے طیلہ مکتفی بانڈ نے برابر کیا اور پھر محل بنایا تو اس کے ٹکڑے  
اس کی بنیاد میں ڈالے۔ لوگوں نے اسی انقلاب پر تعجب کیا۔ اس شہر کا نام یما ہے اور یمن میں ایک قلعہ ہے  
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

۱۵۸۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا كَثَرِي وَكَذَا  
يَكُونُ كَثَرِي بَعْدَهُ وَفَيْصُهُ يَمِيتُكَ وَكَذَا  
يَكُونُ فَيْصُهُ بَعْدَهُ وَكَتَفَسَمَنَ كَثَرُ هَمَّا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَسَعَى الْمُعَذِّبُ خَلْدَ عَدُوِّ -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سہ یہ اندون میں آپ کا زبان ہوا جب غمرو نے آپ کا خط مبارک پھاڑ دیا تھا  
سہ اس کے ذریعے آپ نے جنگ کی اطلاع دی اور بتایا کہ دشمنوں کے ساتھ جنگ میں قریب و مید افتخار کیا  
جاسکتا ہے کیونکہ فتح و کامیابی میں اس کا نہایت ہی دخل ہوتا ہے۔ مثلاً کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے لشکر کو دشمن کی نگاہ  
میں نہاد دھکا یا دوران طرائی اس جگہ کا انتخاب کرنا کہ دشمن غمروں کے یہ جنگ کا اللہ نہیں رکھتے جب وہ غافل ہوجائیں

تو اچانک ان پر حملہ کر دیا جائے۔ باقی یاد رہے کہ جھوٹ بولنا، بدعتی کی گناہ یا دھوکہ دینا جائز نہیں۔ محمدؐ، غارِ منبر یا فتحہ والے سکن، غار پر ضرا اور وال پر فتحہ بھی ہے۔ غار پر فتحہ اور وال سکن سب سے فصیح ہے۔ قلموں میں ہے کہ غار پر تیوں حرکات آتی ہیں اور غار اور وال دونوں پر فتحہ بروزن طلبہ بھی مروی ہے اور اس سے مراد اہل حرب ہیں اور وضع کا اصل معنی ظاہر کرنا اور دل میں اس کے برعکس لکھنا ہے۔

۵۱۸۲ وَكَانَ قَائِمٌ بَيْنَ عَجْمَةٍ كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْمُرُونَ حِجْرًا يَمْشِي

الْعَرَبُ قِيْلَ لَهُمَا اللَّهُ كُفَّ قَائِسٍ قَيْفَتْ حُجْمًا

اللَّهُ كُفَّ تَعْمُرُونَ التَّوْفَرِ قَيْفَتْ حُجْمًا اللَّهُ كُفَّ

تَعْمُرُونَ الدَّجَالِ قَيْفَتْ حُجْمًا اللَّهُ

(رَقَاةٌ مُسَلِّمَةٌ)

حضرت تافع بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ جزیرہ عرب میں جہاد کرو گے تو اللہ فتح عطا فرمائے گا پھر نیکو سیر ہو تو اللہ فتح دے گا پھر تم روم پر حملہ کرو گے تو اللہ فتح دے گا پھر تم جہاں سے جہاد کرو گے تو اللہ فتح دے گا یہ (المسلم)

سلف تافع بن عتبہ بن ابی وقاص زہری، یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے برادر زادہ صحابی ہیں۔ فتح کو کے دن اسلام لانے اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عسائی کا اعلان کیا تھا۔ اہل کوفہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔

سلف میدان کے اصل کی وجہ سے اسے جزیرہ کہا جاتا ہے یا اس کے ہر طرف اردل اعرش میں ہے جبرۃ العرب کی شرح میں میں نے وہ تمام اختلافات کو نقل کر دیا ہے جو ہیں۔

سلف اس کے اٹھ میں جو ملک و ملت ہو گا وہ تھیں مل جائے گا اللہ تعالیٰ بخاری و دیگر کے گار۔

۵۱۸۲ وَكَانَ عَوْنٌ مِنْ مَّالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ

الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَرَّةٍ وَفِي بَنُو لَهْ وَفِي

فِي قَيْفَتْ مِنْ آدَمَ فَقَالَ أَغْدًا ذِي سَبْعَةِ يَوْمٍ يَدِي

السَّعَاءِ بِرَ مَوْفَى كُفَّ قَتْلُهُ بَيْتِ الْمُتَّقَةِ مِنْ كُفَّ

مَوَاتٍ يَا حُجْمًا وَيَكُفُّ كُفْمًا مِنْ الْقَكْرِ كُفَّ

اسْتَبَا حَكْمَ السَّيَالِ عَلَى يَغْفَى الرَّجُلُ يَأْتِيهِ دِيَارُ

قَيْفَاتٍ سَابِغًا كُفَّ فَنَزَلَ كَذِيبُ بَيْتِ بَيْتِ مِنْ

الْعَرَبِ الرَّدَّ مَكَّةَ كُفَّ كُفَّ هُذُفًا كُفَّ كُفَّ بَيْتِ كُفَّ

وَبَيْنَ بَيْتِ الرُّضْمِ قَيْفَاتٍ وَفِي كَيْفَا كُفَّ كُفَّ

قَوَاتٍ كُفَّ بَيْنَ عَايَةِ كُفَّ كُفَّ كُفَّ كُفَّ كُفَّ

عَشْرَةَ أَلْفًا

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں خروہ بنو کلب کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چلنے کے غیور میں تشریف فرما تھے۔ فرمایا قیامت سے پہلے جو چیزیں شمار کرو۔ میرا مکان پھر بیت اللہ کی طرح پھر عام نبوت جو میں مجھوں کی بار کی طرح پھیلے گی پھر کا بہ جانا حتیٰ کہ ایک شخص کو سو دنار نے عیاشی سے پھر میں وہ نادر شمس ہے۔ پھر وہ کہ عرب کا کوئی گھر نہیں ہے اس میں داخل ہو جائے گا پھر وہ صلح جو متحد ہے اور دشمن کے درمیان جو کچھ وہ حد شکنی کریں گے تو خدا سے مقابل اسی جہاد میں تھے میں گئے۔ ہر جہاد سے تھے

(دَعَا الْبُخَارِيَّ) بارہ ہزار ہوں گے۔ (بخاری)  
 اسلئے یہ اشعۃ صوابی ہیں یہ اولاً غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، فتح مکہ کے دن بواشجہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا  
 ملک شام میں سکونت پذیر رہے، تہتر ہجری میں ان کا ہلال ہوا، ان سے صحابہ اور تابعین نے روایت کیا ہے۔  
 اسلئے یہ ملک شام کی سرزمین پر جگہ کا نام ہے۔  
 اسلئے ان چھ چیزوں کو علامات قیامت میں سے جانو  
 اسلئے کیونکہ جب تک میں تم میں موجود ہوں قیامت نہیں آسکتی۔  
 اسلئے جب تک بیت المقدس فتح نہیں کرو گے قیامت نہیں آئے گی۔  
 اسلئے مرقان، سیم پر پٹن، واؤ ساکن یعنی دباہ  
 اسلئے قعاص، قاف پر پیش میں اہل آخر میں صاؤ، وہ بیماری جو جانوروں میں پیدا ہوا اور ان کی موت واقع ہو۔  
 اس دباہ سے مراد وہ ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پیدا ہوئی جس کی وجہ سے تین دن میں ستر ہزار  
 افراد موت ہو گئے۔ اس وقت سلمان فرج کی چھانوئی عمواس (میں پر زبر جگہ کا نام ہے پر تھی جو بیت المقدس کے  
 قریب ہے یہی وجہ ہے کہ اس دباہ کو طاعون عمواس کہا جاتا ہے یہ پہلا طاعون تھا جو اس قوم میں واقع ہوا۔  
 شہاں سونے کے سودیانا کو قبیل وحقر کہے گئے۔  
 اسلئے شامین نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے یا وہ بنی فتنہ مراد ہے  
 جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ظاہر ہوا۔  
 اسلئے بنو الاسفر۔ فاد کے ساتھ یہ دوم کا دوسرا نام ہے کیونکہ ان کا پہلا باپ دوم بن عیسویٰ اسحاق ہے جس کا  
 رنگ لہو اور سفیدی مائل تھا۔  
 بعض نے کہا کہ اس دوم بن عیسویٰ نے شاہد شکی بیٹی سے شادی کی، تو پھر ان کے درمیان جیادہ سفید اولاد ہوئی۔ بعض کی یہ  
 رائے ہے کہ ان کے بڑے باپ کا نام اسقر بن دوم بن عیسویٰ ہے  
 اسلئے صراح میں ہے غایۃ تین کے ساتھ وہ جھٹا جے رائے کہ جاتا ہے، دوسری زبان میں اسے دوش کہتے ہیں  
 جو جنگ میں سروصل کے ساتھ ہوتا ہے بعض روایات میں یہ لفظ غابہ با کے ساتھ ہے بمعنی جنگ، اس لشکر کو جنگل کے  
 ساتھ تشبیہ کی کثرت اور اس کے اسلمہ کی وجہ سے ہے۔  
 اسلئے مقصود ان کی کثرت کا بیان ہے۔

۵۱۸۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَوْلِهِمُ الْمَسَاءَةَ رَضِيَ  
 يَنْبُوتُ الْكَرْمُ بِالْأَعْمَانِي أَوْ يَدُ الْبَقِ تَيْعُورُ  
 أَيْتُهُمْ كَيْشٌ مِنْ الْمَدِينَةِ مِنْ حَيْثُ أَخْلَى  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
 ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا: قیامت  
 قائم نہیں ہوگی پہلے تک کہ رومی تمہارے مقابلے کے  
 لیے اٹھائے یا بدائق کے مقام پر نہ اتریں گے ان کی طرف

اَنْزَلَ مِنْ رُوحٍ مِّنْهُ فَاِذَا تَفَصَّلَ اَنْزَلَ اَلْكَتَبَ الْوُحُوْمَ  
 تَحْمِلُوْنَ اَمْرَيْنَا وَتِلْكَ اَلْوَيْتَيْنِ سَبَّحُوْا مَّا لَكُمْ اِلٰهٌ مِّنْهُ  
 قُلْ يَقُوْلُ الْاُنْسِيْمُوتُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا تُفَعِّلُوْا يَدَيَكُمْ  
 وَتَمِيْنُ اِلْحٰوَانَا كَيْفَا تَلُوْنَهَا فَيَكْتُمْنٰهُ  
 ثُمَّ لَا يَكُوْنُ لِلّٰهِ عَلَيْهِمْ اَبْدًا اَوْ يَمُتْ  
 ثُمَّ يَكْتُمْنٰهُ اَفْضَلُ الشَّهَادَةِ اَوْ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَقْتَضِيْهِ  
 اَلْكُلُّ لَا يَفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَيَفْتَنِيْهِمْ قُوْنُ قُسْطُ طِيْبِيَّةٍ  
 قَبِيْنًا هُمْ يَفْتَنِيْهِمْ اَلْعَنَاءُ قَدْ عَلِمُوْا اَنْ يُّنُوْنَهُ  
 بِالْمَوْثُوْنِ اَوْ صَاغِرٍ فَيَكْتُمْنٰهُ اَنْ اَلْمَسِيْحُ  
 قَدْ خَلَقَكُمْ فِيْ اَهْدِيْنَكُمْ كَيْفَ تَخْرُجُوْنَ وَفِيْكُمْ  
 بِالْاِطْلَاقِ اِذَا اَجَادَ اَلنَّاسَ مَحْرَجَ قَبِيْنَتَا هُمُ  
 يَعْنُوْنَ وَنَ الْفَتَا اِلَ يَسُوْنُ اَلْعَصْمُوْنَ اِذَا اُمِيْمَتِ  
 اَلْمَلُوْنُ قِيْمَتُ اِلَ يَحْسِيْ اَيْنَ مَزِيْعَ قِيْمَتُهُ  
 كَيْفَا اَمَّا اَعَدَّ اَللّٰهُ اَبَ كَمَا يَدُ وَفِيْ اَلْمَدْمُ  
 فِيْ الْمَا كَلُوْا تَرَكُوْا اِلَ اَبَ حَقِّيْ يَمِيْدُ  
 وَلَكِنْ يَفْتَنُهُ اَللّٰهُ يَمِيْدُ وَفِيْهِمْ دَمًا فِيْ  
 حَقِّهِمْ

(نَعَادَةُ مُسْلِيْه)

مدینہ طیبہ کے شکر نیکے گرجان دونوں اہل زمین کے  
 بہترین افراد ہوں گے جب وہ مفہم ہوں گے تو یہی  
 کہیں گے کہ ہمارے ان آدمیوں کو جو چھوڑ دوں گے جن کو آپ  
 نے قید کیا ہے تاکہ ہم حق سے ٹریں مسلمان نہیں گے کہ  
 خدا کی قسم! ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے پیروں کریں گے۔  
 پس ان سے طوائف ہوئی تو ایک عہد نامہ کی شکست کا  
 جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کبھی توبہ قبول نہیں کرے گا  
 ایک تہائی قید کر لیے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے افضل  
 شداد ہوں گے اور ایک تہائی بیخ بنائیں گے جو کبھی نفع  
 میں نہیں ڈالے جائیں گے پس وہ قسطنطنیہ پہنچ کر رہیں  
 گے ابھی وہ مال نہایت تقسیم کر رہے ہوں گے اور تلواریں  
 اٹھوں نے زمینوں کے مروت سے شکا کی ہوں گی کہ ان  
 میں شیطان چلائے گا کہ تمہارے بعد وہاں تمہارے سر  
 والوں کے پاس آگیا تو کہیں گے مگر بغیر غلط ثابت  
 ہوگی جب وہ شام پھیں ہوں گے تو وہ نکل آئے گا  
 وہ جنگ کی تیاری کر کے مفہم ہوں گے جب خدا کی  
 امانت کوئی جائے گی تو حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے اور  
 ان کی امانت کریں گے جب اللہ کا دشمن نہیں دیکھے  
 گا تو اپنے بچنے کا بیجے تک پانی میں چھلکے گا کہ  
 کہیں تو سارا چھل جائے یہاں تک کہ اپنا وجود کھو بیٹھے  
 لیکن اللہ تعالیٰ ان کے دست مبارک سے اسے بچ کر لے  
 گا پھر پس وہ اپنے نیرے میں لوگوں کو اس کا خون  
 کھائیں گے (مسلم)

سلاہ احمق، ہمزہ پر زبر، اطراف مدینہ میں سے ایک مقام کا نام ہے۔

سلاہ باقی یہ دوسری جگہ کا نام ہے۔ باء پر زبر ہے

سلاہ یعنی جن مسلمانوں نے ہمارے افراد کو قید ہی بنایا ہے ہم ان سے بر لیں چاہتے ہیں مثلاً مسلمانوں کو دھوکہ  
 دینا اور ان میں تفریق کرنا تھا۔

۱۷ مسلمانوں میں سے

۱۸ بلاؤں کو وہ تہائی مسلمان فتح کر لیں گے جو باقی بچیں گے۔

۱۹ اس لفظ کو چند طرح پڑھا گیا ہے مشہور ہے کہ قحط پر پیش، حسین، ساکن، طاہر، پیش، نون، ساکن، طاہر کے نیچے زیر، یا ساکن اور اس کے بعد نون سے پہلے نون مفتوحہ ہے بعض نے یا مدعوہ یا مخففہ کا اضافہ بھی روایت کیا، اس صورت میں آخری نون مسکور ہوگا کیونکہ بار دوم میں افریحہ کی حدود میں ایک عظیم قلعہ کا نام ہے جو رومیوں کا دارالخلافہ ہے اس کی فتح عوامات قیامت میں سے ہے۔ علامہ کبیری کہتے ہیں کہ اس کی فتح حکمور علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کے دور میں ہو گئی تھی۔

۲۰ شام، ہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح ہے اسے شام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کعبہ کی بائیں جانب اور یمن کی دائیں جانب ہے۔

۲۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حبیبیت و محبت کی وجہ سے

۲۲ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل نہ بھی کریں تب بھی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

۲۳ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ و حکم اسی طرح ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے۔

۲۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے خون کا اظہار اپنے تیرے پر کر کے اس کے قتل کا اعلان فرمائیں گے۔

۲۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میراث نہ ملے گی

اور غنیمت سے خوشی نہ ملے گی۔ پھر فرمایا کہ قری

دشمن جمع ہوں گے، شام و انوں کے مقابل اور ان کے

مقابلہ میں مسلمان جمع ہوں گے یعنی رومیوں کے مقابل تو

مسلمان ایک دستہ منتخب کریں گے موت شہید کے لیے نوٹیں

لے کر غالب ہو کر اس سمت جگ کریں گے حتیٰ کہ ان

کے درمیان رات آئے ہو جائے گی، تو یہ بھی نوٹیں

لے کر اور وہ بھی کوئی غالب نہ ہوگا اور یہ دستہ فنا ہو جائے گا

پھر مسلمان موت کی شرط لگائیں گے کہ بغیر غالب ہوئے نہ

لوٹیں گے تو عظیم جنگ کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان

رات آئے آجائے گی، تو یہ اور راہ لوٹ جائیں گے کوئی

غالب نہ ہوگا اور دستہ فنا ہو جائے گا مگر پھر مسلمان موت

کی شرط لگائیں گے اور بغیر غالب ہوئے نہ لوٹیں گے۔ تو

۱۸۴۱ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ لَا تَقُومُ حَتَّى يَكْتَسِمَ مِيرَاتٌ وَلَا يُقِيمُ  
يَقِيْمَةٌ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَجْعَلُونَ لِأَهْلِ الشَّامِ  
وَيَجْعَلُونَ لَهَا أَهْلًا إِلَّا سَلَامَ بَنِي الرَّؤْمِ  
فَيَكْشُرُطُ الْمُسْلِمُونَ حُرْطَةً يَلْمُوتُ ۲  
لَا تَزْجُرُ إِلَّا عَالِيَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْبُزَ  
بَيْنَهُمَا الْقَيْلُ فَيَقِيءُ هَذَا لِذَلِكَ وَهَذَا لِذَلِكَ  
عَدُوٌّ عَالِيَب وَتَلْعَنُ الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَكْشُرُطُ  
الْمُسْلِمُونَ يَلْمُوتُ لَا تَزْجُرُ إِلَّا عَالِيَةً فَيَقْتَتِلُونَ  
حَتَّى يَحْبُزَ بَيْنَهُمَا الْقَيْلُ فَيَقِيءُ هَذَا لِذَلِكَ  
هَذَا لِذَلِكَ كُلُّ عَدُوٍّ عَالِيَب وَتَلْعَنُ الشُّرْطَةُ ثُمَّ  
يَكْشُرُطُ الْمُسْلِمُونَ حُرْطَةً يَلْمُوتُ لَا تَزْجُرُ  
إِلَّا عَالِيَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَكْتَسِمَا فَيَقِيءُ  
هَذَا لِذَلِكَ وَهَذَا لِذَلِكَ كُلُّ عَدُوٍّ عَالِيَب وَتَلْعَنُ

الْقُرْطُ مَاذَا كَانَ يَوْمَ الرَّابِعِ فَقَالَ يَبْنَوهُ  
بِقِيَّةِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللَّهُ الْدِّيْرَةَ  
عَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ مَقْتَلَةً كَثِيرَةً مِنْهَا  
عَلَى أَنَّ الْقَلْبَ يَكْسِرُ بِجَنَابَتِهِمْ فَلَا يَحْلِفُهُمْ  
حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهَا فَيَسْعَادُ بَنُو الْآدَمِ كَأَنَّهُمْ  
يَأْتُونَ فَكَلْبُ يَجِدُ ذُنُوبًا بَقِيَ مِنْهُمْ إِذَا الْوَلَدُ  
الْوَالِدُ كَمَا تَقِيْنَمَةُ يُعَدُّ حُرًّا إِذَا بَقِيَ مِنْهَا  
يُقَسِّمُ قَبِيْلَتَهُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَعَى إِيَّاهُمْ  
أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ فَجَاءَهُ هَذَا الْقِسْمُ بِحُرِّ أَنْ  
الَّذِي جَاءَ قَدْ خَلَقَهُمْ فِي دَرَارِيهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ  
تَمَافِي أَيْدِيَهُمْ وَيَقْتَتِلُونَ قَبِيْلَتُونَ عَشْرَ  
قَوَائِمٍ ظَلِيْعَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فِي دَرَارِيْهِمْ أَسْمَاءُ هُمْ  
قَوَائِمُ أَسْمَاءُ هُمْ قَوَائِمُ خِيُوْلَتِهِمْ  
هُمْ خِيُوْلَتُهُمْ أَوْ مِنْ خِيُوْلَتِهِمْ  
عَلَى قَلْبِهِمْ أَلَا رَحِمَ يَوْمَ مَشِيْدٍ

(رَدَّاهُ مُنْجِلًا)

عظیم جنگ کر چکی تھی کہ شام ہو جانے کی تو یہ اور وہ لوٹ  
جائیں گے کوئی غالب نہ ہوگا اور شرط فنا ہوگی۔ پھر چوتھے  
دن آئے گا تو کفار کی طرف سے نئے لمحے مسلمان اطمینان  
میں گے تو اشد ان مسلمانوں پر شکست ڈال دے  
گا تو مسلمان اس طرح قتل کریں گے کہ اس جیسا نہ دیکھا  
گیا ہوگا حتیٰ کہ بڑے ان کے اور گروہ گروہ سے لگے تو انھیں  
پتھر نہ چھوڑے گا حتیٰ کہ گروہ گروہ سے تو ایک دوسرے کی  
اولاد جو سوختی گئی جائے گی تو ان میں ایک کے شوہر کو  
باقی نہ رہیں گے تو کون سی غنیمت سے خوشی منائی جائے  
اور کون سی میراث باقی جائے جب وہ اس حالت میں  
ہوں گے کہ جہانک اس سے بڑی جنگ میں گئے کہ ان  
جنگ ایک ہی جہت آئے گی کہ وہ جہاں ان کے پیچھے ان کے  
بچوں میں پہنچ گیا تو وہ لوگ چھوڑ دیں گے جو کچھ ان کے  
ناحقوں میں سے اور دوسرے متوجہ ہو جائیں گے تو وہ دوسرے  
سوار جو سوس نہیں لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان کے ہم ان کے باب دہرا  
کے نام اور ان کے گھوڑوں کے گنگ بچا تا بہل دھنگ  
اس دن روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے (مسلم)

سہ آپ نے فاس دوران فرمایا

سہ کا فرائل شام سے مقابلہ کے لیے لشکر جمع کریں گے۔

سہ صراح میں ہے جمع کرنے کا معنی اجتماع کرنا ہے۔

سہ یہ دشمن کی تفسیر ہے کہ یہاں دشمن سے مراد روم ہے

سہ انھیں جنگ کے لیے دشمن کے مقابل ہو جائیں گے۔

سہ اگر لوٹیں گے تو غالب لوٹیں گے اور نہ جان دے دیں گے۔ شرط۔ شہین پریش، داد پر فتم۔ یا ساکن

وہ پہلا لشکر جو جنگ کرے گا۔ میں ابتدا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ شرط اس سے باب تفعل ہے اور اسی سے  
یہ شرط باب اتصال بھی مروی ہے۔

سہ جز۔ حاجیم اور ذرا باندھنا

شہ یعنی لشکر اسلام پر۔ و درال اندرارد و نویں پر فتح جنگ میں شکست اٹھانا  
 شہ زمین پر گندگی کی وجہ سے یا طول مسافت کی وجہ سے اڑنے سے خشک جائے گا اور گر جائے گا۔  
 شہ اس قدر لوگ قتل ہوں گے کہ سو سے صرف ایک بچے گا  
 شہ وہ پہلے جنگ سے سخت موگی باس حمزہ کے ساتھ، عذاب اور جنگ میں سختی کے ساتھ  
 شہ مال و اسباب

شہ تاکہ دشمن کے حال سے مطلع کریں طلیحہ بروزن کریمہ وہ دشمن جسے جاسوسی کے لیے پیسے روانہ کیا جائے  
 اس میں واحد و جمع برابر ہے۔

۵۱۸۶ وَكَانَ ابْنُ مَرْيَمَ أَنَّ إِلَهِيَّ حَتَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَرْيَمَ  
 جَانِبِ مَثْنَا فِي الْمَجْمَرِ وَجَانِبِ مَثْنَا فِي الْبَحْرِ  
 قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَكُمُ اللَّهُ شَاهِدٌ  
 حَتَّى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
 كَمَا جَاءَهُمْ ذَهَابًا لَوْ أَكَلَهُمْ يَغَايِلُوا يَسْلُجُ  
 وَلَهُمْ يَوْمًا يَسْفَهُمْ قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 اللَّهُ أَكْبَرُ كَيْسَفَقَطُ أَحَدًا جَانِبِهَا قَالَ كَوْنُ  
 بَنِي إِسْرَءِيلَ الْوَادِي لَكَ عَلَيْكُمْ إِلَّا قَالَ الْوَادِي  
 فِي الْبَحْرِ كَيْسَفَقَطُ الْوَادِي لَكَ عَلَيْكُمْ إِلَّا قَالَ الْوَادِي  
 كَاللَّهُ أَكْبَرُ كَيْسَفَقَطُ جَانِبِهَا الْوَادِي كَيْسَفَقَطُ  
 يَغْوَلُونَ الْوَادِي لَكَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
 كَيْسَفَقَطُ لَكُمْ كَيْسَفَقَطُ لَكُمْ كَيْسَفَقَطُ  
 كَيْسَفَقَطُ لَكُمْ كَيْسَفَقَطُ لَكُمْ كَيْسَفَقَطُ  
 الْقَدِيرُ فَقَالَ ابْنُ الدَّجَانِ كَذَبْتُمْ كَيْسَفَقَطُ  
 مَحَلَّ حَقِّهِ كَيْسَفَقَطُ - (نَعَمْ هُنَّ سَلَمٌ)

شہ اس شہر کے نواح میں

شہ اس حدیث کے لفظ، ان کی کیفیت ابو خالد بے قص سے نقل رکھتے ہیں انھوں نے حضرت خالد بن ولید  
 سے روایت کیا ہے اور ان سے یحییٰ بن سعید نے روایت کیا ہے۔ حافظ، ثقہ، صدوق اور صحیح الحدیث میں انھیں فرقہ قدریہ سے  
 ہیں تو میر جوہری میں وصال ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تم  
 نے وہ شہر سننا ہے جس کا ایک کنارہ خشکی میں ہے اور  
 اس کا دوسرا کنارہ دریا میں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا  
 فرمایا یا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ اس پر اولاد اسماعیل کے  
 ستر ہزار غازی غزوہ کریں گے تو جب وہاں پہنچیں گے  
 تو انہیں گے یہ تو نہ تو ہتھیاروں سے جنگ کریں گے  
 نہ کوئی تبر بھینکیں گے کہیں گے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
 تو اس کی تعمیل ایک جانب کر جائے گی، تو در بن یزید راوی  
 کہتا ہے کہ میرے علم کے مطابق سمندر کی جانب والی کسا  
 پھر دوسری مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہیں گے تو ان  
 کے لیے راستہ نکل کے گا پس میں داخل ہو کر غنیمت  
 حاصل کریں گے اسی دوران کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے  
 ہوں گے کہ چیخ کی آواز اُسے کی کسا جائے گا کہ وہ حال نکل  
 آیا ہے وہ سب کچھ چھوڑ کر اس کی طرف لوٹیں گے۔  
 (مسلم)



## الْفَصْلُ الثَّانِي

## دوسری فصل

۵۱۸۸ عَنْ عَبْدِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَانُ بَنِي تَيْمٍ الْمُعْتَدِي تَحْرَابُ يَتُورِبُ تَحْرَابُ يَتُورِبُ حُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَحُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ كَثُرَ قُسْطُ طَيْبِيَّةٍ وَكَثُرَ قُسْطُ طَيْبِيَّةٍ حُرُوجُ الدُّجَالِ - (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت عمار بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس کی آبادی یرب کی خرابی میں ہے اور یرب کی خرابی جنگ عظیم ہے اور جنگ عظیم میں قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح میں رجال کا خروج ہے۔ (ابوداؤد)

سہ۔ چونکہ بیت المقدس پر کفار نصاری کا غلبہ ہو جائے گا اور وہ یرب کی خرابی کا سبب بنے گا۔ یرب درجہ طیبہ کا نام ہے۔ اس کا اطلاق درود نبی سے پہلے کا ہے۔ یرب یا لفظ یرب سے شقی ہے جس کا معنی ہلاک ہے یا اس کا فرکانام ہے جس نے یہ شہر آباد کیا۔ اس پر عقلی بحث ہم نے تاریخ مدینہ میں کی ہے۔ سہ اس کی تفصیل پہلے گذری کہ اس جنگ میں سوادہ سے کوئی ایک بچے گا۔ سہ مراد یہ ہے کہ یہ واقعات اس ترتیب سے وقوع پذیر ہوں گے۔ پہلا ہر دوسرے کی ملامت ہے، عوام ان میں کتنی تاخیر ہو۔

۵۱۸۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلْحَمَةُ انْغْطَى وَكَثُرَ قُسْطُ طَيْبِيَّةٍ وَحُرُوجُ الدُّجَالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ - تَدَاةُ الْقُرْصَانِ وَأَبُو دَاوُدَ

اور اسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور مسیحیوں کی ملامت میں تین سال۔ (ترمذی، ابوداؤد)

سہ یعنی ان تین واقعات کا ظہور سات ماہ میں ہوگا۔ ۵۱۹۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُشَيْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الشَّامِ سِتُّ سِنِينَ وَيَخْرُجُ الدُّجَالُ فِي السَّابِعَةِ - مَدَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَكَانَ هَذَا أَصَحُّ

حضرت عبد اللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ عظیم اور فتح مدینہ کے درمیان چھ سال ہیں اور ساتویں سال رجال نکلے گا۔ (ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا یہ صحیح ہے)

سہ۔ جس بار پر پیش، سین، ساکن۔ عبد اللہ بن بشر سلمہ مازنی یہ ان کے والدین اور ان کے بھائی عقیلہ، انکی مشیر و مشاور تمام صحابی ہیں۔ ان کے حالات کسی دوسرے مقام پر ہم نے تحریر کر دیئے ہیں۔ سہ اس حدیث اور سابقہ حدیث میں اختلاف ہے لیکن یہ حدیث زیادہ صحیح ہے عیسا کا نام ابوداؤد نے فرمایا۔

اس حدیث میں اس کے لڑی بعض مجروح و مطعون ہیں۔

۱۹۱۱ وَ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ يُؤْتِيهِ اللَّهُ الْفَيْزَ وَيَهْدِيهِ إِلَى مَنِائِمٍ حَتَّىٰ يَكُونَ أَيْتَهُمْ صَاحِبُ يَدَيْهِمْ سَلَامًا وَكَذَا رَوَىٰ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ (تَقْدِيمُ الْأَمْرِ دُونَ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قریب کے مسلمان مدینہ منورہ کی طرف متوجہ کر دیے جائیں حتیٰ کہ ان کی آخری سرحد مقام شحاح ہو جو خیبر کے قریب ہے۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں اس کے لڑی بعض مجروح و مطعون ہیں۔

اس حدیث میں اس کے لڑی بعض مجروح و مطعون ہیں۔

کئی ہے۔

۱۹۱۲ وَ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ يُؤْتِيهِ اللَّهُ الْفَيْزَ وَيَهْدِيهِ إِلَى مَنِائِمٍ حَتَّىٰ يَكُونَ أَيْتَهُمْ صَاحِبُ يَدَيْهِمْ سَلَامًا وَكَذَا رَوَىٰ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ (تَقْدِيمُ الْأَمْرِ دُونَ)

حضرت ذوالحجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم روم سے اس لئے واپس کرو گے تو تم اور وہ اپنے سامنے والے دشمن سے جنگ کرو گے تو تم کو فتح ملی جائے گی اور تم غنیمت حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے پھر تم لوگوں کے حتیٰ کہ خیلوں والی چراگاہ میں اترو گے، تو میاں ہوں میں ایک شخص صلیب اٹھا کر کے لگا کر صلیب غالب لگئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی غضبناک ہو کر اسے توڑ دے گا اس وقت روم مدد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ بعض راویوں نے یہ اضافہ بھی کیا کہ تم یا پھر مسلمان اپنے منجیادوں کی طرف جوش سے بڑھیں گے پھر جنگ کریں گے تو اللہ اس جماعت کو شہادت سے عزت دے گا۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں اس کے لڑی بعض مجروح و مطعون ہیں۔

اس حدیث میں اس کے لڑی بعض مجروح و مطعون ہیں۔

۱۹۱۳ وَ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ يُؤْتِيهِ اللَّهُ الْفَيْزَ وَيَهْدِيهِ إِلَى مَنِائِمٍ حَتَّىٰ يَكُونَ أَيْتَهُمْ صَاحِبُ يَدَيْهِمْ سَلَامًا وَكَذَا رَوَىٰ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ (تَقْدِيمُ الْأَمْرِ دُونَ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حبشیوں کو چھوڑے رہو حبیب تک وہ تمہیں چھوڑے گا

إِلَّا ذُو الشَّوْبَعَيْنِ مِنَ الْعَجَشَةِ .

(ذَكَرَ أَبُو ذَرٍّ)

والا - (اُچھاؤ دے دو)

سلسلہ سوریقہ، ساقی کی تصفیہ ہے، حبشی لوگوں کی پڑیلیں اکثر چھوٹی جوتی ہیں اور کمر کے خزانہ سے مراد وہ مال ہے جو تہیم زمانے میں لوگ عبودیت تہذیب میں لاتے۔ شامین نے بیان کیا کہ زبیر کو یہ خزانہ فون سے ایک اور روایت میں ہے کہ کعبہ کو دو چھوٹی پڑیلیں والا حبشی قیامت کے قریب گرائے گا اور اس وقت اللہ اللہ کرنے والا کوئی نہ ہوگا بعض کی رائے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ امام قرطبی فرماتے ہیں یہ اس وقت ہوگا جب قرآن سینوں سے اٹھایا جائے گا اور ضعف لوگوں کے درمیان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ہی اٹھایا جائے گا اور یہ قول صحیح تر ہے۔

٥١٩٢ وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ دَسَمَ قَالَ دَعُوا الْعَبِيدَ مَا  
دَعُوكُمْ وَاتَّزَكُوا التُّرُكُ مَا كَرُّكُمْ .

(دَوَا كُأَيُّو دَاوَدَوَالَكَايُ)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ تم مشیوں کو چھوڑے  
 (وَجِبْ نَکْ وَتَحْسِ جَھوڑے دین اور تم نکل کو چھوڑے  
 و جِبْ نَکْ وَتَحْسِ جَھوڑے دین لیو  
 (ابو داؤد، نسائی)

سنة اگر سوال یہ ہو کہ قرآن میں قاتل المؤمنین کا قصہ ذکر مشرکوں کو مکمل طور پر قیل کر دوس جس عام حکم سے کہ ہر مشرک کے خلاف قتال کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حبش اور حرک اس حکم سے خارج اور خصوص میں ایک مکان کا علاقہ بلا واسطہ سے ملد ہے ان کے درمیان مقدس جنگل اور کوہ ہیں تو اگر وہ مسلمانوں پر حملہ دھمیں ہوتے تو ان پر حملہ کرواوا اگر حملہ کرنے میں پہل کریں تو پھر ان کے خلاف جہاد فرض میں ہے ایک جا سکتا ہے کہ اس آیت نے اس حدیث کو ضمیمہ کر دیا ہے حدیث والا حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب مسلمانوں میں قوت ہو گئی تو حکم عام ہو گیا۔ کذا قتال الطیغ

۵۱۹۵ وَعَنْ بُرَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُقَالُ لَكُمْ قَوْلٌ مِثْلُ

الاعين يعنى الشركه كالتسويق ونهولك

مُرَّاتٍ حَتَّى تَدْحَقُوا فِيهِ بِحُزْنٍ زِدَّةِ الْعَرَبِ  
فَأَخَذَ الْوَلَدُ الْوَلَدَ الْوَلَدَ الْوَلَدَ الْوَلَدَ الْوَلَدَ

مِنْهُمْ وَأَمَّا فِي الثَّمَانَةِ فَكُنْجُ يَعْنِي

يَفْلِكُ بَعْضُ دَأْمَا فِي الدَّائِمَةِ كَمُصْطَلِمٍ

أَوْ كُنَّا قَالٍ - رَمَدًا أَمْ يَبُودُ أَدَامُ

۱۷۔ یہ الفاظ و کلمات لائے جاتے ہیں

حضرت حمیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کے لئے مجھ کو آئینوں والی قوم یعنی لوگ جنک کرے گی فرمایا تم انہیں تین بار تاکو گے حتیٰ کہ تم انہیں جزیرہ عرب میں پہنچا دو گے۔ پہلی ایک جہ تو ان میں جنگ جائے طے نہات پاجائیں گے لیکن دوسری جہ میں بعض نہات پاجائیں گے بعض لوگ ہوں گے لیکن تیسری دفعہ فوجا جھائیں گے یا جیسے کہ آپ نے فرمایا۔ (المؤطا)

۴۔ یہ الفاظ و کلمات لائے جاتے ہیں یہاں حدیث بالمعنی روایت کی گئی ہے اور اس کے الفاظ محض معلوم نہ ہوں۔

۱۹۶ و سَنَ اَنَّا جَعَلْنَاكَ رَسُوْلًا مِّنْ  
 اٰنۡهٖ عَلَیْكَ وَ سَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اَمَّا مِّنْ رَّسُوْلٍ  
 اَمَرَنِیْ بِمَا لَیْسَ لَیَّکُمُ الْبَصَرُ وَ عِنْدَ تَهْمِیْدِ  
 یَقَالُ لَکَ دَجَلَةٌ یَّکُوْنُ عَلَیْکَ جَسَدٌ مِّثْلُ نَاسٍ  
 اَهْلُهَا وَ یَکُوْنُ مِنْ اَمۡصَارِ الْمُتَّبِعِیۡنَ وَ اِذَا  
 کَانَ فِی اَحَدِ الرَّوۡمَآئِنِ جَاۤءَ بِتُوۡفٍ فَنُظُوۡرُ اَآءِ  
 یَمَّاۤتِ التَّوۡجُوۡدِ وَ صَعَادُ الرَّغَمِیۡنِ حَتّٰی یَنۡتَرُوۡا  
 عَلٰی شَیْطَانِ النَّہَرِ کَیۡفَ تَخۡرُجُ اَهْلُهَا فَتَلۡکَ فَرَقَ  
 فَرَقًا فَاِذَا حُدِّثَ فَاِذَا تَابَ اَلۡبَیۡرُ النَّبِیۡۃَ وَ مَعۡکُمَا  
 وَ جِئۡتَ بِمَا تُخۡدَعُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمْ وَ هَلۡ کُنُوۡا  
 یُرۡکَبُوۡنَ فَاَتَجَعَلُوۡنَ دَرۡاۤیِمَ یُحۡمِلُ عَلَیۡکَ  
 طَعۡنُوۡہِمۡ وَ یَعۡاۡتِلُوۡکُمۡ وَ هُمُ الشَّہِدَآءُ .

(تذکرۃ اجداد ۱۵۵)

بلہ نناک اور فراخ زمین

بلہ بھرو، باد پر دریا زیر، صلا ساکن یا اس پر زبر، صادر پر زبر بھی مقول ہے۔

بلہ کھل، وال پر زبر یا زبر

بلہ اعمار کئے کی کھمت یہ ہے کہ تاکہ اس شہر کی بڑائی بیان ہو کیونکہ مصر بڑے شہر کو کہا جاتا ہے اس کے بعد مدینہ، بلکہ اور قریب کے الفاظ ہیں۔

بلہ یعنی ترک، قنطورا، قاف پر زبر، طاو پر پیش، الف مقصورہ، یہ ترک قوم کے جدا مبد کا نام ہے۔

بلہ اہل بھرو کے تین گروہ جو جابیں تھے۔

بلہ و صلا سے اس کے کتنی بڑی میں مشغول ہو جائیں گے اس عمل کی وجہ سے وہ ہلاک ہوں گے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال، اسباب و متاع کو اپنے بیلوں پر اٹھا کر جنگل کی طرف چلے جائیں گے تاکہ نجات پا جائیں۔ لفظ البر یہ اس معنی پر واضح دلالت کرتا ہے۔

بلہ اس طریقہ سے بھی وہ نجات نہ پاسکیں گے کیونکہ ترکوں کا فتنہ اس طرح ہوگا کہ نجات پانا دشوار ہوگا۔

بلہ معنی وہ اپنے بچوں سے علاقہ محبت منقطع کر لیں گے یا وہ انھیں اپنے ہمراہ لے لیں گے۔

بلہ کیونکہ انھوں نے راہ خدا میں جو محبت دکھائی وہ نہایت اعلیٰ ہے اس لیے یہ کامل شہید ہوں گے۔

بلہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ تار کے فتنہ کی آگ اور قتل و غارت ہلاؤ اسلامیہ میں پھیل جائیگی

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ ایک پہلے زمین میں اتاریں گے جسے بھرو کہیں گے ایک نہر کے کنارے کے پاس جسے و جد کہ جانب تہ اس پر ایک پل ہوگا اس کے باشندے بہت ہوں گے اور وہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا اور جب آخری زمانہ ہوگا تو قبیلہ بنو قنطور سے ملے لے چھوٹی آنکھوں والے آئیں گے حتیٰ کہ نہر کے کنارے اتاریں گے تو وہیں کے باشندے تین حصے ہو جائیں گے ایک فرقہ تو کا پوئل کی دم اور جنگل اختیار کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا، ایک فرقہ اپنے لیے امان لے لے گا اور ہلاک ہوگا ایک فرقہ اپنے بال بچوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑے گا اور ان سے جنگ کرے گا یہ لوگ شہداء ہیں اللہ (ابو داؤد)



انہوں نے اپنے والد سے روایت لی اور ان سے کمال ستاتی اور حیطہ طیل نے مشکوٰۃ کا وہ نسخہ حواقیق کا ہے۔ یہاں  
 ضد تھا لیکن انہوں نے راوی کا نام نہ پایا۔ دوسرے لوگوں نے یہاں راوی کا نام لکھ دیا جبکہ اس کی مثالیں گزری ہیں  
 ۱۹۸ھ وَكُنْ صَالِحًا بِرَبِّكَ وَتَحْتِ يَكُونُ  
 فَتَكُونُ حَاجِجًا كَمَا دَامَ رَجُلٌ فَكَانَ كُنَّا إِلَى  
 جَنَّتِكَ قَدْرِيَّةً يُقَالُ لَهَا أَلْبَنَّةُ قُلْنَا نَعَمْ  
 فَكَانَ مَنْ يَصْنَعُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يَصْنَعُ لِي فِي  
 مَسْجِدِ الْعَشَّاءِ وَتَكُونُ أَوْ أَرَبًا وَتَكُونُ  
 هَذِهِ لِي هُزِّيَّةً سَيَعُثُ كَحِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
 يَتَّبِعُ مَنْ مَسْجِدِ الْعَشَّاءِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
 شَهَدَاءَ لَا يَقُومُ مَعَهُ شَهِدَاءُ بَدْرٍ وَغَيْرُهُمْ  
 رَمَقَاهُ أَبُودَاؤُدَ وَكَانَ هَذَا التَّسْبِيحُ وَمَا  
 يَلِي الْعَمَّةَ وَتَسْتَدْكُرُ حَدِيثَ أَبِي الدُّنْدَاءِ  
 أَنَّ مُسْتَطَاكَ التَّمْلِيكِ فِي تَابِ ذِكْرِ الْيَمِينِ  
 وَالْقَامِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

یہ یہ تابعی ہیں

لکھ بھروسے کوئی طرف

لکھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لکھ ابراہیم ہمزہ پر پیش، الام شد، بھروسے کے قریب قرہ کا نام ہے۔ تاہم اس میں ہے کہ یہ دنیا کے بہشتوں  
 میں سے ہے۔

لکھ ان کا ثواب بے انتہی

لکھ بخار، میں پندہ بر شین مشدود

لکھ اس کا ثواب ابو ہریرہ کے لیے ہے

لکھ یہاں جماعت کی بہت بڑی صرح ہے کہ وہ شہداء بدر کے برابر ہوں گے جب اس مسجد کو یہ فضل و شرف حاصل  
 ہے تو وہاں نماز ادا کرنے کا ثواب بھی عظیم ہوگا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ بابرک مقلدات پر عبادت کرنا، نماز  
 ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے اور بدنی عبادت کا ثواب دوسرے کو دینا بھی جائز ہے اور اکثر علماء کی یہی رائے ہے  
 رع حاضر عبادت مالیکہ کا تو وہاں ثواب کا بخشنا بالاتفاق جائز ہے۔

۱۰۰ وہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہو رہی ہے ان فسطاط المسلمین کو ہم انشاء اللہ باب ذکر امین والٹام میں ذکر کریں گے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۵۱۹۹ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ أَنَا أَحْظُّكُمْ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ لَكَ لَجَبْرِي وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَنْتَهِي الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يَكْفُرُهَا الْيُسْيَامُ وَالصَّلَاةُ وَالْمَعْدُومَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ كَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هَذَا أَمْرًا يَنْبَغُ إِقَامًا أَمْرًا يَنْبَغُ كَمَعْرِ كَمَعْرِ الْجَبْرِ قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلَهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأَيْتَ بَيْتَكَ وَبَيْتَهَا بَابًا مُتَّكِلًا قَالَ كَيْسَرُ الْبَابُ أَوْ يَتَعَرَّضُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَنْسَرُ قَالَ وَاللَّهِ أَهْلُهَا أَنْ لَا يَقْتُلُوا أَبْنَاءَ قَوْمٍ قَتَلْنَا بِحُدُودِكَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَكْفُرُ مِنَ الْبَابِ قَالَ كَعَرُ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونََ حَدِيدِكَ إِيَّيْ حَدِيثُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْيَانِ قَالَتْ قَهْبَتَا أَنْ تَسْأَلَ حَدِيثًا مِنَ الْبَابِ قَتَلْنَا يَتَسَرَّدُ قِيَامًا قَسَا لَمْ كَقَالَ عُمَرُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت شعیب بن خضرت مزنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا، تم میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فتنہ سے متعلق حدیث کا حافظ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں حافظ ہوں جیسے حضور نے فرمایا، تو تم بڑے بلند ہو حضور نے کیے فرمایا میں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مرد کا فتنہ اس کے گھر میں، اس کے مال میں، اس کی ذات میں اور اس کے پڑوس میں ہے جیسے روزے، غزوة، غیرت، اچھا بھلا کا حکم برا بھلا سے روکنا مٹانے دہنے میں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں میری مراد وہ فتنہ ہے جو عہد کی صحت کی طرح اٹھے گا۔ فرمایا میں نے کہا آپ کو اس سے کیا فتنی اسے امیر المؤمنین آپ کے اور اس کے درمیان ایک بندھن ہے فرمایا، تو دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا غلوا میں نے کہا نہیں بکرو توڑا جائے گا کہ فرمایا یہ اس کا فتنہ ہے کہ پھر نہ کیا جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عقیلہ سے کہا کہی حضرت عمرؓ کو مانگے تھے کہ دروازہ کھلیں گے؟ فرمایا ہاں جیسے یہ جانتے تھے کہ کل اللہ سے پہلے ذات ہے میں نے غلطیوں سے حدیث سنائی جو صحیح نہیں۔ غلط ہے کہ ہم کو اس مسئلے سے ڈرنا کہ مزنیہ سے پوچھیں کہ دروازہ کون ہے تو ہم نے سروق سے کہا ان سے پوچھ، پوچھ پوچھ فرمایا عمر ہیں۔

(بخاری و مسلم)

۱۵ یعنی بغیر کسی زیادتی اور کمی کے  
۱۶ یہ الفاظ کیوں کہے؟ کیونکہ حضرت خذیفہؓ نے جماعت صواب اور حضرت عمرؓ کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ میں یاد رکھتا ہوں یہ بات حضرت عمرؓ کو گراں گزری افرمایا اگر دلیری کی ہے تو اب بیان کرو، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حضرت خذیفہؓ کے حفظ ضبط کی طرح ہو کہ آپ حضورؐ سے فتنہ و شر کے حوالے سے سوال کر لیتے تھے لہذا تیرے پاس یہ علم ہوگا اس لیے اسے بیان کرو۔

۱۷ ہر آدمی ان کے حقوق کی ادائیگی کا مکلف ہے اس میں آدمی کو تاہی ہرت کہ شریعت کی خلاف ورزی کرنا ہے اس وجہ سے منوعات کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے۔ اس وجہ سے محنت و مشقت بھی کرتا ہے لہذا رنج و تعب میں واقع ہو جاتا ہے

۱۸ میں نے آپؐ سے جس فتنہ کے بارے میں پوچھا ہے وہ مال، اولاد اور نفس کے بارے میں نہیں۔  
۱۹ میری مراد وہ فتنہ ہے جس میں مقابلہ و عمارت لوگوں کے درمیان برپا ہوگا اور اس کی مصیبت و شر لوگوں میں پھیل جائے گی۔

۲۰ آپؐ کو غم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا شر آپؐ کو نہیں پہنچے گا اور آپؐ اسے نہیں پائیں گے  
۲۱ یہ وجود عمرؓ کے کیا ہے جب کہ آخر حدیث میں اس کی تفسیر ہے یعنی جب تک تمھارا وجود ہمارے درمیان ہے ایسا فتنہ نہ ہوگا آپؐ کے وصال کے بعد یہ فتنہ برپا ہو۔

۲۲ بطریق سوال  
۲۳ دروازہ ٹوٹنے اور کھل جانے میں فرق یہ ہے جب دروازہ ٹوٹ جائے گا تو اس کا بند کرنا ممکن نہیں ہوگا، اور کھلنے کے بعد بند کرنا ممکن ہوتا ہے۔ بعض نے فرمایا: کہ ٹوٹنے سے مراد قتل اور کھلنے سے مراد ہے یعنی جب حضرت عمرؓ نے محسوس کر لیا کہ یہ میرا وجود ہے جو درمیان سے اٹھ جائے گا تو پوچھا کہ قتل ہوں گا یا یہی موت ہوگی۔  
۲۴ حقیقہ رادی۔

۲۵ امام یحییٰ قسطنطینی کہتے تھے۔  
۲۶ غلط سے مراد یہ ہے کہ بغیر معرفت کے شے کو کھنا اور اس میں وجہ صواب نہ ہوا اور یہ چیز ہر شے میں ہو سکتی ہے  
۲۷ بعض کے نزدیک یہ بھی گفتار سے مخصوص ہے۔  
۲۸ غلطی و غلطی کہتے ہیں کہ کم اور گئے۔

۲۹ وَ مَن آتَمَّ كَلِمَاتِهِ فَتَمَّ الْقِسْطَ لِيَتَبَيَّنَ  
۳۰ مَتَرٌ فَيَتَمَّ الشَّقَاءُ - (وہ کا کلمہ الخیر میں قضا کا لفظ)  
۳۱ حدیث صحیحہ  
۳۲ اس قدر کی فتح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ قسطنطینیہ کی فتح قیام قیامت کے ساتھ ہے۔  
(ترمذی نے روایت کیا اور کیا یہ غریب حدیث ہے)



## ۳۳۹۔ بَابُ اشْرَاطِ السَّاعَةِ

### علامات قیامت کا بیان

شرط، داسکن، ایک شے کو دوسری کے ساتھ بانہذا یعنی کسا جاتا ہے اگر ایسا ہوا تو ایسا ہو جائے گا۔ اس کی جمع شرط ہے۔ شرط، را پر فتمہ کا معنی علامت اور کسی شے کا نشان اس کی جمع اشراط آتی ہے۔ اشراطِ ساعت کا معنی قیامت کی نشانیاں ہوگا۔ رات و دن کے ایک جز کو ساعت کسا جاتا ہے، یعنی وقت حاضر بھی آیا ہے۔ قیامت یا قیامت پر جانے کے وقت کو بھی ساعت کسا گیا ہے کیونکہ اس میں اہم ہے لہذا کسی بھی ساعت میں اس کا احتمال و انتہا رہے۔ علامتوں کے اشراط کی تفسیر ان چھوٹے امور کے ساتھ کی ہے جو قیامت سے پہلے ہوں گے اور لوگوں کے لیے یہ عجیب علامات ہوں گی مثلاً کیز پٹنے، ہلکے کو جسنے گی۔ عمارت کا الہا ہونا، زنا اور شراب کثرت کے ساتھ ہوگا۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ، امنیت کا مینار، واپاریاں اور کثرت کثرت ہوگی اس کا ذکر آئندہ باب میں آئے گا۔ اشراطِ ساعت کی یہ تفسیر اسی لیے ہے کہ اس کی علامت کبریٰ جو اس کے ساتھ متصل ہے اس کا تذکرہ آئندہ باب میں آتا ہے اور یہ بھی کہ کیا کی گشت میں شرط کا معنی پہلی چیز، ردی اور چھوٹا موٹا مال ہے اور لوگوں کے عجیب سمجھنے کی وجہ سے کہ یہ امور جہان میں ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا ان کے قیامت کے نشانات ہونے پر وہ قیامت کریں گے و یا پھر کو مطلق علامت نہیں بلکہ ان کی کثرت کی علامت ہے۔ کیا یہ مصنف نے اس باب میں خروجِ مہدی کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان کا خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا جو قیامت میں ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں امام مہدی کا ذکر عروب و قسطنطنیہ کی تقریب کے طور پر ہے اہل اس کا آئندہ آئندہ باب میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

### الْقَصْلُ الْأَوَّلُ

۵۲۰۱ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَذْكَرَ الْعِلْمُ وَيُكْفَرَ الْجَاهِلُ وَيُكْفَرُ الْبِرُّ وَأَذْكَرُ شُرُوبُ الْخَمْرِ وَيَقُولُ الْبَرُّ وَالْجَاهِلُ وَيَكْفُرُ الْبِرُّ حَتَّى يَكُونَ لَا يَحْسِبُ أَحَدٌ أَحَدًا

### پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ علامت قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کفر ہو جائے گا، جہالت کثرت ہوگی، کثرت شراب ہوگا، شراب عام ہوگی، مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ یہاں مطلق

الْقِيَامَةُ الْوَاحِدَةُ فِي رَدِّ آيَةِ يَجِيءُ الْعِلْمُ  
يُظْهِرُ الْجَهْلَ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
اس لیے کہ ایک منقطع ہوگا۔ ایک روایت میں ہے۔ علم  
کم اور جہالت غالب ہوگی۔ (بخاری و مسلم)  
اس لیے کہ قرب قیامت میں کم غالب ہوگا مرد جہاد کریں گے اور شہید ہو جائیں گے  
سنا ان خواتین کی ننگداشت، ان کی کفالت اور انتظامی امور کی ذمہ داری۔

۵۲۲ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ  
يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابَيْنِ كَاخَذَهُمَا وَهْهُ -  
(رَدَّاهُ مُسْلِمٌ)  
حضرت جابر بن سمروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے  
ہوئے سنا قیامت سے پہلے بہت سی جھوٹ بولنے والے  
ہوں گے، ان کے شر سے دور رہنا۔ (مسلم)

۵۲۳ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَكُونُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَدِّثُ إِذَا جَاءَهُ  
أَكْثَرُ أَوْ كَثَلَتْ السَّاعَةُ قَالَ إِذَا أَهْبَطَتْ  
الْكَمَامَةُ كَانَتْ ظِلُّو السَّاعَةِ قَالَ كَيْفَ أَهْبَطَتْ  
قَالَ إِذَا مَسَتْ أَرْضُكُمْ لَيْ غَيْرِ أَهْلِهِمْ كَانَتْ ظِلُّو  
السَّاعَةِ -  
(رَدَّاهُ الْبُخَارِيُّ)  
اس میں اور شریعہ و دینی جن کا انسان مکلف ہے اس کی طرف اشارہ ہے انا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ يَا لُكُؤُنَ کے حقوق  
احکامات و ملو میں یعنی قیامت کا عین وقت ہونے والے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ اس سے پہلے علامات ظاہر ہوں  
گی بعد میں سے ایک یہ ہے۔  
اس لیے کہ جب دینی و دنیوی معاملات ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آجائیں جو نا اہل ہوں تو اس وجہ سے فتنہ و فساد برپا  
ہوگا، حقوق کا ضیاع ہوگا۔ فقط و بجز معمولی سین شد دیا محض و سادہ سے ہے۔ جس کے سپرد کام کیا جاتا ہے  
وہ کام حق سے ٹکیر کاہ بنتا ہے۔

۵۲۴ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
لَا تَعْمُرُ السَّاعَةَ حَتَّى يَكُونُ  
الْمَسَالُ وَبَيْنَ حَتَّى يُخْرِجَ الرَّجُلَ رُكُوعًا  
قَالَ هَلْ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى  
اَضْحَى سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ  
مال بڑھ کر عام نہ ہو جائے یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے  
مال کی رکوع لے کر نکلا نکلیں اسے کوئی نہیں ملے گا

تَعُوذُ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرَوَّجًا قَدْ اَنْجَحْنَا ۱۔  
 چلے قبول کرے۔ یہاں تک کہ سرزمین عرب پہنچ جائے  
 اور وہاں میں تبدیل ہو جائے گی۔  
 (۲) قَدْ اَنْجَحْنَا مُسْلِمًا وَفِي رِوَايَةٍ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهُ  
 التَّسَاكُنُ اَهَابُ اَوْ يَهَابُ  
 سلم ورج، مرج کی جگہ ہے چراگاہ  
 ۱۔ اہاب، مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلہ پر جگہ کا نام ہے۔ اہاب مجزو پر فتح بروزن صحابہ، قاضی کس  
 مجزو کے کسرو کے ساتھ آیا ہے۔

۵۲۰۵ وَكَانَ جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ  
 حَيَلَةٌ يَنْتَسِبُ لَهَا وَلَا يَعْلَمُ بِذِي رِجَالٍ  
 يَكُونُ فِي آخِرِ أَعْيُنِ حَيَلَةٌ يَكُونُ لَهَا  
 حَلِيًّا وَلَا يَعْلَمُ بِذِي رِجَالٍ  
 ۱۔ اس کا نام یہاں آیا ہے یا کے پیچھے کسرو یا فتح، راوی کو شک ہے یا اس جگہ کے نام ہی دو ہیں یعنی بعض  
 مجزو اور بعض یاد کے ساتھ چڑھتے ہیں۔ معقولہ ہے کہ اس شہر کی آبادی حد تک کو پہنچ جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری ظلمے  
 میں ایک غیلہ ہوگا کہ مال تقسیم کریں گے اور شہر نہیں گئے  
 گا ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے آخری دور  
 میں ایک غیلہ ہوگا وہ دل کھول کر اپنے گاہروں کو نہیں  
 گئے گا (مسلم)

۱۔ یعنی بہت زیادہ اور بے شمار مال دے گا۔

۱۔ بعض کی رائے ہے کہ اس سے مراد امام مہدی ہیں۔

۱۔ کثرت اموال و خاتم، فتوحات اور مجتہد و خلافت کی وجہ سے

۵۲۰۶ وَكَانَ ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي الْآخِرِ  
 أَنْ يَخْسُرَ عَنْ كُنُزِ مَنَ ذَهَبٍ فَمَنْ حَمَرَتْ  
 كَلْبًا حُدَّ مِنْهُ شَيْئًا  
 (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
 ۱۔ حضرت ابومریمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے کہ وہ مالے فرات کو سونے کے خزانے کی جگہ سے  
 جائے گا۔ جو موجود ہو اس میں سے کچھ بچاؤ لے  
 (بخاری، مسلم)

۱۔ کوفہ کی ایک نہر کا نام ہے فرات کا قنوی معنی آبِ شیریں ہے یہاں مراد نہر ہے۔

۱۔ اس کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس کے پھلے سے سونے کا خزانہ نکلے گا۔

۱۔ جو نہر طرائق و نزار کا سبب بنے گا بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے خزانہ حاصل کرنا، نزولِ آخرت و مہدی کا  
 سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت ہے یعنی نے کہا وہ مال اللہ تعالیٰ کے ہاں غضب و کرم ہے

جیسے مالی قادرون لہذا اس سے فائدہ و نفع حاصل کرنا حرام ہے ۔

٢٠٤ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَأُوا السَّاعَةَ عَلَى خَيْرِ  
النَّعْرَاتِ عَنْ جَبَلِ يَمَنَ ذَهَبٍ يَفْقَتِلُ النَّاسَ  
عَلَيْهِ فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَيَسْعُونَ  
وَيَعُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَعَلِّي أَكُونُ أَنَا الَّذِي  
أَلْجُو - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اسے ظاہر کر دے گا۔

۵۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَيَّنَ الْأَرْضُ مِثْلَ الْإِبْرَةِ كَيْدَهَا  
أَمْثَلُ الْأُسْطُوَانَةِ مِنَ الْكَنْعِ وَالْفَيْصَةِ  
فَيَجِيءُ الْعَاثِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتْلُكَ وَ  
يَجِيءُ الْعَاثِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتْلُكَ وَ  
يَجِيءُ النَّاسُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتْلُكَ يَدِي  
شَكْرُكَ مَعَكُمْ فَكَلِمَاتُكُمْ مِنْهُ كَيْدًا  
(تَوَاهُ مُسْلِمًا)

انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ کی جگہ سٹے کھل نہ جائے۔ لوگ اس پر آپس میں لڑیں گے کہ ہر سو میں سے نانوں قتل کر دیے جائیں گے ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ کاش وہ بچنے والا شخص بن جائے۔

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے بھگڑے کے ٹکڑے ٹکڑے بن گئی اور چاندی کے ستونوں کی شکل میں بن کر رہ گئی تو بتاتے آئے گا کہے گا کہ میں نے اس میں قتل کیا اور رشتے توڑنے والا آئے گا تو کہے گا کہ میں نے اس کے پیسے اپنے رشتے توڑے اور چور آئے گا تو کہے گا کہ کیا اس کی وجہ سے میرے ہاتھ کاٹے گئے پھر وہ لوگ یہ سب کچھ چھوڑ دیں گے تو اس میں سے کچھ نہیں گئے۔ (مسلم)

سلاح اور فوج خزانے اور معدنیات کا اصل ہے۔ الفاؤ، غلڈ، خاکے پتھے زیر، آخر میں ذال کی جمع ہے۔ غلڈہ کا معنی چھوٹا۔ قاتوس میں ہے غلڈ بالسر لوٹ کا جگر، غلڈہ، جگر مٹونے چاندی اور گوشت کا ٹکڑا۔ یہاں جگر کے ساتھ قبر کی وجہ سے کہ جس طرح جگر غلڈہ شتر بوتابے اسی طرح یہ اشیاء بھی زمین کا غلامہ ہیں۔ غلڈ، ذال مشرقی اور لام دونوں کے پتھے زیر یا دونوں پر فتح یا فتح معنی جو اس بعد فی ہے شلڈ سونا چاندی، لوہا، تانبا۔

۷۷ مال کی خاطر لوگوں کو قتل کرنے والا

۵۳۹. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَكُ هَبْ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَسْمَعُ عَلَيْهِ وَيَقُولَ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ كَلَيْسَ بِهِ الْيَقِينُ إِلَّا لَيْلًا أَوْ

کتنی شفقت برداشت کی مگر کسی کام بھی نہ آیا۔  
 انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات اللہ کی  
 جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ دنیا میں جانے لگی  
 حتیٰ کہ ایک آدمی قبر پر گزرے گا تو دوں لوٹے گا اور  
 کہے گا کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا اور اس میں

(رَقَاةٌ مُّسَلَّحَةٌ)

بلوچ کے سوا دین نہ ہوگا۔ (مسلم)

اس عبارت کے دو معانی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ یہاں دین سے مراد عبادت ہے اور دین بمعنی عبادت آثار دینا ہے اب معنی یہ ہوگا کہ وہ شخص اگر زندہ کرے گا عدا گناہ اس کی عبادت نہیں بلکہ یہ آزاد ہو جائے گا دین کی وجہ سے ہوگی دوسرا معنی یہ ہے کہ دین مشہور معنی میں ہوگا اگر زندہ کرنے کی وجہ اس کی مشقت نہیں جو اسے دین کی وجہ سے عارض ہو رہی ہے بلکہ اس کا دل کا سبب دینا اور اس کا مال ہے اُن دنوں روحانی میں بُد پایا جائے ہے لہذا یہ معنی بھی یکساں ہے جو شخص جب قبر میں جانے کی آرزو کرے گا تو اس وقت اس کے پاس فتنہ و بلا کی وجہ سے دین باقی نہ ہوگا بلکہ اس کے پاس صرف فتنہ و فساد ہی ہوگا۔

۵۲۱۰ وَ عَنكَ كَذَابٌ قَالُوا وَمَقُولُ اللَّهِ مَقُولِي  
اللَّهُ عَلَيْكَ وَ سَكَتَكَ لَذَتْهُمُ الرَّسَالَةُ سَخِيحٌ تَخْتَفِرُ  
تَأْمُرُ بَيْنَ أَرْبَعٍ مِنَ النَّبِيِّاتِ كَقَضِيٍّ مِمَّا عَمَّتْ أَعْيُنُ  
الْأَعْيُنِ بِمَنْهَرٍ -

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی پہلی جنگ کے  
جہاد کی سرزمین سے ایک آگ بجھے گی جس سے عبرت  
میں اونٹوں کی گونہیں روشن ہوں گی یہ  
(نکاحی و مسلم)

(مُتَقَرَّرٌ عَلَيْكَ)

اسے بُغیر ہی، باوجود پیش، صاف ساکن، یہ تسم کا شہر ہے اس کے اور دمشق کے درمیان چند میل کا فاصلہ ہے  
اسے واضح ہے کہ اس آگ کے بارے میں روایات قواعد کے ساتھ ہیں اور اس کا غالباً ظہور حدیث متفقہ میں ہوا۔  
مگر اللہ تعالیٰ نے سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کی برکت سے اس شہر کو اس کی آفت سے محفوظ رکھا اس آگ کی ابتداء  
بروز جمعہ چہارم الاخریٰ کی تین تاریخ اور اتنا کھینچ دیا کہ جس سے اس شہر کو اس کی آفت سے محفوظ رکھا اس آگ کی ابتداء  
جانب سے اس آگ کی طرح جس میں صاحب ہرج و مرج ہے اور وہ لوگوں کی جماعت کو اپنی طرف کھینچ کر خاک کر دیتی ہے اس  
میں جنگ و گرج مٹی، دبا کی طرح وہ جوش مارتی اس سے سرخ نریں جلدی نہیں اور نہ خود کے قریب پہنچی باوجودیکہ وہ آگ سینہ  
طیب پہنچی مگر عداوت نے بیان کیا ہے کہ اس آگ نے اطراف و اکناف مدینہ کی گرفت کی مگر حرم نبوی اور تمام بستی مدینہ کو  
نور آفتاب کی طرح چمکا دیا لوگ رات کو بھی اس کی روشنی میں کام کرتے۔ عدا کو سورج و چاند کی روشنی سے روشن  
ماندا ہے نور مٹی۔

بعض اہل مکہ نے اس آگ کے دہیے یا سارے مدینہ کی کا مشاہدہ کیا اس آگ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ پتھریں کو بھی جاتی  
تھی اور گہرے دہیے مگر خون پر اس کا اثر نہ تھا یہ بھی منقول ہے کہ ایک بڑا پتھر تھا اس کا کھاجہ حرم میں تھا اور نصف پتھر تھا  
آگ نے ٹھکانا یا مگر جب اس کے نصف تک پہنچی تو بجھ گئی۔ اہل مدینہ طیبہ نے خوب آواز دی کہ یہ منظم ترک کئے گئے تھے  
کیا اور غلام آزاد کیے۔ جبکہ رات تمام اہل مدینہ حتیٰ کہ خواتین اور بچوں نے بھی حرم نبوی میں بسر کی اور تمام رات سر و سامان  
حجرہ شریف کے پاس سر و پانگے کر کے ڈارو قطار روئے ہوئے دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھیک کی جانب  
پھیر دیا اور اس شہر ملک کو اس آفت سے نجات دی اس سال میں کائنات میں مختلف واقعات رونپڑے ہوئے درمیان

اول میں فتنہ تنازعہ قیام ہوا، بعد ازاں اولیٰ کا عالم میں جنگ اور فتنہ بلند ہوا جیسا کہ گزارش ہم نے اپنی کتاب منہذب القلوب الی دیار المحبوب جو مدینہ طیبہ کے حالات پر ہے اس میں تفصیلات موجود ہیں۔

۵۲۱۱ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ أَهْوَاؤِ السَّاعَةِ تَأَمُّرُ فَحْشُ الدُّنْيَا مِنْ أُمَّةٍ شَرِيقٍ إِلَى الْغَرْبِ۔  
(مَدَامَةُ الْبَحْثِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب جمع کر دے گی (بخاری)

اسلام عالم طیبی کہتے ہیں کہ اس آگ کا اعلان ہونا ان علامات کی نسبت ہے جو قیامت کے ساتھ متصل ہیں اور جس آگ جہاد کا ذکر گزارش ہے وہ اس آگ سے پہلے ہے تو یہ اعلان کیسے ہوگی۔

## دوسری فصل

## الْفَصْلُ الثَّانِي

۵۲۱۲ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَكُّؤُكَ السَّاعَةَ حَتَّى يَتَكَرَّرَ الزَّيْمَانُ كَتَكُونِ السَّحَابِ كَالسَّحَابِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَتَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونُ السَّاعَةُ كَالصَّغِيرَةِ بِالدَّائِرَةِ۔  
(مَدَامَةُ الْبَحْثِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ زمانہ جلد گزرنے لگے گا ایک سال ایک ماہ کی طرح، مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ دن اور دن ایک گھنٹہ کی طرح ہوگا اور گھنٹہ ایک لمحہ کی طرح ہوگی (ترمذی)

اسلام صریحہ، ضابطہ پر زہر، داساکن، آگ کا ایک دفعہ جلنا، اگر راد پر زہر ہو تو معنی وہ گھاس جو جلدی جل جائے مشور سکون دار کے ساتھ ہے جیسا کہ اکثر نسخوں میں تحریر ہے یعنی نسخوں میں فتنہ کے ساتھ بھی آیا ہے جیسا کہ طیبی کی مہلک سے پتہ چلتا ہے۔ ضرر، راد پر زہر ہو تو اس کا معنی آگ بھی ہے، اس سے مقصود مگر کا کوتاہ ہونا ادب بے برکت ہے کہ اس میں ایسے معائب، شذائے، جنکس اور فتنے واقع ہوں گے کہ ان کی وجہ سے عمر کے گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصول غیبت کے لیے پیدل روانہ فرمایا ہم غیبت کے بغیر واپس لوٹے حضور نے ہمارے چہروں پر شفقت کے آنسو دیکھے تو ہمارے درمیان کھڑے ہو کر دعا کی اے اللہ انہیں میرے سپرد کرنا کہ میں کمزور و ناتوان انہیں ان کی جانوں کے سپرد بھی نہ کرنا کہ یہ عاجز و ناتوان ہوں گے کا معنی لوگوں کے

۵۲۱۳ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى أَحَدٍ أَمَّا كَرَجَعْنَا فَكَلَّمَ نَفْسَهُ هَيْبًا وَعَرَفَ الْفَجْءَ فِي دُجُوهِمَا كَمَا مَرَّ فِينَا فَكَانَ الْفَجْءَ لَا تَكَلُّهُمْ إِلَيَّ فَأَضَعَتْ عَنْهُمْ وَلَا تَكَلُّهُمْ إِلَيَّ أَنْفُسُهُمْ فَيَعْبُدُونَ أَعْنَاهَا وَلَا تَكَلُّهُمْ إِلَيَّ النَّاسُ كَيَسْتَأْذِنُوا عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَصَحَ

يَكُنْ عَلَى سِرِّ اِيْسَى كُنْ عَلَى يَابْنَ حَوَالَةَ  
اِذَا رَأَيْتَ الْبَيْدَةَ كُنْ كَذَلِكَ اِذَا رَأَيْتَ  
الْمُعَدَّةَ كُنْ كَذَلِكَ اِذَا رَأَيْتَ الْبَلَدَ اِيْلَ  
وَالْمَوْزِ الْوَحْدَانِ كُنْ كَالْمُعَدَّةِ كُنْ كَالْمُعَدَّةِ  
مِنْ اَنْتَ اِيْسَى مِنْ يَدِي هَذِهِ اِلَى سِرِّ اِيْسَى  
وَمَا كُنْ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ اِيْلَ  
فِي تَحْقِيقِهِ

سپر بھی نہ کرنا کہ وہ دوسروں کو ان پر ترجیح دیتی ہے۔ پھر  
دست ہمارے میرے سر پر رکھ کر فرمایا اے ابنِ حوالہ  
تم دیکھو کہ خلافت ارضِ مقدس میں اتر آئی سے تو کھن  
زلزلے، رنج و غم اور عظیم امور نزدیک آگئے اس سلفِ  
لوگوں سے اتنی نزدیک ہوئی جتنا میرا ہاتھ تمہارے سر سے  
ہے۔ (ابو داؤد، اس کی سند حسن ہے اور اسے حکم  
اپنی صحیح میں نقل کیا ہے)

سلفِ حوالہ، ماہر زہر، داد و تحفہ صحابی ہیں شام میں سکونت پذیر رہے۔ کاشف میں امام ذہبی نے فرمایا  
ان سے تین احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک مذکورہ حدیث ہے  
سلفِ غالب یہ لوگ محتاج و ضرورت مند تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا کہ یہ اپنے لیے کچھ امیدوار حاصل کریں  
تاکہ احتیاجی دور ہو، یہی وجہ ہے کہ جہاد کا نظافہ نہیں لہا بلکہ غنیمت پر ہی گفتار کیا۔  
سلفِ یونکہ ہمارے پاس سوریوں نہ تھیں  
سلفِ نقل دینے اور دہا کرنے کے لیے  
سلف میں ان کی غم خواری کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا

سلف جس طرح بشری طبیعت ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتی ہے۔ ان کلمات کے ذریعے سرورِ عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دی ہے کہ اپنے معاملات کو خدا کے سپرد کرے اور اپنے رب کے سوا کسی پر اعتماد نہ کرے اور  
نہی امید رکھے۔

کار خود را بخند باز گزار  
کے اپنے معاملات کو خدا کے سپرد کر۔ اس سے بہتر میں کام نہیں جانتا  
یہاں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمال عزت و عظمت و ولایت کے پیش نظر اپنے آپ کو حدِ بشریت و ضعف  
عبودیت پر رکھا ہے ورنہ آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کے غلیظ مطلق، ناممکن ہے، آپ جو جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے  
ہیتے اور کرتے ہیں۔

كُنْ كَالْمُعَدَّةِ كُنْ كَالْمُعَدَّةِ كُنْ كَالْمُعَدَّةِ كُنْ كَالْمُعَدَّةِ

دُنیا و آخرت آپ کی صفات کا ایک قطرہ ہے اور لوحِ قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے

اللہ تعالیٰ اس شاعر کو ہماری طرف سے بہتر جزا دے

سلفِ راوی حدیث

سلفِ شام کی زمین

۱۔ بلبل، بالغتہ، غم، پریشانی، فتنہ اور دوسرے  
 خلع اس کا وجود آخری زمانے میں بیت المقدس کی فتح کے وقت ہوگا

۵۲۱۳ وَكَانَ آخِرُ نَبِيَّةٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَخَيَّرَ الْعُلَىٰ يَدُوكَ  
 أَلَمَانَةً مَّغْنَمًا وَالْأَكُوَّةَ مَغْرَمًا وَتَعْلِقَ لَعْنُهُ  
 الَّذِينَ دَخَلُوا الرَّجُلَ امْرَأَتًا وَعَقَىٰ أُمَّه  
 دَا فِي صَدْقَتِهِمَا دَا فَصَىٰ أَبَاهُ وَظَهَرَ فِي الْأَكُوَّةِ  
 فِي الْمَسَاجِدِ وَسَاةَ الْفَيْدَلَةِ فَاسِيغُهُمْ وَكَانَ  
 دَعِيئُهُمْ الْقَوْمُ أَرَادَهُ لَهُمْ دَا كَرِمًا الرَّجُلُ مَخَافَةً  
 سَرَّهَ وَظَهَرَ فِي الْعَيْنَاتِ وَالْمَعَانِدِ وَشَرَّهَ  
 الْفُجُورُ وَتَعْنَىٰ إِخْرَاجُهُ إِذَا هَتَّأَ أَزْهَاهَا  
 فَأَرْقَبُوا عِنْدَ ذَلِكَ دِيْعَهَا حَتَّىٰ آتَىٰ كَذَلِكَ  
 وَحَسَنًا وَمَسْحًا وَكَذَلِكَ دَا آيَاتُ تَنبِيْهِ  
 كَيْتَظَاهُمْ قُطْعَةً يَسْكُنُهُ كُتُبَاتُهُ

(دَا آءُ التَّنْزِيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
 جب غنیمت کو ذاتی دولت، امانت کو مال غنیمت  
 اور رُکوع کو تادان شہر کیا جائے، علم دینداری کیلئے کیجئے گا، اہل  
 اپنی برائی کی طاعت اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، اپنے دوست  
 سے نزدیک اور اپنے باپ سے دور اور، مساجد میں  
 آوازیں بلند ہوں، بلیے کا سروار ان میں سے ہر کردار ہو  
 قوم میں ذیل آدمی معزز شمار ہوں۔ آدمی کی عزت اس کے  
 شر سے ڈرتے ہوئے کی جائے۔ گمانے بھلنے والی  
 عورتیں مگر ہر جو جائیں، شرابی بھی جائیں۔ اس امت کے  
 آخری لوگ پسے ہوگوں پر لعنت کرئیں۔ اس وقت بُرخ  
 آنہریوں، زلزلوں، زمین میں دھنسنے کی شکل بدلنے پھرنے  
 کا استعداد کرنا اور ایسی نشانوں کا جو اس طرح متواتر آئیں  
 گی جیسے لڑائی کا دھماکا ٹوٹنے پر دانے متواتر گرتے ہیں۔

(ترمذی)

۲۔ وہ غنیمت کا مال جو شرعاً تمام غازیوں کے درمیان مشترک تقسیم ہوتا ہے اسے ارباب مناصب قبضہ میں لا کر  
 اپنے درمیان تقسیم کر لیں گے، فقراء و مسکین اس سے محروم رہ جائیں گے۔ دوم دال کے نیچے زیر، واؤ پر فتح و دولت کی  
 فتح، وال پر فتح یا فتح بمعنی انقلاب لانا اور ایک دوسرے کے ہاتھ میں مال کا جانا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ بالغتہ جو  
 قواس کا معنی وہ مال جو حاصل شدہ ہو اور الفتح جو تو حالت شدت و تنگی سے حالت سرور و نعم کی طرف انتقال مراد  
 ہوتا ہے۔

۳۔ امانت و ودیعت میں خیانت کرتے ہوئے اسے اس مال غنیمت کی طرح خیال کریں جو کافروں سے حاصل کیا  
 جاتا ہے اور ان قبضہ کرنے والوں کا حق ہوتا ہے۔

۴۔ لوگوں پر رُکوع کی ادائیگی اتنی شاق ہوگی کہ گویا ان سے غلط نماز اور وصول کیا جا رہا ہے  
 ۵۔ یعنی شریعت دین کی اشاعت و ترویج کے لیے نہیں بلکہ دنیا، منصب، عزت اور بادشاہوں کی خاطر  
 کیجئے گا۔



شعہ خصوصاً کانے، مزامیر اور ناپنے والوں کی آواز جیسا کہ آج کل متعارف ہے۔

شعہ جہان کے معاملات کا ذمہ دار ہوگا

شعہ جیسے ظالم یا فاسق حکم غالب آجائے تو لوگوں کو مجبوراً اس کی تنظیم و تکریم کرنا پڑتی ہے۔

شعہ مردوزن کا اختطوط ہوگا۔ قیئیدہ، قاف پر فتحہ، یا دساکن نون سے مقدم اس کا معنی اصل خوشی کے

وقت داد دینا ہے یا مطلق داد ہے۔

شعہ آلات سرور جنہیں مزامیر کہا جاتا ہے مثلاً بانسری، طنبور اور باب و غیرہ

شعہ علامہ طبعی فیلڈے ہیں کہ ضعف، سلف پر ظن کریں گے اور انھیں برائی کے ساتھ یاد کریں گے۔ ان کی

احاطت نہیں کریں گے گو یا ان پر لعنت کریں گے اور یہ بات نہایت ہی بدصورت ہے ایک فرد گمراہ و فحشی ایسا پیدا ہوا

ہے جو صحابہ و تابعین پر لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ میں معافی عطا فرمائے۔

شعہ مسخ، ایک صورت کا کسی بری صورت میں تبدیل ہو جانا۔

شعہ آسمان سے پتھر برسنا

شعہ نظام بالکسر، موتیوں کی طرح، بالفتح بھی آیا ہے۔ سلک دھاگہ۔ قانوس و سماج۔ قانوس میں نظام بھی مد

عنی آیا ہے اور اس کو معنی نظم کرنا یا کب سے یا معنی حاصل بالمصدر ہے جیسا کہ ترجمہ میں آچکا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت

پندہ و طاعت اختیار کرے گی تو ان پر جہنم نازل ہوگی

اور یہ جہنمیں گزریں اور ان کا تذکرہ نہیں کیا اہل عربوں کے

یہ سیکھا جائے گا فرمایا دوست سے پیار کرنا اپنے والد

سے ظلم اور فرمایا شراب پی جائے گی اور عیسیم پر ناپا ہوگا۔

(ترمذی)

(رد المحتار)

شعہ یہ صاحب معاریج کا قول ہے کیونکہ ترمذی نے دو احادیث پہ درپے ذکر کئے ان پندہ کا تذکرہ کیا ہے

لذا قال الطیبی اور ان کی غلطیوں کی تعدد و ان سولہ ہے

شعہ یہاں دو احادیث کے الفاظ میں اختلاف ہے پہلے لفظ ادنیٰ صدیقہ و اقلی ابابہ کے الفاظ سے یہاں پر

صدیقہ و جفا ابابہ ہے۔

شعہ عن آخر نذر الامۃ کی جگہ لیس الحریر کے الفاظ ہیں۔

۵۲۱۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

كَانَ لِمَسْئُومٍ الْكَلْبُ صَنِيعًا عَنِ اللَّهِ عَصِيْرًا وَسَكْرًا كَذَّابًا

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ  
يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

دنیا فتنہ نہ ہوگی حتیٰ کہ عرب کا بادشاہ ایک شخص میرے  
ابلی بیت سے بنے گا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا  
(قرضی، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا اگر  
دنیا کا صرف ایک دن باقی رہا تو اُن دن کو طواف  
فرمایا حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص دیگہ جرمچہ سے یا  
میرے گھر والوں سے بنے اس کا نام میرے نام کے موافق  
اوداس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق  
ہوگا وہ آسمان و زمین کو انصاف و عدل سے بھر دے گا  
جیسے وہ ظلم و زیادتیوں سے بھری تھی۔

۱۔ عرب کی شخصیں اصل ہونے کی وجہ سے کئی دوسری حدیث میں تمام دنیا عرب و عجم کے مالک ہونے کا  
ذکر ہے۔

۲۔ ابوداؤد کی روایت

۳۔ قسط و عدل کا معنی ہے قسط، عدل و انصاف کا معنی کرنا۔ یہ ظلم و ستم کے خلاف  
ہے ظلم کا معنی ہے شے کو غیر محل میں لکنا ہے جو دراصل راست سے ہٹنا مثلاً کسا جاتا ہے باطن طریق (دراستے سے  
منہ کی) اور فیصلہ کرنے میں کسی پر ظلم کرنا، قاضی میں بھی کیا گیا ہے گویا حدیث میں تاکید و سختی ہے یا میں کتا ہوں کہ  
یہاں قسط سے مراد انصاف کرنے والوں کا انصاف، عدل و عدالت اور حقوق میں برابری ہے اور ظلم و جور سے مراد  
اس کے مقابل مٹا ہوں گے۔

۵۲۱۶ وَتَمَنَّيْنَا أَنْ بِرَسُولِنَا أَكَلَتْ سَمْعُوتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ التَّهْمِيدُ  
مِنْ عَتَرَتِي مِنْ أَذْلِكَ دَعَا طَهْرًا

حضرت اسم سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے  
سنا کہ ہمدی میری عزت سے ناپاک کی اولاد سے ہوگا۔  
(ابوداؤد)

(ابوداؤد)

۴۔ حرمت، میں کے چنے ذریعہ نسل، گروہ اور نژاد کی جیسا کہ گزرا ہے۔ صراح میں آیا ہے کہ عترت سے مراد مروت  
نزدیکی پر مشتمل اور اپنے ہوتے ہیں۔ نہایت میں ہے کہ مروت عترت اس کے اپنے ہوتے ہیں حضور علیہ السلام کے خویش تمام  
اطلاقاً عبدالمطلب ہے۔ بعض نے کہا کہ اہل بیت یعنی اولاد مراد ہے۔ بعض نے کہا تمام قریش عترت مراد ہیں۔ مشہور ہے  
کہ عترت وہ ہے جس پر زکوٰۃ حرام ہے اور وہ اولادِ حاتم ہے۔ ان تمام اقوال پر آپ کا یہ فرمانا کہ وہ اولادِ فاطمہ سے ہونے  
انہیں خصوص کرنا ہے۔

۵۲۱۸ وَعَنْ أَبِي سَيِّدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی،

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ هُوَ  
مِنْ أَجْلِ النِّبْتَةِ أَكْبَرَى الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ  
فِي شَيْءٍ وَاعْدِلَا كَمَا مِلَقْتُ ظُلْمًا وَجَوْرًا  
يَمْلِكُ مَبْعَرِيْنِ -

(رداء النبوة ۱۵۵)

سید میری اولاد میں سے ہیں۔

۵۲۱۹ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ النَّهْدِيِّ قَالَ قَبِيحِي يَا نَبِيَّ  
الْوَجَلُ كَيْفَ قَوْلُ يَا نَبِيَّ أَعْطِيْنِي أَعْطِيْنِي  
كَأَنَّ قَبِيحِي لَمْ فِي تَرْبِي مَا اسْتَطَاعَ أَنْ  
يُحْيِيَهُ - (رداء النبوة ۱۵۵)

سید ہر اہم و نامیر نبی ہے شمار اور بے حساب ہیں گے عیسا اگر گزرا۔

۵۲۲۰ وَكَانَ أَمْرُ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ  
تَحْيِيَةٍ تَحْيِيَةٌ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ  
كَأَيُّهَا رَأَى مَكَّةَ كَيْفَ تَبَيَّنَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ  
كَيْفَ ضَرَبُوا جُذُومَهُ وَهُوَ كَارٍ كَيْفَ يَعُوذُ بَيْنَ  
الرَّكْعَتَيْنِ وَانْكَامِرَ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ  
النَّاسِ كَيْفَ يُخَفِّفُ بِهِمْ يَا سَيِّدَ آدَمَ بَيْنَ  
مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قِيَا ذَا أَمْرَ الشَّامِ  
ذَلِكَ أَكَا أَجْدَالُ الشَّامِ وَخَصَائِثُ أَهْلِ  
الْعِرَاقِ كَيْفَ يَعُوذُ شَرَّ بَنِي رَجُلٍ مِنْ  
كُرَيْشٍ أَمْحُوا كُلَّ كَيْبَعَةٍ الْيَهُودِ بَدَا  
فَيُظْهِرُونَ عِيْفَهُ وَذَلِكَ بَعْثٌ كُلُّ  
وَيُعْتَمَلُ فِي النَّاسِ بِسُوءٍ يَتَوَهَّدُ يُلْقِي  
الزُّلْمَ يَجْعَلُهُ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَسُ  
سَبْعَ مِائَتِينَ شَوْءٌ يَسُوْفِي وَيُصَلِّي

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے قبۃ مہدی میں فرمایا ایک شخص مہدی  
کے پاس آکر کہے گا مجھے دینے دیجئے۔ فرمایا آپ  
اس کے کپڑے میں لب بھر کر ڈالتے دیکھئے جس قدر  
وہ اٹھانے کی طاقت رکھے گا۔ (ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک غلیظ  
وفات کے وقت آنکھوں ہوگا تو ایک شخص اپنی دینہ  
سے کو مسکراتی طرف بھاگتے ہوئے گئے گا کہ وہاں سے  
سے کہ لوگ اس کے پاس آئیں گے اسے ہار لیں گے  
وہ اپنے ہاتھ پر تاج بگاڑے گا اس مقام پر تمام  
اور حجاز کے درمیان بیعت کریں گے اور ان کی طرف  
سنتام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا اسے کھانہ نہ  
دیں ان ایک میدان میں دھنسا دیا جائے گا جب تک لوگ  
دیکھیں گے تو ان کے پاس تمام کے اہل اہل و عیال  
کی ہمتیں اٹھیں گی تو اس سے بیعت کریں گے پھر ان  
کا ایک شخص آئے گا جس کے ہاتھ میں تاج ہوگا وہ  
ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا وہ ان پر غالب آئیں گے  
یہ ایک لشکر ہوگا وہ لوگوں میں ان کے نبی کی سنت  
پر عمل کرے گا اور اس میں زمین میں اپنی گزراں پھارے گا

عَلَيْهِ السَّلَامُ مَثُوتٌ۔

(رَدَّكَ اَبْنُوهُ اَحَدًا)

پھر وہ سات سال قیام کریں گے، پھر وفات پامائیں گے  
اور ان پر سلمان نماز پڑھیں گے۔ (ابن ماجہ)

۱۵ جو آخری زلزلے میں ہوگا۔

۱۶ جو امامت کا دعویٰ کرے گا۔

۱۷ اُسے باہر لائیں گے اور اُسے خواہش و مجبوری سے امام بنائیں گے۔

۱۸ شامین نے فرمایا اس سے مراد امام مہدی ہیں

۱۹ اس وقت کا حکم شام امام مہدی کے خلاف جنگ کے لیے لشکر بھیجے گا۔

۲۰ بیدار، یہ کہ وہ مدینہ کے درمیان جگہ کا نام سے لفت میں بیدار یعنی بیابان اور عوار زمین ہے۔ اس لشکر

سے مراد لشکر سفیانی ہے اور فتنہ امارت سفیانی کا ہے جو امام مہدی کے خسرو و ج کی علامت ہوگی، اس بارے میں متعدد

احادیث مروی ہیں جو درجہ قوتر کے قریب ہیں ان میں سے ایک حدیث صحیحہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سفیانی، خالد بن زید بن ابی سفیان اموی کی اولاد میں سے ایک آدمی ہوگا اس کا سر بڑا اور اس کے کھنکھ میں

سیدی ہوگی، دیکھنے کی جانب سے آئے گا اس کے ماننے والے اکثر اس قبیلہ کے ہوں گے جس کا نام کلب ہوگا۔ یہ

بہت زیادہ لوگوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ عورتوں کے پیٹ چیر کر ان کے بچوں کو قتل کریں گے عجب یہ امام مہدی کی خبر

سنیں گے تو ان کے ساتھ جنگ کے لیے لشکر بھیجیں گے تو لشکر شکست کھائے گا اس کے بعد مسلمان خود شکر لیں گے

امام مہدی کے خلاف جائے گا اور اس کا یہ لشکر مقام بیدار پر دھنس جائے گا ان میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر وہ شخص جو

امام مہدی تک اس کی خبر پہنچائے گا

۲۱ جب لوگ سفیانی کی طاقت کو دیکھیں گے۔

۲۲ امام مہدی کے پاس

۲۳ ابدال ان افراد کو کہتے ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے ان کی تعداد ستر ہے ان میں سے

چالیس ملک شام میں اور تیس دیگر علاقوں میں رہتے ہیں ان میں سے جب ایک فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ

دوسرا کو منتخب کیا جاتا ہے اور ان کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔ امام سیوطی شرح سنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں کہ

سولہ ابدالوں کی اس حدیث کے صحاح ستہ میں ابدال کے بارے میں کوئی حدیث نہیں۔ حاکم نے بھی اس حدیث

کی تخریج کی اور مورخ غزالیہ نے فیح سیوطی نے فتح المومنین میں لکھا کہ صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب میں بہت سی احادیث

موجود ہیں اور اکثر احادیث میں تعداد چالیس ہے اور بعض میں تیس ہے۔ حدیث میں حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ ابدال اس درجہ کو صرف زیادہ نماز اور روزہ اور صدقہ سے نہیں پاتا اور لوگوں سے ممتاز نہیں ہوتا

بلکہ اس میں سخاوت نفس، سلامت قلب، مسلمانوں کی خیر خواہی کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! امت میں ابدال کی صفت والے لوگ سرخ گدھک (جو بہت نایاب ہے) سے بھی کم ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس میں یہ عین صفات ہوں گی وہ ابداً  
میں سے ہوگا۔ (۲۱) رضا بقضاء (۲۲) تاجرانہ کے کاموں سے بالذہا (۲۳) دین خدا کے لئے غضب ناک ہونا۔ (۲۴) اہم قرآنی  
نص بھی ایسا معلوم میں لکھا کہ جو شخص یہ دعا پڑھ دین قرآن پڑھے گا، اے اللہ حضور کی امت کو صاف کر دے اے اللہ!  
امت محمدی پر رحم فرما اے اللہ حضور کی امت سے دو گز دُعا اے وہ دعا ابداً مل جاتا ہے۔ (۲۵) انگریز جو شخص صفات ذمیرہ  
ختم کر کے خلق کی جگہ فی پانے اندر پیدا کر لیتا ہے وہ ابداً میں سے ہوتا ہے، باقی عراقی جماعتوں سے مراد اللہ کے  
وہ بندے ہیں جنہیں عصاب کا جانا ہے جیسے کہ ابداً امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابداً  
شام میں، نجباء مصر میں اور عصاب عراقی میں رہتے ہیں۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ عصاب سے مراد لوگوں میں سے نیک  
زاد اور عابد ہیں۔ عصب القوم عین اور صا دو دونوں پر فخر ہے کثرت میں قوم کے نیک لوگوں کو کہا جاتا ہے۔  
شائع یافتہ مہدی میں

شاہ مختار علی مہدی میں

سلاہ اس کے والدہ کے بھائیوں کا تعلق قبیلہ کلب سے ہوگا۔ یہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے حضرت وحید کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی خاندان سے ہیں۔

۱۔ امام مہدی کے خلاف شکر میچے گا اور اپنے احوال کیلئے جوعب سے مدد کا خواست کار ہوگا۔  
۲۔ امام مہدی کا لشکر ان پر غالب آجائے گا

۱۳ امام مہدی کا لشکر ان پر غالب آجئے گا

۵۲۱  
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ ذَكَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ بِتَصْنِيفِ هَذِهِ الْأُمَمِ  
كَهَيْئَةِ أَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلَ مَلْجَأًا لِيَجْعَلَ يَأْتِيهِ مِنَ  
الْأُفْلَهِ كَيْبَعَتٌ اللَّهُ رَجُلًا يَمُوتُ عَوْثًا فَإِذَا هُوَ  
يَبْنِي فَيَسْلُكُهُ الْأَرْضَ فَيَسْلُكُهُ وَعَدَدُ كُنَا  
لِحَيْثُ هَلْنَا وَكَيْفَ هُوَ أَيْدِي عِلْمٍ سَأَلْتُ  
السَّمَاءَ وَسَأَلْتُ الْأَرْضَ لَأَقْدَمَ السَّمَاءَ مِنَ  
قَطْرِهَا قَبْلَ أَنْ يَصِفَهُ وَمَسَاءً أَوْ لَدُنْكَ الْأَرْضُ  
مِنْ قَبْلِهَا قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ عَنْهَا يَتَصَدَّقُ  
الْأَحْيَاءُ لَمْ تَلْهَوَا تَعْلِيْمُ فِي ذَالِكَ سَبْعَ  
سِينَ أَفِي كُنَا سِينَ أَفِي سَبْعَ سِينَ -

٥٢١ وَكَانَ آفِي سَعِيدٍ مَّالًا ذَكَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ يَقْصِبُ هَذِهِ الْأُمَّةَ  
حَتَّى لَا يَجِدَ الرَّجُلَ مَلْعَمًا وَلَا يَلْمَهُ إِلَّا بِالْإِثْمِ مِنْ  
الْأُطْلُغِ كَيْسَعَتِ اللَّهُ رَجُلًا مِّنْ عَشْرَةٍ فَإِذَا هُوَ  
يَبْغِي فَيَسْلُكُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَيُسْطَىٰ وَعَدَدُ كُنَا  
مُخِلَّتْ هَلْكَاءُ وَخَوْرٌ آتِيهِ عَلَى عِلْمِهِ سَائِرُ  
السَّمَاوَاتِ وَسَائِرِ الْأَرْضِ لَا قَدْرَ عِلْمِ السَّمَاوَاتِ مِنْ  
قَطْرِهَا خَيْثُ الْأَصْبَغَةِ وَمَرَأَةٌ أَوْ لَدُنْكَ الْأَرْضُ  
مِنْ بَكَرَتِهَا شَيْئًا إِلَّا أَخْرَجْتَهُ عَلَى يَدَيْهِ  
الْأَحْيَاءُ لَا مَوَاتٍ يَعْشَشُ فِي ذَلِكَ سَبْعَ  
سِينَ أَثْنَيْ سِتٍّ أَوْ سِتْرَ سِنِينَ -

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ظلم کا ذکر فرمایا جو اس امت کو پہنچنے کی حق کو انہی جالے پٹا نہ پائے گا جہاں ظلم ہے پتہ ہے تو اللہ تعالیٰ تیری اولاد کو بھیڑے گھر والوں سے ایک شخص کو پیچھے گا کہ وہ زمین کو کھل دے انصاف سے بھر دے گا ایسے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی حق آسمان زمین کے رہنے والے غرض ہوں گے آسمان اپنا کوئی قطروہ چھوڑے گا اگر وہ برساتے گا بستا سجا اور زمین اپنی کوئی بدی نہیں چھوڑے گی حق کے لئے آگاہ دے گی عین حق کہ زندہ لوگ مرے گی تنہا کریں گے وہ اسی حالت میں سات سال یا آٹھ سال یا نو سال

(رَدَاۃُ الْفَلَاحِ فِي مَعْنَى كَلِمَةٍ) زندہ رہیں گے۔

سہ در، وال پر زبر یا شد، کثرت کے ساتھ بارش کا برسنہ۔

سہ یعنی امام مہدی کے دور میں بارشیں خوب ہوں گی رزمینِ فضلِ خوب اگائے گی اور زندگی میں میٹھ و آرام ہوگا۔

سہ زندہ کہتے، کاش، ایسے مرنے والے ہمارے دور میں ہوتے تو میں کثرت پاتے۔

بعض نے اچانک کو کبیر جبرہ پڑھا ہے یعنی یہ آرزو کریں گے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے اگر یہ ثابت ہو تو پھر محض بطور فرض و تقدیر ہوگا اور نہ محض احتمال ہی ہے۔

سہ یہ راوی کو شک ہے یا حضور علیہ السلام نے اس وقت اسے مجھ بھکا بعد میں اس میں تعین فرمادی۔

سہ یہاں کتاب میں بیاض ہے البتہ اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور اللہ سے ایک شخص نکلے گا جسے حادثہ کا جانے والا کہ اس کا سہ ہوگا، اس کے لشکر کے اگلے حصے میں ایک شخص ہوگا جسے حضور کا جانے والا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کو ایسی ہی جگہ دے گا جسے قریش نے اللہ کے رسول کو دی ہوئی مسلمان پر اس کی مدد ضروری ہے یا فرمایا اس کی بات ماننا ضروری ہے۔

۵۲۲۲ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِنَا وَتَقَامُ لَهُ الْخَارِثَةُ سَوَاحُثٌ عَلَى مَقَدِّ مَتَمِّمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُنْفَعُ رَجُلَيْنِ أَوْ يَمْتَحِنُ رِثَايَ مُحْتَدٍ كَمَا مَكَتَتْ كَرِيشَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَّ عَلَى نَحْلِي مَوْحِيَةٌ نَهَضَ لَهَا أَوْ كَانَ إِبْرَاهِيمَ

(رَدَاۃُ الْفَلَاحِ فِي مَعْنَى كَلِمَةٍ)

دعہ صحابہ کے بعض نسخوں میں وراۃ النہر کے الفاظ ہیں

سہ یہ دونوں نام یا دونوں صفات ہو سکتی ہیں۔ الغرض خواہ بطریقِ علم ہو یا بطریقِ وصف اس کے یہ دو نام ہوں گے۔

سہ محدث نامی شخص

سہ یطین او یکن۔ راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ کا

عہ راوی کو شک ہے کہ لغو کیا یا اجابت کہ یہ حدیث اس معاملہ میں واضح ہے کہ وہ شخص امامت و خلافت کا دعویٰ کرے گا اور اہل ایمان پر اس کی اطاعت لازم ہوگی یہ بھی ممکن ہے یہ بات بطور تعلیم و ارشاد اور ہدایت ہو، نصرتِ اہلبیت سے ملنا افتاد و محبت ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول

ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

۵۲۲۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِنَا وَتَقَامُ لَهُ الْخَارِثَةُ سَوَاحُثٌ عَلَى مَقَدِّ مَتَمِّمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مُنْفَعُ رَجُلَيْنِ أَوْ يَمْتَحِنُ رِثَايَ مُحْتَدٍ كَمَا مَكَتَتْ كَرِيشَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَّ عَلَى نَحْلِي مَوْحِيَةٌ نَهَضَ لَهَا أَوْ كَانَ إِبْرَاهِيمَ

نَفْسِي يَمْلِكُ لَا تَعْمُرُ السَّاعَةَ حَتَّى تُكَلِّمَهُ  
التَّبَاجُ الرَّئِيسُ وَحَتَّى تُكَلِّمَهُ  
الرَّجُلُ عَذْبَةً سَوِيحًا وَشَرَّالِ كَعْلِيمِ  
يُخَيِّرُ فَيُخَيِّرُ لَا يَمْتَا أَحَدٌ أَهْلَهُ بَعْدَهُ  
(دَقَاةُ التَّيْمِينِ)

اس ذات کی قسم جس کے قبض میں میری جان ہے قیامت  
نہائے گی حتیٰ کہ درندے انسانوں سے باتیں کریں گے  
اور حتیٰ آدمی سے اس کے کورے کا پھندا اودھرتے  
کا شہر باتیں کرے گا اور اس کی دان لے دے سب کچھ  
بتا دے گی جو اس کے گھر والوں نے اس کے پیچھے کیا۔  
(ترمذی)

اس مذہب بھگوت ہر چیز کی طرف - قہقہوں، مزاح میں بے مذہبہ اللسان زبان کی تیزی - مذہبہ السوط تازیانہ  
کا، مذہبہ المیزان وہ رسی جو ترانہ کو اٹھانے پر لے ہوتی ہے۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۲۲۳ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيَّامَ بَعْدَ الْيَمَامَةِ  
(وَقَالَ ابْنُ مَرْجُوٍّ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بڑی نشانیاں  
دو سو سال کے بعد ہیں (ابن ماجہ)

اسلام کی آمد کے دو سو سال بعد قیامت کی نشانیاں کا پتہ دے اظہار شروع ہو جائے گا یا آپ کے سوال  
مبارک کے بعد دو سو سال مراد ہیں۔ دو سو سال کی ابتدا ہجرت سے بھی ہو سکتی ہے۔

۲۲۵ وَعَنْ كُرَيْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى نَفْسًا لَا يَأْتِي  
الْحَيَاةَ كَمَا جَاءَتْ مِنْ قَبْلِهَا أَسْأَلَهَا كَيْفَ  
كَانَ فِيهَا تَحْيِيَّةُ اللَّهِ الْمُتَحَوِّجِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ  
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

حضرت کربان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم  
کوئی شخص دیکھو غریبوں کی طرف سے توجہ نہ دے کر تم  
وہاں جا لاؤ گے کہ اس میں اللہ کا فیصلہ ہی ہے  
(مسند احمد، دلائل النبوة للبیہقی)

اس واسطے کہ اس کی مثل دوسرے واقعات کی تفصیل کے لیے حضرت شیخ علی حقی رحمہ اللہ کے ایک مکتوب  
کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو اعلیٰ نے علاماتِ ہمدی میں تحریر فرمایا ہے۔

۲۲۶ وَعَنْ أَبِي الْخَلْقِ قَالَ كَانَ رَسُولُ  
نَفْسًا إِلَى ابْنِهِ الْعَسِيِّ وَكَانَ ابْنُ ابْنِي هَذَا  
مَيِّدًا كَمَا أَسْأَلُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ مَيِّدٌ مِنْهُمْ رَجُلٌ يَسْتَحْيِ  
بِاسْمِهِ كَيْدًا يُسَيِّمُهُ فِي الْخَلْقِ وَلَا يُطِيعُهُ

حضرت ابو الخلق سے مروی ہے کہ حضرت علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے امام حسن کو دیکھ کر فرمایا  
یہ میرا بیٹا سید ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے اسے سید فرمایا اس کی پشت سے ایک  
نقص پیدا ہو گا جو تمہارے نبی کے نام سے معلوم ہو گا





(دَقَاءُ الْبَشَرِ عَلَى نَارِ الشَّعْبِ (الدِّمَارِ)

ہاک ہو جائے گی تو دوسری باتیں لگا کر ہاک بولے گی  
جیسے بڑی کا حد تک بٹھ (دہشتی، شوبہ الامیان)

ساحفہ وقت کے سال

۱۔ جس سال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اس سال ٹھوڑی دہائی نہ تھی۔  
۲۔ وہ سو سال لوگوں سے ٹھوڑی کے بارے میں پوچھا تو یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سال اُنکی ضمیر حضرت عمر کی طرف لوٹے۔  
۳۔ بعض نسخوں میں لفظ ہاک نہیں صرف اتنا ہے ان ہزاروں سے پہلی ٹھوڑی ہے۔  
۴۔ میرے بڑی سے لگاتار دہائی گزرتے ہیں۔

## ۳۴۔ بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرِ الدَّجَالِ

### قرب قیامت کی نشانیاں اور دجال

اس باب میں قرب قیامت واقع ہونے والی بڑی نشانیوں کا ذکر ہے۔ جس کا سبب بقدر باب میں چھوٹی نشانیاں  
مذکورہ ہوا۔ جب امام مہدی کا تذکرہ ان احادیث میں آچکا جن میں ان نکتوں اور لڑائیوں کا بیان ہے جن کے ظاہر  
ہونے سے پہلے بولے گی اور آپ کے ظاہر ہونے پر وہ ختم ہو جائے گی اس وجہ سے ان کا تذکرہ اس باب میں ہوا  
ہے واضح ہو کہ وہ احادیث و اخبار جو اس نشانوں کے بارے میں مصنف نے ذکر کی ہیں ان میں اختلاف بہت کم ہے  
درمیان موافقت بیان کرنے کے سلسلے میں تطبیق و توفیق میں فرمایا گیا ہے کہ سب سے پہلے کتابت میں سے بعض کے ضمن  
میں کسی قدر بیان کی جائے ان میں سے سب سے اہم و اعلیٰ مصیبت دجال کا وجود ہے اور اس کے بارے میں احادیث  
مستند ہیں۔ دجال، دجل سے بنا جس کا معنی ہے غلط فہم کرنا، مکر اور دھوکہ دینا۔ دجل الحق بالباطل اس وقت  
کے ہیں جب کوئی حق کو باطل سے ملا دے۔ اس کا معنی کذب بھی ہے ان تمام معانی کا دجال میں پایا جاتا ہے اور  
دجال کے دیگر معانی اور اس کی وجہ تسمیہ کا تو سب سے تفصیلاً ہے۔ شرح میں اچھے بہ ذکر بھی کر رہے ہیں کہ لفظ دجال  
اس کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان مشترک ہے اور اکثر روایات یہ بتاتے ہیں کہ عیسیٰ کے اطلاق کے وقت دجال کے  
ساتھ مقید کیا جاتا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مطلقاً مذکور ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ کسی کوڑے اور برص والے کو شفا کرتے تو وہ مسیح  
ہو جاتا تھا اور اس وجہ سے بھی کہ اندر کے شکم سے تمام اس آلائش اور میل کیل سے پاک پیدا ہونے پر ولادت

وقت ہوتی ہے۔ بعض کے نزدیک مسیح کا معنی یہی ہے یا اس وجہ سے کہ ان کے پاؤں ہمارے تھے۔ ان میں غم نہیں تھا جیسے اکثر لوگوں کے پاؤں میں ہوتا ہے یا اس وجہ سے کہ انھوں نے زمین پر زیادہ مسافت طے کی۔ یہ وجہ ان کے اور دجال کے درمیان مشترک ہے، دجال کو مسیح اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہوگی بلکہ جگہ ہموار ہوگی۔ مسوح الوجہ اور مسیح الوجہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے چہرے کی ایک طرف ہموار دماغ سمجھ دیا ہو یا اس وجہ سے کہ اس کی وجہ سے غیر بھلائی ختم ہو جائے گی جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے شر اور برائی مٹ ہو جائے گی۔ پس دجال مسیح الصلواتہ اور حضرت عیسیٰ مسیح الصلواتہ مٹے اس وجہ سے حضرت عیسیٰ کے لیے مسیح کا لفظ میم کے پنجہ زیر اور سن شد سے بھی آیا ہے بلکہ کے نزدیک شد دجال کا نام ہے اور نصف حضرت عیسیٰ کا اور جو یکساں ہے کہ دجال کا نام خاد کے ساتھ مسیح ہے غلط ہے۔

## پہلی فصل

## الفصل الاول

حضرت مغیرہ بن اسید غندی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھی حالانکہ ہم کوئی تذکرہ کر رہے تھے ذرا بائیں کا ذکر کر رہے ہو؟ عرض کیا قیامت کا۔ فوایدہ قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے اس کی نشانیاں نہ دیکھو۔ آپ نے دھواں سٹہ دجال، مابہ الارض، سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ کا نزل، یاجوج ماجوج کا نکلنا، تین جگہ زمین کا دھنسا یعنی مغرب، مشرق اور جزیرہ عرب میں زمین کا بیٹھ جانا اور آخر میں ایک آگ ہوگی جو بین کی طرف سے نکلے گی اور لوگوں کو مشرق کی طرف دھکیل کرے جائے گی دوسری روایت میں ہے کہ قعر بدن سے آگ نکلے گی اور لوگوں کو مشرق کی طرف دھکے گی۔ تیسری روایت میں دوسری نشانی کے متعلق ہے کہ ایک آدمی ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔ (مسلم)

۱۵ اسید، ہمزہ پر زبر، سین کے پنجے زیر، یہ بیعت رضوان میں شامل تھے بعض نے کہا کہ جس پہلے غزوہ میں یہ شریک ہوئے وہ حدیبیہ ہے لیکن درخت کے پنجے بیعت ذکر کر سکے۔ کو ذمہ دے۔ اہل کو ذمہ میں سے ہی شمار ہوتے ہیں حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو الطفیل اور شعبی نے روایت کیا ہے۔

۵۲۲۸ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سَيْدٍ الْغَنَدِيِّ قَالَ أَكَلَمَ الْبَيْتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَكَهْنٌ مَكَّةَ أَكْرَمَ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قَالَ تَذْكُرُونَ الشَّامَةَ قَالَ إِنَّهَا لَأَنْ تَكُونُ مَرْحَى تَكُونُ أَكْبَلَهَا مَعَهُمَا إِنِّي أَتَى كَذَلِكَ الدَّخَانَ وَالْمَجَالَ وَالدَّائِمَةَ وَطَلْعَ الْغَمْسِ مِنْ مَغْرِبِهِمَا وَتَكُونُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ دَيَّا جُذُرَ وَهَاجُورَ وَتَلَقَّيَ تَحْسُوفَ حَسْبَ يَا الْمُشْرِقِ وَتَحْسُوفَ يَا الْمَغْرِبِ وَتَحْسُوفَ يَكْبَزُ يَرْجِي الْعَدِيبَ وَتَأْخُذُ بِذَلِكَ تَأْخُذُ مِحْرَ مِنَ الْعِيسَى مِنْ كَطَرِ النَّاسِ إِلَى تَحْشِيرِهِمْ وَفِي رِقَابِهِمْ تَأْخُذُ بِمِنْ قَعْدِ حَبْنِ كَسُونِ النَّاسِ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي تَوَلِيهِ فِي الْعَاثِرَةِ وَبِئْسَ مَلِيْقِ النَّاسِ فِي الْبَغِيرِ (رواه مسلم)

مٹے آیا دھواں جوگا جو شرق و مغرب کو ٹھنپے گا اور پائیس دن تک رہے گا مسلمانوں کو زکام کی طرح جوگا اللہ کا فرزند بخش، جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے، قرآن مجید کی سورۃ دھان میں ہے

حضرت عبدالغفر اور ان کے اتباع کرنے والے کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہی دھواں مل رہا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے متبعین کے نزدیک اس دھواں سے مزاد وہ قطب ہے جو قریش پر حضور علیہ السلام کی ظاہری جلیت میں آپ کی اس دعا کے نتیجہ میں مسطک کیا گیا۔ اے اللہ ظان پر سات سال تک خط مسطک فوجیہ کے اہل مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں مسطک کیا گیا وہ چہرہ اہم دار کھاتے اور ہوا کو خلی دھواں دیکھتے تیرکہ بھوک کی وجہ سے جب نظر کر رہ جاتی ہے تو ایسے شخص کو ہوا دھواں کے مانند نظر آتی ہے اور اسے تیرہ دن تک دھواں دیکھتا ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ خلی سالی اور خط کی وجہ سے ہوا اکثر عبادت سے آلودہ ہو کر تاریکی کی طرح ہوجاتی ہے اور عرب سخت عداوت اور شر کو بھی دھواں کہہ نام سے دیتے ہیں۔ ہماری میں اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے احادیث مروی ہیں۔

سے دجال اور اس کے اقوال کا تذکرہ فرمایا۔

تلاہ اس چار پائے کا ذکر کیا جو مسجد حرام کے مفاد و مقصد کے درمیان سے باہر گئے گا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مگر ی  
 وَآخِزْنَا لَهُمْ ذَاتَ الْقُرُونِ اِیَّامَ اَلْاٰزِلِیَّاتِ اسی پر محمول ہے۔ شارحین نے بیان کیا کہ اس کا قہر ساتھ گز  
 رہا گا۔ بعض نے کہا کہ اس کی تخلیق مختلف ہوگی، چیزوں کے ساتھ زیادہ شبہات ہوگی، اصل مفاد کو چھوڑ دے گا اور  
 اس کے ساتھ وہاں مصائب قوی اور خاتم سلیمانی برآمد ہوگی۔ کوئی شخص اس کے ساتھ دور نہیں گئے گا اور اس  
 سے بھاگ نہ سکے گا۔ مومن کو عسار سے مارے گا اور اس کے چہرے پر مومن کھچے گا۔ کافر کو ٹھہر لگائے گا اور اس کے  
 چہرے پر کافر لکھے گا۔

فہم یہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے دو قبائل میں اور یہ دونوں نام عجیب ہیں، بعض کے نزدیک عربی میں چھٹے ان کا اشتقاق شرح میں بیان کیا ہے۔

۱۴ جزیرہ عرب اور حدود کا بیان باب اللہم میں چرچا ہے

اے اس زمین کی طرف سے جاتے گی یہاں خسر ہوگا اس سے اور تمام کی زمین ہے کو کو کھد میٹ میں آیا کہ خسر تمام کی زمین پر ہوگا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چلو خسر برپا کرنے کے بعد ہوگا کہ یہ اعتراض طریقہ بہت قیامت اس سے پہلے ہوا اور خسر بعد میں برپا ہوگا۔

۴۵ یہ بھی کمین کا علاقہ ہے ۔

صفحہ دوسری روایت میں دوسری خے کا نام آگ ازمین یا قمر صحن کی بجائے ہوا کا ذکر ہے کہ وہ لوگوں میں  
دیبا میں پھینک دے گی۔

خلعہ میں اشکال یہ ہے کہ بخاری شریف میں مذکورہ آگ کو قیامت کی پہلی علامت بیان کیا گیا ہے (اور یہاں

آخری ان دونوں احادیث کے درمیان موافقت یوں ہے کہ اگر آگ بیان کر وہ نشانوں سے مؤخر ہے اور ان نشانوں سے پہلی نشانی ہے جن کے ظاہر ہونے کے بعد دنیا کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کی انتہا صورت چھوٹنے پر ہوگی جس کے ساتھ دنیا و مافیہا فانی اور ہلاک ہو جائے گا بخلاف دیگر علامات کے کہ اس کے بعد دنیا کچھ نہ کچھ باقی رہے گی۔ پس پہلی قسم قریب قیامت کی علامات اور دوسری قیامت کی احوال و آخر ہوں۔ اور نسبت میں سے ایک شے کے حملے سے اول اور دوسرے کے حملے سے آخر ہوگی۔

۵۲۲۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْدِيرُ دِيَارِ الْأَعْمَالِ يَسْقُطُ الْأَكْحَانُ وَالْأَعْمَالُ وَآجَةُ الْأَرْضِ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغِيرَتِهَا وَآخِرُ الْعَامَةِ وَخَوَافَةُ أَحَدَاكُمْ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چھ چیزوں سے پہلے اہل عالم میں جلدی کرو۔ دھواں، مائت الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ فتنہ قائم اور تمھارے ہر ایک کا غافل فتنہ۔ (مسلم)

۱۔ جو تمام مخلوق کا احاطہ کرے

۲۔ یعنی نفس، اہل اور مال میں تم میں بعض کی مشنولیت ہوگی یا ہر عامہ سے مراد قیامت ہے اور خاص سے مراد موت ہے جب علامات سے ظہار ہو اس کے قیام اور موت سے بھی ڈرا یا کہو کہ یہ قیامت صغریٰ ہے۔

۵۲۳۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ آيَاتِ الْآيَاتِ كَخُرُوجِ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغِيرَتِهَا وَخُرُوجِ الدَّجَالِ عَلَى النَّاسِ صَبْحِي أَوْ مَخْرُجِ الدَّجَالِ وَآيَتُهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتَيْهَا كَالْمُخْرَجِ عَلَى كَرِهَاتِهِمَا - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ پہلی علامت جو ظہور ہوگی وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دایۃ الارض کا لوگوں کے سامنے چاشت کے وقت نکلنا یا وہاں کا نکلنا ان دونوں میں سے جو بھی اپنے صاحب سے پہلے ہو تو دوسری اس کے قریب ہی دیکھے ہوگی۔

۳۔ یہ پہلی اس حوالے سے ہے کہ اس وقت حادثہ خوار ترین ہوگا کہ توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے

۴۔ اس کے لواصف معلوم ہیں لہذا اس کا کلام کرنا بھی

۵۔ یعنی طاؤ کی جگہ ”او“ کا کلمہ ہے یہ الفاظ آئندہ الفاظ کے زیادہ موافق ہیں۔

۶۔ یعنی ان دونوں کے وقوع کے درمیان دیگر علامات کی نسبت خاصیت کم ہوگا پس اگر آفتاب پہلے طلوع ہو گیا تو بعد اس کے بعد اور اگر وہ پہلے نکلا تو اس کے بعد پہلے سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ ان دونوں میں ترتیب و تقدیم و تاخیر کے بارے میں جو بھی بایقین نازل نہیں ہوئی لیکن استواء سے ہے کہ ان دونوں کا وقوع دوسری علامات کی نسبت متصل ہوگا۔

۵۲۳۱ وَكَانَ آفِئَةً مِّنَ يَفْعِ كَالْكَانِ كَالْزَمْلِ  
 اللَّهُ صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ إِذَا عَزَّوَجَلَّ  
 يَنْقُضُ نَفْسًا إِنَّمَا نَفْسُهَا لَمْ تَكُنْ أَمَّتْ مِنْ قَبْلِ  
 أَوْ كَسَبَتْ فِي الْيَمَانِهَا أَحْمَرًا هَلْ دَعَا لَلشَّمْسِ  
 مِنْ قَلْبِهِ يَمَاقُ وَغَدَا مَجْرَدًا جَالِي وَدَا أَكْبَدُ الْفَرْدِ  
 (دَوَاةٌ مُّشْلِيَةٌ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عین  
 چیزیں جیبت بنی ہر ہن کی تو کسی نفس کو اس کا ایمان  
 نفع نہ دے سکے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا پہلے ایمان  
 میں بھٹکائی نہ لگائی تھی، سورج کا مغرب سے نکلنا، جہاں  
 اور زمین کا جانور سکے (السلام)

۱۵ اس وقت ایمان لانا اور کفر سے توبہ کو کی فائزہ نہ دے گا۔  
 ۱۵ اس وقت گناہوں سے توبہ بھی مفید نہ ہوگی۔ اس آیت کریمہ کی متعدد تفسیریں ہم نے ایک بیان کی ہے  
 اور تین چیزیں یہ ہیں۔

۱۵ کیونکہ ان کے بعد احوال آخرت کا مشاہدہ ہو جائے گا۔ علامہ معتبر ایمان بالغیب ہے۔

۵۲۳۲ وَكَانَ آفِئَةً مِّنَ يَفْعِ كَالْكَانِ كَالزَّمْلِ  
 صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَتْ الشَّمْسُ  
 أَتَدْرِي أَيْتَ كَذَّ هَبْ هَيْدَهْ قُلْتُ اللَّهُ دَرَسُوهُ  
 أَعْلَمُوا كَالْكَانِ كَالزَّمْلِ كَذَّ هَبْ هَيْدَهْ قُلْتُ اللَّهُ  
 وَرَسُولُهُ أَعْلَمُوا كَالْكَانِ كَالزَّمْلِ كَذَّ هَبْ هَيْدَهْ  
 كَسَجَدَ كَحُوتِ الْعُرْوِشِ كَسَسْتِ أَيْدِي كَيْسُودَنْ  
 كَهَا وَيُوشِكُ أَنْ كَسَجَدَ وَكَدَّ كَقَبَلٍ وَمَنْهَا  
 كَسْتِ أَيْدِي كَذَّ يَسُودَنْ كَهَا وَيُوشِكُ أَنْ كَسَجَدَ  
 مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلَعُ مِنْ قَلْبِهِ يَمَاقُ كَذَّ  
 كَوَلَدُ الشَّمْسِ كَحَيْرِي يَسْتَقِرُّ قَهَا كَالْ  
 مُسْتَقَرُّ هَا تَحْتِ الْعُرْوِشِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب  
 سورج ڈوبتا ہے تو جلتے ہوئے کہاں جاتا ہے میں نے  
 عرض کیا اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ﴿یَا اے عرش  
 کے سچے سجدہ کرتا ہے پھر جہانن ملگن ہے تو اسے جہاں  
 جتے رہی جاتی ہے اور فریب ہے کہ سجدہ کرے اور  
 اس کا سجدہ قبول نہ ہو اور اہدات مانگے تو اسے اہدات  
 نہ دی جائے اور اس سے کہا جاوے کہ جہاں سے آیا ہے  
 وہاں لوٹ جاتا تو مغرب سے طلوع ہوا اللہ تعالیٰ کا قول  
 ہے کہ سورج اپنے ٹھکانے پر جاتا ہے ﴿وَمَا اس کا  
 ٹھکانا عرش کے ٹکڑے ہے﴾ (بخاری و مسلم)

۱۵ یہ حکم ہوتا ہے کہ مشرق کی جانب سے طلوع ہوا اور اجالت بھی مراوے کہیں مشرق سے طلوع ہو جائے۔  
 ۱۵ چونکہ مغرب سے آیا لہذا اسی طرف لوٹ جائے گا۔

۱۵ اس کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے غروب کے بعد وہاں جا کر سجدہ کر کے اہدات طلب کرنا ہے اور اسے  
 آئندہ طلوع ہونے کا حکم ملے گا۔

۱۵ غصہ برپا ہو رہی ہیں اس آیت کے اور معانی بھی بیان ہوئے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں جو تفسیر متفق علیہ  
 حدیث میں آئی ہے وہی متین ہوگی لیکن توجہ یہ ہے کہ اس معنی کا وہاں بالکل نام نہادان نہیں وہ مذہب غلط کے بھٹکے

ایا ہوا ہے۔ علامہ طبیبی کے کلام سے بھی سینہ کی تلخی ظاہر ہوئی ہے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال ہے۔

۵۲۳۳ وَعَنْ جُمُاعَةَ نَحْوِ مِائَتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ مَا بَيْنَ خَلْقٍ أَوْ ذَمَرٍ لِيَوْمِ النَّاعَةِ أَوْ أَكْبَرُ مِنَ ذَلِكَ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام اور قیامت قیامت کے درمیان دجال سے بڑھ کر کوئی امر نہیں (اسلم)

سلاطین کا وہ فتنہ گراہی اور استدراج کی وجہ سے۔

۵۲۳۴ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ كُفْرَانُ اللَّهِ تَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَمَ وَارٍ أَمْسِيحُ الدَّجَالِ أَهْوَرُ عَيْنٍ أَلْبَنَى حُكَاةٍ عَيْنُهُ عِلْبَةٌ ظَلْفِيَّةٌ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تم پر چھپا نہیں اللہ تعالیٰ کا کٹنا نہیں اور یحییٰ دجال دُئیس آنکھ کے کانہ ہے اس کی آنکھ گویا ابھرا ہوا انگوڑ ہے۔ (بخاری و مسلم)

سہ مبنی ہم اسی ذات سموات پر یقین ایمان رکھو یہاں کر شرع نے بنایا کیا، پس دجال کے بار اور استدراج سے گرا نہ پڑنا۔

سہ اس سے متعلق نفی نقص ہے خاص کر بصیرت نہیں بھی اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرح برگر نہیں کر اس کی آنکھیں ہیں چہ جائیکہ نوزہ اللہ وہ کا ناہر۔

سہ ظاہر۔ اس معنی میں یاد کے ساتھ ظہور سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے خیر کا سر پر آنا، اکثر اوقات میں یہی ہے لیکن بعض ولایت میں جزوہ کے ساتھ ظہور سے بھی مشتق آیا ہے، اس کا معنی آگ اور چراغ کا بجھنا ہے یعنی بے نور اور تاریک ہونا مراد ہے

۵۲۳۵ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَجْبِي إِذْ كُنْتُ أَتَاهُ مَا أَقْبَمَهُ إِذْ هُوَ الْكَأَبُ إِذَا أَقْبَمَ أَهْوَرُ حَرَانٌ مَا يَكُنْهُ لَيْسَ بِأَعْوَمَ مَكْشُوبٌ بَيْنَ كَيْفَيْهِ لَكُ ف. ر. - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو کانے کھڑے سے گھرایا۔ آگاہ ہو کہ وہ کانہ ہے جبکہ تھار بار کانہیں اس کی دونوں گھول کے درمیان ک۔ ف۔ ر۔ رکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

سہ مراد دجال ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ دجال کے خروج کا وقت کسی کے لیے متعین نہیں اس سے اس سے معلوم ہے کہ قیامت سے پہلے آنے والے گمراہ قیامت قیامت کا وقت متعین کسی کو معلوم نہیں، لہذا اس کے خروج کا وقت متعین بھی کسی کو معلوم نہیں۔

سہ لفظ کفر مراد ہے مشکوٰۃ کے معنی نسخوں میں لفظ کفر ہے اور بعض میں جُنا حروف میں لکھا گیا اس کے چرے پر

عبداللہ کا ہوا ہوگا۔

۵۲۳۹ وَمَنْ آتَىٰ هَذِيحَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُحْدِثُكُمْ  
حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ مَا حَدَّثْتُ بِهِ شَيْئًا قَوْمًا  
أَنْتُمْ أَغْوَمَ وَأَنْتُمْ يَجْعَلُونَ مَعَهُ بِطِلَ الْمَجْدَةِ  
وَالشَّارِكَ الَّذِي يَقُولُونَ إِنَّهَا الْجَنَّةُ عَنِ النَّارِ  
قَرَأْتُ أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرْتُمُ شَوْخَ قَوْمًا  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۵۲۴۰ وَمَنْ حَدَّثَنَا عَنْ عَيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ يُحَدِّثُ  
قَرَنًا مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا فَالْمَاءُ الَّذِي يَرَاهُ  
النَّاسُ مَاءٌ وَنَارُهُ خُفْيٌ وَأَمَّا الَّذِي  
يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَالْمَاءُ يَأْرُدُّ عَذَابَ  
فَتَنٍ أَدْرَكَ لَحْلُوكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقُوا فِي الدُّنْيَا  
يَدَا نَارًا فَكَيْفَا مَاءً عَذَابَ طَيْفٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)  
وَرَأَى مُسْلِمٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ مَسْمُومٌ  
الْعَيْنُ عَلَيْهِمَا ظَمْرَةٌ عَلَيْهِمَا مَمْلُوءَةٌ بَيْنَ  
عَيْنَيْهِمَا خَافِضَةٌ مِمَّنْ مُؤْمِنٌ كَاتِبٌ وَغَيْرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں  
دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتاؤں جو کسی نے اپنی  
امت کو نہیں بتائی، بلاشبہ وہ کاتب ہے اور اپنے ساتھ جنت  
و ناریں جیسی چیزیں لے کر آئے گا اور میں تمہیں ڈرانا ہوں  
جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا۔  
(بخاری و مسلم)

حضرت خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ دجال  
نیکے گا اور اس کے ساتھ پانی کا ایک ہوگا جو لوگوں کو پانی  
نظر سے لگادہ جیسا کہ اگل ہوگا اور جو لوگوں کو اگل نظر  
آئے گی وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا جو تم میں سے اس صحت حال  
سے دیکھ رہا ہو اس میں گرے جو اگل نظر لے رہے ہیں وہ گرے  
میٹھا پانی پانی ہے (بخاری و مسلم)

اور مسلم میں ہے اسناد بھی ہے کہ دجال ٹی ہوئی آنکھ  
وہ ہے جس پر بڑا سا ناخن ہے اس کی دونوں آنکھوں کے  
درمیان کا فرق کھاجا ہو اسے جس کو ہر مومن پر لے لگھو وہ  
کھانا کھانا چٹکے یا نہ کھانا پڑے۔

سنا یا تحقیق آگ اور پانی ہوں گے یا جہانزاد جنت و عذرا کا ذکر ہے۔

سنا یعنی اس کی طرف سے جو دجال اور مقتول دیکھے اسے راحت اور خوشی ملے، اس سے گریز نہ کرے اور  
دجال کے حال میں نہ پڑے۔

سنا ظفر - ظا پر زب، فاد، آنکھ پر جو زائد گوشت آتا ہے اور اسے ناک کی طرف سے دھوپ لیتا ہے۔  
سنا اس سے پہلے وہ کھانا کھانا تھا یا نہ کھاتا رہے کہ ظاہر یہی ہے کہ ناخن اسی آنکھ پر ہوگا جو غیر مملو ہوگی  
کیونکہ مسوح کا معنی جو دجال کی وجہ سے مری گزرا وہ یہ ہے کہ جس کی ناک کی جانب پھرے کی آنکھ و ابو سے خالی ہو لہذا  
وہ جانب مملو ہوگی وٹاں ناخن کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر اس وقت ہو سکتا ہے جب مسوح سے ہر اطمینان معیوب ہوتا ہو  
اور دیش میں کھانا عینہ و عینہ یا خلا فیستہ۔ (اس کی آنکھ اٹھ رہے ہوئے انگوڑی طرح ہوگی) بھی کیا ہے

حریث میں امور میں ایسی (رائی) آنکھ سے کان بھی گنڈا ہے اور دوسری میں بائیں آنکھ کا ذکر ہے۔ بالجمہل و جہل کے بارے میں احادیث متعارض آئی ہیں۔ شیخ نور حارثی کہتے ہیں کہ ان اوصاف کے درمیان تطبیق یوں ممکن ہے کہ فرض کر لیا جائے کہ دونوں آنکھوں میں سے ایک ختم اور دوسری میں عیب ہے، اب یہ ایک آنکھ کو امور کہہ جاتا ہے کیونکہ عور کے معنی عیب کے ہیں۔

۵۲۳۸ وَكَذَلِكَ قَالَ قَاتِلُ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُ صَدَقَ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالُ أَهْوَى الْأَعْمَى  
أَيْسَرُ الْجَعَالِ الشَّعْرُ مَكَّةَ جَعَلَتْهُ وَتَمَارُ  
مَكَّةَ وَجَعَلَتْهُ تَمَارُ۔

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جہل، بائیں آنکھ سے کان اور پرانے گھٹنے بالوں والا ہے اس کے ساتھ اس کی دوزخ جنت ہوگی اس کی آگ جنت اور اس کی جنت آگ ہوگی۔

(دَوَا مُشْلَط)

(السم)

سلہ جہل، جیم پریشیں، کثرت یا شہم اور اس کی شل کے ساتھ مخصوص ہے۔ قاموس میں ہے جَعَلَ الشَّعْرُ جَعْلًا بول کا پرانہ ہونا۔

۵۲۳۹ وَكَذَلِكَ قَالَ قَاتِلُ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُ صَدَقَ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالُ أَهْوَى الْأَعْمَى  
أَيْسَرُ الْجَعَالِ الشَّعْرُ مَكَّةَ جَعَلَتْهُ وَتَمَارُ  
مَكَّةَ وَجَعَلَتْهُ تَمَارُ۔

حضرت نوائل بن سحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہل کا ذکر فرمایا تو فرمایا اگر وہ نکلا اور میں تم میں ہوتا تو تمہارے بغیر اس کا مقابل میں نہیں ہوں گا اور اگر وہ نکلا اور میں تم میں نہ ہوتا تو ہر شخص اپنی زندگی کا محافظ ہے اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میری طرف سے محافظ ہے، وہ جہاں ہے سخت ٹھونکے والے بال والا، اس کی آنکھ ابھری ہوئی، گویا میں اسے عبد العزی بن قحطی سے تشبیہ دیتا ہوں تو تم میں سے جو اسے پائے تو اس پر سورۃ کہف پڑھے۔

ایک روایت میں نواج سورۃ کہف کے الفاظ اور دوسری روایت میں نواج سورۃ کہف کے الفاظ ہیں۔ کیونکہ یہ تصدیق امات ہے اس کے فتنے سے وہ، شہم اور عراقی ولے راستے نکلے گا تو وائیں بائیں نہ دھپکائے گا لے اللہ کے بند و اثبات قدم رہنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا زمین میں پھرنے کا کیا ہے؟ فرمایا جاسیس دن، ایک دن سال کی طرح ہوگا اور ایک دن مہینہ کی

وَفِي يَوْمٍ آيَةٌ فَلْيَسِّرْ عَلَيْهِ يَوْمَ آيَةٍ  
مُسَوِّدَةٍ الْكُفْرِ وَفِيهَا جَعَالٌ كُفْرٌ وَفِيهَا  
رَأْيٌ تَجَادِبٌ مَحْكَمٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِراقِ  
كَهَاتُ بَيْنُنَا وَهَاتُ بَيْنَنَا يَا هَيْبَةُ اللَّهِ  
فَالْجَعَالُ خَلَّتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا بَلَّغَتْ  
فِي الرُّدْضِ قَالَ أَرَأَيْتُمْ يَوْمَ يَوْمٍ  
كَسَنَتْ وَيَوْمَ كَشَفَتْ وَيَوْمَ كَجُمِعَتْ



وَسَاءِ لِقَاءِ آيَاتِهِمْ كَمَا يَأْتِيهِمْ كُفْلًا يَأْتِي رَسُولَهُ  
اللَّهُ كَذَلِكَ الْيَوْمَ الَّذِي كَسَبَتْهُ أَكْثَرُ الْعَمَلِ  
فِيهِ صَلَوةٌ يَوْمَ كَانَ لَكُمْ خُذُّوْا  
خُذُّوْا

وَلَمَّا يَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ وَمَا سَرَّاعَهُ فِي الْآيَاتِ  
كَانَ كَالْعَيْنِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ  
كَيْفَ يَأْتِي الْقَوْمَ كَيْدُ عُرْهُمُ فَيَوْمَ يُنَوِّنُ  
بِهِ كَيْفًا مِّنَ السَّمَاءِ كُنْشَطُودَ الْأَرْضِ فَتَنْبُتُ  
تَنْتَرُخُ عَنْهُمْ سَارِحَتُهُمْ أَهْلُ مَا كَانَتْ  
دُرَى وَاتَّبَعَهُمْ دُحَارٌ مِّمَّا كَانُوا يَحْمِلُونَ

لَهُمْ يَأْتِي الْقَوْمَ كَيْدُ عُرْهُمُ فَيَوْمَ يُنَوِّنُ  
عَلَيْهِمْ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصِيبُ مَحْضُوتَ  
مُسْجِدِهِمْ لَيْسَ يَأْتِيهِمْ كَيْفًا مِّنَ السَّمَاءِ  
وَكَيْفًا يَأْتِيهِمْ فَيَقُولُ لَهَا أَخْشَرُ نَجِي  
كُنْتُ لَكَ فَتَتَّبَعُهُ كُنْتُ لَهَا كَيْفًا يَسِينُ  
الْبَعْلُ ثُمَّ يَدْعُو دُعَاءَ مَنْ لَمْ يَأْتِ بِهَا فَيَقُولُ  
يَا لَيْسَ بِي فَيَقْطَعُهَا بِحَدِّ لَحْيَيْهِ وَتَمِيَّةُ الْقَوْمِ  
لَهُمْ يَدْعُوهُ فَيَقْبِلُ وَيَتَقَبَّلُ وَجْهَهُمَا  
يُطْرَحُ

فَيَنْتَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ  
الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ النَّصَارَى  
الْبَيْتُاءَ شَرْقِيًّا وَتَشْقَى بَيْنَ مَهْمُودَةٍ تَيْنِ  
وَأَمَّا لَكُنْهِ عَلَى أَجْوَدَةٍ مِّنْ كُنْهِ إِذَا حَاكَ

طرح ، اور ایک دن ہفتہ کی طرح اور پھر دن ہفتہ کی طرح  
عام ہوں گی طرح ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی اطلاع  
علیہ السلام تو یہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا اس میں  
ہم کو ایک دن کی نماز کی کافی ہوں گی نماز میں تم اس  
کے لیے اذانہ لگائیں۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ زمین پر اس کی تشریف  
کسی ہوگی تو یا بادل جس کے نیچے ہوا ہو۔  
وہ ایک قوم پر آئے گا انھیں بلائے گا وہ اس پر  
ایمان لے آئیں گے تو اس کو حکم دے گا وہ بارش برسائے  
گا ، اور زمین کو حکم دے گا وہ اگا لے گی ، ان کے ہاں  
شام کے وقت آئیں گے ، تو وہ زیادہ پہلے کوٹنے والے  
اور زیادہ بھرے ہوئے ٹھنڈے اور زیادہ چھٹی ہوئی کوٹنے  
والے ہوں گے۔

پھر ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا انھیں بلائے  
گا وہ اس کی بات رو کر رہیں گے غلہ وہ ان کے پاس  
سے لوٹ جائے گا تو وہ لوگ قطعہ جو رہیں گے ان  
کے ہاتھوں میں ان کے گلہ میں سے کچھ باقی نہ رہے گا  
اور پھر پھر پھر اسے گا اس سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال  
تو اس کے گھنے پر خزانے شد کی کھینچ کی طرح چلیں گے  
پھر جوانی سے بھر گئے ہوں ایک شخص کو بلائے گا اسے  
تو اس کو اس کے دو چوٹے کر دے گا پھر ترشے کے  
نشان کے حرف پر چھپک دے گا پھر اسے بلائے گا  
تو وہ ابلے گا اس کو پھر چھپک ہوگا وہ جنت ہوگا۔

جبکہ وہ اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ یحییٰ ابن مریم  
کو بھیجے گا آپ اس طرح کے شرقی منبر سے کے پاس  
دو طرفہ نظر کی چیزوں کے درمیان اتریں گے اپنے دونوں ہاتھ  
فرشتوں کے ہاتھوں پر رکھے ہوئے جب اپنا سر جھکائیں گے



إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجْعَلُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْجِعًا  
 لِشَيْءٍ إِلَّا مَلَكًا وَهُمْ يَخْتَفُونَ كَيْفَ تُنْقِطُ  
 يَوْمَئِذٍ اللَّهُ بِشَيْءٍ دَاعٍ صَاحِبًا إِلَى اللَّهِ كَيْفَ يُرْسِلُ  
 اللَّهُ طَائِفًا لَمَّا كُنْتُمْ فِي الْبَحْرِ فَتَخْلِفُكُمْ  
 فَتَطْرُقُكُمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ وَفِي رِبَابٍ  
 تَطْرُقُكُمْ بِالْفَيْفِيلِ وَكَسَوْتُمْ قَدَمُ الْمُسْلِمُونَ  
 مِنْ قِسِيَتِهِمْ وَكُنْتُمْ بِمَعْرِضِهِمْ مَتَبِعَةً  
 بِسِينَةٍ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَلَكًا لَا يُكُونُ مِنْهُ  
 بَشَرٌ مَدَامَا وَلَا يَدُ كَيْفَ يُفْصِلُ الْأَرْضَ حَتَّى  
 يَشْرُقَ لَهَا كَالَّذِي لَقِيَ شَعْرُكَ الْبَلَدِ رَضَى الْبَلَدِ  
 كَمَدَتْكَ وَتَرَى بَرَكَاتِكَ كَيْفَ مَتْنَةٍ تَأْكُلُ  
 الْعِصَابَةَ مِنَ الرُّمَّةِ نَبَاً وَتُسْتَبَلُّونَ  
 بِقِيَمَتِهَا وَتَبَا تَلَفٌ فِي الرِّبَابِ حَتَّى إِنَّ الْفَلَحَةَ مِنَ  
 الْبَلَدِ يَكُونُ الْفَيْفِيلُ مِنَ النَّارِ وَالْبَلَدُ مِنَ  
 الْبَلَدِ يَكُونُ الْفَيْفِيلُ مِنَ النَّارِ وَالْبَلَدُ مِنَ  
 الْمَدِينَةِ تَكُونُ الْفَلَحَةُ مِنَ النَّارِ كَيْفَ تَكُونُ  
 إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيبًا كَيْفَ تَكُونُ كَيْفَ تَكُونُ  
 أَمَا طَيْعَةً قِيَمَتِمْ رُؤُوسُ كُلِّ مَوْجِبٍ وَكَيْفَ مُنْجِلِهِ  
 وَتَبْلُغُ شِرَارُ النَّارِ يَكُونُ الْجَلَدُ فِيهَا كَمَا رُبَّ  
 النُّعْمِ كَعَلَيْهِمْ كَعَلَيْهِمْ كَعَلَيْهِمْ كَعَلَيْهِمْ  
 الْبَلَدُ أَيْسَارُ الْبَلَدِ كَيْفَ تَكُونُ كَعَلَيْهِمْ  
 إِلَى قَدَمِهِمْ تَبْلُغُ سِينَتِهِمْ

الفرق

تو زمین میں بالشت بھر کوئی ملاحظہ نہیں پائیں گے جو ان کی  
 لاشوں اور بدبو سے نہ بھری ہو۔ تب اللہ کے نبی حضرت  
 عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو  
 اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا۔ اور ان کی گردنوں کی طرح  
 وہ انھیں اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔  
 ایک روایت میں ہے کہ انھیں ایک کھجور کی پھینک دیں گے  
 اور سلطان ان کی کتابیں نیز سارے درختیں سمیت مٹا دیں گے  
 چوائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے نہ کوئی  
 مٹی کا گھر بچے گا نہ اون کا۔ وہ زمین کو دھو دے گی حتیٰ کہ  
 اسے شیش کی طرح کر چھوڑے گی پھر زمین سے کھا جائے گا  
 تو پانے چلے گا اور اپنی برکت و نواسے تو اس دن تک  
 سے ایک جہات کھائے گی اور اس کے چھلکے پھیلنے  
 کی اور دوسری برکت دی جائے گی حتیٰ کہ تارہ جتنی ہوگی  
 اونتنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور جتنی ہوگی  
 گائے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور جتنی ہوگی بحری لوگوں  
 کے ایک غار ان کو کافی ہوگی جبکہ وہ اسی حالت میں ہوں  
 گے کہ اللہ ایک غر شکار ہوا جیسے کہ وہ انھیں ان کی جہتوں  
 کے نیچے لے گئے تو ہر پہلو پر ہونے کی وہ جہتیں نہ ہوں گی  
 اور ہر پہلو پر وہ جہتیں گے جو زمین میں اگر صحن کی جھنکی  
 طرح نہ لگائیں گے، ان پر قیامت ہوگی۔ (در اسلام)  
 تحریر: الفلاحیہ اسلامیہ، پشاور، پاکستان

ملہ نواس، نون ہزبر، والو مشور اور سین، بن سمان، یہی کے پٹنہ زرا، جیم سکن، سمائی میں، شمشہم میں  
 کوٹ نہریہ ہے۔

ملہ مختار سے ملے، مختار سے پیچھے کی جانب، دون کا منی سامنے، پیچھے اور اوپر کے آتے ہیں  
 ملہ پانے آپ سے اس کے شر کو دائیں طرف قطعہ مثالی سے دفع کرو۔

ملہ میرے بعد تم پر اللہ کیل اور اس کا دل ہے جو جہاں کے شر کو ہندو کر دے گا فاضل رہے کہ یہ دلائل وقرآن سے

معلوم ہو رہا ہے کہ دجال کا ظہور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے بعد ہی ہے۔ مگر آپ نے یہ ظہور کب تک پیش  
پرخوری فتنہ کے بقا، اس کے ظہور کے وقت میں ابہام، دجال کے ظہور کے یقین اور تحقق میں بالحدوث تاکید کے لیے آپ نے  
یہ اسلوب اختیار فرمایا۔

۴ ابن قطن، مخالف پر زبر اور طاعن، یہ عبدالعزیزی قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتا ہے اور مدعا جہت میں یہ باؤشاہ رکھا۔ بعض کے نزدیک یہودی کا نام ہے اور نام سے یہ جہت ہے کہ یہ مشرک تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اس کے شاہ قرار دیتے ہوئے جرم نہیں فرمایا۔ البتہ بعض احادیث میں تشبیہ پر جرم کا ذکر بھی آیا ہے گویا کافری کا لفظ برا ہے تاکہ دلوں میں پختگی پیدا کرنے کے لیے ہے۔

اس وقت ان آیات کی تلاوت کے وقت میں مٹا ہے۔ جواز جیم کے بچے زبیر یا پیش کمرہ الفصح ہے۔ ہمایہ ہونا، چڑوسی کا اس دینا، بعض نسخوں میں جواز کم جیم اور دنا آیا ہے ان کا سن وہ خط (دنیاء) جو مسافر کسی بادشاہ سے اس لیے لیتا ہے کہ اس کے نائب راجستے میں اس سے تفریق نہ کریں۔

عہ کل خاد پرزہ لام شد، وہ راستہ جو ریگستان میں جاتا ہو۔  
 شد صرف اپنے سامنے مقابل ہی نہیں بلکہ دائیں بائیں ہر طرف فساد پھیلانے لگے گا اور لفظ عاٹ کو برصیفہ ماضی بھی پڑھا  
 گیا ہے۔

یہ ہے۔  
**فہم** پانچ نمازوں کے ادا کرنے کے لیے ایک دن کا اعلان مقرر کرو، جب فجر کے طلوع کے بعد عام معمول کے مطابق وقت گزر جائے تو نماز فجر ادا کرو اور جب فجر اور ظہر کے درمیان عام معمول کے مطابق وقت گزر جائے تو ظہر ادا کرنا، جب ظہر اور عصر کے درمیان متعارف وقت کے مطابق گزرے تو عصر ادا کرنا اسی طرح اس دن کی باقی نمازیں جو سال کے برابر ہوگا، اس پر اس دن کو قیاس کر لیجیے جو سب سے زیادہ ہے۔ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ تاویل باطل ہے کماں دن کی طوالت سال اور مہینے کے برابر اس معنی کے سنتوں اور شدت علم و حزن کی وجہ سے ہوگی اور جیسے جیسے حق کی قدر و شوکت میں اضافہ ہوگا باطل پسپا ہوتا جائے گا اور لوگ غمزدار اور مشقت کے عادی ہو جائیں گے سختی جاتی رہے گی یہ تاویل اس سوال اور جواب سے ثابت نہیں رہتی۔

غلہ نیپاں فیٹ سے مراد ابر ہے۔

سلسلہ انہی طرف اور اپنے خطہ میں کی طرف

۱۔ اپنی طرف اور اپنے مذہبی طرف  
 ۲۔ وہ مولشی جو مسیح کے وقت چرتے گئے تھے سرخ، موشی کو چراگاہ میں چھوڑنا اور سارہ، چراگاہ میں چھوڑ گئے  
 ۳۔ وہی، اور اسی کی کوٹن کا بند ہونا۔ جس کی گندی کو گوندہ کھا جاتا ہے یا اس موشی کا فوہ چونا سونا، مطلب ہے کیونکہ  
 فرہ ہونے کی وجہ سے کوٹا رطلے ہو جاتی ہے۔  
 ۴۔ وہ قوم آس پر ایمان نہیں لائے گی۔

۴۷۰ وہ قوم اس پر ایمان نہیں لائے گی۔



شاہ فخر - دونوں پر فخر، پیچیدہ درخت یا وہ چیز جو اعلیٰ نہ ہو شاد درخت وغیرہ۔ چونکہ اس پہاڑ پر بہت زیادہ درخت ہیں اس وجہ سے اس کا نام جبل الفخر ہے۔  
 ۱۰۷۰ نشاب، نون پر پیش، شین شاد اس کا واحد نشاہ یعنی تیر ہے۔  
 ۱۰۷۱ شاہ مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔

۱۰۷۲ شاہ فاقہ و امتیاز اس مذہب کو گا کہ چوپائے کی سری وغیرہ جو نہایت ہی انڈیا ہوتی ہے اس کی قیمت سو درہم زائد ہوگی تو باقی اجزاء کے گوشت کا اندازہ خود کر دیجیے کہ ان کا اصل کیا ہوگا اور کتنا مہنگا ہوگا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ سر شہ سے مراد ذاتِ ثور ہے جس کی ہاڑے زراعت و کاشتِ حرث ہوتی ہے لیکن یہ بات ضعیف ہے کیونکہ جو لوگ اس طرح عجوبہ و معجزہ ہوں گے ان کا ذراعت کرنا کیسا ممکن رکھتا ہے۔

۱۰۷۳ شاہ یاجوج ماجوج کی طاقت کے لیے  
 ۱۰۷۴ شاہ نفق، نون پر زبر، مین، وہ کثیر احوال اور عجیب کی ناک میں ہوتا ہے اس کی واحد نفقۃ نامہ کے ساتھ ہے۔

۱۰۷۵ شاہ یعنی تمام ایک وقت ہلاک ہو جائیں گے و فرسی بروزن قتل۔ یہ قرسی یعنی قتل کی جمع ہے۔  
 ۱۰۷۶ شاہ زیم پچھلے دونوں حروف پر زبر یعنی چربی اکثر روایات میں یہی ہے بعض میں زاد پر پیش بھی آیا ہے زہر کی جمع یعنی بدبو۔

۱۰۷۷ شاہ بہت باد پر پیش، غلو سکن، طراسانی اونٹ جن کی گردنیں بلند ہوتی ہیں اس کا واحد بنتی ہے۔  
 ۱۰۷۸ شاہ نبل، نون پر زبر، باد پر بھی فخر، بیت المقدس کے پاس ایک جگہ کا نام ہے بعض نے کہا کہ وہ جگہ مراد ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے (کنانی بعض الحاشی)۔ اس لفظ کو شکرۃ کے نسخ میں نون کے ساتھ ہی صحیح قرار دیا گیا ہے۔  
 ۱۰۷۹ یسعی کے نسخ میں بھی یہی صحت ہے مگر مجمع البحار میں کوفی کے حوالے سے یہ لفظ تجکب، سم کے ساتھ آیا ہے اس کی تفسیر اس پہاڑ سے کی گئی ہے جو زبیر زمین چٹان ہو۔ ناموس میں باب اللام و فضل المیم میں کہ تجکب بہذن منزل یعنی پہاڑ کی چوٹی سے بچے گنا۔ یہ منقول ہے کہ قرندہ نے مدینہ دہلوی میں "قطر حصہ بالہ نبل" اسے نون کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ضعیف ہے درست میں، سم کے ساتھ ہی ہے۔

۱۰۸۰ شاہ حجاب۔ جیم کے پیچھے ذرا جمع جب یعنی تیروان۔  
 ۱۰۸۱ شاہ مدد، میم احمد دال دونوں پر زبر وہ مٹی جس سے اہل شہر گھر بناتے ہیں و دیگر، طراد اللہ یا دونوں پر فخر اونٹ کی اونٹ جس سے مسافر گھر بناتے ہیں یعنی برج بارش ہوگی اور کوئی ایسی جگہ نہیں بچے گی جس پر بارش نہ ہو، کوئی دیوار اور غیر بارش کے پیچھے سے مانع نہ ہو سکے گا۔  
 ۱۰۸۲ شاہ یاجوج ماجوج، کاف پر صمد یا باد پر صمد اور کاف پر صمد و انانکسان دونوں طرح آیا ہے اور دونوں کا معنی ستر ہے۔

۱۰۸۳ شاہ زلفہ، ذال پر زبر، لام اور کا کا فاحس کے چند معانی ہیں ان میں سے ہر ایک اس مقام کے مناسب ہے

وہ نگر جہ پانی سے پر ہوا کے اور صاف ہو، کاسہ سبز یا مٹی سبز رنگ کی کیونکہ جب برتن پانی سے بھرا ہو تو کاسہ رنگ دکھائی دیتا ہے۔ "صاف" سمجھو پتھر وہ زمین جس پر چھاؤں لگایا گیا ہو۔ یہ لفظ زام پر ختم اسلام اس کن معنی "صاف" محمدی ہے یہ لفظ کالہ قاف کے ساتھ بھی مروی ہے اس کا معنی شفاف پتھر اور آئینہ کے ہیں یہ بھی مقام کے مناسب ہے گویا زمین کثرت آب کی وجہ سے آئینہ کی مانند ہوگی جس سے حیرت و تعجب کا جاکے گا۔

marfat.com  
Marfat.com





۱۔ جو لشکر دجال کا مقدمہ ہوگا مصالح میں صلح یعنی سرحد جو اختیار چھپانے کی جگہ ہوتی ہے پھر اس کی اطلاع صاحب اختیار پر ضرور ہوگی کیونکہ وہ سرحد کی حفاظت کرتا ہے بیان ہی معنی مراد ہے۔  
۲۔ دجال

۳۔ تو ہمارے پروردگار کا منکر ہے

۴۔ ہمارے رب کی ربوبیت ظاہر و باہر ہے۔ اس کی تمام صفات کا یہ ہیں اس میں کوئی نقص نہیں اور قبل کا یہ طاس کے اٹھ ہے۔

۵۔ دجال نے اپنے حکم کے بغیر کسی کو قتل کرنے سے منع کر رکھا ہے۔

۶۔ جس کی نشانیاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتائی تھیں۔

۷۔ بعض نے کہا کہ پیٹ کے بل انھیں لٹایا جائے گا تاکہ انھیں ماریں۔

۸۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، افاض سکن، سین، نصف از دوح، بعض نسخوں میں واہ پر زبر اور سین مشدود از دوح کو بھی صحیح قرار دیا گیا ہے یعنی فراخ انداز کر دیا جائے گا۔

۹۔ یہ اس روایت کے مطابق ہے کہ صحیفہ مضارع مہول ہے یا مشدود اور ما کے ساتھ تفسیح کی چیز کو چھڑا کر دینا، کھڑوہ امر کا صحیفہ از دوح، سرکاذبی کرنا، یہ روایت اصح ہے جس کا شرح مسلم میں ہے۔ دوسری روایت تفسیح کی تفسیح اور کھڑوہ بھی ایسی باب سے ہے اس روایت کو قیدی نے مجمع بین العلمین میں لکھا ہے تیسری روایت کے مطابق یہ دونوں الفاظ تفسیح اور کھڑوہ، جمع سے مشتق ہیں یعنی سرکاذبی کرنا ہے۔

۱۰۔ میثرا، میم کے نیچے زیر، آہ، وشر یعنی خشر جنم کے ساتھ آیا ہے یا بھی آتی ہے شرت الخشبہ اشتر اور شرا دونوں میں فشار یعنی فن کے ساتھ بھی ہے۔ مفرق، میم پر زبر، را کے نیچے زیر سر کی ہلک۔

۱۱۔ شحرے کے بعد قونے جو زندہ کیا ہے اس سے میرے یقین میں اضافہ ہو گیا ہے کہ کوئی عینا جبرائیل دجال ہے معلوم میں ہے کہ از یاد کا معنی زیادہ کرنا یا زیادہ ہوتا ہے۔

۱۲۔ جو اس نے قتل کیا پھر زندہ کیا اب کسی کے ساتھ نہیں کرے گا۔

۱۳۔ بعض نسخوں میں فیاض فیضیہ کے ہے یعنی اتنا سخت جو جانے کہ وہاں مورد کام نہیں کرے گی

۱۴۔ اس آگ میں جو اس کے ساتھ ہوگی۔

۱۵۔ جیسا کہ پہلے گزرے گا اس کی نازت اور اس کی جنت آگ ہوگی۔

۱۶۔ اس ناز سے قتل کیا گیا اگرچہ بعد میں زندہ ہو گیا یا اس ناز سے کہ اسے دجال نے ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ وہ ذبح نہ ہو سکا، شادت سے مراد بارگاہ اندری میں حاضر ہونا اھو گویا دینا ہے۔

۱۷۔ ۵۲ عَنْ اَبِي شَرِيْبَةَ قَالَ كُنْتُ حَتَّىٰ  
حضرت ام شریکھ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ عَزَّ  
النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ حَتَّى يَكْفُؤُوا بِالْجَنَّةِ أَلَمْ  
تَكُنْ أَمْرًا شَرِيكًا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَتْ  
أَعَدَّ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُوَ قَوْلِي ۝

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ وہاں سے  
مجاہدیں گے حتیٰ کہ پہاڑوں میں جا بیٹھیں گے۔ اُمّ شریک  
کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو اس دن عرب  
کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ غلوڑے ہوں گے۔

(المسلم)

(دَقَاءُ مُسْلِمًا)

۱۔ اُمّ شریک، یسین پر زبر، راو کے پینچنے پر انصاریہ صحابیہ ہیں ایک اُمّ شریک اور ہیں وہ بھی صحابیہ ہیں لیکن وہ  
قرشہ عاریہ ہیں اہوان کا تعلق نبی لوی بن غالب سے ہے اور فاطمہ بنت عباس کی حدیث جو حدیث کے بارے میں ہے  
اکثر کی رائے یہ ہے کہ اُمّ شریک انصاریہ ہیں اور بعض قرشہ کے قائل ہیں ۔  
۲۔ جن کا کام راہِ خلا میں جہاد اور دین سے فتنہ اور شر کو دور کرنا ہے ۔

۵۲۳۲ وَعَنْ أَبِي عَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكْفُرُ الدَّجَالُ مِنْ يَهُودٍ  
إِصْغَمَاتٍ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمْ هُجْرَاتُ الْيَتِيمَاتِ ۝

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اصغمان کے  
ستر ہزار یہودی وہاں کی پیروی کریں گے جن کے اوپر  
ایسی چادریں ہوں گی (المسلم)

(دَقَاءُ مُسْلِمًا)

۳۔ اصغمان یہ عجیب شہر میں مشہور شہر ہے، فلو کی جگہ باء اصمان تھی پڑھا گیا ہے۔ ہمزہ کے پینچنے پر بے  
زبر بھی مروی ہے، یہ یہاں سے مروی بنایا گیا ہے وہ جگہ جہاں لشکر طہر نے تیں یا اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے آسمان والوں  
کے ساتھ جنگ کے لیے لشکر کو بلایا تو اس کی سپاہ نے جواب میں کہا کہ خدا کے ساتھ جگہ کر دو۔ القاموس  
۴۔ یہ یہودیوں کی علت ہے کہ وہ ایسی چادریں اوڑھتے ہیں ۔

۵۔ بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے ایسی چادریں کی مذمت کی ہے اور اس روایت کی وجہ سے جو  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک ایسی جماعت کو دیکھا جن پر ایسی چادریں تھیں اور وہ  
غیر کے یہودیوں کے مشابہ تھے لیکن حق یہ ہے کہ ایسی چادریں پہننے سے مراد چادر کے ساتھ سر کو ڈھانپنا ہے جو خود و  
سب سے ملے اور اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ سے بہت سی احادیث آئی ہیں اگرچہ ایک وقت میں  
یہ یہودیوں کا شمار تھا اور حضرت انس کا انکار اس شمار کی وجہ سے تھا یا اس وجہ سے کہ ان کا رنگ نہ دھوا ۔ ان  
ایسی چادریں میں عمل اختلاف یہ ہے کہ انھیں سر پہاں طرح لیا جائے کہ ان کی ایک طرف کا نہرے پر جو اسے متعلق اور  
تعلق بھی کسا جاتا ہے ۔ اس کے منکرین کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے جو ثابت ہے  
وہ وقت مخصوص میں گرمی آفتاب وغیرہ سے بچنے کے لیے بنے لیکن مجبور علماء کے نزدیک ہر حال میں ظاہر است جائز  
ہے حدیث میں ہے کہ طبلان کے ساتھ سروں کو ڈھانپنا عرب کا لباس ہے اور قناع (پینچنے والا کپڑا) ایمان کا لباس ہے  
امام ترمذی وغیرہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہننے والا

بڑا استعمال فرماتے حتیٰ کہ وہ کپڑاؤں سے خوب تر پہنا تھا یہاں اس کپڑے سے مراد طیلین کا وہ گوشہ ہے جو سر پہ رکھا جاتا ہے، حدیث اس میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قناع استعمال فرماتے۔ ایک علامت میں ہے کہ آپ قناع کو جھانپیں کرتے تھے۔ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ہے کہ وہ حالت قطع میں نماز ادا کرتے اور غنائے ملاوہ بھی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ سر کو طیلین کے ساتھ دن کو فحشاء و نانی اہل سنت کے زینت ہے، یہاں کرام کا قطع بھی منقول ہے اور اس بارے میں متعدد آثار و اخبار ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وجعل آئے گا اور اس پر مدینہ منورہ کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہوگا۔ پس وہ مدینہ منورہ کے نزدیک ایک شہر مدینہ منورہ میں جگہ میں اترے گا۔ اس کی طرف ایک آدمی نکلے گا جو لوگوں سے بہتر ہوگا یا بہتر لوگوں سے ہوگا اور کے گا میں لگا ہی دیتا ہوں کہ تو جہاں ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے ذکر فرمایا تھا وہ جگہ کے گا کہ تاؤ کہ اگر میں نے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو کیا میرے سوا میں نہیں کوئی ملک ہوگا وہ کہیں کے نہیں ہوگا وہ قتل کر کے پھر زندہ کرے گا وہ شخص کے گا خدا کی قسم وہاں شہر ہے متعلق ہے اور اسیرت میں ہے۔ جہاں کے قتل کر کے کا اور اس کے گا مگر وہ اس پر قاعدہ ہوگا۔

۵۲۳۳ وَكَانَ كَذَلِكَ سَعِيدٌ كَانَ كَذَلِكَ وَكَانَ  
اللَّهُ صَاحِبُ الْمَعْنَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الدَّجَالَ وَهُوَ  
مُحْتَكِرٌ عَلَيْهِ أَنْ يَذْخَلَ يَغَابُ الْمَكُونُ  
كَفَرِيٍّ بَعْضُ التَّيْبَانِ الْيَقِيْنُ الْمَكُونُ  
كَفَرِيٍّ بَعْضُ الْيَقِيْنِ رَجُلٌ وَهُوَ حَيْثُ الدَّجَالِ  
مِنْ حَيْثُ الدَّجَالِ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
الَّذِي حَكَكَ كَذَلِكَ سَعِيدٌ اللَّهُ صَاحِبُ الْمَعْنَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَيْثُ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
هَذَا حَيْثُ حَيْثُ هَلْ كَيْفَ كَيْفَ فِي الْأَمْرِ  
كَفَرِيٍّ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ كَيْفَ  
كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيْرًا مِمَّنِي الْيَقِيْنُ كَيْفَ  
لَدَجَالِ أَنْ يَفْتَنَهُ كَذَلِكَ سَعِيدٌ عَلَيْهِ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ساحر نقاب، نون کے شے زیر، نقب کی فون پر زبر اور قافی سکن کی جمع، اس کا معنی پہنچنا اور راستہ کے ہیں۔

ساحر سبائح، سین کے شے زیر، باور اور غاؤ سبحة حسین پر زبر، باور اس کی جمع ہے معنی کوری لایین جو کچھ اگائے۔

ساحر لادوی کو شک ہے معنی حواشی میں ہے کہ وہ مر و حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

ساحر میرے فلا ہونے میں کوئی شک رہے گا۔

ساحر الی شقاوت ملازمی جو اس کے گرد و یہ اور اس کی اتباع کرنے والے ہوں گے یہاں یہاں اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے یا وہ لوگ اس کے خوف یا وقت لگانے کے لیے کہیں گے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان کے قول میں باطل





الْعَادَاءُ كَانَ رَأَى مَا هَا يُوشِكُ أَنْ يَنْتَهَبَ  
كَانَ أَحْبَبُ دُفِي عَنْ عَيْنِ رُغْرَهَ فِي  
الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزِيدُ عَزَا هَلْهَا بِمَا  
الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةٌ إِنَّهَا فَاهُهَا  
يَزِيدُ عَيْنَ مِنْ مَاءٍ هَا كَانَ أَحْبَبُ دُفِي عَنْ  
يَعْنِي الْكَمِيَّتَيْنِ مَا تَعَلَّ قُلْنَا قَدْ حَرَجَ مِنْ  
هَكَذَا وَكَذَلِكَ يَغْرُبُ كَذَلِكَ أَيْ تَكُونُ الْعَرَبُ  
قُلْنَا نَعَمْ كَانَ كَيْفَ صَنَعَهُ يَهْدِي وَاحْتِزَا  
أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلْبِسُهُ مِنَ الْعَرَبِ وَ  
أَكَاغُو كَانَ أَمَلًا ذَلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ  
يُطِيعُوهُ وَإِنِّي مُخْبِرٌكُمْ عَنِّي أَنَا الْمَسِيحُ  
الَّذِي جَاءَ تِلْكَ يَوْمَ يَكُونُ فِي فِي  
الْخُرُوجِ كَاخْرَجَ كَايَسِيرُ فِي الْأَرْضِ كَذَا  
أَدْعَى كَرِيَةً إِلَّا هَبْطُهَا فِي أَرْضَيْنِ كَيْلَةً  
عَيْنُ مَكَّةَ وَطَبِيعَةً هَمَّا مَكَّةَ مَتَانِ عَيْنُ  
يَكَلِّهَا هَمَّا مَكَّةَ أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاجِدًا  
وَلَمْ أَهْمَا اسْتَقْبَلَنِي مَكَّةَ بِبَيْدَةِ السَّيْفِ  
صَلَّاتُ يَصُودُ فِي عَيْنِهَا وَرَأَى عَلَى كُلِّ لَذِي  
وَعَيْنُهَا مَكَّةَ يَخْرُسُوتُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمُحَمَّدٍ  
فِي الْوُجْهِ طَبِيعَةً هَذِهِ طَبِيعَةُ هَذِهِ طَبِيعَةُ  
يَعْنِي الْمَدِينَةَ أَدَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ  
كَتَبَانِ النَّاسِ نَعَمْ أَلَا أَنَا فِي تَحْرِيرِ النَّاسِ  
أَوْ بِحُجَّةِ الْيَمِينِ كَذِبٌ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ  
مَا هُوَ أَوْ مَا يَبْدُو إِلَى الْمَشْرِقِ .

(دکھائیے مشرق)

کیا اس میں پانی نہ ہے ہم نے کہا کہ تو بہت پانی والا ہے  
بلا حریب ہے کہ اس کا پانی خشک ہو جائے ۔ ہوا مجھے  
چشمہ درخش کے متعلق بتاؤ گی اس چشمہ میں پانی ہے ؟  
اور کیا وہاں کے باشندے بھی پانی پڑی کر رہے ہیں ؟ ہم  
نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور اس کے باشندے  
اس کے پانی سے بھی پانی پڑی کر رہے ہیں وہ بلا مجھے  
نافحہ لوگوں کے نبی کے متعلق خبر دو کہ انھوں نے کیا  
کہا ؟ ہم نے کہا وہ حکم سے تشریف لے گئے ہیں اور شرب  
میں قیام پذیر ہو گئے ہیں ہوا ایک عرب نے ان کے ساتھ  
جگ کی ؟ ہم نے کہا ہاں ! ہوا ان کے ساتھ نبی نے کیا  
کیا ؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ متصل عرب پر غالب آگئے ہیں  
اور عرب نے ان کی اطاعت کر لی ہے ہوا عرب کے لیے  
ان کی اطاعت کرنا بہتر ہے اور میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا  
ہوں کہ میں یہ قبال ہوں اور مجھے لکھنے کی عبارت  
دی جائے تو میں نکلوں تو ساری زمین میں بیوگان کوئی بستی  
نہ چھوڑوں مگر وہاں چالیس دن میں انہوں کو اکھا اور طبع  
کہ وہ دونوں بستیاں مجھ پر حرام ہیں جب کبھی میں ان میں  
کسی میں داخل ہوتا جاؤں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ  
آئے گا جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی جو مجھے وہاں سے  
روک دے گا اور اس کے ہر اسے پرفرتے اس کی حفاظت  
کرتے ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اپنا عصا بھر مارا اور فرمایا یہ سعدیہ یہ ہے مدینہ  
ہو گیا ہم نے تم کو یہ خبر دی ہے تم لوگوں نے کہا ہاں !  
نہا گا وہ رکوہ شام یمن کے جنگ میں ہے نہیں بلکہ  
مشرق کی طرف وہ ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی  
طرف اشارہ کیا ﷺ

(مستم)

۱۰۰ قریشیہ فریہ، قبر بن ملک بن لفر کی طرف منسوب ہیں۔ یہ ضحاک بن قیس کی حبشیہ اور اولین مہاجرات میں سے ہیں۔ صاحبِ جہاں، غفل اور کمال ہیں۔ ان کا نکاح ابو عمرو بن حفص بن عمر کے ساتھ ہوا، انھوں نے جب غلاق سے دی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس امر بن زید کے بیٹے اے چاہا، یہ حدیث باب الحدت میں مذکور ہے۔  
۱۰۱ سٹہ یہ خزیمہ وطلب نماز کے لیے بلا جانے والا کھڑے ہو کر لوگ جمع ہو جائیں جیسا کہ نماز خوف وکسوف کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہری حیات میں بلا جانا تھا۔

۱۰۲ سٹہ جس جس جگہ کسی نے نماز ادا کی ہے وہیں میٹھا رہے اور نہ اٹھے۔

۱۰۳ سٹہ نہ تو ایسا معاملہ ہے جو مرثوب ہو شام علیہ وغیرہ اور نہ ہی ایسا معاملہ ہے جو مرثوب ہو یعنی غزوہ وغیرہ  
۱۰۴ سٹہ نیم دہری، یہ عبدالدار کی طرف منسوب ہیں وراکب بت کا نام ہے اس کی نسبت سے عبدالدار کہتے، مشہور صحابی ہیں، ان کے احوال متعدد جگہ بیان ہوئے ہیں۔

۱۰۵ سٹہ میں یحییٰ بن عمر ہری کی بات سناتا ہوں تاکہ تمھارے ایمان میں زیادہ یقین پیدا ہو اور خبر کے ساتھ شام اور برہان کے ساتھ عایدہ بن قسطل ہو جائے (یعنی بات سننے سے دیکھتے تک پہنچ جائے)  
۱۰۶ سٹہ غم، لام پر زبر، فاد ساکن، زمین کا منہ ہے جہاں، جیم پر پیش، ذال، جھکا قبیلہ ہے عینہ بحر سے مراد بحر کشتی ہے جو دریاؤں میں چلتی ہے جو کہ وہ شتی جو نہروں میں چلتی ہے اے زندق کہ جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ عینہ بحر کے ساتھ مقید کی وجہ یہ ہے کہ اوٹ سے احتراز ہو جائے کہ عینہ بحر کے لیے عینہ بریک کہ جاتا ہے کہیں یہ بدلت صلیف ہے کہ عینہ حدیث میں متعدد قرآن و احادیث کے ساتھ مذکور ہے لہذا امتیاز کے لیے اس قید کی ضرورت ہی نہیں۔  
۱۰۷ سٹہ عینی دریا میں انھیں غیر مقصود جنت کی طرف ڈال دیا کیونکہ لعاب اس فعل کو کہ جاتا ہے جس میں کوئی فائدہ اور غرض نہ ہو۔

۱۰۸ سٹہ ارفاد، کشتی کا کناہ کے قریب ہونا

۱۰۹ سٹہ جو بڑی کشتی کے ساتھ تھیں، اقرب، ہمزہ پر زبر، راد پر ضمہ، قارب دراء کے نیچے کمرہ اس پر زبر می پڑھ سکتے ہیں) کی جمع، وہ چھوٹی کشتی جو بڑی کشتی کے ساتھ ہوتی ہے تاکہ سہل کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ جیسے ایک گھوڑے کے ساتھ معاون گھوڑا ہوتا ہے۔

۱۱۰ سٹہ جریرہ، وہ جگہ جس کے لوگ رہا کرتے ہیں۔

۱۱۱ سٹہ اہلہ، صراح میں ہے موٹے بال جو گھوڑے کی دم کے ہوتے ہیں۔

۱۱۲ سٹہ تیری مہبت کیا ہے تو جن ہے یا انسان، کیا کام کرتا ہے اور کس حال میں ہے؟

۱۱۳ سٹہ میں آنانی کی خبریں چل رہی ہیں۔

۱۱۴ سٹہ دیر، مگر جا بڑے آگ پرست اور صومندریب

۱۱۵ سٹہ لباس حیوان میں شبہات

۱۸۰۔ اللہ کے خلقت آج تک ایسا خوفناک انسان نہیں دیکھا تھا۔

۱۸۱۔ وثاق، واؤ کے پتھر کسرہ یا فخر، وہ چیز جس کے ساتھ کسی کو باندھا جائے۔

۱۸۲۔ اگرچہ آدمیوں کی جنس سے تھا مگر جس صفت پر ۱۰ تھا وہ آدمیوں کے خلاف تھی۔ اس لیے اس کی مابیت میں شک ہوا تو پوچھا۔

۱۸۳۔ میں چاہتا ہوں کہ قصیں بتاؤں کہ میں کون ہوں؟

۱۸۴۔ اگرچہ جانتا تھا کہ یہ انسان ہیں مگر ان کی اتباع میں اس نے بھی سوال کیا۔

۱۸۵۔ بیان، باور پر زبر، یاد رکھنا، شام میں قریب ہے اور یہاں میں بھی ایک جگہ کا نام ہے، مشارق الانوار میں ہے کہ حدیث مذکورہ میں بیان سے مراد ہوا و جملہ کا علاقہ ہے اور گجرات حدیث میں ہلا شام کا علاقہ مراد ہے۔

۱۸۶۔ قرب قیامت کی طرف اشارہ ہے۔

۱۸۷۔ ظہر، طلاء اور باور پر زبر، اردن کا قصبہ ہے۔ آمد حدیث میں سے امام طبرانی اسی شہر کے ہیں۔

۱۸۸۔ زفر، زلف اور زین مفتوحہ، شام میں جانب قبلہ مشہور شہر ہے

۱۸۹۔ حال عرب نے کیا کیا، یہ بعض ان یہودیوں کے افتقاد کے مطابق ہے جو کہتے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت عرب کے ساتھ مخصوص ہے یا اس لعنتی نے تعریف کی ہے کہ حضور علیہ السلام کو نادانوں اور جاہلوں میں سمجھ کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے سزا فرمائے۔ آمین۔

۱۹۰۔ یہ حدیث فیہ کا پرانا نام ہے۔

۱۹۱۔ یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کا اعتراف ہے یا تو مجبوری کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے کہ اے

ابھی کھڑا نکار کے اظہار کی ضرورت نہیں یا اس کی مراد دنیاوی ضرورت ہے۔

۱۹۲۔ طبیب، حدیث مطہرہ کا نام طباس کے اسماء ایک سو سے زائد ہیں۔ ان میں سے کچھ کا ذکر میں نے ”مذہب القلوب“

الی دہلا محبوب“ میں کیا ہے۔ اس نے طبیب اس لیے کہا کہ جب اس کے نفس خبیثہ کی نہایت سے اس شہر کا علاقہ محفوظ

رہے گا تو بے ساختہ اس کی زبان سے یہ لفظ نکلا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس مقام کی مناسبت کی وجہ سے خود سرور و سلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یاروی نے ذکر کر دیا ہو۔

۱۹۳۔ صلت، ماضی میقل توار، مزاج میں ہے صلت بالفتح، ہولہ ردا، سکتہ یا سیف کا معنی، میں نے اے

حکمران کے ساتھ ملا ہے۔

۱۹۴۔ جو آپ کے ہاتھ میں تھی ”مغیرہ“ میم کے پتھر زیر خلد اسکن، صادر پر زبردہ چیز جسے آدمی ہاتھ میں پکڑتا ہے

اور اس کے ساتھ ٹیک لگاتا ہے مثلاً عصا اور چھڑی وغیرہ۔

۱۹۵۔ تین دفعہ ضمایا، مقدمہ خوشی و سرور اور اعلیٰ فضیلت ادا اس کا باقی شہروں سے ممتاز ہونا

بیان کرنا ہے۔



۲۳۷ مابو میں مازمہ اور صلہ کلام کے طور پر آیا ہے نافیہ میں نہیں۔ تاہم فی حقیقت کے مطابق الانوار میں ہی فرمایا ہے۔ علامہ طبری نے اس لفظ کے اعراب بیان کرتے ہوئے متعدد مثال کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۲۳۸ چونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کو مبہم رکھا ہے اور متعین وقت کی خبر نہیں دی اور اس کے اوقات علامات کو بھی متعین نہیں کیا اس لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال، بندہ مکہ کے بارے میں تعین نہیں فرمایا، بلکہ لوگوں پر مبہم رکھا اور غریبوں کے ساتھ بھی اے متعین نہ کیا۔ سوائے اس کے یہ اس جانب ہے لیکن خبر مخصوص متعین نہیں فرمائی۔ یہ بات ہے کہ اشل اول کی نفی اور اثبات ثابث فرمایا۔ لابل من المشرق (نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب سے ہے) اور یہ بھی امکان ہے کہ یہ مقامات کے مد میں اس وجہ سے نہ ہو کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج اہل بیت کے لیے آپ کو کعبے کے پاس دیکھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ، ان سب سے اچھا جو تم سے گندمی رنگ کے لوگ دیکھنا ان کے پٹے والے بال نہیں تمہارے بالوں سے اچھے جو تمہارے دیکھے ہیں۔ اس میں لکھی گئی ہوئی ہے ان سے پانی پک رہا ہے۔ یہ شخص ان کے کام میں پر تکیہ لگائے ہیں، بہت اندک کا طوفان کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیوں ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ سیرج ابن مریم ہیں۔ فرمایا پھر ایک شخص دیکھا بال چمک واوہ واسی اکھ کا گانا گویا اس کی اکھ ابھر اچھا ابھرتی ہے جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ شاہ ابن قطن تھا اپنے دونوں ہاتھ دو اشخاص کے کندھے پر رکھے۔ بہت اندک کا طوفان کر رہا تھا میں نے پوچھا کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا یہ میچ وہاں سے نکلا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جہاں سرخ رنگ، سوئے بال واسی کا کافی اکھ والا آدمی ہے لوگوں میں اس سے زیادہ شاہ ابن قطن ہے اور ابوہریرہ کی حدیث لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربہ باب اللہام میں گزری اور ہم حضرت ابن عمر کی حدیث

۲۳۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَخْرُجُ إِلَيْكَ عِنْدَ الْكُفْبَةِ كَرَأَيْتَ رَجُلًا أَحْمَرُ كَأَحْسَنِ مَا أَمُتَ مَا آدَمُ مِنْ أَذَى الدَّجَالِ كَمَا لَمَعَتْ كَأَحْسَنِ مَا أَمُتَ مَا آدَمُ مِنَ الْإِلْمِ كَمَا دَخَلَتْهَا كَحَيٍّ تَغْطُرُ مَا؟ فَمَنْ لَمْ يَأْتِ عَوَاتِقَ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِأَبْنَيْتٍ مَسَا لَتْ مَنْ هَذَا أَفَكَ الْوَا هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ فَخَرَّادًا أَسَا يَرْجُلٍ جَعِدَ قَطِطَ أَحْوَرُ الْعَيْنِ الْيَسْمَنِي تَارَكَ عَيْنَهُ يَكْبَهُ كَأَيْنَهُ كَأَحْسَنِ مَنْ رَأَيْتَ مِنَ النَّاسِ يَا بَنِي قَطِطٍ وَابْنُ قَطِطٍ عَلَى مَتَكَبِي رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِأَبْنَيْتٍ مَسَا لَتْ مَنْ هَذَا أَفَكَ الْوَا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ مُشَقَّقٌ عَلَيْكَ وَفِي يَقَايَةِ كَانَ فِي الدَّجَالِ رَجُلٌ أَحْمَرُ يَكْسِيكَ جَعْدُ النَّاسِ أَطْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى أَخْوَبُ النَّاسِ بِهِ كَسِيَتْهُ ابْنُ قَطِطٍ وَذِكْرُ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فِي بَابِ الْمَلَكِ وَتَسْأَلُ كَوْحِدَ بَيْتِ ابْنِ عَمَرَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَاسِ

فِي بَابِ قِصَّةِ ابْنِ صَبَّاحٍ إِذْ نَسِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى -

قام رسول اللہ فی الناس - قصہ ابن صباہ  
اللہ اللہ ذکر کریں گے تھ  
(بخاری و مسلم)

اس سے ہاں کی تروتازگی اور زلف و فت مراد ہے  
تھ باہر بھی ہوئی ہے بلکہ نور ہے تعین پیچھے گزری ہے -  
تھ رائیج، مخاطب و دو طرفہ طرح جائز ہے ابن قطن سے مراد عبدالعزیز بن قطن ہے جس کا ذکر پیچھے  
ہو چکا ہے اور حاشیہ میں کافی زادہ ہے -

تھ یہاں اشکال یہ ہے کہ مجال کافر، اس کا طواف اگر کعبہ سے کیا تعین جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کا خواب ہے اور اس کی تعمیر یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو آگاہ فرمایا گیا کہ وہ دن آنے والا ہے جب حضرت میکہ یلیم  
کعبہ شریف کی حفاظت اور اقامت کے لیے کوشاں ہوں گے اور مجال لے لے گئے اور اس میں فعل اندازی کی کوشش  
کرسے گا کہ اقل الطیبی اور یہ بات منفی نہ رہے کہ مسجد حرام میں کافروں کے داخلہ پر پابندی سے پہلے کافر خانہ کعبہ کا طواف  
کرتے تھے اور اگر مجال نے طواف کیا جو قاسم میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے خارج میں کافر کے طواف کا جواز بھی  
لازم نہیں آتا اور جو طواف مشرک کے لیے منع ہے وہ خارج میں ہے -

تھ جس کے ابتدائی الفاظ ہیں  
تھ یہ دونوں احادیث صحیح باب العلامات میں یدی السامعہ میں مذکور ہیں -

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

۵۲۲۸ عَنْ قَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فِي حَدِيثِ  
تَيْمِ بْنِ لَاقِيٍّ كَانَتْ قَالَتْ كَانَتْ اَنَا يَوْمَ اَوْ كُنْتُ  
تَحْتَهَا قَالَتْ مَا اَنْتِ كَانَتْ اَنَا الْجَنَّةَ  
لَا ذَهَبَ اِلَى ذَلِكَ لَقَدْ رُفِعَتْ كَانَتْ اَرْجُلُ  
يَجُوزُ كَعْدَةٍ مُسْتَسَلٍّ فِي الْأَعْلَى يَنْزِلُ فَيَمْتَا  
بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَقُلْتُ مَا اَنْتِ قَالَتْ  
اَنَا الدَّجَالُ -

حضرت قاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
حدیث تھیم دار علی میں مروی ہے کہ انھوں نے بیان کیا  
کہ ناگاہ اس عورت پر گزرا جو اپنے بال گھیسٹ رہی تھی  
انھوں نے کہا تو کون ہے ؟ وہ بولی میں جاؤں ہوں  
اس محل کی طرف جاؤں میں وہاں گی تو ایک شخص تھا جو  
اپنے بال گھیسٹ رہا تھا بیدوں میں بٹھا ہوا آسمان و  
زمین کے درمیان کو دور تھا میں نے کہا تو کون ہے ؟  
وہ پہلا میں نے مجال ہوں علیہ (ابوداؤد)

تھ پیچھے سلم کے حوالے سے حضرت قاطمہ بنت قیس سے حدیث گزری ہے اس میں تھا کہ میں نے ایک واقعہ کو  
دیکھا الخ - روایت ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں -

۱۵ جہل کو خبر دیتی ہوں

۱۵ اگرچہ اس لفظ میں اشتقاق کے لحاظ سے حکایت ہونے کے باوجود اس نے یہ اپنا نام یا تو بطور علم تعیین کے لیے تھا یا ممکن ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باطنی یہ نام نقل فرمایا ہو۔

۱۶ ان دونوں احادیث میں جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ سابق حدیث میں دابہ کا جو حرف عام میں چار پایہ کے لیے استعمال ہے اہل حدیث میں عورت کا ذکر ہے اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ شاید یہاں کے دو جاسوسی حملہ ایک دابہ اور دوسرا عورت، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دابہ کا لغوی معنی "زمین پر چلنے والے"، مراد ہذا وہ اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں بہت زیادہ استعمال ہے اور یہ معنی عورت کو بھی شامل ہے اُن حرف عام میں اس کا معنی چار پایہ کے ہیں یا یہ ہو سکتا ہے کہ جاسوسی کرنے والی شیطان ہو اور وہ ہر صورت بنائیتی ہو اور یہ احتمال قریب تر اور زیادہ لائق اعتناء ہے کیونکہ محض دابہ یا عورت کا تمام عالم کی جاسوسی کرنا بعید از قیاس ہے البتہ اس صورت میں یہ درست ہے جب محض وہاں گزرنے والی مولوی کی جاسوسی مراد ہے واندھل علم۔ ان احادیث میں اختلاف کی وجہ یہ بھی ہے۔ حدیث مسلم میں جو سائل و مخاطب جماعت ہے اور اس میں خود تنہا داری بھی تھی اور اس حدیث میں سوال و جواب صرف تنہا داری کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ سائل تو جماعت مگر تنہا داری کے شامل ہونے کی وجہ سے ان کی طرف بھی سوال کی نسبت جائز ہے یا اگر سائل تو صرف تنہا داری ہوں تو بھی جماعت کی نسبت جائز ہوگی کیونکہ جماعت میں سے کوئی ایک آدمی کام کو سے نوٹ لے جماعت کا نام ہی کہا جاسکتا ہے جیسے عمار وہ ہے تنگ نہ فرمیں۔ اس کو فلاں قبیلہ والوں نے قتل کیا ہے حالانکہ ملا قبیلہ قاتل نہیں ہوتا۔

۵۲۴۹ وَكَانَ عِبَادًا ذَا بَيْنَ الصَّامِتِ عَنْ  
وَسُوِّيَ اِلَيْهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا لَمْ يَأْتِ  
حَقًّا لَمْ يَكُنْ عَيْنَ الْإِجَالِ حَتَّى يَحْيِيَتْ أَنْ كَفَى  
تَعْقِلُوا أَنَّ التَّسْبِيحَ الدَّجَالِ قَصِيحًا أَفْعَبًا  
بِحَقِّهِ أَغْوَى مَطْمُونِ الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِأَيَّةٍ  
وَلَا جَبْهَةً كَانَتْ أَلَيْسَ هَكَذَا كَمَا عَكُمُوا  
أَنَّ كَذِبًا كَيْسَ بِأَعْوَسَ (رَدِّ الْقَوْلِ دَاخِلًا)

حضرت عبید بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں جہل کے بارے میں خبر دی وہی حقیقت کہ مجھے خوف ہوا کہ تم نہ سمجھو، مسیح جہل پرست خدا کی طرف سے پالوں گے جو لوگ بال ایک کھوکھلا ساٹا ہے آگ کا دھواں بھری ہوئی ہے اور وہی سنی ہوئی اگر تم پر اشتباہ ہو تو جان لو کہ قصداً رب کا ناپسند۔ (ابو داؤد)

۱۷ تم اس کے کذب اور حقیقت جہل کی وجہ سے شبہ نہ ہو جاؤ پس اچھی طرح سمجھ لو اور تاکا اس کو مل تم پر شبہ نہ رہے۔

۱۸ اگرچہ وہ جیم و عظیم اور صاحب یمن ہوگا

۱۹ الفح، عاصم و جیم پر مقدم ہے، وہ شخص جس کے دونوں پاؤں چمٹے وقت ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ تاہم اس میں ہے کہ چمٹے وقت پاؤں کا اگلا حصہ قریب ادا ایل پاؤں دور نہ پڑے۔

۱۵۔ دلاجرا، جیم، مادہ پر مقدم یعنی اس کی آنکھ و منی ہوئی نہ ہوگی۔ بعض احادیث میں کلمہ کا اہرا ہوا ہونا اور بعض میں ہوا کا ذکر ہے ان میں تطبیق کیجئے گزر گئی ہے۔  
 ۱۶۔ اگر اس کا حال تم پر شبہ ہو جائے۔  
 ۱۷۔ قویہ عقیدہ یا در کھوکھور اللہ تعالیٰ کی ذات ان نقص سے پاک و منزہ ہے۔

۵۲۵۰ وَ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ النَّخَعِيِّ الْجَدَّارِ قَالَ  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
 إِنَّهُ لَوْ يَكُنْ يَتِيًّا بَعْدَ كُذُورِ الْأَقْدَانِ لَكُنَّا لَجَانُ  
 كُذُومًا قَاتِلِي الْأَيْدِ كُذُومًا كُذُومًا لَنَا كَالِ  
 سَيْدٍ كُنَّا بَعْضُ مَنْ عَرَفْنَاهُ أَوْ مِثْلَهُ كَلَامِي فَكَلَّمَا  
 يَارَسُولَ اللَّهِ فَكَلِّفْ خَلْقًا يَتَايَسُوا مَعِي فِي كِتَابِ  
 مِثْلَهَا يَتَفِيحُوا إِلَيْهِ أَوْ حَتَّى يَكُونُوا  
 رَهَقًا لَا تَزِيدُ مِثْلِي دَابُّوًا وَدَّ

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرمایا ہے کہ اگر تم کو جہاد میں اسلام کے بعد کوئی نبی نہ ہوئے مگر انھوں نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا اور میں نے تم کو اس سے ڈرایا پھر آپ نے اس کے ہنسے میں بیان فرمایا شاید اے بعض وہ لوگ پائیں گے جنھوں نے مجھے دیکھا یا میرا کلام سنا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن تمہارے دل کیسے ہوں گے کہ فرمایا آج کی طرح یا اس سے بھی اچھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۱۸۔ آپ صمدی کا راد و مشرہ بشرہ میں سے اور امین امت ہیں۔  
 ۱۹۔ جیسے یقین کے ساتھ گور چکا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تو آپ کے ارشاد گویا میں بعد نوح سے و بعد نوح کے بعد ماد نہیں بلکہ انداز نوح کے بعد ماد ہے۔  
 ۲۰۔ یہی ہر وہ شخص جس تک میری خبر پہنچی اگرچہ زمانہ نہ طویل گزر چکا ہو یعنی حال کا وجود یقینی ہے مگر وقت مبہم ہو سکتا ہے میرے مصلب میں سے کوئی ایسے پائے اور دوسرے لوگ ایسے یقینی پائیں گے اور جب لوگ میری خبر سنیں تو وہ اس پر یقین کریں۔

۲۱۔ یعنی ہر وہ شخص جو ایمان پر ثابت و مستقیم ہوا اس کا دل ثابت ہوگا اور اے کوئی اندیشہ نہیں اور جس طرح جو آج اس کا حکم ہے اس زمانہ پر بھی ہوگا بلکہ اس وقت وہ پہلے سے بھی زیادہ شکر ہوگا کیونکہ اس کے احوال بذاتی انھوں سے دیکھ لے گا۔

۵۲۵۱ وَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ  
 الرَّضِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّجَّارُ يَخْذَرُ مِنْ آرُحِي  
 وَالْمُشْرِقِ يُكْتَلُ لَهَا غَرَسَانِ يَتَّقِيَهُ أَحْقَارُ  
 كَلْبٍ وَبُحْبُوحُهُ الْمَجَانُّ الْمَطْلُوقَةُ (رواه الترمذی)

حضرت عمرو بن حریث، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال شرقی زمین سے نکلے گا جسے غلاسان کہہ جاتا ہے اس کے پیچھے کچھ قومیں ہوں گی گویا ان کے چہرے کٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ (ترمذی)

اس لفظ کی تحقیق کتب الفتن میں بیان کی جا چکی ہے۔

۵۲۵۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ سَمِعَ

بِالْحِجَالِ كَلِمَاتٍ مِنْهُ قَوْلُهُ إِنَّ الرُّسُلَ

لَيَأْتِيَنَّهُ وَهُوَ يُحْسِبُ أَنَّهُ مَوْفُوكٌ قَتْلَهُ

وَمَتَّاعٌ يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ

(تَذَاة فِي كِتَابِ الْبُؤَادِ)

سہ شور مہمانی ہیں ان کے احوال کھے جا چکے ہیں۔

سہ مثلاً اس کی جاودگری، مردوں کو زندہ کرنا اور اس طرح کے دیگر استلہات جو اسے حاصل ہوں گے۔

۵۲۵۳ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَزِيدُ بْنُ النَّكَّارِ

كَأَنَّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ

الْحِجَالِ فِي الْأَرْضِ أَزْدِيْعُونَ سَكَّةَ السَّكَّةِ

كَالْشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْمَجْمُوعَةِ وَالْمَجْمُوعَةُ كَالْيَوْمِ

كَالْيَوْمِ كَالْحَاطِطِ لِمَا شَفَعَتْ فِي النَّارِ

(تَذَاة فِي كِتَابِ الشُّبُهَاتِ)

سہ ان عقائد کی تشریح پہلے کی جا چکی ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ تو اس بن سحان کی دواہت میں تھا کہ اس کے

معدن کی مدت چالیس دن اور تقسیم داری سے گزرا کہ زمین پر چنے کی مدت چالیس دن ہیں یہاں چالیس سال کا ذکر ہے

جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلے جو گزرا اس سے مراد اس کے نفع کے کا وقت ہے اور یہاں طہر نے کا وقت مراد ہے۔

۵۲۵۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ الْحِجَالُ مِنْ أَقْبَى

سَبْعُونَ أَلْفًا عَشْرًا لَيْتَ جَدُّ

(تَذَاة فِي كِتَابِ الشُّبُهَاتِ)

سہ سیمان، حسین کے بچے زبیر یا سائد اس کے بعد جیم، سیاح کی جمع اسنہ یا سیدہ طیلانی یا مدنی، یا متنت سے

مراد امت، دعوت یا امت اجابت ہے۔ حدیث اس جوفصل اول میں مرقی کہ اسفغان کے یہودی دھال کی اتباع کریں گے

۵۲۵۵ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَزِيدُ بْنُ النَّكَّارِ

كَأَنَّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ

الْحِجَالِ فِي الْبَيْتِ وَكَذَلِكَ كَانَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دھال

کے بدست میں سے وہ اس سے دور ہے۔ اللہ کی قسم

کوئی شخص اس کے پاس جائے گا یہ سمجھ کر کہ میں مسلمان ہوں

تو پھر اس کی اتباع کرے گا ان شبہات کی وجہ سے

جن کے ساتھ وہ بھیجا گیا۔ (البحاؤد)

حضرت انس بن مالک یزید بن ناکار

منہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا:۔۔۔ دھال زمین میں چالیس سال تک ٹھہرے گا۔ ایک

سال ایک ماہ کی طرح اور ماہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک

دن اور دن آگ میں سوکھے پتے جیسے کی طرح ہوگا یہ

(شرح المست)

سہ ان عقائد کی تشریح پہلے کی جا چکی ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ تو اس بن سحان کی دواہت میں تھا کہ اس کے

معدن کی مدت چالیس دن اور تقسیم داری سے گزرا کہ زمین پر چنے کی مدت چالیس دن ہیں یہاں چالیس سال کا ذکر ہے

جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلے جو گزرا اس سے مراد اس کے نفع کے کا وقت ہے اور یہاں طہر نے کا وقت مراد ہے۔

۵۲۵۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ الْحِجَالُ مِنْ أَقْبَى

سَبْعُونَ أَلْفًا عَشْرًا لَيْتَ جَدُّ

(تَذَاة فِي كِتَابِ الشُّبُهَاتِ)

سہ سیمان، حسین کے بچے زبیر یا سائد اس کے بعد جیم، سیاح کی جمع اسنہ یا سیدہ طیلانی یا مدنی، یا متنت سے

مراد امت، دعوت یا امت اجابت ہے۔ حدیث اس جوفصل اول میں مرقی کہ اسفغان کے یہودی دھال کی اتباع کریں گے

۵۲۵۵ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَزِيدُ بْنُ النَّكَّارِ

كَأَنَّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ

الْحِجَالِ فِي الْبَيْتِ وَكَذَلِكَ كَانَ

آپ نے مجال کو ذکر فرمایا تو فرمایا مجال سے آگے تین سال ہوں گے ایک سال ایسا جس میں آسمان اپنی تہائی بارش روک لے گا اور زمین تہائی پیداوار، دوسرے سال دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین تہائی پیداوار اور تیسرے سال آسمان اپنی پوری بارش روک لے گا اور زمین اپنی کل پیداوار کو کوئی کھروالا، ٹھارہ والا جانور نہ بچے گا مگر ہلک ہو جاوے گا اور اس سخت ترین فتنوں سے یہ ہوگا کہ ایک بدوی کے پاس ایک گاوہ کھائے گا بتاؤ اگر میں تیرا اونٹ زندہ کروں تو کیا تو یقین نہ کرے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا ٹال۔ تو شیطان اس کے سامنے اس کے اونٹ کی شکل میں آجائے گا جیسے مٹن ہوتے ہیں اس سے اچھے اور خوب فائدہ کو مان، فرمایا اور ایک شخص کے پاس آئے گا جس کے بھائی اور باپ مر چکے ہوں گے تو کہے گا کہ بتا تو اگر میں تیرے سامنے تیرے باپ بھائی زندہ کروں تو کیا یقین کرے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا ٹال تو اس کے سامنے شیطان اس کے بھائی کی شکل میں آجائے گا، فرمایا میں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کسی کام کے لیے تشریف لے گئے پھر واپس ہوئے حالانکہ قوم بہت رنج و غم میں تھی اس خبر کی وجہ سے جو حضورؐ نے انھیں دی تھی۔

فرمایا میں کہ حضورؐ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دروازے کے دووں بالو پکڑ کر فرمایا اسماء کیسے ہے عرض کیا یا رسول اللہ! مجال کے ذکر سے ہمارے دل نکل گئے فرمایا اگر وہ نکلا اور ہم زندہ ہوئے تو اس کے مقابل ہم ہوں گے حدیث میرا رب ہر مسلمان پر میری طرف سے وکیل ہے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنا آٹا گوندہ حق میں تو درجیاں نہیں پکائیں حتیٰ کہ ہم مجھ کے ہوجاتے ہیں تو اس دن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا انھیں وہ تسبیح توہیل کافی ہوگی، جو

قَالَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ مِّنْ سَمَاءٍ  
تُسَبِّحُكَ السَّمَاءُ فِيهَا كُلُّ قَطْرٍ هَآءِ اَمْزِجْنِي  
فَلَمَّا تَبَايَعْنَا وَالتَّائِيَةَ تَسْبِيحُكَ السَّمَاءُ كُلُّ قَطْرٍ  
قَطْرٍ هَآءِ اَمْزِجْنِي فَلَئِنْ تَبَايَعْنَا وَالتَّائِيَةَ تَسْبِيحُكَ  
السَّمَاءُ قَطْرٍ هَآءِ اَمْزِجْنِي وَالتَّائِيَةَ تَبَايَعْنَا فَلَمَّا  
يَبْقَى ذَاتُ ظِلْفٍ وَكَذَلِكَ جَنَابِ رِجْلِ الْبَيْتِ  
اِنَّ هَلَكَ اِنَّ مِنْ اَسْتَدِ فَنَتْنِمَ اَنَّهُ يَأْتِي  
الْمَعْرُوفَ كَيْفَ قَوْلُ اَرْأَيْتَ اِنْ اَخْبَيْتَ لَكَ  
اِيْلَكَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّي مَرَّكَ كَيْفَ قَوْلُ  
بَلَى كَيْفَ قَوْلُ لَمْ يَسْطَرَّ تَعْوِيْلِهِمْ كَا حَسَنَ  
مَا يَكُونُ صُرُوعًا اَعْظَمَ اُسْمِيَةً كَالِ  
يَأْتِي الرِّجْلُ قَدْ مَاتَ اَعْوَدُ مَاتَ اَبُو  
كَيْفَ قَوْلُ اَرْأَيْتَ اِنْ اَخْبَيْتَ لَكَ اَبَا اَعَاكَ  
اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنِّي مَرَّكَ كَيْفَ قَوْلُ بَلَى كَيْفَ قَوْلُ  
لَمْ يَسْطَرَّ طَبَنُ تَعْوِيْلِهِمْ كَا حَسَنَ  
كَيْفَ قَوْلُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لِاَحَابِيْتِهِمْ كَيْفَ رَجَعَهُ اَلْعَوْمُ فِي اَهْتِمَامٍ وَكَيْفَ  
رَجَعَهُ كَيْفَ قَوْلُ كَا حَسَنَ يَلْحَمَّيْ الْبَابِ  
قَالَ مَتَّبِعْهُمُ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ  
تَخَلَعْتُ اَفْجِعَةً تَبَايَعْنَا اِيْلَكَ اَلَمْ يَكُنْ اِنْ  
تَعْوِيْلِهِمْ وَكَأَنَّهُمْ كَا حَسَنَ رَجَعَهُ وَكَأَنَّهُمْ  
رَجَعَهُ عِيْلَتِي عَلَى مَنْ مِّنْهُمْ كَيْفَ قَوْلُ  
اللّٰهُ دَلِيلُ اِنَّا لَنَعْلَمُ عِيْلَتِي كَا حَسَنَ رَجَعَهُ  
حَسَنَ رَجَعَهُ كَيْفَ قَوْلُ مَتَّبِعْهُمُ اَسْمَاءُ  
قَالَ يَمْجِزُ شَهْرًا مَا يَمْجِزُ اَهْلَ السَّمَاءِ  
مِنَ النَّسَبِ يَمْجِزُ وَالتَّعْبُدِ يَمْجِزُ

(رواہ احمد)

آسمان والوں کو کافی ہوتی ہے۔

(اے امام احمد نے امام عبدالرزاق سے روایت

کی ہے)

سٹہ گانے، گوسفند ہرن وغیرہ اور ان کے مالک، خلف، خلفہ کے چٹھے زیر، اس کا اطلاق گائے، بکری اور ہرن وغیرہ پر ہوتا ہے جیسے کہ خلف خاد پر پیش کا اطلاق اونٹ اور خاد کا اطلاق گھوڑے پر ہوتا ہے مگر یہاں مطلق حیوانات ملاویہ یعنی اس سال قحط کی وجہ سے کوئی حیوان زمین پر نہیں رہے گا۔

سٹہ وقبال بدوی کے پاس آئیگا، کیونکہ وہ علم و فضل رکھتا ہوگا۔

سٹہ بعض نسخوں میں شیاطین جمع ہے جیسا کہ اب واضح میں آتا ہے۔

سٹہ یہاں تمام نسخوں میں شیاطین کا لفظ ہے۔

سٹہ اس میں اشارہ ہے کہ وہ اونٹ، بھائی اور باپ حقیقہ نہ ہوں گے بلکہ بعض خیال اور مثال ہوگی۔

سٹہ مجلس کے اٹھ کر

سٹہ مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں یہی ہے اور حواشی میں ہے کہ ”لو“ لام پر زبر، علامت کہ وہ میم مفتوح یعنی حجت و جانب ہے۔ صحاح، قاموس اور دیگر کتب میں حواش معنی میں مذکور نہیں۔ علامت یہی کہ درست لفظ تجنیس الباب حاد کی جگہ جیم اور میم کی جگہ قاف ہے۔ کتب لغت میں بلفہ، جیم اور فاد کے ساتھ معنی پانڈ بلب یا ہے۔ اور الجاف کوئی کے جواب کو کہتے ہیں۔

سٹہ منیم، میم پر زبر، یاد ساکن یا مفتوح یعنی جگہ ہے اسی کا معنی کیا حال ہے؟

سٹہ حامی، حافظ و ناصر اور ان کے ساتھ مالک و مگر ان ہوگا۔

سٹہ علم و ریخ کی وجہ سے کیونکہ ہلے دل ذکر و قبال کی وجہ سے باہر آئے ہیں

سٹہ اس وقت غم کا کیا حال ہوگا؟ جب ان کے مل پر وقبال کا کنٹرول ہوگا تو اس وقت کھانے پینے میں وہ یقیناً مانع ہوگا۔

سٹہ یعنی اللہ تعالیٰ وسیع و قدس کی برکت سے انھیں صبر و تسلی عطا فرمائے گا یا معنی یہ ہے کہ ہم باغی ہو کر تھے ہیں تو تاخیر کی وجہ سے ہم صبر و تحمل سے نہ عمل ہو جاتے ہیں اور انسان کی طبیعت صبر و تحمل کی حالت میں یہاں تک پہنچ جاتی ہے اور معنی یہ ہے کہ ہم صبر و تحمل سے نہ عمل ہو جاتے ہیں اور انسان کی طبیعت صبر و تحمل کی حالت میں یہاں تک پہنچ جاتی ہے کھانے کے لیے کوئی تے دستیاب نہ ہوگی تو وہ دم فضا پر کیے صبر کریں گے تو آپ نے فرمایا ان دنوں اہل ایمان کی غذا وسیع و قدس پس باری تعالیٰ ہوگی جیسا کہ آسمانی فرشتوں کی یہی غذا ہے۔ ممکن ہے حضرت اکابر نے یہ بات مجلس کے بعد صبر ہو کر عرض کی ہو مگر لفظ تقدس میں غار تباری ہے کہ یہ بات انھوں نے وقبال کی خبر سننے ہی مجلس میں عرض کی کہ ان کا گورنر اور صبر و تحمل کے واقعہ کا لفظ آئندہ زمانے سے ہوگا۔

## الفصل الثالث

## تیسری فصل

۵۲۵۶ وَعَنْ الْيَعْقُوبِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا  
سَأَلَ أَحَدًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنِ الدُّجَالِ أَكْثَرَ مِنْ سَائِلَةٍ وَارْتَدَّ قَالَ  
لِي مَا يَصْنَعُونَ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ  
مَعَهُ جَبَلٌ خُضِرٌ وَنَهْرٌ مَاءٌ كَالْحَمَاءِ هُوَ أَهْلُكَ  
عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(بخاری و مسلم)

سہ اللہ تعالیٰ کی ہر بانی اور حفاظت تیرے لیے کافی ہے لہذا وہ مجھے گمراہ نہ کرے گا۔

سہ اور ایک آدمی بھوکا رہا یا ہرگا وہ اس کی طرف مجبور اُجائے گا یا کھائے گا۔

سہ کیونکہ وہ ان اشیاء کو حقیقت پیدا فرمانے والا ہے۔ اس کے ہاتھ پر جو کچھ ہر ہرگا وہ محض جھوٹ، جادو اور  
بے حقیقت صورت ہوگی، اسے اس مومن کے یقین میں شک ڈالنے یا گمراہ کرنے کی ہر گز طاقت نہیں جو دین میں یقین رکھتا  
ہوگا بلکہ مومن اس سے جب غلافِ عدالت اعمال دیکھے گا تو اس کے ایمان میں اور یقین پیدا ہوگا اور اس کے جھوٹے  
ہونے میں بھی تقویت ملے گی۔

۵۲۵۷ وَكَانَ ابْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ عَنْ  
عَلِيٍّ بْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ يَخْرُجُ الدُّجَالُ عَيْنَ يَوْمَئِذٍ  
أَقْوَمَ مَا يَكُنُ فِي بَيْتِهِ مَشْعُورًا تَأْتِيهِ

(مَدَامَا الْبَيْتُ فِي كِتَابِ الْجَنَّةِ وَ  
النَّارِ)

حضرت ابوجہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال  
ایک تشدید کردہ پر تلے گا جس کے کانوں کے درمیان  
سرباز کا تلہ مسل ہوگا۔

(بخاری، کتاب البعث والنشور)

سہ قاعوں میں ہے کہ قرآسی سبزی یا سرفی کو کہا جاتا ہے جس میں تیرگی ہوگی۔

سہ باغ وہ فاصلہ محمد ذراخ اور وہ قاعوں کے درمیان ہوتا ہے

صرح میں ہے باغ، بُرُخ (باغ پریش) دو ہفتوں کا درمیانی فاصلہ۔



## ۳۴۱۔ بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

### ابن صیاد کا بیان

اس کو ابن صیاد بھی کہتے ہیں۔ ابن صیاد کا اصل نام "صاف" تھا اور بعض نے عبد اللہ بتایا ہے۔ وہ مدینہ کا رہنے والا ایک یہودی تھا یا اصل باشندہ تھیں اور کا تھا لیکن مدینہ آکر وہاں کے یہودیوں میں شامل ہو گیا تھا۔ ابن صیاد سرکمانت میں کچھ عمل دخل رکھتا تھا اس کی حقیقت کو مختصر طور پر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک پڑا ہوا شخص تھا جس میں سکانون کو اجارہ میں ڈال کر ان کا استعان لیا گیا تھا اس کے احوال میں اختلاف ہے اور اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بھی اس کے تین میں اختلاف ہے چنانچہ کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خیال تھا کہ ابن صیاد وہی معروف و جاہل ہے جس کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہو کر لوگوں کو گمراہ کرے گا لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ تھا کہ اس میں وہ معروف و جاہل تو نہیں ہے لیکن ان چھوٹے دجالوں میں سے ایک منسوب ہے جن کا مقصد فتنہ و فساد پیدا کرنا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اس امت میں ایسے دجال پیدا ہوتے رہیں گے جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور ان کے حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ابن صیاد اگرچہ پہلے کا فو کا بن تھا لیکن آخر میں مسلمان ہو گیا تھا اس کی اولاد بھی مٹی اور وہ مدینہ و مکہ میں راکھتا تھا جبکہ معروف و جاہل کافر ہو گا اور اس کی اولاد نہیں ہو گی اور کہ مدینہ میں اس کا دخل ممنوع ہو گا یعنی کا خیال ہے کہ یہ وہی دجال ہے جس کی خبر دی گئی ہے۔ کافر ہونا اور اس کی اولاد کا نہ ہونا، مکہ و مدینہ میں اس کا دخل ممنوع ہونا، اور اس کی دیگر کمالات و صفات جو کہ دجال میں پائی جاتی ہیں اس وقت اگرچہ اس میں موجود نہیں کیونکہ یہ دجال کے احوال ہیں جو اس کے نمودار کے بعد ظاہر ہوں گے حضرت عقیلم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس پر دلیل لانا نامکمل ہے جبکہ ابن صیاد کی حقیقت ہم متفق ہو خود حضور الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ وسلم پر اس بارے میں کوئی دلیلی نازل نہیں ہوئی تھی اسی لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس کی حقیقت کو مبہم رکھا جیسا کہ اس باب میں منقول ہوا پیش سے معلوم ہو گا۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر صحابہ کرام کی ایک جماعت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے

۵۲۵۸ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْكَحْطَاءِ إِذَا تَلَقَّى مَعَهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَرَهُّطٍ أَوْ قَطْعَةٍ قِيلَ إِنَّهُ هَذَا

حَتَّىٰ ذَهَبَ دَهْرٌ يَلْعَبُ مَعَ الْعَرَبِيَّانِ فِي أَمْطَلِ  
 بَنِي مَعَانَةَ وَكَذَلِكَ رُبُّهُمُ صَيَّادٌ يَوْمِيهِ  
 انْجَلَعُوا فَكَلِمَةُ يَشْعُرُ حَتَّىٰ مَتَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَرَّ بِرَبِّهِ كَحَرْفِ  
 الْكُتْمَةِ أَوْ رَسُولُ اللَّهِ فَتَنَزَّلَ إِلَيْهِ فَكَانَ  
 أَشْهَدًا أَنَّهُ رَسُولُ الْأَوْثَقَيْنِ ثُمَّ قَالَ ابْنُ  
 صَيَّادٍ أَشْهَدُ أَوْ رَسُولُ اللَّهِ فَدَرَسَهُ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَمَنْتُ  
 بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا  
 تَكْرِي قَالَ يَا نَبِيَّ صَادِقِي وَكَامِلِي فَكَانَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاطًا  
 عَلَيْكَ الْأَمْرُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ حَضَائِكُمْ كَهَيْئَتِهَا وَحَبَابُهَا  
 يَنْوَرُ تَأْتِي الشَّكَاةُ مِنْهَا كَمَا يَنْوَرُ الْخَيْبَانُ فَكَانَ  
 هُوَ الدَّخْلُ فَكَانَ الْخَسْفُ كَحَنْ تَمْدَدَ وَكَذَلِكَ  
 كَانَ عَمْرُؤُا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَتَاكَ فِي ضَبْرٍ أَنْ أَصْرَبَ عَنْقَهُ فَكَانَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُنْ هُوَ  
 كَمَا كَسَلَتْ عَلَيْهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَكَانَ كَخَيْرِ  
 لَكَ فِي تَحْلِيلِهِ كَانَ ابْنُ عَمْرٍو أَنْتَ لَكَ يَتَعَدُّ لَكَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ بَنِي  
 كَعْبٍ أَدْلُكُمْ أَوْ يَوْمَئِذٍ النَّحْلُ الْيَتِي فِيهَا  
 ابْنُ صَيَّادٍ فَكَلِمَةُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يَقْتَضِي بِجَدِّ مَوْجِ النَّحْلِ وَهُوَ يَحْتَلِ  
 أَنْ يَسْتَمِعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ كَهَيْئَتِهَا كَمَا أَنَّ يَكْرَاهُ  
 دَابْنُ صَيَّادٍ مَهْطِجَةً عَلَى ذَوَائِهِمْ فِي  
 قَطِيبَةٍ لَهَا فِيهَا كَمْرٌ مَرَّةً كَرَاثُ مَرَّةً

میں ایک کمرے کے پاس یا کمرہ رکھوں کے ساتھ نبی مخالف کے  
 عمل میں کھیل رہا تھا۔ ابن میاد وہ دونوں سن بونے کے  
 قریب پہنچا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے  
 صحابہ کی آمد سے خبر پڑا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی کمر پر دست مبارک مارا پھر فرمایا  
 کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن میاد  
 نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک  
 آپ رسول کے رسول ہیں پھر ابن میاد نے کہا کہ آپ  
 گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اسے دوپٹا اٹھو فرمایا میں اللہ اور اس کے  
 رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں، پھر آپ نے ابن میاد سے  
 فرمایا تو کیا دیکھتا ہے اس نے کہا میرے پاس سچا اور  
 جھوٹا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 معاملہ گڑبگڑ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ میں نے تیرے لیے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے  
 وہ یہ بات جو تیرے تائی النعمان عمر بن خطابؓ نے  
 اس نے کہا وہ پوشیدہ بات درج ہے۔ آپ نے فرمایا  
 دور ہو تو اپنی حد سے نہیں بڑھ سکتے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا  
 کیا رسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی  
 گردن اڑا دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
 فرمایا اگر یہودی ہے تو تم اس پر قیامت نہیں پاسکتے تھے اور  
 اگر وہ نہیں تو اس کے تن میں کوئی مصلحت نہیں تھی حضرت  
 ابن عمرؓ نے فرمایا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم حضرت ابی بن الصنادی کو لے کر پھر کے ان  
 دو خوں کے پاس تشریف لے گئے میں ابن میاد رہتا  
 تھا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر کے تنوں کی  
 آڑے کر چلے رہے تھے تاکہ وہ خبر نہ لے اور ابن میاد

دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ باتیں سن لیں۔ ابن میاد اپنے  
بستر پر لیٹا ہوا گنگنا رہا تھا ابن میاد کی اس نئی گرم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درخت کی آڑ میں دیکھ کر کبھی  
لے صاف ایسا کانام سب سے محمد لگنے۔ ابن میاد نے  
گنگنا ہوا کہ دیا مد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ وہ چھوٹے رکھی تو وہ اپنی حقیقت کوئی ہرگز نہ  
حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لوگوں میں غلبہ بنے تھے کہ جو اس کے ماننے والے تھے وہ بالکل  
کیا اور فرمایا ہر مومن اس سے ڈرتا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں  
جس نے اس کو کہا کہ وہ اس سے ڈرتا ہے۔ بیشک حضرت آدم  
نے ہم اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں تم سے۔ یہاں کے  
ہم سے میں کہیں ایسی بات اور ایک ایسی ملامت بتاتا ہوں  
جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تم جان لو کہ وہ کانام ہے  
اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا نام نہیں سکتے۔ (بخاری و مسلم)

صَيِّدًا وَالْبَيْتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
يَكْتُمِي بِجَدِّهِ النَّحْلِي فَكَانَتْ آخِي مَنَافٍ وَ  
هُوَ أَشْهَدُ هَذَا أَصْحَابًا قَبْلَنَا هِيَ ابْنُ صَيِّدٍ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُذِّ  
مَكَرْتُهُ بَيْنَهُ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْرٍ كَامَر  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
النَّكَاسِ كَاخِي عَلَى اللَّهِ يَمَّا هُوَ أَهْلُهُ حَمَر  
ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَكَانَ إِيَّيْ أَهْلُهُ دُكُمُوهُ وَهَمَا  
مِنْ بَيْتِي رَأَى وَكَذَلِكَ رَأَى مِنْهُ لَقَدْ آتَا  
نُورٌ خَرَمًا وَكَذَلِكَ سَأْهَلُ لَكُمْ فِيهِ  
قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ بَيْتِي لَعَلَّوْهُمُ تَحْكُمُونَ أَهْلًا  
أَعُوْهُمْ دَاخِلَ اللَّهِ كَيْسَ رَأَعُوْهُمْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلہ اہم، الف اور طاء دونوں مضموم محل، ہر بلند جگہ اولوں سے کو بھی کہتے ہیں جس کی تغیر چھروں سے کی گئی ہو۔  
اس کی جمع آدم واطوم آتی ہے۔

صلہ بنی مغالہ، میں مفتوح اور شبن مخفف، یہودیوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔  
صلہ امیوں سے مراد عرب تھے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر عرب پڑھے لکھے نہیں جوتے تھے یہودیوں میں سے  
ایک قبیلہ کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھیں تھے لیکن آپ کو صرف اہل عرب کا  
رسول ماننے لگے۔ یہ بات (یعنی ابن میاد کا حضور کی رسالت کی گواہی اس طرح دینا) اس کی ان فتوہ باطل و باطل میں  
سے ایک تھی جو شیطان کا ہنسی کو افادہ کرتا ہے۔ اس کے یہ افادہ ستاقض کے حامل تھے کیونکہ نبی ہر حال میں پچا ہوتا  
ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت عامہ کا اعلان کیا۔ اور تمام فرقہ انسان کو اپنی رسالت کی دعوت  
دی تو آپ کی نبوت کو صرف اہل عرب کے ساتھ مخصوص کرنا یقیناً باطل ہے۔

صلہ اس کے صل معنی ڈھچکوں کو استہا کرنا اور آپس میں ایک دوسرے سے جوڑنا ہوتا ہے کہ ہیں۔ اسی لیے مضبوط  
اور استوار بننا وگو بنائے موصوں کا جانا ہے اور بعض روایات میں "فرط الشی" فاد اور فضاء کے ساتھ بھی آیا ہے  
جس کے معنی چھوڑنے اور رد کرنے کے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے اسی سے اسلام کے شیعہ سلاطین کو جوڑنا



اور یہاں ایک لطیف کلمہ ہے جسے بعض شارحین نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس آیت کو پوشیدہ اور اخفا میں رکھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دھان نہی پہاڑ کے قریب قتل کریں گے اور یہ بات اسی ظن پر مبنی کہ وہ دجال ہے اور یہ اس کے قتل کی طرف تفریق ہے۔

نقلہ اس لیے کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے  
فلانہ اس لیے کہ وہ ذی ہے اور ان ہیودوں میں سے ہے جو ابلیس دین اور اس وقت نہ بنا باغ اور جھوٹی عمر کا بھی ہے۔  
نقلہ خن۔ اصل میں فریب اور دھوکہ دینے کو کہتے ہیں۔

نقلہ لگان را مختار، زمزمہ و دواؤں کے ساتھ ہے اس پوشیدہ کلام کو کہتے ہیں جو کچھ میں نہ آ رہی ہو اور دو راہ "زمرہ" سے بھی روایت ہے اس کا معنی بھی وہی ہے۔

نقلہ یعنی کوئی چیز ایسی سامنے آتی جس سے اس کی حقیقت حال معلوم ہو جاتی اور ظاہر ہو جاتا کہ وہ کیسا ہے۔  
نقلہ یعنی رجال اور اس کے احوال کا ذکر کیا یا احتمال ہے کہ ابن مسعود رجال ہے یا منقریب فتنہ ہونے والا ہے اور اس کی بعض ایسی صفات جن کے ساتھ وہ متصف ہے ان کی وجہ سے رجال کو یا دیکھا اور اس کے حالات کا اعلان فرمایا۔  
نقلہ یعنی وہ انکھ سے دیکھنے کی جس سے ہی پاک ہے چہ جائیکہ اس کی ذات میں کانے پن جیسا کوئی حیب ہو۔

۵۲۵۹ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ  
بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَبُو  
بَكْرٍ وَعُمَرُ يُعَذِّبُ ابْنِ صَبَّاحٍ فِي بَغْنِ حُدْرِي  
الْمَدِينَةِ فَقَالَ لِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ أَقْبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
أَقْبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ أَمَنْتُ يَا لَيْلِي وَمَلَيْتُكُمْ وَلَيْتُكُمْ وَرُحِمَ  
مَنْ أَتَى قَالَ أَدْنَى عَزَمْتُ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَكُونَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى تَرَى  
إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرَى قَالَ أَرَى  
هَذَا وَهَئِذَا بَيْنَ وَهَذَا وَهَذَا فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ  
حَدٌّ هُوَ -

(رد المحتار منہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پڑھنا پڑھنا کے لیے بلاتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا لوگوں کی رہنمائی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے بھی یہی کہا کہ آپ مجھ ہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ پر۔ اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اللہ اس کے رسولوں پر ایمان لایا کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں پانی پر نعمت دیکھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو ابلیس کے تحت کو سن رہا دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا، اس کے منہ وہ اٹھتا دیکھتا ہے ابن مسعود نے کہا کہ وہ چوں کو دیکھتا ہوں اور ایک چوہے کو۔ کو دیکھتا ہوں یا وہ چوں کو دیکھتا ہوں اور ایک چوہے کو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر  
شبہ ڈال دیا گیا ہے لہذا اسے چھوڑ دو۔ (مسلم)

سہ میا کہ آپ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے۔ امنت باللہ و برکاتہ۔

سہ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ انہیں پانی کے اوپر اپنا تخت بچھا تا ہے اور وہاں سے اپنے چیلوں کی  
ٹوٹیوں کو دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے بھیجتا ہے۔ اس کا ذکر کتاب کی ابتداء میں باب  
اوسرہ میں گزر چکا ہے۔

سہ یادو بھوٹوں کو دیکھتا ہوں ادا ایک سچے کو، یہ یا تو راوی نے اپنا شک ظاہر کیا ہے یا یہ احتمال ہے کہ  
ابن میا وہی نے شک کے ساتھ بیان کیا ہو کہ میں یادو بچوں اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں یادو بھوٹوں اور ایک سچے کو  
اور یہ بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ جس طرح اس کے معاملے میں خلط و اختلال تھا اور اس کے احوال میں نظم و استقامت نہ تھی  
اس کا اعتقاد ہی یہ تھا کہ اس کو کسی بھی صورت حرم و حقیق حاصل نہ ہوا چوں تا کہ کبھی کبھار دیکھتا ہے اور کبھی کبھار۔

۵۲۶۰ وَعَنْهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّادٍ سَأَلَ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُذِّبَةِ الْجَعْفَةِ  
فَقَالَ دَرَكَةُ بَيْضَاءٌ يَمْلِكُ خَالِقٌ -  
(دَرَاهِمُ مُسْلِمٌ)

سہ ذکر کہ۔ مال پر زبر، اور اسکن، بیم پر فتح، وہ سفیدی جو مفر اور چمکے کے درمیان ہوتی ہے یا اس کی  
سفیدی کے بیان میں تاکید ہے اور جو شعبوں میں فاضل کسٹوری کے مانند ہے۔

۵۲۶۱ وَعَنْ قَائِدٍ قَانَ لِقَ ابْنِ عَبَّادٍ ابْنَ  
صَبَّاحٍ فِي بَعْضِ مَكْرِي الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ  
كُذِّبَةُ كُذِّبَةٍ قَانَتْ فَخَرَّ حَتَّى مَلَأَ ابْنُ كَنْةٍ  
كَتَاحَ ابْنِ عَبَّادٍ عَلَى حَقِّهِ وَقَدْ بَلَغَهَا  
فَقَالَ لَهُ رَجَعْتَ اللَّهُ مَا أَرَدْتَ مِنْ ابْنِ  
صَبَّاحٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنَ خَضْبَةٍ  
يَخْرُجُهَا -

(دَرَاهِمُ مُسْلِمٌ)

سہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بن تھیں۔  
سہ کہ ابن عمر نے ابن میا کو غضب ناک کیا ہے۔

سکھ ”ابن میاد“ سے کیا جا رہا تھا کہ اس کو خفے میں کر دیا۔

سکھ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو اس طرح منع کیا۔ ”ابن میاد میں احتیاط امکان تھا کہ وہ دجال ہے۔ یہ سبب بھی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کا اعتقاد یقین اس پر ہو کہ وہی شخص دجال ہے۔“

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں کو کھڑو تک ابن میاد کا شریک سفر ملتا اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے لوگوں سے تکلیف پہنچتی ہے وہ گن گنت ہیں کہ میں دجال ہوں کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ اس کی اطلاع نہیں ہو گی جب کہ میری اطلاع ہے کی حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہوگا جبکہ میں مسلمان ہوں۔ کیا آپ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ ہر مرتبہ تم کو اور کو مقلد میں داخل نہیں ہو گے گا جبکہ میں مدینہ منورہ سے آ رہا ہوں اور مکہ میں جا رہا ہوں پھر اس نے مجھ سے آخری بات یہ کہی کہ خدا کی قسم! میں دجال کی جانتے پیدائش ہمارے اس کے مکان کو جانتا ہوں جہاں وہ ہے اعداس کے محل باپ کو بھی چلتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے مجھ پر شہ میں غلام دیا ہے۔ لیکن میں نے اس سے کہا تو مجھ سے کہے پہلے چاک ہوا ہوا کہ کیا کیا کیا تھے یہ پسند ہے کہ تو ہی دجال ہے کہ حضور نے فرماتے ہیں کہ اس نے کہا کہ یہ چیز میرے ہونے تک گئی تو میں ناپسند نہیں کر سکتا گا۔ (مسلم)

۵۶۶۲ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَدْعُو النَّحْدَ بِأَنِّي قَالَ صَحِيفَةُ ابْنِ صَيَّادٍ إِلَى مَكَّةَ فَخَالَ فِي مَكَّةَ لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ يَدْعُونَ أَقْبَى الدَّجَالِ أَكْسَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ كَلِمَةُ لَهُ وَكَذْوِيلَةٍ إِلَى أَلَيْسَ كَمَا كَانَ وَهُوَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَا يَدُ حُلَّ الْمَدِينَةِ وَكَأ مَكَّةَ وَكَذَا قُبُلَتِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَأَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ ثُمَّ قَالَ لِي فِي اخِيرَ قَوْلِهِ أَمَّا دَالُو إِيَّيْ لَأَحْكُمُهُمْ مَوْلِيَهُ وَهُوَ مَكَانُهُ وَأَيْنَ هُوَ وَأَخِيرُ آبَاءَهُ وَأَمَّا قَالَ فَلْيَكْتَسِبِي وَمَا قُلْتُ لَمَّا بَيَّنَّا لَكَ سَائِرَ التَّوَكُّلِ كَمَا قُلْتُ قِيلَ لَمَّا أَكْسَرْتُكَ أَنَّكَ ذَا لِكَ الرَّجُلُ قَالَ فَكَانَ تَوَكُّلِي عَلَى مَا كَرِهْتُكَ

(ادعاء مسليخ)

سایا اس حال میں کہ ہم کو کی طرف متوجہ تھے۔

سکھ تکتستی میں باو مختلف ہے۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یقین رکھتا تھا کہ ابن میاد وہی دجال ہے لیکن اس نے اب اپنے دجال ہونے کے جب انھار کیا تو میں غمگین ہو گیا کہ اس نے اپنے کسی دشمن کے شروع میں دلائل سے ثابت کیا کہ میں دجال نہیں ہوں لیکن اس نے آخر میں جو یہ کہا کہ میں دجال کا مولود ہوں اس کے والدین کو جانتا ہوں کہیں اپنے کیے ہوئے اقرار سے اعراض تو نہیں کر رہا ہے کیونکہ اس قسم کی بابت سے حکم بھی بھی اپنی ذات سے لگایا کرتا ہے۔

سکھ اس معنی ”باقی وقام“ دونوں میں مستعمل ہے۔

سہ یعنی مائرتین میں سے کسی نے کہا -

سہ اگر میرے سپرد کر دی جائیں وہ صفات جو دجال میں پائی جاتی ہیں مثلاً اغواء و گمراہ کرنا - و صوحہ کرنا اور شبہ میں ڈالنا وغیرہ تو میں اس کو ناپسند نہیں کروں گا اور نہ ہی اس سے ناواظ ہوں گا - اس کا ہم سے بیلاستمالی ملتی ہے کہ وہ دجال اور اس کی صفات کو اپنے اندر موجود ہونے پر رضی تھا اور یہ اس کے کفر کی واضح دلیل ہے -

۵۶۹۳ وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ كَفَرْتُ عَلَيْهِ كَذَّبْتُ عَلَيْهِ كَذَّبْتُ عَلَيْهِ مَا آمَنَ قَالَ لَا أَذِيرُ كَذَّبْتُ لَا تَذِيرُ وَ هِيَ فِي رَأْسِكَ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ خَلَقَهَا فِي عَمَّاكَ قَالَ فَتَخَوَّرَ كَأَشَدِّ تَخَوُّرٍ حِمَارٍ سَمِعْتُ -

(رد الأوامر)

سہ اس پر درم کیا ہے ؟

سہ یعنی اللہ تعالیٰ اس پر قلعہ ہے کہ وہ عبادت میں سے کسی چیز میں آنکھ پیدا کر دے اور پھر اس آنکھ میں وہ پیدا ہو جائے تو اس چیز کو نہ آنکھ کا احساس ہو اور نہ آنکھ کے درد کو تو اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی انسان کی آنکھ میں تکلیف کی کوئی علامت پیدا ہو جائے جو ہر وقت ذہنی طور پر مشغول و مستغرق رہتا ہو تو اس کو کثرت اشغال اور جوہر شکا کی وجہ سے اس درد و تکلیف کا احساس نہ ہو -

۵۶۹۴ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّادٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ كَفَرْتُ عَلَيْهِ كَذَّبْتُ عَلَيْهِ كَذَّبْتُ عَلَيْهِ مَا آمَنَ قَالَ لَا أَذِيرُ كَذَّبْتُ لَا تَذِيرُ وَ هِيَ فِي رَأْسِكَ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ خَلَقَهَا فِي عَمَّاكَ قَالَ فَتَخَوَّرَ كَأَشَدِّ تَخَوُّرٍ حِمَارٍ سَمِعْتُ -

(متفق علیہ)

محمد بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے دیکھا کہ ابن میاد ہی دجال ہے، میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں - فرمایا میں نے حضرت عمر سے سنا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ بات کہی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا (بخاری و مسلم)

سہ محمد بن مکرہ مشہور اور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں علم و زہد و عبادت و دین میں پیشگی اور پاکدامنی کے جامع ہیں - انھوں نے بہت سے صحابہ کرام سے سامعہ کی ہے جن میں حضرت جابر و حضرت انس و حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں - ان کے علاوہ بھی کئی صحابہ کرام سے سامعہ کی ہے - ان سے ایک جماعت



جن میں سفیان ثوری، شعبہ، عمرو بن دینار اور مالک بھی شامل ہیں، روایت کی۔ ان کے علاوہ کئی آثار سے بھی ان سے روایت کی ہے ان کی وفات سنہ ۲۰۵ میں ہوئی۔

سنہ یعنی کب سے یقیناً یقیناً ہے کہ وہ رجال ہے

سنہ اگر یہ بات واقعی اور یقینی نہ ہوتی تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم اس بات کا انکار کر دیتے۔ ہر سن ہے کہ حضرت جابر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قسم کھانا اس بات پر ہو کہ ابن مسعود ان رجالات میں سے ایک ہے (جو وقتاً فوقتاً اس امت میں پیدا ہوتے ہیں) گے اور نبوت کا دعویٰ کر کے لوگوں کو گمراہ کریں گے) نہ کہ وہ مشہور رجال ہے۔ آگے دوسری فصل میں حضرت ابن عمر کی جو روایت آ رہی ہے اس میں انھوں نے مزاحمت بیان کیا ہے کہ ابن مسعود رجال معصوم تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ابن عمر کا ملک بھی ہی رہا ہو۔ بہر حال ابن مسعود کے سلسلہ میں اختلاف ماحتمل ہے۔

## الفصل الثانی

## دوسری فصل

حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عذرا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! انھوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ صحیح رجال، ابن مسعود ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الحج والعمرة)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عذرتہ

کے دربار میں ہم سے علم ہو گیا (ابن ماجہ)

۵۲۶۵ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ  
وَاللَّهِ مَا أَشْكَتُكَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الدَّجَالُ ابْنُ  
صَبَّاحٍ رَمَاهُ أَكْبَادُ إِدَّةٍ وَابْنُ عُمَرَ فِي كِتَابِ  
الْبُخَارِيِّ (ابن ماجہ)

۵۲۶۶ وَكَانَ جَابِرٌ قَالَ فَقَدْ نَا ابْنُ صَبَّاحٍ  
يُؤْتِرُ الْخَرَّ (ابن ماجہ)

سنہ اگر اس عبارت کا یہ مطلب ہو کہ ابن مسعود واقعہ میں غائب ہو گیا تھا یا غائب ہوا ہے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گیا؟ اس صورت میں یہ روایت اس روایت کے معنی میں مستلزم ہوئی کہ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ صحیح رجال اس کی نادر ضابطہ پر بھی گئی اور اگر اس حدیث میں "غائب" سے مراد اس کا عدم حضور ہو کہ جس میں صحت میں ہے، تو جابر ان دونوں روایتوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں دے گا اور واقعہ میں وہ خلاف ہے جو زید بن مہرود کی فوج نے ابن عمر پر عذرت کر دی تھی۔ اس واقعہ کا اجمالاً پتہ نہ ہو چکا ہے اس کی تفصیل اور قیامت کا ذکر ناگزیر ہے جس کا ذکر تاریخ ترمذی میں بھی کیا ہے۔

حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رجال کے والدین کی جس سال تک اولاد نہ ہوگی، پھر ان کے ان ایک سال تک جوے و اتوں و ملازما کا پیدا ہوگا جس کا لفظ ہوگا اور اس کی انھیں سوئیں گی لیکن انہیں سوئے گا۔

۵۲۶۷ وَكَانَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ ابْنُ الدَّجَالِ  
تَمْلِيحًا مَعْلُومًا يَمُوتُ لَمْ يَكُنْ وَكَانَ يَمُوتُ  
لَمْ يَكُنْ مَعْلُومًا مَعْلُومًا وَكَانَ مَعْلُومًا  
تَمْلِيحًا مَعْلُومًا وَكَانَ مَعْلُومًا وَكَانَ مَعْلُومًا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ  
 أَبُو طَالٍ وَكَرَبَ الْخُجَّاعُ أَنْ تَكْفُرَ مِنْكُمْ وَأَنْ  
 أَتَمُّ امْرَأَةً فِي ذِي صَاحِبَةٍ كَلْبِيَّةٍ كَلْبِيَّةٍ مِنْ  
 كَلْبَانِ أَبُو بَكْرٍ فَتَسْمِعُنَا يَسْمَعُونَ فِي الْيَهُودِ  
 بِالْعَدِيَّةِ فَذَهَبَتْ أَنَا وَالْبَيْتُ مِنَ الْعَوَامِ  
 حَتَّى وَجَدْنَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ حَيَاةً أَعْيَتْ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمَا قُلْنَا  
 هَلْ تَكُنَّا وَكَلْنَا كَلْبًا مَكْنُونًا تَكْفِينِ عَامًا  
 لَا يُولَدُ لَنَا وَكَلْنَا كَلْبًا وَلَدَ لَنَا خَلْدًا مَرَّحًا  
 أَضْرُسُ دَاكِلَهُ مَنَعَةً تَنَا مَرَعِينَا وَكَلَا  
 يَنَا مَرَكَلَهُ قَالَ فَتَحَرَّجْنَا مِنْ عِنْدِ هَذَا  
 هُوَ مُجِيدٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيقَةٍ وَلَهُ  
 عَمَلُهُ فَكَشَفَتْ عَنْ تَأْسِهِ قَالَ مَا قُلْنَا  
 قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتِ مَا قُلْنَا قَالَ لَعَنَ قَتَامُ  
 عَيْنَانِي وَكَلَانَا مَرَكَلِي .  
 (وَمَا لَا تَعْرِضِي)

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے والدین  
 کی نشانیاں بیان فرمائیں کہ اس کا باپ بچہ قدامت کے  
 اور چرخہ میں ناک والا ہے۔ اس کی ماں موتی چوڑی چلی  
 اور بچہ ہاتھوں والی ہے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے  
 ہیں ہم نے سنا مدینہ منورہ میں یہودیوں کے گھر ایک لڑکا  
 پیدا ہوا ہے پس میں اور حضرت زبیر بن العوام گئے یہاں تک  
 کہ اس کے والدین کے پاس اندر داخل ہوئے تو ان دونوں  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی نشانیاں پائی  
 جاتی تھیں پھر ہم نے کہا کیا تم کوئی بچہ ہے، دونوں نے  
 کہا کہ تیس سال ہمارے گھر اولاد نہیں ہوئی پھر لڑکا ہوا ہے  
 جو کلاما بچے دانوں والا، کم لفع والا ہے جس کی آنکھیں موتی  
 ہیں لیکن مل نہیں سوتا۔ پس ہم ان کے پاس سے باہر نکلے  
 گئے تو وہ چادر اوڑھ کر دھوپ میں بیٹھا ہوا انگشت ربا تھا  
 ہم نے اس کے سر سے کپڑا اٹھا دیا۔ اس نے کہا آپ  
 دونوں نے کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا کیا تو نے ہماری بات  
 سُن لی ہے؟ اس نے کہا ہاں کہو مگر میری آنکھیں موتی  
 ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (ترمذی)

سہ ابو بکرہ مشہور صحابی ہیں۔

سہ امیر مکی کہنا ہے وائے، بعض کے نزدیک اس سے مراد اوتوں میں اضافہ ہے۔

سہ و سادس واوٹام کی کثرت اور کثرت سہ کے سلسل آتے رہنے کی وجہ سے جو کہ شیطان اس کو القاء  
 کرتا ہے گا۔

سہ طار کے پیش کے ساتھ

سہ یعنی کمزور بدن والا ہے۔

سہ فرضاء، بالکسر، مہر یعنی۔ فرضاء، خاتون عریض۔ فرضاء یا نسبت کے ساتھ ہے۔

سہ جیسکہ آپ نے فرمائی تھیں

سہ مراد اس سے کبھی کسی کلام ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

۵۲۶۸ وَكُنْ بِجَانِبِ ابْنِ امْرَأَةٍ مِنْ الْيَهُودِ بِالْعَدِيَّةِ

وَكَلَّمَ اللَّهُ خَلْقًا مِّنْ سُلُوكٍ عَيْنُهُمْ كَالْيَدِ مَنَابِتُ  
كَاشَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ  
يَكُونُ الدَّجَالُ كَوْجَدًا لَمْ تَحْتِ قِطْعَتُهُ بِمَعْنِيَةٍ  
فَأَذْنَعَهُ أَهْلًا كَنَالَتْ يَا عِبَادَ اللَّهِ هَذَا أَكْبَرُ  
الْغَايِبِ فَخَرَجَ مِنْ الْقُطَيْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهَا مَا لَهَا فَتَلَّهَا اللَّهُ  
لَوْ تَرَكْتُمْ كَبِيرَتَيْنِ فَذَكَرُوا وَمِنْ مَعْنَى حَدِيثِ  
أَبِي عَمْرٍو بْنِ الْعَقَّابِ إِشْدَادُ لِي يَا رَسُولَ  
اللَّهِ مَا فَتَّلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ يَكُنْ هُوَ فَتَلَّصَتْ صَاحِبَةُ إِسْمَاعِيلَ  
صَاحِبَةُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَى يَكُنْ هُوَ  
فَكَيْسَ لَكَ أَوْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ  
فَلَوْ يَزِلُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَشْهُقًا ۚ هُوَ الدَّجَالُ ۚ

(رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّعَرِ)

اسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں

اسے اور اپنے ہاں سے میں بتا دیا

اسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا لہوئی اتر جا بڑے اسی حدیث ابن عمر کے مطابقت میں بیان کیا ہے۔

اسے اگر ان میں سے جو ہے تو اسے قتل نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے قتل پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قدرت عطا فرمائی ہے۔

شعبہ یا اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے اور اسلام کے بعد کا حال بھی معلوم ہے کہ وہ جبال کسلا سے پر راسخی تھا اور یہ کفر ہے جیسا کہ حدیث ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ وہ ان کے

یہودی عورت نے ایک بچہ جنامی کی ایک کھجور پاٹ  
تھی اس کی ڈال دیا گیا ہوئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے خوف کیا کہ یہی وجہ ہے۔ آپ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ایک کھجور کے پیچے پایا، گھٹن  
رہا تھا اس کی ماں نے خبر سے دی، پہل لے لہذا کے  
بند ہے! یہ ابوالفتح مینا نے تو وہ کھجور سے نکل پڑا تب  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا اسے  
قارت کرے اسے کیا ہوا، اگر اسے چھوڑ دو تو یہ بیان  
کر دیتا۔ پھر حضرت ابن عمر کی حدیث کے معنی کی مثل ذکر  
کیا تب جناب عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ  
مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کروں تو رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی ہے تو اس کے قاتل  
تم نہیں حضرت عیسیٰ بن مریم اس کے قاتل ہیں اگر یہ نہیں  
تو تمہیں مناسب نہیں کوڑیوں میں ڈالنے کی تو قتل کرو پھر  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے علف فرماتے  
سب سے کہ یہ وجہ ہے۔

(شرح السنہ)

# بَابُ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

املاویٹ مجموعہ کے ذریعے تحقیق ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے تابع ہوں گے اور آپ ہی کی شریعت کے مطابق حکم دیں گے۔ بعض وہ احکام جو ہماری شریعت میں نہیں مالا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حکم کے مطابق حکم دیں گے وہ انجیل بیان بدل میں جیسا کہ نسخ ہے اور وہ اس وقت حضور ہی کی شریعت کا حصہ ہوں گے جیسا کہ جزیہ وغیرہ کا اختتام۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

۵۲۶۹ عَنْ أَنَسٍ هَ زَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي لَفْسِي بِيَدِهِ كَيْفَ شِئْتُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ أَبُو مَرْيَمَ عَمَّا عَذَلَا فَيَكْسِرَ الصَّيِّبَ وَيَقْتُلَ الْخَوَازِيرَ وَيَكْسِرَ الْحِجْرَةَ وَيُعِصِلَ السَّمَاءَ حَتَّى لَا يَنْفَكَةَ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونِ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ كَعَتِيدَا مِنْ الْعَتِيدَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَنْزِلُ أَبُو هَرَيْرَةَ قَاذِرًا مَوَارِثًا شَيْخًا ثُمَّ دَانَ مِنْ أَهْلِ الْكُتَابِ إِلَّا كَيْفَ وَنَحْنُ بِمَ كَبَلِ مَوْتِهِمُ الْآخِرَةِ

(متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں نازل ہوں گے پس صلیب توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے اور بے جا مال تقسیم کریں گے یہاں تک کہ اسے قبول نہیں کرے گا اس وقت ایک جگہ دنیا اور اس کی ساری متاع سے بہتر معلوم ہوگا پھر حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ چاہتو یہ آیت پڑھو اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے کیسے (بخاری و مسلم)

۱۔ مقتدی دین و ملت میں

۲۔ وہ دو کڑیاں ہیں جو آپس میں اس طرح ملی رہی ہیں کہ ان کی شکل سولی والی ہو۔ نصابی اس شکل کی رعایت و ممانعت کرتے ہیں، اکثر اشیاء اس شکل میں بناتے ہیں اور حردن میں شکاتے ہیں مثلاً جس طرح دو سرے کا فرد میں زنا را بعض اوقات یاد کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت اس میں بناتے ہیں کیونکہ یہود کا یہ اعتقاد ہے کہ

انھیں سولی پر لٹکایا گیا تھا۔ صراح میں ہے۔

۱۷ اب اسلام یا تو ہر جگہ - مقصود نصرانیت کا بطلان اور ان کے احکام و آثار کو دین اسلام کے ضوابط کے ساتھ بدلنا ہے۔

۱۸ ان دنوں مال زیادہ ہوگا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ خرچ کریں گے۔ یقیض بالغض فیضان سے ہے یا باغض ازافاضہ دونوں ہی مروی ہیں۔

۱۹ اس کام کا تعلق مذکور مجموعہ کے ساتھ ہے، دین اسلام اس طرح رواج و رونق پائے گا کہ لوگوں کی عبادت و طاعت کی طرف اتنی رغبت و محبت ہوگی کہ ایک جگہ تمام متاریح دنیا سے بہتر ہوگا اور بات سلسلہ ہے کہ عیسائی ہی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر جگہ ہے یہاں زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں البتہ اس وقت لوگوں کی طبیعتیں اس طرف مائل ہوں گی۔ اور ان کے نزدیک بھی جگہ بہتر ہوگا اور یہی احتمال ہے کہ اس کا تعلق یقیض المال سے ہو یعنی لوگ مال سے کلیۃً غافل نہ رہیں گے انھیں مال کے حصول و خرچ میں محبت نہ ہوگی جتنی محبت و الفت نمازیں ہوگی۔

۲۰ اگر کسی چیز میں کوئی تردد یا شک ہے تو یہ آیت پڑھو۔

۲۱ اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جو موت سے پہلے عیسیٰ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد چھاپان نہ لائے، جب دین و ملت ایک ہو جائے گا اختلاف و درمیان سے ختم ہو جائے گا اور ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں یہود و نصاریٰ کے درمیان سے ختم ہو جائے گا اور یہ تمام اس طریق سے صحت پائیگی۔ اس آیت مبارکہ کی ایک تفسیر ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کی اسی تفسیر و ضمن سے استنباط کیا ہے۔ دوسری تفسیر بھی ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو موت سے پہلے اندر شریعت کے موقع پر ایمان لائے مگر اس وقت کا ایمان مجبوز ہوگا۔ اس احتمال پر ہم "کی تفسیر کا مرجع یا حضور علیہ السلام کی ذات سے بخیر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے یہ مقصود ہے کہ ہر کافروقت موت مجبوز ایمان لائے گا لیکن زمانہ نہ ہوگا جس میں اس وقت سے پہلے ایمان کی تیاری کرنی چاہیے۔

۲۲ وَحَسْبُهُ كَافًا تَقَالُ تَسْمُوْنَ اَللّٰهُ عَلٰكُمْ وَتَسْكُوْنَ اَللّٰهُ لَيَسْزِئَنَ لَكَ اَبْنُ مَرْثِيَةٍ حَكْمًا عَادًا لَّكُلِّبِكُمُ سِرُّ الصَّلٰبِیْنِ وَ لَيُفْشِرَنَّ الْاُنْجِيْزِيْرَ وَ لَيُخْضَعَنَّ الْاِحْزٰیةُ وَ لَيُثْرَنَّ كَثِيْرٌ اَلْقِلَاصُ كَلَّا یَسْطٰی عَیْنُهَا وَ لَيَكْذِبَنَّ جَبَرٌ اَلْمُحْكَمٰتُ مَرَدًا لِّمَا عَلٰی عَصٰی وَ اَلْقَاسٰتُ وَ لَيَكْدُرَنَّ اِنَّا اَلنَّارُ كَلَّا یُنْفِیْكَهٗ اَحَدًا - رَعَاہُ مُسْتَرْجِعًا

اور اسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مریم تم پر ضرور نازل ہوں گے حاکم عادل کی صورت میں کہ وہ غور علیہ قوڑی کے طور پر قتل کریں گے جزیرہ موقوف کریں گے جو ان کے دشمنوں کو کھلا چھوڑ دیں گے ان سے محنت کا کوئی کام نہیں لیا جائے گا۔ دشمنی و بغض، حد ختم ہو جائے گا وہ مل کی طرف لوگوں کو بلائیں گے لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ كُنْتُ أَتُحَدَّثُ أَكْثَرَ مَا أَتُحَدَّثُ  
ابْنُ مَرْيَمَ فَيُكْفَرُ وَإِمَامُكُمْ وَرَسُولُكُمْ

اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت میں ہے کہ فرمایا تھا  
کیا حال ہوگا جب میسلی بن مریم تم میں نازل ہوں گے  
اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

لے کوئی ان پر سواری نہیں کرے گا نہ ان کو طلب حاجات و کاروبار میں استعمال کرے گا اور انہیں قبول کوئی نہیں  
کرے گا وجہ یہ ہوگی کہ مال کثرت سے ہوگا لہذا ان کی عیاشی نہ ہوگی "رقاص" قاف کے چننے کسرہ، تخلص بالفصح کی  
جمع ناقصہ جان۔

لے کیونکہ دنیا کی وہ محبت ہی ختم ہو جائے گی جو ان برائیوں کی جڑ و باعث تھی، اس وقت دین و ملت میں اطمینان  
ہونے کی وجہ سے یہ نہ ہونے لگی کہ ان کو انحراف ادیان و مذاہب ایسی ہی بڑی صفات کا سبب ہوتے ہیں۔  
لے یعنی امام فطیش سے ہوگا یا امت اسلامیہ سے کوئی شخص۔ اس ارشاد کی شرح دو طرح سے کی گئی ہے ایک یہ کہ  
وہ شخص جو تم میں امام بنے گا اور حضرت میسلی علیہ السلام اس کی اقتداء کریں گے وہ امام ہمدی ہیں۔ یہ امت جمہور کی تنظیم و تنظیم  
کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس معنوں پر تصریح ہے۔ حضرت میسلی علیہ السلام اس وقت حاکم و خلیفہ وقت  
اور امام و معلم تعمیر ہوں گے اور نماز کے امام حضرت امام ہمدی ہوں گے۔ بعض دیگر روایات میں ہے کہ جب حضرت میسلی  
علیہ السلام آئیں گے تو اس وقت امام ہمدی جماعت کو لے کر آئے ہوں گے تو وہ حضرت میسلی علیہ السلام کے  
پیچھے مصطفیٰ جہاد کریں گے لیکن وہ جماعت نہیں کہ انہیں گے بجز امام ہمدی کی اقتداء کریں گے اور اس کے بعد نماز کی امامت  
حضرت میسلی علیہ السلام ہی کریں گے کیونکہ وہ امام ہمدی سے افضل ہیں۔ دوسری شرح یہ ہے کہ امامت سے مراد حضرت  
مصطفیٰ علیہ السلام ہی ہیں اور تم میں سے ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہاری شریعت کے ماحق فیصلے کریں گے ذکر احکام انہیں  
کے مطابق نہ دوسری روایت میں اسی معنی کی تصریح ہے کہ يَكُونُ مَسِيحٌ يَكُونُ يَكُونُ مَسِيحٌ وہ تمہارے رب کی کتاب اور  
تمہارے نبی کی سنت کے مطابق امامت کریں گے تو اس کا معنی یہی ہوا حضرت میسلی علیہ السلام تمہارے رب کی کتاب اور  
اس صراط پر کہ تمہاری دین و ملت کو قبول کریں گے اور تمہاری کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے

۵۲۴) وَكَانَ بَابُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ  
أُمَّتِي يَتَّبِعُونَ حَتَّى أَمُوتَ خَلَا هِيَ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
أَتَبَيَّنْتُ كَالْمَيْتَةِ يَتَّبِعُونِي ابْنُ مَرْيَمَ كَيْفَ تَكُونُ  
كَيْفَ تَكُونُ أَمِيرُهُمْ كَمَا أَنَّ مَلِكًا تَكُونُ لَا  
إِنْ يَحْكُمُ عَلَيَّ بَعْضُ أُمَّةٍ مَعَهُ لَمْ يَكُنْ إِلَّا  
هَذِهِ الْأُمَّةُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهَذَا الْبَابُ  
عَنْ الْفَضْلِ الْخَارِجِي .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت  
حق پر قیامت تک رہے گی اور غالب ہوگی فرمایا  
تب میسلی بن مریم نازل ہوں گے تو ان کا میرے گناہوں  
پر کفار پڑھائے تو وہ کہیں گے کہ نہیں تم میں سے بعض  
بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کی طرف سے اس امت کے  
احکام کی وجہ سے ہوگا۔  
(المسلم)

ملہ اس وقت اگرچہ حضرت میلے علیہ السلام بھی امت محمدیہ میں شامل ہوں گے مگر ان پر جو اکرام الہی ہے اس کی وجہ سے ان کی وہ جہنگ لب بھی باقی ہوگی۔  
اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے

## الفصل الثالث

### تیسری فصل

حضرت جد امیر بن عبد ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اتریں گے تو نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی اور پتالیس سال قیام کریں گے۔ پھر وفات پائیں گے میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے تو ہم اور میلے بن مریم، ابوبکر اور عمر کے درمیان ایک مقبرہ ملے اٹھیں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَنْتَزِدُ بِرُفْدٍ وَيُؤَلِّدُ لَهُ وَيَنْكِحُ عَمْسًا ذَا نَمَاحَيْنِ سَنَةً ثُمَّ يَسُوْتُ كَيْدَ هُنَّ مَعِي فِي بَيْتِي حَاكُو مَرَاتَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي كَنْبَرٍ ذَا حِمَاتَيْنِ أَيْ بَيْتِكَ وَكَمَرًا ذَا بَيْتِي الْجَوْزِي فِي كِتَابِ الْوُفَاءِ -

(ابن جوزی، کتاب الوفاء)

ملہ قبر سے مراد مقبرہ ہے روایات میں ہے کہ مرد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان قبر میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور وہ جگہ آج تک کسی کو میر نہ ہوئی۔ امام اسلمین حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواہش کی تھی کہ وہ جگہ محل جائے سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) گھر ہے) بھی تیار ہو گئی تھیں لیکن بنو امیہ نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ حضرت جد امیر بن عبد ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی چاہا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت نہ دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا منسلے بھی یہاں عرض کیا گیا مگر انھوں نے فرمایا مجھے حضور کی دو جگہ پر یوں کے ساتھ بتایا گیا ہے وہی دفن کرنا ہے اور نہ کبھی بیان کی ہے کہ وہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزار کے لیے ہے۔

## بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَإِنْ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ

### قیامت کا قریب ہونا اور جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی

قیامت قیامت کے نزدیک ہونے کا ظاہر اس میں یہ ہے کہ اس کی آمد کی بقیہ مدت تنہا وہ گئی ہے اور اگر گذر چکی ہے۔ بعض شارحین نے کہا کہ اگر باقی زیادہ ہے تو بھی قرب کا حکم صادق ہے کیونکہ یہاں سے آگے انتہائی کم مسافت ہے۔

ابتداء سے یہاں تک کہ ہے اور یہ اعتبار درست ہے لیکن یہاں پہلا معنی مراد ہے کیونکہ واقع میں بقیہ کم ہے جیسا کہ احادیث میں اس پر تصریح ہے۔ مَن کَانَ قَدَرًا تَمَتَّ قِيَامَتِ كَلِمَاتُهَا صَحِيحٌ حَدِيثٌ كَيْ هِيَ فِي۔ مَاتِي فِي خُصْمِي عَنَانِ كَالْمَدِيدِ ذَكَرَ كَيْ هِيَ اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص فوت ہو گیا اس کے حق میں بعض احوال قیامت میں سے کا وقوع ہو جاتا ہے۔ امام غزالی نے اپنی تصانیف میں اسی معنی کی تفصیل و شرح فرمائی ہے۔ وہاں دوسری دفعہ زندگی کی تفصیل میں توقف کیا ہے۔ موت کو میت کے لحاظ سے قیامت صغریٰ کہا جاتا ہے جیسا کہ تمام جہان اور لوگوں کا نرسہ جہان قیامت بکری کہلاتا ہے۔ قیامت و سطلی بھی ہے یہ لوگوں کا ایک دوسرے کی عمر کے قریب فوت ہو جانا ہے اسے قرن بھی کہتے ہیں جیسا کہ حدیث عائشہ میں آ رہا ہے۔

## پہلی فصل

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۵۲۴۳ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُيُوتُ أَتَاءَ السَّاعَةِ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَيَبُتُ قَتَادَةَ يَقُولُ فِي قَصَبِهِ لَعَنُفِلَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَكَأَذْرِي أَذْكَرُكَ عَنْ أَنَسٍ أَدَّكَ لَهُ قَتَادَةُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت ہے حضرت شعبہ سے انھوں نے حضرت قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بیچھے گئے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ کو وہ مظلوم ہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جیسے ان دونوں میں سے ایک کی نیادنی، دوسری پر بیچھے یہ خبر نہیں کہ اسے حضرت انس سے روایت کیا یا قتادہ نے خود کہا۔ (بخاری و مسلم)

سید صاحب اور سطلی  
سید صاحب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اپنی اور قیام قیامت کی دو انگلیوں کے ساتھ تشبیہ دی اس کی مراد واضح کرتے ہوئے کہا  
سے جو مقدار درمیان انگلی کی دوسری سے بڑی ہے اور اتنی مقدار کے برابر میں قیامت سے پہلے محبوب ہوا ہوں اور قیامت اتنی مقدار میرے میں ہے۔

لکھ اگر یہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے تو پھر اس میں احتمال ہے کہ یہ انھوں نے خود کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا۔ حدیث مسند ابن شبراؤ (جو آری ہے) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضور علیہ السلام نے خود بیان فرمایا ہے بعض شامعین نے کہا کہ اس سے سہرا آپ کی دعوت اور قیامت کے درمیان اتنا واسطہ و ارتباط کیا بیان ہے کہ ان کے درمیان کوئی اور دن و رات نہیں ہوگا جیسا کہ ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں لیکن راوی نے جب خود تفسیر کر دی اور حدیث میں تصریح بھی ہے تو اس کے ہی لف کوئی توجہ قابل قبول نہ ہوگی۔



قرب قیامت اور عزت کے قیامت

۵۵ واضح رہے حدیث باب کا نقل ایسی ہی آئی ہے۔ فرمایا اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَذَا اَرَسَ اَوْ تَقِيمُ  
کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اگر بطور مثال اس حدیث کو اتصال و مقدمات پر محمول  
کرنا درست ہے اگرچہ کفالت کرنے والا اجنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دو انگلیوں کے تقدم و تاخر کے مطابق  
داخل ہونا بھی عظیم شرف کا حال ہے مگر کوئی نے شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے یہ کلام فرمایا تو آپ کی دونوں انگلیاں برابر ہو گئی تھیں اس کے بعد ان دونوں میں طبع اصلی کی وجہ سے تقدم  
تاخروا قی ہوئے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دونوں انگلیاں بطریق معروف ہی تھیں لیکن اسی کلام کے موقع پر ان دونوں  
کا برابر ہونا بطور معجزہ تھا اور بعض فارسی کتب میں تحریر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب اور مدعی آپس میں برابر  
تھیں۔ معروف طریقہ پر ان میں تقدم و تاخر نہ تھا اس کی کوئی اصل نہیں ہے متن حدیث اور شارحین کے کلام کے مخالف ہے۔

۵۶ وَكَانَ جَاءَ بِكَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ  
يَمُوتَ يَسْأَلُ نَسَاءَ لَوْ تُوِيَّ عَيْنُ الْمَرْءِ كَرِهْنَا  
عَلَيْهَا يَعْتَكِدُ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَلَدِهِ مَا عَلَى  
الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَقْنَعُوهُ سِوَنِيَّ فَإِنَّ عَلَيْهَا  
مِائَةَ سَنَةٍ وَفِي حِكْمَةٍ يَوْمَئِذٍ -

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
میں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے  
دعا سے ایک ماہ پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا مجھ سے  
قیامت کے متعلق پوچھتے تھے اس کا علم اللہ کے پاس  
ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ زمین پر ایسی کوئی نفاک  
سے پیدا ہوئے گا نہ ذات جن پر سو سال گزریں اور اس  
دن زندہ چھوٹے (المسلم)

(كَلَامًا مُتَّصِلًا)

۵۷ قیامت بگڑی کے وقوع کے پہلے وقت کے بارے میں پوچھتے ہوئے سنا اس کا علم میرے پاس  
ہے باقی قیامت مغربی و وسطی تھیں بتا رہی ہوں کہ جو اس کا علم میرے پاس ہے۔

۵۸ پہلے جن کی میں خبر دے گا۔ یعنی اکابر و بزرگ۔ ان کے تمام افراد سو سال کی مدت میں فوت ہو جائیں گے اور ان کے بعد ان میں سے  
کوئی ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ یعنی اکابر و بزرگ۔ ان کے تمام افراد سو سال کی مدت میں فوت ہو جائیں گے اور ان کے بعد ان میں سے  
کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بھی سو سال گزرنے کے بعد پانچواں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی موجود تھے کہ خضر علیہ السلام  
سے مخصوص ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے احوال کی خبر پتے چرتے ہوئے فرمایا کہ اب وہ چھوٹے بچوں  
میں سے ہر کوئی سو سال تک مر جائے گا۔ بعض نے کہا کہ شاید اس وقت حضرت خضر زمین پہنچے ہوں لیکن یہاں یہ سوال ہے کہ  
انہی علیہ السلام سے منقول ہے کہ چار افراد انبیاء میں سے زندہ ہیں زمین پر حضرت خضر اور حضرت ایساں اور اس کے بعد حضرت  
ادیس اور حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ حضرت خضر کا وجود تو سب سے اولیٰ و سب سے ثابت ہے اگرچہ بعض نے اس  
میں تاویل کی کہ ہر دور کا ایک خضر ہے جیسا کہ درکار ہے اور فیض لینے والا ہوتا ہے۔ یعنی اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے صاحب بنے وہ کا اولیاء میں سے تھے۔ حضرت طوط ثعلبین شرح علی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
منقول ہے کہ آپ نے دوران گفتگو ہوا کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا "قفوا اسرائیلی واسیع کلام الحمدی لے اسرائیل عطر کہ

محمدی کلام سن) اس سے ارغود آپ کی ذاتِ القدس تھی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سو برس ایسے نہ  
گزریں گے کہ زمین پر کوئی جتنی ہوئی ذات آج کی جو موجود  
ہے۔ (المسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی  
ہیں کہ وہائی لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
پاس آیا کرتے تھے تو آپ سے قیامت کے بارے میں  
پوچھتے تھے تو آپ ان میں سے سب سے چھوٹے کی  
طرف نظر فرماتے تھے کہ اگر زندہ رہا تو ایسے بڑھایا نہ  
آئے گا حتیٰ کہ تم پر بخاری قیامت قائم ہو جائے گی۔  
(بخاری و مسلم)

اسی لیے بڑھاپے کو نہ پہنچے گا تو سب مر جاؤ گے یعنی اس مدت میں اس طبقہ کے تمام لوگ فنا ہو  
جائیں گے اس کتاب نے قیامت سے تعبیر فرمایا۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت عتود بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں  
قیامت کے آنے کو بھیجا گیا ہوں تو میں قیامت میں اس  
طرح بیٹے ہوں جس طرح یہ انگلی اس سے اور اپنی دو  
انگلیوں کے درمیان اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔  
(ترمذی)

۵۲۷۷ عَنْ عَتُودِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ فِي ثَلَاثِ  
الشَّعَرَةِ قَسَبَتْهُمَا كَمَا سَبَقَتْ هَذِي ۚ هَذِي ۚ  
وَأَكْثَرُ رِيَاءَ هَبْغِيئِ الْعَجَابَةِ وَالْوَسْطَى  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

جملہ مستورد۔ ہم پر پیش اسین ماکن، قاپر زبر، داؤ ماکن، راؤ کے نیچے زیر، آخر میں وال ہے۔  
سے شلاد، شین پر زبر، وال مشد مہائی ہیں۔ رل کو قدم شمار ہوتے ہیں۔ مصر میں سکوت پذیر ہے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت پہنچے تھے لیکن حضور سے یہ روات کہتے ہیں۔  
سے میں اوائل قیامت میں آیا ہوں، نفس، قاسم ترک، کسی چیز کے ظہور کی ابتداء جیسا کہ طلوع صبح کو نفس الصبح  
کہا جاتا ہے۔

سکھ سب اب اور وسطی

۵۲۷۸ عَنْ سَمِيعِ بْنِ اَبِي وَثَّابٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ  
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ  
 ﷺ لَوْ رُجِعُوا اِلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ لَعُدَّتْ  
 اَنْفُسُهُمْ يَوْمَ يَوْمِ قِيَامِ لِسَعْدٍ وَ  
 كَعْدٍ يَوْمَ قَالَ خُمُسٌ يَوْمَ سَنَةِ  
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۱۰۰۰)

حضرت سمر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان  
 کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
 میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے صلب کے نزدیک  
 اس سے انھیں اُدھے دن کی قیامت اُدھے۔ رسول سے  
 کہ لگایا کہ اُدھان کتنے ہے؟ فرمایا پانچ سو سال  
 (ابوداؤد)

صلی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے ماخوذ ہے کہ دن کا نصف سنیہ یا نصف وقت  
 (پہلے شام کے رب کے دن ایک دن کی مقدار ہزار کی ہے جسے تم شمار کرتے ہو) جب دن ہزار سال کا ہے تو اس کا  
 نصف پانچ سو سال ہے۔ معنی حدیث یہ ہے کہ اس امت کی اللہ تعالیٰ کے دن اتنی قیمت مقام اور جگہ ہے کہ وہ انھیں  
 پانچ سو سال ہاگت سے محفوظ رکھے گا تو اس امت کی بقا پانچ سو سال سے کم نہیں، زیادہ ہو سکتی ہے اس میں اشارہ ہے  
 کہ قیامت پانچ سو سال سے پہلے برپا نہیں ہو سکتی اور قیامت ہلک نہ ہوگی اس کے بعد کیا ہوگا؟ بعض شارحین کی رائے  
 یہ ہے کہ یہ امت پانچ سو سال تک شدا کہ مصائب اور عقیبات سے محفوظ رہے گی اور انھیں ایسی آفت دینے کے جو  
 انھیں ہلک کر دے۔

سے شیخ عبداللہ الدین سیوطی نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ رسالت کتاب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وحی کے  
 ہزار سال بعد امت پانچ سو سال سے بنیاد زمین کرے گی۔ بعض علماء وقت نے توئی دیا کہ دین محمدی میں امام مہدی  
 دجال کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دیگر علامات قیامت کا ظہور ہوگا اس قول کو سیوطی نے رد کیا اور  
 اخیلاو ائمہ سے ثابت کیا کہ ہزار سال گزرنے کے بعد پانچ سو سال سے لگے پڑے گی۔

### الفصل الثالث

۵۲۷۹ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ  
 ﷺ لَوْ رُجِعُوا اِلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ لَعُدَّتْ  
 اَنْفُسُهُمْ يَوْمَ يَوْمِ قِيَامِ لِسَعْدٍ وَ  
 كَعْدٍ يَوْمَ قَالَ خُمُسٌ يَوْمَ سَنَةِ  
 (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۱۰۰۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دنیا کی مثال  
 اس پر ہے کی سی ہے جواہر سے آلودہ لکڑی دیا جائے  
 پھر وہ آئینہ میں ایک دھماکے سے ہلکا ہو جائے، قریب  
 کہ یہ دھماکا توڑنا جائے۔

(ربیع، شعب الایمان)

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۱۰۰۰)

صلی اللہ کے نبی کے اور قرب قیامت کی مثال

# بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ

## قیامت صرف شریر لوگوں پر قائم ہوگی

تمام اچھے لوگ فوت ہو جائیں اور برے باقی ہوں گے پس ان پر قیامت قائم ہو جائے گی جب تک نیک لوگوں کا وجود ہے قیامت قائم نہیں ہو سکتی جیسا کہ اوپر گذر چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ایک خوشبودار ہوا چھلے گی جس سے تمام مسلمان فوت ہو جائیں گے اور بدکار باقی رہ جائیں گے جو کہ عہد کی طرح آپس میں اختلاف کریں گے پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔

### پہلی فصل

### الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ کا کلمہ جائے گا دوسری روایت یہ ہے کہ ایسے شخص پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو اللہ اللہ کہے (مسلم)

۵۲۸۰ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يَكُنَالَ فِي الْأَرْضِ مِنَ اللَّهِ دَفِيْدَايَةٍ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ (دَوَاۓ مُنِيلٌ)

یعنی اس وقت کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنے والا ہو بلکہ تمام کافر، مجتہد پرست اور فاسق ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان کی بقا و ذکرِ خدا، ذاکرین، صالحین اور نیکو کاروں کی برکت سے ہے جب یہ اس جہان سے اٹھ جائیں گے تو یہ علم بھی نہ رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت شریر ترین مخلوق پر قائم ہوگی (مسلم)

۵۲۸۱ وَ كُنَّ عَيْنُ اللَّهِ مَسْجُودًا كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ (دَوَاۓ مُنِيلٌ)

اس حدیث کا ترجمہ، باب کے ترجمہ کی طرح ہی ہے خلق سے ملاد انسان ہیں کیونکہ شریر نافرمان اُمت ہیں اور نصیحت کا ان کتاب آدمی ہی کرتے ہیں، باقی مخلوق ایسا نہیں کرتی۔

٥٢٨٢ وَعَنْ أَبِي مُهَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلُوا مَنَاسِكَ  
 حَتَّى تَقْطُرَ بِهَا أَلْيَاتُ نِسَاءٍ وَفِي حَوْلِ  
 ذِي الْقَلْبَةِ وَذُو الْقَلْبَةِ طَائِفَةٌ وَفِي  
 آتِيٍّ كَأَنَّهُ يَعْجُزُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وقت اس وقت تک قائم نہیں ہوگا جب تک قید اوکس کی عمر توں کے سرین ذوالکھ کے گردن میں ذوالکھ قید وکس کا بٹتہ تھاجی کو دودر جا بٹتہ میں دو لوگ پڑتے تھے علیہ (بخاری و مسلم)

۱۰۰ نیکات، جنہو پر درہلایم کمن۔ قلموس میں ہے عودت کے سرن یا چربی اور گوشت کا وہ حصہ جس پر بیٹھا جاتا ہے یا چربی و گوشت کا وہ حصہ جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ مراح میں ہے کہ الیہ کا معنی دم ہے۔ جمع الجہار میں ہے وہ گوشت جو ریشٹ اور دان پر بند ہو۔ شامق کا انوار میں ہے حیوں کے نیچے لطف چھنے کا گوشت ادا اسد کی مقصد کا گوشت ہے۔

۱۷ دوسری، وال پر زہر، داڑھیں، سین، مین کو قید ڈالنے کا حکم دیا۔ دو دنوں پریشانی سے  
بت خانہ کے کچھ بیانیہ کہہ جاتے ہیں اس جگہ ایک بت تھا اس کا نام غصہ تھا، دوسرے غصہ کے قبائل اس کی  
پوجا کرتے تھے۔

حضرت علیہ السلام نے اپنے مہالی حضرت جریر بن عبد اللہ علی کو اسے گلے کے لیے بھیجا چنانچہ خود دیا کہ انہی دنوں میں یہ قبائل مرتد ہو جائیں گے اور ان کی حدود میں اس بت خانہ کا طواف کریں گی؟ گدھائی نے فدا غصہ کی تفسیر کی ہے۔

۵۲۸۸ شہ شامین کے حکما کہ یہ بت خانہ کا نام ہے لہذا معلوم ہوا کہ اس تفسیر میں تنازع ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غزلتے ہوئے سنا کہ دن و رات کاسلہ ختم نہیں ہوگا جہاں تک کہ لا الہ الا حق کی پھر پوجا کرنے لگے۔ میں عرض کر گئی کہ یا رسول اللہ! میں تو کہتی تھی کہ جب اللہ نے یہ وحی نازل فرمائی "ہی ذات ہے جس نے اپنے لیے کوہِ طہ اور جنتِ عدن کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام عہدوں پر قلب کیسے اگرچہ مشرک اسے تاپسند کر لے" مگر یہ بے پوری طرح ہوگا؟ فرمایا اس میں سے ہوگا جتنا اللہ چاہے پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ وہابیہ کا جس سے تمام مرعوبین گئے جن کے دل میں عداوت کے برابر ایمان ہوگا وہی اہل حق

۵۳۳ وَعَنْ عَائِشَةَ كَأَنَّهُ سَمِعَتْ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَأْتِيَنَّ  
الْكَلْبُ وَالْقِرَاعُ عَنِّي يُعْبَدُ اللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ كُلُّتَا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمَّا لَمْ تَلَا كُلُّنَا جِئْنَا أَكْثَرُ اللَّهِ  
هَذَا الْوَأْيَ أُرْسِلَ رَسُولُكَ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ  
الْحَقِّ لِيُظَاهِرَ عَلَى الدِّينِ مُحَمَّدٌ وَكُوَلِيرُهُ  
الْمُسْلِمُونَ أَنَّ ذَلِكَ نَحْنُ خَالِدٌ إِنَّهُ سَيَكُونُ  
مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِجَالًا  
كَطَيْبَةٍ يَكُونُ فِي كُلِّ مَن كَانَتْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ  
حَبَّةٍ مِنْ تَعَدِّيٍّ مِنَ الْإِيمَانِ كَيْسَلِي مَنْ لَا  
تَعْدِيٍّ فِيهِ كَيْدٌ جَمْعُهُ إِلَى دِينِ الْإِسْلَامِ -

(رَدَّ اَوْ مُنْجِلًا)

وہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی پس اپنے باؤ  
ابراہیم کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے (الاسلام)

۱۷ یہ دو بتوں کے نام ہیں۔ قید ثقیف کے بت کا نام لات اور قید قطفان اور شکیم کے بت کا نام عزری تھا  
۱۸ یہ آیت مبارکہ "ہو انذی ارسل رسلہ" اللہ

۱۹ کیونکہ اس آیت کا مدلول یہ ہے کہ تمام لوہاں باطل ختم ہو جائیں گے، بہت پرستی زوال پزیر ہوگی اور دین اسلام  
ان تمام پر غالب آجائے گا اس سے لگان جو کچھ یقین تھا۔

۲۰ بعض نسخوں میں تا نا نصب کے ساتھ ہے اور اس کے موافق علم غیبی ایک درجہ ہے جس کا ذکر ہم نے شرح  
میں کیا ہے اس کے اتمام کے بعد آپ یہ خبر کیوں دے رہے ہیں کہ لات و عزری کی لوگ پرستش کریں گے۔  
۲۱ آخری زمانے میں بہت پرستی کچھ مدت کے لیے ہوگی جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۲۲ اپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے یعنی ازلہ و افتد کر لیں گے اور یہ نکتہ الہی ہے کہ آخری وقت  
کفر و بت پرستی ہوگی کیونکہ عمل قہر و غضب اور جلال برے ہوں گے اور ان پر قیامت برپا ہوگی نہ کہ نیکوں پر۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: و قال

نیکے کو تو چالیس تک پھرے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس دن

یا عیسٰی یا سال فریاد پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا

گویا وہ عہدہ کن سود میں آپ اسے تلاش کریں گے، اسے

ہلاک کریں گے پھر آپ لوگوں میں سات سال بکھریں گے

کہ وہ اشخاص کے درمیان دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ایک

مٹھڑی ہواش امک طرف سے بھیجے گا تو وہ نے زمین پر کوئی

نہ رہے گا میں کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہو گا

وہ ہر اسے وفات دے دے گی حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی

دھڑپاڑ میں داخل ہو جائے تو وہ اس تک داخل ہوگی

حتیٰ کہ اسے وفات دے دی جائے پھر یہ ترین لوگ ہی

رہ جائیں گے پر عمل کے بلکہ پن والے اور مردوں کے

بھاری پن والے نہ کسی اچھی بات کو جانیں گے نہ کسی برائی

کو بُرا جانیں گے، ان کے پاس شیطان انسانی شکل اختیار

کرے گا اسے لکھ گا تم شرم کیوں نہیں کرتے؟ کس کے

۵۲۸۳ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ الدَّجَالُ

كَيْفَ تَكُنُّ أَنْزِلُ عَيْنِينَ لَا أَدْرِي أَزْبَعِينَ يَوْمًا

أَوْ عَامًا كَيْفَ تَكُنُّ اللَّهُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ كَانَهُ

خُرُوجًا مِنْ مَسْجِدٍ كَيْفَ تَكُنُّ كَيْفَ تَكُنُّ

فِي النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ كَيْسَ تَيْنِ الْفَتَنِ

عَةِ أَوْ كَيْفَ تَكُنُّ رُسُلُ اللَّهِ يَا يُحْيَا بَارِكًا مَرَّتَيْنِ

جَبَلِ الشَّامِ وَقَدْ يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ

أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ وَتَقَالُ ذَمْرًا قِنْ تَحْمِيحُ أَوْ

إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَقٌّ لَوْ أَنَّ أَحَدًا كَرَّ

كَحَلٍّ فِي كَبْكَ جَبَلٍ لَكَ خَلَتْ عَلَيْهِ حَقٌّ

تَقْبِضُهُ كَانَ كَيْفَ بَقِي شَرَارَةُ النَّاسِ فِي

خَوْفِهِ الْقَلْبِيَّةِ أَحَدًا مِنَ السَّيَّاحِ لَا يَخْرُجُونَ

مَعْرُوفًا وَلَا يَنْبَغُونَ مُنْكَرًا كَيْفَ تَكُنُّ

لَهُمُ الْقَيْطُونَ كَيْفَ تَكُنُّ أَلَا كَسْتَحْيُونَ قَيْطُونَ

كَمَا قَامُوا كَيْفًا مَرَّهًا يَعْجَبُونَ الْأَوْشَانِ

وَهُمْ فِي ذَلِكَ أَكْثَرُ مَا قَوْمٌ حَسَنٌ عَدِشَهُمْ  
 لَمْ يَنْتَعِمُوا فِي الظُّنُونِ فَلَا يَسْمَعُونَ أَحَدًا إِلَّا  
 أَصْحَى لَيْثًا وَرَكَمَ لَيْثًا قَالُوا وَلَمْ مَنْ  
 يَسْمَعُ رَجُلٌ يَكُونُ حَوْضًا إِيْلَهُمْ قِيَصَعُونَ  
 وَيَصْعَقُونَ النَّاسَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ  
 الظِّلُّ قِيَلْتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ لَمْ يَنْتَعِمُوا  
 فِيهِمْ أَحَدٌ حَيَاةً أَمَّا مَن يَنْتَعِمُونَ لَمْ يَكُنْ  
 يَأْتِيهِمُ النَّاسُ هَلَكَةً إِلَّا مَا يَكُونُ قَعُوهُمْ أَكْثَرُ  
 قَسَمُوا لَوْ كُنْ قِيَلُوا أَخْرَجُوا بَعَثَ النَّارَ قِيَلُوا  
 مِنْ كَمُ كَمُ قِيَلُوا مِنْ كَمُ لَمْ يَسْمَعْ مَا قِيَلُوا  
 وَتَسْمَعِينَ كَانَ ذَلِكَ يَوْمًا يَجْعَلُ  
 الْيَوْمَ أَنْ يَشِيءَ وَذَلِكَ يَوْمًا يَكْشَعُ  
 عَنْ سَاقِي. (مَاءٌ آهٌ مُنْطَلِقٌ وَذِكْرُ حَكِيْمٍ  
 مُتَعَاوِدَةٍ لَا تَنْفَعُهُمْ إِلَهُمْ جَوْزًا فِي بَابِ  
 التَّوْبَةِ)

اور حضرت سجادؑ کی حدیث لا تقبل العہد علیہ العہدین  
 ذکر کردی گئی ہے۔

۱۔ پہلے گذر چکے ہیں کہ بعض روایات میں چالیس سال، بعض میں چالیس دن یا چالیس رات ہے اسان میں  
 تطبیق بھی معلوم ہو چکی ہے۔

۲۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثقیلی کہا رہا ہے میں سے ہیں اور یہ مسودہ حضرت  
 عبداللہ بن مسود کے والد ہیں ان کے والد مسود بن غافل ہڈی ہیں اور ان کا باپ معتب بن ملک ہے۔

۳۔ یعنی تمام لوگ ایمان کامل اور ملتے اعلیٰ طریقے پر ہوں گے کہ وہ وہی ایک حدر سے کے ساتھ شہر شکر ہوں گے  
 اور حضرت مسیح علیہ السلام کا عہد ناقص و حال کے بعد ہوگا کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ان کا عہد ناقص چالیس سال ہوگا  
 ۴۔ راوی کو شک ہے کہ خیر یا یا ایمان

۵۔ کہد، کاف پندہر، باور کے پیچھے زیر اور وال، ہر چیز کے درمیان، جگہ کو بھی کہتے ہیں اور فارسی میں  
 جگہ اسی معنی میں ہے۔

۶۔ فسق و فساد اور فساد کے ثبوت قضائی میں وہ اس طرح تیز رفتاریوں کے جیسے پرندے نو نیزی اور ظلم میں

دنوں کی طرح حمد اور ہوں گے، اعلام یہاں علم کبر معاد کی جمع ہے اس کا معنی بوجھاٹنا اور ہٹا دینا ہے اور یہاں علم و فساد میں ٹھن اور استقر اور اوبہ ہے۔

۱۱۔ کہ تم فتنہ و فساد و فساد میں مبتلا ہو چکے ہو شیطان کی طرف سے مکر و فریب ہے جس سے یہ جیلہ اختیار کیا تاکہ وہ ان کو بتوں کی جلالت گاہ کہ سکے۔

۱۲۔ تیرا مقصد کیا ہے تو کیا کرنا چاہتا ہے؟

۱۳۔ ان پر ان کا مذق بارش کی طرح ہے گا

۱۴۔ ان کی زندگی اور معیشت میں فزاعی ہوگی

۱۵۔ یعنی اس کی آواز کی دہشت سے لوگوں کے دل پارہ پارہ ہو جائیں گے جسمانی قوت معطل و کسرت ہو جائے گی، اس کا اثر گردن میں ظاہر ہوگا کبھی وہ چنچے گرے گا اور کبھی اوپر جیسے کہ مد پوش اور فائف لوگوں کا حال ہوتا ہے۔ ریت لام کے پتے زریہ یا دوسان، گردن کی ایک جانب۔

۱۶۔ اسی کاروبار میں لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔

۱۷۔ کہ قیامت کی ہولناکیاں دیکھیں گے

۱۸۔ کیونکہ ان سے ان کے کردار کے بارے میں سوال کیا جائے گا اعلان سے حساب لیا جائے گا۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائے گا۔

۲۰۔ یعنی وہ لوگ جنہیں دوزخ کی طرف لٹکا جائیگا

۲۱۔ یعنی فرشتے تاکہ وہ اہمیت میں عرض کریں گے

۲۲۔ جن لوگوں کو دوزخ میں بھیجا گیا ہے ان کی تعداد کتنی ہے

۲۳۔ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہزاروں سے ایک آدمی جنت میں اور باقی دوزخ میں جائیں گے۔ مراد یہ ہے کہ اپنے کردار کی وجہ سے لوگ دوزخ کے مستحق ہوں گے اس کے بعد حضور شفیق المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امینا و علیہم السلام رسولان کلام کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ سے معافی و مغفرت مانگنے کی بنا پر دوزخ سے باہر آئیں گے۔

۲۴۔ باب النحر کی فصل النخل کی حدیث ابو سعید میں ہے کہ اگر گے نکالا جانا یا جوج ما جوج سے ہے اور عاصیوں کی شفاعت

کا اولین مقام ہے جب لوگ بانگ و خاندی میں آئیں گے تو وہ خوف و خجالت کی وجہ سے پیسے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے

اور حسب کتاب کی ہیبت اور شرم کی وجہ سے کانپ رہے ہوں گے۔ سفارش کرنے والے درخواست کریں گے کہ کچھ

دیر تاہم کرو، اس کے بعد میدان قیامت میں ہم ہوگا کہ ان کا حساب لیا جائے یہاں پھر سفارشی درخواست کریں گے تاکہ حساب

میں معافی مل جائے اور اسی طرح مغفروں گے اور حسب حساب کریں گے تو اس میں مناقشہ نہیں کریں گے کیونکہ جس کے

حساب میں مناقشہ ہوا وہ مذاب ہیں مگر قند ہوا، اس کے بعد انہیں دوزخ میں بھیجا جائے گا یہ مقام پھر شفاعت کا ہے

تاکہ وہ دوزخ میں نہ جائیں جب دوزخ میں چلے جائیں گے اور مذاب ہوگا تو پھر شفاعت کی وجہ سے وہاں سے واپسی



ہوگی۔ اشد قحطی غفار کے کرم اور حضور علیہ السلام کی شفاعت نے عیش کی بہت زیادہ امید ہے باقی وہی ہوگا جو اللہ کا حکم ہے کہ کوئی نہ ہر شے پر قادر ہے۔

شفہ پاس دن کے لمبا اور محنت و مشقت والا ہونے پر وال بے گیز کو حکم و محنت میں بڑھایا عادی آتا ہے ۔  
 ۱۱۔ کشف ساق سے مراد خوف ، ہول ، شدت اور محنت کا ہول ہے عربوں کے مں اس کا یہی معنی مختار ہے  
 اصل یہ ہے کہ جب بھی کوئی آدمی محنت و مشقت کا کام کرتا ہے تو وہ انہی ساق سے مراد اٹھاتا ہے اس وجہ سے اس  
 کی پیڈلی خشکی ہو جاتی ہے قرآن کریم کی آیت یَوْمَ کُفِّ عَنِ السَّاقِ ذَکَیْرٌ وَلَئِنِ السَّجُودَ لَکِ تَفْسِیْرٌ میں کلام تفسیر ہے  
 لیکن ان کے نزدیک یہی معنی مذکور ہے ۔

۱۴۔ جس کے ابتدائی الفاظ لاتقطع الحجرة ہیں۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ آفتاب مغرب سے طویل ہوگا

بَابُ التَّفْخِيزِ فِي الصُّورِ

صور مچھونکے جانے کا بیان

نفلح، مہونک مارنا، صوبہ انقسم وہ شاخ جس میں مہونک ملدی جائے یہاں وہ شاخ ملو ہے جس میں حضرت اسرافیل مہونک ملدی گئے اہرہ دوسرے مہونکا ایک مرتبہ زندوں کو ہلاک اور موت کے لیے اور دوسری دفعہ مٹوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے ہوگا۔

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

## پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کے درمیان چالیس کاٹا حلقہ ہے ان لوگوں نے عرض کیا اے ابوہریرہ کیا چالیس دن؟ فرمایا میں نہیں کہہ سکتا چالیس جیسے، درمیان میں نہیں کہہ سکتا۔ چالیس سال، فرمایا میں نہیں کہہ سکتا، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنی بارگاہِ آلودہ کو لوگوں کے لیے اگلیں گے جیسے شاگ اگتے ہیں اور انہیں انسان کی کوئی چیز مگر وہ گل جانے کے سولے ایک ڈھونڈے

٥٢٨٥ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَمُرُّ النَّفَّاثِينَ  
أَرْبَعُونَ نَفْسًا يَا أَبَاهُ يُرِيدُ أَنْ يَبْكُونَ  
يَوْمًا قَالَ آيِبَتُكَ قَالُوا أَرْبَعُونَ هَذَا كَانَ  
آيِبَتُكَ قَالُوا أَرْبَعُونَ هَذَا كَانَ آيِبَتُكَ قَالُوا  
أَرْبَعُونَ سَدَّ قَالَ آيِبَتُكَ هُوَ يُرِيدُ اللّٰهُ  
مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا يَبْكُونَ كَمَا يَبْكُكُمْ  
الْبَقْلُ قَالَ وَكَيْسٌ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْ عَادَ

يٰۤاَيُّهَا الْعَظَمَاءُ اَحْيَاوْا هُوَ عَجَبُ الدَّيْنِ  
وَمِنْهُ يَرْكَبُ اَنْتَحَلُوْا يَوْمَ اَنْتَحِلُوْا - مُتَعَقِّقٌ  
عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ تَمْلِيْهِ قَالَ كُلُّ اَبْنِ اَدَمَ  
يَا مُلْكُ الْعَرَابِ اِلَّا عَجَبُ الدَّيْنِ وَمِنْهُ خُلِقَ  
وَفِيْهِ يَرْكَبُ -

اور وہ رچھ کی بڑی عجب ہے اس سے قیمت کے دن  
خلق کی ترکیب دہی جائے گی (بخاری و مسلم)  
اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ مارے انسان  
کو مٹی کھانے کی موٹے رچھ کی بڑی کے کہ اسے کس پیدا  
کیا گیا اور اس میں ترکیب دیا جائے گا۔

۱۔ جب حضرت ابیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمالا لکھا تو  
اس میں قطعی طور پر پائیس دن نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے یہ فرمایا تھا۔  
۲۔ جب میں نے حضور علیہ السلام سے اجمالا سنایا تفصیلاً سنا تھا مگر میں قبول کیا ہوں تو اب قطعی طور پر قطعاً کچھ  
نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی مراد کیا تھی۔

۳۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا  
۴۔ جیسے زمین پر چارہ و سبزا لگتا ہے۔ و حقیقت آدمی زاد کے لیے بیج ہوتا ہے جس طرح نباتات کا بیج زمین  
میں دفن کر دیا جاتا ہے اور بارش کی وجہ سے وہ لگتا ہے چنانچہ آئندہ جلد میں اسی طرف اشارہ فرمایا  
۵۔ اس کے تمام اعضاء و اجزاء و سیرہ و جہائیں گے کھسولے ایک بڑی کے۔  
۶۔ عجب الذنب - مین پرزہ، جیم سکن، ذال پرزہ، وہ بڑی جو آخریت دوسرین کے  
دریان ہے۔

۷۔ اور لفظ باء کے عوض میم کے ساتھ عجم الذنب بھی آیا ہے۔ عجب اور عجم دونوں کا معنی اصل و جڑ کے ہیں۔  
ذنب کا معنی دم، چونکہ بڑی دم کی جگہ پر ہوتی ہے اس لیے اس کا نام ذنب رکھا گیا ہے۔  
۸۔ آدمی کے جسم کی اس سے ترکیب و پیکار کی جائے گی۔  
۹۔ اصل تعلقت بھی اسی سے اور قیامت کے دن بھی اسی سے ترکیب ہو گی۔

۱۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ يَحْيَىٰ اللَّهُ اَنْتَ حَيٌّ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ وَتَطْلُوِي السَّمَاءَ بِسَبْعِينَ ثَمَرًا يَقُولُ  
اَنَا اَمْلِكُ اَيُّهَا مُلْكُكَ اَنْزِلْنِي -  
اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روز قیامت زمین کو  
سمیٹ لے گا، پھر فرسے لگے کہ میں بادشاہ ہوں، زمینی  
بادشاہ کہاں ہیں؟  
(بخاری و مسلم)

۱۱۔ اپنے مبارک پنجہ میں  
۱۲۔ یہ عظمت، جلال، کبریاؤ حق سے کہ یہ ہے اخلق کے ذہن میں جو افعال عظیم ہیں ان کی قدرت کا بیان  
ہے کہ وہ تو اس کے ماتھے میں ہیں اور اس پر تئید ہے کہ اس جان کو ختم کرنا اور آسمان کو اٹھانا اس کی قدرت کے لیے

نہایت ہی آسان و حقیر ہے، چرکرا آسمان کو زمین کی نسبت شرف و عظمت ہے اس کے ذکر میں اس ہاتھ کا ذکر کیا کیونکہ وہ بائیں سے افضل ہے پس زمین کو حدیث میں گھلا آسمان کو دائیں ہاتھ کے ساتھ لپیٹ دے گا۔  
 سکہ جرابا شہابی کا دعویٰ کرتے تھے۔

٢٥٨٤ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِي اللَّهُ  
السَّمَوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ هُنَّ بِرِيدِهِ  
الْبَيْضِ ثُمَّ يَقُولُ أَتَانِي مِنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ  
ثُمَّ يَطْوِي الْأَرْضَيْنِ بِرِشْمَا لَمْ فِي رِجَالِهِمَا  
يَأْخُذُ هُنَّ بِرِيدِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُ أَتَا  
السَّيِّئَاتِ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ .  
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فخریہ و فخریہ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر انھیں اپنے ماتھے کے پچھلے گائے پھر فریٹے گا میں بادشاہ ہوں کہ میں پچھلے کرنے لے گا پھر زمین کو لپیٹ لے گا۔ پائیں ماتھے کے ساتھ، اور ایک روایت میں ہے کہ انھیں دوسرے ماتھے میں پچھلے گا پھر فریٹے گا میں بادشاہ ہوں کہ میں پچھلے کرنے لے گا ؟

دستم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود کو ایک بڑا حاشہ دہریہ مگر علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے محمد! اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی و مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر دے گا پھر اٹھیں گے اسے گا پھر فرمائے گا میں ہاوشہ نہیں، اللہ ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس معلم کے قول پر متعجب ہوئے تب تم فرمایا اے اس کی تصدیق کی کچھ روک نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ان لوگوں نے اللہ کی قسم نہ کی جو اس کو قہقہہ ہے اللہ میں ماری اسی کے قبضہ میں ہے قیامت کے دن اور آسمان پٹے ہوئے ہونگے اس کے داہنے بازو میں، پاک ہے وہ اور بدتر ہے اس سے اس کو شرمک ٹھہراتے ہیں یہ

(بھاری و مسلم)

٥٢٨٨ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
جَاءَ جِبْرَائِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُنْسِلُ  
السَّمَوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى إِبْطِهِمْ وَ  
الْأَرْضِينَ عَلَى إِبْطِهِمِ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرِ عَلَى  
إِبْطِهِمِ وَالنَّاسَ وَالْأَنْعَامَ عَلَى إِبْطِهِمْ وَنَاجِيَ الْخَلْقِ عَلَى  
إِبْطِهِمْ ثُمَّ يَقْرَأُ هُنَّ كَيْفَ تَقُولُ أَنَا أَسْئَلُكَ أَنَّ  
اللَّهَ فَتَحْبِسَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
سَلَّمَ تَعَجُّبًا يَتَعَلَّقُ قَالَ الْجِبْرُؤِيلُ تَصْدِيقًا لَهُ  
ثُمَّ كَرَأَ وَمَا حَذَّرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدِيرِهِ وَ  
الْأَرْضَ جَمِيعًا فَهَضَمَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ  
السَّمَوَاتِ مَطْلُوعَاتٍ بِسَبْعِينَ سُبْحَانَهُ وَتَقَالَى  
تَعَلَّقًا لِبُرْجُونٍ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ یہ تمام چیزیں قدرت و جلالت الہی کی تصویر و تشبیہ میں درجہ ٹاٹھ اور انگلیاں اور انھیں حرکت دینا وغیرہ قطعاً نہیں، کام حرب میں طریقہ سے کہ جب کسی کی مفاد و وجہ کو بیان کرنا ہو تو کہتے ہیں کہ دونوں ٹاٹھ ٹاٹھ کا وہ دھارخ ہیں یا کہتے ہیں اس کے ٹاٹھ نہیں، اس کے ٹاٹھ کا ٹ دیے گئے ہیں یا وہ غلط ہے ٹاٹھ پیدا کیا گیا ہے یا کوئی شخص سلطنت و ملک جلا رہا ہے اس کے وصف میں کہتے ہیں کہ فلاں تخت پر بیٹھا ہے اگرچہ تخت نہ ہو یا ہو مگر بیٹھا نہ ہو۔ قرآن مرث کے مشابہت میں بھی ملک درست ہے بغیر اس کے ان میں تاویل کی جائے اور کہا جائے کہ ٹاٹھ سے مراد یہ ہے۔ ۱۔ آپ کا تعجب بطور تکذیب نہ تھا بلکہ آپ نے اس کی تقدیق فرمائی کہ یہ درست ہے۔ ۱۔ جنہوں نے غیر خدا کو اس کا شریک بنا ڈالا اور اس کے کمال قدرت و عظمت پر ایمان نہ لائے معنی اسے جس طرح بچاتا چاہیے تھا نہ پچانا جس طرح اس کی تعظیم کرنی چاہیے تھی نہ کی جس طرح اس کی پرستش کرنی چاہیے تھی نہ کی جو کہ یہودی نے کہا تھا یہ اس کی تفسیر و تفصیل تھی۔

۵۲۸۹ وَعَنْ عَائِشَةَ كَأَنَّكَ مَا لَمْ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ  
يَوْمَ مَكِّيَّةٍ الْأَرْضُ مَعِيَ غَيْرُ الْأَرْضِ وَالْأَرْضُ  
كَأَنَّكَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ كَأَنَّكَ عَلَى الْيَقَابِ  
(۱۵۱۰ مَسْلُوكٌ)

۱۔ اس زمین کو تبدیل کر کے دوسری زمین اور آسمان کو تبدیلی کر کے دوسرا آسمان پیدا کر دیا جائے گا۔  
۱۔ جب آسمان و زمین کو بدل دیا جائے گا  
۱۔ یا وہی پل صراط مراد ہے جو جہان سے ماں مشہور و معروف ہے یا ہر راہ مراد ہے کیونکہ صراط کا اصلی معنی راہ ہے۔

۱۔ تبدیلی و طرح کی ہوتی ہے ایک ذات میں تبدیلی مثلاً دایم کو دائرہ میں بدلنا، دوسری تبدیلی صفات میں جیسے کہ کہتا ہے کہ میں نے حلقہ کو انگوٹھی میں بدل دیا یعنی حلقہ کو گھٹا کر خاتم کی شکل بنائی یا یہ کہ ذات تو وہی ہے مگر اس کی صفت و ہیئت دوسری ہوگی زمین و آسمان کی تبدیلی دوسرے آسمان و زمین کے ساتھ دونوں احتمال رکھتی ہے۔ تبدیلی صفات میں اکثر آثار و اخبار ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ زمین وہی ہوگی مگر صفات میں تبدیلی آجائے گی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد و گواہی ہے کہ زمین خوب فراعج کر دی جائے گی اس میں جندی و پستی نہ رہے اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اس زمین و آسمان کی جگہ دوسری زمین و آسمان پیدا فرماوے چنانچہ بعض آثار و اخبار اس کی تائید کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمین چاندنی کی اور آسمان سونے کا ہوگا حضرت ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایسی زمین پیدا کی جائے گی جو سفید پائیز ہوگی۔ اس پر کوئی گن نہ ہو اور گا۔ خطہ ہر طور پر یہ حدیث حضرت عائشہ کا سوال اور حضور علیہ السلام کا جواب مبارک اسی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کذا قال الطیبی

۵۲۹۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مَكْرُومَانِ يَوْمَ تَرَى الْقِيَامَةَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسند اب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم نے فرمایا: چاند اور سورج کو قیامت کے روز ٹھیک دیا جائے گا۔

(بخاری)

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرَبٍ)

اس حدیث میں ایک گوشے میں چھبک دیا جائے گا جس طرح کسی کپڑے کو لپیٹ کر کسی ڈال دیا جاتا ہے یا اس کے نوڑ کو لپیٹ دیا جائے گا یعنی اس کی روشنی آفاق سے ختم ہو جائے گی اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔ ایک روایت میں کوران کی جگہ تیران مروی ہے۔ ۱۱۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کیسے خوشی ہو جبکہ سورج چھبکے والے دن آئے نہ چھل رکا ہے کان لگائے ہوئے ہیں یا شانی بھکانی ہوئی ملے، انتظار کر رہا ہے کہ کب چھبکے گا حکم فرمایا جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ کہہ کہ میں اللہ ہی کا فی ہے اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے۔ (ترمذی)

۵۲۹۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَفْعَهُ وَمَا جِبْتُ الْخُشُوعَ قَدْ انْقَضَتْ وَأَصْنَى سَمْعُهُ وَفَحَى جَبْهَتُهُ يَلْتَفِتُ مَنْ يَوْمَهُ بِالْقَدَرِ فَكَانُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَامُوا كَانَ قَوْلُوا احْسِبْنَا اللَّهُ يَعْزُّهُ الْوَكِيلُ -

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرَبٍ)

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف ہر طرف سے چھبک دوں۔

اس جیسے کہ باجائے والے کی کیفیت ہوئی ہے یعنی تیار کھڑا ہے۔

اس جہان پر چھوڑ دیں کہ یہ ایسے کمات ہیں جو تکلیفِ حلت کے وقت کیسے عیاشی قیاس کے لائق نہیں ہو سکتے ہیں۔ ہم اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے یہ ایسے کمات ہیں جو تکلیفِ حلت کے وقت کیسے عیاشی قیاس کے لائق نہیں ہو سکتے ہیں۔

حضرت محمد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورج چھبکے گا جس میں چھبک جائے گا یہ

۵۲۹۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخُشُوعُ كَقَرْفٍ يُتَعَمَّرُ فِيهِ -

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرَبٍ)

(ترمذی، ابوداؤد، الدارمی)

(رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرَبٍ)

سہ اس شایع کی عظمت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، اس کی توصیف و تصویر اور عظمت کے بارے میں کثرت کے ساتھ آثار و اخبار آئے ہیں۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **فَاَذْكُرْنِي النَّاسُ** کے بارے میں فرمایا صحیح ہے اور اس جملے سے مراد پہلی بار بھوکنا اور داندے سے دوسری دفعہ بھوکنا مراد ہے (بھوکنے نے اسے عنوان میں ذکر کیا ہے)

۵۲۹۳ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى **فَاَذْكُرْنِي النَّاسُ** اَوْ بَرَأَ النَّاسُ مِنَ النَّاسِ وَتَعَالَى **الْمَغْنَمَةُ** الْاُمْلَى وَالْاَوْفَى وَفِي الشَّيْئَةِ (تذکار البخاری فی ترجمتہ بنایب)

سہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا

سہ جب مرد میں بھوکنا جائے گا تو وہ دن کافروں پر سخت ہوگا۔

سہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **اَوْفَى** کو مراد رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس سے زمین و پہاڑ مل جائیں گے یہ جملہ سے بنا ہے جس کا معنی کا پینا اور لرز جانے کے ہیں اور داندے

دلف سے بنا ہے جس کا معنی کسی کے پیچھے آنا ہے۔

۵۲۹۳ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ **اَذْكُرْنِي** رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَابِغَ الصُّبُوغِ وَ قَالَ عَنْ يُمَيْسُ بْنِ جَبَلٍ اَشْبَلُ وَعَنْ يَسَّارِ بْنِ مَيْمُونٍ اَشْبَلُ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاحب صبر کا ذکر فرمایا اور فرمایا: اس کی دانتیں جبریل اور میکائیل میں

سہ جن کے کپڑے بھوکنا ہے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام

سہ بھوکنے کے وقت ایسا ہوگا

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مخلوق کو کیسے لکھ دے گا اور اس کی عظمت میں اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا کہ تم اپنی قوم کے جنگل میں خشک مقامی میں نہیں گذرے تھے پھر وہاں اس وقت نہ گذرے جب سبزوے لگنا رہی ہیں وہیں نے عرض کیا

۵۲۹۵ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ **اَذْكُرْنِي** رَسُوْلُ اللهِ كَيْفَ يُعَذِّبُ اللهُ الْخَلْقَ وَمَا اَيْدِيْكَ اِلَيْكَ فِي خَلْقِكَ كَالَّذِي اَمَّا مَرَدُّهُ يَخْلُقُ قَوْلَكَ جَدِّدًا مَرَدُّهُ يَخْلُقُ قَوْلَكَ اَيْدِيْكَ اِلَيْهِ اللهُ فِي خَلْقِكَ كَذَلِكَ يَخْلُقُ اللهُ الْخَلْقَ۔

ٹاں تو یہ اللہ کی نشانی ہے۔ اس کی مخلوق میں اس طرح  
اللہ تعالیٰ مژدے زندہ کر دے گا۔ (ان دونوں روایات  
کو درجین نے روایت کیا ہے)

(وَقَدْ أَهْمَا دَرِينِ)

سے درجین، راوی پر زبر، زانو کے نیچے زیر  
سے العقیلی، مین پر پیش، قاف پر زبر، ان کا نام عقیط بن حمار ہے۔ لام پر زبر۔ مشہور صحابی ہیں، ان کا  
شہر ابل طائفین میں مرقا ہے۔  
سے بوسیدہ اور خاک ہونے کے بعد  
سے جس سے دوبارہ تخلیق کی نشان دہی ہو رہی ہو۔  
سے قہر، جرم پر زبر، وال ساکن یا کمور، خشک مٹی پر خضبت غلامسور کی ضد ہے۔

## بَابُ الْحَشْرِ

### قیامت کا بیان

صراح میں ہے حشر کا معنی ایجاٹنا، دودنا اور اٹھانا ہے اس سے قیامت کے دن کو یوم الحشر کہا جاتا ہے اس کا  
مطلب یہ ہے کہ جو دے مژدوں کو دوبارہ زندہ کر کے دہاں لے جایا جائے گا اسے حشر کہیں گے نیچے پر یا زبر) یہی  
کہا جاتا ہے باقی حشر وہ ہیں ایک قیامت کے بعد عیا کرادیر آیا اور دوسرا قیامت سے پہلے اس کی علامت کے طور پر  
جیسے کہ حدیث میں ہے کہ جانب مشرق سے آگ لے گی جو لوگوں کو حشر میں یعنی شام کی زمین پر لے جائے گی جیسا کہ گذر  
چکا کہیاں معنی اقل مرلو ہے۔ بعض احادیث ایسی بھی ہوں گی جن میں دوسرا قیامت کا استعمال ہو گا جیسا کہ یہاں علم حصول قتال  
کے قائل ہیں لیکن ظاہر یہاں ہی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الأول

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت  
کے دن اس میں درجین میں جمع کیے جائیں گے جو صدقہ کی  
روٹی کی طرح ہے جس میں کسی کا نشان نہ ہو

۵۲۹۶ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ النَّاسُ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضَيْنِ يُمِصُّنِ أَحَدُهُمَا لِقُحْفٍ وَصَدْرُ  
الْآخَرِ لَيْسَ فِيهَا عَمَلٌ إِلَّا حَيْدٌ

(مُتَّقِي عِلْيَةٍ)

(نہاری و سلم)

۱۔ جو منت نہ ہوگی، اس کی عید نہ ہوگی۔

۲۔ یہ رنگ میں تشبیہ ہے

۳۔ وہاں کسی قبر کا نشان نہ ہوگا یعنی ہمارے ہاں کوئی ہندی اور ہستی نہ ہوگی یا سنی یہ ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ

کے ہر اکس کے قریب و ملک کا کوئی نشان نہ ہوگا۔

۵۷۹۷ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ لَكُونُوا أَتَقَبَّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُخْبِرَةً وَاحِدَةً يَتَكَلَّمُ هَذَا التَّجْبَرُ بِبِدْوَةٍ كَمَا يَتَكَلَّمُ أَحَدُكُمْ مُخْبِرَةً فِي الشَّعْرِ كَوَلَّكَ لِهَؤُلَاءِ الْجَنَّةِ كَأَنِّي رَجُلٌ مِمَّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمَنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَنْزِلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلَى قَالَ لَكُونُوا أَتَقَبَّرُونَ وَاحِدَةً كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَلَّمُ فَتَقَبَّرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَلَّمُ فَتَقَبَّرُ حَتَّى يَدُوتِ تَوَاحِدَةً فَتَقَرُّ كَأَنَّهَا أُخْبِرُكَ بِأَكْبَرِهِمْ بَالَا مَرَّةٍ الْكَرْبُ كَأَنَّهَا هَذَا قَالَ لَكُمْ وَ تَكُونُ يَمَانُكُم مِّنْ آيَاتِهِ وَ كُنْتُمْ هُنَا سَبْعُونَ أَلْفًا

(مُتَّقِي عِلْيَةٍ)

(نہاری و سلم)

۱۔ جیسا کہ علت ہے کہ وہاں کو ایک اللہ سے دوسرے اللہ کی طرف ڈالا جاتا ہے تاکہ وہ بلا رہ جائے پھر اسے

اگ پر ڈال دیا جاتا ہے تاکہ پک جائے۔

۲۔ سفر میں جلدی سے پکاتے ہیں سفر و سین پر پیش یا زبر یہ سفر کی جمع ہے یعنی دسترخوان۔

۳۔ تنزل، نون اور زور پر پیش یا زور اس کن۔ دکھانا جو پہلی بار مہمان کے لیے لایا جاتا ہے کواضح رہے کہ ظاہر حدیث

اس پر حال ہے کہ زمین نان ہو جائے گی اور اس طرح نان سے بدل جائے گی کہ جنتوں کا کھانا بن جائے گی کہ عذاب و جنت میں

جانے والے اسے کھائیں گے۔ بعض شاذین نے اسے قیام پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ باری تعالیٰ کی قدرت سے یہ عید نہیں

کہ زمین وہاں سے بدل جائے اور اہل جنت اسے استعمال کریں دیگر علماء نے فرمایا کہ ہم بھی باری تعالیٰ کی قدرت سے اسے عید





۱۔ یہ میرے فرقہ کا بیان ہے کہ جن کے ساتھ آگ مصاحب و ملازم ہوگی۔

۲۔ یعنی صبح و شام، دن رات ان کے ساتھ ہوگی اور انھیں جانتی ہوگی اور انھیں دھمکشیں لائے گی۔ واضح رہے کہ فصل ثانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث آ رہی ہے کہ لوگوں کا حشر و عذاب اقسام میں ہے۔ ایک قسم پیدل دوسرے قسم سوار اور تیسری قسم منہ کے بل۔ یہ حدیث بھی اسی اقسام کو شامل ہے سوار اور منہ کے بل چلنے والوں کا ذکر تصریح ہے مگر پاؤں پر چلنے والوں کا ذکر معترض ہے اور اس کی تفصیل شرح میں ہے ڈال ملاحظہ کیجئے شامین کا اختلاف ہے کہ چشر روز قیامت قبور سے اٹھنے کے بعد ہے یا علامات قیامت سے پہلے اور حشر کی طرف جانے سے پہلے ہے جو کہ شام کی زمین ہے یہ بعضی صواب ظاہر اور درست ہے۔

۵۲۹۹ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَنحُشُونَ حَقًّا عَذَابًا عَظِيمًا فَذَرُوا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَّعْيِدُهُمْ وَاعْبُدُوا إِلَهًا كَمَا كُنَّا عَلَيْهِمْ وَ أَوَّلُ مَنْ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ قَرَأَ آدَمًا مِنْ أَصْحَابِي يَتَوَخَّضُ بِهِمْ ذَاتُ السَّمَاءِ فَتَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّكُمْ نَزَرْنَا مُنْذِرِينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مَذَامِرَ قَتْلِهِمْ فَآخُونَ كَمَا كُنَّا فِي الْعَبْدِ الصَّادِقِ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ قَبِيلَةً فَأَذْمُتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم ننگے پاؤں، ننگے جسم، اور عقیدے کے بغیر اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”جیسے ہم نے پہلے دھو پیدا فرمایا وہ بارگاہ بھی پیدا کریں گے یہ ہم پر وعدہ لازم ہے بے شک تم کرنے والے میں اور قیامت میں جن کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت آدم ہیں گے اور میرے کچھ ساتھیوں کو بائیں جانب سے پکڑا جائے گا میں کوئوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں میرے ساتھی ہیں“ فرمایا جائے گا جب سے ان جدا ہونے یا اپنی بیٹیوں پر پھرتے ہی سہے میں وہی کہوں گا جو عہد صالح کے کہا تھا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں رہا ..... بے شک تو غالب حکمت والا ہے (بخاری و مسلم)

۳۔ غزل، نین پر پیش، راساکن، افریقہ یعنی تلف کی جمع ہے ناختم شدہ

۴۔ یعنی قبور سے

۵۔ یہ دوبارہ پیدا کرنا

۶۔ کہ جو کلام و نما میں سب سے پہلے اسی ذات کو ننگا کیا گی مگر جب انھیں جہنم نے آگ میں پھینکا تھا یا دوسرے اس سے ان کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ اکرام و اعزاز آپ کے علاوہ ابوت کی وجہ سے ہوتا ہے، بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں آپ کی تدفین ہوئی تھی۔

شہ کیونکر ماضی اور گزشتہ کا راسی جانب ہوں گے۔

نہ میں بطور تحریر اور ان کی غلامی کے لیے

نہ اصحابی، جمع قنات اور تغیر کا صیغہ، ان کی قنات تعداد کی وجہ سے ہے۔

نہ بقدر شکایت اور ان کے مذاہب کا سبب بیان کرتے ہوئے

نہ یہ آپ کے دین سے پڑھ گئے تھے۔

نہ یعنی جو کچھ اپنی قوم کے چھٹکارا کے لیے بطور مدد حضرت مسیحی علیہ السلام اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کریں گے میں بھی وہی کچھ عرض کر دوں گا۔

اللہ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ حضرت مسیحی علیہ السلام اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے خدا

جب تک میں ان میں رہا ان کے حال سے وقف رہا میں نے انہیں کچھ نہیں سمجھا اس وقت حق پر تھے جب تو نے مجھے

ان سے اٹھایا تو اب ان کے حال سے قوی واقف ہے اور تو بہ غائب و معرک کو جاننے والا ہے اب اگر تو انکی مذہب

گرفتہ فرما چاہتا ہے تو یہ تیرے بندے میں جو چاہتا ہے ان سے فرما کوئی تیرے آگے دم نہیں مار سکتا اھا اگر تو انہیں مایہ

فرواے تو تو عظیم حکیم ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔

اللہ شہین نے فرمایا ہے کہ یہاں اصحاب سے مراد وہاں نہیں کیونکہ بالیقین معلوم ہے کہ اصحاب غلامی میں سے کئی

بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دھمال کے بعد بد مذہب بنے ہوا البتہ کچھ لوگ دیہاتی جو اصحاب سیدہ امود یا مولا مولا

جو دین میں بدعیرت اور ایمان میں قوت نہ رکھتے تھے مرتد ہوئے یا یہاں دولت سے مراد دین اسلام سے جو غرضیں، یعنی

ماہ حقوق میں استقامت سے خودیج، بعض امور میں مرتد بہ حسن اخلاق و صدق نیت میں کمی اور فتنہ و فساد کی وجہ سے احکام

ایس کی رعایت کرنا ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم پر کھوار بہت پرستی کی وجہ سے نہیں ڈتا لیکن

دنیا اور اس کی آفات کی مداخلت سے ڈرتا ہوں اسی طرح علماء نے فرمایا ہے۔

۵۳۰۰ وَ مَكَانَ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْضُرُ النَّاسُ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُمَاً وَ عُمَاً وَ عُدَاً قُلْتُ يَا رَسُولَ

اللَّهِ أَلَيْسَ بِجَالٍ وَ الْقِيَامَةِ جَبِينًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ

إِلَى بَعْضٍ قَالَتْ يَا عَائِشَةُ أَلَا مَرَأَاهُذِي مِنْ

أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے

ہوئے سنا، روز قیامت لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے جسم

اور فتنہ کے بغیر اکٹھا کیا جائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

مرد اور عورتیں اکٹھے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے یا نہ

فرمایا: اے عائشہ! بات اس سے زیادہ سخت ہے

کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا جائے۔

(بخاری و مسلم)

لہ اس میں کیا حکمت ہے ؟

۱۷ اس دن اتنا سخت معاملہ ہوگا کہ کسی کو دیکھنے کی مجال و فرصت اور شعور ہی نہ ہوگا۔

۵۳۱ وَعَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا سَيِّدِي  
الْبُكَرِيُّ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
قَالَ أَيْكَيْسَ الَّذِي آمَنَّا كَعَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي  
النَّارِ قَدْ رَوَى عَنْ يَسْهَيْيَةَ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ  
الْقِيَمَةِ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سہ کیا حیرے کے بل میں ممکن ہے؟

٥٣٠٢ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْفُخُ ابْرَاهِيمُ أَبَاكَ أَنْزَلَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَبِهِ انْزَعَتْ رُكَّتُهُ وَعَلِمَهُ كَيْفَ تَقُولُ  
لَا بُرَاهِيمُ أَلَمْ أَكُنْ لَكَ لَا تَعْمِي عَنِّي كَيْفَ تَقُولُ لَهُ  
أَبُوهُ قَالَ يَوْمَ لَا أَعْمِيكَ كَيْفَ تَقُولُ ابْرَاهِيمُ  
يَا رَبِّ اذْكُرْكَ وَعَدَّ نَفْسِي أَنْ لَا تَخَذِرَنِي يَوْمَ  
يُبْعَثُونَ كَأَنِّي خِزْيٌ أَخْزَى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ  
فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لَا فِى حَرَمِكَ الْبَشَرُ عَلَى  
الْكُفْرِ بِنَ كَلِمَاتٍ لَا بُرَاهِيمُ أَفْكَرَ مَا كُنْتَ  
وَجَعَلْتِكَ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ  
كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ كَيْفَ تَقُولُ

رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

۱۰۰ بعضی علماء و جمہ اشد کی تحقیق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء و ہر قسم کے شرک و کفر سے پاک و مطہر ہیں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں، انھیں مجازاً باپ کہہ دیا ہے والد کا نام نہاد ہے۔ اسی لیے آباء کو نفع آندہ کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے۔

۳۔ قمر، غمر، دونوں کے ابتدائی دونوں حروف پر فتح یعنی غبار میں لیکن قمرت اس غبار کو کہلاتا ہے جس میں کیا ہی ہوا اور اس کہوت کو بھی کہتے ہیں جو غم و حزن کی وجہ سے چہرے پر آئے۔

۱۵ اور جو کچھ میں اپنے رب کی طرف سے بیان کرتا ہوں اس میں اطاعت کرو۔  
۱۶ آج میری توفیقاً کرتا ہوں

ھے تو نے میری دعا قبول فرماتے ہوئے

۱۷ جواب نے دعا، مغفرت کی تھی وہ یہاں سود مند نہیں۔

عنه ذبح، ذال مسود، بلو ساکن، بھڑیا، قاموس میں الذبح بالکسر معنی بھڑیا، بعض لہجوں میں ذبح باد اور باد  
تھ یعنی مذبح مٹی اور گوبر سے آلودہ۔

شہ یہ آؤں کی ملت کا بیان ہے کہ اسے سب سے پہلے اللہ کے دروازے میں ڈالا جائے گا تاکہ حضرت ابراہیم کے دل میں جو مہر و محبت بھی ختم ہو جائے۔ شارحین نے بیان کیا ہے کہ اگرچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں اللہ سے برادری کا اعلان کر دیا تھا لیکن قیامت کے دن انہیں گئے تو جمعیت پروری میں جو شش آجائے گا تو پھر وہاں حضرت کریں گے کہ شاید قبول ہو جائے مگر پھر جب انہیں سب سے پہلے اللہ کے دروازے کا اعلان کریں گے بعض نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آؤں کی کفر پر ہمت پر یقین نہ تھا، ممکن ہے کہ وہ سزا ایمان پر فخر ہو یا انہوں نے برادری کا ہر کی وجہ سے کی بھی مدد قیامت والی کے کفر کا یقین بھی جائے گا کہ آؤں وہاں بالکل برادری کا اعلان فرمائیں گے۔

اور اسی سے وہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہذا قیامت لوگ کھڑے ہو جائیں گے جتنی کہ ان کا پسینہ زمین میں سترگ چھ جاوے گا اور ان کی نگاہیں اٹھ جائیں گی جتنی کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۵۳۹۔ وَ عَنِ الْيَعْقُوبَ إِذْ قَالَ يَسْمَعْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَدَى فِي الْقَسْرِ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ  
 لَيْقِدَا يَا لَيْلِي كَيْفَ كُنْتُ النَّاسَ عَلَى قَدَرٍ  
 أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ كَيْفَ كُنْتُ إِيَّاهُمْ  
 كَعَبِيدٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِيَّاهُ كَعَبِيدِهِ  
 وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِيَّاهُ حَقْوِيرٍ وَمِنْهُمْ مَنْ  
 يُلْحِقُهُمُ الْعَرَقُ إِلَى جَمَادٍ أَهْلًا وَرَسُولًا

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے  
 سنا کہ قیامت کے دن سورج خنوق سے قریب کر دیا  
 جائے گا پھر اس کا نئے سے میل کی مقدار وہ جائے گا تو لوگ  
 اپنے اعمال کے مطابق پیدہ میں ہوں گے بعض وہ ہوں گے  
 کہ ان کے ٹخنوں تک پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کے  
 گھٹنوں تک پہنچیں گے اور بعض کے کمر تک اور ان میں بعض وہ  
 ہوں گے کہ پیدہ ان کی لگام تک پہنچ جائے گا اور رسول اللہ

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ یَسِیْدُہٗ اِلٰی فِیْہِ -  
(دکاء مُتَسِلِّط)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک چپانے مذکی  
طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

سلفہ قدیم الاسلام صحابی، اسلام لانے والوں میں چھٹے ہیں۔ جدا اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے، فضلہ اور  
کبار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت علی اور دیگر صحابہ نے ان سے روایت کی ہے دوسرے مقامات پر ان کے احوال  
کا تذکرہ ہے۔

سلفہ جو کہ فرسنگ کا تھائی ہے بعض کے نزدیک اس سے مراد سرحد جو ہے مقصود نہایت قرب ہے۔  
سلفہ اس جامعیت کے اعمال زیادہ بہتر ہوں گے دیگر کو ان پر قیاس کرو۔

سلفہ معنی مزہب بلکہ منہ کے اندر پہنچ جانے کا۔

۵۳۰۵ وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ قَالَ یَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی  
یَا اَدَمُ کُنْ قُلُوبُ کَلْبَیْکَ وَ سَعْدُ یَدُکَ وَ اَلْخَبْرُ  
مُکَلِّبُ فِیْ یَسْکَیْکَ قَالَ اَخْبَرَنِي عَنْ النَّبِیِّ قَالَ  
وَمَا بَعَثَ النَّبِیُّ قَالَ مِنْ کُلِّ اَلْبَنِ یَسْتَعْرِ مَا کُنْ  
وَسِتْمَعُ فَرَسْتَعْرِیْنِ فَعِنْدَکَ یَحْیِیْبُ الصَّیْفِیُّ  
وَلَعَنَهُ کُلُّ ذَا بَحْلِی حَتّٰی حَسَلَمَا فَتَرٰی النَّاسَ  
سُکْرٰی وَ مَا هُوَ بِسُکْرٰی وَلٰکِنْ عَذَابُ اللّٰهِ  
حَسِیْدٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَاۤیْمًا ذٰلِکَ  
اَلْوَا حِدُ قَالَ اَبْیَسْرُوْا اَیَّانَ وَیَنْکُرُ رَجُلًا وَ  
مِنْ یَّاجُوْیَرُ وَ مَا جُوْیَرُ اَنْفٌ فَعَرَّ کَانَ وَ  
اَلَّذِیْ تَلْسِیْ یَسِیْدُ اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا رُبَّمَا  
اَهْلُ الْبَحْثَةِ فَکَکْبَرْنَا فَکَانَ اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوْا  
مُکَلِّبُ اَهْلُ الْبَحْثَةِ فَکَکْبَرْنَا فَکَانَ اَرْجُوْ اَنْ  
تَکُوْنُوْا یَضَعُ اَهْلُ الْبَحْثَةِ کَکْبَرْنَا فَکَانَ  
مَا اَنْتُمْ فِی النَّاسِ اِلَّا کَالْمَقْعَرَةِ السَّوْدَاءِ  
فِی جِلْدٍ کُوْبَا اَبْیَنْ اَوْ کَشْفَرَةٍ بِیَضَکَا  
فِی جِلْدٍ کُوْبَا اَسْوَدَ -

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
فرمائے گا اے آدم! وہ عرض کریں گے اے اللہ میں حاضر  
ہوں خدمت گزار ہوں اور ماری بھلائی تیرے قبضہ میں  
ہے فرمائے گا اگل کا صلہ لکاو۔ عرض کریں گے اگل کا  
جستہ کیا ہے فرمائے گا بزرگوار ہے نوسو ننانوے سو ست  
بچے ہوئے جو بائیں گے اور برجل دالی اپنا من گرا رہے گی  
اور تم لوگوں کو نشہ میں رکھو گے حالہ کہ وہ نشہ میں نہیں ہوں  
گے لیکن اللہ کا مذاب سخت ہے لوگوں نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کوئی ہوگا کہ فرمایا  
عروش ہوگا تو کہ تم میں سے ایک اور یا عرج ماجرج میں سے  
ایک بزرگ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے  
میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں کے چوتھائی ہو گے  
تو ہم نے تکبر کیا۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں  
کے تھائی ہو گے ہم نے تکبر کیا پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ  
تم جنتیوں میں آ رہے ہو گے ہم نے تکبر کیا۔ تم لوگوں میں  
نہیں مگر ایسے جیسے سفید بال کی کھال میں ایک کالا بال  
یا جیسے کالے بال کی کھال میں ایک سفید بال۔

(بخاری و مسلم)

سٹہ روز قیامت آواز دیتے ہوئے فرمائے گا

سٹہ لے پر دنگار! میں فرمانبردار می کے لیے حاضر ہوں

سٹہ یعنی وہ اپنی ادا دین سے جن کو دوزخ میں ڈالنا ہے اسے مبارکرو

سٹہ ہزار میں سے ایک جنتی باقی دوزخی ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں

ہر سو سے تانوں کا ذکر ہے۔ شیخ ابن حجر نے فرمایا یہ ممکن ہے کہ حدیث ابو سعید تمام حدیث آدم پر محمول ہو اور حدیث

ابو ہریرہ یا جوج یا جوج کے علاوہ پر محمول ہو اس پر قرینہ یہ ہے کہ حدیث ابو سعید میں یا جوج یا جوج کا ذکر ہے اور حدیث

ابو سعید میں اس کا ذکر نہیں یا پہلی حدیث تمام مخلوق سے تعلق ہے اور دوسری امت محمد کے ساتھ قصص ہے، یا حدیث

ابو سعید میں دوزخیوں کا جو ذکر ہے وہ تمام کفار اور گنہگاروں کو شامل ہے اور حدیث ابو ہریرہ میں صرف مومن گنہگار مراد ہیں

اہم کرمانی کہتے ہیں کہ مقصود ادا دین بلکہ یہ بتانا ہے کہ مومنین کی تعداد کم اٹکنا کی تعداد زیادہ ہوگی۔

سٹہ یعنی بالفرض اگر اس وقت کوئی خاتون حاملہ ہو تو اس کا حمل اس محل کی وجہ سے گر جائے گا، بعض شارحین

نے کہا کہ ہر حاملہ خاتون کا شتر بھی حامل کی صورت میں ہوگا مگر اس ہیبت کی وجہ سے حمل مائل ہو جائے گا یا بھٹی نہ رہے ہوں

میں بھی ہی تاویل ہے کہ وہ انھیں گئے بچے مگر اس حامل کی سختی کی وجہ سے وہ بوڑھے ہو جائیں گے پھر جنت جاتے وقت

جوان ہوں گے، درست یہ ہے کہ یہاں مقصود مخصوص حالات نہیں بلکہ غم، پریشانی اور شقت کا بیان کرنا ہے۔

سٹہ یہ ہے ہوشی و مدہوشی اس کی سختی کی وجہ سے ہوگی۔

سٹہ خوفِ حشر کی وجہ سے کہ جب انھوں نے سنا کہ ہزار میں سے ایک جنتی ہوگا۔

سٹہ جو بہشت میں جائے گا

سٹہ ان کو سمجھانے کی خاطر

سٹہ غم نہ کرو

سٹہ جو کہ نہایت کثیر ہیں اگر ان کے ہزار کے مطابق ایک جنتی ہے تو کثیر لوگوں کا محکم شامل ہوگا ہاں کے ہزار

سٹہ کی کثرت بیان کی کہ اگر یا جوج یا جوج کے علاوہ وہ اٹھیں بھی ہزار سے ایک جنتی ہو تو پھر بھی گنتا شش ہے جیسا

کہ راوی نے کہا۔

سٹہ ہم نے خوشی اور اس نعمتِ عظیمہ پر اللہ اکبر کہا

سٹہ قلت میں

۵۳-۶ وَحَقُّهُ قَالَ تَبِيعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكْتَسِبُ رَجُلًا عَنْ سَائِقِ

قَلْبِهِ مُجَدَّدًا كُلَّ مَوْلَانٍ وَمَوْلَانَةٍ وَبَيْتِي مَنَ

يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا يَوْمَ وَشِعْرَهُ كَيْدُ هَبْ

اور اعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل ہوئے سنا ہمارا رب

اپنی پٹائی کھوئے گا ہائے ہر مومن مرد و عورت جو کریں

گئے کوہِ نوگ اقامت جائیں گے جو دنیا میں دکھلاوے یا شہرت

يَسْجُدَ قَيْسُ وَظَهْرُكَ طَبَقًا وَاحِدًا -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے لیے سجدہ کرتے تھے وہ سجدہ کرنے لگیں گے، تو ان کی پیٹھ ایک تختہ بن جائے گی۔  
(بخاری و مسلم)

سارے مخلوق کے سامنے شفقت و رحمت کا اظہار ہوگا یہاں ساق شدت، محنت اور غم و حزن سے کنایہ ہے جیسا کہ ایسے مواقع پر آدمی کپڑا اٹھاتا ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہوئے ایسی تاویل نہیں کرتے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جیسا کہ مشابہت کا حکم ہے۔

اس کی پڑیوں کے درمیان فاصلہ نہ رہے گا کہ اس کے دو حصے ہوں تاکہ اوپر پہنچے جاسکے بلکہ ایک تختہ بن جائے گی۔

۵۳۰۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَأْتِيَ الرَّحْبُ الْعَظِيمُ السَّيِّئُ يَوْمَ الرَّافِعِيَّةِ لَا يَزِيدُ عِشْدَ اللَّهِ جَنَاحَ سَبْعَةِ مَرَاتٍ وَكَانَ أَفْرَؤُهَا فَلَا تَجْعَلُهُ لَهْفُ يَوْمَ الرَّافِعِيَّةِ وَتَرَجَا - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بڑا اور آدھی روز قیامت آنے کا اللہ کے نزدیک پھر کے برابر وزن نہ دے گا اور فرمایا: یہ تلاوت کرو ہم قیامت کے دن ان کا وزن نہ کریں گے (بخاری و مسلم)

سارے عالم ہو جائے گا طابان و دنیا جن اعمال کو اچھا سمجھ کر اس پر مغرور ہیں کیسی شمار میں ہی نہیں آئیں گے بلکہ یہ ضائع ہیں۔

## الفصل الثانی

۵۳۰۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْأَيَّةَ يَوْمَئِذٍ قُبْحُ مَا أُنْجَبَ رَحَا قَالَ أَتَذَرُونَنَا أُنْجَبَ رَحَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ وَلَكِنْ أُنْجَبَ رَحَا أَنْ تَقْرَأَ عَلَى كُلِّ عِبَادَةٍ وَأَمَّا لِيَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِيهَا أَنْ كَتَبُوا عَمَلِي عَلَى كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ هَذِهِ أُنْجَبَ رَحَا - (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَكَانَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اس دن زمین اپنی خبریں دے گی فرمایا جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ عرض کیا اللہ اور رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر بندے اور بندگی پر گواہی دے گی اس کی جو اس نے اس کی پشت پر عمل کیے، کئے گی کہ مجھ پر فلاں دن فلاں میل کیے تھے۔ فرمایا: کہ زمین کی یہ خبریں ہیں۔  
(مسند احمد، ترمذی نے روایت کر کے کہا کہ یہ صحیح حسن صحیح اور غریب ہے)



سارے زمین حرکت کرے گی اور اطومات کو باہر نکال دے گی اور خبریں دے گی۔

سارے مرد اور عورت

۵۳۰۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا يُدِيمُ قَالُوا وَمَا تَدَامِدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ كَانَ فَحْشًا نَدِمَ أَنْ يَكُونَ إِذَا دَاوَدَ إِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ يَكُونَ نَذَرُ (رواه الترمذی)

سارے مرد نے کہے

سارے شرمندگی کا سبب کیا ہوگا؟

۵۳۱۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْضَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةً مُصَنَّفًا مَشَاقَّ وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلَى وَجْهِهِمْ فَيُنَادَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَمُوتُونَ عَلَى وَجْهِهِمْ قَالَ إِنْ أَلْدَى أَمْشَاهُو عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَمُتْ قَادٍ عَلَى أَنْ يَمُتَ يَمُتْ عَلَى وَجْهِهِمْ أَمَّا أَنَّهُمْ يَمُتُونَ بِوَجْهِهِمْ عَلَى حَذَبٍ وَهَوْنٍ (رواه الترمذی)

سارے عام موتوں کا حال ہوگا

سارے یہ خواص مومنین سے صلی اور اتقوا کمال ہوگا۔

سارے یعنی ان کے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کی طرح ہوجائیں گے چنانچہ جس طرح اٹھتا اور پاؤں سے انسان ہر موزی سے پھتا ہے اسی طرح چہروں کے ساتھ ہنچے گا لیکن جب اس نے دنیا میں رب کے حضور اطاعت و بندگی میں سجدہ کرتے ہوئے سر نہ جھکایا تھا تو اب اسے ذلیل و رسوا کرتے ہوئے سرنگوں کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتاب کے قیامت کے دن وہ آنکھوں دیکھنے کی طرح دیکھے تو وہ اِذَا لَمْ يَمُتْ اور اِذَا لَمْ يَمُتْ اور اِذَا لَمْ يَمُتْ اور

۵۳۱۱ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَتْ تَأْتِي عَيْنَيْنِ فَلْيَنْظُرْ لَإِذَا النَّفْسُ تَخْرُجُ وَإِذَا الشَّمْسُ تَنْكَلُوتُ وَإِذَا

اَللّٰهُمَّ اَنْصَحْكَتْ -

اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ كِي تَلَاهُتْ كَرَسے -

(رَدِّ اَقَا اَحْمَدُ وَ النِّبَوِيّ)

(مسند احمد، ترمذی)

۱۔ یہاں خوشی اور شادمانی حصول ایمان اور یقین میں قربت کی وجہ سے ہوگی  
 ۲۔ یہ سورتیں قیامت کی تفصیلات پر مشتمل ہیں اگر کوئی شخص انھیں حضورِ دل کے ساتھ پڑھے تو واقعہ قیامت کے مناظر کا اس طرح مشاہدہ ہو سکتا ہے جیسا کہ آنکھوں کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

۵۳۱۲ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّاسَ يُخْشَوْنَ كَلْفَةَ أَخْوَابِهِمْ كَوُجَاهَةِ أَحِبِّينَ طَارِعِينَ كَالْيَمِينِ وَخَوْجَا يَسْتَحْبُّهُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى وَجْهِهِمْ وَتُخْشَرُ هَهُنَا النَّفْسُ وَتُخْشَرُ كَيْفَ تَنْشَوْنَ وَتَيْسَعُونَ وَيُلْقِي اللَّهُ الْأَقْفَ حَتَّى الْكَلْبُ وَتَبْنِي حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ تَتَكُونُ لَهُ الْحَدِيدَةُ يُعْطِيهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يُجِدُّ عَلَيْهَا -

(رَدِّ اَقَا النَّسَائِيّ)

دھوکا - (نسائی)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔

۲۔ وہ معمول میں ہوں گے۔  
 ۳۔ یہاں تین قسم ہیں ایک میں "خُشْرُؤُ الْمُنْجِي النَّارَ" اس صورت میں خُشْرُؤُ کی خبر فرشتوں کی طرف راجع ہوگی یعنی فرشتے ان کو گھسیٹ کر نابہ مرض کی طرف لے جائیں گے۔ دوسرا نسخہ خُشْرُؤُ الْمُنْجِي النَّارَ ہے نابہ رفقہ، اب بھی ضمیر فرشتوں کی طرف راجع ہے یعنی ان کو شہر ہوگا مگر آگ میں پلازم ہوگی حتیٰ کہ مرج و شام ان سے جدا نہ ہوگی جیسا کہ پہلے گذشتہ نسخہ کی طرف پیش ہوا اس صورت میں معنی ظاہر ہے اور دوسری احادیث کے بھی موافق کیونکہ اسنادِ نادر کی طرف ہے۔  
 ۴۔ جس پر وہ سوار ہوں گے

۵۔ القیاب، دونوں طرف پرزبرہ شتر کا پالان، ذات القیاب صاحب شتر

۶۔ باوجودیکہ اس نے عوض میں باغ دیا ہے مگر اس پر قدرت نہ پائے کے واضح رہے کہ سیاقِ حدیث اور اس کا یہاں ذکر دلالت کر رہا ہے کہ یہ حالت روزِ قیامت ہوگی لیکن یہ الفاظ اِنْ اَرَادَ جَلَّ جَلَّ كَوْنُ كَرَامَةِ الْقِدْرِ صِرَاحٌ وَالِیْنِ کہ چشتر

قیامت کا نہیں اسی طرح ظالمین کا سین کے الفاظ بھی اسی میں ظاہر ہیں۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ قیامت کا حشر نہیں بلکہ علامات قیامت کا حشر مراد ہے جیسا کہ ذکر علامات میں گذر چکا ہے لہذا اس حدیث کا ذکر یہاں جگایا گیا ہے۔

## بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ

### حساب، بدلہ اور میزان کا بیان

حساب کا معنی شمار کرنا ہے یہاں دفعہ قیامت بندوں کے اعمال کا شمار کرنا مراد ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے تمام اعمال سے آگاہی ہے مگر مخلوق پر محبت تمام کرنے کے لیے ایسا ہوگا تو قرآن مجید اس پر مطلق ادا عادت صحیح سے یہ ثابت ہے لہذا اس پر اعتقاد لازم ہے۔ قصاص کا معنی ہے دوسرے شخص کے عمل کی مانند عمل کرنا۔ مثلاً قتل کے عوض قتل اور زخم کے عوض زخم اور مردے کے عوض مارنا، قیامت کے روز ہر اس تکلیف کا بدلہ دیا جائے گا جو کسی نے لیا دینی کی ہوگی۔ اگرچہ وہ کبیری یا کبھی ہی کیوں نہ ہو اگرچہ وہ مکلف نہ ہوں جیسا کہ حیوانات اور اطفال، اس قصہ کے مشرق تمام حیوانات کو زندہ کیا جائے گا اور وہ بحری جو بینگ نہ کھتی تھی اسے سینگ مٹا دیا جائے گا تاکہ وہ اس بینگ والی سے بدلے جس نے دنیا میں زیادتی کی تھی۔ میزان اس لئے کو کہتے ہیں جس سے اعمال کی قیاد کا اندازہ ہو، جود کی لکھی ہے جسکے دلوں اس کے دو ہفتہ اور زبان ہوگی جیسا کہ ترازو کے دو پٹے ہوتے ہیں اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان مشرق و مغرب جتنا حاصل ہوگا جو صاف اعمال کو تولے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ نیکیوں کو خوبصورت اور براؤں کو بدصورتی میں پیش کیا جائے گا۔ حدیث بطریقہ آری ہے پہلے قول کو قوی بنائی ہے بعض نے وزن کا معنی اعمال کے مطابق جزائے کو کہا ہے لیکن نصوص کا ظاہر قول اول کو ترجیح دیتا ہے۔

### پہلی فصل

### الفصل الأول

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس سے روز قیامت حساب لیا گیا مگر وہ ہلاک ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ عنقریب اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا فرمایا یہ صرف پیش ہونا ہے اور جس سے حساب کے وقت

۵۲۱۳ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يَحْشَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا هَذِهِ قُلْتُ أَوْ كَيْفَ يَقُولُ اللَّهُ كَسُوفَ يَحْشَى يَحْشَى قِيَمَتًا قِيَمَتًا لَقَالَ لَقَدْ أَتَاكَ ذَلِكَ الْعَزْهُنَ وَلَكِنْ مَنْ شَوَّ قَشَ فِي الْحِسَابِ يَقُولُ -

(مُتَعَفِّقٌ عَلَيْهِ)

پوچھ گچھ ہوگی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

(بخاری و مسلم)

اس میں نے جب یہ بات بطور کھیر آپ کے سختی تو رفع اشکال کے لیے میں نے عرض کیا

اس میں جب حساب آسان ہے تو ہلاکت کہاں؟

اس میں یہ اشکال کے رفع کے لیے فرمایا

اس میں شہادت لے لیا؟ مگر اس میں وقت و پیچیدگی نہ ہو۔ تیسری فصل میں آ رہا ہے حساب پیر سے سہرا میں اے

اس کا اعمال نامہ دیکھنا ہے۔

اس میں جس کے قلیل و کثیر اعمال کا احاطہ کیا جائے اور ہر ایک کے بارے میں پوچھا جائے وہ ہلاک ہوگا اور حساب دراصل

اس چیز کا نام ہے ہاں پہلے محض اظہار ہوگا اور اس۔

۵۳۱۴ وَعَنْ عَبْدِ بْنِ حَتَّابٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ

مَنْ أَحْبَبَ إِلَى سَيِّئَةٍ كَلِمَةً رُبُّهُ كَيْفَ يَكُونُ

بَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَنْجُوهُ كَيْفَ يَنْظُرُ

آيَتُنْ مِنْهُ فَلَا يَذِي إِلَّا مَا قَدَّ مَرِئُونٌ عَلَيْهِ

وَيَنْظُرُ أَشَاءَ مَرِئُونٌ فَلَا يَذِي إِلَّا مَا قَدَّ مَرِئُونٌ

يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَذِي إِلَّا النَّكَامَ يَنْظُرُ

وَيَنْظُرُ كَأَنَّ النَّكَامَ وَكَذَلِكَ يَكُونُ

(مُتَعَفِّقٌ عَلَيْهِ)

اس میں مدنی بن حاتم طائی مشہور یہی ہے کہ صحابی میں، اپنے والد اور بن کے بعد قوم کے ساتھ اگر مسلمان ہوئے

اس میں کلام نبھانے کے لیے ترجمان کی ضرورت نہ ہوگی۔

اس میں بے پردہ گفتگو ہوگی، ترجمان تا وہ پرہیز پرہیز یا دونوں پرہیز پرہیز یا بے پردہ ہی آئے ہر مروتی ہے وہ شخص جو ایک

زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرے مثلاً عربی کو فارسی یا فارسی کو عربی میں نبھائے۔

اس میں اس عبارت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ دوزخ سے بچنے کے لیے ظلم نہ کرو اگرچہ وہ کھجور کی قاش برابر ہو دوسرا یہ

کہ مدد کرو خواہ کھجور کی قاش ہو تاکہ یہ مظلوم تھیں دوزخ سے بچائے۔

۵۳۱۵ وَعَنْ ابْنِ عَسَاكَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ اللَّهُ يَذِي بِكَ الْمُؤْمِنِينَ

كَهَيْئَةِ عَلَيْهِمْ كَهَيْئَةِ كَيْفَ يَكُونُ أَوْ تَعْرِفُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کو قریب کرنے کا تو اس پر اپنا پردہ رکھے گا اور

ذُنُوبَ كَذَّابٍ أَتَتْكَ حَتَّىٰ تُهْلِكَ ۖ ذُنُوبٌ كَثِيرَةٌ ۚ أَفَلَا تَتَنَبَّهٖ ۚ قَدْ هَلَكَ أَمْلَكَ سَخَرَهَا عَنْكَ ۚ فِي الدُّنْيَا ۚ وَأَنَا غَوِيٓرٌ ۖ هَآلَكَ الْيَوْمَ كَيْفَ عَطَىٰ ۚ كِتَابَ حَسَنَاتِهِ ۚ وَأَمَّا الْكُفَّارُ ۖ وَأَنَا مُؤَقِّنٌ ۚ فَكَيْفَ نَادَىٰ بِعَدُوِّ رُبِّهِ ۚ مِنَ الْخَلَائِقِ هَؤُلَاءِ ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۖ أَفَلَا تَعْلَمُونَ ۚ عَلَىٰ الظَّالِمِينَ ۚ

(مُتَعَنِّفٌ عَلَيْكَ)

(بخاری و مسلم)

سلف کف، پہلے وہی عروف پر پیش، پناہ، پردہ، نگہبانی، مایہ، جانب اور پندہ کا پر  
سلف نگاہ اہل ایمان اہل عشر کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

سلف اپنے گناہوں کی سزا کی وجہ سے

۵۳۱۶ وَعَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ ۖ حَمَّ اللَّهُ رَأْسِي حَتَّىٰ تَمْسُلَ بِهِ يَدَايَ ۖ أَوْ تَضُمَّرَ نِيَّتِي ۖ كَيْفَ قُولُ هَذَا ۖ وَلَمَّا كُنْتُ مِنَ النَّبَايَا ۚ (دَوَاۤءُ مُنْبِغٍ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ روایت کتاب علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ ہر مسلمان کو ایک ہیدوی یا ایسی عطا فرمائے گا تو کہے گا یہ تیرا دیدہ ہے اگلے سے چھٹا کر کے لیے ہے۔ (المسلم)

سلف نیک، گروہی شے کو کھانا، ناک، نام پر پر باز یا وہ چیز جس کے ذریعے گروہی شے کو اپنا لینا چاہئے لگایا مسلمان دوزخ میں گروہی ہوگا اور یہودی یا نصرانی کو اس جگہ دوزخ میں بھیجا کہ مسلمان کو باہر نکالا جائے گا اس کی تعلیل یہ ہے کہ ہر کف خولہ کا فریبو یا مومن کا ٹھکانہ جنت و دوزخ میں ہے جو شخص ایمان کے ساتھ دنیا سے جاتا ہے اس کا وہ ٹھکانہ جہنم میں تھا اے بہشت کے ٹھکانے سے تبدیل کر دیا جاتا ہے اور جو ایمان کے ساتھ نہیں جاتا اس کا معاملہ اس کے برعکس کر دیا جاتا ہے گویا مومن کی جگہ دوزخ میں کا فرد کا ٹھکانہ ہوگا اور یہ کافر مومن کے چھٹکارے کا سبب نہیں گئے یہ وہ نہیں کہ مومن کے گناہوں کا عذاب کسی کافر کو ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تَحْرِيرُ عَذَابِ اللَّهِ وَتَزَادُ ۖ (کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) باقی یہود نصاریٰ کی قصص، مسلمانوں کے ساتھ ان کی شریعہ عدالت و حق کی وجہ سے ہے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز حضرت نوح کو لایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا

۵۳۱۷ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَمُوتُ أَحَدُكُمْ مَسْجُوعٌ ۖ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ فَيَقَالُ لِمَا هَلْ بَلَغْتَ ۖ كَيْفَ قُولُ تَعْبَرُ بِأَ...

رَبِّ فَتَسْقِلْ أَمَّتُهُ هَلْ يَلْعَنُكُمْ قَبِيحُونَ مَا  
جَاءَنَا مِنْ قَبْرِ قَيْقَالٍ مَنْ هُمُودٌ لَكَ قَيْقُولُ  
مُحَمَّدًا وَأَمَّتُهُ فَتَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هِيَ جَاءَتْ بِكُمْ فَتَقْطَعُ ذُنُوبَكُمْ قَدْ يَلْعَنُ  
قَدْ قَدْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَكَذَلِكَ سَمِعْتُكُمْ أَمَّتُهُ وَسَطًا لَيْسَ كُفُوفًا  
شَهِيدًا عَلَى النَّاسِ وَيَكُونُ الرَّسُولُ  
عَلَيْكُمْ قَبِيحًا.

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

کہ آپ نے تبلیغ کی تھی وہ عرض کریں گے ہاں یا رب! پھر ان کی اُمت سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ کی تھی تھی وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈراٹے والا دایا، فرمایا جائے گا اے نوح! تمہارے گواہ کون ہیں؟ عرض کریں گے حضرت محمد اور ان کی اُمت۔ حضور نے فرمایا پھر تعین فرمایا جائے گا تم گواہی دو گے کہ انھوں نے تبلیغ کی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اُس طرح ہم نے تم کو بہترین اُمت بتایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگاہ گواہ ہیں (بخاری)

صلی اللہ تعالیٰ کے اہم و نوابی ان کو پہنچانے سے

صلی اللہ تعالیٰ کے اہم و نوابی ان کو پہنچانے سے

صلی اللہ تعالیٰ کے اہم و نوابی ان کو پہنچانے سے

صلی اللہ تعالیٰ کے اہم و نوابی ان کو پہنچانے سے  
پہنچانے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گواہی یہ ہوگی جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی امتیں اٹھ کر دیں گی کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا تو وہ انبیاء حضور کی امت کو گواہ کے طور پر پیش کریں گے اور وہ گواہی دیں گے۔ پھر اس امت سے سوال ہوگا کہ تعین کیسے علم ہوا تم تو موجود ہی نہیں تھے تو وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کتاب اللہ سے یہ تعلیم پائی اس نے ہمیں بتایا کہ ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی تو ہم نے قرآن کی گواہی کی وجہ سے گواہی دی ہے اس کے بعد وہ دیگر امتیں، حضور کی امت کے صدق و صداقت میں چہ بگوئی کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس امت کے تذکرہ و تہلیل کے لیے حضور علیہ السلام کو گواہ بنائے گا، آپ اس کے عادل و صادق ہونے کی گواہی دیں گے۔ ان پر رسول کے گواہ ہونے کا یہی معنی ہے اس لحاظ سے آپ کو دیگر امتوں پر گواہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ جب آپ نے اپنی امت کا تذکرہ فرمایا اور ان کی گواہی دیگر امتوں پر ثابت و محقق ہوگئی تو گویا ان پر حضور ہی کی گواہی ہوئی۔ اسی وجہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسان کی امت کو لایا جائے گا۔

۵۳۱۸ وَصَقَّنَ آدَمُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَنَّا لَكَ قَتَالَ هَلْ

تَدْرُونَ وَمَا أَتَيْتُكَ قَالَ قَدْ لَدَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَعْلَمُ قَتَالَ مِنْ مُعَاظِبَةِ الْعَجَبِ رَبِّ يَهْدِي بِنَا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے تو آپ سبک لکھے، فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کسی چیز پر نہیں رہا ہوں عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر

رَبِّ اَكْبَرُ جَعَلَنِي مِنْ بَشَرٍ قَالَتْ يَتُومَلْ سَلَى  
قَالَ قِيَمُوهُ صَدَقَ لَا اُجِيزُ عَلَى تَفْسِي  
اَلَا شَاهِدَا هَذَا اِمْرِي قَالَ قِيَمُوهُ كُنْ بِتَفْسِيكَ  
اَلْيَوْمَ عَرَّلَيْكَ شَرِيْعَةً وَاِيَّاكَ اَكْبَرُ اَلْكَافِرِيْنَ  
شَهْوَةً اَكَالَ قِيَمُوهُ عَلَى فَيْهِ قِيَمُوهُ  
يَدْرُكَايْمَ اَطْلَعْنِي قَالَ قَتْلُطِي بِاَعْتَابِي  
شَرِيْعَتِي بَيْنَهُ وَاَبِيْن اَلْكَافِرِ قَالَتْ قِيَمُوهُ  
بُعْدًا لَكُنْ وَاَسْحَقًا تَعْمَلُكَ كُنْتُ  
اُنَا حِلْ.

(رَدِّ اَلْمُسْلِمِ)

جانتے ہیں فرمایا: بندہ اپنے ادب سے عرض عرض کرنے  
پر عرض کرے گا، اے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے امان  
نہیں دی۔ فرمے گا ہاں! فرمایا، قربندہ کے گام کی بائی  
ذات پر کوئی گواہی نہ دلائیں رکھا مگر اپنے ہی سے گواہ  
فرمایا کہ رب فرمائے گا آج تو ہی اپنے نفس پر کافی گواہ ہے  
اگر گناہ کا تین فرشتے گواہ ہیں۔ فرمایا پھر اس کے در  
پر مہر کر دی جائے گی پھر اس کے اعضاء سے کہا جائے  
گاہم تجولو! فرمایا: وہ اس کے اعمال کے متعلق کام کریں  
کے پھر بندے اور اس کے کام کے درمیان ضرورت کر دی  
جائے گی، فرمایا: وہ کے گام کہتیں وہی اہم کامت ہو،  
میں تمہیں سے دلچ کرتا تھا۔ (المسلم)

سہ تو نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں پر ذمہ برا بھلا نہیں کرتا

مٹہ میں کسی دوسرے کو گواہ نہیں بناتا، اگر میری ذات خود گواہ بن سکتی ہے تو مجھے قبول ہے اور خیال ہے کہ گے  
کہ دوسرے کی نسبت میرا وجود اپنے اوپر نقصان دہ گواہی نہیں دے گا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قائل ہے  
کہ وہ ذات کو ہی اس پر ایسا گواہ بنادے کہ اسے دم مارنے اور انکار کی گنجائش ہی نہ رہے آپ کے بننے کا سبب یا  
بندہ کا یہ عمل ہے یا اللہ تعالیٰ کا بندے کی زبان پر ہر شے کرنا اور دیگر اعضاء کا گواہی دینا۔ بندے کا انہیں ہر حکمت اور  
ان کے لیے ہر دہائی کرنا ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

سہ جو بندے کے اعمال سمجھتی ہیں اور ان فرشتوں کا گواہ بنانا مقصود کے زیادہ قریب ہے اسلئے اس کے بعد  
تائید و پشت کی کے لیے بندہ کا اپنی ذات کو گواہ بنانا ہے اسی لیے کہ بندہ خود اس پر راضی ہے اسلئے خلعت کر رہا ہے  
اب اگر صرف فرشتوں کو گواہ بنایا جائے تو وہ تسلیم نہیں کرے گا۔

سہ یعنی میں تمہاری محافظت کرتا رہا اور تمہیں اپنا سچا جاننا ملا لیکن تم تو میرے دشمن بن گئے۔

حضرت ابہر قریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ صوفیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بطریق امت  
ہم اپنے رب کو نہیں سمجھتے؟ فرمایا: ہر کے وقت  
سویح کو دیکھتے ہیں جبکہ باطن میں نہ جو تم کوئی تھوڑا کرتے  
ہو؟ فرمایا نہیں۔ فرمایا کیا تم ذات کو چاند دیکھنے میں تردد  
کرتے ہو؟ جبکہ وہ باطن میں نہ ہو۔ قسم ہے اس ذات کی

۵۳۹ وَ عَن اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالُوا يَا كَرِيمُ  
اَللّٰهُ هَلْ تَعْرِى رَبَّكَ يَا ذَا الْعِلْمِ قَالَتْ هَلْ  
تَعْلَمُ تَعْلَمُ فِي رُؤْيَا الشَّيْءِ فِي الظُّلُمَاتِ  
كَيْفَ فِي سَحَابَةٍ قَالُوا لَا هَلْ تَعْلَمُ كَيْفَ تَعْلَمُ  
فِي رُؤْيَا الْقَمَرِ كَيْفَ تَعْلَمُ الْبَدَنُ كَيْفَ فِي سَحَابَةٍ  
قَالُوا لَا هَلْ تَعْلَمُ تَعْلَمُ فِي رُؤْيَا





تنگی اور تنگ کرنا ہے جو اثر و نام اور اجتماع کے قریب ہے بعض نے کہا مضافیت کسی شے کو مکان واحد میں جہت مخصوص اور انداز مخصوص کے ساتھ دیکھنا ہے، دوسری روایت میں یہ لفظ تضاموں راہ کی جگہ سہم ہے۔ یہ بھی تاہر ہے کہ ہم بندہ یا معنف، اگر مشد جو تو ضم اور اگر تخفیف ہو تو ضم سے ہے نیم اور ضم دونوں کا معنی اجتماع و اثر و نام ہے نیم کا معنی ظلم و ستم کرنا ہے ہر صورت میں مال ایک ہی ہے۔

سہ جاہلیت میں رسم حق کی مال غنیمت کا چوتھا حصہ مردار لیتا اور باقی قوم میں تقسیم ہوتی یا اس کی طرف اشارہ ہے سہ تہ نے دہوی اعمال غیر و سکر کیا ہے عذاب تیرے اعمال تجھے دکھانا ہوں سہ یعنی صیف و عرف بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نہ پر پڑ لگا دے گا سہ دان گوشت اور بڑیوں سے مراد تمام اعضاء کا گواہی دینا ہے جیسا کہ حدیث ہائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گذر چکا ہے۔

سہ یہ سوال وجواب، منہ پر ہر لگانا اور اعضاء کا گواہی دینا اس لیے ہے تاکہ بندے کا مذکر ازل ہو جائے اور بندے کے گناہوں کا ثبوت ہو جائے اب مذکر باقی ذر ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب دینے میں محتاط نہ ہو جائے کہ بندے کو اس کے نفس کی وجہ سے چھوڑ دے۔

سہ جس کا حال بیان جو اہل نفاق ہوگا  
سہ جس کا اول حصہ یٰٰرَیْضُ بْنُ اُمِّیَ الْخَثِیِّ کہ ستر ہزار افراد امت با صاحب جنت میں جائیں گے۔

## دوسری فصل

## الفصل الثانی

۵۲۲۰ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَعَدَیْ فِیْ عَرِیْقٍ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مَنْ اَمْرَحَیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَّذِیْ سَابَّ عَلَیْہِمْ وَلَءَا عَدَاہُ مَعَ کُلِّ اَلَنْیَ سَبْعُ مِۤاۃٍ اَلْفًا وَکُلُّ مَکَیِّبَہٗ رَیْقَہٗ۔

(تذکارۃ اُحمد و التقریب و فائدہ ابیٰ ماجہ)

سہ خبر، دونوں اہل حق کی سبیلوں کو ملا کر، بھر کر دینا ہے۔

۵۲۲۱ وَکَانَ الْمَسْکِیْنُ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْزِضُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَہِ کَلَفَ عَرَضَاتٍ

حضرت حسن، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی قیامت کے دن عین پیشانیوں پر

فَأَمَّا عَرُفَتَانِ فَجَدَّاهُ وَمَعَاذُكَ وَمَا  
الْعَرُفَةُ الْخَالِصَةُ فَوَيْلٌ ذَلِكَ كَطَبْرِ الصُّخْرِ  
فِي الْأَيْدِي كَأَخِيذٍ يَمِينِهِمْ وَأَخِيذٍ شِمَالِهِمْ  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَيْمُونٍ وَقَالَ لَا يَصِحُّ  
هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ بَيْتِ أَبِي الْحَسَنِ لَوْ يَتَّبِعُهُ فِي هَذِهِ  
وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسَى

دو مہینوں کی تو بحث اور حضرت کی یہی اور دوسری تیسری تو اس وقت نفاذ اعمال اور کلماتوں میں پہنچ جائیں گے بعض دابنہ ہاتھ میں لیں گے اور بعض ہاتھ میں (مسند احمد، ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث اس وجہ سے صحیح نہیں کہ حسن نے حضرت ابوہریرہ سے سنا نہیں بعض محدثین نے یہ حدیث حسن ابی موسیٰ سے روایت کی ہے۔ انکار کریں گے خصوصاً کفار، تمام انبیاء، رسل اور ان کی

تبلیغ و شریعت کا انکار کریں گے

۱۷ معاذیر، معذرت کی جمع ہے یعنی بندے اپنے گناہوں کا اعتراف تو نہیں کریں گے مگر سہو نسیان مجبور اور اضطرار کہہ کر معذرت کریں گے۔

سے مرحلہ حساب مکمل ہو جائے گا

۱۰۷ امام حسن علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا نہیں، یاد رہے امام حسن کا حضرت ابوہریرہ کو دیکھنا اور ملاقات کرنا ثابت ہے مگر اس صحت کے ساتھ حدیث لینا ثابت نہیں۔ شیخ جزیری نے تصریح معالج میں فرمایا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں جن احادیث حضرت ابوہریرہ کی امام حسن سے روایت کی ہیں لیکن امام مسلم نے کوئی حدیث نہیں لائے۔

٥٣٢٢ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُعْلِيهِمْ وَجَلًّا مِنْ أُمَّيٍّ عَلَى رُغْوَبِ الْخَلَاءِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْشَرُ عَلَيْهِمْ نِسْعَةٌ ذَوُ نُسْعَيْنِ سَجْدًا كُلُّ سَجْدٍ يُلْجَأُ مَرَّةً الْبَقَرَةُ يَحْتَلُّ أَثْمُكَ مِنْ هَذَا أَهْمِيكُمَا أَظْلَمَكُمْ كَتَبْتُمَا النَّهَا فَيُطْرَقُونَ كَيْفَ يَقُولُ لَا يَارَبِّ كَيْفَ يَقُولُ أَهْلَكَ عَذْرَاءُ قَالَ لَا يَارَبِّ كَيْفَ يَقُولُ بَلَى إِنْ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةٌ وَإِلَّا لَطَلَعَتْ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَائِفَةٍ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ كَيْفَ يَقُولُ أَلْخُضْرُ وَرَمَتْكَ كَيْفَ يَقُولُ يَارَبِّ مَا هِيَ وَالْبَطَائِفُ مَعَ هَذِهِ السَّجْدَاتِ كَيْفَ يَقُولُ إِنَّكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص قیامت کے دن غنوق کے بانے چھانٹے گا تو اس کے سامنے تانوسے دفتر پھیلانے جائیں گے ہر دفتر تاحید نظر ہوگا پھر فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا تجھ پر میرے نگران کا تین دن ظلم کیا ہے عرض کرے گا نہیں یارب۔ پھر فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی مذہب ہے عرض کرے گا نہیں یارب، تو فرمائے گا سارے پاس تیری ایک ننگی بھی ہے اور تجھ پر ظلم آج نہ ہوگا تو ایک ورقہ نکالا جائے گا جس میں کھابوگا

”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهُ“

فرمائے گا جانے عمل کے وزن پر حاضر ہو وہ کسے گا۔

لَا تَقْلُكُمْ قَالَ كَتَبْتُكُمْ التَّيْعَالَاتُ فِي كِتَابَةٍ  
وَأَيْضًا كِتَابَةً فِي كِتَابَةٍ فَطَاشَتِ التَّيْعَالَاتُ وَتَقْلُكُمْ  
أَيْضًا كِتَابَةً فَلَا يَسْقُلُ مَعَ أَشْهُرِ الشُّهُبِ وَ

(رَدَّاهُ الْقُرْآنُ فِي قَابِئِ مَا تَجِدُ)

یا رب یہ وزن قفا تر کے مقابل کیا ہے؟ رب قفلے  
لگا کہ تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ فرمایا: پھر یہ دفتر ایک  
پے میں ادبیہ دفتر دوسرے پے میں رکھا جائے گا تو یہ  
دفتر بکے ہو جائیں گے اور وہ پرچہ بھاری ہو جائے گا  
اللہ کے نام کے مقابل کوئی شے وزنی نہ ہوگی۔

(قرن فی ابن ماجہ)

سے بطاقہ، باو کے پچھے زبر، لغت اہل مصر میں وہ کاغذ جس پر بہاؤ لکھ کر کپڑے کے اندر رکھا جاتا ہے۔  
سے یہ کاغذ ہم وزن رکھتا ہے، اسے وزن کیا جائے گا تاکہ تجھ پر ظلم نہ ہو۔

سے اگرچہ گناہوں کے پادری کیوں نہ ہوں

۵۳۲۳ وَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ النَّبَاَ  
كَبَيْتًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا يَبْكِيكَ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّبَاَ كَبَيْتًا  
قَالَ تَذْكُرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْفَيْصَةِ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي كَلْبَةٍ  
مَوَاطِنٌ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا عِنْدَ الْمَيْزَانِ  
حَتَّى يَغْلِبَهُ أَوْ يَغْلِبَهُ مِيزَانُهُ أَمْ يَسْقُلُ وَ عِنْدَ  
الْكَتَابِ جِئْتُ يُقَالُ هَاءُ مُرْأَتُهُ وَ اِكْتَابِيَةِ  
حَتَّى يَغْلِبَهُ أَوْ يَغْلِبَهُ كِتَابُهُ أَوْ يَغْلِبَهُ أَوْ يَغْلِبَهُ  
مِيزَانُهُ مِنْ قَوْمٍ أَوْ قَلْبُهُ وَ عِنْدَ الْعِشَاءِ  
إِذَا دُخِنَ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ جَعَلَ قَدَحًا

(رَدَّاهُ أَبُو دَاوُدَ)

سے تو اس کے خوف و مذاب سے

سے یہ وہ شخص ہے کہ جس کا نام اعمال دائیں ہاتھ میں ہوگا اور وہ خوشی میں لوگوں سے کہے گا یہ میرا نام اعمال ہے جو  
سے مصائب کے معنی لوگوں میں "اَوْ مِنْ قَدَاوِ ظَهْرِي" کے الفاظ میں

سے یہ دفتر کے اوپر ترازو سے تیز اور آہستہ سے ہر ایک ہر گاہ لوگوں کو اس کے اپنے سے لکھنا ہوگا۔ ان تین مقامات  
پر ہر ایک کو اپنی پڑی ہوئی کوئی کسی کو یاد دہانی دے گا۔



آسان حساب کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ ہے کہ اس کے  
تمام اعمال پر نظر کر دی جائے پھر اسے معافی دے دی  
جائے جس کے حساب میں اس دن جرح کر لی گئی ہے  
عائشہ زہراؓ کو ہجائے گا (مسند احمد)

مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ قَالَ اَنْ تَنْظُرَ فِي كِتَابِي  
كَيْجَاوَزَ عَنْهُ اِنَّهُ مَنْ شَرَفَتْ الْحِسَابَ يَزِيدُنِي  
سَيِّئَاتِي يَشْفُهُ هَذَلِكَ -

(ردۃ اہل حسد)

۱۔ یہ دیکھتے تھے

۲۔ ہند کی اس کے تمام اعمال پر نظر کروا کے اسے معاف کر دیا جائے گا۔ ”میں نظر“ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف  
میں راجع ہو سکتی ہے۔

۳۳۳ وَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ  
اَبِي رَسُوْلًا اَتَى مَتَّى اِنَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
اَخْبِرْنِي مَنْ يَقْرَأُ عَلَى الْغَيَْامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
اَتَدْنِي قَالَ اِنَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَقْرَأُ مَلَكًا  
يَلُوْثُ الْعَلَمَيْنِ فَقَالَ يُعَفِّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ  
حَتَّى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالْمَلَوَّةِ اُتْلُوْا اُتْلُوْا -

۳۔ وہاں کھڑا ہونا

۴۔ چار رکعت کا وقت

۳۳۴ وَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى  
اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّانٍ وَ هَدَّارٍ كَانَتِيْنِ  
اَلْفَ سَنَةٍ مَّا طَوَّلَ لِهَذَا الْيَوْمِ فَقَالَ وَ اَلْبَدْنِي  
كَفَيْتِيْ يَسِيْرٌ اِنَّهُ لَيُعَفِّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّى  
يَكُوْنَ آخِرَتٌ عَلَيْهِ مِنَ الْعَلَوَةِ اُتْلُوْا اُتْلُوْا -  
يُصَلِّيْنَهَا فِي الدُّمَيَّا -

(ردۃ الہما البیہقی فی کتاب البعث و

النشور)

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں عرض کیا گیا جس  
کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کی کتنی درازی  
ہے تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے  
کہ وہ ان مومنین پر ہلکا کر دیا جائے گا جتنی کہ اس  
فرض نماز سے بھی زیادہ آسان ہو جائے گا جسے وہ دنیا میں  
پڑھتا تھا۔

(مذکورہ دونوں احادیث کو بیہقی نے کتاب البعث  
والنشور میں روایت کیا)

۵۔ وقت بھری گزر جائے گا

۳۳۵ وَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَةَ عَنْ

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْفَوُ  
النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَيُنَادَى  
مُنَادٍ كَيْفَ تَقُولُ آيَةُ الْآذَانِ كَمَا كُنْتَ تَتَجَافَى  
جُنُودَهُمْ عَنِ الْمُصْطَابِ رَجِعْ كَيْفَ تَقُولُ مَوْنٌ وَهُمْ  
قَلِيلٌ كَيْفَ تَقُولُ الْجَنَّةُ يَفْقَهُ حَسَابٌ ثُمَّ  
يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ إِلَى الْحِسَابِ  
(دَوَاكِلُ الْمُبْتَغَى فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے  
تو پکارنے والا پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے  
پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے پس وہ لوگ  
کھڑے ہو جائیں گے اور وہ ٹھوڑے ہوں گے تو وہ جنت  
میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر باقی تمام لوگوں کو حساب  
کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔

(مہیقی، شعب الایمان)

سہ صید، اصلاً اس کا معنی زمین یا روئے زمین ہے، یہاں مراد مہر اور فراخ زمین ہے جیسا کہ دوسری حدیث  
میں ہے کہ زمین مشرابی سفید اور بولہ ہے کہ اس کی نرمی کی وجہ سے پاؤں پھسلے گا۔  
سہ اس سے مراد نماز تہجد کے لیے قیام ہے بعض کے نزدیک مشاء و مغرب کے درمیان کا وقت ہے، مناز  
مراومیں۔

## بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ

### ۲۴۸۔ حوض کوثر اور شفاعت کا بیان

حوض لغت پانی کا جمع ہونا اور بہنا ہے، خواتین کو جو حیض آتا ہے اور خون بہنے کا سبب بنتا ہے وہ اسی لفظ  
حوض سے مشتق بنے ہیں وہ حوض مراد ہے جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز قیامت عطا کیا جائے گا اور احادیث  
میں اس کی صفات کا ذکر آیا ہے۔ منقول یہ ہے کہ روز قیامت میری کے لیے حوض ہوگا جس پر ان کی امت وارد ہوگی  
شفاعت، شفع سے مشتق ہے لغت اس کا معنی ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ منقل ہونا۔ شفع بمعنی زوج وتر کے  
اور فوک کے مقابل میں آتا ہے فروخت شدہ زمین میں عسایہ کا حق شفعہ اسی لفظ سے ہے۔ شفاعت میں بھی شفع کا بارگاہ خدا  
میں گناہوں کی درخواست کی وجہ سے مجرم کے ساتھ انعام پایا جاتا ہے۔ شفاعت کی تمام اقسام کا سبب اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شہادت ہے البتہ بعض آپ کے لیے مخصوص اور بعض شترکہ ہیں جو شخصیت شفاعت کا دروازہ کھولے  
گی وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہوگی لہذا تمام شفاعات و حقیقت آپ ہی کی طرف ٹوٹی ہیں لہذا آپ  
صاحب شفاعات علی الاطلاق ہیں۔ پہلی قسم اطاعت کبریٰ ہے جو تمام مخلوق کو تعصیب ہوگی یہ آپ کے ساتھ مخصوص ہے

انبیاء و صلوات اللہ وسلامہ اللہ علیہم میں سے بھی کسی کو یہ مقام حاصل نہیں بلکہ کسی کو وہاں جبروت و اقتدار کی بھانج ہوگی یہ شفاعت میدانِ محشر میں طول و قوت سے نجات، قبیلِ حجاب اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے لیے ہوگی کہ لوگوں کو اس متعلیٰ و شہادت سے نکال دیا جائے جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیل ہے۔ دوسری قسم کی شفاعت لوگوں کا بغیر حجاب جنت میں داخل کے لیے ہوگی احادیث میں اس کا ثبوت بھی ہزارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔

تیسری قسم ان لوگوں کے لیے ہے جن کے اچھے اور بُرے اعمال برابر ہوں گے یہ شفاعت کی بنا پر جنت میں جائیں گے جو غرضی قسم جو لوگ دوزخ کے مستحق ہوں گے وہ آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے پانچویں قسم رفع درجات اور زبانی کرامات کے لیے ہوگی چھٹی قسم ان گناہوں کے لیے جو دوزخ میں جائیں گے پھر آپ کی شفاعت سے باہر آئیں گے یہ شفاعت بقیۃ انبیاء و طاہرہ علماء اور شہداء میں مشترک ہے ساتویں قسم جنت کا انسراج، آخری قسم دائمی عذاب پانے والوں کے مذہب میں تخفیف، نویں قسم ہالِ مدینہ کے لیے خصوصی شفاعت، اسی طرح نیا دیت بارگاہ نبوی کرنے والوں کے لیے شفاعت امتیازی ہے۔ شارحین نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

## پہلی فصل

## الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حجابِ جنت میں بطورِ کعبے تھے تو ایک سر پہ پہننے میں کے کہ وہاں پر کھل بوتل کے جیسے تھے ہم نے پوچھا: میرے بھائی! کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: وہ کوثر ہے جو آپ کے لب سے آپ کو نکلتا فرمایا ہے اس کی ٹیٹا خاص شگفتگی (الہامی)

۵۳۲۹ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَيَّنَا أَنَا وَسَيِّدِي فِي الْجَنَّةِ إِذَا آتَانَا نَهْرٌ حَاقَتْهُ قِيَابُ السَّيِّئَةِ الْمُجْزُوفِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جَبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أُعْطِيَكَ مِنْ بَيْتِكَ فَهَذَا جَلِيلُهُ وَسَلَكُ أَذْهُرُهُ (مَدَامَةُ الْبُخَارِيُّ)

سلفِ ظاہر یہی ہے کہ یہ سرِ شہبِ مروج میں تھی

سلفِ یہ آیت ۱۱۱ اعلیٰ ایک اکوثر کی طرف اشارہ ہے اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر عرض کوثر سے کی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ کوثر سے مراد کثیر ہے خواہ علم و دل میں جو یا شرف و دارین میں اسی طرح عرض کوثر اس غیر کثیر کا ایک خوب ہے بعض نے اس کی تفسیر اولاد، تابعین اور علماء و امت سے کی ہے یہی غیر کثیر میں شامل ہے اس کے بیان میں قوم کا لگا اور پسندیدہ منگوتے اس میں سے کچھ کا ذکر وہاں مناقب آنحضرتی عشر میں ذکر کیا گیا ہے۔

سلفِ دُفرا دونوں حروف پر فتح، تیز و خواہ اچھی ہو یا بُری، سب کو فرمائی بہت ہی اچھی و اعلیٰ خواہ

۵۳۳۰ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا عرض

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوَّجَ

مَسِيرَةُ قَهْقَرَةٍ دَايَا سَوَاءً وَمَا مَوْءَا بِيَعِي  
مِنَ الْكَبِيرِ دَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْيَسْنَنِ وَ  
كَيْزَانُهُ كَنْجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبْ مِنْهَا  
كَذَا يَطْمَأْ أَبَدًا

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

لے اس کی لمبائی اور گرائی مرتب ہے۔

لے کثرت اور چٹھنے میں

اکیس ماہ کی مسافت تک ہے اس کے زیادہ سے زیادہ  
اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو  
مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے آنسو  
آسمان کے تاروں سے بھی مہیں جو اس سے ایک دفعہ پی لے  
کبھی پیاس نہیں گئے گی۔ (بخاری و مسلم)

لے اگر یہ سوال ہو کہ ہر شے منزل کی لذت کا اب کیا معنی؟ کیونکہ مرنہ پیاس کے بعد ہی ہوتا ہے یہاں تو پیاس  
ہی نہیں ہوگی تو لذت کہاں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پیاس سے مراد شیر اور دھلک کر رہنے والی ہے اور پیاسا اور چھوٹا  
ہونا ایک تکلیف ہے اور اس کا دفع کرنا لذت کا دہم پیدا کرتا ہے اور جب وہاں تکلیف ہی نہ ہوگی تو اس کے رفع کی  
حاجت نہ ہوگی اظہار وہاں بغیر پیاس کے لذت حاصل ہوا ہر بہشت میں تو یہ بھی ہے کہ وہاں جو خواہش ہوگی وہ پوری ہوگی  
اگر کوئی وہاں شکی چاہے گا تو وہاں یہ بھی حاصل ہوگی۔

۵۳۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتِ حَافِيَةُ أَعْدَدُ  
مِنْ آيَاتِهِ مِنْ عَذَابٍ لَهُمْ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ  
الْقَلْبِ وَأَحْلَى مِنَ النَّعْلِ يَا لَكِنَّ يَدَا نَيْتُهُ  
أَلْحُو مِنْ عَذَابِ النَّجْمِ وَرَأَيْتُ لَكَ صَدَقَاتِ  
عَذَابٍ كَمَا يَعْلَمُ الْوَجَلُ إِيْلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضٍ  
كَأَنَّهَا تَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ أَتَغِيرُهَا يَوْمَ مَشِيْدِهَا  
لَعَنَ لَكُؤِيْسِيَتَا كَيْفَ نَسْتِ لِحَافٍ مِنَ الدُّمَجِ  
تَوَلَّى عَنْ غُرٍّ أَمْحَجِلِينَ مِنْ أَفْرِ الْوُحُوْدِ  
(دَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اس  
سے لمبا ہے جواکھ اور صدق کا فاصلہ ہے و برف سے  
زیادہ سفید اور شہدے اور دودھ سے زیادہ شیریں ہے  
اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے تھلویں زیادہ  
پہن میں اس سے لوگوں کو روکوں گا جیسے کوئی دوسرے  
لوگوں کے اونٹ کو اپنے حوض سے روکتا ہے صحابہ نے  
عرش کیا یا رسول اللہ کیا اس دن آپ ہم کو پہچانائیں گے  
فرمایا ہاں بخاری وہ نشانی ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی  
تم میرے پیاس آنا روکنو کی وجہ سے روشن چہرہ بچ لیلیان  
آؤ گے۔ (المسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
نَبِيُّ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ الْكَافِرِ  
نَجْمِ السَّمَاءِ وَفِي الْحَوْلِ كَيْفَ عَنِ النَّجْمِ  
كَانَ سَيْلٌ عَنْ شَرَابِهِمْ فَكَانَ أَشَدَّ بَيَاضًا

اس کی دوسری روایت میں حضرت انس سے یوں  
روایت ہے فرمایا اس میں سونے چاندی کے برتن،  
آسمان کے ستاروں کی تعداد میں دیکھے جائیں گے اور اس  
کی ایک روایت میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے



مِنْ النَّبِيِّ دَاخِلِي مِنَ الْعَسَلِ يَغُثُّ وَيَنْبُو  
 مِنْ بَابِ ابْنِ يَسْتَدَانِ مِنَ الْجَعْدَةِ أَحَدُ هُمَا  
 مِنْ كَهَيْبَةِ الْأَعْرَابِ وَتَرْجِي .  
 مروی ہے کہ فرمایا حضور سے حرف کو شر کے بارے میں  
 پوچھا گیا تو فرمایا دو دودھ سے زیادہ سفید شدہ سے زیادہ  
 میٹھا، اس میں جنت سے دو پناہ لے گرتے ہیں جس سے  
 بڑھاتے ہیں ایک سونے کا ہے دوسرا چاندی کا ۔

سہ اید، حمزہ پر زبر بھائیائے میں سے متصل شام کے شہروں میں ایک شہر کا نام ہے  
 سٹہ دیالے بند سے متصل، میں کے شہروں میں ایک شہر کا نام ہے  
 سٹہ دوسری امت کے لوگوں کو  
 سٹہ آپ ہیں پہچان میں کہ میروں کو آپ منع فرمائیں گے  
 سٹہ سبیا، سین کے بچے زہر، یا ساکن بالفقر یا بالمد  
 سٹہ نور و منور و جہ سے پیشانی تا تحتہ اور پاؤں روشن ہوں گے جیسا کہ کتاب الطہارت میں منور کی فعلیت  
 میں گزر چکا ہے ۔

سٹہ ابرق، حمزہ مکسور ابریز سے معرب ہے  
 شہ غت، میں تابش در، غوطہ لگانا، قرطیہ اور پے دیے آنا، نُفُث، میں پر ضمیر یا کسرو، الہاب نعرہ  
 عرب، یعب، یا وشد، میں پر پیشی لغت سے مشتق ہے جس کا معنی نسل پانی پینا، مثبت یا اود ثاء میں پر زبر شب  
 یعنی بحر ہے یعنی دواں ہونا اور ابر آنا، نیزاب - میم کے بچے زیر و زب یعنی پالی ہادی ہونا سے مشتق ہے یا لفظ فارسی  
 مگر معرب ہے ۔ نیز فارسی میں یعنی ہیں آتا ہے ۔

۵۳۳ وَكَانَ سَهْلُ بْنُ سَهْلٍ كَانِي خَالٍ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِهِمْ  
 عَلَى الْكُوْهِ مِنْ مَوْعِدِ خَيْرَ بَدْعٍ قَرِيبَ  
 لَطِيْفًا أَبَدًا لِيَمْرِدَ عَلَى أَشْأَاءِ مَا عَرَفَهُمْ  
 وَيَعْرِضُوا لِي فِي كَهْرٍ يُحَالِ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَكَوْنُ  
 لِيَهُمْ وَيَتِي قِيَّتَالِي أَتَكَتَ رِي مَا أَحَدُ قَا  
 بَعْدَ قَا كَوْنُ سَحْقًا سَحْقًا يَمُنْ عَيْتُ  
 بَعْدِي .  
 حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوالہ میں خالی  
 پر تعداد پیش رو ہیں جو مجھ پر گدڑ سے گادہ لئے گا کہ  
 کبھی پیسا نہ ہوگا میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی جن میں  
 میں پہچاننا ہوں اور وہ مجھ سے جانتے ہیں پھر میرے اندر  
 ان کے درمیان آڑ کر دی جائے گی تو میں سوں گا یہ  
 میرے میں تو فرمایا جائے گا آپ نہیں جانتے کہ انھوں  
 نے آپ کے بعد کیا باتیں پیدا کریں یہ یاسین زکاة اور  
 مرند ہونے والے لوگ ملا دیں جیسا کہ دیکھ لگ چکا ہے) میں  
 کہیں گا اسے وہی ہو جو میرے بعد بتدی کرے ۔

(مُتَشَقِّقٌ صَلَوَاتُ)

(بخاری و مسلم)



عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ  
 قَالَ قِيَامًا تَوَنَّنِي عِيْسَى قِيَامًا تَسْتَعِينُنِي هَذَا كَلِمَةُ  
 وَلَكِنْ اُنْشُؤْا مَعْتَدًا عَبْدًا اَعْفَرَ اللَّهُ  
 لَهُ مَا تَعْتَدُ مَرَمٍ مِنْ دَلِيلِهِ وَمَا تَأْخُذُ  
 قَالَ قِيَامًا تَوَنَّنِي قَا سَتَاؤُنْ عَلِي مَرَقِي  
 فِي دَارِهِ كَيْسُؤُنْ لِي عَلِيهِ هَذَا  
 رَأَيْتُكَ وَقَعْتُ سَاجِدًا قِيَدَ عِيْسَى مَا  
 شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَّ عِيْسَى كَيْسُؤُنْ اَرْكَمُ  
 مُحْتَمِدٌ وَكُلُّ لُتْسَمَةٍ دَا شَعْفُ لُتْسَمَةٍ  
 دَسَلُ تَعَطُّهْ قَالَ قَا دَفَعُ رَأْيِي قَا شَيْخِي  
 عَلِي مَرَقِي يَشْتَاؤُ وَتَحْيِيْبِي يَحْيِيْمِيْنِي لَمْ  
 أَشَعْفُ كَيْسُؤُنْ حَذَا قَا خُورُجُ قَا خُورُجُ  
 مِنَ الشَّارِبِ قَا دُخِلُهُمُ الْجَنَّةُ لَمْ اَعُوذُ  
 الشَّالِيَّةُ قَا سَتَاؤُنْ عَلِي مَرَقِي فِي دَارِهِ  
 كَيْسُؤُنْ لِي عَلِيهِ هَذَا رَأَيْتُكَ وَقَعْتُ  
 سَاجِدًا قِيَدَ عِيْسَى مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ  
 يَدَّ عِيْسَى لَمْ يَفْعَلْ اَرْكَمُ مُحْتَمِدٌ وَكُلُّ  
 لُتْسَمَةٍ دَا شَعْفُ لُتْسَمَةٍ دَسَلُ تَعَطُّهْ  
 قَالَ قَا دَفَعُ رَأْيِي قَا شَيْخِي عَلِي مَرَقِي  
 يَشْتَاؤُ وَتَحْيِيْبِي يَحْيِيْمِيْنِي لَمْ أَشَعْفُ  
 كَيْسُؤُنْ حَذَا قَا خُورُجُ قَا خُورُجُ  
 مِنَ الشَّارِبِ قَا دُخِلُهُمُ الْجَنَّةُ لَمْ اَعُوذُ  
 الشَّالِيَّةُ قَا سَتَاؤُنْ عَلِي مَرَقِي فِي دَارِهِ  
 كَيْسُؤُنْ لِي عَلِيهِ هَذَا رَأَيْتُكَ وَقَعْتُ  
 سَاجِدًا قِيَدَ عِيْسَى مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ  
 يَدَّ عِيْسَى لَمْ يَفْعَلْ اَرْكَمُ مُحْتَمِدٌ وَكُلُّ  
 لُتْسَمَةٍ دَا شَعْفُ لُتْسَمَةٍ دَسَلُ تَعَطُّهْ قَالَ

جانب ہوئی علیہ السلام کے پاس جا میں گئے اور فرمائیں گے  
 میں تمہارے اس مقام کا نہیں اور وہ انہی عطایا و کریں گے  
 جو انھوں نے کی تھی تمل بلکہ لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 کے پاس جاؤ، اللہ کے بندے اس کے بدلے، اللہ کا طرف  
 سے روئے، اس کا کہیں پھر لوگ جنب عیسیٰ علیہ السلام  
 کے پاس جا میں گئے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس مقام  
 کا نہیں لیکن تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
 پاس جاؤ وہ بندے اللہ کے، اللہ نے ان کے سارے  
 ان کے پچھلے گناہ بخش دیے فرمایا تو تم سب میرے پاس آؤ  
 گے تو میں اپنے رب کے پاس اس کے مقرر گھر میں ہادی  
 کی اجازت مانگوں گا مجھے اجازت دی جائے گی میں جب  
 رب کو دیکھوں گا تو سب میں گر جاؤں گا پھر اللہ جتنا چاہے  
 گا مجھے چھوٹے رکھے گا پھر فرمائے گا اے محمد سر اٹھاؤ  
 کو تھاری سنی جائے گی شفاقت کرو قبول کی جائے گی،  
 مانگوں گا کہ دیا جائے گا فرمایا پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ  
 کی حمد و ثناء کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر شفاقت  
 کروں گا میرے لیے ایک مقررہ کر کے جائے گا میں وہاں سے  
 چوں گا انھیں آگ سے نکلے گا اور جنت میں داخل  
 کروں گا پھر دوسری بار لوگوں کا اپنے رب سے اس کے گھر  
 میں اجازت مانگوں گا مجھے اجازت دی جائے گی جب میں  
 اپنے رب کو دیکھوں گا تو سب میں گر جاؤں گا جتنا چاہے میں  
 رب مجھے چھوٹے گا اسے جسے سب سے چھوٹے رکھے فرمائے  
 گا اے محمد: سر اٹھاؤ اور کو تھاری سنی جائے گی شفاقت  
 کرو قبول کی جائے گی، مانگوں دیے جائے گا فرمایا تب میں  
 اپنا سر اٹھاؤں گا اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کروں گا جو  
 وہ سکھائے گا پھر شفاقت کروں گا تو میرے لیے ایک  
 مقررہ کر کے جائے گی، میں روانہ ہوں گا انھیں آگ سے

نکالوں گا جب جنت میں داخل کروں گا، پھر میں تیری  
دفعہ لوگوں کا اپنے رب سے اس کی جگہ میں اجازت مانگوں  
گا مجھے اس پر اجازت دی جائے گی  
تو میں رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں  
گا جب اللہ مجھے چھوڑے رکھنا چاہے گا چھوڑے رکھے  
گا پھر فرمائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ کہ وہ بخاری سنی جائے  
گی شفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا  
تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اپنے رب کی وہ عمدہ ثنا کروں گا  
جو وہ سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک  
عہد مقرر کی جائے گی پھر میں وہاں روانہ ہوں گا انھیں  
اگ سے نکالوں گا جنت میں داخل کروں گا حتیٰ کہ اگ  
میں صرف وہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا یعنی جن  
پر عیش کی مزدوری ہوگی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی قریب  
ہے کہ آپ کا لب آپ کو مقام محمود پر کھڑا فرمائے گا، فرمایا، یہ  
مقام محمود ہے جس کا انتخاب نبی سے دودہ فرمایا ہے  
(بخاری و مسلم)

فَاَرْزُقْ رَاسِيْ خَافِيْ عَلٰى رَاقِيْ يَكْتَاوُ وَتَصْمِيْ  
يُحْيِيْكُمْ يَنْبِيْئُهُمْ اَشْفَعُ كَيْفَ حَدَّثَ لِيْ حَدَّثَ ا  
خَالِدُ بْنُ خَالِدٍ جُمُوعَهُمْ وَ اَوْ ذِيْلَهُمُ الْجَنَّةُ  
حَقِّ مَا يَبْتَغِيْ فِي الْمَقَارِ اِلَّا مَنْ قَدْ جَبَسَهُ  
الْفُرْ اَنْ اَوْ وَ جَبَ عَلَيْهِمْ خُلُوْدُهُ ثُمَّ تَلَا  
هٰذَا اِلَّا يَتَا عَلَسِيْ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ  
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اَكَالَ وَ هٰذَا اَلْمَقَامُ  
الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وَ عَدَدُ كَيْفَ يَكُوْنُ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۱۔ کہ چونکہ آپ ان فضائل و کمالات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

۲۔ جو نہایت ہی محنت و مشاوارہ ہوگا۔

۳۔ جو تم نے میرے بارے میں گمان کیا ہے کہ میں مقام شفاعت میں کھڑا ہو کر عرض کروں اور ابتداء کرتے ہوئے  
باب شفاعت کھولوں۔

۴۔ جو تم نے میرے بارے میں گمان کیا ہے

۵۔ اے اللہ! میرے بیٹے کو یہ حکم دے کہ میرے اہل میں سے ہے۔ اس پر عتاب ہو کہ اے نوح! اس بارے میں  
مت پرہیز جس کا تمہیں علم نہیں۔

۶۔ یہ وہ حقیقت چیزیں معروض نہیں بلکہ معروض تھا تمہیں چونکہ حضرات انبیاء و علیہم السلام کا مقام نہایت ہی عالی  
اور بلند ہوتا ہے لہذا ان پر اس طرح کی چیزوں کی وجہ سے ممانعت کیا جاتا ہے ان تین اشیاء میں ایک یہ تھا کہ قوم  
تھا ویرانہ میں شرکت کے لیے چلی گئی آپ نہیں گئے تاکہ تہوں کو توڑنے کا موقع مل جائے اس لیے آپ نے فرمایا میں پیادہ ہوں  
تمہارے ساتھ میلہ میں نہیں جا سکتا مگر کچھ بظاہر بیان نہیں تھے لیکن اس بات کا کہ جسے پتہ چلے کہ باطن میں بیماری تھی۔

شاید کفر اور ان کے خدا کی وجہ سے دل کی بیماری اور بے ذوقی مراد لی ہو اور سراپہ تعجب آپ نے جنوں کو توڑ دیا تو کفر نے پوچھا اے ہاجریم! یہ کام تم نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جنیں ملکہ بڑے بُت نے کیا ہے یعنی مجھ کو اس صل پر اجارے والا ہے جس سے جو مختاری عبادت و تعظیم کے لیے مقدر مقام رکھا ہے یا مقدر سزاوار اور ان پر لازم ہے جیسے کہ ایک آدمی اچھا نکلتا ہے دوسرا اس طرح نہیں نکھ سکتا تو وہ نکھنے والے سے کہتا ہے کہ یہ خط تو نے کھایا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے نہیں کھا تو نے کھا ہے یعنی اس طرح کا کھنا تجھ سے بگڑ نہیں ہو سکتا تو یہ کہتا کہ اپنی بوری حضرت سارہ کو خاتم بادشاہ سے چھڑانے کے لیے بہن کو کھانا لکھوا دیا کہ مراد اسلامی بہن تھا بلکہ آپ کی چچا زاد بہن بھی تھیں۔

۱۱۔ تورات عظیم کتاب ہے تمام انبیاء و انبیاء اسرائیل اسی کے تابع تھے

۱۲۔ اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا اور محمد اسرار بنایا

۱۳۔ وہ قطعی ہے آپ نے پیچھے بنانے کے لیے دھکا دیا تو وہ مر گیا۔

۱۴۔ بغیر ماں کے پیدا فرمایا یا آپ کی ذات اجسام و تدبیر کی حیات کا سبب بنے بھوکھن سے پیدا ہوئے اور گوشتوں کو کام فرمایا۔

۱۵۔ میں اس کو لائق نہیں

۱۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی کسی خطا کے یاد کرنے کا ذکر نہیں کیا تو شاید میں نے فرمایا کہ آپ پر ادا آپ کی دلو پر رضائی نے افزا و ماندھا کہ یہ خدا میں تو آپ نے شرمندگی کی وجہ سے شاید توقف فرمایا

بعض روایات میں اس کو بھی ذکر ہے یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو اس مُند سے قطع نظر کرتے ہوئے باب شفاعت کے کھولنے کے لیے اہل دنیا یا سزاوار اسی لیے جبریت نہ کی اور یہ سبب یہ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مُند کے بغیر اس مقام سے قاصر و عاجز ہیں اگرچہ انھوں نے خدا بری مُند بھی بیان کر دیا ہے اس مقام اعلیٰ و ارفع کے لائق و سزاوار صرف اور صرف سید المرسلین آدم اہم القیسین ہی ہیں جو نہایت ہی قرب و عزت کے مدغم و پرفاخر ہیں آپ اللہ کی بارگاہ میں محمود و محبوب ہیں یہی وجہ ہے کہ دیکھا احادیث میں ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام خدا میں کیے بغیر فرمائیں گے یہ کام و منصب ہمارا نہیں ہے۔

۱۷۔ واضح رہے کہ اس آیت کی تفسیر و معنی میں مقدر و اقوال ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں مغفرت سے مراد معصیت ہے ادا نبیاء علیہم السلام معصوم و معصود ہیں جس گنہ کی نسبت جو انبیاء کی طرف سے ہے وہ ایک تامل و محکمت ہے خصوصاً سید الانبیاء علیہ السلام کی ذات اقدس جس سے کسی وقت بھی گنہ کا ارتکاب نہیں ہو سکتا اس بات کی اطلاع آپ کو دنیا میں ہی دے دی گئی مگر معصوم کو نہیں دی۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں دوسروں کو اپنی خطا یا گنہ کی اطلاع دی۔ سب سے بہتر تاویل یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اعزاز و اکرام کا کامل اظہار ہے کیونکہ طریقہ یہ ہے کہ الگ جب اپنے غلام پر نہایت ہی خوشی و راضی ہو تو وہ چاہتا ہے کہ اسے خصوصی طور پر ممتاز کیا جائے تو وہ کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ کیا یا کرے گا تجھے معاف ہے اور تجھ پر کوئی گرفت و متاعب نہیں

باقی اقوال بھی میں نے شرح میں ذکر کر دیے ہیں۔

۱۱۔ وہ مقام مخصوص یہاں کسی کے رابطہ کی گنجائش ہی نہیں

۱۲۔ اے محبوب بن! اے مطلوب بن! اے میری بارگاہ کے منتخب اور اے بندہ خاص!

۱۳۔ قبول کی جائے گی

۱۴۔ اس وجہ سے اس مقام کو مقامِ حمد اور مقامِ محمود کہا جاتا ہے یہاں سے واضح ہو رہا ہے کہ شفع کو پہلے شفع

کی حمد کرنی چاہیے تاکہ اس کی رضا و قرب کا حصول ہو اور قبولیتِ شفاعت کا درجہ حاصل ہو۔

۱۵۔ شفاعت کے لیے گزرتی گزریں کہ وہی شفاعت ہے نماز، زناکار، شراب خورد و غیرہ کے لیے شفاعت کا حکم ہوگا۔

۱۶۔ اس مخصوص مقام کو درج سے نکالوں گا۔

۱۷۔ یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں شفاعت کے سختی لوگ ان لوگوں کے علاوہ بھی ہوں گے جن کا ذکر پہلے بطور

مبوس آیا ہے تو ان دوسرے لوگوں کو بغیر توقف و درج میں ڈال دیا جائے گا، جب ان جو مسبین عسکری شفاعت کا ذکر

کی تو دوسروں کی شفاعت کو بھی ذکر کر دیا یہاں آگ سے مراد سورج کی گرمی ہے اور اس گرمی سے چھٹکارا مراد ہے۔

۱۸۔ دوسرے گروہوں کی شفاعت کے لیے

۱۹۔ یعنی کھڑے کرنے والے

۲۰۔ اس مقام کی توصیف محمود کے ساتھ اس لیے ہے کہ وہاں کھڑا ہونے والا اس کی توفیق کرے گا اور اے پہنچا

۲۱۔ یا حضور علیہ السلام وہاں اپنے رب سبحانہ کی حمد کریں گے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا یا اس لیے کہ وہاں اولین و آخرین کی

۲۲۔ بیان پر حضور علیہ السلام کی شہادت ہوگی۔

۲۳۔ وَحَقُّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ

مَا بَرَّ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قِيَامًا كُنُونٌ

أَمْ قِيَامٌ كُنُونٌ أَشَقُّهُ إِلَى مَا هَلَتْ قِيَمُولُ

لَسْتُ نَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِأَهْوَأِهِمْ حَيَاتُهُ

تَحْيِيلُ الرَّحْمَنُ قِيَامًا كُنُونٌ أَهْوَأِهِمْ قِيَمُولُ

لَسْتُ نَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُؤَسَى كُنُونٌ كَلِيمٌ

اللَّهُ قِيَامًا كُنُونٌ مُؤَسَى قِيَمُولُ لَسْتُ نَهَا

وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعَيْنِي حَيَاتُهُ رُؤُوسُ اللَّهِ وَ

كَلِيمَةُ قِيَامًا كُنُونٌ عَيْنِي قِيَمُولُ لَسْتُ نَهَا

وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ قِيَامًا كُنُونٌ قِيَمُولُ

اور اسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ بعض بعض

میں غلط ہو جائیں گے پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس

آئیں گے عرض کریں گے اے رب کی بارگاہ میں شفاعت

کیجیے وہ فرمائیں گے میں اس کے لیے نہیں ہوں تم حضرت

ابراہیم کا دامن پکڑو کہ وہ اللہ کے فیصل ہیں تو وہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی کہیں گے

میں اس کے لیے نہیں ہوں لیکن جناب موسیٰ کے دامن

کو پکڑو کہ وہ اللہ کے کیم ہیں تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جائیں گے وہ بھی کہیں گے اس کے لیے میں

نہیں ہوں لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دامن کو پکڑو



جائے گا۔ اے محمد! اسرائیلی کو سنی جائے گی یا گھوڑے جاؤ  
 گئے شفاعت کرو قبول کی جائے گی تو میں عرض کروں گا  
 یا رب مجھے اس کے متعلق اجازت دے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ رب فرمائے گا یہ تمہارا نہیں لیکن میری عزت و  
 جلالت اور میری عظمت کی قسم میں وہاں سے  
 اسے نکال دوں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔  
 (بخاری و مسلم)

عَلَّمَنِي لَا تُخَيِّرُ جَنًّا مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اس میں اس کی شفاعت کے اہل و قابل نہیں ہوں۔

اس لئے برائے شفاعت میں ہوں میں ہی اس کا اہل ہوں یہ اور وجہ ہے کسی اور کا نہیں۔

اس لئے اس وقت مجھ میں مقام قُرب و معرفت سے ایک ذریعہ واسطہ ہوگا اس کے اثر سے محامد کا علم ہوگا۔

اس لئے میری امت کو بخش دے اور مجھے ان کی شفاعت کی اجازت دے دے۔

مجھ میں وہ درجہ سے ہر اس شخص کو باہر لے آؤں گا جس کے دل میں جو کہی مقدار برابر ایمان ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں یا رب  
 کا یہ میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ ہوگا جس  
 نے اپنے خالص دل سے یا خالص نفس سے کہا لا الہ  
 الا اللہ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَشْهَدُ النَّاسَ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا  
 مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

(سَوَادُ الْبُخَارِيِّ)

اسے بغیر ملاوٹ کے تہ دل سے

اس لئے داوی کو شک ہے بہر تقدیر یہ تاکید ہے جیسا کہ جاتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کان سے سنا

کیونکہ اعلیٰ دل سے ہے اور جائے اعلیٰ دل سے ہے ذکر اور۔

اور اعلیٰ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ کی خدمت میں دستی  
 پیش کی گئی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دستی پسند  
 تھی تو آپ نے اس میں نوچ کر کھایا پھر فرمایا قیامت کے  
 دن میں لوگوں کا سر براہ ہوں جس دن لوگ رب العالمین کے  
 حضور کو کھڑے ہوں گے اور سورج قریب ہوگا لوگوں کو اس  
 قدر غم اور تکلیف ہوگی جس کی وہ طاقت نہ رکھیں گے پھر

وَعَنْهُ قَالَ إِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ كَرَفَةٍ لَأَكْبَرُ إِلَهًا رَأَى  
 وَحَادَثَ تَفْجِئَةً كَتَفَسَّ مِنْهَا نَفْسُهُ ثُمَّ  
 قَالَ أَتَأْشَهُدُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَخْرُ  
 يُقْرَأُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَذَلِكَ  
 النَّفْسُ كَتَبَتْهُ النَّاسُ مِنْ النَّفْسِ وَ  
 الْكَرْبُ مَا لَا يُطِيعُونَ كَيْتَقُولُ النَّاسُ لَا



تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ  
 قَبْلَ تَنْزِيلِ اَمْرٍ ذِكْرُ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ وَ  
 قَالَ قَاتِلُ بْنُ قَبْلَةَ تَحَاتُّ الْعُرْشُ قَاكُمُ  
 سَاجِدًا اِنْ رَفِئْتُ لَكُمْ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ  
 مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الشَّفَاعَةِ عَلَيْهِ سَلَامٌ  
 يَفْتَحُهُ عَلَيَّ اَحَدٌ قَبْلِي ثُمَّ قَالَ يَا مَعْزَمُ  
 اَرْقَمُ رَأْسِكَ سَلِّ لَعَطَةً كَاشِفَةً لَشَفَعَةٍ  
 قَاؤُكُمْ تَرَأْسُكَ قَاؤُكَ اَمْرِي يَا رَبِّ اَمْرِي  
 يَا رَبِّ اَمْرِي يَا رَبِّ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخُلْ  
 مِنْ اَمْرِي مَنْ لَمْ يَحْسَبْ عَلَيْهِمْ قِسْمَ  
 الْبَرِيَّةِ الْاَشْيَاءِ مِنْ اَنْبِيَائِ النَّبِيِّتَةِ وَهُوَ  
 جَسَدٌ كَمَا دَلَّ الشَّامِ فِيهِمَا سُبُوذِي ذَالِكَ مِنْ  
 اَنْبِيَائِ ثُمَّ قَالَ وَالتَّحْدِثُ لَفِي سُبُوذِي  
 اِنْ مَا بَيْنَ اَلْبَيْتِ اَعْلَى مِنْ مَقْصَرٍ رَجَحِ  
 الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ

(مُعْتَمِدٌ عَلَيْهِ)

سے شخص اگر سین ہو تو سامنے کے دانتوں کے ساتھ پکڑنا اور اگر شین ہو تو پیچھے دانتوں کے ساتھ پکڑنا، اگر  
 روایات میں سین ہے مگر بعض میں شین بھی آیا ہے۔  
 سہ پھر تمام حدیث شفاعت بیان کی کہ لوگ تمام انبیاء سے التماس شفاعت کر لیں گے اور وہ جواب دے دیں  
 گے کہ اس مقام پر آج اللہ کے حضور گفتگو نہیں کر سکتے۔

کہ جو کہ مقام خاص اور عظیم ہے

سہ کہ مجھ پر بھی اسی وقت السلام ہوگا جیسا کہ سابقہ حدیث سے معلوم ہو چکا ہے۔

سہ جن سے حساب نہیں لیا جائے گا اور انھیں بے حساب جنت میں داخل فرمایا جائے گا

سہ پیش رفت کے دروازے صرف انھیں کے لیے مخصوص ہوں گے اور باقی دروازے ان کے اندر موقوف ہوں گے۔

سہ ہجر، دونوں ابتدائی حروف مغزوح بحرین اور عربیہ کے درمیان میں سے ایک حرف کا نام ہے جیسا کہ  
 یہاں پہلا مراد ہے اور دوسرا حرف سے دروازے کے دونوں تختے ہیں جو ایک سو راخ پر آکر بند ہوئے ہیں اور یہ دونوں

شعر کے دو مصرعوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اصل میں مصرع یعنی رفع والفا ہوتا ہے۔ رشارق الانوار میں ہے کہ یہاں مصرع سے مراد جنت کے دروازے ہیں اور مصرع اس وقت کہا جاتا ہے جب دروازے کے دو طاق ہوں۔ یہاں مقصود جنت کے دروازے کی وسعت کا بیان ہے مراد تکریم و تعظیم نہیں بلکہ لوگوں کو محض اس وسعت کا سمجھانا ہے حقیقت میں اس کے علاوہ ہوگی۔

حضرت مزید بن یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاء کے بارے میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت اللہ اور حقیقت اللہ میرے پیچھے جائیں گے وہ چار طرف کے دونوں طرف دائیں بائیں گھڑے ہونگے۔ (المسلم)

۵۳۳۷ وَعَنْ حَدَّثَنَا فِي حَدِيثِ الشَّافِعِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالْحَقُّ كَتَقَوُّمَا يَنْتَبِهُنِ الْقِيَمَةُ إِطْرَافَيْنِ وَشِمَالًا۔

(ترمذی الاوسط)

۱۔ حضرت مزید بن یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
۲۔ حفظ حقوق و امور مردم امدان کی نگہداشت

۳۔ ولایت کے رشتے جن کے ساتھ صلہ رحمی لازم ہے  
۴۔ طلب حقوق اور خصوصیت کے لیے، دونوں طرف کھنسنے میں مقصود کی تعظیم اور تاکید ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں معانی کو کسی صورت میں متحمل فرمادیں اور دونوں طرف واقعہ گھڑے ہو کر طلب حقوق کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کے اس کلام کی تلاوت کی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے یا رب ان تولد نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہو گیا اور جناب میں سے کہیں گے اگر تو انھیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں تو حضور نے ہاتھ اٹھائے عرض کیا یا نبی میری امت اور دویے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل میرے محبوب محمد کے پاس جاؤ تمہارا رب غروب جانتا ہے گمان سے پوچھو انھیں کیا چیز لارہی ہے تو حضور کے پاس حضرت جبریل آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی عرض و معروض کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل سے فرمایا تم جناب محمد کے پاس جاؤ کہو کہ ہم تم کو کھاری امت

۵۳۳۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ انَّهُنَّ أَصْلَابُنْ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ مَعَنَ تَمَكِّنُ حِكْمًا وَبِجَانِ كَقَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بَشِّرْهُمَا عِبَادُكَ فَوَقَّعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَمْرِي أَمْرِي وَبِكِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرِيلُ انْزِلْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبِّكَ أَعْلَمُ قَسْلَهُ مَا يَبْكِيهِ قَاتَانَا جِبْرِيلُ فَسَأَلَهُ فَخَبَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ لِي جِبْرِيلُ انْزِلْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقَالَ انْزِلْ سَرُضِيكَ فِي أَمْرِكَ وَلَا تَسْؤُهُ لَكَ۔

(ترمذی الاوسط)

صالح میں راضی کریں مجھے عقیقین ذکر کریں گے (السلام)  
 صلہ اللہ علیہ ہے ورنہ عَصَا فی فُلُکِمْ فَخَصِّرُوا رَجِمْ (جس نے میری نافرمانی کی اُسے شک تو صاف دوانے والا اور  
 رجم کرنے والا ہے)

صلہ اس کا بقیہ جیسا ہے وَأَنْ تُقَرَّرَ لَمْ فُلُکِمْ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْعَلِیمُ (اگر تو انھیں صاف فواد سے توبہ شک تو عزت  
 والا اور حکمت والا ہے)

صلہ حاصل یہ ہے کہ ان دو انبیاء کا اپنی امت کو یاد کرنا اور شفاعت کرنا صواب آپ کے سامنے آیا تو آپ نے  
 رب کریم کے حضور اپنی امت کی بخشش کے لیے ہاتھ پھیلا دیے۔

صلہ لیکن کرم اور عنایت کریمانہ کے اظہار کے لیے پوچھو

صلہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک ایک ایک  
 امتی کو میری شفاعت سے بخش نہ دیا جائے گا اب امت پر لازم ہے کہ آپ کے ساتھ عقیدہ ایمان درست طریقہ سے باہر  
 اور مشکل معاملہ بھی فقط یہی ہے دوسری کوئی شکل نہیں۔ شعر

فلک ادبش و بادشاہی کن      آن ادبش و بر حسبِ خواہی کن  
 (ان کی خاک ہو کر بادشاہ بن جاؤ اور ان کی اتباع کرو اور جو چاہو کرو)

۵۳۳۹ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ  
 كَاتِبًا كَاتَلُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ تَرَى تَرَيَا  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعَصَا هَلْ تَكْفَأُونَ فِي رُؤُوسِهِ  
 النَّفْسِ بِالْظُّلُمَةِ قَوْمَهُ النَّفْسِ مَعَهَا سَحَابٌ  
 قَوْمَهُ تَكْفَأُونَ فِي رُؤُوسِهِ النَّفْسِ كَيْفَ الْبُكَدُ  
 صَعُودًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ كَاتَلُوا كَاتَلُوا رَسُولُ  
 اللَّهِ قَالَ مَا تَكْفَأُونَ فِي رُؤُوسِهِ اللَّهُ يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ لَا كَمَا تَكْفَأُونَ فِي رُؤُوسِهِ أَحِبُّوهُ  
 إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَذُنٌ مُؤَذِّنٌ بِسُجُودِ  
 كُلِّ أُمَّةٍ قَدْ كَانَتْ تَعْبُدُ قَوْمًا يَنْبَغِي أَحَدُ  
 كَانَتْ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَاءِ وَالْأَنْصَابِ  
 لَا يَتَسَاءَلُونَ فِي النَّكَارِ حَقًّا إِذَا لَمْ يَنْبَغِ  
 لَا مَنْ كَانَتْ يَعْبُدُ مِنْ تَبَعٍ وَكَأَيُّهَا أَتَاهُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
 ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک ہم مذہب قیامت  
 اپنے رب کو دیکھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم نے فرمایا ہاں! ایک تم صاف دیکھو میری جیب صاف  
 کے ساتھ بادل نہ ہوں سورج کے دیکھنے میں شک کسے ہو  
 ادھیکہ تم جو دھوپ کی صاف رات میں جبکہ چاند کے ساتھ  
 بادل نہ ہو چاند دیکھنے میں شک کرتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ  
 نہیں فرمایا، تم قیامت کے دن اللہ کے وسیلہ میں شک  
 کرو گے مگر ایسا جیسے ان دھوپ میں سے ایک کے دیکھنے  
 میں کرتے ہو جب قیامت کا دن ہو گا تو اس میں اللہ  
 کسے گا کہ ہر گروہ اس کے پیچھے بدلے میں کی وہ پرستش  
 کرتا تھا تو جو بھی اللہ کے سوا بتوں اور چہروں کی عبادت  
 کرتے تھے اس میں سے کوئی نہ نہنگے گا تو ان کے پاس  
 رب العالمن آئے گا فرمایا جائے گا کیا انتظار کر رہے ہو

رَبِّ الْمَكِينِينَ قَالَ فَمَاذَا تَسْأَلُونَ يَسْتَبْشِرُ  
كُلُّ أُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا يَا رَبِّ مَا  
قَالَهُ فَمَا الْكَافِرُ فِي الدُّنْيَا أَفَعَزَّ مَا كُنَّا  
الْبَاطِلِينَ كَلَّمْنَا كَمَا نَحْنُ حَيُّونَ وَفِي آيَةِ آيَةٍ  
هَرَبِيْرَةٍ قِيَعُوْلُوْنَ هَذَا مَا كُنَّا حَقًّا يَا أَيُّهَا  
رَبَّنَا نَحْنُ إِذْ أَبْعَدَ رَبَّنَا عَنْ قُرْبَانَا وَفِي آيَةِ  
آيَةٍ سَعِيْدٍ قِيَعُوْلُوْنَ هَلْ يَبْتَكَرُ وَيَسْتَفْتِي  
تَعْرِفُوْنَ قِيَعُوْلُوْنَ نَعَمْ قِيَعُوْلُوْنَ عَسَى  
سَاقِي فَلَمْ يَبْقَ مِنْ كَانِ يَسْجُدُ لِلَّهِ تَعَالَى  
مِنْ بَلَدٍ تَقْسِيْمٌ إِلَّا اذْنُ اللَّهِ لَهُ بِالسُّجُوْدِ  
وَكَا يَبْقَى مَنْ كَانِ يَسْجُدُ لِبَنَاتٍ وَبَنَاتٍ  
إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَهْمَا حَقِيْقَةً وَاحِدَةً كَمَا  
أَمَرَ اذْ أَنْ يَسْجُدَ كَرَّ عَلَى قَعَاءُ لَعْنَةُ رَبِّ  
الْجَنَّةِ عَلَى جَهَنَّمَ وَتَرَجَلُ الشَّعَاعَةُ وَ  
يَقُوْلُوْنَ اَللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِيَعُوْلُوْنَ اَللَّهُمَّ  
كَلِّمْ الْعَيْنِ وَكَلِّمْ لِقَى وَكَلِّمْ لِقَى  
وَكَلِّمْ لِقَى وَكَلِّمْ لِقَى وَكَلِّمْ لِقَى  
وَمَعَهُ وَفِي مَعَهُ وَفِي مَعَهُ وَفِي مَعَهُ  
قَوْلَا لِقَى لِقَى وَفِي مَعَهُ وَفِي مَعَهُ  
يَا هَذَا مَا كُنَّا فِي الْحَقِّ كَمَا تَبَيَّنَ لَكُمْ  
مِنْ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْيَوْمِ الْيَوْمِ الْيَوْمِ  
الَّذِينَ فِي الْيَوْمِ الْيَوْمِ تَرَبَّنَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ  
مَعَنَا وَفِي الْيَوْمِ الْيَوْمِ قِيَعُوْلُوْنَ  
أَخْرِجُوا مَنْ عَنْ قَوْمٍ فَتَحَرَّرَ صَوْرُهُمْ  
عَلَى الْقَارِ قِيَعُوْلُوْنَ عَدُوْلًا لِقَى  
يَقُوْلُوْنَ تَرَبَّنَا مَا بَقِيَ مِنْهَا أَحَدٌ وَفِي مَعَهُ

براست پس خبرو کے ساتھ جاری ہے یہ عرض کریں گے  
یا سید اہم نے دنیا میں ان لوگوں کو چھوڑے رکھا جب کہ  
جہان کے بہت حاجت مند تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ  
اور جناب ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ کہیں گے یہی ہماری  
جگہ ہے حتیٰ کہ ہم سے پاس ہمارا رب آئے پھر جب ہمارا  
رب علوہ فرما ہوگا ہم اسے پہچان لیں گے اور جناب ابو سعید  
کی روایت میں ہے رب فرمائے گا کیا تمہارے اور اس کے  
درمیان کوئی نشانی کہ تم اسے پہچان لو گے وہ کہیں گے  
ٹاں تو اب پٹنڈی کھولے گا تو ان میں سے جو دل کے  
افلاس سے رب کو سجدہ کرتے تھے کوئی ذرہ بے گم  
اندھے سجدہ کی اجازت دے گا اور جو لوگ اپنے بچاؤ  
اور دکھاوے کے لیے سجدہ کرتے تھے ان میں سے کوئی  
ذرہ بے گم اگر اللہ اس کی پیٹھ تختہ بنادے گا وہ جب  
بھی سجدہ کا ارادہ کرے گا اپنی پیٹھ پر گر جاوے گا، پھر  
دفعہ پر پل رکھا جائے گا اور شفاعت واقع ہوگی اور کہیں  
گئے الہی سلامت رکھا سلامت رکھا تو مسلمان پاک چھپنے  
کی طرح اور کلمی کی طرح اور ہوا کی طرح پرندے کی طرح  
اور تیز گھوڑے کی طرح اونٹ کی طرح گدازیں گے بعض تو  
نجات پائیں گے سلامت رہیں گے بعض زخمی ہو کر چھوڑ دیے  
جائیں گے بعض دفعہ کی آگ میں گرا دیے جائیں گے حتیٰ کہ  
جب مسلمان آگ سے خلاصی پائیں گے تو اس کی قسم جس کے  
قبضہ میں میری جان ہے نہیں ہے تم میں سے کوئی زیادہ  
جھگڑا کرنے والا اپنے اس حق میں جو تمہیں فراہم ہو جائے  
گا بقول مسلمانوں کے جو وہ اللہ سے پکڑیں گے قیامت  
کے دن اپنے دونوں ہاتھوں کے لیے عرض کریں گے یا رب  
وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے نمازیں پڑھتے تھے  
اور حج کرتے تھے تو ان سے کہا جائے گا کہ جن میں تم پہچانتے ہو



یہ دیکھ اس کے علاوہ ہے جو مومنوں کے لیے جنت میں ثواب کے طور پر ہو گا یہ دیدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہو گا تاکہ اللہ کی عبادت اور بتوں کی عبادت کرنے والوں کے درمیان امتیاز ہو جائے۔ بندوں کا امتحان و ابتلا دریاں جاری رہے گا حتیٰ کہ حساب سے فرشتہ اور جزا و سزا کا وقوع ہو جائے۔ آخرت اگرچہ بدلہ کی جگہ ہے لیکن اس میں امتحان ہو گا جس کے دینا اور امتحان ہے لیکن اس میں بھی جزا کا وقوع ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا "وَمَا أَكْفَأُكُمْ مِنَ الرَّعِيبَةِ كَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (تیسرے) مصیبت آتی ہے یہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے کہ افعال الطبیعیہ واللہ اعلم۔

لکھ اصنام ہم کی جگہ، بیت، انصاب، نصب کی جمع۔ وہ پتھر جس کی پرستش کی ہوگی اور اس کے ہاں بقصد تقرب و طاعت ذبح کیا جائے گا۔

شعبہ عابد و معبود دونوں دوزخ میں جائیں گے

لہذا ان پر اللہ تعالیٰ عجبی کا اظہار فرمائے گا باقی ایات (آنا) جیسی صفات کا انتساب کلام اللہ اور کلام رسول دو قی میں وارد ہیں۔ ہم یہ اعتقاد رکھیں گے کہ یہ بے کیفیت ہے اللہ تعالیٰ حکمت و انتقال سے منزہ ہے جیسا کہ باقی مشابہات کا حکم ہے یا فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ آئے گا۔ علامہ طبری نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان ملائکہ میں سے ایک فرشتہ کے مشابہت پر ہو گا۔ جو صفات البیہ کے مشابہت میں تاکہ امتحان لے لے جب یہ ملک اور یہ صورت کے گی کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور اس پر خلق کی ملامت ہوں گی تو وہاں کا کر دیں گے اور جان لیں گے کہ یہ پدید گار نہیں اور استغاثہ کریں گے طبری نے یہاں پر شد میں حدیث سے خوب کلام نقل کیا ہے۔

شعبہ ہم ان کی صاحبیت کر کے ہیں؟ علامہ کتاب ہم ان سے بے نیازی اور یہ خود اور ان کے معبود دوزخ

میں کاربے ہیں۔

شعبہ اس کی تفصیل و شرح "باب لتقوم الساعة الاشرار انفس" کی فصل لفظی میں گزر چکی ہے کہ ساقی سے مراد شدت اور سخت ہوتا ہے اور کشف سابق شدت میں بطور محاورہ بولا جاتا ہے بعض نے کہا کہ یہاں تو عظیم یا ملائکہ کی جماعت مراد ہے۔ صحت ہے کہ اس کی تاویل و معنی میں ہم توقف اختیار کرتے ہوئے اسے علم الہی کے سپرد کرتے ہیں۔

شعبہ جو دنیا میں مخلص و حسن نیت کے ساتھ سجدہ کرتا ہے، نہ ریا کاری کرتے ہوئے اور نہ خوف شیعہ کی وجہ سے۔

شعبہ قتل و فساد سے بچنے کے لیے یا ریا کاری کرتے ہوئے۔

شعبہ اس کی امتحان کے درمیان غلہ زر ہے گا کہ وہ سجدہ کر کے۔

شعبہ یعنی حضرت انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کی سلامتی اور استقامت کے لیے جیسا کہ حدیث البیہرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ میں اس پر تصریح ہے۔

شعبہ انھیں سلامتی سے گزارنے کے تاکہ جہنم میں نہ گرجائیں۔

شعبہ مسلمان وہاں سے اپنے اپنے اعمال اور دین پر استقامت کے مطابق گذریں گے۔ وہ حقیقت یہی شرعیات کے مطابق مستقیم کی طرح ہے جو تکرار سے زیادہ بالیک ہے جس پر حق نہایت دشوار ہے لیکن بڑا روشن و واضح ہے

اسی معنی میں یہ شعر ہے

پس کار غریبے دست عجب مشکل و آسان  
(یہ کام نہایت عجیب مشکل و آسان ہے جیسے پل حراط ہے بہت روشن اور باریک)  
شلہ بعض آنکھ چھپکے کی مانند گزر جائیں گے

شلہ یعنی وہ پل حراط سے گزر جائیں گے اور انھیں کوئی ضرر لاحق نہ ہوگا

شلہ ان کا چہرہ پر آئندہ ہو جائے گا اس کے بعد انھیں دوزخ سے رٹائی اور گزرتا نصیب ہوگا

شلہ مکہ دس، سین کے ساتھ بھی روایت ہے معنی یہی ہے کہ محکوش، بیم پریش، کاف مفتوح، راہ و آسان اور  
وال پر فتو بھی مروی ہے جس کا معنی بندھا ہوا، بند کیا گیا، جمع کیا گیا اور آتش میں ایک دوسرے پر گرا نالہ کے ہیں۔

شلہ جو مسلمان آگ میں گرے ہوئے تھے اور اس سے باہر آئے معنی انھوں نے اپنے گنہوں کے مطابق سزا دوزخ  
جہنم کی آگ میں گرائی اور انھوں سے پائیزی حاصل کی ہوگی یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن ہمیشہ عذاب میں نہیں رہے گا اور دوزخ  
سے باہر آجائیں گے اور ان کی شفاعت کریں گے جو کثرت عاصی کی وجہ سے ابھی دوزخ میں ہوں گے مغفلی میں خوب بیان  
کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں خوب عرض و گزارش کا اظہار کریں گے جیسا کہ فرمایا۔

شلہ بخارا وہ حق جو کسی مخالف پر ثابت ہو جائے اس کے حصول میں تم جو جدوجہد و بانڈ کرتے ہو، مومن اپنے دامن  
مبائیوں کے لیے اس سے بڑھ کر اپنے کوئی سے عرض و مال میں بانڈ کریں گے جو ابھی عرض میں ہوں گے۔

شلہ اہل خیر و صلاح میں سے جیسا کہ سیاق حدیث سے ظاہر ہے

شلہ معنی اہل ایمان کے چہرے دوزخ میں نہ آکر وہ پہلے جہنم میں آئیں گے۔

شلہ معنی جہنم میں ایمان سے ذرا سی نیکی زیادہ رکھتے ہیں خواہ وہ اصل جہنم میں سے ہو یا اصل جہنم میں  
سے ہے۔

شلہ ان تمام کی شفاعت ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جنہوں نے اصل ایمان سے لڑائی کی ہو اور وہ  
ذرا ہی کیوں نہ ہو۔

شلہ اصل ایمان سے لڑائی کی

شلہ جم۔ عاد پریش، بیم پر زہر، معنی کوثر کی جمع ہے۔

شلہ افواہ۔ فزہتہ کی جمع ہے فزہتہ پریش اور فزہتہ مشد، صراح میں ہے فزہتہ نم اور فزہتہ کے ساتھ معنی  
دانا گوشت اور دانا نہر مشرق و لاؤں میں ہے کہ جنت کے منازل اور اس کے عذات کے ساتھ ملا دیں۔

شلہ جیسے دوزخ و عذاب میں سیلاب کے اوپر آگیا ہے جہر، عاد کے پٹھانوں کا بیج، مشرق میں  
ہے کہ جہر باکسر سبز ہیں کے بیج کا بیج نام ہے جو ہوا کی وجہ سے بکھرتا ہے اور جب بارش برے تو ایک رات اور ایک  
دن میں آگ پڑتا ہے، جو عمر کتے ہیں عمر جہر سے کہتے ہیں جو عذاب و عذاب میں انھوں نے آگے صراح میں ہے کہ جہر باکسر

وہ جنگلی ریح جن سے قوت نہیں ہوتی اور تشبیہی جلدی اگلا اور تھانہ ہوتا ہے "جیل سیل" بردن فعل وہ شخصی خاص و عاشاک جسے سیلاب کا پانی بہا کر لے جاتا ہے۔

لکھ بواسطہ مل صالح

لکھ پاک و صاف اور روشن موتی

لکھ انعام و اکرام

لکھ اس کی شل و پیر لعتیں

لکھ عارضہ طبی معنی کرتے ہیں کہ تھاری نظر حیاں تک جاتی ہے تو دل تک اور اس کی شل تھامے لیے جنت ہے جب جنت میں آگاس کی نعتوں سے سرور و مشرف ہو گئے تو اب عالموں اور غیر عالموں میں کچھ فرق نہ رہے گا اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں بے حد حساب و درجات و مراتب ہیں اگرچہ ہر کوئی جنت میں اگر جنت کی نعمتوں میں شریک ہو جائے گا مگر اہمال کی جزا اہدیان میں امتیاز تو قائم رہے گا، علاوہ ازیں یہ سب اللہ کا فضل ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبارت و عمل جنت کے لیے نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی بندگی کا ثعنا ہے اور ان پر اجر اور جزا و اس کا فضل و کرم ہے اس کے باوجود اس کے ہاں کوئی مل و ایگان نہیں اور ہر چیز کے لیے اجر و جزا اور مرتبہ اور درجہ ہے۔

اور اعلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے جس شخص کے دل میں دلی کے برابر ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو چنانچہ وہ نکال لیں گے مگر کہہ چکے ہوں گے اور کو نہ ہو چکے ہوں گے پھر وہ نہر حیات میں ڈالے جائیں گے تو ایسے آئیں گے جیسے دانہ سیلاب کے اوپر کوٹھے میں گاتے ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ دانہ پلایا پیر نہا نکلتا ہے؟ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَخُفْلَانٌ حَبَّةٌ مِنْ خُفْلَانٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَكُشِرَتْ جُودَةٌ فَيُخْرِجُونَهُ مِنْ الْجَنَّةِ كَمَا دَخَلَ حَتَّىٰ كَيْفَ لَيَقُولَنَّ فِي كَهْرٍ أَلَيْسَ لِي بِجَنَّةٍ كَمَا تَكُونُ الْجَنَّةُ فِي سَبِيلِ السَّيْلِ أَلَسَ تَرَوْا كَمَا تَخْرُجُ حَتَّىٰ أَهْلُ الْجَنَّةِ

(مُعْتَقٌ حَكِيمٌ)

لکھ حضرت امیر مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

لکھ یعنی تھانہ

حضرت امیر مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم روز قیامت اپنے رب کو دیکھیں گے پھر حضرت ابو سعید کی منہادیر بیان کی سوائے پٹریا کھلنے کے اور فرمایا کہ دوزخ کے دونوں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ كَرَىٰ مَا يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَكَرٍ مَعْنَىٰ حَيْثُ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ كَذَكَرٍ وَكَانَ يُضَرِّبُ الْقِرْبَةَ أَطْبَعَتْ كَلْبَهُ فِي



جَعَلَهُمْ مَا كُنُوْنَ اَوَّلَ مَنْ يَجُوْزِي مِنَ الرَّسُلِ  
 بِأَمْتِهِمْ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرَّسُلُ وَخَلَامُ  
 الرَّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللَّهُمْ سَلِّطْ سَلِّطْ وَ رَفِ  
 جَعَلَهُمْ كَذَلِكَ لِذِي وَحْلِ شَوْكِ السَّعْدَةِ اِنْ  
 لَا يَعْلَمُ قَدَرَهُ عَظَمَتِهَا اِلَّا اَللَّهُ تَعَالَى  
 النَّاسُ يَا عَمَّ اِلَهُكُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَشُوْبُ  
 يَسْتَلِمُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يُخَوِّدُ لَمْ يَشْرَبْ يَشْرَبُوْ  
 حَقًّا اِذَا كَرِهَ اَللَّهُ مِنَ الْقَعَمَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ  
 ذَا رَادَّ اَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ اَرَادَ اَنْ  
 يُخْرِجَهُ وَمَنْ كَانَ يَشْفَعُ اَنْ لَا يَلَهُ اِلَّا  
 اَللَّهُ اَمَّا الْمَلَائِكَةُ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ  
 يَلْعَنُ اَللَّهُ فَيُخْرِجُوْا عَنْهُمْ وَيَعْرِضُوْا عَنْهُمْ  
 يَا كَايَا السُّجُوْدِ وَحَرِّمَ اَللَّهُ عَلَى النَّارِ اَنْ  
 تَاْكُلْ اَكْرَ السُّجُوْدِ فَمَنْ اَبْنَا وَرَتْنَا كُلُّهُ  
 النَّارُ اِلَّا اَكْرَ السُّجُوْدِ كَيْفَ يَخْرُجُوْنَ وَمِنْ  
 النَّارِ قِيَادًا فَتَحْشَوْا كَيْفَ صَبَّ عَلَيْهِمْ قَاءُ  
 الْخَلِيْقَةِ كَيْفَ يُلْقُوْنَ كَمَا تَنْبَغُ اِنْ عَجَبْتَ  
 فِي حَبِيْبِ السَّيْلِ وَيَبْنِي رَجُلًا يَتِيْنُ الْجَمْعُ وَ  
 النَّارُ وَهُوَ اَعْدَا اَهْلِ النَّارِ وَخَوْلَا الْجَنَّةِ  
 مُقْبِلًا لِيُوجِبَهُمْ قَبْلَ النَّارِ وَكَذَلِكَ قَصَبِي  
 يَنْشُرُهَا وَ اَخْرَجَهَا اَكْثَرُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ  
 عَسَيْتُمْ اِنْ اَفْعَلْتُ لِمِثْلِ اَنْ تَسْتَعْلِي عَذِرَ  
 لِمِثْلِ فَيَقُوْلُ لَا دَعِيَّ لَكَ فَيَسْعِي اَللَّهُ مَا  
 شَاءَ اَللَّهُ مِنْ عَرَفٍ وَمِثْلَا فَيُخْرِجُ  
 اَللَّهُ وَجْهَهُ عَيْنَ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهِ عَلَى  
 الْجَنَّةِ وَرَأَى بِمَجْعَتِهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اَللَّهُ  
 اَنْ يَشْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِي جَنَّةَ

کناروں کے درمیان میں صراط قائم کیا جائے گا۔ توجہ  
 پیغمبر اپنی امت پر تھا کہ ان میں پہلا میں ہوں گا  
 اس کا سن دن سواروں کے اور کوئی کام نہیں کرے گا  
 اور سواروں کا کام اس دن ہوگا انہی سات رکھ حضرت  
 رکھ اور دوزخ میں غلام کائے ہوں گے میدان کے کائوں  
 کی طرح جن کی بڑائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ لوگوں  
 کو ان کے اعمال کے مطابق ایک لیں گے ان میں بعض  
 وہ ہوں گے جو اپنی جگہ سے ہلکے جائیں  
 گے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو زخمی ہو کر نہایت پا  
 جائیں گے حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلہ  
 سے خارج ہو جائے گا اور جن کو آگ سے نکالے گا  
 ارادہ کیا جائے گا انہیں نکال جائے گا ان لوگوں میں  
 سے جو نبیوں نے کہا اَللّٰہُ اَللّٰہُ کی گامی رہی ہے تو ان میں  
 کو سمجھئے گا کہ انہیں نکال کر جو اللہ کی عبادت کرتے  
 تھے وہ انہیں نکال لیں گے اور انہیں سمجھ کے نشانیں  
 سے پہچانیں گے اور اللہ تعالیٰ آگ پر یہ نام لکھ کر دے  
 گا کہ سمجھ کے نشانوں کو ملانے چاہئے انسان کے بدلے  
 جسم کو آگ کھائے گی اس سمجھ کے نشان کے تو وہ  
 آگ سے نہیں گے بلکہ کو کو ہو چکے ہوں گے پھر ان پر  
 زندگی کا پانی بہایا جائے گا تو وہ ایسے گیس گے پیسے ہوں  
 سیلاب کے اوپر کوڑے میں آگ ہے اور ایک شخص جنت  
 دوزخ کے درمیان باقی رہے گا اور وہ تمام جہنمیوں میں  
 سب سے آخری جنت میں داخل ہونے والا ہوگا اپنا  
 منہ آگ کی طرف کیے ہوگا عرض کرے گا یا رب میرا منہ  
 آگ سے پھر دے مجھے کیونکہ میں نے عین جنت میں چاہا اس  
 کی تیزی نے مجھے جلا دیا تو رب فرمائے گا کیا ممکن ہے  
 اگر میں یہ کروں تو اس کے علاوہ اور مانگے نہ کے گا



اس کی آرزو میں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے لیے یہ ہے اور اس کی شرافت اور حضرت ابو سعید کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لیے یہ ہے اور اس سے دس لگن۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ جو گندہ کی اگرچہ الفاظ میں اختلاف ہے۔

۲۔ اس کے بجائے جو حدیث ابو سعید میں گندہ۔

۳۔ گوشت، گوشت کی جمع ہے کاف پر زبر، لام مضوم مشدود پیش سے مراد الواء (کنڈام) بعض شارحین نے فرمایا شاخ دار کنڈا جس کے ساتھ گوشت لٹکا یا جاتا ہے۔

۴۔ صعدان، سین پر زبر، عین ساکنہ وہ گھاس جس کے ساتھ پستان کے سرچھے کانٹے ہوں اور یہ اونٹوں کا بہترین چارہ ہے۔ اہم نوری کہتے ہیں کہ اس گھاس کے لیے بھگڑے کی مانند ہر جانب کانٹے ہوتے ہیں اور اسے خشک السدان ہی کہتے ہیں۔

۵۔ تحفہ، ملکہ کے نیچے زیر یا قلم

۶۔ کاف نوناک، جھیلے گا نجات نہیں پائے گا اور ناسق زخمی وغیرہ کو کرب نجات پاجائے گا جس نے توحید و رسالت کو مانا ہوگا

۷۔ بعض نے کہا کہ اثر سے مراد پیشانی کا نشان ہے بعض نے کہا کہ تمام اعضائے سیر و ملو میں اصلاحات میں مدد پائوں، دونوں لڑانو، دونوں ہاتھ اور چہرہ۔

۸۔ نیرجیات اور آب حیات میں کوئی منافات نہیں۔

۹۔ وہ مرد کے گامیہ اندر دوزخ سے پھیر دیے۔

۱۰۔ دوزخ میں کو جانے کی وجہ سے جو بوجھیا ہوئی ہے یا آتش دوزخ خود بخود ہوگی، تھپ، دوزخ میں لے کر اور گندی شے سے ایذا دینا آتشیں دیکھ کا معنی اس نے ایذا دہی تشبہ العفان جب دوسرے سے شک پر ہو جائے روایت میں لفظ تشبہی تحفہ کے ساتھ ہے لیکن صراح سے بتلہی صوم ہوئے ہے۔

۱۱۔ نکام، ذال پر فتح، نادلوں کے نزدیک بالہ ہے مگر رفت میں بالہ صوم ہے اگر اس کا معنی ہے کہ لڑنے میں ہار تو اس وقت یہ بالاتفاق بالہ اور بالہ صوم ہوگا۔

۱۲۔ اگر میں تیرا منہ دوزخ کی آگ سے پھیر دوں تو اس کے علاوہ کچھ اور تو نہیں مانگے گا۔

۱۳۔ کہ بھگتے تو نے جنت کے باہر اور تمام مسلمانوں کو اس کے اندر رکھا ہے اگر بھگتے بہشت میں تو کم از کم اس کا دروازہ عطا فرمائے۔

۱۴۔ پہلے تو نے وعدہ کیا تھا کہ میں جنت کے دروازے کے علاوہ سوال نہیں کروں گا۔

۱۷۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عہد کوڑنے پر عتاب کیوں نہیں فرماتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حال عشاق اور مجاہدین کی طرح ہے۔ لہذا وہ معذور ہے یا وہاں سکھ نہیں کہ اس پر مؤاخذہ کیا جائے۔

۱۷۱۱ اس سے زیادہ نہ ملنے لگا

منہ اُٹھک - عین اور دال غصہ یعنی جھوٹا، اگر عین اور دال جو تو پھر عذر ہے یعنی کون سی چیز نے تجھے اس سلسلہ میں معذور کر دیا ہے -

علاء کہ تمام جنت میں اور میں سوائے اس کے پر

ﷺ اللہ اس پر جسم فرمائے گا۔

٥٣٣ وَعَنِ ابْنِ أَبِي تَمْرُودٍ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيْدِي مَنْ  
 يَدْخُلُ النَّجْثَةَ كَهَيِّئَةِ مَنْوُورٍ  
 يَكْبُورُ مَنْوُورٌ وَكَتَسَعُهُ النَّارُ مَنْوُورٌ فَكَوَادَا  
 جَاوَرًا هَذَا الثَّمَنَاتِ إِلَيْهَا فَكَتَلَتْ تَبَارَكَ اللَّهُ  
 كَيْفَ فِئْزِ مِنْكَ لَعَنَ اللَّهُ أَطْعَامِي اللَّهُ شَيْئًا مَا  
 أَطْعَمَهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
 فَتَوَدَّعَ لَهُ كَسْبَهُ فَيَقُولُ أَيْ سَبِّ  
 الْأَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ كَيْفَ سَتَظِلُّ بِظِلِّهَا  
 وَأَشْرَبَ مِنْ ثَمَرِهَا فَيَقُولُ اللَّهُ يَا ابْنَ  
 آدَمَ لَعْنِي إِنْ أَطْعَمْتُكَ كَهَذَا لَمْ تَقِمْ غَيْرَهَا  
 فَيَقُولُ يَا أَبَتِ فِيمَا هَذَا إِنْ لَمْ يَسْأَلْهُ  
 كَلِمَتَهَا وَتَبَّ بِلَيْدِي وَهَذَا يَزِي مَا لَكَ  
 مِنْهُ لَعْنَةُ عَلَيْهِ كَيْدِي نِيْمَةً فَيَمْنَعُ كَيْفَ سَتَظِلُّ  
 بِظِلِّهَا وَتَكْثُرُ مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ تَزِدُّهُ  
 لَهُ شَجَرَةً مِنْ أَحْسَنُ مِنَ الْأَوَّلَى فَيَقُولُ  
 أَلَمْ تَبْ أَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ لَا أَشْرَبُ  
 مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ وَاسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا أَدَا سَأَلْتُكَ  
 غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تَعْلَمْ هَذَا فِي  
 أَنْ تَسْأَلْنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعْنِي إِنْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری دشمن جو جنت میں داخل ہوگا وہ شخص وہ ہوگا جو کبھی اپنے گناہوں کو بھول کر اللہ سے منگ جائے گا اور کبھی اسے آگ جہنم کے آگے منگ جائے گا اور کبھی اس سے منگ جائے گا تو اس کی طرف دیکھے گا کہ اللہ کی مبارک رحمت سے وہ جس نے مجھے تجھ سے نجات دی اللہ نے مجھے وہ شے دی ہے جو انگوٹھوں کی طرح ہے کسی کو نہیں دی پھر اس کے سامنے ایک درخت ہے اس پر کیا جائے گا وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کر دے میں اس کا سایہ لوں گا اور اس کا پانی پیوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم! ممکن ہے کہ اگر میں تجھے یہ دے دوں تو تو مجھ سے اس کے سوا بھی مانگے گا ہر شے کرے گا نہیں اے نبی! اور وہ منادہ کرے گا کہ اس کے سوا اور نہ مانگے گا اس کا لب اے معذرت مانگے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر صبر نہیں ہو سکتا تو اے اس درخت سے قریب کر دے گا وہ اس کا سایہ لے گا اور اس کا پانی پئے گا پھر وہ بلا درخت اس کے سامنے کیا جائے گا جو پہلے سے اچھا ہوگا تو کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کر دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور اس کا سایہ لوں میں تجھ سے اس کے علاوہ نہ مانگوں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا



فرمایا رب العالمین کے پہنچنے سے۔ جب وہ جہاد کے گام  
کھڑا کرنا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو رب العالمین ہے  
تو فرماتے گا میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لیکن میں اپنے ہر  
چاہنے پر قادر ہوں (مسلم)

مسلم ہی کی دوسری روایت میں حضرت ابو سعید سے  
اسی طرح ہے مگر انھوں نے یہ ذکر نہ کیا کہ اے ابن آدم! مجھے  
تجھ سے سخرافت نہیں ہوتی آخر وراثت تک اس میں یہ  
امضاء کیا کہ اللہ اے یاد دلائے گا کہ فلاں فلاں چیز مانگ  
حقاً کہ جیسا کہ خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرما  
گا کہ وہ سب کچھ تیرا ہے اور اس سے دس گنا اور۔ فرمایا وہ  
اپنے گھر میں داخل ہوگا تو اس پر دو بیویاں آنکھ والی حریف  
داخل ہوں گی کہیں گی شکر ہے اللہ کا جس نے تجھے ہمارے  
لیے اور میں تیرے لیے زندہ رکھا، فرماتے ہیں وہ کہے گا  
کہ جیسا عطیہ مجھے دیا گیا کسی کو نہ دیا گیا۔

وَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً عَنْ آفَافِ سَعِيدٍ يَخُوضُ الْوَادِ  
أَنَّهُ لَقَدْ رَآهُ كَرَّمَ قَيْسُ بْنُ يَازَنَةَ وَمَا يَقْضِي بَنِي  
وَمُعَلِّقُ الرِّأْسِ أَيْدِي الْعَبْدَانِ وَيُكَلِّمُ الْوَيْلَةَ الْوَيْلَةَ  
اللَّهُ سَنَ كَذَّاءَ كَذَّاءَ حَتَّى إِذَا انْفَلَقَتْ  
يُحَارِدُ مَا فِي قَالِ اللَّهُ تَعَالَى هُوَ كَذَّاءَ  
عَشْرَةَ أَمْثَالِهِ قَالَ لَقَدْ رَآهُ خَلَّ بَيْتَهُ  
كَتَبَ خَلَّ حَكِيمٌ رَدَّ جَنَاحَهُ مِنَ الْخُذْرَاءِ الْبَيْنِ  
فَتَقُولُ لَدَيْنِ الْكُفْرَةِ لَدَيْنِ الْكُفْرَةِ كَذَّاءَ  
أَحْيَاكَ لَكَ قَالَ قَيْسُ بْنُ مَاطِي عَطِي أَهْمًا قَتَلَ  
مَا أَهْمَ طَيْبَةً

مٹے کچھ نہ کے بن کر گئے گا

مٹے آگ کا شاش پڑنا ہر ہوگا اور اس کے چہرہ کا رنگ ستیر ہوگا یا اس کے بعض اعضاء کو جلا دے گی اور اس کا چہرہ  
سینہ ہو جائے گا۔ اسی کہتے ہیں کہ سلع کا معنی وہ سرفی ہے کہ جس پر سیاہی ہو۔

سے گھٹا گھٹا ہوشیادہ سرور کی وجہ سے عداوت کی حقیقت مراد نہیں بلکہ اوکڑت عطا میں مبالغہ ہے۔

سے گھٹا گھٹا سیاہی کی وجہ سے خیال کرے گا کہ خدا یا اس کے چنے پانی ہوگا یا اس بنا پر کہ عداوت درخت کے چنے پانی بتا  
ہے یا حسن حال کی بنا پر کہ اس کے گرد پانی ہوا تو میں اسے پوں گا۔

سے گھٹا گھٹا رنگ۔ یاد پر ذرا عداوت کا جس سے شوق ہے یعنی کون سی چیز مجھے تیرے سوال سے غلامی  
مٹانے کی جڑ تو ہر بار کڑوٹ ہے۔

سے گھٹا گھٹا سوال کہتا ہے اور نہ توڑتا ہے کون سی چیز تجھے مجھ سے سوال سے روکے گی یہ معنی نہایت واضح ہے  
اور نہ ہی وہ پیش قیاس پر محمول ہے بلکہ اس کا معنی بھی یہی لیا جائے گا۔

سے گھٹا گھٹا سرور و خوشی کی وجہ سے۔

شہ میں جانا نہیں کہ تو اہل اور سخی نہیں لیکن میں مجھے رہا ہوں کیونکہ میں قادر و مطلق ہوں

سے سفید چہرے اور سیاہ بڑی آنکھ والیاں۔ حور جمع حوا اور مین جمع میناء

۵۳۳۳ وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعِيشِيْنَ الْجَوَامِاسُ سَعَمٌ مِنْ  
النَّارِ يَدْخُلُونَ أَصَابُوهَا عِقُوبَةً شَرًّا  
يُدْخِلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِقِسْمٍ وَرَحْمَةٍ  
فَيَقَالُ لَهُمُ الْجَنَّةُ جُؤُونَ .

(رَوَاهُ الْمُحَرَّرِيُّ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قیوم بنو کہ ان کے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ سے آگ کی لپٹ پیچھے لگی نہ لڑے کہ طرز پر ہمیشہ ارشاد اُمیدِ رحمت میں داخل فرمائے گا اپنے فضل اور اپنی رحمت سے تو اُمیدِ رحمتی کما جائیگا

(النخاري)

اسی باوجود جو چہ کہ بے شک کر دے ۔  
 (دعاۃ الخلق) (النجاری)  
 سچے مسلمانوں کے گروہ کو ان کا اثر پہنچے گا کہ ان کا رنگ متغیر کر دے گا۔ شمع کا معنی صراح میں ہے آگ کا جلنا،

سے ان کے گناہوں کے سبب ان پر عظیم جزا عذاب ہوگا۔

۴۷۸ کہ یہ الفاظ بعض نسخوں میں ہیں

سب سے پہلے دوزخ میں جانے کی وجہ سے ذکے بطریق تنقیص و تخفیر کے لئے تذکرہ تاکہ وہ نعمت الہی پر شکر کرتے خوشحال و مسرور ہوں۔

٥٣٣٢ وَعَنْ عَبْدِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْضُرُ  
قَوْمًا مِنَ الثَّارِ بِشَعَاعَةِ مُعْتَدٍ فَيَذَلُّونَ  
الْجَنَّةَ وَيُسْتَوْنَ الْجَعْدِيَّةِينَ (وَدَا الْخَلَاءِ)  
وَفِي رِوَايَةٍ يَخْضُرُ قَوْمًا مِنَ الثَّارِ بِشَعَاعَةِ  
الْجَعْدِيَّةِينَ .

۱۷۔ بعض نسخوں میں قوم کا لفظ ہے

۵۳۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِيًا  
لَا عِلْمَ أَخْرًا أَهْلُ النَّارِ يُحْرَقُونَ جَانِبَهَا وَأَهْلُ  
الْجَنَّةِ يُسْقَوْنَ رَجُلًا يُقَامُ مِنْ النَّارِ  
حَبْرًا قِيْلَ اللَّهُ أَذْهَبَ فَأَذْهَلَ الْجَنَّةَ  
فِيهَا يَنْهَى فَيَحْتَمِلُ إِلَيْهَا شَا مَلَأَنِي قِيْلَ  
يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَنِي قِيْلَ اللَّهُ أَذْهَبَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عمر مصلیٰ کی شجاعت کے کچھ اقوام آپ سے ٹھیل جائیں گی جو حضرت عیسیٰ و اہل بول کے اہل ان کا نام بھی رکھا جائے گا، اور انھوں نے ان کا ایک راجہ بھی بھیج دیا ہے کہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم میری شجاعت کے برابر ہو گئے ہیں ان سے بڑھ کر کسی قوم نے بھی نہیں جانی کہ جو بھی نام میرے لئے ہو گا۔

حضرت محمد بن عبد اللہؐ جو روحی اللہ تعالیٰ کے  
مرئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
کہہ دیا جانا جنت و فرشتے ہیں آخری شخص جس کو اللہ  
جنت میں آخری داخل ہوئے والے کو ایک شخص اگر  
کھٹا ہوا ہو تو اب کاتوب قبول فرمائے گا جنت میں داخل  
ہو جاوے گا وہاں جہنم کے ایسے خیال بندے کہ جنت ہمیں  
ہوئی ہے وہ کہے گا یا اللہ میں نے جنت ہمیں ہوئی یا

كَانَ عَلِيٌّ الْجَنَّةَ كَمَا أَنَّكَ وَلَهُ اللَّهُ نَبَاً وَعَقَرَهُ  
أَمَّا إِيَّاهُ فَيَقُولُ أَتَشْفَعُونَ أَوْ تَضَعُونَ رِجْلَيْكُمْ فِي أَهْلِ  
فَلَقَدْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَّيَكَ حَتَّى بَدَأَتْ تَعَارِجُهُ وَكَانَتْ يَغْتَالُ  
ذَلِكَ أَذَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنُورَةً -  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تو رب فرما لے گا حاجت میں داخل ہو جاؤ کہ میری حکمت  
دنیا کے برابر اور اس کا دوسرے گنہ ہے وہ کہے گا تو مجھے  
شعر کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی کرتا ہے عملاً کہ تو ارشاد  
ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا  
کہ حضور ہنسنے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں مبارک چمک اٹھیں  
اور کہا جاتا ہے کہ یہ جنت والوں میں ادنیٰ درجہ کا  
ہوگا۔  
(بخاری و مسلم)

سہ پہے کا سرین پر چلنا بھی اس کا معنی ہے یہاں پیٹ اور ہاتھ پر چلنا مراد ہے۔  
سہ دنیا میں یا آخرت میں

سہ مقام یا مرتبہ میں، صراح میں ہے کہ منزلت سولے میں اُترنے کی جگہ، مرتبہ اور عزت کے معنی بھی آتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جاتا ہوں  
اہل جنت میں سے آخری داخل ہونے والے کو جنت میں  
اور دوزخیوں میں سے واپس سے آخری نکلنے والے کو  
کہ شخص ہوگا جسے دفن قیامت لایا جائے گا کہہ جائے گا  
کہ اس پر اس کے چھوٹے گنہ پیش کر واداس سے  
اس کے بڑے گنہ معفی رکھو چنانچہ اس پر اس کے چھوٹے  
گنہ پیش کیے جائیں گے کہہ جائے گا تو نے فلاں فلاں  
گنہ کیے اور فلاں فلاں دن فلاں گنہ کیے، وہ  
کہے گا فلاں انکار کی طاقت در کہے گا اور وہ اپنے بڑے  
گناہوں سے ٹکڑا ہوگا کہ اس پر وہ پیش کر دے جائیں  
کہہ جائے گا کہ ترے لیے ہر گنہ کے عوض ایک نیکی ہے  
تب وہ کہے گا کہ میں نے قیامت بڑے گناہ بھی کیے تھے  
جہنم میں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا سرکار منہس پڑے حتیٰ کہ  
آپ کی داڑھیں چمک گئیں۔ (مسلم)

۵۳۳۶ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَزَعَلُوا إِخْرَاجَ أَهْلِ  
الْجَنَّةِ مُنْزِلَ الْجَنَّةِ وَإِخْرَاجَ أَهْلِ السَّعِيرِ  
مُخْرَجَ النَّارِ لَهَا يُخْرِجُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
فَيَقَالُ آخِرُ سَمْعًا عَلَيْهِمْ مِقْدَامٌ دُسُومٌ وَ  
أَوَّلُهُمْ عَنْهُمْ كَيْبَارُهُمْ فَكُفِّرُوا عَنْهُمْ وَصَارُوا  
دُسُومٌ فَيَقَالُ عَمِلْتُمْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا  
كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتُمْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا  
فَيَقَالُ كَيْفَ لَكُمْ بِسَطِينَةٍ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ  
مِنْ كَيْبَارِهِمْ فَيَوْمَ كَذَا تَعْرِضُ عَلَيْهِمْ فَيَقَالُ  
لَهُ قِيلَ لَكَ كَذَا كَذَا مِنْ سَطِينَةٍ حَسَنَةٍ فَيَقُولُ  
نَايَ قَدْ عَمِلْتُ أَكْمِيَا كَذَا نَايَ هَاهُنَا  
لَعَنَهُ تَكَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَّيَكَ حَتَّى بَدَأَتْ تَعَارِجُهُ -  
(رَدَّاهُ مُسْلَطًا)

سہ معنی میرے بڑے گنہ یہاں نہیں ہیں۔



۵۳۳۷ وَكَانَ آيِسَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنْ الْقَارِ  
أَرْبَعَةٌ فَيَعْرِضُونَ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ يُؤْمَرُونَ  
إِلَى النَّارِ فَيَقْتُلُونَ أَحَدَهُمْ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ  
لَقَدْ كُنْتُ إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا أَنْ لَا أَقْتُلَ فِي  
فِيهَا قَالَ فَيُجِيزُهُ اللَّهُ مِنْهَا  
(۱۷۱۱ مَسْلُوكٌ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمی آگ  
سے نکلے جائیں گے پھر بانگ والہی میں پیش کیے جائیں  
گے پھر انہیں آگ کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا تو ان  
میں سے ایک ٹکڑا کر دیے گا اور حق کرے گا یا رب میں  
اسی طرح تھا تو نے مجھے دلائ سے نکال لیا قاتل دوبارہ  
لوٹنے لگا فرمایا - تو رب تعالیٰ نے آگ سے بھرت  
دے دے گا۔ (مسلم)

سلفہ کا اب تو دوبارہ دوزخ میں واپس نہیں بھیجے گا۔  
سلفہ اب اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں نہیں بھیجے گا۔ باہر لانا، عالمی بھیجنا اور نجات اظہار امتحان و امتحان کے لیے  
ہے، ایک کے حل کا ذکر کیا ہے باقی کو اس پر قیاس کر لیا جائے کہ ان کا معاملہ بھی اسی طرح ہوگا چار کا ذکر بطور تشبیہ ہے  
دور مراد جامعیت ہے۔

۵۳۳۸ وَكَانَ آيِسَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ  
مِنْ النَّارِ فَيَعْرِضُونَ عَلَى قَنْطَرٍ بَيْنَ النَّارِ  
وَالنَّارِ فَيَقْتُلُونَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ تَكَادُ  
تَكُونُ بَيْنَهُمْ فِي الثَّانِيَا حَتَّى إِذَا هِيَ بُوْءَا  
كُلُّهُمْ أَذْنٌ كَقَوْلِ الْبَصَرِ قَوْلًا كَذِبِي  
نَفْسٌ مُعْتَقِدَةٌ بِمَدِيدِهِ كَذِبًا هَذَا أَهْلِي بِمَعْرِفَتِهِ  
فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ يَسْتَعْلِمُ كَذِبًا فِي الثَّانِيَا  
(در مقام البصائر)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آگ سے  
نجات پائیں گے تو وہ جنت معدنہ کے درمیان نکلیں  
پہلے پھر انہیں آگ کے دو پہلوں کا بیڑا ان کے درمیان لگا دیا  
جائے گا جو ان کے درمیان دنیا میں تھے حق کہ  
جب ہاک صاف کر دیے جائیں گے تو ان میں جنت میں  
داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی کہ جس کی قسم جس کے  
قبضہ میں ہو وہ جنت کی اجازت سے ان میں سے ہر ایک اپنے  
جنتی گھر کا اس سے زیادہ خوبصورت یا گھر ہوگا جو اپنے  
دنیاوی گھر کی جگہ پر ہے۔ (بخاری)

سلفہ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ اہل ایمان کو دوزخ میں تہذیب و تعلیم کے لیے ڈالا جائے گا کہ وہ خالص فطرت  
کی وجہ سے تاکہ ان کو ناپاک کثافت سے پاک صاف کر دیا جائے۔ اور جنت میں داخل ہوگا جہاں ہم جہنم میں گئے جہاں کہ  
دنیا میں امراض و معائب سے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ محققین نے کہا ہے کہ بعض گناہ امراض و معائب سے، یعنی  
شدت سکرات موت سے، بعض مذاہب و فروع صاف ہو جاتے ہیں بعض گناہ مایہ ہیں کہ دوزخ کی آگ کے سوا نہیں جلتے  
جس طرح سونا چاندی پگھلا کے بغیر پاک اور صاف نہیں ہوتے۔

۱۵ اس میں تہذیب و تعمیر کے بعد قوت و عزت و کتب و ہدایت کی طرف اشارہ ہے یا اس طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں جس طرح عورتوں سے ایمان و عمل صالح اور مقام و قرب الہی اس نے پایا اسی طرح جنت کے مقام کی طرف بھی ہدایت پائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا مگر پہلے اسے اسی کا دفنہ چھکا نا دکھایا جائے گا اگر وہ جہنم کرتا، تاکہ وہ زیادہ شکر کر سکے اور کوئی آگ میں نہ جلے گا مگر اسے اس کا جہنم چھکا نا دکھایا جائے گا اگر نیکیاں کرتا تاکہ اس پر حسرت کرے۔ (بخاری)

۱۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِي مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ كَوَاسًا لِيَذْوَادَ حُلًّا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدًا إِلَّا أُمِرَ بِمَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ تَوَّابًا حَسَنًا ۖ

(تذوَادُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہلے جائیں گے تو تہذیب لائی جائے گی حتیٰ کہ جنت و دوزخ کے درمیان رکھی جائے گی پھر دوزخ کر دی جائے گی پھر پکارنے والا پکارے گا لے جنتیوں! اب موت نہیں اور لے دوزخیوں! اب موت نہیں تو جنتی لوگوں کو خوشی پر خوشی اور دوزخی لوگوں کو غم پر غم زیادہ ہو جائے گا۔ (مسلم و بخاری)

۱۷ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَكَرَ أَحَدُ هَلِ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ مِمَّنْ يَمُوتُ حَتَّى يُعْمَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ فَخَرِيذٌ يَبْرَحُ يَتَدَوَّى مَتَابُهَا يَأْخُذُ الْجَنَّةَ لَا مَوْتَ وَيَأْخُذُ النَّارَ لَا مَوْتَ كَيْفَ إِذْ أَحْلَى الْجَنَّةَ كَيْفَ أَحْلَى النَّارَ كَيْفَ إِذْ أَحْلَى النَّارَ حَتَّى نَأْتِيَ إِلَى حُزْنِهِمْ وَشَقِّهِمْ

## دوسری فصل

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حوضِ مدین سٹپے لے کر عمان پہنچا تب تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور اس کے کونے آسمان کے تاروں کے برابر ہیں جب تک گھونٹ پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا لوگوں میں سب سے پہلے وہاں

## الفصل الثانی

۱۸ وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِي مِنْ حَدِيثٍ إِلَى عَشْرَةِ أُنْبُلُقَاءٍ مَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِثْلًا مِمَّا قَبْلَهُ الْكَلْبُ وَآخِلَى مِنَ الْعَمَلِ ذَا كُنْزٍ أَبَدِيَّةٍ لَا يَجُوزُ السَّمَاءُ مِنْ شَرِّبٍ وَمِنْ هَضْبَةٍ لَمْ يَغْلَمًا بَعْدَهَا أَبَدًا أَزَلِ النَّارِ وَدُودًا

پہنچے والا وہ مہاجر فقیر ہے جن کے بال پر اگندہ ہیں کرپے  
تھکے اجامیر عورتوں سے نکاح کر سکیں ان پر سلاطین  
نکھڑے ہائیں۔

(مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، امام ترمذی نے فرمایا  
یہ حدیث غریب ہے۔)

فَقَالَ آتُوا نِسَاءَ جِبْرِتِ الشَّعْبِ رُؤُوسًا لِّلْأَنْسِ  
يَتَابَعُونَ لَا يَتَكَلَّمُونَ الْمُتَكَلِّمَاتِ وَلَا  
يُعْتَمَرُ كَهَذَا الشَّدُو - (رواہ آحمد والترمذی  
والبیہقی صحاحہ وکذا فی الترمذی وکذا فی  
عمر بن الخطاب)

سہ صدق، مین کا شر ہے

سہ عمان، مین پر زبر، ہم شد و شام کا شر ہے اگر مین پر خدا اور ہم مختلف ہو تو یہ بھی مین ہی کا شر ہے۔  
علاطین نے نہایہ کی موافقت کرتے ہوئے کہا کہ یہ مجرمین کا شر ہے لیکن یہاں چونکہ ساتھ بقاء باہر پر زبر، لام احقاق  
ساکن کا ذکر ہے جو شام میں ہے یعنی اہل کو معین کرتا ہے۔

سہ شعث، شیش پر پیش، مین ساکن، اشعث کی جمع ہے یعنی پر اگندہ بال  
سہ الذئس، وال اور ذن پر پیش، دس وال پر زبردوں کے پتھر  
سہ یعنی اگر یہ امیر عورتوں سے نکاح چاہیں تو وہ قبول نہ کریں۔  
سہ اگر وہ کسی دروازہ پر آکر داخل کی اجازت چاہیں تو اجازت نہ دی جائے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے  
ایک منزل پر آئے تو فرمایا کہ تم ان کے کھانے سے کچھ  
جو میرے پاس حوض پہنچیں گے پوچھ لیا تم اس دن کئے  
تھے فرمایا سات سو یا آٹھ سو سیکھ (ابن ماجہ)

۵۳۵۲ وَحَقٌّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ قَالَ كَانَ كُنَّا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرَرْنَا مَتْنِيَّةً  
فَقَالَ مَا أَكَلْتُمْ جُزْءًا مِّنْ يَّاهُ أَلَيْتَ جُزْءًا مِّنْ  
يَّيْدٍ عَلَى الْخُلُوعِ قِيلَ كَمْ كُنْتُمْ كَيَوْمَئِذٍ قَالَ  
تَسْبَعُ مِائَتًا أَوْ كُنَّا مِائَتًا - (رواہ ابی داؤد)

سہ مشورہ مالی ہیں

سہ حضرت زید بن ارقم سے

سہ ملاو تہمید و تعظیم نہیں بلکہ محض کثرت کا بیان ہے شاید اس سے ناگوار ہے مگر قصور نہیں کیا ہوگا ہر سچے کو  
تمام امت دار و مولیٰ ہوں بعض بعض سے مخصوص ہوں گے۔

حضرت عمرو بن جذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر  
کا حوض ہے اور وہ اس پر فخر کریں گے کہ ان میں سے  
کسی کے پاس زیادہ آئے ہوں میں امید  
کر تا ہوں کہ میرے پاس ان سب آئے ہوں میں ہے

۵۳۵۳ وَحَقٌّ سَمُرَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ كُلَّ يَتِيٍّ حَوْضًا وَأَنْتُمْ  
كَيْفَا هُنَّ أَنْتُمْ أَكْثَرُ دَائِدَةٍ قَوْلِي لَا زَجُو  
أَنْ أَكُونَ أَكْثَرُ مَعْرُورَةٍ -  
(رواہ ابی داؤد الترمذی وکذا فی ہذا)

(حدیث بخاری)

ذباہہ ہیں۔ (ترمذی اور فربایہ بخاری)

سہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے میری امت زیادہ ہوگی اور یہ یقینی بات ہے باقی اظہار جو جس میں شک و تردد کا معنی ہے بطور واضح استعمال فرمایا ہے۔

سہ واضح رہے کہ یہ حدیث بلا ہر پہیہ محمول ہے کہ روز قیامت ہر نبی کا محض ہوگا اس کی تادیل ہم یاہدی سے کرنا عطف ظاہر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمادیں فرمایا: میں شفاعت کروں گا عرض کیا یا رسول اللہ! میں حضور کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا پہلے مجھے ہاں صراط پر تلاش کرنا میں نے کہا اگر آپ کو صراط پر پناؤں، فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس ڈھونڈھنا میں نے عرض کیا اگر میں حضور کو میزان کے پاس نہ پاؤں فرمایا پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا میری کہ میں ان تین جگہوں کے علاوہ کہیں نہ ہوں گا۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

۵۳۵۴ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ أُطْلِبْتُ قَالَ أُطْلِبْنِي أَذْنِي مَا تَطْلِبْنِي عَلَى الصِّرَاطِ فَإِنْ كَانَ لَكَ أَلْفَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ قَدْ طَلَبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ فَإِنْ لَكَ أَلْفَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ قَدْ طَلَبْنِي وَعِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنْ لَكَ أَلْفَكَ عَلَى الْغُلَّةِ وَالْمَوَاطِنِ (تَفَاوُتُ الْقُرْمِذِيِّ ذَكَرَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

سہ جب میں تمام جہاں کی شفاعت کروں گا تیری شفاعت کیسے نہ کروں گا حالانکہ تو میرا خادم اور معاون ہے۔ یا معنی یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے کروں گا اور اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرما رکھا ہے۔

سہ کبھی اس مقام پر کبھی دوسرے پر کبھی تیسرے پر کیونکہ امت کے لیے عشر میں ہی تین شکل ترین مقامات ہیں۔ اور میں ان کی آسانی کے لیے دلائل کو قرار نہیں گا۔

سہ اس حدیث اور حدیث عائشہ جو باب الحساب کی دوسری فصل میں گذری تطبیق کیے ہوگی وہاں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ روز قیامت آپ اپنے اہل و عیال کو یاد رکھیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں قیامت پر کوئی کس کو یاد نہیں رکھے گا بلکہ ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی۔ ان میں تطبیق جیسے ہوئے شامین نے فرمایا کہ یہ حدیث جو کہ آپ کی امیر ہیں ان کو یہ جواب اس لیے دیا کہ میں وہ شفاعت پر تنبیہ کرتے ہوئے عمل و محنت کو ترک نہ کر دے جیسا کہ آپ نے اپنے تمام اہل بیت اور قرابت داروں کو فرمایا کہ تمہارے لیے ملک نہیں ہوں مل کر دو اور پھر دوسرے ذکر اور حضرت انس سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تاکہ یہنا امید نہ ہوں۔ درحقیقت روز قیامت کی شدت و سختی کا بیان ہے اور حضور کے لیے شفاعت کا وجہ حاصل ہے لہذا آپ نے ہر جواب میں مخاطب کے حال کو پیش نظر رکھا ہے۔

۵۹۵ھ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَأْتِ الْمَقَامُ الْمَقَامُ  
 قَالَ ذَلِكَ يَوْمُ يَنْزِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى كُرْسِيِّ نِيَّاطٍ  
 كَمَا يُرَآكَ الْمَوْحِلُ الْعَدِيدُ مِنْ تَعَالُفِهِ وَهُوَ  
 مُسْتَعِدٌّ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَيُحَاطُ بِكُمْ  
 حُفَاً عَرَاً غُرّاً فَيَكُونُ أَوَّلُ مَنْ يُكَلِّمُ  
 إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى اكْتُبُوا خَلْقِي  
 فَيُؤْتِي بِرَبِّطَيْنِ بَيْنَهُمَا دِينَ مِنْ رِيَّاطِ  
 الْجَنَّةِ ثُمَّ أَكَلْنِي عَلَى إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ آخُومُ  
 عَنْ يَمِينِ اللَّهِ مَقَاماً مَا يَخْبِي عَنِّي إِلَّا دَلُوتُ  
 وَالْأَخْرُوتُ .

(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مقام  
 کیا ہے ؟ فرمایا قیامت وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ  
 اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا تو وہ ایسی چڑھ جائے گی جسے  
 نیا کیلوا چڑھنا ہے اپنی تنگی کی وجہ سے عمارت کا  
 زمین کی طرف کی طرف ہے اور تم کو تنگے پاؤں تنگے ہیں  
 بے فتنہ لایا جائے گا جس سے پناہ پائے گا حضرت  
 ابراہیم ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے غلام کو پناہ  
 تو وہ میدان سے پناہ جائے گا جس کے پیران کے بعد جسے  
 پناہ پائے گا پھر جس میں اللہ تعالیٰ کے دہلیز طرف اس طرف  
 کھڑا ہوں کہ چھپر اٹھا اور پچھلے رشک کریں گے ۔

(ماری)

سلسلہ اس کی کیا کیفیت ہے جس کے بارے میں ارشاد الہی ہے فَصَلِّ أَنْ يَنْبَغِكَ ذِكْرُ فَتَعْلَمُ فَتَعْلَمُ ذِكْرُ  
 رب مقرب آپ کو مقام محمد پر کھڑا فرمائے گا ۔  
 سلسلہ پانچ انداز میں جو چہرہ سے تیار ہوتا ہے ۔

سلسلہ دوسری روایت میں ہے کہ سات آسمان اہرامات زمین کی نسبت اس کرسی کے ہیں یہ جیسے جنگل میں حلقہ  
 ہو، عرش کی فضیلت کرسی پر ایسے ہے جیسے جنگل کی حلقہ پر فضیلت ہوتی ہے یہاں سے ہی مروجہ ہو گیا کہ سلسلہ میں  
 کے درمیان کی وسعت کا ذکر جو درمیان میں آیا ہے وہ جب عرف کرسی کے خلاف میں بدلنا ہے وہاں تشریف تشریف  
 نہیں ہوا کہ وسعت جنت کے بارے میں آیا ہے کہ اس کی چوڑائی آسمان اہرامات زمین کے برابر ہے اس سے جس کی  
 فراخی بیان کئے اس درجہ کا ازالہ ہے جو کہا وہ کہ تشریف ادا اس کی تنگی سے چڑھ جائے ۔ یہ سب سب سب سب سب  
 مشابہات ہے خلاصہ اس کا حلقہ الہی اور اس کی کبریائی کا بیان ہے یہاں مفردات کا نام اس کے خلاف نہیں ہے بلکہ  
 کرسی جادو کا کرسی سے مانوس ہے جس پر بادشاہ بیٹھتا ہے اور حکم جاری کرتا ہے یا عالم کی کرسی سے خلاف سب  
 پر وہ علوم و معارف کے افادہ اور افادہ کے لیے بیٹھتا ہے ۔ اثر و نفوذ پر فخر یا پھر حکمران اور شاہ ساکن ہے یہاں سب سب  
 کو پہلے مد پناہ جانے کا سبب باب الشکر کی فصل اٹل میں گزر چکا ہے اور یہی معلوم ہو چکا کہ یہ سب سب ابراہیم کی حضرت  
 فضیلت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی یہ تقدیم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ہونے کی وجہ سے ہے جو زمین کے کعبہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم لباس میں ملبوس ہوں گے بقا برزگندہ قول کہ اس کے بعد کھجور لباس پناہ پائے گا کے متافی ہے مگر  
 کہا یہ گیا ہے کہ آپ اگرچہ لباس میں تشریف لائیں گے لیکن بسبب آپ کے شرف و فضل کے حضرات نبیاء و صلحاء کے ساتھ

”غیر لباس پہنایا جائے گا۔“ اہل سینہ ان ابراہیم علیہ السلام کو پہلے لباس پہنانا صرف فضیلت جزئی ہے فضیلت کلی ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

یہ حدیث واضح طور پر اس پر دلالت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کائنات کا نیکو کار، انبیاء و مرسلین اور تمام مقررین کے افضل ہیں۔

۵۳۵۹ وَكَانَ الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الْقِرَاطِ رِبِّ سَلَامٌ سَلَامٌ يَا أَيُّهَا الرَّعْدُ فَقَالَ هَذَا أَحَدُ نَوَائِلِ عَرَبِيٍّ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمنین کی کل علامت یہ علامت ہوگی، اے ابلیس! سلامت، سلامت! (ترجمہ: اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

سہ مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ ہے۔

سہ تاکہ تمام اہل ایمان اس میں داخل ہوں اور کوئی خارج نہ رہے جیسا کہ آگے خود فرمایا

سہ معنی تمام اہل ایمان

۳۵۹ وَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْجَدِّ عَاذَ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ الْمَيِّتُ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ

مِنْ أَهْلِي أَكْثَرُ مِنْ أَهْلِي شَيْخِي

(رَدِّ اْلأَهْلِ اْلتَّامِيذِي وَ اْلأَهْلِ اْلدَّارِي)

حضرت عبداللہ بن ابی الجذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے ایک آدمی

کی شفاعت سے قیدہ و بندہ سے زیادہ لوگ جنت میں

جائیں گے۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

سہ جبراء، جبریل پر، مال سکن تہی ہیں، بعض کے نزدیک کہانی ہیں اور بعد میں صحابہ میں شمار ہوتے ہیں جاس

الاصول، تقریب میں ہے کہ قال کے ساتھ ہے ثلثین کہتے ہیں کہ ان میں دو احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے

اور دوسری حدیث کنت نبی آدم فی الروح والجسد میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے

درمیان تھے) محدث میرزا علی الدین کے نسخہ میں قال کے صحیح قرار دیا ہے۔

سہ قیدہ و بندہ بہت زیادہ افراد پر مشتمل تھا جب ایک آدمی کی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں جائیں تو اس طرح

کے مرد و قواصم میں کثیر ہیں جب تمام شفاعت کریں گے تو ان کی شفاعت سے صدی امت مسلمہ جنت میں پہنچ جائے گی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت

میں سے بعض وہ ہیں جو ایک شفاعت کی شفاعت کریں

گے اور ان میں سے ایک تیسری کی شفاعت کریں گے اور ان میں

ایک تیسری کی شفاعت کریں گے اور ان میں سے ایک تیسری کی

شفاعت کریں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہوں

گے۔ (ترمذی)

سلفہ نام۔ فاء کے نیچے زیر معنی کے اعتبار سے نزدیکی جمع ہے نہ کہ لفظ کے اعتبار سے کیونکہ لفظ اسم کا واحد

نہیں اس کی اصل میں ہمزہ ہے مگر بغیر ہمزہ کے بھی آیا ہے۔

سہ ایک والد کی اولاد کو قید کہنا جاتا ہے۔

سہ عقبہ، مین پریش، صدامن، ایک سے لے کر چالیس افراد تک کا جتہ

سہ اس شفاعت سے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

۳۶۰ وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَهْلِي يَشْفَعُ

لِإِسْرَائِيلَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَبِيدِ وَ

يُشْفَعُ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَبِيدِ وَ مِنْهُمْ مَنْ

يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

(رَدِّ اْلأَهْلِ اْلتَّامِيذِي)

سلفہ نام۔ فاء کے نیچے زیر معنی کے اعتبار سے نزدیکی جمع ہے نہ کہ لفظ کے اعتبار سے کیونکہ لفظ اسم کا واحد

نہیں اس کی اصل میں ہمزہ ہے مگر بغیر ہمزہ کے بھی آیا ہے۔

سہ ایک والد کی اولاد کو قید کہنا جاتا ہے۔

سہ عقبہ، مین پریش، صدامن، ایک سے لے کر چالیس افراد تک کا جتہ

سہ اس شفاعت سے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

۳۶۱ وَ عَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

مَتَى اللَّهُ عَمَلِكُمْ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
وَقَعْدًا فَإِنَّ لِيْ خَلِيْلًا مِّنْ أُمَّةٍ أَزْبَغَ  
بِمَاكَ أَلْبُيْكَ جَنَابَ فَكَلَّا أَبُو بَكْرٍ رَفَعْنَا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَهَكَذَا فَصَحًا يَكُونُ  
وَجَعَلَهُمَا قَتْلًا أَبُو بَكْرٍ يَدُونا يَا رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ وَهَكَذَا فَكَلَّا عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ  
فَكَلَّا أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا كُنَّا فِي الْجَنَّةِ  
فَكَلَّا عُمَرُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ كَسَاءَ إِنْ  
يَدُونا لَنَكُنَّ الْجَنَّةَ يَكُونُ وَاحِدٍ فَكَلَّا  
فَكَلَّا الْخَبْرُ مَتَى اللَّهُ عَمَلِكُمْ وَسَلَّمَ مَتَى  
عُمَرُ -

(تذکار فی شہرہ السنۃ)

فرمایا عمر نے یہ کہا (شرح السنۃ)

سہ سال کر دیا اللہ تعالیٰ اس میں اور اضافہ فرمائے یا خبر دیے میں اضافہ فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ کا  
وہ فرمایا جیسا کہ پیچھے گذرا کہ ستر ہزار اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور تین ہزار بھی جنت میں داخل ہوں گے ۔  
سہ مہینے دینے کے لیے آدمی طاعت ہے ، حق ہے ، جیسے دونوں ہاتھوں سے ایک ہی بار دیا جاتا ہے  
سہ تا کہ ہم مل کریں ۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے جدوجہد کریں تاکہ کرم پر اعتماد کرتے ہوئے عمل سے  
فائل نہ ہو جائیں ۔

سہ ایک بار ہی عطا سے جنت میں داخل کر دے لہذا بار بار سوال کی کیا ضرورت ؟

علیہ السلام کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے جو کچھ کہا وہ فقر و سستی اور نیاز و مندی کا اظہار ہے ۔ حضرت عمر نے  
جو کچھ کہہ دیا وہ سب سے بڑا ہے ۔ اولاً حضور نے حضرت ابو بکر کو جواب دیا یہاں تک کہ عمر بول پڑے اور ثانیاً حضرت عمر  
کی نصیحت کی کہ یہ تو جہاد و عمل میں بشارت کا بہت بڑا داخل ہوتا ہے اور کلام عمر میں بھی بشارت ہے بلکہ عظیم تر بشارت  
ہے لہذا دونوں کا حال ایک ہی ہے ۔

۵۶۳ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِفُ أَهْلَ النَّارِ كَيْفَ مَرُّ  
بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ  
وَمِنْهُمْ يَا خَلْدَانُ أَمَا تَعْرِفُونِي أَنَا الْخَلْدَانُ  
سَقَيْتُكَ خَمْرِيَّةً وَقَالَ بَعَثَ مِنْهُمَا أَنَا الْخَلْدَانُ

اور انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : دو دفعی لوگ صف بستہ  
ہوں گے تو اہل جنت میں سے ایک آدمی ان پر گزرتا ہے  
گاؤ ان میں سے ایک دو دفعی کے گلیاں تو مجھے پہچانتا نہیں  
میں وہ ہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا ،



وَعَبَّثْتَ لَكَ دُسُوْدًا فَيَقْطَعُ عَنْكَ فَيْدُ عِلْمِهِ  
(نَدْوَاۃُ الْاَبْنَاءِ مَا جَاءَتْ)

ایک دفعہ فی کے گاہ کہ میں وہ ہوں جس نے دوسو کا پانی دیا  
تھا یہ جیسی ان کی شفاعت کرے گا پس انھیں جنت میں  
داخل کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

سہ یا دفعہ عیوں کو کھڑا کیا گیا ہوگا، یعف معروف و مبہول دونوں طرح ہے۔  
سہ یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ اگر ناسخ و اگر گار نے دنیا میں کسی ایلی اتقوی و دور کی خدمت کی ہوگی تو آخرت میں  
اس کا نتیجہ ملے گا۔ اور ان کی شفاعت سے جنت نصیب ہوگی۔

۵۳۳۳  
وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِنْ رَجَعَ بَيْنَ  
وَتَيْنِ وَحَلَّ اَنْفَاۤءَ اِسْتَقْدَّ يَسِيۤا حُمُتَا كَتَاۤءَ  
الرَّوْبِ تَعَالٰى اَلْحَمْدُ لِمَنْ رَحِمَنَا كَتَاۤءَ لَهْمَا يَدِي  
كَلَمٰۤى اِسْتَقْدَّ يَسِيۤا حُمُتَا كَاۤءَ كَلَمَاۤءَ اَلِكَا  
يَحْمَدُ سَمَاۤءَ كَاۤءَ فَاۤءَ رَحِمَنِيۤا نَكَمَاۤءَ اَنْ تَتَلَقَّ اَ  
كَلَمٰۤى اَنفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنْ الشَّارِ  
كَيْلِيۤا اَحَدَاۤءَ هَمَاۤءَ نَفْسَاۤءَ فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ  
بَهْدًا وَّ سَلَمًا وَّ يَقُولُ اَلَا اَحْسَرَ فَلَۤى يَلِيۤا  
نَفْسَاۤءَ كَيْسُوۤلُ لَهٗ الرَّوْبُ تَعَالٰى مَا مَتَعَكَ  
اَنْ تَلِيۤا نَفْسَكَ كَمَا اَلْفِيۤا صَاۤءَ جَبِكَ فَيَقُوۤلُ  
تَمَّ يَدِيۤا لَكَ رَجُوۤاۤءَ اَنْ لَا يَغِيۤى فِيۤا بَعْدَا  
مَا اَحْسَرَ بَشِيۤا وَّ يَلَمَّاۤءَ كَيْقُوۤلُ لَهٗ الرَّوْبُ تَعَالٰى  
لَكَ رَجَاۤءَ لَهٗ كَيْدُ كَلَمَاۤءَ بِيَسِيۤا الْجَنَّةَا  
يَرْحَمُهُ اللّٰهُ .

(نَدْوَاۃُ الْاَبْنَاءِ ص ۱۰۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو  
دفعہ میں جاچکے ہوں گے ان میں سے دو کا شہد و پکار  
بہت زیادہ ہوگا تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ ان دونوں کو  
نکاح و پھر ان سے فرمائے گا کہ کس مقصد کے لیے تمہارا  
شہد زیادہ سے عرض کریں گے کہ ہم نے یہ اس لیے کیا  
کہ تو ہم پر ہم کرے گا فرمائے گا تم پر میری رحمت ہی  
ہے کہ یہ اپنے کو وہاں ہی ڈال دو جہل تم دونوں سچے  
چنا ہوا میں سے ایک تو ڈال دے گا کہ تمہارا سہ  
اگر کوئی شہد مسلمان ہی دل کر دے گا اسد ہر اظہار ہے  
گا کہ اپنے کو ڈالے گا اس سے بڑے بڑے گا کہ بچے ملنے  
کو کرانے سے کس چیز سے دو کا صلیا کرے یا تمہارے  
اپنے کو گناہ و گناہ کے گناہ میں سے کس کو بچانے  
سے نکالنے کے بعد فرمائے گا تمہاری سے حب تعالیٰ  
فرمائے گا کہ تیرے لیے تیری اس لیے ہے پھر وہ اس شہد  
کی رحمت سے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔  
(ترمذی)

سہ ان کی عہدیت و تسیم کے لیے بطور امتحان  
سہ رضا و مولیٰ کی خاطر اور بندگی کا اظہار کرتے ہوئے۔  
سہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے جب بڑا مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حکم کو تسلیم کرنے کا طریقہ اپنایا  
جائے تو اللہ تعالیٰ بارگاہِ آسمان فرمادیتا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ سے لطف و امید اور جزا و نیا کی وجہ سے  
 ہے اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بندے کا امیدوار ہونا غایت ہی مؤثر ہے اگرچہ  
 انسان اپنے عزیز و اقارب کی وجہ سے اس کی طاعت بجا نہ لاسکا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں! اگر  
 پر حاضر ہوؤ گے پھر وہاں سے گزریں گے اپنے اعمال  
 کے مطابق تو ان میں سے اگے لوگ پہلی کی کوئی طرح  
 پھر ہوا کی طرح، پھر گھوڑے کی قندھ کی طرح، پھر اس کی  
 طرح جو اپنے کجاوے میں سوار ہو، پھر مرد کی دوڑ کی طرح  
 پھر اس کے چلنے کی طرح ہے (ترمذی، دارمی)

۵۳۶۳ وَحِينَ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَرِدُ  
 النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَمْسُدُونَ عَنْهَا مَا عَمِلُوا مِنْ  
 قَاتِلِهِمْ كُلِّهِمْ أَكْبَرُ فِي قَدْ كَانُوا يَجْعَلُونَ  
 كَحُفَّتِ النَّارُ ثُمَّ كَانُوا كَأَنَّ فِي دَحْلِيمٍ ثُمَّ  
 كَعَقْدَةِ الرَّحْلِ ثُمَّ كَمُغْصِمٍ  
 (رداء السیر مینج و الدارمی)

سہ پہلے مراد سے گزرنے کے لیے جو ہدف پر پہنچا یا گیا ہوگا۔  
 سہ پہلے اپنے اعمال کے مطابق نجات و خلاصی پائیں گے۔

سہ حضور، مراجع میں ہے کہ حضور، حاد پر پیش، غار سکن، دوڑنا اور احضار گھوڑے کا دوڑنا۔  
 سہ دل کا سنی گھوڑے کا پالان ہے مراد سوار ہے، کجاوے پر سوار ہونے والا ہے کجاوہ سوار پر سوار ہونے والے  
 سے اقویٰ ہوتا ہے۔

عہ طاعت کے مطابق

## تیسری فصل

## الفصل الثالث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے  
 آگے میرا عرض ہے اور اس کے دونوں کناروں کے  
 درمیان جبرائیل اور میکائیل کے مطابق فاصلہ ہے بعض  
 دلوں نے کہا کہ دونوں شام کی بیتیاں ہیں جن کے درمیان  
 تین دن کی مسافت ہے دوسری روایت میں ہے کہ اس کے  
 گواہ آسمان کے تاروں کے برابر ہیں جو اس پر وارد ہوا ہوا  
 اس سے پیشے تو اس کے بعد لے بھی پاس نہیں گئے گی۔  
 (بخاری و مسلم)

۵۳۶۵ وَحِينَ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا آمَاكُمْ مَعَكُمْ عَزَمَنِي  
 قَامَ إِلَيْنَا جَبْرَائِيلُ وَمِيكَائِيلُ بَيْنَ يَدَيْهِمَا قَدْ مَرَّ قَالَ  
 يَبْعَثُ إِلَيْنَا قَدْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِمَا بِأَلْعَامٍ بَيْنَهُمَا  
 مِائَتَةُ كُلِّ مِائَةٍ وَفِي يَدَيْهِمَا قَدْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِمَا  
 كَلْبٌ مِائَتُ مِائَةٍ مِنْ دَمِهِمْ كَقَدْرٍ بَيْنَ يَدَيْهِمَا  
 لَمْ يَكُنَا بَعْدَ هَذَا أَبَدًا  
 (متفق علیہ)



سَلَّمَ سَلَّمَ حَتَّى تَعْبُدَ آخِثًا إِلَى الْعَبَادِ حَتَّى  
يَجْعَلَ الرَّجُلَ قَلْبًا يَسْتَلِيمُ السَّيِّئَ وَالْأَ  
رْعَافًا قَالَتْ فِي حَاقِقِي الصِّمَّةِ أَوْ حَمَلًا لِيَبْ  
مَعْلَقَةً مِمَّا مَوَدَّ قَاتِلًا مَنْ أَمَرَتْ  
بِهِ فَتَعُدُّهُ نَافِرًا وَمَنْ كَرِهَ فِي الْقَابِ  
وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِبَيْدِهِ إِنَّكَ قَعَدَ  
جَهَنَّمَ كَسَبْعِينَ خَيْرِيًّا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور تیز مردوں کی دوزخ کی طرح ان کے اعمال انھیں سے ملیں  
گئے اور تمھارے نبی پل صراط پر کھڑے ہوئے نجات ہوں گے  
الطی سلامتی سلامتی عطا فرما حتی کہ بندوں کے اعمال عاجز رہ  
جائیں گے یہاں تک کہ ایک شخص آئے گا جو پل نہ سکے گا  
سوا گھٹنے کے فرمایا کہ صراط کے دونوں کناروں پر کھڑے  
نکلے ہوئے ہیں جو تاج حکم میں جے کھڑے کا حکم دیتے ہیں  
گئے اسے پکڑ لیں گے تو بعض روزھی ہو کر نہات پائے جائیں  
گے، بعض آگ میں پھنساؤں بندھے ہوئے اس کی قسم  
جس کے غضب میں ابھر کر یہ کہ جان ہے کہ دوزخ کی گدائی  
سزائے کی ہے (المسلم)

۱۔ جب تمھارے والد کی قبر میں سے لیے ہوئے تو اب انھی سے جنت کا داخلہ کیوں ڈھونڈتے ہو۔  
۲۔ اس حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ نہیں ملا کہ دیگر احادیث میں ہے۔

۳۔ معنی مقام ادب و محبت کی وجہ سے تسلیم و عبودیت پر ہوں لہذا میں تمھارا اوّل و واسطہ نہیں بن سکتا۔  
۴۔ اللہ نے بے واسطہ جبریل سے کام فرمایا

۵۔ وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئیں گے جو اللہ رب العالمین کی بارگاہ و اقدس میں سب سے زیادہ مقام عزت  
قرب پر فائز ہوں گے۔ آپ کی ذات اقدس انبیاء و مرسلین میں ممتاز ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا تم میرے پاس آؤ گے بلکہ  
اپنا اسم مبارک ذکر کیا جو محمد سے شتیق ہے اور مقام محمد کے قیام پر دال ہے جو مقام شفاعت ہے۔

۶۔ ایک دائیں اور ایک بائیں ہاتھ طلب حق اور حصول انصاف ہو

۷۔ کہ ان کے اعمال کی نورانیت و روحانیت کا غلبہ و نہاد و اس کی قوت مراد ہے، دراصل یہ تمام قوت و طاقت  
حضور علیہ السلام کی امداد، توجہ اور تعریف کی وجہ سے ہوگی جو ان کے سروں پر کھڑے ہو کر مدد فرما رہے ہوں گے جیسا  
آگے خود فرمایا۔

۸۔ انھیں استقامت بخش اور نجات و خلاصی عطا فرما۔

۹۔ ان میں اتنی صلاحیت نہ ہوگی کہ وہاں سے گزر جائیں۔

۱۰۔ باوجود جس کے وہ نجات و خلاصی پائے جائیں گے۔

۱۱۔ مگر کوس۔ مزاح میں ہے کہ رحل مگر کوس وہ شخص ہوتا ہے جس کے ہاتھ پاؤں آپس میں اکٹھے ہوں، کلاوس

یعنی آیا ہے جس کا معنی ماقط اور افتادہ ہے۔

۱۲۔ مقصور، کثرت و قعود پر پیش ہے، ذکر تہذیب و تعمین بعض میں سبوں سے جو نحو کے قاعدہ کے موافق ہے میا کہ

شرح میں تفصیلاً بیان ہوا ہے۔

۵۳۶۷  
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِنْ النَّفَارِ  
قَوْمًا كَمَا لَقِيتُ عَمْرًا كَأَنَّهَا النَّفَارُ يُرْقِلُنَا  
مَا النَّفَارُ يُرْقِلُنَا إِنَّهُ الشَّقَاءُ يَبْسُ  
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سلہ ثنائیہ، ثنائیہ پر زبر اور میں

سلہ صفائیس، پہلے دونوں حروف پر زبر، باو کے پنے زیر یا دسکن، ضغیب کی جمع ہے ضاد پر پیش  
فین، باء۔

بعض نے کہا وہ سفید گھاس جو روئی کی طرح ہوتی ہے اور دیت میں لگتی ہے۔

۵۳۶۸  
وَعَنْ عَمْرٍاءَ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُشْعِمُ يَوْمَ الْيَقِينَةِ خَلْفَهُ الْأَنْبِيَاءَ ثُمَّ  
الْعَمَمَاءَ ثُمَّ الشُّعَدَاءَ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلام  
لہذا قیامت تین بنام میں شفاعت کریں گی۔ انبیاء  
مہر علماء، مہر شہداء۔

(تَذَاكُلُ مَا جَاءَ)

سلہ ان تین کو مخصوص کرنے کی وجہ ان کی فضیلت و کرامت ہے۔ ہر تمام اہل غیر مسلمانوں کے لیے شفاعت کا  
ثبوت ہے اور اس سلسلہ میں اہل بیت مشرورہ وارد ہیں۔ مولانا شفاعت کی طرف کی صفائی کے لیے یہاں بھی درجات  
کے لیے ہو۔ شفاعت کا انکار بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خواجہ ابوالحسن علی قادری نے لکھا ہے۔

